مؤلفہ


استاذ العلماء حضرت مولانا ابو سعید اللہ بخش ظفر مدظلہ
استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان


حامل متن معرب

سلیس ترجمہ

نحوی ترکیب

خلاصۃ المباحث

عبارت کی مکمل تشریح

الإعادة على ضوء الأسئلة

مباحث الکتاب علی ضوء الخریطۃ

الکأس الدھاق في أسئلۃ الوفاق علی ترتیب الکتاب


ناشر
# مکتبہ رحمانیہ
محلہ تفہیم نگر نزد رمضانیہ مسجد عقب ڈسٹرکٹ ہسپتال مظفر گڑھ فون رہائش: 061-580692

النحو للعلوم كالضوء للنجوم

النحو في الكلام كالملح في الطعام

# خیر النحو

(اردو شرح)

# هداية النحو

مؤلفہ


استاذ العلماء حضرت مولانا ابو سعید اللہ بخش ظفر مدظلہ

استاذ جامعہ خیر المدارس ملتان


حامل متن معرب

سلیس ترجمہ

نحوی ترکیب

خلاصۃ المباحث

عبارت کی مکمل تشریح

الإعادة على ضوء الأسئلة

مباحث الكتاب على ضوء الخريطة

الكأس الدهاق في أسئلة الوفاق على ترتيب الكتاب


ناشر

مکتبہ رحمانیہ

نزد جامعہ خیر المدارس ملتان

فون: 0301-7428011, 0302-7322448

0333-7206730, 0334-6030670

نام کتاب: **خیر النحو** اُردو شرح **ہدایۃ النحو**

مصنفہ: اُستاذ العلماء حضرت مولانا ابو سعید اللہ بخش ظفر صاحب مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

موبائل نمبر: 0301-7428011,0334-6030670,0321-6338113

نظر ثانی: اُستاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب مدظلہم، مہتمم مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ شہر

تصحیح: مولوی قاری محمد سعید الرحمٰن (سابق مدرس جامعہ نعمانیہ نظامیہ قدیرہ آباد، ملتان) 0302-7322448

کمپوزنگ: حافظ محمد نعمان حامد، موبائل نمبر: 0300-7334677

ایڈیشن: اوّل...... ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ۔ دوم...... رمضان المبارک ۱۴۲۷ھ۔ سوم...... محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

تعداد: گیارہ صد (1100)

### ملنے کے پتے

| | |
|---|---|
| (۱) مکتبہ امدادیہ، ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان، فون: 061_4544965 | (۲) ادارہ اشاعت الخیر بیرون بوہڑ گیٹ ملتان، فون: 0300_7301293 |
| (۳) مکتبہ حقانیہ، ٹی. بی روڈ ملتان، فون: 061_4541093 | (۴) عتیق اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان |
| (۵) مکتبہ عثمانیہ نزد جامعہ خیر المدارس، اورنگزیب روڈ ملتان | (۶) اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی، فون: 021_4927159 |
| (۷) قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی: فون 021=2627608 | (۸) مکتبہ دار القرآن علامہ بنوری ٹاؤن کراچی |
| (۹) مکتبہ لدھیانوی علامہ بنوری ٹاؤن کراچی | (۱۰) مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار، لاہور |
| (۱۱) ادارہ نشر و اشاعت نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ فون: 055-4218530 | (۱۲) والی کتاب گھر چوک اردو بازار، گوجرانوالہ فون: 0554441613-14 (۱۳) اسلامی اکیڈمی چوک بازار بنوں |
| (۱۴) مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ۔ موبائل نمبر 0300-3821560 (۱۵) مکتبہ المعارف محلہ جنگی پشاور۔ موبائل نمبر 0300-5944317 | (۱۶) مکتبہ عارفی، نزد جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ، گلشن امداد فیصل آباد (۱۷) مکتبہ المنظور الاسلامیہ نزد جامعہ حسنیہ علی پور (مظفر گڑھ) |
| (۱۸) مکتبہ رشیدیہ جی ٹی روڈ، ضلع ساہیوال | (۱۹) کشمیر بک ڈپو اینڈ سنز تلہ گنگ روڈ، چکوال فون: 0543-551148 |

(۲۰) کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار راولپنڈی، فون نمبر: 051_554798

ناشر **مکتبہ رحمانیہ** نزد جامعہ خیر المدارس مُلتان

# فہرست مضامین خیر النحو اُردو شرح ھدایۃ النحو

# انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس معمولی کاوش کی نسبت اپنے مشفق ومربی اساتذہ کرام دام فیوضھم کی طرف کرتا ہے جن کے فیضِ اقدس سے عرصہ آٹھ سال تک علمی تشنگی بجھاتا رہا اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے۔ اوران مادرِ علمیّہ کی طرف جن سے تمام علمی وعملی ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔

پھر اپنے والدین مرحومین کی طرف جن کی ادعیّۂ شب گاہی سے اس قابل ہوا۔

# تَشَكُّر

سب سے پہلے اس ذاتِ اقدس کا شکرِ عظیم ہے جس نے اس حقیر ناچیز کو اہلِ علم کی جوتیوں میں بیٹھنے کی سعادت سے نوازا اور اپنے اور اپنے محبوب کے کلام کو کچھ سمجھنے کی توفیق بخشی۔

پھر ان اکابرین علماء عظام اور عظیم اساتذہ کرام دامت فیوضہم العالیہ کا بے حد شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اپنے قیمتی اوقات میں سے کچھ حصہ بندہ پر شفقت فرماتے ہوئے احقر کے مسودہ کی خاطر وقف کیا اور اپنی مبارک اور قیمتی آراء سے حوصلہ افزائی فرمائی۔ بالخصوص جامعہ خیر المدارس کے بزرگ اساتذہ کرام اور میرے مشفق ومربی وسیدی اُستاذ العلماء، رأس الاتقیاء حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب زید مجدھم العالی، مہتمم مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ شہر مظفر گڑھ، اور دیگر احباب کرام کا بھی ممنون ہوں، خواہ وہ احباب سے ہوں یا شاگردان میں سے، جنہوں نے ہمہ لحاظ سے اس عظیم کام میں حظِ وافر کے ساتھ شریک ہو کر اس شرح کو تکمیل کے زیور سے آراستہ کرانے میں کوشش کی۔ اور ادعیّہ شب گاہی میں اس کی تکمیل کے لئے اللہ رب العزت سے منظوری کرائی۔

**فجزاهم الله احسن الجزاء۔**

# الاعتذار

اگرچہ انسانی عقل کا دائرہ کار بہت ہی محدود ہے اور یقیناً اس کے وضع کردہ اصول بھی محدود ہوں گے۔ اور اس کی ہر کاوش خطاء اور نسیان سے خالی نہیں۔ اس شرح میں بندہ نے حتی الوسع کوشش یہ کی ہے کہ یہ شرح اغلاط سے محفوظ ہو، لیکن یقیناً اس میں کچھ نہ کچھ اغلاط ہوں گی۔ حضرات اکابرین اور احباب سے التجاء ہے کہ اگر کوئی غلطی سامنے آئے تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اصلاح کی جا سکے۔

فقط: افقر الی اللہ، ابوسعید اللہ بخش ظفر عفی عنہ

مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان

فون: 061-580692

# رموزالکتاب

## ''خیر النحو شرح هداية النحو''

ص : نقشہ جات میں صورتِ مسئلہ پر دال ہے اور وفاقی سوالات میں اصل کتاب ھدایۃ النحو کے صفحہ نمبر پر دال ہے۔

م : مندرجہ نقشہ جات میں مثال کی نشان دہی کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ اور وفاقی سوالات کے آخر میں ''مکتبہ'' کے لفظ پر دلالت کرتا ہے۔

رح : وفاقی سوالات کے آخر میں صفحہ کے ساتھ کتاب کے طابع کی نشان دہی کے لئے ''رح'' لکھ دیا گیا ہے، جس سے مراد ''رحمانیہ لاہور'' ہے۔

ح : بعض نقشہ جات میں اس کو لفظ حکم کے بیان کے لئے لکھا گیا ہے۔

ق : نقشہ جات میں قسم پر دلالت کرنے کے لئے لکھا گیا ہے۔

## ماٰخذومراجع

(۱) درایۃ النحو، (۲) الھامیہ، (۳) کتاب الھدایۃ، (۴) کافیہ، (۵) شرح جامی، (٦) كفاية النحو، (۷) رواية النحو، (۸) ارشادالنحو، (۹) خودآموز ھدایہ فی النحو، (۱۰) جامع الغموض شرح فارسی کافیہ، (۱۱) مصباح المعانی شرح اُردوشرح جامی، (۱۲) المنجد، (۱۳) علم النحو، (۱۴) اعانۃ النحو، (۱۵) حاشیہ ملا عصام، (۱٦) محرم آفندی، (۱۷) سوال باسولی، (۱۸) ظفر المحصلين، (۱۹) کشف الظنون، (۲۰) نزھۃ الخواطر۔ (۲۱) نحو میر۔

# ''خیر النحو'' اُردو شرح ''هداية النحو'' کی اہم خصوصیات

(۱) متن کی مکمل عبارت پر اعراب لگائے گئے ہیں۔

(۲) ہر فصل و باب کی عبارت کے مباحث کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے اور مباحث کے عنوانات وفاقی سوالات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے قائم کئے گئے ہیں۔ جن سے سوالات کے حل میں کافی حد تک آسانی پیدا کر دی گئی ہے۔

(۳) الباب الثانی فی المبنی تک مکمل عبارت کے بعنوان حاشیہ ترکیب لکھ دی گئی ہے۔

(۴) ہر فصل کے آخر میں اَلْإِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْأَسْئِلَة '' کے عنوان سے چند سوالات جو کہ پوری فصل کے مباحث پر مشتمل ہیں لکھ دیئے ہیں اور ان کے حل کے لئے ( دیکھئے بحث فلاں ) کا عنوان بھی ساتھ لکھ دیا ہے، تا کہ دقت نہ ہو۔

(۵) کتاب (ھدایۃ النحو ) کی شرح کو دس ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اور ہر باب کے آخر میں اس باب کی مناسبت سے اکیس سالہ بنین وبنات کے جو سوالات ہیں، کتاب کی ترتیب پر لکھ دیئے ہیں جن کو ''الكأس الدهاق فی اسئلة الوفاق'' کے عنوان سے لکھا گیا ہے۔ اور چونکہ شرح میں اسی ترتیب کو مدِّ نظر رکھا گیا ہے لہٰذا دوبارہ حل کی ضرورت نہیں سمجھی۔ تاہم اس سے قبل 'ھدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی سوالات'' کے عنوان سے ایک کتاب شائع کی جا چکی ہے، جس کا دوسرا ایڈیشن بھی قریب ختم ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰه.

(۶) ہر باب کے ابتدائی صفحہ پر پورے باب کے مباحث کا نقشہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ وفاقی سوالات کے پرچہ جات کو کتاب کی ترتیب پر لکھا گیا ہے تا کہ پورے سال استفادہ کیا جا سکے۔ البتہ سہولت کے لئے اصل کتاب کا صفحہ نمبر اور مکتبہ کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے، نیز بنین وبنات کے سوالات میں امتیاز پیدا کرنے کے لئے ''للبنات'' کے لفظ سے فرق بھی کر دیا ہے۔

(۷) پوری عبارت کا سلیس اور بامحاورہ اُردو میں الگ ترجمے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ طویل فصل کی عبارت کو کئی حصوں میں لکھ کر الگ الگ ترجمہ کیا گیا ہے۔

(۸) کتاب ''هداية النحو ''میں مندرجہ تمام اشعار کو توضیح وتشریح کے عنوان سے مفصلاً ذکر کیا گیا ہے۔ نیز تفصیل میں (۱) شعر کا ترجمہ، (۲) اہم الفاظ کی تشریح، (۳) شعر کا مطلب، (۴) غرض ذکر شعر، (۵) محل استشهاد، (۶) ترکیب، (۷) شاعر کا نام، (۸) لفظ مثل اگر کہیں موجود ہو تو اس کی مراد بھی واضح کر دی گئی ہے۔

(۹) بعض اہم اور مشکل مقامات کو ذہن میں نقش کرنے کیلئے نقشہ کی مدد سے حل کیا گیا ہے۔ جس سے اس مقام کا سمجھنا سہل ہو گیا ہے۔

(۱۰) پوری شرح میں استعمال کردہ رموز کی مستقلاً توضیح کی گئی ہے جن کی مدد سے نقشہ جات سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔ نیز مآخذ و مراجع کے عنوان کو قائم کر کے ان تمام کتب کا ذکر کیا گیا ہے جو اس شرح کے لکھتے ہوئے زیر مطالعہ رہیں۔ (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

# تقریظات مشائخ عظام و علماء کرام

## فضیلۃ الشیخ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہم

رئیس دارالافتاء جامعہ خیرالمدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**نحمدهٗ ونصلی علٰی رسوله الکریم. اما بعد:** عربیت سیکھنے کے لئے علم صرف ونحو بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔اس لئے ان علوم میں سینکڑوں کتابیں علماء نے تصنیف فرمائی ہیں۔ان میں ایک اہم مفید کتاب ''ہدایۃ النحو'' بھی ہے، جو تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔اس کی مختلف شروح اور حواشی ہیں۔ ہمارے مخدوم ومکرم حضرت مولانا اللہ بخش صاحب زید مجدہم نے بھی ''خیرالنحو'' کے نام سے اس کی ایک شرح زمانہ حال میں تالیف فرمائی ہے، جو تحقیقاتِ مفیدہ، اضافاتِ جدیدہ اور مضامینِ عجیبہ پر مشتمل ہے۔اللہ تعالیٰ قبولیت عامہ اور نافعیت سے نوازیں۔اور حضرت مؤلف مدظلہم کے لئے ذریعہ نجات بناویں، آمین۔

بندہ عبدالستار عفی عنہ

۲۴ جمادی الثانیہ ۱۴۲۵ھ

## رأس الاتقیاء، مشفق ومربی استاذ نیم حضرت مولانا مفتی محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم

مہتمم مدرسہ امداد العلوم محمود کوٹ شہر (مظفر گڑھ)

مُبَسْمِلاً وَمُحَمْدِلاً وَمُصَلِّیًا۔ اَمّا بعد!

مدارسِ دینیہ کے کہنہ مشق اساتذۂ کرام کتاب ''ھدایۃ النحو'' کی اہمیت وافادیت اور ضرورت سے بخوبی واقف ہیں۔اسی افادیت کے پیشِ نظر اس کتاب کی متعدد شروح معرضِ وجود میں آئی ہیں۔عصر حاضر میں جب سے متون کی شروح اور شروح کی تشریحات کو اُردو زبان میں ڈھالا گیا ہے تو ھدایۃ النحو کی کئی شروح بھی اس جامہ میں ملبوس ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی ہیں۔

''خیرالنحو'' کے مؤلف عزیز مولوی اللہ بخش (مدرّس جامعہ خیرالمدارس ملتان) نے بھی ایک نرالے اور اچھوتے انداز میں کتاب کے مضامین کو سہل ترین طریقہ سے بیان کر کے مزید ایک لطیف شرح کا اضافہ کیا ہے۔اس شرح نے بچند وجوہ دوسری شروح کی نسبت سے ایک امتیازی حیثیت اختیار کر لی ہے۔

(۱) ابتداء میں کتاب کے تمام مباحث کو ایک خریطہ کی شکل میں ذکر کیا گیا ہے۔(۲) اس کے بعد ہر باب و ہر فصل کی ابتداء

میں خلاصۃ المباحث کے عنوان سے یہی عمل دہرایا گیا ہے۔(۳) اور بعض مسائل کو نقشہ جات کے تعاون سے طلباء کے ذہن میں ثبت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔(۴) مشکل الفاظ کی تشریح، حل التراکیب اور ضمنی فوائد اور لطائف علمیہ نے شرح کو مزید مفید اور احسن بنادیا ہے۔(۵) ہر بحث کے آخر میں **اعاده فی شکل الاسئله** اور **الكأس الدهاق فی اسئلة الوفاق** کا عنوان دے کر طلباء کو وفاق المدارس کے امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کا اچھا طریقہ بتلایا گیا ہے، جس سے طلباء کرام بخوبی استفادہ کر سکتے ہیں۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز کی محنت کو قبول فرمائیں، **وما ذلک علی الله بعزیز**.

محمد صدیق

مہتمم مدرسہ عربیہ امداد العلوم، محمود کوٹ شہر ضلع مظفر گڑھ

۵ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

## جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یٰسین صاحب صابرؔ مدظلہم

### شیخ الحدیث جامعہ عمر بن الخطاب ملتان

باسمہٖ تعالیٰ

واضح ہو کہ برادرِ محترم حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلیقہ اور ذوق وشوق بھی رکھتے ہیں۔ موصوف کی کئی کتب چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ حال ہی میں اُنہوں نے ہدایۃ النحو کی بھی اُردو زبان میں شرح لکھی ہے۔ موصوف نے بڑی محنت اور جستجو سے شرح کا مواد جمع کیا ہے اور ترتیب دیا ہے۔ ویسے تو ہدایۃ النحو کی عربی، فارسی، اُردو زبانوں میں شروح کثیرہ ہیں، مگر موصوف کی یہ شرح ہر گلے را رنگ وبوئے دیگر است کا مصداق ہے۔ میرے ناقص خیال میں اساتذہ حضرات اور طلباء وطالبات سب کے لئے یہ شرح بے حد مفید ہے۔ حق تعالیٰ اس شرح کو زیادہ سے زیادہ مقامِ قبولیت عطا فرماویں، آمین۔

بندہ محمد یٰسین صابرؔ

مدرّس جامعہ عمر بن الخطاب ملتان

۲۶/۵/۲۵ھ

## استاذ العلماء حضرت استاذ یم مولانا غلام یٰسین صاحب زید مجدھم
### بانی جامعہ اسلامیہ للبنات، تونسہ شریف (ڈیرہ غازی خان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم.

عزیزی مولانا اللہ بخش صاحب زید مجدہٗ کو اللہ پاک نے بہترین صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ تدریس و تصنیف دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں۔ مُلک کی عظیم دینی درسگاہ اور مادرِ علمی جامعہ خیر المدارس ملتان میں ان کا معلّم ہونا ان کے مقبول و جید استاذ ہونے کی دلیل ہے۔ موصوف کی تازہ ترین تصنیف ''خیر النحو اُردو شرح ھدایۃ النحو'' ہے، بندہ اپنی علالت و مصروفیات کی وجہ سے اس کو بالتفصیل تو نہیں پڑھ سکا، البتہ چند مقامات کو دیکھا ہے، جس سے اندازہ ہوا کہ عزیز نے بڑی محنت سے فوائد مہمہ کو جمع فرمایا ہے۔ اِن شاء اللہ یہ شرح اساتذہ کرام اور طلبہ و طالبات کے لئے نافع کثیر ہوگی۔

دُعاء ہے اللہ تعالیٰ عزیز کی محنت کو قبول فرما کر اس شرح کو قبولیت تامہ نصیب فرمائے، آمین۔

متمنی دُعاء: غلام یٰسین غفرلہٗ
مدیر جامعہ اسلامیہ للبنات تونسہ
۱۰/۵/۲۵

## جامع المعقول والمنقول استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عبد المجید صاحب فاروقی مدظلہ
### شیخ الحدیث جامعہ شرف الاسلام چوک سرور شہید (مظفر گڑھ)

الحمد لاھلہ والصلوٰۃ علی اھلھا محمد ن المصطفٰی والہ المجتبٰی. اما بعد:

علم نحو کو اُم العلوم بھی کہا گیا ہے۔ جیسے ماں کے بغیر نہ بچے کا وجود ہے اور نہ اس کی صحیح تربیت و پرورش ہوتی ہے۔ ایسے ہی نحو کے بغیر نہ علوم عربیہ کی سمجھ آتی ہے نہ ہی طالب علم اس میں مہارت حاصل کرسکتا ہے۔ علم نحو کی کتب میں سے امام ابو حیان اندلسی المتوفی ۷۴۳ھ کی ہدایۃ النحو کو اللہ کریم نے خصوصاً شرف قبولیت سے نوازا۔ وہ ہر دور اور ہر مدرسہ میں داخل درس رہی ہے۔ ہر طالب علم اس کو پڑھنے کا محتاج ہے۔ اس کی قدیم وجدید کافی شروح لکھی جا چکی ہیں۔ اُردو زبان میں ایک جامع شرح کی ضرورت تھی۔ عزیز محترم مولانا اللہ بخش صاحب ظفر مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان جو علم نحو میں خاص ذوق رکھتے ہیں، اُنہوں نے ھدایۃ النحو کی اُردو زبان میں بہترین سہل انداز میں شرح لکھ کر کتاب کو سمجھنے میں انتہائی آسانی پیدا کردی۔ بندہ نے اس شرح کو چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا تو اس کو بہت مفید خیال کیا۔ اس شرح کی خصوصیت یہ ہے کہ عربی متن کو بھی کتاب میں باقی رکھا ہے۔ (۲) طلباء کی سہولت کے لئے خلاصۂ مباحث کو ذکر کیا گیا۔ (۳) اہم مسائل کو مستقل عنوانات دے کر بیان کیا گیا ہے۔ (۴) حتی الامکان ترکیب بھی بیان کی گئی ہے۔ (۵) وفاق المدارس کے سوالات کو مدِ نظر رکھ کر ان کے جوابات کی طرف بہترین رہنمائی بھی کی گئی ہے۔ اِن خصوصیات کی بناء پر اُمید ہے کہ یہ

کتاب طلباء وطالبات کے لئے اِن شاء اللہ بہت مفید ہوگی۔

دُعا ہے کہ اللہ کریم عزیز محترم کی اس سعی کو قبول فرمائے اور طالبانِ علوم نبوت کے لئے نافع بنائے، آمین ثم آمین۔

محمد عبد المجید عفا اللہ عنہ

خادم العلوم النبویہ جامعہ قاسمیہ شرف الاسلام چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ

۲۰ ربیع الاوّل ۱۴۲۵ھ

## پیر طریقت استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عابد صاحب مدظلہٗ

## (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان)

**الحمد للّٰہ الذی علم الانسان ما لم یعلم. والصلوٰۃ والسّلام علیٰ سیدالرّسل وخاتم الانبیاء. امّا بعد:**

لغت عرب اُمّ اللغات ہے۔ اس کے اصول اور ضوابط مستحکم ہیں۔ اسی لئے جس قدر خدمت مختلف حوالوں سے اس لغت کی ہوتی ہے شاید دوسری کسی بھی لغت کی نہ ہوتی ہو۔ لغت عرب میں علم نحو کی ایک اساسی حیثیت ہے، جس کے ذریعے آدمی صحیح عبارت لکھ اور پڑھ سکتا ہے۔ ہمارے دینی مدارس اور جامعات میں بتدریج اس فن کے قواعد اور ضوابط سے روشناس کرایا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے ھدایة النحو کی ایسی حیثیت ہے جس میں قواعدِ نحو کو دل نشین انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ اگر طالب علم اس کتاب کو بہتر طریقہ سے پڑھ لے تو خاص حد تک علم نحو سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ ماضی میں اس کی متعدد شروح منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ حال ہی میں جامعہ خیر المدارس کے ایک قابلِ فخر استاذ برادرِ محترم حضرت مولانا اللہ بخش صاحب زید مجدہٗ نے اس کی ایک منفرد اُردو شرح جو کہ ''خیر النحو اُردو شرح ھدایة النحو'' کے نام سے موسوم ہے، لکھی ہے۔ اِن شاء اللہ یہ کتاب طالبانِ علم نحو کے لئے ایک نعمتِ عظمیٰ ثابت ہوگی۔ حضرت موصوف مدظلہٗ کو علمِ ادب کے متعدد شعبوں سے شغف ہے۔ اس ذیل میں اور بھی کتب تالیف کی ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ پاک ان کی اس سعی کو مشکور فرمائیں اور ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔ اور طالبان کو اس سے خوب خوب استفادہ کی توفیق بخش دے، آمین۔

ایں دُعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

محمد عابد عفی عنہ

مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان

یکے از خدام حضرت بہلوی قدس سرہٗ

۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ

## شیخِ طریقت حضرت مولانا رشید احمد صاحب شاہ جمالی مدظلہم العالی

(بانی ومہتمم جامعہ فاطمۃ الزہراء ڈیرہ غازی خان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

علوم عربیہ قرآنیہ کے لئے صرف ونحو کے علوم بمنزلہ رِجلین (دو پاؤں) کے ہیں۔ان کے اندر جس قدر قوت ہوگی علومِ دینیہ عربیہ کے اندر بھی قوت وصلاحیت ہوگی۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا اللہ بخش صاحب زید مجدھم کو کہ اُنہوں نے دینی مدارس کی ایک نصابی کتاب ھدایۃ النحو کی اُردو شرح تصنیف فرما کر میرے جیسے کمزور کو تقویت بخشی ہے۔حضرت کی علمی اور قدیمی تدریسی تجربہ کے باعث مکمل وثوق سے بغیر دیکھے اس کتاب مستطاب کی صحت ونافعیت کی اُمید کے ساتھ بندہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہے کہ اسے مقبول فی الدارین بنائے۔فقط والسلام۔

رشید احمد شاہ جمالی عفا اللہ عنہ

۲۰/۵/۲۵ھ

## استاذ الصرف والنحو حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جامی مدظلہٗ

(شیخ الحدیث دارالعلوم رحیمیہ ملتان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

برادرِ مکرم حضرت مولانا ابوسعید اللہ بخش صاحب زید مجدہٗ، مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان، کو اللہ پاک نے ملکۂ تدریس و تصنیف دونوں سے خوب نوازا ہے۔اور مولانا دونوں صلاحیتوں کو بھرپور انداز میں بروئے کار لا رہے ہیں۔مادرِ علمی جامعہ خیر المدارس میں بڑے بڑے اسباق پڑھانے کے ساتھ ساتھ تصنیفات کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔حضرت والا کی تازہ ترین تصنیف ’’خیر النحو اردو شرح هداية النحو‘‘ھدایۃ النحو کی شروحات میں ایک قابلِ قدر شرح کا اضافہ ہے،جس کو جامع ترین شرح کہا جاسکتا ہے،جس میں تمام اُمورِ ضروریہ (حل عبارت،حل ترکیب،حل مسائل نحویہ، نیز وفاق المدارس کے اکیس سالہ پرچہ جات کا حل) کا احاطہ کیا گیا ہے۔یہ شرح طلباء وطالبات کو باقی شروحات سے اِن شاءاللہ مستغنی کردے گی۔

دُعا ہے کہ خداوند قدوس حضرت برادرِ مکرم کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور علماء وطلباء وطالبات کے لئے اس شرح کو نافع بنائے، آمین۔

کتبہ: عبدالرحمٰن جامی

مقیم دارالعلوم رحیمیہ ملتان

۲۵-۵-۱۱

## مفتی ابنِ مفتی حضرت مولانا سید عبد القدوس صاحب ترمذی مدظلہم

مہتمم جامعہ حقانیہ، ساہیوال، ضلع سرگودھا

باسمہٖ سبحانہٗ و تعالیٰ

بعد الحمد و الصلوٰۃ: گزارش آنکہ احقر کو کتاب لاجواب ''خیر النحو اُردو شرح ھدایۃ النحو'' کے بعض مقامات دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ انتہائی خوشی ہوئی کہ ھدایۃ النحو کی یہ ایک جامع شرح ہے۔ حل عبارات کے ساتھ اس کی مبسوط شرح اور عبارت کی ترکیب، پھر متعلقہ سوالات واعتراضات کا شافی جواب اور مناسب تمارین وغیرہ اس شرح کی خصوصیات ہیں۔

علاوہ ازیں نحو کے نادر مسائل اور عجائب وغرائب بھی اس کتاب کا جزو لاینفک اور لازمی حصہ ہیں۔ ھدایۃ النحو چونکہ وفاق المدارس کے امتحان میں بھی شامل ہے، اس لئے اس میں وفاق کے سوالات کو حل کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ غرضیکہ کتاب ہر لحاظ سے مبسوط، مفصل اور جامع ہے۔ اور بہت سی مفید ابحاث پر مشتمل ہے۔ مبتدی اور منتہی طلباء کے علاوہ اساتذہ کرام اور ماہرینِ فن بھی اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ حق تعالیٰ شارح خیر النحو برادر مکرم فاضل محترم مصنف کتب کثیرہ جناب حضرت مولانا اللہ بخش صاحب مدظلہم، مدرّس جامعہ خیر المدارس ملتان کو بہت بہت جزائے خیر عطاء فرمائے کہ اُنہوں نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا اور بڑی محنت شاقہ اور انتہائی جدوجہد سے اس شرح کو مکمل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس محنت کو قبول فرماویں اور کتاب کے نفع کو عام وتام فرماویں، آمین۔

اساتذہ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر وہ اس شرح کے مباحث کو مطالعہ کے بعد سہل اور مختصر وجامع انداز میں طلباء کے سامنے پیش فرماویں تو زیادہ بہتر ومفید ہے۔ کتاب ھدایۃ النحو اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب ہے۔ ہر زبان میں اس کی شروحات موجود ہیں۔ پھر شروحات میں جیسے طویل شروحات ہیں ایسے ہی متوسط اور مختصر بھی ہیں۔ اور ہر ایک کی افادیت اپنی جگہ مسلّم ہے۔ کسی شرح کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ کما قیل: وللناس فیما یعشقون مذاهب.

لیکن ان میں خیر الشروح کی تعیین ایک ذوقی اور فنی چیز ہے۔ کما لا یخفٰی. تاہم ضروری مباحث پر مشتمل متوسط درجہ کی شرح جس میں حل عبارت کا خصوصی اہتمام ہو احقر کے خیال میں ''خیر النحو اُردو شرح ھدایۃ النحو'' زیادہ مفید بلکہ افید وانفع ہے اور ع ''خیر الامور اوساطها'' کی بناء پر اسے خیر الشروح کہنا بھی شاید زیادہ بہتر ہے۔

آئندہ ایڈیشن میں اس شرح کے ضروری مفید حصے اور حل عبارت سے متعلق جامع ابحاث کو اگر الگ شائع کر دیا جائے تو فاضل شارح مدظلہم کا یہ بڑا کارنامہ ہوگا۔ واللّٰہ الموفق والمعین. هذا ما عندی ولعل عند غیری احسن من هذا. فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہٗ خادم طلبہ جامعہ حقانیہ ساہیوال، سرگودھا

۴ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ / ۲۱-اگست ۲۰۰۴ء

# پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

الحمد لاهله والصلوٰة لاهلها. اما بعد :

قرآن مجید اور حدیث رسول ﷺ کو سمجھنے کے لئے جس طرح دیگر علوم (علم اللغت، علم الصرف، علم المعانی، بیان، منطق و فلسفہ) کا جاننا ضروری ہے اسی طرح علم النحو کو سیکھے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں، بلکہ قرآن وحدیث اور اسی طرح کتب عربیہ کو سمجھنے کے لئے علم نحو کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: "الصرف اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ اَبُوْهَا" (علم صرف علوم کی ماں اور نحو علوم کا باپ ہے) تو جس طرح خاندان میں باپ کو مرتبہ حاصل ہے کہ پورے کنبہ کا سردار ہوتا ہے اسی طرح علم نحو بھی پورے علوم میں باپ کی مانند ہے۔ اور کہا جاتا ہے اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ (نحو کلام میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک) یعنی جس طرح کھانے میں نمک نہ ہو تو پھیکا پھیکا ہوتا ہے اسی طرح اگر کلام میں نحو نہ ہو تو کلام بھی پھیکی ہوگی۔ تو اس سلسلے میں نحو کی علماء نے بہت خدمت کی اور اس کے قواعد وضوابط کو ضبط کرنے کے لئے بہت سی کتب لکھی گئی ہیں۔ ان کتب میں سے ایک کتاب هداية النحو ہے۔

یہ کتاب علم نحو کے مسائل کو یاد کرنے میں نہایت مفید ہے اور علم نحو کے مسائل کے حق میں جو مقام ومرتبہ هداية النحو کو حاصل ہے شاید ویسا کسی اور کتاب کو حاصل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ دور کے تمام دینی مدارس (بنین وبنات) کے نصاب میں شامل ہے۔ اور نحوی استعداد کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے اس کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے۔

ترقی کے اس دور میں عالم اسلام میں هداية النحو کی چھوٹی بڑی بہت سی شروحات منظر عام پر آ چکی ہیں اور ہر ایک شرح کا انداز اگرچہ مختلف ہے لیکن بعض چیزیں ایسی اس کتاب (هداية النحو) میں موجود ہیں جو کہ مبتدی طلباء وطالبات کے لئے مبہم ہیں، جن کی وضاحت ضروری تھی، لیکن کسی شرح میں ان کی وضاحت نہیں، اگر ہے تو بہت کم۔ نیز وفاقی سوالات کی روشنی میں بعض ایسے عنوانات بھی سامنے آئے ہیں جن پر مطلع ہونا اور ان کے جوابات کو تیار کرنا مبتدی کے لئے مشکل تھا۔ ضرورت تھی کہ ایسی شرح لکھی جائے جو ان سوالات کے جوابات کو ان عنوانات سے مُعَنْوَنْ کر کے لکھے جائیں۔ چونکہ احقر عرصہ تقریباً بیس سال سے متواتر اُس کتاب کو پڑھا رہا ہے، بہت عرصہ سے خیال ہوا کہ اس کی ایسی شرح لکھی جائے جو ان تمام ابہامات کو کھول دے اور ساتھ ہی وفاقی سوالات کو حل کر کے پیش کر دیا جائے، تا کہ حلِ سوالات کا طریقہ مبتدی طلباء وطالبات کے اذہان میں نقش ہو جائے۔ چونکہ ایک صاحب نے اس طرز کی شرح لکھنے میں اپنے جذبات کا اظہار کیا جس کی وجہ سے احقر نے یہ ارادہ ترک کر کے عنانِ عنایت هداية النحو کے وفاقی سوالات کے حل کی

طرف موڑ دی اور اس شرح کے منظر عام پر آنے سے قبل سولہ سالہ حل شدہ سوالات بنین و بنات بترتیب کتاب پیش کردیئے۔اگر چہ عام اذہان میں اس کے متعلق حل سوالات کا عنوان ہے لیکن حقیقتاً اس سے مقصود صرف سوالات کے حل کی ترتیب سمجھانا تھا۔الحمد للہ کتاب مذکور کا دوسرا ایڈیشن قریب ختم ہے۔اب تیسرے ایڈیشن میں اِن شاءاللہ سولہ سالہ کی بجائے تیئیس سالہ سوالات کے حل کو پیش کیا جائے گا،جس کی تیاری شروع ہوچکی ہے۔(تحفہ سعید کے نام سے شائع ہوچکی ہے)

جب یہ کتاب (حل شدہ وفاقی سوالات) منظر عام پر آئی تو بعض احباب نے اس بات کا بار بار تذکرہ کیا کہ اسی طرز پر اس کی مکمل شرح ہوجائے تو بہت فائدہ ہوگا بندہ اس شرح کا منتظر تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا،اس لئے کوئی ارادہ نہ کیا۔لیکن جب وہ شرح منظرِ عام پر آئی تو دیکھا کہ جن اُمور کو ذہن میں رکھا ہوا تھا اور طلباء وطالبات کو اس اُلجھن میں جس میں وہ پھنسے ہوئے تھے،نکالنے کی کوشش تھی،اس شرح نے وہ کام کماحقہٗ نہ کیا۔لہٰذا خیال ہوا کہ اس کی ایسی شرح لکھی جائے جو ان امور کو حل کردے۔چنانچہ ابتدائی طلباء و طالبات کو اس اُلجھن اور پریشانی سے نکالتے ہوئے ایک اُردو شرح جو کہ ''خیر النحو'' کے نام سے موسوم ہے ترتیب دی۔جس کا مطالعہ دیگر شروحات سے اِن شاءاللہ بے نیاز کردے گا۔اور اُمید قوی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمام پریشان حال طلباء وطالبات کے لئے عجالۂ نافعہ بنائے گا اور معلّمین ومعلّمات کے لئے بھی انتہائی مفید ہوگی۔

فقط: الفقر الی اللہ ابوسعید اللہ بخش ظفر عفی عنہ
مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان
فون: 0301-7428011

# مقدّمة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُکَ يَا مَنْ شَرَحَ صُدُوْرَنَا لِتَحْصِيْلِ عُلُوْمِ النَّبَوِيَّةِ وَوَفَّقَ لِتَدْرِيْسِهَا وَنَوَّرَ قُلُوْبَنَا بِمَعْرِفَتِهٖ وَشَرَّفَنَا بِفَهْمِ قَوَاعِدِ النَّحْوِيَّةِ وَالصَّرْفِيَّةِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ. اَمَّا بَعْدُ :

علم نحو کی مشہور ترین کتاب ''ہدایۃ النحو'' (جو کہ عربی مدارس کے نصاب کا حصہ بلکہ وفاق المدارس کے نصاب میں شامل ہے) کی اہمیت وافادیت سے اساتذہ کرام بخوبی واقف ہیں۔ نحوی قوانین اور اصول کو یاد رکھنے اور سمجھنے میں اسکی ترتیب کا کوئی ثانی نہیں۔ اگر یہ کتاب محنت اور توجہ سے پڑھ لی جائے تو مسائل نحویہ کے حق میں دوسری کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ اور ان مسائل کو یاد کر لینے کے بعد عربی عبارت کے پڑھنے اور سمجھنے میں کوئی دشواری اور الجھن نہیں ہوتی۔ اور تمام علوم نبویہ ''تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ وغیرہ'' کے حصول میں مدد ومعاون ہوتی ہے۔ چونکہ ہر علم وفن کو شروع کرنے سے پہلے اس علم وفن میں بصیرت پیدا کرنے کیلئے چند باتیں جاننا ضروری ہیں۔ لہٰذا اس کتاب میں شروع ہونے سے پہلے حسب ذیل امور کو جاننا چاہیے۔

۱۔ ضرورت واہمیت: ۲۔ علم نحو کی تعریف (تا کہ طلبِ مجہولِ مطلق کی خرابی سے بچا جا سکے۔) ۳۔ موضوع (تا کہ امتیاز بین العلوم (یعنی ایک علم دوسرے علم سے جدا ہو سکے) حاصل ہو سکے۔) ۴۔ غرض وغایت (تا کہ طلبِ عبث لازم نہ آئے یعنی طالبِ علم کو معلوم ہو جائے کہ جس علم وفن کو حاصل کر رہا ہوں مفید ہے بے فائدہ نہیں۔ عبث اس فعل کو کہتے ہیں جس کے کرنے سے نہ دنیا میں فائدہ ہو اور نہ آخرت کا نفع ہو۔) ۵۔ مدون علم نحو (تا کہ علم کی عظمت اور شان دل میں اتر جائے اور اس علم کا حصول سہل ہو جائے۔) ۶۔ تاریخ علم (تا کہ اس علم میں زندگیاں صرف کرنے والے علماء کی محنت وعرق ریزی کو معلوم کر کے اس علم کی عظمت دل میں بٹھالیں۔) ۷۔ مقام ومرتبہ کا جاننا (تا کہ مرتبہ کے بلند ہونے کے باعث اس کے حصول کا مزید شوق پیدا ہو) ۸۔ مصنف کتاب کا تعارف (تا کہ کتاب کی عظمت دل میں بیٹھ جائے کیونکہ مشہور ہے: ''مصنَّف کی عظمت مصنِّف کی عظمت پر موقوف ہے'' اور مصنِّف کی عظمت اس کے حالات جاننے سے ہوگی۔)

**(۱) ضرورت واہمیت علم نحو:** عربی زبان کو دوسری زبانوں پر جو فوقیت اور برتری ہے وہ کسی پر مخفی نہیں۔ کیونکہ وہ قرآن و حدیث کی زبان ہے جس پر اسلام اور شریعت کا دارومدار ہے اور اس کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور اسکو صحیح پڑھنا بھی لازم ہے

جب قرآن پاک کو سمجھنا لازم ہوا تو اسکی زبان کو جاننا بھی ضروری ہوا چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کے دور میں نحو کی باقاعدہ تدوین نہ ہوئی تھی اس لئے کہ وہ عربی تھے اور مادری زبان کیلئے قواعد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن جب اسلام عجم تک پہنچ گیا تو اختلاط کی وجہ سے عجمی لوگ اعرابی غلطیاں کرنے لگے تو اس بات کی ضرورت تھی کہ کچھ قوانین بنائے جائیں جن کی مدد سے عربی کا سمجھنا آسان ہو جائے تو صحابہ کرام نے چند قوانین بنائے اور اصول بھی یہ ہے کہ ایک زبان والا جب دوسری زبان کے سیکھنے کی کوشش کرتا ہے تو اسکو قواعد کا جاننا ضروری ہوتا ہے تو غیر عرب کو چونکہ اسکا سمجھنا دشوار تھا اس وجہ سے دینِ اسلام کی اشاعت و بقاء کیلئے ضروری تھا کہ کچھ قواعد مرتب کیے جائیں جن کی مدد سے قرآن و حدیث کو سمجھا جائے تو اکابرینِ امت نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس جہد و کوشش میں وافر حصہ لیا جس کی وجہ سے قرآن و حدیث میں ودیعت رکھے ہوئے اسرار و رموز معلوم ہوئے اگر ان قواعد کو مدون نہ کیا جاتا تو اسرار و رموز تو درکنار صحیح تلفظ پر بھی قدرت نہ ہوتی جس پر واقعات شاہد عدل ہیں لہٰذا اسرار و رموز کا باقی رہنا اور تلفظ کا صحیح ہونا ان قواعدِ نحویہ کی وجہ سے ہے۔

**(۲) علمِ نحو کی تعریف، (۳) علمِ نحو کا موضوع، (۴) غرض و غایت:** ﴿یہ تینوں ابحاث تفصیلاً خطبۃ الکتاب کے بعد شرح میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے﴾

**(۵) مدوّن/ واضعِ علمِ نحو:** علمِ نحو کے واضع اور مدوّن اوّل کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ۱ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ ۳ حضرت ابوالاسود دوئلی رحمۃ اللہ علیہ بعض حضرات نے ان میں تطبیق دی ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فکر دامن گیر ہوا کہ اختلاطِ عرب و عجم کی وجہ سے قرآن مجید کا تلفظ درست نہیں ہو رہا چنانچہ انہوں نے چند قوانین بنا کر حضرت علیؓ کو مزید قوانین بنانے کا فرمایا انہوں نے اس میں چند قوانین اضافہ کر لینے کے بعد حضرت ابوالاسود دوئلیؒ کے حوالے کر دیئے اور کہا کہ ان پر مزید محنت کر کے قوانین بنائے جائیں تو انہوں نے بھی چند قوانین کا اضافہ کیا۔

**(۶) تاریخِ علمِ نحو:** سب سے پہلے جن حضرات نے اس فن میں قدم رکھا وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اور تابعی حضرت ابوالاسود دوئلیؒ ہیں۔ دورِ ثانی میں حضرت ابوالاسود دوئلی کے مشہور شاگرد جو اپنے زمانہ کے علم نحو میں ستون کہلاتے تھے۔ عنبۃ الفیل، میمون الاقران وغیرہ تھے۔ تیسرا دور ابوالاسود دوئلی کے دو صاحبزادے ابوالحرب، عطاء اور ان کے شاگردوں کا ہے۔ چوتھا دور خلیل بن احمد النحوی، علامہ سیبویہ اور امام کسائی کا تھا اور پانچویں طبقہ میں امام اخفش اور امام فراء نے آنکھ کھولی۔ اور چھٹا طبقہ بکر بن عثمان مازنی کا اور ساتویں طبقہ میں امام مبرد اور امام ثعلب تشریف لائے۔ اور اس دور میں اس فن کو عروج ہوا اور آٹھویں طبقہ میں ابواسحٰق زجاجی محمد بن سراج وغیرہ کا نام قابل ذکر ہے اور اس دور کو علم نحو کا زرّیں دور کہا جاتا ہے پانچویں دور میں نحات کے دو گروہ ہو گئے تھے ایک کو نحاۃ کوفہ اور دوسرے کو نحاۃ بصرہ کہا جاتا ہے انہوں نے علم نحو میں خوب بسط و شرح سے کام لیا۔ نویں طبقہ میں ابوعلی فارسی وغیرہ آئے اور اس دور میں گھر گھر نحوی عالم ہوتا تھا اور مناظرے اور مباحثے ہوا کرتے تھے اور دسویں طبقہ میں مشہور نحوی عالم ابن حاجبؒ علامہ عبدالقاہر جرجانی، علامہ ابن ھشامؒ قابل ذکر ہیں ان کے بعد اس علم میں بہت وسعت آئی اور چھوٹی بڑی کتابیں لکھی جانے لگیں۔

**(۷) علمِ نحو کا مقام ومرتبہ:** علوم کی دو قسمیں ہیں۔ا علوم مقصودہ۔۲ علوم آلیہ غیر مقصودہ۔اول قسم وہ علوم ہیں جو کہ تفسیر، حدیث، فقہ وغیرہ کہلاتے ہیں دوسرے وہ علوم جو خود مقصود تو نہیں لیکن مقصودی علوم کیلئے بطورِ آلہ اور ذریعہ کے ہیں اور یہ علم نحو دوسری قسم سے تعلق رکھتا ہے لیکن مقصودی علوم کیلئے موقوف علیہ ہونے کی وجہ سے اسکا سیکھنا ضروری ہے۔اسی وجہ سے صاحبِ مفتاح نے فرمایا ہے علم نحو کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے اور حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ "تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ كَمَا تَعَلَّمُوْنَ السُّنَنَ وَ الْفَرَائِضَ" (علم نحو سیکھو جیسا کہ تم سنن اور فرائض کو سیکھتے ہو) ابوایوب سجستانی فرماتے ہیں۔ "تَعَلَّمُوْا النَّحْوَ فَاِنَّهٗ جَمَالٌ لِلْوَضِيْعِ وَتَرْكُهٗ هُجْنَةٌ لِلشَّرِيْفِ" (نحو سیکھو اس لئے کہ یہ گھٹیا شخص کیلئے باعثِ جمال ہے اور شریف عزت والے کیلئے اسکا ترک کرنا عیب ہے) امام کسائیؒ فرماتے ہیں "اِنَّمَا النَّحْوُ قِيَاسٌ يُتَّبَعُ وَبِهٖ كُلُّ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ" (علم نحو قابل اتباع قیاس ہے اور اس سے ہر علم میں نفع حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اس کی عظمت اور مرتبت کو ظاہر کرنے کیلئے علماء کرام کے عجیب وغریب فرمودات ہیں:

(۱) **اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ** (نحو کلام میں ایسے ہے جیسے نمک کھانے میں) یعنی جس طرح طعام بغیر نمک کے پھیکا اور بدمزہ ہوتا ہے اسی طرح وہ کلام جو نحو کے بغیر ہو پھیکی اور بدمزہ ہوتی ہے۔

(۲) **اَلنَّحْوُ لِلْعُلُوْمِ كَالضَّوْءِ لِلنُّجُوْمِ:** (نحو علوم کیلئے ایسے ہے جیسے روشنی ستاروں کیلئے) یعنی جس طرح ستارے بغیر روشنی کے اچھے اور خوبصورت نہیں لگتے اسیطرح اگر علوم میں نحو نہ ہو تو علوم اچھے نہیں لگتے بلکہ علوم علم نحو سے روشن ہوتے ہیں اور اسرار ورموز پر رہنمائی ہوتی ہے۔

(۳) **اَلنَّحْوُ فِي الْكَلَامِ كَالضَّوْءِ فِي الظَّلَامِ:** (نحو کلام میں ایسے ہے جیسے روشنی اندھیروں میں) یعنی جس طرح اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا جب روشنی ہو تو سب کچھ نظر آنے لگتا ہے اسی طرح دوسرے علوم کے اسرار ورموز اور فصاحت وبلاغت تب ظاہر ہوتے ہیں جب ان میں نحو ہو۔

(۴) **اَلصَّرْفُ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ اَبُوْهَا:** (صرف علوم کی ماں ہے اور نحو انکا باپ ہے) یعنی جو مقام باپ کو کنبہ میں حاصل ہوتا ہے (یعنی سرپرستی وسرداری) وہی مقام علوم میں علم نحو کو ہے یعنی یہ تمام علوم کا سرپرست اور سردار ہے۔

(**نوٹ:** چونکہ مصنفِ ہدایۃ النحو کے متعلق مختلف اقوال ہیں اس لئے پہلے انکے متعلق تحقیق لکھی جاتی ہے بعدہٗ ان کے حالات لکھے جاتے ہیں)

## ﴿الانتباہ﴾

﴿چونکہ بعض مورخین کی کتب میں ہدایۃ النحو کے مصنف ابوحیان النحوی کا نام نامی ذکر کیا گیا ہے اسوجہ سے انکے حالات کو احقر کی مرتبہ کتاب "سولہ سالہ حل شدہ وفاقی پرچہ جات" کا حصہ بنا دیا گیا تھا لیکن بعض مخلص احباب اور مشفقین اکابر نے (اللہ تعالیٰ ان کو اجر جزیل سے نوازے) حقیقی مصنف ہدایۃ النحو کی نشاندہی کرنے میں معاونت فرمائی اور ہدایۃ النحو کے حقیقی مصنف کے حالات لکھنے کی طرف

متوجہ کیا اس لئے ہدایۃ النحو کے حقیقی مصنف کے متعلق پوری تحقیق کے ساتھ ان کے حالات کو بطورِ ضمیمہ کے اس تصنیف کا حصہ بنا دیا گیا ہے تاکہ احقاقِ حق ہو اور اخروی نجات کا ذریعہ بنے۔

## ﴿مصنفِ ہدایۃ النحو کے متعلق تحقیق لطیف﴾

(۱) مشہور یہ ہے کہ "ہدایۃ النحو" کے مصنف ابوحیان اندلسی النحوی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ابوحیان اندلسی اسکے مصنف ہوتے تو ان کی تصنیفات میں ہدایۃ النحو کا نام ضرور ہوتا جبکہ تراجم کی کتب میں ابوحیان کی مصنفات میں ہدایۃ النحو کا نام کسی مستند کتاب میں نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ کتاب ان کی تصنیف ہوتی تو عرب ممالک میں ضرور مشہور ہوتی حالانکہ عرب ممالک کے لوگ اس کتاب کو جانتے نہیں ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ابوحیان کی کتاب نہیں ہے۔

(۲) کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں "ہدایۃ النحو" دو شخصوں کی طرف منسوب ہے۔ ایک ابن درستویہ عبداللہ بن جعفر النحوی (المتوفی ۳۴۷ھ) ہیں یہ شخص اس ہدایۃ النحو کے مصنف نہیں ہو سکتے اس لئے کہ خطبہ میں مصنفِ ہدایۃ النحو نے لکھا ہے "جَمَعْتُ فِيْهِ مُهِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰى تَرْتِيْبِ الْكَافِيَةِ" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروجہ ہدایۃ النحو کافیہ کے بعد لکھی گئی ہے اور کافیہ ابن حاجب ساتویں صدی میں لکھی گئی اور یہ شخص اسکے مصنف سے کئی صدیوں پہلے کے ہیں۔

دوسرے شخص عبدالجلیل بن فیروز الغزنوی ہیں انکے متعلق معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے تھے اور کب پیدا ہوئے ممکن ہے ان کی ہدایۃ النحو کوئی اور ہدایۃ النحو ہو مروجہ ھدایۃ النحو نہ ہو بہر حال تسلی نہیں ہے۔ البتہ ایک کتاب مولانا عبدالحیؒ الحسنیؒ حضرت مولانا علی میاںؒ صاحب کے والد ماجد نے لکھی ہے جسمیں ہندوستان کے علماء کی کتابیں لکھی گئی ہیں یہ کتاب مولانا نے بہت محنت سے لکھی ہے اس کا اصل نام "**عوارف المعارف فی انواع العلوم والمعارف**" اب یہ کتاب دمشق میں چھپی ہے اور اسکا نام تبدیل کر کے "**الثقافة الاسلامية في الهند**" رکھا ہے۔ اسمیں ص نمبر ۲۱ "**مصنَّفات اهل الهند فی النحو**" کے تحت لکھتے ہیں "**ومنها "هداية النحو" للشيخ سراج الدين عثمان الاودی 'نص عليه صاحب تعداد العلوم على حسب الفهوم وهو كتاب مقبول متداول بايدی الناس**"

اس سے نصاً معلوم ہو گیا کہ اس کتاب کے مصنف ہندوستان کے عالم شیخ سراج الدین عثمان اودھی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ (انتہیٰ)

## ۸. مصنفِ "ھدایۃ النحو" کے حالاتِ زندگی (ماخوذ از ظفر المحصلین 'نزھۃ الخواطر)

**نام ونسب:** نام عثمان' لقب سراج الدین' عارف باللہ۔ سلسلۂ چشت کی طرف منسوب ہونے کی بناء پر چشتی اور شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کی وجہ سے نظامی اور اودھ قبیلہ سے تعلق کی وجہ سے اودھی کہلائے۔ تو پورا سلسلۂ نسب یوں ہے۔ عارف باللہ' شیخ

کبیر سراج الدین عثمان چشتی نظامی اودھی المعروف باخی السراجؒ۔

**ولادت باسعادت:** شیخ سراج الدین ۶۵۶ھ کو ''لکھنوتی'' ریاست ''اودھ'' میں پیدا ہوئے۔

**ابتدائی حالات:** آپ آغاز جوانی میں، جبکہ ابھی آپ کی مونچھیں بھی نہ پھوٹی تھیں کہ کشش ومحبت اور جاذبۂ الٰہی کی وجہ سے لکھنوتی سے دھلی کی طرف آئے اور سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محمد بدایونی کی خانقاہ میں اور انکے آستانۂ فیض رسان پر حاضر ہوکر تربیت پائی۔ اس سفر میں کتاب اور کاغذ کے سوا کوئی دوسرا سامان نہ تھا۔ اگرچہ عنفوانِ شباب میں علوم ظاہری سے قطعًا نا آشنا تھے لیکن اسکے حصول کا شوق ضرور رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ لکھنوتی سے دھلی کے سفر میں کتاب اور کاغذ ساتھ رکھا لیکن دھلی کی خانقاہ پہنچکر واردین وصادرین کی خدمت میں ایسے مصروف ومشغول ہوئے کہ لکھنے پڑھنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ دھلی میں قیام کے دوران ہر سال اپنی والدہ ماجدہ کی زیارت کیلئے لکھنوتی حاضری دیتے تھے۔ حاضری دے کر پھر حضورِ مرشد لوٹ آتے۔

**آغازِ تعلیم:** میر خورد لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ نے ہندوستان کے اطراف واکناف میں ترویج واشاعتِ دین کی غرض سے اپنے نمائندوں کو بھیجنا چاہا تو ظاہر ہے کہ بنگال کیلئے نظرِ انتخاب علاقہ کے اعتبار سے آپ ہی پر پڑنی تھی۔ لیکن جب یہ محسوس ہوا کہ انھوں نے علوم ظاہری کی تکمیل نہیں کی تو فرمایا ''اول درجہ دریں کار علم است'' (یعنی اس کام میں علم کو اول درجہ حاصل ہے) نیز فرمایا کہ جاہل آدمی شیطان کا کھلونا ہوتا ہے کہ شیطان جس طرح چاہے اس سے کھیلتا رہتا ہے۔

حُسنِ اتفاق سے اس وقت کے حاضرین میں مولانا فخر الدین زرادیؒ بھی موجود تھے انھوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ'' درشش ماہ اورا دانشمندی کنم'' (کہ میں اسے چھ ماہ میں عالم بنادوں گا)

**تعلیم علم الصرف:** چنانچہ مولانا فخر الدین زرادیؒ نے غیاث پور میں شیخ سراج الدین کو علم الصرف میں تعلیم دینا شروع کی اولاً میزان الصرف، قواعد اور گردان ہائے صرف کی تعلیم دی۔ صرف کی تعلیم کیلئے مولانا نے صرف کی مشہور کتاب ''زرادی'' آپ ہی کیلئے لکھی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کیلئے مولانا نے صرف میں ایک مفصل کتاب لکھی تھی۔ اور اسکی تعلیم بھی دی۔

**تعلیم نحو وفقہ:** شیخ سراج الدین نے مولانا زرادیؒ سے علم الصرف کی تعلیم مکمل کر لینے کے بعد انکے شاگردِ رشید مولانا رکن الدین اندرپتی سے متفرق علوم وفنون کی کتابیں پڑھیں۔ نحو میں کافیہ، مفصل اور فقہ میں مختصر القدوری، مجمع البحرین قابل ذکر ہیں۔

صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا ہے کہ آپ چھ ماہ کی مدت میں اس رتبہ پر پہنچ گئے تھے کہ کسی دانشمند کو علمی مباحثہ کی مجال نہ تھی اور ان سے علمی مباحثہ کی تاب نہ لاسکتا تھا۔

**عطاء خرقۂ خلافت:** چھ ماہ میں علوم ظاہرہ کی فراغت کے بعد آپ کیلئے سلطان المشائخ کی مہر سے خلافت نامہ جاری ہوا۔ خلافت

نامہ کو وطن واپس جانے سے پہلے شیخ نصیر الدین محمود کے ہاتھ ''اودھ'' بھیج دیا اور خود سلطان المشائخ کی حضوری میں رہے اور مزید علمِ تزکیہ حاصل کرتے رہے۔ مرشد کے انتقال کے بعد بھی مزید تین برس تک دیگر کتب کی تحصیل میں مصروف رہے۔

**شیوعِ فیض:** مزید تین برس گزارنے کے بعد شیخ سراج الدین لکھنوتی کو تشریف لے گئے۔ اپنے ساتھ اپنے مرشد کی عطا کردہ چند کتابیں اور کچھ کپڑے بھی جو مرشد نے عنایت فرمائے تھے' اپنے ساتھ لے گئے اور لکھنوتی کو اپنے ظاہری و باطنی حسن بے مثال سے آرائش بخشی اور سلسلۂ بیعت جاری فرما کر خلقِ خدا کو مستفیض کیا۔ یہاں تک کہ علاقہ کے حاکم بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اور خوب سعادت پائی' سارے بنگال کو آپنے آتشِ عشق دی اور معرفت کے چراغ روشن کر دیئے۔ ''شیخ علاؤ الدین بنگالی' لاہوری وزیر بادشاہِ بنگال'' کو اپنا مرید وخلیفہ اور جانشین مقرر فرمایا۔ جن کا مزار پنڈوہ میں ہے۔

**وفات:** جب آپ کے انتقال کا وقت قریب ہوا تو لکھنوتی قدیم کے آس پاس اپنی تدفین کیلئے ایک جگہ چُنی پہلے تو حضرت سلطان المشائخ کے عطا کردہ کپڑے بڑی تعظیم و تکریم سے دفن کئے جو وہ اپنے ساتھ لے گئے تھے' ان پہ قبر بنائی پھر جب انتقال کی گھڑی آئی تو وصیت کی کہ مجھے سلطان المشائخ کے دفن کردہ کپڑوں کے پائنتی دفن کر دیا جائے۔ جب فوت ہوئے تو حسبِ وصیت وہیں دفن ہوئے۔ سلطان المشائخ کے کپڑوں کی وجہ سے ان کا مزار قبلۂ ہندوستان ہے اور ان کے خلفاء اس شہر میں خلقِ خدا سے بیعت لیتے ہیں۔ انتقال کا سن ۷۵۸ھ ہے جو مندرجہ شعر میں مذکور ہے:

چوں سراج الدیں شد از دنیائے دوں — سال وصلِ آں شہ والا مکان

''عارفِ امجد سراج الدین'' بگو — ''سالکِ محرم سراج الدین'' بخواں

**تصانیف:** کتبِ سیَر میں آپ کی طرف کچھ کتب منسوب ہیں ان میں سے مشہور ''پنج گنج'' اور ''ھدایۃ النحو'' ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

## الباب الاول فی مقدمة العلم علی ضوء الخريطة
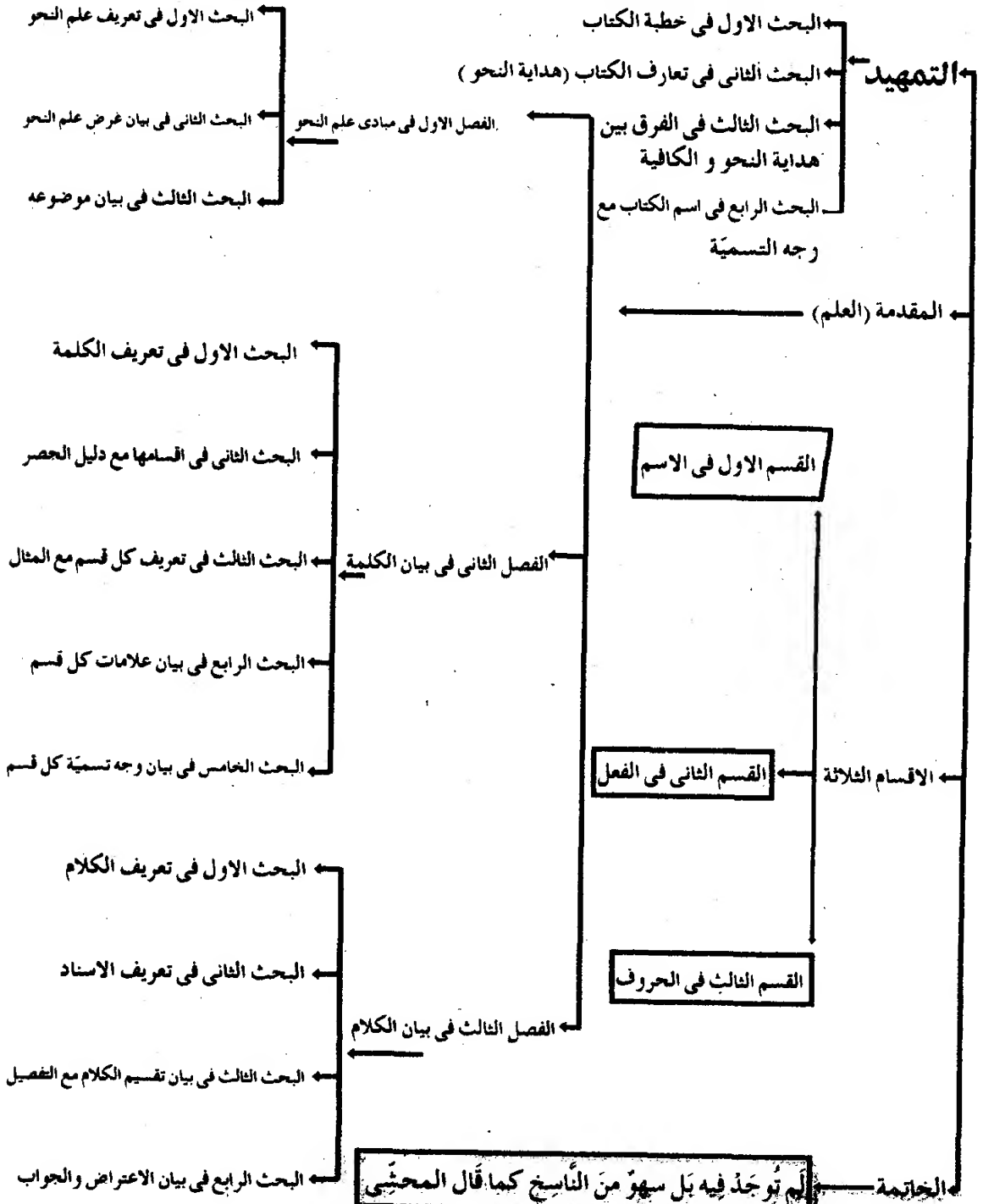
# الباب الاوّل فی مقدمة العلم

## التمهید

 (۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۲) وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ (۳) وَالصَّلٰوةُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ (۴) اَمَّا بَعْدُ فَهٰذَا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوْطٌ فِی النَّحْوِ جَمَعْتُ فِیْهِ مُهِمَّاتِ النَّحْوِ عَلٰی تَرْتِیْبِ الْكَافِیَةِ مُبَوَّبًا وَّمُفَصَّلاً بِعِبَارَةٍ وَّاضِحَةٍ مَعَ اِیْرَادِ الْاَمْثِلَةِ فِیْ جَمِیْعِ مَسَائِلِهَا مِنْ غَیْرِ تَعَرُّضٍ لِّلْاَدِلَّةِ وَالْعِلَلِ لِئَلَّا یُشَوِّشَ ذِهْنَ الْمُبْتَدِیْ عَنْ فَهْمِ الْمَسَائِلِ وَسَمَّیْتُهٗ بِهِدَایَةِ النَّحْوِ رَجَاءَ اَنْ یَّهْدِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِ الطَّالِبِیْنَ (۵) وَرَتَّبْتُهٗ عَلٰی مُقَدَّمَةٍ وَّثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ بِتَوْفِیْقِ الْمَلِكِ الْعَزِیْزِ الْعَلَّامِ (۶)

**ترجمة :** تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے خاص ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اچھا انجام ثابت ہے مُتّقین کے لئے۔ اور رحمت نازل ہو اس کے رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اور آپ کے سب اصحاب پر۔ لیکن بعد حمد وصلوٰۃ کے پس یہ کتاب مختصر ہے جو علم نحو میں مضبوط ہے میں نے اس میں کافیہ کی ترتیب پر نحو کے مقصودی مسائل کو جمع کیا اس حال میں کہ باب باندھنے والا اور فصول بنانے والا تھا واضح عبارت کے ساتھ ان کے تمام مسائل میں مثالوں کے لانے کے ساتھ، دلائل اور علّتوں کے درپے ہونے کے بغیر تاکہ دلیلوں اور علتوں کا بیان کرنا متبدی کے ذہن کو مسائل کے سمجھنے سے پریشان نہ کرے اور اس کا نام ہدایۃ النحو رکھا، اس اُمید پر کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعہ سے طالب علموں کو ہدایت دے گا۔ اور میں نے اس کو ایک مقدمہ اور تین اقسام پر بادشاہ غالب دانا کی توفیق

---

نحوی ترکیب: (۱) باء جار اسم مضاف مجرور لفظ اللہ موصوف الرحمٰن صفتِ اوّل الرحیم صفتِ ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ ہوا مضاف اسم کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا باء جار کا جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق اَشْرَعُ یا اُصَنِّفُ فعل محذوف کے اَشْرَعُ یا اُصَنِّفُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم فعل اَنَا ضمیر در و مستتر مرفوع محلاً فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ خبریہ لفظاً اور جملہ انشائیہ معنًی ہوا۔

(۲) الحمد مرفوع لفظاً مبتداء لام جار لفظِ اللہ موصوف ربّ مضاف العٰلمین جمع مذکر سالم مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ہوا کائن کے جو کہ خبر ہے مبتداء کی، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا لفظاً جملہ انشائیہ ہوا معنًی۔

(۳) واؤ اعتراضیہ العاقبۃ مرفوع لفظاً مبتداء لام جار المتقین مجرور جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق ثابتۃٌ کے ثابتۃ صیغہ صفت کا اسم فاعل ھی ضمیر راجع بسوئے العاقبۃ مرفوع محلاً فاعل صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ اعتراضیہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ یا استنافیہ الصلوٰۃ معطوف الحمد معطوف علیہ الصلوٰۃ مرفوع لفظاً مبتداء علیٰ جار رسول مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے لفظ اللہ مجرور محلاً مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مبدل منہ محمد مجرور لفظاً بدل مبدل اپنے بدل سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ آلہ معطوف رسولہ معطوف علیہ آل مجرور لفظاً مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے رسولہ محمد مجرور محلاً مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اصحابہ معطوف وآلہ معطوف علیہ اصحاب مجرور لفظاً مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے محمد محلاً مجرور مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف معطوف اپنے معطوف علیہ سے مل کر مؤکد اجمعین مجرور لفظاً تاکید لفظی مؤکد اپنی تاکید سے مل کر معطوف ہوا رسولہ معطوف علیہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کے ساتھ ترتیب دیا۔

**خلاصة المباحث:** مذکورہ عبارت چار ابحاث پر مشتمل ہے۔ (۱) خطبۃ الکتاب (از ابتداء تا اما بعد)، (۲) تعارف الکتاب (ہدایۃ النحو) (از فھذا تا الکافیۃ) (۳) الفرق بین ھدایۃ النحو والکافیہ (از مبوبا تا فھم المسائل)، (۴) اسم الکتاب مع وجہ التسمیۃ (از وسمیتہ تا آخر) اجمالی خاکہ گذشتہ نقشہ میں ملاحظہ کریں۔

## تشریح : (۱) البحث الاوّل فی خطبة الکتاب (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ...... اَجْمَعِيْنَ)

مذکورہ عبارت کے دو حصے ہیں۔ ایک میں اللہ تعالیٰ کی حمد کا بیان ہے، دوسرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر رحمت کے بیان میں ہے۔ الحمد للہ اصل میں جملہ فعلیہ حمدت اللہ حمداً تھا فعل کو بمع فاعل حذف کر دیا اور حمد مصدر پر الف لام جنس کا یا استغراق کا لائے اور لفظ اللہ سے پہلے لام کو بڑھا دیا تا کہ جملہ اسمیہ میں جو دوام اور استمرار ہوتا ہے حاصل ہو اور جملہ فعلیہ میں جو تجدد اور حدوث ہوتا ہے اس کے عدم مقصود ہونے کی طرف اشارہ بھی ہو۔ اگر الف لام جنس کا مانیں تو معنی ہوگا جنس اور ماہیت حمد اللہ کے لئے ہے اور اگر استغراق کا مانا جائے تو معنی ہوگا حمد کے جمیع افراد اللہ کے لئے ہیں۔

حمد لغت میں سمع یسمع کے باب سے مصدر ہے بمعنی تعریف کرنا اور تعریف کرنے والے کو حامد اور جس کی تعریف کی جائے اسے محمود کہتے ہیں اور اصطلاح میں حمد اس لسانی ثناء کو کہتے ہیں جو تعظیم کے ارادے سے ہو خواہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا نہ ہو۔ یہ مورد کے اعتبار سے خاص ہے اور متعلق کے اعتبار سے عام ہے۔ اس کے مقابلہ میں شکر ہے۔ شکر اس ثناء کو کہتے ہیں جو منعم کی تعظیم کے ارادے سے ہو اور نعمت کے مقابلہ میں ہو خواہ زبان سے ہو یا دل سے ہو یا اعضاء جوارح سے ہو۔ یہ تعریف مورد و محل کے اعتبار سے عام ہے اور متعلق کے اعتبار سے خاص ہے۔ ان دونوں کے معانی سے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان نسبت عام خاص من وجہ کی ہے۔ وہ ثناء جو زبان سے ہو اور نعمت کے مقابلہ میں ہو اس پر حمد اور شکر دونوں صادق آتے ہیں۔ وہ ثناء جو زبان سے ہو لیکن نعمت کے مقابلہ میں نہ ہو اس کو حمد کہیں

---

(سابقہ بقیہ) کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور جار جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق نازلۃ کے جو کہ خبر ہے مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ لفظاً جملہ انشائیہ معنی ہوا۔

(۵) لمّا حرف شرط قائم مقام فعل شرط محذوف کے (اصل عبارت مھما یکن من شیٔ بعد البسملۃ والحمد والصلوٰۃ) بعد ظرف زمان مقطوع عن الاضافۃ مبنی بر ضم مفعول فیہ لمّا حرف شرط جو کہ قائم مقام فعل شرط محذوف کا۔ فاء جزائیہ ھذا ابتداء مختصر مرفوع لفظاً موصوف مضبوط مرفوع لفظاً صفتِ اوّل فی حرف جار النحو مضاف الیہ مضاف مقدر علم کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائن محذوف کے جو کہ اپنے متعلق سے مل کر صفت ثانی ہوئی موصوف مختصر کی۔ جمعت صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم فعل با فاعل فی جار "ہ" ضمیر غائب راجع بسوئے مختصر مجرور محلاً جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جمعت فعل کے مھمات جمع مؤنث سالم لفظاً مجرور منصوب حکماً مضاف النحو مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول بہ ہوا جمعت کا۔ علیٰ حرف جار ترتیب مجرور لفظاً مضاف الکافیۃ مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جمعت کے مبوّباً صیغہ اسم فاعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ مفصلاً صیغہ اسم فاعل معطوف اور مبوّباً معطوف علیہ ہو کر حال ہوا جمعتُ کی تُ ضمیر فاعل سے یا مُبوَّباً صیغہ اسم مفعول معطوف علیہ واؤ عاطفہ مُفصّلاً اسم مفعول معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر حال ہوا ضمیر "فیہ" سے جو بواسطہ حرف جر مفعول ہے۔ باء جار عبارۃ موصوف واضحۃ مجرور لفظاً صفت اوّل مع ظرف مضاف ایراد مصدر متعدی مضاف الیہ ہو کر مضاف الامثلۃ مجرور لفظاً مضاف الیہ معنی منصوب مفعول بہ فی جار جمیع مجرور مضاف مسائل مضاف الیہ ہو کر مضاف ھا ضمیر غائب راجع بسوئے مختصر بتاویل رسالہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا جمیع مضاف کا مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا فی جار کا جار مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق ایراد مصدر کے ایراد مصدر اپنے مضاف الیہ مفعول بہ اور متعلق سے مل کر مضاف الیہ ہوا (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

گے شکر نہیں کہیں گے۔ وہ ثناء جو دل یا اعضاء جوارح سے ہو اور نعمت کے مقابلہ میں ہو اس کو شکر کہیں گے حمد نہیں کہتے۔ایک لفظ مدح ہے، مدح اس ثناء کو کہتے ہیں جو جمیل (اچھا فعل) اختیاری یا غیر اختیاری پر ہو بخلاف حمد کے وہ جمیل اختیاری پر ثناء ہوتی ہے تو مدح اور حمد کے درمیان نسبت عموم خصوص مطلق ہے۔لہٰذا احمدت زیداً علیٰ علمہٖ کہہ سکتے ہیں اور حمدت زیداً علیٰ حسنہٖ نہیں کہہ سکتے کیونکہ حسن جمیل اختیاری نہیں، البتہ مَدَحْتُ زَيْدًا عَلٰى حُسْنِهٖ کہا جا سکتا ہے۔

لِلّٰهِ میں لام اختصاص کا ہے اور لفظ اللہ میں بہت سے اقوال ہیں۔لیکن صحیح قول یہ ہے کہ یہ ذات معینہ کا نام ہے جو واجب الوجود مستجمع جمیع صفاتِ کمالیہ کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔اور یہ اپنی اصل پر ہے، کسی سے مشتق نہیں ہے۔بعض نے اس کو الھۃ، الوھیۃ اور الوھۃ بمعنی پرستش کرنا باب فتح سے مشتق مانا ہے۔اور اس کی اصل اِلٰہ کہا ہے بروزن فِعالٌ بمعنی مالوہٌ یعنی پرستیدہ، (جیسے امام بمعنی ماموم)۔ہمزہ کو خلاف قیاس حذف کر کے اس کے عوض شروع میں الف لام لائے دو لام جمع ہوئے اوّل کو دوم میں ادغام کر دیا، اللہ ہوا۔

''ربّ'' یہ اصل میں مصدر ہے بمعنی پرورش کرنا، یعنی کسی چیز کو تدریجاً آہستہ آہستہ حدِّ کمال کو پہنچانا۔اس صورت میں لفظ ربّ کا باری تعالیٰ پر اطلاق مبالغۃً ہے، گویا کہ کثرت تربیت سے وہ عین تربیت ہو گئے، جیسے زید کثرتِ عدل کی وجہ سے زیدٌ عدلٌ کہا جانے لگا۔بعض نے کہا ہے کہ ''ربّ'' مصدر بمعنی اسم فاعل ''رابٌّ'' کے ہے، بعض اس بات کی طرف گئے ہیں یہ اسم فاعل رابٌّ کا مخفف ہے۔ لفظِ ربّ دو حال سے خالی نہیں یا تو بغیر اضافت کے استعمال ہو گا یا اضافت کے ساتھ۔اگر بغیر اضافت کے استعمال ہو تو اس کا اطلاق صرف ذاتِ باری تعالیٰ پر ہو گا اور اگر اضافت کے ساتھ استعمال ہو خواہ منکر یا معرف تو اس کا اطلاق خدا تعالیٰ اور غیر خدا تعالیٰ دونوں پر ہوتا ہے۔جیسے کہا جاتا ہے ربّ الکعبۃ، ربّ الناس اور ربّ البیت، ربّ الدار اور ربّ المال وغیرہ۔

''العالمین'' یہ جمع ہے عالَم (بفتح اللام) کی، یعنی وہ چیز جس سے دوسری چیز جانی جائے، لیکن بعد میں اس کا استعمال اس چیز میں جس سے صانع معلوم ہو غالب ہو گیا اور وہ ما سوا اللہ ہے۔یعنی عالَم عرف میں جمیع ما سوا اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں۔ چونکہ اس کی بہت سی

---

(سابقہ بقیہ) مع ظرف مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ ہے جمعت کا یا مفعول فیہ ہے مقترنۃ صیغہ صفت اسم فاعل محذوف کا صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر دوسری صفت ہوئی عبارۃ کی۔موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور ہوا با جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جمعت فعل مذکور کے۔من جار غیر مجرور لفظاً مضاف تعرّض موصوف لام جار الادلۃ مجرور لفظاً معطوف علیہ واوٗ عاطفہ العلل مجرور لفظاً معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا لام جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ہوا کائن اسم فاعل محذوف کے کائن صیغہ صفت کا ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے تعرض محلاً مرفوع فاعل صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی موصوف تعرض کی لام جارہ ان مصدر یہ ناصبہ لا نافیہ یشوش فعل مضارع معلوم منصوب ھو ضمیر غائب راجع بسوئے تعرض یا مختصر اس کا فاعل ذہن المبتدی مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ عن جار فہم مجرور لفظاً مضاف المسائل مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق یشوش یا یشوش فعل مضارع مجہول منصوب ذھن المبتدی مضاف مضاف الیہ مل کر نائب الفاعل عن فہم المسائل بشرح سابق متعلق یشوش کے فعل معروف اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر یا فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے مل کر بتاویل مصدر ہو کر مجرور لام جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جمعت کے یا تعرض مصدر کے، تعرض مصدر اپنی صفت اور متعلق سے مل کر مضاف الیہ ہوا غیر مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا من جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق جمعت کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلقات سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر تیسری صفت ہوئی مختصر کی۔واوٗ عاطفہ سَمَّیْتُہٗ معطوف جمعت معطوف علیہ سَمَّیْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم فعل با فاعل ہٗ ضمیر غائب راجع بسوئے مختصر منصوب محلاً مفعول بہ اوّل با جار زائدہ ھدایۃ مضاف النحو مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ثانی ہوا رجاءً منصوب (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

قسمیں ہیں، مثلاً عالمِ سمٰوٰت، عالمِ ارض، عالمِ انس، عالم جن وغیرہ، اس لئے جمع کا صیغہ لا کر مختلف انواع اور اقسام کی طرف اشارہ کر دیا۔ "وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ" العاقبة پر الف لام یا تو مضاف کے عوض میں ہے جو کہ محذوف ہے یعنی خیر العاقبة یا حسن العاقبة اور یا یہ موصوف ہے اور اس کی صفت محذوف ہے جو کہ المحمودۃ ہے، یعنی العاقبة المحمودة للمتّقين وگرنہ لازم آئے گا کہ اچھا اور بُرا انجام متقین کے لئے ہے جو کہ درست نہ تھا۔ اس وجہ سے یا تو مضاف مقدر مانیں گے یا صفت مقدر مانیں گے۔ واؤ اعتراضیہ ہے اور یہ جملہ معترضہ ہے اور ماقبل کے جملہ الحمد للہ الخ سے ایک وہم پیدا ہوتا تھا۔ اس وہم کو دفع کرنے کے لئے مصنفؒ نے یہ جملہ حمد کے بیان اور رحمت کے بیان کے وسط میں لائے۔ وہم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام عالم کا پالنے اور پرورش کرنے والا ہے تو آخرت میں بھی وہ تمام عالم، پرہیزگاروں اور مشرکوں سب کا پالنے والا ہوگا۔ اور انجام خیر سب کے لئے ہوگا۔ تو مصنفؒ نے یہ جملہ ذکر فرما کر یہ بتلا دیا کہ دنیا میں تو سب کا پالنے والا ہے، البتہ خیر کا انجام صرف متقین کو ملے گا، باقی سب محروم رہیں گے۔ متقین، یہ جمع ہے مُتّقٍ اسمِ فاعل کی جو کہ باب افتعال سے لفیف مفروق ہے اور اس کا فاء کلمہ واؤ اور لام کلمہ یاء ہے، پھر اِتّقد والے قانون کے تحت واؤ تاء ہو کر افتعال کی تاء میں مدغم ہوگئی اور ماضی میں یاء ماقبل کے انفتاح کی وجہ سے الف سے بدل گئی۔ یہاں مفرد میں التقاء ساکنین کے باعث گر گئی ہے۔ مُتّقٍ یعنی متقی لغت میں پرہیزگار اور اصطلاحِ شرع میں وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو ان امور سے بچائے رکھے جن کی وجہ سے وہ مستحق عتاب ہوتا ہے۔

"والصلوٰة علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین" یہ عبارت خطبۃ الکتاب کی بحث کا دوسرا حصہ ہے، اس میں حضور نبی کریم ﷺ اور ان کی آل اور ان کے اصحاب پر درود و رحمت کا بیان ہے۔ مصنفؒ نے تحمید خداوندی کے بعد صلوٰۃ رسول ﷺ کو ذکر کیا اِس وجہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چند ایسی کرامات عطا فرمائی ہیں جو میرے سوا کسی نبی کو نہیں دیں۔ ان میں سے یہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو میرا بھی ذکر کیا جائے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقی محسن ہیں اور نبی علیہ السلام مجازی محسن ہیں کہ احکامِ خداوندی کو بندوں تک پہنچاتے ہیں۔ تو مصنف نے جب محسن حقیقی کے حق کو حمد و ثنا کر کے ادا کر دیا تو محسن مجازی کے حق کی ادائیگی کے لئے صلوٰۃ علی النبی کا ذکر کیا۔

---

(سابقہ بقیہ) لفظاً مضاف ان مصدریہ ناصبہ یھدی فعل مضارع منصوب اللہ ذوالحال تعالیٰ فعل ماضی معلوم ھو ضمیر راجع بسوئے اللہ فاعل فعل ماضی بتقدیر قد اپنے فاعل سے مل کر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال حال مل کر فاعل ہو لیَھدِیَ کا باجارہ ضمیر راجع بسوئے مختصر یا ہدایۃ النحو مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق یَھدِیَ کے الطالبین منصوب لفظاً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مجرور محلاً مضاف الیہ ہوا رجاء مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول لہٗ ہوا سمّیتُ فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور لہٗ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر چوتھی صفت ہوئی مختصر کی بواسطہ عطف۔

(۶) واؤ عاطفہ رَتَّبْتُهٗ معطوف سمّیتہٗ معطوف علیہ رتبتُ فعل ماضی معلوم واحد متکلم فعل بافاعل ہٗ ضمیر راجع بسوئے ہدایۃ النحو یا مختصر منصوب محلاً مفعول بہ علی جار مقدمۃ مجرور لفظاً معطوف علیہ واؤ عاطفہ ثلاثۃ اسم عدد مبہم ممیز مضاف اقسام مجرور لفظاً تمییز مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ خاتمۃ معطوف ثلاثۃ اقسام معطوف علیہ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر معطوف ہوا معطوف علیہ مقدمہ کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور ہوا جار کا، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق رتبتہٗ فعل کے باجار توفیق مضاف الملک موصوف العزیز صفت اوّل اور العلام صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مضاف الیہ ہوا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور مبہم جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق رتبت یا جمعت کے فعل رتبتہٗ اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلقین یا متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر پانچویں صفت بواسطہ عطف مختصر کی۔ موصوف مختصر اپنی جمیع صفات سے مل کر خبر ہوئی مبتدا ھٰذا کی مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ شد۔ ۱۲

صلوٰۃ کا لفظ لغت کے لحاظ سے دُعاء کے معنی میں بھی آتا ہے، لیکن جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس سے مراد رحمت ہوتی ہے، جیسے کہا جاتا ہے "صَلَوٰاتُ اللّٰہِ علیہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمتیں ہوں اور اگر بندوں کی طرف ہو تو درود و سلام جیسے "صلوٰۃ النبی" (یعنی نبی علیہ السلام کا درود) اور اگر اس کی نسبت پرندوں کی طرف ہو تو اس سے مراد تسبیح وتہلیل جیسے "صلوٰۃ الطیر" (یعنی پرندے کی تسبیح) اور اگر فرشتوں کی طرف منسوب ہو تو اس سے مراد استغفار ہے، جیسے صلوٰۃ الملائکۃ (یعنی فرشتوں کا استغفار کرنا)۔

"رسول" بروزن فَعُول بمعنی مُرسَل یعنی بھیجا ہوا اور شرعی اصطلاح میں هُوَ اِنْسَانٌ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى الْخَلْقِ لِتَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ وَمَعَهٗ كِتَابٌ مُنَزَّلٌ عَلَيْهِ (یعنی رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف تبلیغِ احکام کے لئے بھیجا ہو اور ان کے ساتھ کتاب ہو جوان پر نازل کی گئی ہو) اس کے ساتھ ساتھ ایک لفظ "نبی" ہے، بمعنی خبر دینے والا اور شرعی اصطلاح میں مَنْ اُوْحِيَ اِلَيْهِ سَوَاءٌ نَزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابُ اَوْ لَمْ يَنْزِلْ (یعنی نبی وہ انسان ہے جس کی طرف وحی کی جاتی ہو خواہ اس پر کتاب نازل ہوئی ہو یا نہ نازل ہوئی ہو) ان دونوں کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ ان میں نسبت عام خاص من وجہ ہے۔ علماء کرام کے ان کی تعریفات میں اور بھی اقوال ہیں جو بڑی کتب میں ملاحظہ کریں گے۔

"محمد" یہ رسولہ سے بدل ہے۔ اس کا لغوی معنی تعریف کیا ہوا۔ حمد سے مشتق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک ہے۔ آپ کے دادا عبدالمطلب کا تجویز کردہ ہے۔ اور آسمانوں میں آپ کا ذاتی نام احمد ہے۔

"اٰلِهٖ" جمہور نحاۃ کے نزدیک اس کا اصل اھل ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ چونکہ کلمہ کی تصغیر کلمہ کو اصل کی طرف لوٹاتی ہے اور اس کی تصغیر اُھَیل (ہاء کے ساتھ) ہے تو معلوم ہوا کہ اس کا اصل اھل تھا ھاء کو خلاف قیاس حذف کر کے ہمزہ کو اس کی جگہ پر لے آئے۔

**آل اور اھل میں فرق:** عام طور پر اٰل اور اھل کے مابین چار فرق بیان کئے جاتے ہیں: (۱) آل صرف ذوالعقول کی طرف مضاف ہوتا ہے بخلاف اھل کے وہ عام ہے۔ لہٰذا آل الحق، آل العلم، آل المصر نہیں کہا جاتا بلکہ اھل الحق، اھل العلم اور اھل المصر کہا جاتا ہے۔ (۲) آل کی اضافت ذوالعقول میں سے صرف مذکر کی طرف ہوتی ہے بخلاف اھل کے۔ چنانچہ آل فاطمۃ کہنا درست نہیں ہے، البتہ اھل فاطمۃ کہنا صحیح ہے۔ (۳) آل کی اضافت ذوالعقول مذکر میں سے اشراف اور ذوی العظمت کی طرف ہوتی ہے بخلاف اھل کے وہ عام ہے۔ اس لئے آل حجام کہنا صحیح نہیں ہے لیکن اھل حجام کہا جاسکتا ہے۔ (۴) آل کی اضافت ضمیر کی طرف غیر مستحسن ہے اور نادر ہے بخلاف اھل کے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس کی اضافت کلام عرب میں آئی ہے۔ اس لئے کہ افصح العرب صلی اللہ علیہ وسلم نے "آلِیْ كُلُّ مؤمنٍ تقی الی یوم القیامۃ" فرمایا ہے۔ شاید مصنفؒ نے اسی وجہ سے آل کو ضمیر کی طرف مضاف کر دیا۔

**"آل" کا مصداق:** آل کے ماصدق اور مصداق میں پانچ مذہب ہیں: (۱) جابر بن عبداللہؓ اور سفیان ثوریؒ اور بعض اصحابِ امام شافعی کا مختار مذہب یہ ہے کہ آل کا معنی اتباع ہے۔ (۲) امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ آل کا مصداق بنو ہاشم اور بنو مطلب ہے۔ (۳) امام اعظم ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ آل سے مراد صرف بنو ہاشم ہیں۔ (۴) بعض کے نزدیک ازواج مطہرات اور بنات اور آپ کے داماد اور اولاد، اٰل کا مصداق ہیں۔ (۵) بعض کا مذہب یہ ہے کہ آل کا معنی اہل بیت ہیں۔ اگر مذکورہ بالا حدیث پاک کو مدنظر رکھا جائے تو پھر آل کے مصداق میں تعمیم ہو جائے گی اور ہر آنے والا متقی پرہیزگار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے ہوگا اور اصحاب کا لفظ اس معنی کے

اعتبار سے تخصیص بعد از تعمیم کے قبیل سے ہوگا۔

''اصحاب'' یہ لفظ یا تو صَحْب کی جمع ہے، جیسے انہار نہر کی جمع ہے یا صَحِبٌ کی جمع ہے، جیسے انمار نَمِرٌ کی جمع ہے۔ مگر بعض کے ہاں اصحاب صاحب کی جمع ہے، جیسے اشھاد شاہد کی جمع ہے۔ اور لفظ صحابی اسی سے ماخوذ ہے۔

صحابی کی تعریف یہ ہے کہ صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں بیدار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی ہو اور ایمان پر وفات پائی ہو۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اگر نابینا ایمان حالت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ کو دیکھا نہیں ۔ ہے اور ایمان پر وفات پائی اُسے صحابی کہتے ہیں ۔ اگر آپ کا دیدار کیا لیکن ایمان کی حالت نہیں تھی یا ایمان کی حالت تھی لیکن خواب میں زیارۃ ہوئی یا ایمان کی حالت میں بیدار ہو کر زیارت کی لیکن وفات ایمان پر نہ ہوئی۔ ان سب کو صحابی نہ کہیں گے۔

''اجمعین'' یہ جمع ہے اجمع کی جو کہ تاکید کے الفاظ مخصوصہ میں سے ہے۔ یہ لفظ آل اور اصحاب دونوں کے لئے بطور تاکید کے لایا گیا ہے۔ اس سے مصنفؒ کا مقصود روافض پر رد کرنا ہے جو کہ حضرت علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ کو صلوٰۃ کے ساتھ خاص کرتے ہیں۔ اور اسی طرح خوارج پر بھی رَد ہے جو کہ اہلِ بیت سے دشمنی کی وجہ سے ان پر صلوٰۃ نہیں بھیجتے۔ تو مصنف نے اجمعین کا لفظ لکھ کر ایک تو مذکورہ بالا مقصد حاصل کیا ہے، دوسرا اس سے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ میں روافض و خوارج کے گروہ سے پاک ہوں اور نہ یہ مذہب درست ہے۔ ''اما بعد'' کی بحث وتفصیل القسم الثالث فی الحروف میں آپ مُلاحظہ فرمائیں گے۔

## البحث الثانی فی تعارف الکتاب (فھٰذا ...... تَرْتِیبُ الْکَافِیَۃِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اپنی کتاب کا مختصر تعارف کرایا ہے۔ جس میں اس نے چار الفاظ استعمال کئے ہیں: (۱) مختصر (۲) مضبوط (۳) مھمات النحو کا مجموع (۴) ترتیب الکافیہ۔ ان چاروں الفاظ کی وضاحت سے قبل مناسب ہے کہ ابتدائی لفظ ''ھٰذا'' کے مشارٌ الیہ کی تحقیق کو بیان کر دیا جائے، بعدہٗ ان الفاظ کی وضاحت ہوگی۔

تحقیق مشارٌ الیہ لفظ ''ھٰذا'': تحقیق سے پہلے بطور تمہید کے ایک اہم بات یہ ہے کہ خطبہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) خطبہ ابتدائیہ (۲) خطبہ الحاقیہ۔ خطبہ ابتدائیہ وہ خطبہ ہے جو مصنفِ کتاب اپنی کتاب کے لکھنے سے پہلے لکھتا ہے اور خطبہ الحاقیہ وہ ہے جو مصنف کتاب کے لکھنے کے بعد لکھے۔

اب ھٰذا کے مشارٌ الیہ کے بارے میں تحقیق یہ ہے کہ یہ خطبہ یا تو ابتدائیہ ہے یا الحاقیہ۔ اگر الحاقیہ ہے تو ھٰذا کا اشارہ اس مرقومہ کی طرف ہوگا جسے مصنف پہلے لکھ چکا اور اگر خطبہ ابتدائیہ ہے تو پھر ھٰذا کا اشارہ اس مضمون کی طرف ہوگا جو کہ مصنف کے ذھن میں موجود تھا۔

تعارف کتاب ھدایۃ النحو: مصنفؒ نے فرمایا میری اس کتاب میں چار اوصاف ہیں: (۱) ایک تو مختصر ہے۔ یعنی ایسی کلام ہے کہ الفاظ تھوڑے ہیں اور معانی بہت ہیں۔ (۲) مضبوط۔ ایسی کلام جس میں حشو اور تطویل نہ ہو۔ حشو وہ لفظ ہے جو زائد بلا فائدہ ہو اور اس کی زیادتی متعین ہو اور تطویل وہ ہے جو اصل مراد پر زائد بلا فائدہ ہو اور اس کی زیادتی متعین نہ ہو۔ (۳) مہمات النحو کا مجموع: تیسری صفت نحو کے مہمات کا اس میں جمع کردہ ہونا۔ مہمات یہ جمع کا لفظ ہے مہمۃ کی جمع ہے ہمّت بمعنی قصد سے مشتق ہے، بمعنی مقصد تو مہمات النحو کا معنی نحو کے مقاصد۔ یعنی نحو کے ان مسائل کو جمع کیا گیا ہے جن کا جاننا ضروری ہے۔ (۴) ترتیب الکافیہ: مصنف نے چوتھی صفت بیان فرمائی کہ یہ کتاب کافیہ کی ترتیب میں لکھی گئی ہے۔ یعنی جس طرح کافیہ میں پہلے اسم کی بحث ہے، پھر فعل کی، پھر حرف کی، اسی طرح یہاں

بھی ترتیب ہے۔اور جیسے کافیہ میں پہلے مرفوعات، پھر منصوبات، پھر مجرورات ہیں، یہاں بھی ایسا ہے لیکن یہ ترتیب من کل الوجوہ نہیں ہے بلکہ اکثر مسائل نحو کے بیان میں ہے، بلکہ یہ ترتیب ابحاث کلیہ میں ہے مسائل جزئیہ میں نہیں ہے جیسا کہ گزرا۔

## البحث الثالث فی الفرق بین هداية النحو والكافية (مُبَوَّبًا ...... فهم المسائل):

یہ عبارت ماقبل سے بطور استثناء کے ہے۔ ماقبل میں یہ بتلایا گیا کہ یہ کتاب (ھدایۃ النحو) کافیہ کی ترتیب پر ہے۔ لیکن اس عبارت میں بتلایا گیا کہ چار چیزوں میں کافیہ سے مختلف ہے۔ گویا کہ ہدایۃ النحو اور کافیہ کے درمیان چار فرق ہیں: (۱) ہدایۃ النحو میں باب اور فصول کا اہتمام کیا گیا ہے، کافیہ میں ایسا نہیں۔ (۲) ھدایۃ النحو کی عبارت واضح ہے، لیکن کافیہ کی عبارت مشکل ہے۔ (۳) ہدایۃ النحو میں تمام نحو کے مسائل کو امثلہ سے مزین کیا گیا ہے کافیہ میں ایسا نہیں ہے۔ (۴) ہدایۃ النحو میں ہر مسئلہ کی دلیل کو ذکر نہیں کیا گیا، تاکہ مبتدی کا ذہن مشوش نہ ہو بخلاف کافیہ کے۔

## اہم الفاظ کی وضاحت

**فصل:** لغت میں بمعنی کاٹنا اور جدا کرنا کہا جاتا ہے۔ فصلت الثیات (میں نے کپڑوں کو کاٹا) اور اصطلاح میں وہ ہے جو دو حکموں مختلفوں کے درمیان حائل ہو۔

**العبارۃ:** لغت میں بمعنی خواب کے معنی بتانا اور اصطلاح میں وہ الفاظ ہیں جو معانی پر دلالت کرتے ہیں اور ان الفاظ کا نام عبارت اس لئے ہے کہ جیسے معبّر اس چیز کی جو خواب میں انجام خیر وشر سے پوشیدہ ہوتا ہے تفسیر کرتا ہے، اسی طرح الفاظ بھی ''جو دل میں پوشیدہ معانی ہوتے ہیں'' کی تفسیر کرتے ہیں۔ عبارت واضحہ اس عبارت کا نام ہے جو اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ظاہر ہو۔

**مثال:** لغت میں بمعنی مشابہ اور ہم شکل، اصطلاح میں ذکر الجزئية لتوضيح الكلية، یعنی وہ جزئیہ جو کسی کلیہ کی وضاحت کے لئے لایا جائے۔

**مسئلہ:** لغت میں بمعنی سوال کی جگہ یا سوال کا وقت۔ اور اصطلاح میں ماسُئِل عنہ (وہ چیزیں جن کے متعلق سوال کیا جائے)

**ادلّۃ:** یہ دلیل کی جمع ہے جیسے اجنۃ جنین کی جمع ہے اور دَلِيْلُ الشَّيْئِ مَا يُعْرَفُ بِهٖ ذٰلِكَ الشَّيْئُ یعنی وہ چیز جس سے وہ شی پہچانی جائے۔ اور علل جمع علۃ کی بمعنی دلیل اور علل وادلۃ مترادفات میں سے ہیں۔ اور خطبہ میں مترادفات کا لانا متعارف ہے۔

**ذِھن:** هُوَ قُوَّةٌ مَوْجُوْدَةٌ فِيْ جَنَانِ الْإِنْسَانِ تَنَقَّشُ فِيْهَا الْمَعْنٰى (یعنی ذہن وہ قوت ہے جو انسان کے دل میں ہوتی ہے جس میں معنی منقش ہوتے ہیں۔

**المبتدی:** لغت میں شروع کرنے والا اور اصطلاح میں ''هُوَالَّذِيْ شَرَعَ فِي الْجُزْءِ الْاَوَّلِ لِلشَّيْءِ مَعَ قَصْدِ تَحْصِيْلِ بَاقِي الْاَجْزَاءِ'' (وہ ہے جس نے کسی چیز کے پہلے جزء کو شروع کیا ہو اور باقی اجزاء کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو)

## البحث الرابع فی اسم الكتاب مع وجه التسمية واجزاء الكتاب (وَسَمَّيْتُهٗ .... الْعَزِيْزِ الْعَلَّامِ):

مصنفؒ نے اپنی اس کتاب کا نام ''ہدایۃ النحو'' رکھا ہے، جیسا کہ کہا وسمّیتہ الخ. ھدایۃ کا معنی لغت میں راستہ دکھانا اور

اصطلاح میں وہ دلالت جو مقصود تک پہنچائے اور لفظ ہدایۃ مصدر ہے اور النحو مفعول فیہ کی طرف مضاف ہے اور فاعل محذوف ہے اصل عبارت ''ھدایۃ المبتدی فی النحو'' (یعنی مبتدی کا علم نحو میں رہنمائی پانا) اسی وجہ سے مصنف نے فرمایا کہ میں نے اس کتاب کا نام ہدایۃ النحو اس لئے رکھا کہ اللہ تعالیٰ سے یہ اُمید ہے کہ وہ اس کتاب سے علم نحو کے خواہش مندوں کی رہنمائی فرمائے اور اس کتاب کو ایک مقدمہ اور تین قسموں پر مرتب کیا ہے اور کہا ہے ورتبتہ الخ. مقدمہ مبادی کتاب پر مشتمل ہے اور قسم اوّل اسم کی بحث اور قسم ثانی فعل کی بحث کے متعلق اور قسم ثالث حرف کی بحث پر مشتمل ہے۔

فائدہ: عبارت مذکور میں دو لفظ ایک ترتیب جو کہ رتبتہٗ سے معلوم ہوا، دوسرا توفیق کا لفظ آیا ہے۔ مناسب معلوم ہوا کہ ان کی وضاحت ہو جائے۔

(۱) الترتیب: لغت میں ''جَعْلُ کُلِّ شَیْءٍ فِیْ مَرْتَبَةٍ'' یعنی ہر شئی کو اس کے مرتبہ میں بنا دینا اور صناعت کی اصطلاح میں جَعْلُ الاشیاءِ الْمُتَعَدَّدَةِ بِحَیْثُ یُطْلَقُ عَلَیْهَا اِسْمُ الْوَاحِدِ (یعنی چند اشیاء کو اس طرح سے رکھنا کہ ان پر ایک نام بولا جائے)

(۲) التوفیق: لغت میں دست دادن کسے را بکارے (یعنی کسی کام میں کسی کو ہاتھ دینا) اور اصطلاح میں خداوند تعالیٰ کا نیک مقصود کے لئے اس کے موافق اسباب کا پیدا کرنا۔

**الاعادة علٰی ضَوْءِ الاسئلَة:** (۱) ھٰذا کا مشارٌ الیہ کیا ہے؟ (دیکھئے البحث الثانی) (۲) کافیہ اور ہدایۃ النحو کے مابین فرق لکھیں؟ (دیکھئے البحث الثالث) (۳) آل اور اھل میں کیا فرق ہے؟ (دیکھئے البحث الاوّل)، (۴) رسول کا شرعی معنی کیا ہے؟ (دیکھئے البحث الاوّل)

## المقدمة (ای العلم)

**اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِی الْمَبَادِیْ الَّتِیْ یَجِبُ تَقْدِیْمُهَا لِتَوَقُّفِ الْمَسَائِلِ عَلَیْهَا[۱] وَفِیْهَا فُصُوْلٌ ثَلٰثَةٌ.[۲]**

**ترجمة:** لیکن مقدمہ پس ان مبادیات میں ہے جن کا (مقصود پر) مقدم کرنا واجب ہے بوجہ ان پر مسائل کے موقوف ہونے کے اور اس میں تین فصلیں ہیں۔

**تشریح:** مذکورہ بالا عبارت میں مصنفؒ نے مقدمہ کی تعریف کی ہے اور اس کے اجزاء کو بیان فرمایا ہے۔ مقدمہ قدّم بمعنی تقدّم سے مشتق ہے یعنی آگے ہونے والا۔ یہ لفظ لشکر کے اس حصے پر بولا جاتا ہے جو لشکر سے آگے جا کر لشکر کے اُترنے اور ٹھہرنے کا انتظام کرے۔ اس کو مقدمۃ الجیش کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کتاب کے ابتدائی حصہ پر بولا جانے لگا۔ مقدمۃ کی دو قسمیں ہیں: (۱) مقدمۃ العلم، (۲) مقدمۃ

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف تفصیل المقدمۃ مبتداء متضمن معنی شرط فا جزائیہ فی حرف جار المبادی موصوف التی اسم موصول یجب فعل مضارع معلوم تقدیم مصدر متعدی مضاف ھا ضمیر راجع بسوئے المبادی مجرور محلاً مضاف الیہ لام جار توقف مصدر لازمی مضاف المسائل مجرور لفظاً مضاف الیہ مرفوع معنًی فاعل علی حرف جر، ھا ضمیر راجع بسوئے المبادی مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق توقف مصدر کے مصدر اپنے مضاف الیہ یا معنی فاعل اور متعلق سے مل کر مجرور ہوا لام جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق ہوا یجب فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر صلہ ہے موصول کا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ثابتۃ کے یا کائنۃ کے ہو کر خبر ہے ھی محذوف کی ھی مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر قائم مقام جزاء کے، مبتداء خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ فیھا معطوف فی المبادی معطوف علیہ۔ فی حرف جر ھا ضمیر غائب راجع بسوئے المقدمۃ مجرور محلاً جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائنۃ یا ثابتۃ کے جو کہ خبر مقدم ہے مبتداء مؤخر کی فصول موصوف ثلاثۃ اسم عدد صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء مؤخر مبتداء اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔۱۲

الکتاب۔ مقدمۃ العلم وہ معانی ومبادیات مخصوصہ ہیں جن پر علم کے مسائل میں شروع ہونا موقوف ہو، یعنی اس علم کی تعریف اور موضوع غرض وغایت وغیرہ۔ عبارت مذکورہ میں جس مقدمہ کی تعریف کی ہے وہ مقدمۃ العلم ہے۔ اسی وجہ سے مصنفؒ نے کہا "اما المقدمة ففي المبادى الخ."

مقدمۃ الکتاب، کتاب اور کلام کا وہ حصہ ہے جو کتاب کے شروع میں مقصود کے بیان سے پہلے لایا جاتا ہے۔ عام ہے کہ مسائل مقصودہ اس پر موقوف ہوں یا نہ، اس کا بیان باب اوّل کے شروع میں ہوگا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مقدمۃ العلم الفاظ مخصوصہ کا نام ہے اور مبادی معانی مخصوصہ کو کہتے ہیں، تو عبارت کا خلاصہ یہ ہوا کہ الفاظ مخصوصہ معانی مخصوصہ کے بیان میں ہے۔ اس مقدمہ میں مصنفؒ نے تین فصول کو ذکر فرمایا ہے۔ پہلی فصل علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت میں اور دوسری فصل کلمہ کے بیان میں اور تیسری فصل کلام کے بیان میں ہے۔

## الفصل الاوّل فی مبادی علم النحو

فصل: اَلنَّحْوُ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ یُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْکَلِمِ الثَّلٰثِ مِنْ حَیْثُ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَکَیْفِیَّةُ تَرْکِیْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ[۱]. وَالْغَرَضُ مِنْهُ صِیَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِیِّ فِیْ کَلَامِ الْعَرَبِ[۲] وَمَوْضُوْعُهُ الْکَلِمَةُ وَالْکَلَامُ.[۳]

**ترجمۃ:** نحو ان چند قوانین کا جاننا ہے جن کے ذریعہ سے تین کلموں کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے اور بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا طریقہ معلوم ہوسکے اور اس کی غرض ذہن کو کلام عرب میں لفظی غلطی سے بچانا اور اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے: (۱) علم نحو کی تعریف (النحو علم..... مع بعض)، (۲) علم نحو کی غرض وغایت (والغرض منہ..... کلام العرب)، (۳) علم نحو کا موضوع (الکلمۃ والکلام)

**تشریح: البحث الاوّل فی تعریف علم النحو** (من "النحو علم ....... مع بعض):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے علم نحو کی تعریف کی ہے۔ تعریف کا لغوی معنی "مَا یُعْرَفُ بِهِ الشَّیْءُ" (وہ چیز جس سے کسی چیز کو پہچانا جائے) اور اصطلاح میں "مَا یُمَیَّزُ بِهِ الشَّیْءُ عَنْ جَمِیْعِ مَا عَدَاهُ" (یعنی وہ چیز جس کے ذریعے کسی چیز کو اپنے ماسوا سے

---

نحوی ترکیب: (۱) النحو مرفوع لفظاً مبتداء علم مصدر باحرف جر اصولٍ مجرور لفظاً موصوف یعرف فعل مضارع مجہول با حرف جار ھا ضمیر غائب راجع بسوئے اصول مجرور محلاً جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق یُعرف کے احوال مضاف اواخر مضاف الیہ ہو کر پھر مضاف الکلم موصوف الثلث صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ اواخر کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مضاف الیہ ہوا احوال مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف علیہ من جار حیث ظرف مضاف الاعراب معطوف علیہ واؤ عاطفہ البناء معطوف الاعراب معطوف علیہ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق یعرف کے واؤ عاطفہ کیفیت معطوف احوال معطوف علیہ کیفیت مضاف ترکیب مصدر متعدی مضاف الیہ ہو کر مضاف بعض مضاف الیہ ہو کر پھر مضاف ھا ضمیر غائب راجع بسوئے کلم مجرور محلاً مضاف الیہ بعض مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور لفظاً مضاف الیہ منصوب معنًی مفعول بہ ترکیب مصدر کا۔ مع ظرف مضاف بعض مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مفعول فیہ ترکیب مصدر کا۔ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ معنی مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر مضاف الیہ ہے کیفیۃ مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر معطوف ہوا معطوف علیہ احوال کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر نائب الفاعل ہوا یعرف فعل مجہول کا، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

جدا کیا جائے) لغت میں نحو کے چند معانی جو کہ سات ہیں اس شعر میں مذکور ہیں:

نَحَوْنَا نَحْوَ نَحْوِکَ یَا حَبِیْبِیْ     نَحَوْنَا نَحْوَ اَلْفٍ مِنْ رَقِیْبٍ

وَجَدْنَاهُمْ مَرِیْضًا نَحْوَ قَلْبِیْ     تَمَنَّوْا مِنْکَ نَحْوًا مِنْ زَبِیْبٍ

(ترجمہ) اے میرے دوست ہم نے تیرے قبیلے کی طرف قصد کیا۔ ہم نے ایک ہزار رقیبوں کا انداز پھیرا۔ ہم نے ان کو اپنے دل کی مثل مریض پایا جو آپ سے ایک قسم کشمکش کی تمنا کرتے تھے۔ (۱) قصد، (۲) طرف، (۳) قبیلہ، (۴) پھیرا، (۵) اندازہ، (۶) مثل، (۷) قسم۔

نحو کے لغت میں متعدد معانی آتے ہیں۔ ان میں سے ایک معنی قصد یعنی ارادہ کرنا اور اصطلاح میں نحو ان چند قوانین کا نام ہے جن کے ذریعہ سے تین کلموں (اسم، فعل، حرف) کے آخر کے احوال معرب اور مبنی ہونے کی حیثیت سے معلوم ہو سکیں اور بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا طریقہ معلوم ہو۔ اور اس کو علم الاعراب بھی کہا جاتا ہے۔

اس تعریف سے ہمیں پانچ باتیں معلوم ہوئیں: (۱) علم نحو چند قوانین کا نام ہے۔ (۲) جن قوانین کے ذریعے احوال معلوم ہوں۔ (۳) تین کلموں (اسم، فعل، حرف) کے آخر کے احوال، (۴) اعراب اور بناء کی حیثیت سے معلوم ہوں۔ (۵) بعض کلموں کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا طریقہ معلوم ہو۔

**تعریف ومعرّف / فوائد قیود:** جب کسی چیز کی تعریف کی جاتی ہے تو اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک مُعرَّف اور محدود اور دوسری تعریف وحد۔ جس چیز کی تعریف کی جاتی ہے اس کو معرَّف یا محدود کہتے ہیں اور جن کلمات سے تعریف کی جاتی ہے ان کو معرِّف اور حد کہتے ہیں اور تعریف میں دو چیزیں ہوتی ہیں۔ ایک جنس جو کہ مُعرَّف اور اس کے غیر سب کو شامل ہوتی ہے اور کئی فصول جو کہ معرَّف سے غیر معرَّف کو جدا کرتی ہیں۔ تو عبارت مذکور میں النحو کا لفظ معرَّف اور محدود ہے اور علمٌ باصول سے لے کر مع بعضٍ تک تعریف ہے۔ اور اس میں لفظ ''علم باصولٍ'' درجہ جنس ہے تمام علوم کو شامل ہے، خواہ علم نحو ہو یا اس کا غیر ہو۔ ''یعرف بها احوال'' پہلی فصل ہے۔ اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے کلمہ کی ذات پہچانی جاتی ہے۔ جیسے علم صرف اور وہ علم بھی خارج ہو گئے جس سے معانی پہچانے جاتے ہیں، جیسے علم منطق، معانی بیان ''او اخر الکلم الثلاث'' یہ فصل ثانی ہے۔ اس سے وہ علم خارج ہو گیا جس سے کلمہ کے اوّل اور وسط کا حال معلوم ہوتا ہے، جیسے علم لغت اور وہ علم بھی جس سے احوال مکلفین معلوم ہوتے ہیں، جیسے علم الفقہ۔ ''من حیث الاعراب و البناء'' یہ

---

(سابقہ بقیہ) متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہوئی موصوف اصول کی موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا باء جار کا۔ جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق علم مصدر کے مصدر اپنے متعلق سے مل کر خبر مبتداء النحو کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ الغرض مرفوع لفظاً موصوف من حرف جارہ ضمیر غائب راجع بسوئے النحو مجرور محلا جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق الکائن جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء صیانۃ مصدر مضاف الذھن مجرور لفظاً مضاف الیہ منصوب معنیٰ مفعول بہ عن جار الخطاء موصوف اللفظی صفت اوّل فی حرف جر کلام مجرور لفظاً مضاف العرب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق الکائن کے دوسری صفت الخطاء موصوف اپنی دونوں صفتوں سے مل کر مجرور جار فی کا جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق صیانۃ مصدر کا مصدر اپنے مضاف الیہ معنی مفعول بہ اور متعلق سے مل کر خبر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ موضوعہ معطوف الغرض منہ معطوف علیہ موضوع مرفوع لفظاً مضاف ۂ ضمیر غائب راجع بسوئے النحو مجرور محلا مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء الکلمۃ مرفوع لفظاً معطوف علیہ واؤ عاطفہ الکلام معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ۱۲

تیسری فصل ہے۔ اس سے وہ علم خارج ہوگیا جس سے کلمہ کے احوال از روئے قافیہ بندی کے معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے علم العروض والقوافی۔ "وكيفية تركيب بعضها مع بعض" یہ چوتھی فصل ہے۔ اس سے وہ علم خارج ہوگیا جس سے مفردات کی کیفیت معلوم ہوتی ہیں، جیسے علم ہندسہ، علم ہیئت اور علم الاشتقاق۔

## البحث الثانی فی بیان غرض علم النحو (وَالْغَرَضُ مِنْهُ ........ الْعَرَب):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے علم نحو کی غرض کو بیان کیا ہے۔ غرض کا لغوی معنی نشان اور اصطلاح میں "مَا يَكُوْنُ بَاعِثًا لِلْفِعْلِ" (یعنی غرض وہ چیز ہے جو کسی کام پر برانگیختہ کرنے والی ہو) تو علم نحو جس کام پر برانگیختہ کرنے والا ہے وہ کلام عرب میں ذہن کو لفظی غلطی میں واقع ہونے سے بچانا ہے۔

## البحث الثالث فی بیان موضوعه (وموضوعهٗ الكلمة والكلام)

مصنفؒ علم نحو کی تعریف اور غرض کے بیان سے فارغ ہو کر اس حصہ عبارت میں علم نحو کے موضوع کو بیان کیا ہے۔ موضوع وضع سے مشتق ہے بمعنی نہادن (رکھنا) اور موضوع کا معنی رکھا ہوا اور اصطلاح میں "مَا يُبْحَثُ فِيْهِ عَنْ عَوَارِضِهِ الذَّاتِيَّةِ" (یعنی موضوع ہر علم کا وہ چیز ہے جس کے عوارض ذاتیہ یعنی ذاتی حالات سے اس علم میں بحث کی جائے، جیسے علم طب کا موضوع انسان کا بدن ہے۔ کیونکہ اس علم میں بدن انسانی کے احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ تو علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہیں کہ اس کے احوال، اعراب اور بناء کے لحاظ (یعنی کون معرب ہے اور کون مبنی ہے) سے بحث کی جاتی ہے اور یہ احوال کلمہ کے ذاتی احوال ہیں۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** (۱) علم نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف لکھیں (دیکھئے البحث الاوّل)، (۲) نحو کا مقصد کیا ہے (دیکھئے البحث الثانی)، (۳) موضوع کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں (دیکھئے البحث الثالث)، (۴) نحو کی تعریف میں جو قیود لگائی گئی ہیں اُن کے فوائد پر روشنی ڈالیں (دیکھئے البحث الاوّل)

# الفصل الثانی فی بیان الكلمة

فَصْل: اَلْكَلِمَةُ لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ. **ترجمة:** کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** یہ فصل نحو کے موضوع الکلمہ کے بیان میں ہے اور یہ پانچ ابحاث پر مشتمل ہے: (۱) البحث الاوّل فی تعریف الکلمۃ (الکلمۃ لفظ...... مفرد)، (۲) البحث الثانی فی اقسامھا مع دلیل الحصر (وھی منحصرۃ...... وھوالاسم)، (۳) البحث الثالث فی تعریف کل قسم مع المثال (فحد الاسم...... وعلم)، (۴) البحث الرابع فی بیان علامات کل قسم (علامۃ صحۃ الاخبار عنہ...... اومبتداء)، (۵) البحث الخامس فی بیان وجہ تسمیۃ کل قسم (ویسمی اسما...... الخ)

---

نحوی ترکیب: الکلمۃ مرفوع لفظاً مبتداء لفظ مرفوع لفظاً موصوف وضع صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے لفظ مرفوع محلاً نائب الفاعل لام حرف جار معنًی مجرور تقدیراً جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق وضع کے وضع اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت ہے موصوف لفظ کی۔ موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ مفرد میں تین احتمال مرفوع ہو کر لفظ کی صفت ثانی ہے مجرور ہو کر معنی کی صفت بنے گا۔ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

**تشریح: البحث الاوّل فی تعریف الکلمۃ** (اَلْکَلِمَۃُ لَفْظٌ ....... مُفْرَدٍ):

مصنفؒ نے اس عبارت میں کلمہ کی تعریف کو ذکر فرمایا ہے۔تعریف کے بیان سے پہلے مصنفؒ کے تعریف میں استعمال کردہ الفاظ کی تشریح ضروری ہے،لہٰذا ہر ایک لفظ کی الگ الگ تشریح ہوگی،بعد میں تعریف کا بیان ہوگا۔

**اہم الفاظ کی تشریح:** (۱)''الکلمۃ'': اس کے تین حصے ہیں:الف لام،کلِم( بکسر لام) تاء۔ال کی تفصیلی بحث آئندہ معلوم ہوگی۔البتہ اتنا یاد رکھیں کہ یہ''ال'' جنس کا ہے اور تاء وحدۃ جنسی کی ہے جو کہ ال جنسی کے معارض اور منافی نہیں اور کَلِمٌ یہ جنس ہے جمع نہیں ہے کَلْم (بسکون اللام) سے مشتق ہے بمعنی زخم کرنا،چونکہ کلمہ دل میں زخم کرتا ہے اور تاثیر میں دونوں مساوی ہیں،اس لئے مشتق اور مشتق منہ کے مابین مناسبت پائی جاتی ہے۔بقیہ تفصیل اِن شاء اللہ کافیہ کی شرح میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۲)''لفظ'': لغت میں لفظ کا معنی انداختن یعنی پھینکنا عام ہے کہ منہ سے ہو یا ہاتھ وغیرہ سے لفظ ہو یا غیر لفظ پھینکنے والا انسان ہو یا غیر انسان۔پھینکنے والے کو لافظ اور جو چیز پھینکی جائے اسے ملفوظ کہتے ہیں۔اس کے عقلی طور پر چار احتمال ہیں تین درست ہیں۔ایک باطل ہے۔

۱۔ لفظ ہو منہ سے پھینکا جائے اور پھینکنے والا انسان ہو جیسے ما یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ۔

۲۔ لفظ نہ ہو منہ سے پھینکا جائے اور پھینکنے والا انسان ہو جیسے''اَکَلْتُ التَّمْرَۃَ وَلَفَظْتُ النَّوَاۃَ''

۳۔ لفظ نہ ہو اور منہ سے نہ پھینکا جائے اور پھینکنے والا انسان نہ ہو جیسے لَفَظَتِ الرَّحیُ الدَّقِیْقَ۔

۴۔ لفظ ہو منہ سے نہ پھینکا جائے اور پھینکنے والا انسان ہو یہ احتمال باطل ہے۔

اصطلاح نحاۃ میں لفظ کی سہل تعریف یہ ہے۔''مَا یَتَلَفَّظُ بِہِ الْاِنْسَانُ''یعنی انسان کے منہ سے جو آواز مخصوص جگہ سے ٹکرا کر نکلے اسے لفظ کہتے ہیں۔ اَللَّفْظُ صَوْتٌ یَعْتَمِدُ عَلٰی مَخْرَجٍ مُحَقَّقٍ اَوْ مُقَدَّرٍ.

(وُضع) یہ وَضْعٌ سے مشتق ہے وضع کا لغت میں معنی نہادن یعنی رکھنا اور اصطلاح میں''تَخْصِیْصُ الشَّیْءِ بِالشَّیْءِ اِذَا اُطْلِقَ اَوْ اُحِسَّ الْاَوَّلُ فُہِمَ مِنْہُ الثَّانِیْ''یعنی وضع کہتے ہیں کہ ایک شی کو دوسری شی کے ساتھ اس طور پر خاص کرنا کہ جب پہلی شی بولی جائے یا محسوس کی جائے تو دوسری شی سمجھ میں آسکے۔

(معنی) لغت کے اعتبار سے تین احتمال رکھتا ہے یا تو عَنٰی یَعْنِیْ کے باب سے اسم مفعول کا صیغہ ہے معنی مقصود یعنی ارادہ کیا ہوا یا اسم مکان ہے بمعنی جائے قصد مفعل کے وزن پر کیونکہ جب کوئی لفظ کسی معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو تو وہ معنی جائے قصد ہوا کرتا ہے۔یا مصدر میمی ہے معنی قصد یعنی ارادہ کرنا اور استعمال اسم مفعول کے معنی میں ارادہ کیا ہوا جس طرح لفظ بمعنی ملفوظ کے استعمال ہوتا ہے۔اصطلاح میں ''اَلْمَعْنٰی مَا یُقْصَدُ مِنَ اللَّفْظِ''یعنی معنی وہ شی ہے جو لفظ سے مقصود ہوتا ہے۔

(مفرد) یہ افعال باب کا اسم مفعول ہے بمعنی الگ کیا ہوا اور اصطلاح میں مفرد کا معنی لفظ کی جزء سے معنی کی جزء پر دلالت کا ارادہ نہ کیا جائے۔
تو کلمہ کی تعریف یہ ہوئی کہ کلمہ وہ لفظ ہے جو مفرد معنی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔کلمہ لفظ

---

(سابقہ بقیہ) ۳منصوب ہو کر وضع کی ضمیر یا معنی سے حال ہے۔

(پوری تفصیل احقر کی مؤلّفہ کتاب اکیس سالہ حل شدہ وفاقی پرچہ جات میں دیکھی جاسکتی ہے.....ظفر)

ہوگا۔ ۲۔ موضوع ہوگا ۳۔ معنی دار ہوگا ۴۔ مفرد معنی والا ہوگا۔

**تعریف ومعرّف/ فوائد قیود:** جیسا کہ ماقبل میں گذرا ہے کہ جہاں کسی شی کی تعریف ہوتی ہے اس میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک جنس کئی فصول تو کلمہ کی تعریف میں ''لفظ'' جنس ہے یہ تمام الفاظ کو شامل ہے خواہ مہملات ہوں یا موضوع خواہ مفرد ہوں یا مرکب خواہ معنی دار ہوں یا غیر معنی دار ''وضع'' یہ فصل اول ہے اس کو ذکر کرکے مہملات کو کلمہ کی تعریف سے خارج کیا اور ''لمعنی'' یہ فصل ثانی ہے اس سے حروف ہجاء جو محض ترکیب کیلئے ہوتے ہیں خارج ہوگئے اور مفرد یہ فصل ثالث ہے اس سے مرکبات قائمۃ اور بصریۃ وغیرہ خارج ہوگئے۔

وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِي ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ اِسْمٌ وَ فِعْلٌ و حَرْفٌ[1] لِاَنَّهَا اِمَّا اَنْ لَّا تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَهُوَ الْحَرْفُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَيَقْتَرِنَ مَعْنَاهَا بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الْفِعْلُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَيَقْتَرِنَ مَعْنَاهَا بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ الْفِعْلُ اَوْ تَدُلَّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرِنْ مَعْنَاهَا بِهٖ وَهُوَ الْاِسْمُ[2]۔

**ترجمة:** اور وہ کلمہ تین اقسام میں بند ہے یعنی اسم اور فعل اور حرف میں اس لئے کہ وہ کلمہ یا یہ کہ اپنے معنی پر دلالت نہ کرے گا بذات خود اور وہ حرف ہے یا اپنے معنی پر بذاتِ خود دلالت کرے گا اور اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اور وہ فعل ہے یا اپنے معنی پر بذاتِ خود دلالت کرے گا اور اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا نہ ہوگا اور وہ اسم ہے۔

**خُلاصَةُ الْمَباحِث:** یہ عبارت دو حصوں پر مشتمل ہے اول حصہ میں اسم کی تقسیم اور اس کے اقسام کو دعویٰ کے عنوان سے ذکر کیا ہے جو کہ ''وھی منحصرۃ...... وحرف'' ہے اور دوسرا حصہ عبارت ''لِاَنَّهَا اِمَّا اَنْ ...... وَهُو الاسم'' سے اس دعویٰ کو مدلل کرنے کیلئے دلیل کو پیش کیا ہے۔

**تشریح : البحث الثاني في اقسامها مع دليل الحصر** (وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ ..........وَهُوَ الْاِسْمُ):

مصنفؒ نے شروع عبارت میں اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ کلمہ تین اقسام (اسم، فعل، حرف) میں بند ہے اس سے کوئی قسم نہ کم ہے نہ زائد۔ اسی لئے لفظ منحصرۃ کا ذکر فرمایا یہ حصر سے مشتق ہے اور حصر کا معنی بند ہونا تو منحصرۃ کا معنی بند ہونے والا۔ **لانها** سے مصنفؒ

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ ھی ضمیر غائب راجع بسوئے الکلمہ مرفوع محلا مبتداء منحصرۃ صیغہ صفت کا معتمد بر مبتداء یعمل عمل فعلہ المعروف ھی ضمیر غائب راجع بسوئے کلمہ در و مستتر محلا مرفوع فاعل فی حرف جر ثلاثۃ اسم عدد مبہم ممیز مضاف اقسام مجرور لفظا تمیز مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منحصرۃ کے صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔ اسم وفعل وحرف میں تینوں اعراب رفع، نصب، جر پڑھے جاسکتے ہیں اول صورت میں یہ خبر ہونگے مبتداء محذوف احدھا، ثانیھا وثالثھا کی اور ثانی صورت میں اعنی محذوف کا مفعول بہ ہونگے اور ثالث صورت میں اقسام سے بدل ہونگے۔

(۲) لام جار انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل میطلبد اسم منصوب خبر مرفوع ھا ضمیر غائب راجع بسوئے کلمہ منصوب محلا اسم انّ کا لما حرف تردید انْ مصدریہ ناصبہ لا نافیہ تدل فعل مضارع معلوم ھی ضمیر در و مستتر راجع بسوئے کلمہ فاعل علی جار معنی موصوف فی جار نفس مجرور مضاف ھا ضمیر مجرور محلا مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ صفت ہے موصوف معنی کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لا تدل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ او عاطفہ تدل علی معنی الخ معطوف لا تدل معطوف علیہ پھر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یقترن فعل مضارع معلوم معناھا مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل با جار احد مضاف الازمنۃ موصوف الثلثۃ صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف مضاف الیہ سے ملکر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نے جس دلیل کو بیان کیا ہے اس کو دلیل الحصر کہتے ہیں۔اور دلیل حصر کی تعریف یہ ہے کہ ایسی دلیل جس سے یہ ثابت ہو کہ مقسم اپنے انہیں اقسام میں بند ہے کوئی قسم اس سے نہ کم ہے نہ زیادہ۔

**فائدہ:** جس جگہ کسی چیز کی تقسیم کی جاتی ہے وہاں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ا۔مَقْسَم ۲۔اقسام ۳۔قسیم۔ مَقْسَم وہ شئی ہے جس کے حصے کئے جائیں اور اقسام ان حصوں اور اجزاء کو کہتے ہیں جو مقسم کی طرف منسوب ہوں اور اگر ان کی ایک دوسرے کی طرف نسبت ہو تو ہر ایک حصہ اور جزء قسیم کہلاتا ہے چنانچہ عبارت مذکور میں کلمہ مقسم ہے اور اسم، فعل اور حرف کی جب کلمہ کی طرف نسبت ہو اقسام اور جب ان کو ایک دوسرے کی طرف نسبت کریں تو یہ قسیم کہلائیں گے۔

**دلیل حصر** یہ ہے کہ کلمہ دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ کلمہ معنی فی نفسھا (مستقل معنی) پر دلالت کرے گا یا نہیں اگر دلالت نہیں کرتا تو حرف ہے اور اگر معنی فی نفسھا پر دلالت کرتا ہے تو دو حال سے خالی نہیں کہ وہ معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ کے ساتھ مقترن ہوگا یا نہ اگر اول صورت ہے تو اسے فعل کہتے ہیں اور ثانی قسم ہے تو وہ اسم ہوگا۔

**فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرُ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ اَعْنِي الْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ كَرِجَالٍ وَعِلْمٍ[1] وَحَدُّ الْفِعْلِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا دَلَالَةً مُقْتَرِنَةً بِزَمَانِ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى كَضَرَبَ يَضْرِبُ اِضْرِبْ[2] وَحَدُّ الْحَرْفِ كَلِمَةٌ لَا تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا بَلْ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ غَيْرِهَا نَحْوُ مِنْ فَاِنَّ مَعْنَاهَا الْاِبْتِدَاءُ وَهِيَ لَا تَدُلُّ عَلَيْهِ اِلَّا بَعْدَ ذِكْرِ مَا مِنْهُ الْاِبْتِدَاءُ كَالْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ مَثَلًا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ[3]۔**

**ترجمة:** پس اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذات خود دلالت کرے ایسا معنی جو تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملنے والا نہ ہو مراد لیتا ہوں میں ماضی حال استقبال جیسے رجال اور علم اور فعل کی تعریف یہ ہے کہ فعل وہ کلمہ جو اپنے معنی پر بذاتِ خود دلالت کرے ایسی دلالت جو اس معنی کے زمانہ کے ساتھ مقترن ہو جیسے ضرب، یضرب اور اِضرب اور حرف کی تعریف یہ ہے کہ حرف وہ کلمہ ہے جو اپنے معنی پر بذاتِ خود دلالت نہ کرے بلکہ اپنے غیر کے ساتھ ملکر اپنے معنی پر دلالت کرے جیسے مِن پس تحقیق اس کا معنی ابتداء ہے اور وہ من اس معنی پر دلالت نہیں کرتا مگر ذکر کرنے اس چیز کے جس سے ابتداء ہے جیسے بصرہ اور کوفہ مثال کے طور پر تو

---

(سابقہ بقیہ) مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یقترن فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ تدل علی معنی فی نفسھا معطوف ہو کر پھر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم یقترن الخ معطوف لم جحد یہ جازمہ یقترن فعل مضارع مجزوم معناھا مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل باء جارہ ضمیر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لم یقترن کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا، تمام معطوفات ملکر بتاویل مصدر خبر ہے اَنّ کی اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مجرور ہوا لام جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ہوا منحصرۃ کے جو کہ خبر ہے ھی ضمیر مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔ وھو الحرف وھو الفعل وھو الاسم میں ھو ضمیر راجع مفہوم سابق مبتداء الحرف والفعل والاسم خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ شد۔۱۲

نحوی ترکیب: (۱) فاء فصیحہ جو شرط محذوف "اِذَا بَيَّنَّا دليلَ الْحَصْرِ" پر دلالت کرتی ہے حَدُّ مرفوع لفظا مضاف الاسم مجرور لفظا مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء کلمۃ موصوف تدل فعل مضارع معلوم ھی ضمیر راجع بسوئے کلمۃ فاعل علی جار معنًی موصوف فی جار نفسھا مضاف مضاف الیہ ملکر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کہے گا ''سِرْتُ مِنَ الْبَصرةِ اِلَی الْکُوفَةِ'' (میں بصرہ سے کوفہ تک چلا)

**خُلاصَةُ الْمَباحِث:** مذکورہ بالاعبارت میں اسم فعل حرف کی تعریف بمع مثال کے ذکر کی ہے اسم کی تعریف اور مثال (فحد الاسم ......... وعلمٍ) فعل کی تعریف (وَحَدَ الْفِعْلِ ......اِضْرِبْ) اور حروف کی تعریف (وَحَدَ الْحَرفَ ..........اِلَی الْکُوفَةَ)

**تشریح: البحث الثالث فی تعریف کل قسم مع المثال** (فَحَدُّ الْاِسْمِ..........اِلَی الْکُوفَةِ):

مذکورہ بالاعبارت میں تینوں اقسام (اسم فعل حرف) میں سے ہرایک قسم کی تعریف مع المثال کوذکر کیا گیا ہے۔

**اسم کی تعریف مع المثال (فَحَدُّ الْاِسْمِ ......وعلم):** اسم وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی آپ بتلائے (یعنی بغیر دوسرے کلمہ کے ملائے اس کا معنی سمجھ آجائے) اور تین زمانوں (ماضی، حال، استقبال) میں سے کوئی ایک زمانہ اس میں نہ پایا جائے۔ اس تعریف سے ہمیں تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔اسم کلمہ ہوگا ۲۔ مستقل معنی پر دلالت کرے گا ۳۔تین زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ اس کے معنی سے نہ سمجھا جائے گا۔ جیسے رجالٌ اور فرس اور علمٌ۔

**تعریف ومعرّف/ فوائد قیود:** اس عبارت میں الاسم معرَّف ہے اور کلمة الی آخرہ تعریف اور معرِّف ہے اور تعریف میں کلمة کا لفظ جنس ہے جو کہ اسم، فعل اور حرف تینوں کو شامل ہے اور ''**تدل علی معنی فی نفسها**'' فصل اول ہے اس سے حرف خارج ہوگیا ''غیر مقترن باحد الازمنة الثلاثة'' یہ فصل ثانی ہے اس سے فعل خارج ہوگیا کیونکہ اس کا معنی تین زمانوں (ماضی، حال، استقبال) میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن ہوتا ہے۔

**فعل کی تعریف مع المثال: (وَحَدُّ الْفِعْلِ ........... اِلَی اِضْرِبْ):**

فعل وہ کلمہ ہے جو کہ اپنا معنی آپ بتلائے (بغیر کسی دوسرے کلمہ کے ملائے اس کا معنی سمجھ آجائے) اور تین زمانوں (ماضی، حال اور استقبال) میں سے کوئی ایک زمانہ اس کے معنی سے سمجھا جائے۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔فعل کلمہ ہوگا

---

(سابقہ بقیہ) مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن محذوف کے جو کہ معنًی کی صفت اول ہے غیر مضاف مقترن صیغہ صفت باجار احد مضاف الازمنة موصوف الثلاثة صفت موصوف صفت ملکر معطوف علیہ اعنی صیغہ واحد متکلم فعل بافاعل الماضی معطوف علیہ واو عاطفہ الحال معطوف تمام معطوفات ملکر مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ سے ملکر بیان ہوا معطوف علیہ کا معطوف علیہ اپنے بیان سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقترن جو کہ مضاف الیہ ہے مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر صفت ثانی ہے یا خبر ہے مبتداء ھی کی یا حال ہے معنی سے۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ شد۔ کاف مثلیہ جار رجال مجرور معطوف علیہ واو عاطفہ علم معطوف رجال معطوف علیہ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے مثلہ مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۲) واوٴ عاطفہ حد الفعل معطوف حد الاسم معطوف علیہ حد الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء کلمة موصوف تدل فعل ھی ضمیر فاعل درو مستتر علی جار معنی موصوف فی نفسها بشرح سابق صفت معنی کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور جار، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تدل کے دلالة موصوف مقترنة صیغہ صفت اسم فاعل ھی ضمیر درو مستتر فاعل باء جار زمان مضاف ذالک اسم اشارہ المعنی مشار الیہ اسم اشارہ مشار الیہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور باء جار کا۔ جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقترنة کے صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صفت ہوئی دلالة موصوف کی موصوف صفت ملکر مفعول مطلق تدل کا، فعل اپنے فاعل متعلق اور مفعول مطلق سے ملکر صفت کلمة موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہے مبتداء محذوف ھی کی مبتداء خبر ملکر خبر ہے مبتداء حد الفعل کی مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (کضرب۔ یضرب۔ اضرب کی ترکیب واضح ہے)

۲۔دوسرا کلمہ ملائے بغیر اس کا معنی سمجھ آجائے ۳۔تینوں زمانوں میں سے کوئی ایک زمانہ بھی ہوگا۔جیسے ضَرَبَ (مارا اس ایک مرد نے زمانہ گذرے ہوئے میں) یَضْرِبُ (مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد) اِضْرِبْ (مار تو ایک مرد)۔

**تعریف ومعرّف / فوائد قیود:** اس عبارت میں الفعل مُعرَّف ہے اور کلمۃ الخ تعریف ہے اور تعریف میں ایک جنس اور کئی فصول ہوتی ہیں تو اس تعریف میں کلمۃ درجہ جنس ہے تمام کلموں (اسم، فعل، حرف) کو شامل ہے اور'' تدل علی معنی فی نفسھا '' یہ فصل اول ہے اس سے حرف خارج ہو گیا کیونکہ وہ معنی فی نفسھا پر دلالت نہیں کرتا اور'' دلالۃ مقترنۃ بزمان الخ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے اسم خارج ہو گیا کیونکہ اس کا معنی کسی زمانہ پر دلالت نہیں کرتا۔

## حرف کی تعریف مع المثال (وَحَدُّ الْحَرْفِ ......... اِلَی الْکُوْفَۃِ):

حرف وہ کلمہ ہے جو اپنا معنی آپ نہ بتلائے بلکہ اپنا معنی بتلانے میں غیر کا محتاج ہو۔اس تعریف سے بھی تین باتیں معلوم ہوئیں کہ ۱۔حرف کلمہ ہوگا ۲۔اپنا معنی خود نہ بتلائے گا ۳۔اپنا معنی بتلانے میں غیر کا محتاج ہوگا۔جیسے لفظ مِن کیونکہ اسکا معنی ابتداء ہے اور یہ لفظ مِن اس معنی پر اس وقت دلالت کرے گا جب اس کے ساتھ وہ کلمہ ملائیں گے جس سے ابتداء ہوئی مثال کے طور پر بصرہ اور کوفہ اور کہا ''سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ'' (یعنی میں بصرہ سے کوفہ تک چلا) اس مثال میں جب مِن کے ساتھ بصرۃ کا لفظ ذکر کیا تو مِن سے ابتداء والا معنی سمجھا گیا۔

**تعریف ومعرّف / فوائد قیود:** مذکورہ بالا عبارت میں ''الحرف'' معرَّف ومحدود ہے اور کلمۃ الخ یہ تعریف اور حد ہے۔اور اس میں ''کلمۃ'' کا لفظ درجہ جنس ہے جو کہ محدود اور غیر محدود کو شامل ہے (یعنی اسم، فعل، حرف تینوں کو شامل ہے) اور'' لا تدل علی معنی الخ'' یہ فصل ہے اس سے اسم اور فعل دونوں خارج ہو گئے کیونکہ یہ دونوں اپنا معنی بتلانے میں غیر کے محتاج نہیں ہیں۔

وَعَلَامَتُہٗ صِحَّۃُ الْاِخْبَارِ عَنْہُ نحو زَیْدٌ قَائِمٌ وَالْاِضَافَۃُ نحو غُلَامُ زَیْدٍ وَ دُخُوْلُ لامِ التَّعْرِیْفِ کَالرَّجُلِ وَالْجَرِّ وَالتَّنْوِیْنِ نَحْو بِزَیْدٍ وَالتَّثْنِیَۃُ وَالْجَمْعُ وَالنَّعْتُ وَالتَّصْغِیْرُ وَالنِّدَاءُ[1] فَاِنَّ کُلَّ ھٰذِہٖ خَوَاصُّ الْاِسْمِ[2] وَمَعْنَی

---

(۳) واؤ عاطفہ حد الحرف معطوف حد الفعل معطوف علیہ، حد الحرف مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء کلمۃ موصوف لا تدل علی معنی فی نفسھا بشرح سابق معطوف علیہ بل اضرابیہ عاطفہ تدل علی معنی فی غیرھا بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت موصوف کلمۃ کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہے مبتداء محذوف ھی کی مبتداء خبر ملکر خبر ہے حد الحرف مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔نحو مضاف من بتاویل ھذا اللفظ مجرور محلا مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء محذوف مثلہٗ کی مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔فاء تفصیلیۃ اِنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل معناھا مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا اِنَّ کا الابتداءُ مرفوع لفظا خبر اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا واؤ استنافیہ ھی ضمیر منفصل راجع بسوئے مِنْ مبتداء لا تدل فعل مضارع منفی معلوم ھی ضمیر مِن کی مرفوع محلا فاعل علیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق لا تدل کے اِلَّا حرف استثناء بعد مضاف ذکر مضاف الیہ پھر مضاف ما موصولہ منہٗ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم الابتداء مبتداء مؤخر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ذکر مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنی مفرغ ہوکر مفعول فیہ (مستثنی منہ ''فی وقت من الاوقات'' محذوف ہے)۔لا تدل اپنے فاعل متعلق ومفعول فیہ سے ملکر خبر ہوئی ھی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(کالبصرۃ والکوفۃ الخ ترکیب واضح ہے)۔۱۲

<u>نحوی ترکیب</u>: (۱) علامۃ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء صحۃ مضاف الاخبار مضاف الیہ عنہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق الاخبار مضاف اپنے (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

الْاِخْبَارِ عَنْهُ اَنْ يَكُوْنَ محكومًا عَلَيْهِ لِكَوْنِهٖ فَاعِلاً اَوْ مَفْعُوْلاً اَوْ مُبْتَدَاءً[٣] وَعَلَامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ الْاِخْبَارُ بِهٖ لَا عَنْهُ وَدُخُوْلُ قَدْ وَالسِّيْنِ وَسَوْفَ وَالْجَزْمِ وَالتَّصْرِيْفُ اِلَى الْمَاضِيْ وَالْمُضَارِعِ وَكَوْنُهٗ اَمْرًا اَوْ نَهْيًا وَاِتِّصَالُ الضَّمَائِرِ الْبَارِزَةِ الْمَرْفُوْعَةِ نَحْوَ ضَرَبْتُ وَتَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةُ نَحْوَ ضَرَبَتْ وَنُوْنَي التَّاكِيْدِ فَاِنَّ كُلَّ هٰذِهٖ خَوَاصُّ الْفِعْلِ[٥] وَمَعْنَى الْاِخْبَارِ بِهٖ اَنْ يَكُوْنَ مَحْكُوْمًا بِهٖ[٦].

وَعَلَامَتُهٗ اَنْ لَا يَصِحَّ الْاِخْبَارُ عَنْهُ وَلَا بِهٖ وَاَنْ لَا يَقْبَلَ عَلَامَاتِ الْاَسْمَاءِ وَلَا عَلَامَاتِ الْاَفْعَالِ[٧]. وَلِلْحَرْفِ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ كَالرَّبْطِ بَيْنَ الْاِسْمَيْنِ نَحْو زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْفِعْلَيْنِ نَحْوُ اُرِيْدُ اَنْ تَضْرِبَ اَوْ اِسْمٍ وَفِعْلٍ كَضَرَبْتُ بِالْخَشْبَةِ اَوِ الْجُمْلَتَيْنِ نَحْو اِنْ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اَكْرَمْتُهٗ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْفَوَائِدِ الَّتِيْ تَعْرِفُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى[٨].

**ترجمة:** اوراس اسم کی علامت اخبار عنہ کا صحیح ہونا جیسے زیدٌ قائمٌ اوراضافت کا ہونا جیسے غلام زید اور لام تعریف کا داخل ہونا جیسے الرجل اور جر اور تنوین کا لاحق ہونا جیسے بزید اور تثنیہ ہونا اور جمع ہونا اور صفت ہونا اور منادیٰ ہونا پس یہ سب علامات اسم کے خاصے ہیں اور اخبار عنہ کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہو بوجہ اس کے فاعل یا مفعول مالم یسم فاعلہ یا مبتداء ہونے کے۔ اوراس فعل کی علامت یہ ہے کہ اس کے ساتھ خبر دینا صحیح ہونہ کہ اس سے اور قد اور سین اور سوف اور جزم کا داخل ہونا اور ماضی اور مضارع کی طرف گردان کا ہونا اور اس کا امر یا نہی ہونا اور ضمائر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا جیسے ضَرَبْتُ اور تاء تانیث ساکنہ کا متصل ہونا جیسے ضَرَبَتْ اور تاکید دونوں (نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ) کا متصل ہونا۔ پس تحقیق یہ سب علامتیں فعل کے خاصے ہیں۔ اور اخبار بہ کا معنی یہ ہے کہ وہ فعل محکوم بہ ہو۔

اوراس حرف کی علامت یہ ہے کہ اس کا مخبر عنہ ہونا صحیح نہ ہو اور نہ ہی مخبر بہ ہونا اور یہ کہ اسم فعل کی علامات کو قبول نہ کرے۔ اور حرف کے کلام عرب میں چند فائدے ہیں جیسے دو اسموں کے درمیان ربط مثلاً زیدٌ فی الدار اور دو فعلوں کے درمیان جیسے اُرید اَنْ تضرِبَ یا ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان جیسے ضَرَبْتُ بالخشبۃ یا دو جملوں کے درمیان جیسے اِن جاءنی زیدٌ اکرمتہٗ اوراس کے علاوہ وہ فوائد جن کو تیسری قسم میں ان شاءاللہ پہچانے گا۔

---

(سابقہ بقیہ) مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر خبر نحو زیدٌ قائم خبر ہے مبتداء محذوف نحوہ کی واؤ عاطفہ الاضافۃ معطوف صحۃ الاخبار معطوف علیہ ہوکر علامۃ مبتداء کی خبر نحو غلام زید خبر ہے مبتداء محذوف نحوہٗ کی۔ واؤ عاطفہ دخول مضاف لام مضاف الیہ ہوکر پھر مضاف التعریف مضاف الیہ مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ دخول مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف ہے صحۃ الاخبار کا، کالرجل مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء محذوف مثلہ۔ واؤ عاطفہ الجر اگر مجرور ہو تو معطوف ہوگا لام التعریف پر اور اگر مرفوع ہے تو معطوف ہوگا دخول پر، واؤ عاطفہ التنوین معطوف الجر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ التثنیہ معطوف والتنوین معطوف علیہ واو عاطفہ الجمع معطوف التثنیہ معطوف علیہ واؤ عاطفہ النعت معطوف الجمع معطوف علیہ واؤ عاطفہ التصغیر معطوف واؤ عاطفہ النداء معطوف یہ تمام معطوفات ملکر معطوف ہیں دخول لام التعریف پر الخ۔

(۲) "فاء فصیحه شرط محذوف إِذَا عَلِمْتَ اَنَّ هٰذِهٖ عَلَامَاتُ الْاِسْمِ" اِنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل کلّ مضاف ھذہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر اِنّ کا اسم خواص مضاف الاسم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جزاء شرط محذوف جملہ شرطیہ شد۔

(۳) معنی مرفوع تقدیراً مضاف الاخبار مصدر معرف باللام عنہ جار مجرور متعلق مصدر الاخبار کے مصدر اپنے متعلق سے ملکر مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر در و مستتر اسم محکوما صیغہ صفت اسم مفعول، علیہ جار مجرور ظرف مستقر نائب الفاعل، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

**خلاصۃ المباحث:** مذکورہ بالاعبارت کے تین حصے ہیں پہلے حصہ میں اسم کی علامت کو بیان کیا گیا ہے اور دوسرے حصہ میں فعل کی علامات اور تیسرے حصہ میں حرف کی علامات کو ذکر کیا گیا ہے۔

## تشریح: البحث الرابع فی بیان علاماتِ کل قسم ......(وعلامتہٗ صحۃ............ ان شاء اللّٰہ)

مذکورہ بالاعبارت کی تشریح سے پہلے ایک اعتراض و جواب کا سمجھنا ضروری ہے۔

**سوال:** ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ مصنف نے اسم فعل حرف کی جو تعریف کی ہے اس سے اسم فعل حرف سمجھ آ گیا یا نہیں اگر تعریف سے اسم فعل حرف سمجھ آ گیا تو ان کی علامات کیوں لکھیں اور اگر سمجھ نہیں آیا اس لئے علامات لکھیں تو تعریف ناقص ہے جبکہ تعریف کیلئے جامع اور مانع ہونا ضروری ہے۔

**جواب:** جواب کے سمجھنے سے قبل یہ بات سمجھیں کہ ہر موجود کے دو وجود ہوتے ہیں ایک وجود ذہنی جو محض تصورِ شئی سے ذہن میں آتا ہے اور دوسرا وجود خارجی جو زمین و آسمان کے درمیان جو خارج ہے اس میں موجود ہو۔ تو جواب یہ ہے کہ تعریف سے شئی کا وجود ذہنی سمجھ آتا ہے اور علامات سے وجود خارجی معلوم ہوتا ہے تو مصنف نے تعریف لکھی تا کہ اسم فعل اور حرف کا وجود ذہنی معلوم ہو سکے اور علامات لکھیں تا کہ ان سے اسم فعل اور حرف کی پہچان ہو سکے اور اسکا وجود خارجی معلوم ہو سکے۔ لہٰذا تعریف بھی کامل ہے اور علامات کا لکھنا بھی بے فائدہ نہیں۔

**الحصۃ الاولٰی فی بیان علاماتِ الاسم:** اسم کی تقریباً دس علامات مشہور ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ اس سے خبر دینا صحیح ہو یعنی اس میں اس بات کی صلاحیت ہو کہ وہ محکوم علیہ اور مسند الیہ بن سکے عام ہے کہ بالفعل فی الفور ہو یا فی الفور نہ بن سکے بلکہ مخبرعنہٗ بننے کی صلاحیت موجود ہو۔ جیسے زیدٌ کا لفظ زیدٌ قائمٌ کے جملہ میں

۲۔ مضاف ہونا، یعنی ایک اسم کا دوسرے کی طرف حرف جر کی تقدیر کے ساتھ مضاف ہونا جیسے غلام زیدٍ اصل میں غلام لزید تھا اس میں لام حرف جر کو مقدر کر کے غلام کو زید کی طرف مضاف کر دیا تو غلام زید ہوا۔

---

(سابقہ بقیہ) صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل سے ملکر خبر لام جار کون فعل از افعال ناقصہ مضاف ہٖ ضمیر مجرور محلاً مضاف الیہ معنی مرفوع اسم کون فعل کا، فاعلاً معطوف علیہ اَوْ عاطفہ مفعولاً معطوف اَوْ عاطفہ مبتداء معطوف، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر خبر، کون اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یکون کے، یکون اپنے اسم و خبر اور متعلق سے ملکر بتاویل مصدر خبر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ شد۔

(۴) واؤ عاطفہ علامۃ معطوف، علامتہ، معطوف علیہ۔ علامۃُ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یَصح فعل مضارع معلوم الا خبار مصدر معرف بالام بہٖ جار مجرور ظرف لغو متعلق الاخبار لا عاطفہ ''عنہٗ'' جار مجرور معطوف ''بہٖ'' جار مجرور معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق الا خبار کے مصدر اپنے متعلق سے ملکر فاعل فعل یصح کا فعل اپنے فاعل سے ملکر بتاویل مصدر خبر مبتداء ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ دخول مضاف قد مضاف الیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ السین معطوف علیہ واؤ عاطفہ سوف والجزم معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ التصریف مصدر معرف باللام الی جار الماضی معطوف علیہ واؤ عاطفہ المضارع معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مصدر التصریف کے، مصدر اپنے متعلق سے ملکر معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ کون مصدر فعل از افعال ناقصہ ہٖ ضمیر مرفوع محلاً اسم امراً منصوب لفظاً معطوف علیہ واؤ عاطفہ نھیاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر کون مصدر اپنے اسم اور خبر سے ملکر معطوف دخول قد پر واؤ عاطفہ اتصال مضاف الضمائر موصوف البارزۃ صفت اول المرفوعۃ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

(فائدہ) اس بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ فقط مضاف ہونا اسم کی علامت ہے یا مضاف الیہ ہونا بعض نحوی کہتے ہیں کہ مضاف اور مضاف الیہ ہونا اسم کی علامت ہے۔ اور بعض فقط مضاف الیہ ہونے کو اسم کی علامت بتلاتے ہیں۔ اور بعض فقط مضاف ہونے کو اسم کی علامت بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ مضاف الیہ جیسے اسم ہوتا اسی طرح فعل یا جملہ فعلیہ بھی مضاف الیہ ہوتا ہے جیسے یوم ینفع الصادقین میں یوم ینفع الصادقین جملہ فعلیہ کی طرف مضاف ہے اور جملہ فعلیہ مضاف الیہ بن رہا ہے لیکن جو لوگ مضاف الیہ ہونا اسم کی علامت بتلاتے ہیں وہ اس میں تاویل کرتے ہیں کہ یہ جملہ فعلیہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مضاف الیہ ہے اور مصدر اسم ہے۔

فائدہ: اضافت اسم کی علامت اس لئے کہ اضافت یا تو تعریف کا فائدہ دیتی ہے یا تخفیف یا تخصیص کا اور تعریف اور تخصیص اور تخفیف اسم کا خاصہ ہیں لہٰذا اضافت بھی اسم کی علامت اور خاصہ ہوگی۔

**۳۔ لام تعریف کا داخل ہونا:** (دخول لام التعریف کالرجل) اس کا عطف بھی ''صحۃ'' پر ہے یعنی اسم کی علامتوں میں سے ایک علامت لام تعریف کا داخل ہونا ہے جیسے الرجل اس مثال میں لام تعریف اسم پر داخل ہے۔ لام تعریف کا وہ ہے جو نکرہ پر داخل ہو اور نکرہ کو معرفہ بنا دے جیسا کہ مثال مذکور میں رجل نکرہ تھا جب اس پر لام داخل ہوا تو معرفہ بن گیا۔

فائدہ: حرف تعریف کے بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ صرف لام ہے یا صرف ہمزہ یا الف اور لام دونوں ہیں اس میں نحات کے تین مذہب ہیں پہلا مذہب سیبویہ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ تعریف کا حرف فقط لام ہے اور ہمزہ کو شروع میں لائے ابتداء بالسکون کے محال ہونے کی وجہ سے۔ مصنف چونکہ سیبویہ کا مذہب رکھتا ہے اسی وجہ سے ''دخول لام التعریف'' کہا۔ دوسرا مذہب امام مبرد کا ہے وہ کہتے ہیں تعریف کا حرف صرف ہمزہ ہے اور لام کو ہمزہ استفہام اور ہمزہ تعریف کے درمیان فرق کیلئے لائے ہیں یعنی ہمزہ کے ساتھ اگر لام ہوگا تو وہ حرف تعریف کا ہوگا وگرنہ استفہام ہوگا۔ تیسرا مذہب خلیل بن احمد نحوی کا ہے وہ کہتے ہیں کہ حرف تعریف الف لام کے مجموعہ کا نام ہے

---

(سابقہ بقیہ) صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہو کر معطوف علیہ (نحو ضربت کی ترکیب واضح ہے) واؤ عاطفہ تاء مضاف التانیث مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف الساکنۃ صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ نونی مضاف التاکید مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف تاء الثانیث پر جو کہ معطوف ہے الضمائر پر، معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا اتصال کا مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف التصریف پر التصریف تمام معطوفات سے ملکر معطوف ہوا ان یصح معطوف علیہ پر معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر خبر مبتداء علامۃ کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ ہوا۔

(۵) فاء فصیحہ / تفریعیہ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل کل ھذہ مضاف مضاف الیہ ہو کر اسم انّ کا خواص مضاف الفعل مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ان، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) معنی مرفوع تقدیراً مضاف الاخبار مصدر معرف باللام ''بہ'' جار مجرور ظرف لغو متعلق الاخبار الاخبار اپنے متعلق سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء۔ ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے فعل مرفوع محلاً اسم محکوما صیغہ صفت اسم مفعول ''بہ'' جار مجرور نائب الفاعل صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷) واؤ عاطفہ علامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ لا یصح فعل مضارع معلوم الاخبار مصدر معرف باللام ''عنہ'' جار مجرور ملکر معطوف علیہ لا عاطفہ ''بہ'' جار مجرور معطوف معطوف علیہ معطوف سے ملکر متعلق الاخبار مصدر کے مصدر اپنے متعلق سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر بتاویل مصدر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

اَلْ مثل ھَلْ۔

۴۔ جر کا داخل ہونا/ مجرور ہونا: (والجرُّ) اس کو اگر مجرور پڑھیں تو لام التعریف پر معطوف ہوگا اور دخول بمعنی لحوق کے ہو کر بواسطہ عطف اس پر داخل ہوگا اور اگر مرفوع پڑھا جائے تو دخول پر عطف ہوگا اور معنی ''مجرور ہونا'' ہوگا۔

فائدہ: جر اسم کی علامت اس لئے ہے کہ یہ اثر ہے حرف جار کا اور حرف جار اسم پر داخل ہوتا ہے تو جہاں مؤثر ہوگا اثر بھی وہاں ہوگا جیسے بزید۔ اس مثال میں باء حرف جر ہے اور زید پر داخل ہے اور اس کے آخر پر جر دی ہے اس لئے زید اسم ہے۔

۵۔ تنوین کا داخل ہونا/منوّن ہونا: (والتنوِیْنُ نَحْوُ بِزَیْدٍ) اگر اس کو مجرور پڑھیں تو اس کا عطف دخول کے مدخول یعنی لام التعریف پر ہوگا اور دخول بمعنی لحوق کے ہوگا اور اگر مرفوع پڑھیں تو عطف دخول پر ہوگا معنی نون والا ہونا اور یہ تنوین کا لغوی معنی ہے نحویوں کی اصطلاح میں تنوین دو زبر۔ دو زیر، دو پیش کو کہتے ہیں اور بعض نحویوں نے یوں تعریف کی ہے ''اَلتَّنْوِیْنُ نُوْنٌ سَاکِنَۃٌ تَتْبَعُ حَرْکَۃَ آخِرِ الْکَلِمَۃِ لَا لِتَاکِیْدِ الْفِعْلِ'' (تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کی آخری حرکت کے تابع ہوتی ہے فعل کی تاکید کیلئے نہیں لائی جاتی) اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ ساکن نون ہوگی ۲۔ کلمہ کے آخر میں ہوگی ۳۔ آخری حرکت کے تابع ہوگی ۴۔ فعل کی تاکید کیلئے نہیں لائی جائے گی۔

تنوین کی اقسام: تنوین کی پانچ اقسام ہیں جن کو شاعر نے ایک شعر میں بند کیا ہے:

شعر تناوین پنج انداے پر غرض تمکن ،تنکر ،ترنم ،تقابل عوض

۱۔ تنوین تمکن ۲۔ تنوین تنکر ۳۔ تنوین تقابل ۴۔ تنوین عوض ۵۔ تنوین ترنم

ان میں سے پہلی چار اسم کی علامت ہیں اور پانچویں اسم کی علامت نہیں بلکہ فعل اور حرف میں بھی پائی جاتی ہے۔

(نوٹ): پوری تفصیل قسم ثالث حرف کی بحث میں آپ ان شاءاللہ ملاحظہ فرمائیں گے۔

(۶) تثنیہ ہونا: (وَالتَّثْنِیَۃُ) اس کا عطف لفظ دخول پر ہے یعنی اسم کی علامت تثنیہ ہونا ہے جیسے رجلان، عالمان، مسلمان وغیرہ۔

(۷) جمع ہونا: (وَالْجَمْعُ) یہ بھی مرفوع ہے اور دخول یالفظ صحۃ پر معطوف ہے یعنی اسم کی علامت جمع ہونا ہے جیسے رِجالٌ۔ کُتُبٌ وغیرہ

سوال: تثنیہ اور جمع ہونا اسم کی علامت کیسے ہیں جبکہ وہ فعل میں بھی پائے جاتے ہیں حالانکہ علامت شی کی اس شئی میں پائی جاتی ہے اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی جیسے ضربا، ضربوا۔

---

(سابقہ بقیہ) معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان مصدریہ ناصبہ لا یقبل فعل مضارع منفی ھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے الحرف فاعل علامات الاسماء مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا زائدہ نافیہ علامات الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر مبتداء مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸) واؤ استنافیہ لام جار حرف مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتۃٌ خبر مقدم فی جار کلام مضاف العرب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃٌ کے جو کہ صفت مقدم ہے موصوف مؤخر فوائد کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء مؤخر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (باقی ترکیب واضح ہے) ظفر۔۱۲

جواب: فعل ہمیشہ مفرد ہوتا ہے تثنیہ اور جمع نہیں ہوتا ظاہر میں جو تثنیہ اور جمع نظر آتا ہے درحقیقت فعل کا فاعل ہے اور فاعل اسم ہوتا ہے لہٰذا ضربا میں جو الف ہے علامت تثنیہ اسی طرح ضربوا میں واؤ جو علامت جمع ہے یہ فاعل ہیں تو معلوم ہوا تثنیہ جمع ہونا اسم کی علامت ہیں اور اسی کے ساتھ خاص ہیں غیر میں نہیں پائے جاتے۔

(۸) صفت ہونا: (وَالنَّعْتُ) یہ بھی مرفوع ہو کر دخول یا صحۃ کے لفظ پر معطوف ہو کر خبر ہے۔ نحات میں اختلاف ہے کہ موصوف ہونا اسم کی علامت ہے یا صفت ہونا؟ جمہور نحات اس طرف گئے ہیں کہ موصوف ہونا اسم کی علامت ہے صفت ہونا اسم کی علامت نہیں ہے وہ کہتے ہیں بعض دفعہ صفت فعل بھی واقع ہوتا ہے جیسے جاء نی رجلٌ یضرب اس مثال میں یضرب فعل ہے اور رجل کی صفت واقع ہو رہا ہے معلوم ہوا صفت ہونا اسم کی علامت نہیں ہے اور بعض نحوی جس میں مصنفؒ بھی ہے ان کے نزدیک صفت ہونا اسم کی علامت ہے اسی وجہ سے مصنف نے والنعت کا لفظ ذکر کیا ہے۔ اور یہ حضرات مذکور بالا اعتراض کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ جملہ بتاویل مفرد کے ہو کر صفت ہے اور وہ اسم ہے تو معلوم ہوا صفت ہونا بھی اسم کی علامت ہے۔ جیسے رجلٌ عالمٌ۔

(۹) مصغّر ہونا: (وَالتَّصْغِيْرُ) یہ مرفوع ہو کر علامۃ کی خبر ہے۔ یعنی یاءِ تصغیر کا کلمہ میں ہونا اسم کی علامت ہے کیونکہ یہ حقارت پر یا محبت اور پیار پر دلالت کرتی ہے اور فعل اور حرف اس قابل نہیں البتہ اسم اس کا متحمل ہے۔ لہٰذا اسم کی علامت ہے۔ جیسے رُجَیْلٌ، قُرَیْشٌ۔

(۱۰) منادیٰ ہونا: (وَالنِّدَاءُ) یہ بھی مرفوع ہے اور علامۃ کی خبر ہے۔ یعنی وہ اسم جس پر حرف نداء داخل ہو اسم کی علامت ہے کیونکہ حرف نداء، نداء میں مؤثر ہے اور حرف نداء اسم پر داخل ہوتا ہے لہٰذا جہاں مؤثر ہوگا وہاں اثر لازمی ہے۔ جیسے یا اللہ، یا عبداللہ۔

فَاِنّ کلّ هٰذِهٖ خَواصُ الْاِسْمِ: یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ علامت کسی شئ کی وہ ہے جو اس شئ سے کبھی جدا نہ ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے اسماء ایسے ہیں جن پر تنوین اور الف لام داخل نہیں ہوتے جیسے ضمائر اور اسماء اشارہ لہٰذا معلوم ہوا یہ اسم کی علامت نہیں۔

جواب: مصنف نے جواب میں کہا کہ علامت سے مراد خواص ہیں اور خواص خاصہ کی جمع ہے اور خاصہ شئ کا وہ ہوتا ہے جو اس میں پایا جائے اس کے غیر میں نہ پایا جائے اور خاصہ کی دو قسمیں ہیں خاصہ شاملہ اور غیر شاملہ خاصہ شاملہ وہ ہے جس شئ کا خاصہ ہے اس کے تمام افراد میں پایا جائے اور غیر شاملہ وہ ہے جو ایسا نہ ہو اور ان علامات سے مراد خاصہ غیر شاملہ ہے۔

وَمَعْنَی الْاِخْبَارِ عَنْهُ الخ: اس عبارت میں مصنف نے اخبار عنہ والے خاصہ کی تشریح کی ہے بقیہ خواص کی وضاحت نہیں کی کیونکہ وہ واضح تھے اور یہ غیر واضح ہے اس لئے اس کی وضاحت کی تو فرمایا اخبار عنہ سے مراد یہ ہے کہ وہ محکوم علیہ ہو یعنی اس پر حکم لگایا جا سکتا ہو اس طور پر کہ وہ مبتداء بن سکے یا فاعل بن سکے یا نائب الفاعل بن سکے۔

الحصة الثانية في بيان علامات الفعل: (وَعَلَامَتُهٗ صِحَّةُ الْاِخْبَارِ بِهٖ الخ) اس حصہ عبارت میں فعل کی علامات کو ذکر کیا ہے ۱۔ پہلی علامت یہ بیان کی ہے کہ فعل کا اخبار بہ بننا صحیح ہو اور اخبار عنہ بننا صحیح نہ ہو یعنی وہ مخبر بہ اور مسند بہ اور محکوم بہ بن سکے یہ فعل کا خاصہ اس لئے ہے کہ مخبر بہ، مسند بہ ایک عرض ہے اور فعل بھی عرض ہے تو فعل کا خاصہ ہوا۔

۲۔ دخول قد (حرفِ قد کا داخل ہونا): اس عبارت کا عطف ان یصح پر ہوگا اور یہ بواسطہ عطف علامۃ کی خبر بنے گا معنی یہ ہے کہ فعل کی

دوسری علامت قد کا فعل کے شروع میں آنا جیسے قَدْ ضَرَبَ۔ اور قد فعل کی علامت اس لئے ہے کہ قد ماضی کو حال کے قریب کر دیتا ہے اور تحقیق کا معنی دیتا ہے اور مضارع پر کبھی تحقیق اور کبھی تقلیل کیلئے آتا ہے اور یہ سب چیزیں (تحقیق، تقلیل ماضی کو حال کے قریب کرنا) فعل میں پائی جاتی ہیں اس لئے فعل کا خاصہ وعلامت ہے۔

(۳) وَالسِّین (اورسین کا داخل ہونا) اس کا عطف لفظ قد پر ہے اور لفظ دخول اس کے ساتھ ملے گا یعنی فعل کی تیسری علامت فعل کے شروع میں ''سین کا داخل ہونا'' ہے۔

(۴) سوف کا داخل ہونا: (وَسَوْف) یہ بھی معطوف ہے ماقبل پر اور دخول کا لفظ ساتھ مقدر ہوگا اور خبر بنے گی علامۃ کی یعنی فعل کی چوتھی علامات فعل کے شروع میں ''سَوْفَ'' کے لفظ کا داخل ہونا۔ یہ دونوں فعل کی علامات اس لئے ہیں کہ یہ دونوں استقبال کا معنی دیتے ہیں ین قریب اور سوف استقبال بعید کیلئے ہے۔ اور زمانہ استقبال چونکہ صرف فعل میں پایا جاتا ہے لہٰذا یہ دونوں فعل کی علامات ہیں۔

(۵) جزم کا آخر میں آنا: (والجزم) یہ عبارت اگر مجرور پڑھی جائے تو دخول کے مدخول پر معطوف ہوکر ''دخول الجزم'' بنے گی اور دخول بمعنی مجازی لحوق کے ہوکر معنی ہوگا جزم کا آخر میں لاحق ہونا اور اگر مرفوع پڑھیں تو دخول پر معطوف ہوکر معنی ہوگا مجزوم ہونا۔ چونکہ جزم جازم کا اثر ہے اور حروف جازم (ان، لم، لما، لام امر، لانہی) فعل پر داخل ہوتے ہیں تو جہاں مؤثر ہوتا ہے اثر بھی وہاں ہوتا ہے لہٰذا یہ فعل کی علامت ہوا۔

(۶) ماضی اور مضارع ہونا: (والتصريف الى الماضى والمضارع) اس عبارت کا ان یصح پر عطف ہے اور یہ خبر ہے علامۃ مبتداء کی اور التصریف پر الف لام مضاف الیہ فعل کے عوض میں ہے یعنی فعل کی علامت ''فعل کا ماضی اور مضارع کی طرف پھیرنا'' ہے مطلب یہ ہے کہ فعل کی علامتوں میں سے اس فعل کا ماضی یا مضارع ہونا جیسے ضَرَبَ (اس ایک مرد نے مارا) یَضْرِبُ (وہ ایک مرد مارتا ہے یا مارے گا)۔

(۷۔۸) امر یا نہی ہونا: (وكونہ امراً اونهياً) اس عبارت کا عطف ان یصح پر ہے یا التصریف پر ہے اور یہ خبر ہے علامۃ مبتداء کی یعنی فعل کی علامت اس فعل کا امر یا نہی ہونا جیسے اِضْرِب (مارتو ایک مرد) لا تَضْرِبْ (مت مارتو ایک مرد) اس لئے کہ یہ دونوں طلب کیلئے ہوتے ہیں اور طلب صرف فعل میں ہے غیر فعل میں نہیں لہٰذا یہ فعل کی علامات اور اس کے خواص ہوئے۔

(۹) ضمائر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا: (واتصال الضمائر البارزة المرفوعة) اس کا عطف بھی ان یصح پر ہے اور علامۃ کی خبر ہے مطلب یہ ہے کہ ضمیر بارزہ مرفوعہ کا متصل ہونا فعل کی علامت ہے لہٰذا جس کلمہ کے ساتھ ضمیر بارزہ مرفوعہ ہو اس کو فعل کہیں گے جیسے ضَرَبْتُ وغیر ذٰلک۔

(۱۰) تانیث کی ساکنہ تاء کا لاحق ہونا (وتاء التانيث الساكنة) یہ عبارت بھی الضمائر پر معطوف ہوگی اور اتصال اس کے ساتھ ملے گا یعنی تاء تانیث ساکنہ کا کلمہ کے آخر میں متصل ہونا فعل کی علامت ہے کیونکہ یہ تاء فاعل کی تانیث پر دلالت کرتی ہے اور وہ فاعل فعل ہے تو فعل کی علامت ہوئی۔ یہ تاء تانیث خود فعل کا فاعل نہیں ہے جس طرح ضربا میں الف اور ضربوا میں واؤ فاعل ہیں یہ تا فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ اس فعل کا فاعل مؤنث ہے۔

(۱۱) تاکید کے دونوں کا کلمہ کے آخر میں لاحق ہونا (ونونی التاکید) "تاکید کے دونون" اس عبارت کا عطف تاء التانیث پر ہے یعنی "واتصال نونی التاکید" مطلب یہ ہوگا کہ فعل کی علامتوں میں سے تاکید کے دونوں (ثقیلہ وخفیفہ) کا کلمہ کے آخر میں آنا ہے جیسے اِضْرِبَنَّ ، اِضْرِبَنْ۔ چونکہ یہ دونوں نون طلب کی تاکید کیلئے آتے ہیں (خواہ طلب الایجاد ہو یا طلب الترک ہو) اور طلب صرف فعل میں ہوتا ہے اس لئے یہ فعل کی علامتیں ہیں۔

(فان كل هذهٖ خواص الاسم) یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے جو کہ تفصیلاً اسم کی بحث میں گذر چکا فانظر ثمہ۔

(معني الاخبار بهٖ ان يكون محكوماً بهٖ) چونکہ اخبار بہ "جو کہ فعل کا خاصہ ہے" کی مراد واضح نہ تھی اس وجہ سے اخبار بہ کے معنی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی کہ مخبر بہ سے مراد محکوم بہ ہے اور یہ لفظ امر اور نہی کو بھی شامل ہوتا ہے۔

الحصة الثالثة في بيان علامات الحرف (وعلامة ان لا يصح الخ) اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے حرف کی علامات کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ حرف کی علامت یہ ہے کہ مخبر عنہ اور مخبر بہ یعنی فاعل نائب الفاعل اور خبر نہیں بن سکتا اس لئے کہ اس کا معنی غیر مستقل ہے اور مخبر عنہ اور مخبر بہ کا معنی مستقل ہوتا ہے۔ اور یہ اسم اور فعل کی علامات کو بھی قبول نہیں کرتا۔

(وَلِلْحَرْفِ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ فَوَائِدُ كَالرَّبَطِ الخ) یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔

سوال: حرف جب مخبر بہ اور مخبر عنہ نہیں بن سکتا اور اسم اور فعل کی علامات کو قبول نہیں کرتا تو اس سے بحث کرنا بے فائدہ ہے تو نحوی کیوں بحث کرتے ہیں؟

الجواب: مصنف فرماتے ہیں کہ حرف اگرچہ مخبر عنہ اور مخبر بہ نہیں بن سکتا لیکن اس کے اور بہت سے فوائد ہیں ان کی وجہ سے نحوی بحث کرتے ہیں اور ان فوائد میں سے ایک فائدہ ربط یعنی دو کلموں کو آپس میں جوڑنا اور یہ ربط کبھی تو دو اسموں کے درمیان ہوگا جیسے زيدٌ في الدَّارِ (زید گھر میں ہے) اس مثال میں زید اور الدار دونوں اسم ہیں فی حرف نے ان کو جوڑ دیا اور جملہ بن گیا۔ اور کبھی دو فعلوں کے درمیان ہوگا جیسے اُرِيْدُ اَنْ تَضرِبَ (میں تیرے مارنے کا ارادہ کرتا ہوں) اس مثال میں اُرِیْدُ اور تَضرِب یہ دو فعل ہیں ان دونوں کے درمیان "اَنْ" نے ربط پیدا کیا ہے اور کبھی ایک اسم اور ایک فعل کے درمیان ربط دے گا جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشْبَةِ (میں نے لکڑی سے مارا) اس مثال میں ضربت فعل ہے اور الخشبۃ اسم ہے ان دونوں کو با حرف نے جوڑ دیا اور کبھی دو جملوں کے درمیان ربط پیدا کرنے کیلئے حرف لایا جاتا ہے جیسے اِنْ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اُكْرِمْتُهُ (اگر زید میرے پاس آئے گا تو میں اس کی تعظیم کروں گا) اس مثال میں جَاءَ نِيْ زَيْدٌ ایک جملہ ہے اور اکرمتہ دوسرا جملہ ہے ان دونوں کو جوڑنے اور شرط اور جزاء والا معنی پیدا کرنے کیلئے حرف اِنْ لائے اور مقصود حاصل ہو گیا۔

وَيُسَمّٰى اِسمًا لِسُمُوِّهٖ عَلٰى قَسِيْمَيْهِ لا لكوْنِهٖ وِسَمًا عَلَى الْمَعْنٰى[۱] وَيُسَمّٰى فِعْلاً بِاسْمِ اَصْلِهٖ وَهُوَ الْمَصْدَرُ لِاَنَّ الْمَصْدَرَ هُوَ فِعْلُ الْفَاعِلِ حَقِيْقَةً[۲] وَيُسَمّٰى حَرْفًا لِوُقُوْعِهٖ فِي الْكَلَامِ حَرْفًا اَىْ طَرْفًا اِذْ لَيْسَ مَقْصُوْدًا بِالذَّاتِ مِثْلُ الْمُسْنَدِ وَالْمُسْنَدِ اِلَيْهِ.[۳]

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ یسمّٰی فعل مضارع مجہول ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے اسم مرفوع محلاً نائب الفاعل اسماً مفعول بہ ثانی لام حرف جار سمو مضاف ہٖ ضمیر مضاف الیہ علی جار قسیمیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق سمو کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور جار اپنے

(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

**ترجمة:** اور وہ اسم نام رکھا جاتا ہے اسم بوجہ اس کے اپنے قسیمین (فعل وحرف) پر برتر ہونے کے نہ بوجہ اس کے معنی پر علامت ہونے کے۔ اور وہ فعل نام رکھا جاتا ہے فعل اپنے اصل کے نام کے ساتھ اور وہ اصل مصدر ہے کیونکہ مصدر ہی حقیقت میں فاعل کا فعل ہے اور وہ حرف نام رکھا جاتا ہے حرف بوجہ کلام میں ایک طرف میں واقع ہونے کے اس لئے کہ حرف مسند اور مسند الیہ کی طرح بالذات مقصود نہیں ہوتا۔

**تشریح: البحث الخامس فی بیان وجه تسمية كل قسم (وَيُسَمَّى اِسْمًا ...... الخ):**

اس عبارت میں کلمہ کی تینوں اقسام اسم، فعل، حرف کی وجہ تسمیہ کو بیان کیا گیا ہے سب سے پہلی عبارت میں اسم کی وجہ تسمیہ کو بیان کیا ہے۔

**وَجْهُ التَّسْمِيَةِ لِلْاِسْمِ:** اس بات کے ذکر سے قبل یہ بات سمجھئے کہ اس بارے نحویوں کا اختلاف ہے کہ اسم کا اصل کیا ہے بصری یہ کہتے ہیں کہ اسم کا اصل سِمْوٌ (بکسر سین وسکون میم) بمعنی بلند ہونا۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اسم کی جمع اسماء اور تصغیر سُمَيٌّ جو کہ اصل میں سُمَيْوٌ ہے آتی ہے اور قاعدہ ہے کلمہ کی جمع تکسیر اور تصغیر کلمہ کو اصل کی طرف لوٹاتی ہے چونکہ اس کی جمع اور تصغیر کے آخر میں واؤ ہے تو معلوم ہوا اسم کا اصل سمْوٌ ہے پھر واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض میں شروع میں ہمزہ لائے تو اسم ہو گیا اور اعراب کو میم پر جاری کر دیا جو کہ آخر کلمہ ہے اور سین کو تخفیفا ساکن کر دیا۔ اور کوفی کہتے ہیں کہ اسم کا اصل وسمٌ ہے (بکسر الواؤ) بمعنی علامت اور نشانی واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا جیسا کہ وشاح کو اشاح پڑھتے ہیں۔

اگر اسم کا اصل بصریوں والا مراد لیا جائے تو اسم کو اسم اس لئے کہتے ہیں کہ اسم کا معنی بلند ہونا اور اسم اپنے قسیمین فعل اور حرف پر بلندی رکھتا ہے بوجہ تنہا اسم سے کلام کے بن جانے کے کیونکہ اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے بخلاف فعل وحرف کے وہ تنہا کلام نہیں بن سکتے کیونکہ فعل صرف مسند ہوتا ہے اور حرف دونوں سے خالی ہوتا ہے۔ اور اگر اسم کا اصل کوفیوں والا مان لیا جائے تو اسم کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ وہ اپنے مسمّٰی اور معنی پر چونکہ علامت اور نشانی ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو اسم کہا گیا۔

مصنفؒ چونکہ بصریوں کے مذہب پر ہے اس وجہ سے انہیں کے مذہب پر وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اسم کو اسم اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے قسیمین (فعل اور حرف) پر برتری رکھتا ہے نہ کہ اس لئے کہ وہ اپنے معنی پر علامت اور نشانی ہے۔

**وجه التسمية للفعل:** (ويسمّٰی فعلاً الخ) اس عبارت سے مصنفؒ فعل کی وجہ تسمیہ بیان کر رہے ہیں کہ فعل کو فعل اس لئے

---

(سابقہ بقیہ) مجرور سے ملکر ظرف معطوف علیہ لا عاطفہ لام جار کون فعل از افعال ناقصہ ہ ضمیر مضاف الیہ معنی مرفوع اسم کون وسما منصوب لفظا موصوف علی جار المعنی تقدیراً مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ صفت ہے وسما موصوف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر کون کی فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف، معطوف الیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق یسمّٰی فعل مجہول کے، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول بہ ثانی اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ یا استنافیہ یسمّٰی فعل مضارع مجہول ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے فعل نائب الفاعل فعلاً منصوب لفظا مفعول بہ ثانی باء جارہ اسم مضاف اصلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا اسم مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یسمی فعل کے فعل اپنے نائب الفاعل مفعول بہ ثانی اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا واؤ اعتراضیہ ہو ضمیر راجع بسوئے فعلا مرفوع محلا مبتداء المصدر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ اعتراضیہ ہوا لام جارہ انّ حروف از حروف شبہ بالفعل المصدر منصوب لفظا اسم ہو ضمیر مبتداء فعل الفاعل مضاف مضاف الیہ ملکر مبہم ممیز حقیقۃ تمییز ممیز اپنی تمییز سے ملکر خبر مبتداء ہو مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر انّ کی خبر ان اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے خبر ھذا مبتداء محذوف کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۳) واؤ عاطفہ یسمی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے حرف نائب الفاعل حرفا مفعول بہ لام جار وقوعہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

کہا جاتا ہے کہ وہ حقیقۃ مصدر کا نام تھا اور نحویوں کے نزدیک مصدر فعل کی اصل ہے تو اصل والا نام فرع یعنی فعل اصطلاحی کو دے دیا جس میں تین چیزیں ہیں مصدری معنی، زمانہ اور نسبت الی الفاعل تو تسمیۃ الفرع باسم الاصل کے قبیل سے ہو گیا یا چونکہ مصدری معنی فعل اصطلاحی کی جز ہے اور وہ فعل کے مسمّٰی میں اصل ہے تو جزو والا نام کل کا رکھ دیا تو یہ تسمیۃ الکل باسم الجزء کے قبیل سے ہو گیا۔

**وجه التسمية للحرف:** (ویسمی حرفا الخ) اس عبارت سے حرف کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہیں کہ حرف کو حرف نحوی اس لئے کہتے ہیں کہ حرف کا معنی طرف اور کنارہ جیسے کہا جاتا ہے جَلَسْتُ حَرْفَ الْوَادِیْ (یعنی میں وادی کے کنارے پر بیٹھا) تو چونکہ حرف نحوی بھی کلام کی ایک طرف میں ہوتا ہے اس لئے اسکا نام حرف رکھدیا گیا۔

**اذ ليس مقصوداً الخ:** یہ عبارت ماقبل سے پیدا ہونے والے وھم کا دفعیہ ہے وھم یہ ہے کہ حرف کی وجہ تسمیہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حرف کلام میں ایک طرف ہوتا ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حرف کلام کے درمیان ہے طرف اور کنارے میں نہیں جیسے ضَرَبْتُ بِالْخَشَبَةِ. اُرِیْدُ اَنْ تَضْرِبَ ان دونوں امثلہ میں باء حرف ہے اور اَنْ بھی حرف ہے لیکن درمیان میں واقع ہیں۔

**الجواب:** مصنفؒ نے جواب دیا کہ طرف اور کنارہ کا یہ معنی نہیں جو آپ نے سمجھا بلکہ طرف کا معنی یہ ہے کہ کلام میں مقصود نہ ہو یعنی مسند اور مسند الیہ نہ واقع ہو سکے البتہ لفظوں میں جہاں کہیں ہو۔ لہٰذا حرف چونکہ نہ مسند ہے اور نہ مسند الیہ ہے جو کہ کلام میں بالذات مقصود ہیں تو گویا کہ طرف اور کنارہ میں ہے اس لئے اس کو حرف کہتے ہیں۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ کلمہ کی تعریف میں بیان کردہ قیودات کے فوائد لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول)
۲۔ اسم کی علامات کتنی اور کن کونسی ہیں نیز وجہ تسمیہ بھی لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع) ۳۔ وللحرف فوائد کا ربط الخ کی غرض کیا ہے؟ (دیکھئے الحصہ الثالثۃ علامت الحرف) ۴۔ کلمہ کی تقسیم اور اقسام کی دلیل حصر لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

# الفصل الثالث فی بیان الکلام

**فَصْلٌ:** اَلْكَلَامُ لَفْظٌ تَضَمَّنَ كَلِمَتَيْنِ بِالْاِسْنَادِ

**ترجمة:** کلام وہ لفظ ہے جو کم سے کم دو کلموں کو شامل ہو ایسی شمولیت جو اسناد کے سبب سے حاصل ہونے والی ہو۔

---

(سابقہ بقیہ) مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یسمی کے فی جار الکلام مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق وقوع کے حرفا حال ہوا ذوالحال ہ ضمیر وقوعہ سے ای حرف تفسیر طرفا مفسَّر ہے حرفا مُفَسِّرْ کا۔ اِذْ تعلیلیہ لیس فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر راجع بسوئے حرف اسم مقصودا صیغہ صفت اسم مفعول باء جار الذات مجرور لفظا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقصودا جو کہ خبر ہے لیس کی لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ شد۔ مثل مضاف المسند معطوف علیہ المسند الیہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مبتداء محذوف ھو کی جو کہ راجع بسوئے مقصود بالذات، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ ظفر۔۱۲

نحوی ترکیب: الکلام مرفوع لفظا مبتداء لفظ موصوف تضمّن فعل ماضی معلوم ھو ضمیر در وے مستتر راجع بسوئے لفظ فاعل کلمتین منصوب مفعول بہ باء جار اسناد مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق حاصلاً محذوف کے جو کہ صفت ہے تضمنا موصوف محذوف کی موصوف اپنی صفت اور متعلق سے ملکر مفعول مطلق ہے تضمّن فعل کا فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف کی، موصوف صفت ملکر خبر الکلام مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**خُلاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل کلام کے بیان میں ہے اور چند ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ کلام کی تعریف (اَلْکَلَامُ لَفْظٌ ...... بِالْاِسْنَادِ) ۲۔ اسناد کا معنی اور مثال سے وضاحت (وَالْاِسْنَادُ ...... جُمْلَةً) ۳۔ کلام کی تقسیم اور اس کی تفصیل (فَعُلِمَ اَنَّ ذَالِکَ ......... مِنْهما) ۴۔ اعتراض وجواب (وَاِنْ قِيْلَ ......... عَلَيْهِ)۔

## تشریح : (البحث الاول فی تعریف الکلام (اَلْکَلَامُ لَفْظٌ ........... بِالْاِسْنَادِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کلام کی تعریف کی ہے کہ کلام وہ لفظ ہے جو کم از کم دو کلموں سے مرکب ہو اور ان دونوں کے درمیان نسبت اسنادی پائی جائے۔ اس تعریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ کلام ملفوظ ہوگی دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اسکے کم از کم دو کلمے ہونگے خواہ حقیقۃً یا حکماً تیسرا ان دونوں کے درمیان نسبت اسنادی ہوگی۔ اس کا دوسرا نام جملہ، مرکب کلامیہ، مرکب اسنادی، مرکب تام ہے۔

**تعریف ومعرّف/ فوائد قیود:** اس عبارت میں ''الکلام'' معرّف ہے اور لفظ تضمن الخ سے تعریف ہے اور اس میں ''لفظ'' جنس ہے تمام الفاظ کو شامل ہے خواہ مفرد ہوں یا مرکب موضوع یا مہمل مرکب مفید یا غیر مفید ''تضمن کلمتین'' یہ فصل اول ہے اس سے لفظ مہمل اور مفرد خارج ہو گئے۔ ''بالاسناد'' یہ فصل ثانی ہے اس سے مرکب غیر مفید خواہ مرکب اضافی ہو یا توصیفی ہو یا انکا غیر ہو سب خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگر چہ دو کلموں سے مرکب ہیں لیکن ان کے درمیان اسناد نہیں پایا جاتا۔ لہٰذا غلام زید اور رجلٌ عالمٌ کو کلام نہیں کہیں گے۔ البتہ زیدٌ قائمٌ اور ضَرَبَ زیدٌ اور اِضْرِبْ کو کلام کہیں گے کیونکہ دو کلمے ہیں اور ان کے درمیان نسبت اسنادی بھی موجود ہے آخری مثال اگر چہ بظاہر ایک کلمہ ہے لیکن حکماً دو کلمے ہیں ایک ضمیر انت جو کہ مستتر ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان نسبت اسنادی ہے اسی جیسی مثال کو شامل کرنے کیلئے لفظ اسناد کا ذکر کیا اخبار کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اسناد اخبار کے لفظ سے عام ہے خبریہ اور انشائیہ دونوں کو شامل ہے۔

**وَالْاِسْنَادُ نِسْبَتُ اِحْدَى الْكَلِمَتَيْنِ اِلَى الْاُخْرٰى بِحَيْثُ تُفِيْدُ الْمُخَاطَبَ فَائِدَةً تَامَّةً يَصِحُّ السُّكُوْتُ عَلَيْهَا نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَقَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً.**

**ترجمة:** اور اسناد دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ہے اس حیثیت سے کہ مخاطب کو فائدہ تامہ دے کہ متکلم کا اس پر خاموش ہونا صحیح ہو جیسے زید قائمٌ اور قام زیدٌ اور وہ ''جملہ'' نام رکھا جاتا ہے۔

---

نحوی ترکیب: الاسناد مبتداء نسبت مضاف احدیٰ مضاف الیہ ہو کر مضاف کلمتین مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ مضاف الیہ ہوا نسبت مضاف کا الی جار الاخریٰ مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق نسبت کے باء جار حیث مضاف، تفید فعل مضارع معلوم ھی ضمیر راجع بسوئے نسبت فاعل المخاطب مفعول بہ فائدۃ موصوف تامۃً صفت مفسر یصح فعل مضارع معلوم السکوت مصدر علی جار ھا ضمیر غائب مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق السکوت کے جو کہ فاعل ہے یصح کا فعل اپنے فاعل سے ملکر مفسّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر صفت موصوف صفت ملکر مفعول مطلق فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور ہوا باء جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق نسبت کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلقین سے ملکر خبر ملکر مبتداء الاسناد کی مبتداء خبر جملہ اسمیہ شد۔ واؤ عاطفہ یسمی فعل مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل جملۃ مفعول بہ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شد۔ ۱۲

**تشریح: البحث الثانی فی تعریف الاسناد مع المثال** (والاسناد ......جملة):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کلام کی تعریف میں جولفظ ''اسناد'' استعمال کیا ہے اس کی تعریف کی ہے اسناد کا لغوی معنی ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ ربط دینا اور اصطلاح میں یہ ہے کہ دو کلموں میں سے ایک کلمہ کی دوسرے کلمہ کی طرف نسبت کرنا اس طرح کہ وہ نسبت مخاطب کو پورا فائدہ دے کہ متکلم کا خاموش رہنا صحیح ہو اور مخاطب کو بھی مقصودِ اصل کے سمجھنے میں دوسری چیز کا انتظار نہ رہے جیسے زیدٌ قائمٌ اور قام زیدٌ میں متکلم کا مقصود زید کے قیام کی خبر دینا ہے اور یہ مقصود زیدٌ قائمٌ اور قام زیدٌ کے کہنے سے حاصل ہو گیا اب متکلم کا خاموش ہو جانا درست ہے اور اس کے سننے کے بعد مخاطب کو کسی اور چیز کی انتظار نہیں جیسا کہ صرف مسند کے بولنے یا مسند الیہ کے فقط بولنے سے مخاطب کو انتظار ہوتی ہے۔ باقی زید کہاں کھڑا ہے کس وقت اور کس حالت میں کھڑا ہے یہ سب باتیں زائد از مقصود ہیں انکا اعتبار نہیں۔

**تعریف ومعرَّف / فوائد قیود:** اس عبارت میں الاسناد معرَّف ہے اور نسبت احدی الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں چونکہ ایک جنس (جو کہ شمولیت کا فائدہ دیتی ہے) ہے اور کئی فصول (جو کہ جدائی کیلئے ہے) ہیں تو اس تعریف میں ایک جنس ''نسبت احدی الکلمتین الی الاخری'' ہے جو کہ معرَّف اور اس کے غیر سب کو شامل ہے اور ''بحیث تفید المخاطب الخ'' یہ فصل ہے اس سے نسبت اضافی اور نسبت توصیفی خارج ہوگئی کیونکہ ان دونوں سے مخاطب کو فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ وہ دوسری چیز کا منتظر رہتا ہے۔ جیسے غلام زیدٍ، رَجُلٌ فَاضِلٌ کیونکہ ان مثالوں میں ایک کلمہ کی دوسرے کی طرف نسبت تو ہے مگر یہ نسبت مخاطب کو فائدہ تامہ نہیں دے رہی بلکہ اس کے ہوتے ہوئے دوسری چیز کا منتظر ہے۔ کیونکہ فائدہ تامہ کیلئے چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ ۱۔ محکوم علیہ ۲۔ محکوم بہ ۳۔ نسبت حکمیہ ۴۔ حکم جیسے زیدٌ قائمٌ اس میں زید محکوم علیہ ہے اور قائمٌ محکوم بہ ہے اور قیام کی نسبت زید کی طرف نسبت حکمیہ ہے اور حکم ''زید کے ساتھ قیام کا ربط'' ہے۔ اور یہ چاروں چیزیں جملہ فعلیہ میں بھی پائی جاتی ہیں لیکن مرکب اضافی اور توصیفی میں یہ چاروں موجود نہیں کیونکہ مرکب اضافی میں مضاف مضاف الیہ ملکر محکوم علیہ ہے تو محکوم بہ نہیں اور اگر محکوم بہ ہے تو محکوم علیہ نہیں اسی طرح مرکب توصیفی کا حال ہے۔ لہٰذا ان دونوں کو معرف سے خارج کرنے کیلئے ''فائدة تامة'' کی قید لگائی ہے۔

باقی ''یصح السکوت علیها'' کی عبارت اسناد کی تعریف میں قید احترازی نہیں کہ اس سے کسی شئی کو خارج کیا گیا ہو بلکہ یہ فائدۃ تامۃ کے لئے بطور تفسیر کے ہے۔

**(فائدہ)** کلام کا ایک نام جملہ بھی ہے جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا ''ویسمّی جملة'' اور اس کلام کے کچھ اور اسماء بھی ہیں مثلاً ۱۔ جملہ مفیدہ ۲۔ مرکب کلامیہ ۳۔ مرکب تام ۴۔ مرکب اسنادی ۵۔ مرکب مفید اور ان سب میں سے مشہور نام جملہ ہے۔ اسی شہرت کی وجہ سے مصنفؒ نے بھی ''ویسمی جملة'' کہہ دیا ہے کہ وہ کلام جملہ بھی کہا جاتا ہے۔

**فَعُلِمَ اَنَّ الْكَلامَ لا يَحْصُلُ اِلَّا مِنْ اِسْمَيْنِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً اِسْمِيَّةً اَوْمِنْ فِعْلٍ وَاسْمٍ[1] نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَيُسَمّٰى جُمْلَةً فِعْلِيَّةً[2] اِذْ لا يُوْجَدُ الْمُسْنَدُ وَالْمُسْنَدُ اِلَيْهِ مَعًا فِىْ غَيْرِهِمَا وَلا بُدَّ لِلْكَلامِ مِنْهُمَا[3].**

نحوی ترکیب: (۱) فاء تفریعیہ دال بر شرط محذوف ''اِذَا كَانَ الْاِسْنَادُ مَاخُوْذًا فِى تَعْرِيْفِ الْكَلامِ'' عُلِمَ فعل ماضی مجہول ان حرف مشبہ (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

**ترجمة:** پس معلوم ہوا کہ کلام نہیں حاصل ہوتی مگر دو اسموں سے جیسے زیدٌ قائمٌ اور وہ جملہ اسمیہ نام رکھی جاتی ہے یا فعل اور اسم سے جیسے قام زیدٌ اور نام رکھی جاتی ہے جملہ فعلیہ اس لئے کہ مسند اور مسند الیہ دونوں ان کے غیر میں نہیں پائے جاتے حالانکہ کلام کیلئے ان دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

## تشریح: البحث الثالث فی بیان تقسیم الکلام مع التفصیل (فعلم ان ...... منهما):

اس عبارت سے مصنفؒ کلام کی تعریف کے بعد تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ فعلم الخ میں فاءِ تفریعیہ ہے اور شرط محذوف پر دلالت کرتی ہے اور یہ عبارت اس کی جزاء ہے "یعنی اذا کان الاسناد ماخوذا فی تعریف الکلام فَعُلِمَ ان الکلام الخ" مطلب یہ ہے کہ جب کلام کی تعریف میں اسناد معتبر ہے اور اسناد مسند اور مسند الیہ کے بغیر ممکن نہیں تو معلوم ہوا کہ کلام کی صرف دو قسمیں ہیں جو کہ ہمیشہ ان دو صورتوں میں متصور ہو سکتی ہیں یا تو دو اسموں سے حاصل ہوگی ایک اسم مسند الیہ ہوگا دوسرا مسند جیسے زید قائم زید مسند الیہ ہے اور قائم مسند ہے اول کو مبتداء اور ثانی کو خبر کہتے ہیں اور یہ جملہ اسمیہ ہے کیونکہ اول جزء اسم ہے یا فعل اور اسم سے حاصل ہوگی فعل مسند اور اسم مسند الیہ ہوگا جیسے قام زیدٌ قام فعل مسند اور زیدٌ اسم مسند الیہ اور فاعل ہے اس کو جملہ فعلیہ کہتے ہیں کیونکہ اول جز فعل ہے۔

اِذْ لَا یُوْجَدُ الخ سے کلام کے دو قسموں (جملہ اسمیہ اور فعلیہ) میں محصور ہونے کی علت بتائی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ کلام صرف ان دو قسموں (دو اسموں یا فعل واسم) سے ہی حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ کلام کیلئے مسند اور مسند الیہ ہونا ضروری ہے اور مسند اور مسند الیہ دونوں صرف ان مذکورہ دو صورتوں میں ہو سکتے ہیں بقیہ مرکب کی کسی صورت میں کلام نہیں پائی جاتی کیونکہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ اور فعل مسند ہوتا اور مسند الیہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ کلام کی تعریف سے عقلی طور پر کلام کی چھ اقسام بنتی ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

**کلام کے احتمالاتِ عقلیّة:** کلام کی عقلی طور پر چھ صورتیں ہیں ۱۔ اسم اور اسم سے ملکر بنے ۲۔ فعل اور فعل سے ملکر بنے ۳۔ حرف اور حرف سے مرکب ۴۔ اسم اور فعل سے مرکب ۵۔ اسم اور حرف سے مرکب ۶۔ فعل اور حرف سے مرکب۔ ان میں سے صرف اول اور چوتھی صورت درست ہے باقی سب باطل ہیں کیونکہ کلام کیلئے مسند اور مسند الیہ ہونا ضروری ہے ان میں بعض

---

(سابقہ بقیہ) بالفعل الکلام اسم لا یحصل فعل مضارع منفی معلوم ھو ضمیر راجع بسوئے کلام فاعل اِلّا استثنائیہ من اسمین جار مجرور ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ من فعل واسم جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مستثنی مفرغ ہوکر ظرف لغو متعلق لا یحصل کے فعل مضارع منفی اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر اَنّ کی، اَنّ اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) واو استنافیہ یُسَمّٰی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل "جملة اسمية" موصوف صفت ملکر مفعول بہ فعل اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یسمّٰی فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل جملة فعلية موصوف صفت ملکر مفعول بہ فعل مجہول نائب الفاعل، اور مفعول بہ سے ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ (نوٹ) امثلہ کی ترکیب واضح ہونے کی بناء پر چھوڑ دی گئی۔

(۳) اذ تعلیلیہ لا یوجد فعل مضارع مجہول منفی المسند والمسند الیہ معطوف علیہ معطوف ملکر ذوالحال معًا مفعول فیہ ہے کائنًا محذوف کے جو کہ حال ہے ذوالحال حال ملکر نائب الفاعل فی غیرھما جار مجرور ظرف لغو متعلق لا یحصل کے واؤ حالیہ لا نفی جنس بدّ اسم للکلام جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق بدّ کے منھما جار مجرور متعلق ہوکر خبر، لا نفی جنس کا اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ حالیہ ہوا۔ ۱۲

صورتیں ایسی ہیں جن میں دونوں شرطیں مفقود ہیں اور بعض میں مسند الیہ نہیں اور بعض میں مسند نہیں ہے لہٰذا جو فعل اور فعل سے مرکب ہو اس میں مسند الیہ نہیں کیونکہ فعل مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہوتا۔ اور جو حرف اور حرف سے مرکب ہو اس میں دونوں نہیں کیونکہ حرف نہ مسند الیہ ہوتا نہ مسند ہوتا ہے اور فعل اور حرف سے بھی کلام نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں مسند الیہ نہیں اور اسم اور حرف سے مرکب ہو یہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ اگر اسم کو مسند الیہ بنائیں تو مسند نہیں ہوگا اور اگر مسند بنائیں تو مسند الیہ سے کلام خالی ہوگی لہٰذا صرف دو صورتیں صحیح ہیں باقی باطل ہیں۔

فَاِنْ قِيْلَ قَدْ نُوْقِضَ بِالنِّدَاءِ نَحْوُ يَا زَيْدُ[1] قُلْنَا حَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْا وَاَطْلُبُ وَهُوَ الْفِعْلُ فَلَا نَقْضَ عَلَيْهِ[2]

**ترجمۃ:** پس اگر کہا جائے یہ وہ "حصر کرنا کلام کی اقسام کا دو میں" نداء کے ساتھ ٹوٹ گیا جیسے یا زید تو ہم کہتے ہیں کہ حرف نداء ادعوا اور اطلب کے قائمقام ہے اور وہ فعل ہے پس کوئی نقض اس پر نہیں۔

## تشریح: البحث الرابع فی بیان الاعتراض والجواب (فَاِنْ قِيْلَ ......عَلَيْهِ):

اس عبارت میں مصنفؒ کلام کی تقسیم کے حصر پر جو نقض اور اعتراض ہوتا ہے اس اعتراض کو نقل کر کے اسکا جواب دینا چاہتا ہے فان قیل سے اس اعتراض کو نقل کیا ہے اور قلنا سے اسکا جواب دینا چاہتا ہے۔

**اعتراض:** سوال کا حاصل یہ ہے کہ آپ نے کلام کی اقسام میں جو حصر کا دعویٰ کیا ہے یہ حصر حاصر نہیں یعنی یہ کہنا کہ کلام صرف دو قسموں (دو اسموں سے یا فعل و اسم) سے مرکب ہوتی ہے یہ دعویٰ غلط ہے کیونکہ نداء سے یہ دعویٰ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ یا زیدُ میں ایک حرف اور ایک اسم ہے اور کلام ہے مخاطب کو اس سے فائدہ تامہ حاصل ہو رہا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ کلام ایک حرف اور ایک اسم سے بھی مرکب ہو سکتی ہے۔

**الجواب:** جواب یہ ہے کہ کلام کی اقسام میں جو حصر بیان کی گئی ہے وہ حاصر ہے اس لئے کہ آپ نے جو مثال یا زید کی دی ہے یہ کلام تو ہے لیکن فعل اور اسم سے مرکب ہے حرف اور اسم سے مرکب نہیں کیونکہ حرف یا یہ ندا کا حرف ہے اور ادعو یا اطلب کے قائمقام ہے اصل میں ادعوا یا اطلب تھے تخفیفاً یا کو لائے اور فعل کو حذف کر دیا اور ادعوا اور اطلب یہ دونوں فعل ہیں اور متکلم کے صیغے ہیں انا ضمیر فاعل ہے وہ اسم ہے تو کلام فعل اور اسم سے مرکب ہے نہ کہ حرف اور اسم سے لہٰذا نقض وارد نہیں ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) اِن حرف شرط قیل فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل فعل فاعل ملکر قول قد حرف برماضی برائے تحقیق نُوقض ماضی مجہول ہو ضمیر راجع بسوئے حصر نائب الفاعل بالنداء جار مجرور ظرف لغو متعلق نوقض کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر قول کا مقولہ۔ مقولہ اپنے قول سے ملکر جملہ شرط۔

(۲) قلنا صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم فعل با فاعل ہو کر قول حرف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء قائم صیغہ صفت کا اسم فاعل ہو ضمیر راجع بسوئے حرف النداء فاعل مقام مضاف ادعوا معطوف علیہ واؤ عاطفہ اطلب معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ مقام مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ قائم کا۔ قائم اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مقولہ ہے قول کا قول اپنے مقولہ سے ملکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ واؤ استنافیہ ہو ضمیر لفظ ادعو مبتداء الفعل خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فاء تفریعیہ لا نفی جنس نقض اسم ہوا لا کا علیہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر لا نفی جنس کا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔کلام کی تعریف لکھیں اور فوائد قیود بھی ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔''فائدة تامة'' کی قید کا کیا فائدہ ہے؟ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔کلام کے عقلی احتمالات کتنے اور کیا ہیں؟(دیکھئے البحث الثالث) ۴۔کلام کی تقسیم پر جو اعتراض و جواب ہے وہ تحریر کریں۔ (دیکھئے البحث الرابع)

## الكأس الدهاق فی اسئلة الوفاق علٰی ترتیب الکتاب

(۱)علم نحو کی لغوی اور اصطلاحی تعریف، مقصد اور اسلامی علوم میں اسکا مقام لکھنے کے بعد ہدایۃ النحو کے مصنفؒ کا تعارف لکھیے۔(شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ ص ۷، م رح)(للبنات)۔ (۲)نحو کی تعریف، غرض و غایت اور موضوع بیان کرتے ہوئے اس علم کا تاریخی پس منظر بیان کریں نیز اختصار کے ساتھ ہدایۃ النحو کے مصنف کا تعارف لکھیں(شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ، ص ۷، م، رح)(للبنات) (۳) الكلمة لفظ وضع لمعنى مفرد، کلمہ کی تعریف کرتے ہوئے لفظ، وضع، معنی اور مفرد کے معنی بیان کریں اور اس جملہ کی ترکیب اور فوائد قیود لکھیں نیز کلمہ کی اقسام، ہر قسم کی تعریف اور وجہ تسمیہ بیان کریں!(شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ، ص ۷، م۔ر۔ح)(للبنات) (۴)اسم، فعل، حرف کی تعریفیں اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ اور ان کی علامتیں مثالوں کے ساتھ تفصیل سے لکھیں (شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص ۷،۸،۹، م۔رح) (۵)اسم، فعل اور حرف کی تعریفات مع امثلہ لکھیں اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ بھی لکھیں (شعبان المعظم المعظم ۱۴۲۱ھ، ص ۸، ۹، م۔رح)(للبنات) (۶)الكلام ما تضمن كلمتين بالاسناد والاسناد نسبة احدى الكلمتين الى الاخرى بحيث تفيد المخاطب فائدة تامة يصح السكوت عليها نحو زيد قائم وقام زيد۔ (۱)ترجمہ کے ساتھ عبارت کا خلاصہ بیان کریں (۲) کلام میں احتمال عقلی کتنے ہیں اور وہ کون سے احتمالات ہیں جن سے کلام بنتی ہے (۳)خط کشیدہ قید کا کیا فائدہ ہے(شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص ۱۱، م۔رح)

# الباب الثانى فى مقدمة الكتاب على ضوء الخريطة
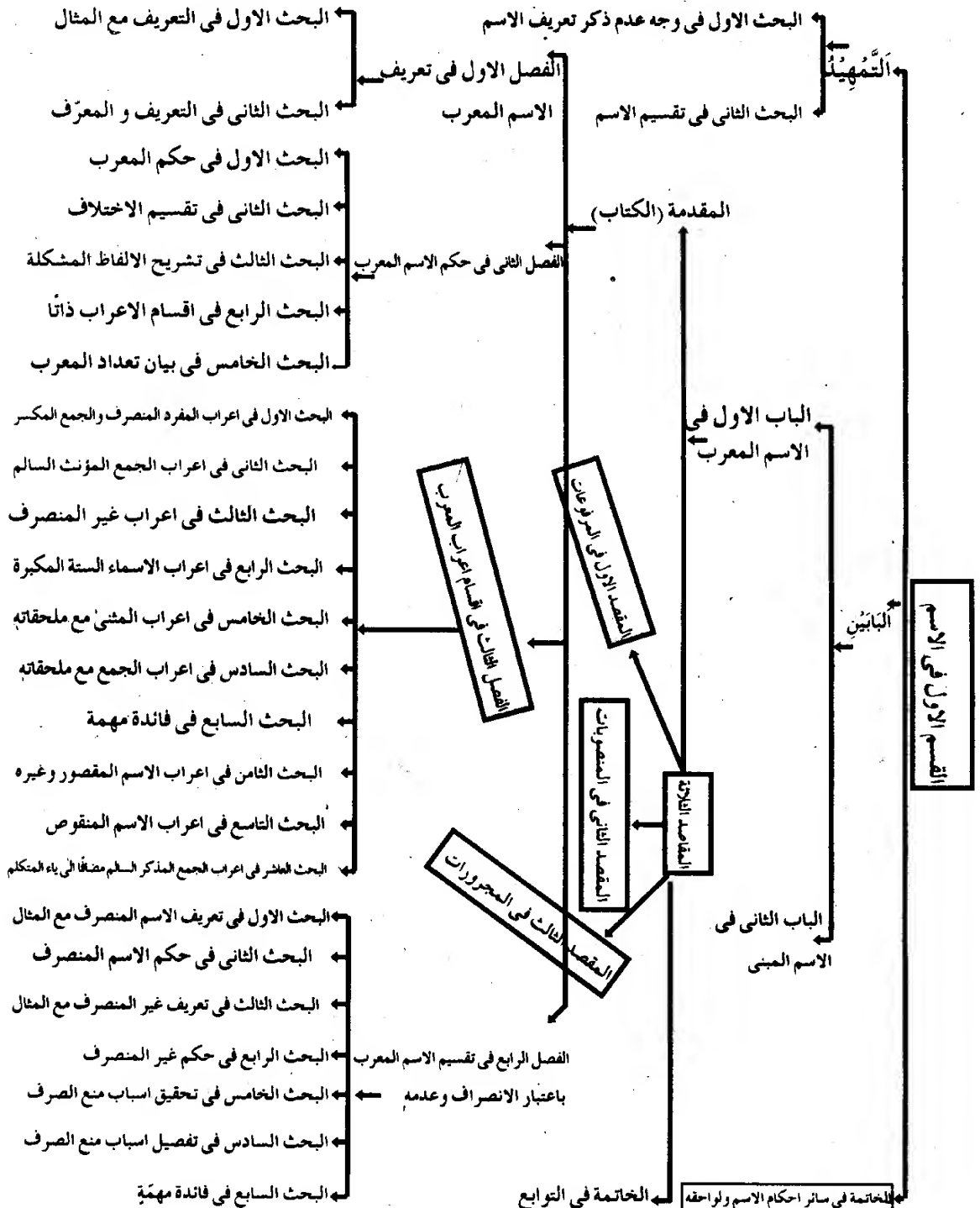
# اَلبَابُ الثانی فِیْ بَیَانِ مُقَدِّمَةِ الْكِتَابِ

## التمهید

(الف) وَاِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمُقَدِّمَةِ فَلْنَشْرَعْ فِي الْاَقْسَامِ الثَّلٰثَةِ وَاللهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ[1]. اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِي الْاِسْمِ[2] وَقَدْ مَرَّ تَعْرِيْفُهٗ[3] وَهُوَ يَنْقَسِمُ اِلَى الْمُعْرَبِ وَالْمَبْنِيِّ.

**ترجمة**: اور جب ہم نے مقدمہ (مقدمۃ العلم) سے فراغت پالی اب تین اقسام کے بیان میں شروع ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والے اور مددگار ہیں۔ پہلی قسم اسم میں ہے اور تحقیق اسکی تعریف گذر چکی ہے اور وہ اسم معرب اور مبنی کی طرف تقسیم ہوتا ہے۔

**خلاصة المباحث:** تمہید کے عنوان سے جو عبارت ذکر کی گئی ہے اس میں تین بحثیں ذکر کی گئی ہیں۔

۱۔ربط (وَاِذْ فَرَغْنَا ......وَالْمُعِيْنُ) ۲۔اسم کی تعریف نہ کرنے کی وجہ (وَقَدْ مَرَ تَعْرِيْفُهٗ)

۳۔اسم کی تقسیم (وَهُوَ ......اَلْمَبْنِی)۔

**تشریح: البحث الاول فی الربط** (وَاِذَا فَرَغْنَا ......وَالْمُعِيْنُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ماقبل کے ساتھ مابعد کو ربط دیا ہے فرماتے ہیں کہ جب ہم مقدمہ یعنی مقدمۃ العلم کی بحث سے فارغ ہوئے اب بحسب وعدہ تین اقسام (اسم،فعل،حرف) کی بحث اور انکے احکام کو بیان کرنے میں شروع ہوتے ہیں تو گویا کہ القسم الاول فی الاسم، القسم الثانی فی الفعل اور القسم الثالث فی الحرف کو بیان کرتے ہیں۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد شامل حال ہوگی تو یہ کام مکمل ہو سکے گا۔ چنانچہ کہا القسم الاول فی الاسم یعنی پہلی قسم اسم کے بیان میں ہے۔

**البحث الثانی فی وجه عدم ذکر تعریف الاسم** (وَقَدْ مَرَّ تَعْرِيْفُهٗ) :

اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اسم کی تعریف چونکہ پہلے ذکر کر چکا ہوں اور تکرار سے بچتے ہوئے دوبارہ تعریف نہیں کی اور بعد میں اس کی تقسیم کرنا بھی درست ہے۔

**البحث الثالث فی تقسیم الاسم** (وَهُوَ ......وَالْمَبْنِيُّ): اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم کی تقسیم

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استئنافیہ فَرَغْنَا فعل ماضی متکلم فعل بافاعل من جار المقدمۃ مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق فرغنا فعل فاعل متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط فاء جزائیہ لام ابتدائیہ نشرع جمع متکلم فعل بافاعل فی جار الاقسام الثلاثۃ موصوف صفت مل کر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق نشرع کے فعل فاعل متعلق سے ملکر جزاء شرط جزاء مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ (واللہ الخ ترکیب واضح ہے)

(۲) القسم الاول موصوف صفت ملکر مبتداء فی الاسم جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ شد۔

(۳) واؤ حالیہ قد بر ماضی برائے تحقیق مرّ فعل ماضی تعریفہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) ھو ضمیر اسم مبتداء ینقسم فعل ھو ضمیر فاعل الی جار المعرب معطوف علیہ واؤ عاطفہ المبنی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق ینقسم، فعل فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

باعتبار اعراب اور بناء کے کی ہے چنانچہ فرمایا کہ اسم باعتبار اعراب و بناء کے دو قسم پر منقسم ہوتا ہے ۱۔معرب ۲۔مبنی۔ اس کی مزید تفصیل آئندہ آپ ملاحظہ کریں گے۔

## اَلْبَابَیْن و خاتمة:

فَلْنَذْکُر اَحْکَامَهُ فِی بَابَیْنِ وَخَاتِمَةٍ.(۱) اَلْبَابُ الْاَوَّلُ فِی الْاِسْمِ الْمُعْرَب وَفِیْهِ مُقَدِّمَةٌ وَثَلٰثَة مَقَاصِدَ وَخَاتِمَةٌ.(۲)

**ترجمة:** پس ہم اس (اسم) کے احکام دو باب اور ایک خاتمہ میں بیان کریں گے۔ پہلا باب اسم معرب کے بیان میں ہے اور اس میں ایک مقدمہ تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہے۔

**تشریح:** اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ قسم اول جو کہ اسم کے بیان میں ہے اسکے احکام کو ہم تین چیزوں میں تقسیم کرتے ہیں الباب الاول فی الاسم المعرب، الباب الثانی فی الاسم المبنی اور خاتمہ فی سائر الاسم ولواحقہ۔(یعنی پہلے باب میں اسم معرب کے احکام ہونگے اور دوسرے باب میں اسم مبنی کے احکام ہونگے اور خاتمہ میں اسم کے ان احکام کو بیان کیا جائیگا جن کا تعلق اسم کے ساتھ اعراب و بناء کے اعتبار سے نہیں ہے۔

پھر مصنفؒ فرماتے ہیں کہ باب اول جو کہ اسم معرب کے بیان میں ہے یہ ایک مقدمہ اور تین مقاصد اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں چند فصول کو ذکر کیا ہے تاکہ مقصود میں شروع ہونا آسان ہو جائے اور پہلا مقصد مرفوعات میں دوسرا مقصد منصوبات کے بیان میں اور تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں اور خاتمہ اسم معرب کے توابع کے بیان میں ہے گویا کہ تین مقاصد میں اسم معرب کے وہ احکام جو کہ بالاصالہ ہیں اور خاتمہ میں وہ احکام جو کہ بالتبع ہیں۔

اَمَّا الْمُقَدِّمَةُ فَفِیْهَا فُصُوْلٌ(۳) **ترجمة:** لیکن مقدمہ پس اس میں چند فصول ہیں۔

**تشریح:** اس عبارت میں مصنفؒ نے فرمایا ہے کہ باب اول جو کہ اسم معرب کے بیان میں ہے اس کے مقدمہ میں چند فصول ہیں جو کہ چار ہیں ۱۔الفصل الاول فی تعریف الاسم المعرب ۲۔الفصل الثانی فی حکمہ ۳۔الفصل الثالث فی اقسام اعراب المعرب ۴۔الرابع فی تقسیم الاسم المعرب باعتبار الانصراف وعدمہ۔ تفصیل آئندہ ملاحظہ فرمائیں۔

---

نحوی ترکیب: (۱) فا تفریعیہ نذکر فعل مضارع جمع متکلم فعل بافاعل احکامہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فی جار بابین معطوف علیہ واو عاطفہ خاتمۃ معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق نذکر فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) الباب الاول موصوف صفت ملکر مبتداء فی جار الاسم موصوف المعرب صفت موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ شد۔ واؤ عاطفہ فیہ جار مجرور متعلق کائن خبر مقدم مقدمۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ ثلاثۃ مقاصد مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف واؤ عاطفہ خاتمۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مبتدا موخر، مبتداء موخر خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ شد۔

(۳) اما حرف شرط المقدمۃ مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ فیھا جار مجرور خبر مقدم فصول مبتداء موخر مبتداء موخر خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ متضمن معنی جزا شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

# الباب الاول فی الاسم المعرب "مقدمۃ الکتاب"

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ تَعْرِیْفِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ

فَصْلٌ وَھُوَ کُلُّ اِسْمٍ رُکِّبَ مَعَ غَیْرِہٖ وَلا یُشْبِہُ مَبْنِیَّ الْاَصْلِ اَعْنِیْ الْحَرْفَ وَالْاَمْرَ الحَاضِرَ وَالْمَاضِیَ نَحْوُ زَیْدٌ فِیْ قَامَ زَیْدٌ لا زَیْدٌ وَحْدَہٗ لِعَدَمِ التَّرکِیْبِ وَلا ھٰؤُلاءِ فِیْ قَامَ ھٰؤُلاءِ لِوُجُوْدِ الشِّبْہِ وَیُسَمّٰی مُتَمَکِّناً.

**ترجمة:** پہلی فصل اسم معرب کی تعریف میں اور وہ ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل سے مشابہت نہ رکھتا ہو مراد لیتا ہوں حرف اور اَمَرْ حاضر اور ماضی کو جیسے زید کا لفظ قَامَ زَیْدٌ والے جملہ میں نہ کہ اکیلا لفظ زید بوجہ ترکیب کے نہ ہونے کے اور نہ ہی ھؤ لاء کا لفظ "قام ھؤ لاء" والے جملہ میں بوجہ موجود ہونے مشابہت کے اور وہ "اسم متمکن" نام رکھا جاتا ہے۔

**خُلاصَۃُ الْمَباحِث:** اس عبارت کا سمجھنا دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔ اسم معرب کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت ۲۔تعریف ومعرّف ۔ اول بحث کو پوری عبارت میں ذکر کیا گیا ہے اور ثانی بحث اسکے ضمن سے سمجھی جاتی ہے۔

**تشریح: البحث الاول فی التعریف مع المثال** (وَھُوَ کُلُّ ......مُتَمَکِّناً):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم معرب کی تعریف کی ہے۔معرب یہ اسم مفعول کا صیغہ اعراب سے مشتق ہے اعراب کا معنی ظاہر کرنا اور معرب کا معنی ظاہر کیا ہوا چونکہ معرب پر بھی اعراب ظاہر کیا جاتا ہے اس لئے اس کو معرب کہتے ہیں اور بعض نے کہا افعال کا ہمزہ سلبِ ماخذ کیلئے آتا ہے اور یہ مشتق ہے عَرِبَتِ المعدۃُ سے یعنی اسکا معدہ فاسد ہو گیا جب افعال باب پر لے آئے تو معنی ہوا فساد کو زائل کیا ہوا چونکہ معرب سے بوجہ اعراب ظاہر ہونے کے معنی کا فساد زائل ہو جاتا ہے اس وجہ سے اس کو معرب کہتے ہیں یہ معرب کا لغوی معنی ہے مصنفؒ نے اصطلاحی معنی بیان کیا ہے۔

اصطلاح میں معرب ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ ملا ہوا ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ اور مناسب نہ ہو اور مبنی الاصل تین ہیں ۱۔جملہ حروف ۲۔امر حاضر ۳۔ماضی۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔معرب اسم ہوگا ۲۔اپنے غیر (عامل) کے ساتھ مرکب ہوگا ۳۔مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہیں رکھے گا۔جس کلمہ میں یہ تینوں چیزیں موجود ہوں گی وہ معرب ہوگا وگرنہ مبنی ہوگا۔جیسے لفظ زید کا زَیْدٌ قائمٌ کے جملہ میں یہ معرب ہے کیونکہ اسم بھی ہے اس میں تنوین ہے اور قائمٌ کے ساتھ مرکب بھی ہے اور مبنی

---

نحوی ترکیب: ھو ضمیر غائب راجع بسوئے اسم معرب مبتداء کلّ مضاف اسم موصوف رکب فعل ماضی مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل مع ظرف مضاف غیرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ مع کا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ رکب فعل مجہول اپنے نائب الفاعل ومفعول فیہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لایشبہ فعل مضارع منفی معلوم ھو ضمیر مستتر فاعل مبنی الاصل مضاف مضاف الیہ ملکر مفسَّر اعنی صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم فعل بافاعل الحرف معطوف علیہ واؤ عاطفہ الامر الحاضر موصوف صفت ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الماضی معطوف ،معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ سے ملکر مفسِّر مفسر اپنی مفسَّر سے ملکر مفعول بہ لایشبہ کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف رکب کا ،معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت موصوف اسم کی ،موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ کل کا ،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتداء کی ،مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے)

الاصل کے ساتھ مشابہت بھی نہیں رکھتا۔ بخلاف اکیلا لفظ زید بوجہ ترکیب کے نہ ہونے کے مبنی ہے اور ھؤلاء کا لفظ قام ھؤلاء والے جملہ میں یہ بھی مبنی ہے کیونکہ اس میں ترکیب تو پائی جاتی ہے لیکن احتیاج میں حرف کے مشابہ ہے جو کہ مبنی الاصل ہے۔ جس طرح حرف اپنا معنی بتلانے میں غیر کا محتاج ہے اسی طرح اسم اشارہ بھی اپنا معنی بتلانے میں مشارٌ الیہ کا محتاج ہے۔ اور اس کا دوسرا نام اسم متمکن ہے۔

**البحث الثانی فی التعریف والمعرف:** الاسم المعرب جو کہ ھو ضمیر کا مرجع ہے معرَّف اور محدود ہے اور کل اسم رکب الخ سے تعریف وحد ہے اور کل اسم یہ جنس ہے معرَّف اور اس کے غیر دونوں کو شامل ہے۔ "رُكِّبَ مَعَ غَيْرِهٖ" یہ فصل اول ہے اس سے وہ تمام اسم معرَّف سے خارج ہو گئے جو کہ مرکب نہیں جیسے اسماء اصوات۔ اسماء معدودہ ا، ب، تا وغیرہ زید، عمرو، بکر وغیرہ "وَلَا يُشْبِهُ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ" یہ ثانی فصل ہے اس سے احتراز ہے ان اسماء سے جو کہ مرکب تو ہیں لیکن مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں جیسے ھؤلاء کا لفظ قام ھؤلاء کے جملہ میں۔

**اَلْاِعَادَة علٰی ضوء الاسئلة:** ۱۔ اسم معرب کی تعریف اور مثالیں لکھیے۔ (البحث الاول) ۲۔ مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں؟ (البحث الاول) ۳۔ "ولا يشبه مبني الاصل" کی قید کا کیا فائدہ ہے۔ (البحث الثانی) ۴۔ معرب کا لغوی معنی لکھیں (البحث الاول)

## اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي حُكْمِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ

**فَصْلٌ:** حُكْمُهٗ اَنْ يَخْتَلِفَ اٰخِرُهٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ اِخْتِلَافًا لَفْظِيًّا نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَوْ تَقْدِيْرِيًّا نَحْوُ جَاءَنِيْ مُوْسٰى وَرَأَيْتُ مُوْسٰى وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰى.

**ترجمة:** اس (اسم معرب) کا حکم یہ ہے کہ اسکا آخر عوامل کے مختلف ہونے کے سبب سے مختلف ہو جائے اختلاف لفظی جیسے جاءنی زیدٌ ورأیت زیدًا ومررت بزیدٍ یا اختلاف تقدیری جیسے جاءنی موسٰی ورأیت موسٰی ومررت بموسٰی۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل پانچ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ حکم المعرب (حُكْمُهٗ اَنْ...... اِخْتِلَافًا) ۲۔ تقسیم الاختلاف (اِخْتِلَافُ لَفْظِيًّا ...... بِمُوْسٰى) ۳۔ تشریح الالفاظ المشکلة مع المثال (اَلْاِعْرَابُ ...... اِعْلَمْ) ۴۔ اقسام الاعراب ذاتا ۵۔ تعداد المعرب والمبنی (اِعْلَمْ ...... اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالٰی)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی حکم المعرب** (حُكْمُهٗ اَنْ ...... اِخْتِلَافًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے معرب کا حکم (معرب پر مرتب ہونے والے اثر) کو بیان کیا ہے۔ معرب کا حکم یہ ہے یعنی معرب پر مرتب ہونے والا اثر یہ ہے کہ اسکا آخر عوامل کے عمل میں مختلف ہونے سے تبدیل ہو جائے۔ خواہ یہ تبدیلی لفظی ہو یا تقدیری ہو۔

---

نحوی ترکیب: حکمہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء اَنْ مصدر یہ ناصبہ یختلف فعل مضارع معلوم اٰخرہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل با جار اختلاف مضاف العوامل مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یختلف کے اختلافا موصوف لفظیا معطوف علیہ او عاطفہ تقدیریا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق فعل اپنے فاعل متعلق اور مفعول مطلق سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

**البحث الثانی فی تقسیم الاختلاف** (اِخْتِلَافًا لَفْظِیًّا ...... بِمُوْسیٰ): اس عبارت سے اختلاف کی اقسام کا بیان ہے۔ اسم معرب کے آخر مین جو تبدیلی ہوتی ہے اسکی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ اختلاف لفظی یعنی جو زبان سے ادا ہو ۲۔ اختلاف تقدیری جو زبان سے ادا نہ ہو بلکہ عقل سے سمجھا جائے۔ پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ۱۔ ذاتی یعنی معرب کا آخری حرف دوسرے حرف سے بدلے یہ اس وقت ہوگا جب معرب پر اعراب بالحرف ہو۔

۲۔ وصفی یعنی معرب کے آخری حرف کی حرکت دوسری حرکت سے بدلے اور یہ اس وقت ہوگا جب معرب پر اعراب بالحرکت ہو تو کل اختلاف کی چار اقسام ہوئیں ۱۔ اختلاف لفظی ذاتی جیسے جَاءَ نِی اَبُوْکَ وَرَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ ۲۔ اختلاف لفظی وصفی جیسے جَاءَ نی زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زیدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ ۳۔ اختلاف تقدیری ذاتی جیسے جاءنی مُسْلِمِیَّ جو کہ اصل میں مسلموی تھا واؤ کو یاء کر کے یاء میں ادغام کیا ۴۔ اختلاف تقدیری وصفی جیسے جَاءَ نِیْ مُوْسیٰ وَرَأَیْتُ موسیٰ وَمَرَرْتُ بِمُوْسیٰ۔ اس مثال میں لفظ موسیٰ کے آخری حرف کی صفت و حالت تقدیرًا بدلتی رہی لفظا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی کیونکہ آخر میں الف مقصورہ ہے جو کسی قسم کی لفظی حرکت کو قبول نہیں کرتا۔
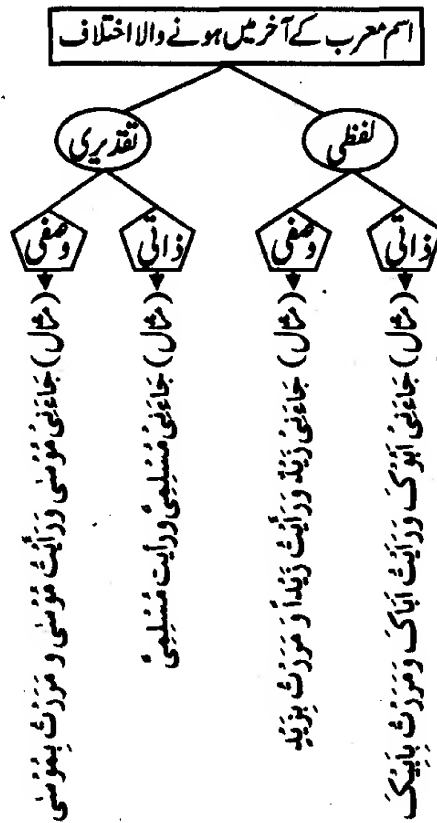
اَلْإِعْرَابُ مَابِهٖ یَخْتَلِفُ آخِرُ الْمُعْرَبُ کَالضَّمَّةِ وَالْفَتْحَةِ وَالْکَسْرَةِ وَالْوَاوِ وَالْاَلِفِ وَالْیَاءِ[1] وَاِعْرَابُ الْاِسْمِ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَرٌّ[2] . وَالْعَامِلُ مَابِهٖ رَفْعٌ اَوْ نَصْبٌ اَوْ جَرٌّ[3] . وَمَحَلُّ الْاِعْرَابِ مِنَ الْاِسْمِ هُوَ الْحَرْفُ الْاَخِیْرُ[4] . مِثَالُ الْکُلِّ نَحْوُ قَامَ زَیْدٌ فَقَامَ عَامِلٌ وَزَیْدٌ مُعْرَبٌ وَالضَّمَّةُ اِعْرَابٌ وَالدَّالُ مَحَلُّ الْاِعْرَابِ[5] .

**ترجمة:** اعراب وہ حرف یا حرکت ہے جس کے سبب سے معرب کا آخر مختلف ہو جائے جیسے ضمہ اور فتحہ اور کسرہ اور واؤ اور الف اور یاء اور اسم کا اعراب تین اقسام پر ہے رفع اور نصب اور جر اور عامل وہ ہے جس کی وجہ سے رفع یا نصب یا جر آئے اور محل الاعراب اسم کا وہ آخری حرف ہے تمام کی مثال ''قام زیدٌ'' ہے پس قام عامل ہے اور زید معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل الاعراب ہے۔

**خُلاصَةُ الْمَباحِث:** مذکورہ بالا عبارت میں پانچ چیزیں بیان کی گئی ہیں اور یہ عبارت اس فصل کی تیسری بحث الفاظ مشکلہ کی تشریح ہے۔ ۱۔اعراب کی تشریح مع المثال (اَلْاِعْرَابُ ......وَالْیَاءِ) ۲۔اعراب کی اقسام (اعراب الاسم......وجر) ۳۔عامل کی تعریف (والعامل......اوجر) ۴۔محل الاعراب کا معنی (مَحَلُّ الْاِعْرَابِ......اَلْاَخِیر) ۵۔تمام کی مثال (مثال الکل......الاعراب)

## تشریح: البحث الثالث فی تشریح الالفاظ المشکلة (اَلْاِعْرَابُ...... مَحَلُّ الْاِعْرَاب):

اس عبارت میں چند اصطلاحی الفاظ، اعراب، عامل اور محل اعراب کی تعریف اور تمام کی ایک مثال سے وضاحت کی گئی ہے پوری عبارت میں پانچ چیزیں بیان کی گئی ہیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے:

### ۱۔اعراب کی تشریح مع المثال (اَلْاِعْرَابُ مَا ......وَالْیَاءِ):

اس عبارت میں لفظ اعراب کی تشریح کی گئی ہے اس میں لفظ ''ما'' ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد حرف اور حرکت ہے اور بہ میں جو باء ہے وہ سَبَبِیَّتْ کی ہے۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اعراب اس حرف یا حرکت کا نام ہے جس کے سبب سے معرب کے آخر میں تبدیلی واقع ہو جیسے ضمہ، فتحہ اور کسرہ (یہ حرکت کی مثال

---

نحوی ترکیب: (۱) الاعراب مرفوع لفظا مبتداء ما موصولہ بہ جار مجرور ظرف لغو مقدم متعلق یختلف فعل مؤخر کے یختلف فعل مضارع معلوم آخر مضاف المعرب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل مضارع اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ ما موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ شد۔ کاف مثلہ جار الضمۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ والفتحۃ معطوف الخ تمام معطوفات ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے مبتداء محذوف کی جو کہ مثلہٗ ہے مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) اعراب مضاف، الاسم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء علی جار ثلاثۃ مضاف انواع مبدل منہ رفع معطوف علیہ واؤ عاطفہ نصب معطوف الخ تمام معطوف ملکر بدل مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت محذوف کے ثابت اپنے متعلق سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(نوٹ) رفع ونصب وجر کو مرفوع پڑھنے کی صورت میں خبر مبتداء محذوف کی اور نصب کی صورت میں اعنی محذوف کا مفعول بہ بنایا جا سکتا ہے۔ ظفر۔

(۳) العامل مبتداء ما موصولہ بہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم رفع او نصب او جر تمام معطوفات ملکر مبتداء مؤخر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۴) محل مضاف الاعراب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر موصوف من جار الاسم مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن محذوف کے الکائن اپنے متعلق سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ھو ضمیر مبتداء الحرف موصوف الاخیر صفت موصوف صفت ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہے مبتداء محل الاعراب کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) مثال الکل مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء نحو مضاف قام زیدٌ جملہ فعلیہ ہو کر مضاف الیہ نحو کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ فاء تفریعیۃ قام بتاویل ھذا اللفظ مبتداء عامل خبر الخ مبتداء خبر ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الخ (بقیہ ترکیب آسان ہے)

ہے)اور واؤ، الف اور یاء (یہ حرف کی مثال ہے)۔

**۲۔ اعراب کی اقسام** (اِعْرَابُ الْاِسْمِ......وَجَرٌّ): اس عبارت میں اعراب کی اقسام کوذکر کیا ہے اگرچہ مطلق اعراب کی چار اقسام ہیں ۱۔رفع ۲۔نصب ۳۔جر ۴۔جزم لیکن اسم کے اعراب کی تین اقسام ہیں جیسا کہ مصنفؒ نے فرمایا اسم کے اعراب کی تین انواع ہیں رفع ،نصب اور جر۔

**۳۔عامل کی تعریف** (وَالْعَامِلُ......اَوْجَرٌّ): اس عبارت میں مصنفؒ نے عامل کی تعریف کی ہے عامل کا لغت میں معنی کام کرنے والا لیکن نحاۃ کی اصطلاح میں عامل وہ شئی ہے جس کے ذریعہ سے معرب کے آخر میں رفع ،نصب اور جر آجائے۔ یہ تعریف اسم کے عامل کی ہے مطلق عامل کی تعریف یہ ہے ''مَا اَوْجَبَ كَوْنَ آخِرِ الْكَلِمَةِ رَفْعًا اَوْ نَصْبًا اَوْ جَرًّا اَوْ جَزْمًا'' (یعنی عامل وہ ہے جو معرب کلمہ کے آخر میں رفع یا نصب یا جر یا جزم کے ہونے کو ثابت کرے) چونکہ اس جگہ اسم کی بحث ہو رہی ہے اس لئے مصنفؒ نے اسم کے عامل کی تعریف کی ہے۔

**فائدہ:** عامل کی ابتداءً دو قسمیں ہیں ۱۔عامل لفظی ۲۔عامل معنوی پھر لفظی عامل کی دو قسمیں ہیں سماعی اور قیاسی تو اس طور پر عامل کی تین قسمیں ہوگئیں ۱۔عامل لفظی سماعی یعنی جو زبان سے ادا ہو سکے اور اہلِ عرب کے سماع سے تعلق رکھتے ہوں کسی قاعدے اور قانون کو اس میں دخل نہ ہو یہ تیرہ انواع پر منقسم ہیں اور ان کی تعداد (۹۱) ہے ۲۔عامل لفظی قیاسی یعنی وہ عامل جو زبان سے ادا ہو سکیں اور قاعدہ اور قانون کو اس میں دخل ہو جو کہ سات ہیں ۳۔عامل معنوی یعنی وہ عامل جو زبان سے ادا نہ ہو سکیں یہ دو ہیں۔

**٤۔ محل الاعراب کا معنی** (وَ مَحَلُّ الْاِعْرَاب ......اَلْآخِیْر): اس عبارت میں محل الاعراب کی وضاحت اور اس کے معنی کو بیان کیا گیا ہے۔لغت میں لفظ محل اسم ظرف ہے حَلَّ یَحُلُّ سے یعنی اترنے کی جگہ تو محل الاعراب کا معنی اعراب کے اترنے کی جگہ اصطلاح میں محل الاعراب اسم معرب کا آخری حرف ہے جس پر اعراب ہوتا ہے جیسے قام زیدٌ کے جملہ میں زیدٌ کی دال محل الاعراب ہے۔

**۵۔ تمام کی مثال** (مِثَالُ الْكُلِّ ......اَلْاِعْرَاب): اس عبارت میں ان تمام الفاظ کی توضیح کیلئے مثال دی گئی ہے۔مثال ''قَامَ زَيْدٌ'' اس مثال میں قام عامل ہے کیونکہ اسکے سبب سے معرب کے آخر میں رفع ہے اور ''زید'' معرب ہے اس لئے کہ اس پر اعراب کو ظاہر کیا گیا ہے جو کہ رفع ہے اور ''زید'' کی دال محل الاعراب ہے اور اس دال پر جو ضمہ ہے وہ اعراب ہے۔

**البحث الرابع فی تقسیم الاعراب ذاتا:** ذات کے اعتبار سے اعراب کی ابتداءً دو قسمیں ہیں ۱۔اعراب بالحرکت ۲۔اعراب بالحرف یعنی اگر معرب کے آخر میں اعراب حرکت کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کو اعراب بالحرکت کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام اعراب حرکتی اور اعراب بالاصل ہے اور اگر معرب کے آخر میں اعراب حرف کے ساتھ پڑھا جائے اس کو اعراب بالحرف کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام اعراب حرفی اور اعراب بالفرع ہے۔

پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں لفظی جو زبان سے پڑھا جائے اور تقدیری جو زبان سے نہ پڑھا جائے لیکن عقل سے سمجھا جائے۔
تو کل چار اقسام ہوئیں ۱۔اعراب بالحرکت لفظی ۲۔اعراب بالحرکت تقدیری ۳۔اعراب بالحرف لفظی ۴۔اعراب بالحرف تقدیری
پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں ۱۔حقیقی یعنی جو اعراب حقیقۃً پڑھا جائے ۲۔حکمی یعنی وہ اعراب جو حقیقۃً تو نہ پڑھا جائے لیکن ان پر رفع ،نصب، جر کا حکم لگا دیا گیا ہو۔تو اس لحاظ سے اعراب کی کل آٹھ قسمیں ہوگئیں ۱۔اعراب بالحرکت لفظی حقیقی

۲۔اعراب بالحرکت لفظی حکمی ۳۔اعراب بالحرکت تقدیری حقیقی ۴۔اعراب بالحرکت تقدیری حکمی اسی طرح چار قسمیں اعراب بالحرف کی ہونگی۔(تفصیل مع الامثلہ نقشہ میں ملاحظہ کریں)

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَایُعْرَبُ فِی كَلَامِ الْعَرَبِ اِلَّا الْاِسْمُ الْمُتَمَكِّنُ وَالْفِعْلُ الْمُضَارِعُ[1] وَسَیَجِیْئُ حُكْمُهٗ فِی الْقِسْمِ الثَّانِیْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔[2]

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ کلام عرب میں اسم متمکن اور فعل مضارع کے سوا کوئی اسم معرب نہیں ہوتا اور فعل مضارع کا حکم ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری قسم میں آئے گا۔

نحوی ترکیب: (۱) اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسم لایعرب فعل مضارع منفی مجہول فی جار کلام العرب مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لایُعرب فعل کے الا حرف استثناء الاسم موصوف المتمکن صفت موصوف (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

**تشریح:** **(البحث الخامس فی بیان تعداد المعرب(وَاعْلَمْ......اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعالٰی):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے کل معرب کی تعداد کو بیان کیا ہے اور اس کے ضمن میں مبنی کی تعداد بھی معلوم ہوگئی اگر چہ اس کی تفصیل دوسرے باب جو کہ مبنی میں ہے آئے گی۔

چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ کلام عرب میں کل معرب دو ہیں ۱۔اسم متمکن کیونکہ اسم غیر متمکن اپنی جمیع اقسام کے ساتھ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے ۲۔فعل مضارع جبکہ نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو۔اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ اسم غیر متمکن اور فعل مضارع جب نوع جمع مؤنث کے ساتھ یا نون تاکید کے ساتھ ہو مبنی ہیں اور مبنی الاصل جملہ حروف، فعل ماضی اور فعل امر حاضر معروف کو ساتھ ملانے سے کل مبنی پانچ ہوئے اور اگر اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو اگر چہ معرب بالقوۃ ہے لیکن مبنی بالفعل ہونے کی وجہ سے مبنی کہلاتا ہے اسے بھی مبنی کہتے ہیں تو اس اعتبار سے مبنی کی چھ اقسام ہوگئیں اور اگر اسم غیر متمکن کی اقسام کو الگ الگ شمار کیا جائے تو کل مبنی تیسرہ ہو جائیں گے تین مبنی الاصل، ایک فعل مضارع جب نون تاکید اور نون جمع مؤنث کے ساتھ ہو اور اسم متمکن جب ترکیب میں واقع نہ ہو اور آٹھ اقسام اسم غیر متمکن کی (مضمرات، اسماء اشارہ، اسماء موصولات، اسماء الافعال، اسماء الاصوات، مرکبات، الکنایات اور بعض الظروف) (پوری تفصیل انشاء اللہ باب ثانی جو کہ مبنی میں ہے آئیگی)

**الاعادة علٰی ضوء الاسئلة:** ۱۔اعراب حرکتی اور اعراب حرفی کیا ہے؟ (دیکھئے فائدہ) ۲۔محل الاعراب اور معرب کی تشریح اور مثال سے توضیح کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔کل معرب کتنے ہیں اور مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں اور کون کونسی؟ (دیکھئے البحث الخامس) ۴۔اعراب کی کتنی قسمیں ہیں اور اختلاف وصفی اور ذاتی کا فرق لکھیں (دیکھئے البحث الثانی والثالث)

## اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ اَقْسَامِ اِعْرَابِ الْمُعْرَبِ

**فَصْلٌ فِیْ اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْاِسْمِ وَهِیَ تِسْعَةُ اَصْنَافٍ[1] . اَلْاَوَّلُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِالْكَسْرَةِ[2] وَيَخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الْمُنْصَرِفِ الصَّحِيْحِ[3] وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ مَالَا يَكُوْنُ فِیْ اٰخِرِهٖ حَرْفُ عِلَّةٍ**

---

(سابقہ بقیہ) اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الفعل موصوف المضارع صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مستثنیٰ مفرغ ہوکر نائب الفاعل لامعرب کالامعرب اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی اَنّ کی اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر قائمقام دو مفعول اعلم کے ہوا اعلم اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ سیجیئی فعل مضارع معلوم حکمہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فی جار القسم موصوف الثانی صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یجیئی کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، مقدم ان شرطیہ شاء فعل ماضی معلوم اللہ موصوف تعالیٰ صفت موصوف صفت ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) فصل موصوف فی جار اصناف مضاف اعراب الاسم مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا اصناف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر مبتداء محذوف ہذا کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ واؤ استئنافیہ ھی ضمیر راجع بسوئے اصناف مبتداء تسعۃ اسم عدد مبہم ممیز مضاف اصناف تمییز مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

كَزَيْدٍ[4] وَبِالْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيْحِ وَهُوَ مَايَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِهٖ وَاوٌ اَوْ يَاءٌ مَا قَبْلَهُمَا سَاكِنٌ كَدَلْوٍ وَظَبْيٍ[5] وَبِالْجَمْعِ الْمُكَسَّرِ الْمُنْصَرِفِ كَرِجَالٍ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَدَلْوٌ وَظَبْيٌ وَرِجَالٌ وَرَأَيْتُ زَيْداً وَدَلْواً وَظَبْياً وَرِجَالاً وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ وَدَلْوٍ وَظَبْيٍ وَرِجَالٍ.

**ترجمة:** یہ فصل اسم کے اعراب کی اقسام کے بیان میں ہے اور وہ نو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ ہو اور نصبی حالت فتح کے ساتھ اور جری حالت کسرہ کے ساتھ ہو۔ اور یہ قسم مفرد منصرف صحیح کے ساتھ مختص ہوگی اور وہ صحیح نحویوں کے نزدیک وہ ہے کہ اس کے آخر میں حرف علۃ نہ ہو جیسے زید اور جاری مجری صحیح کے ساتھ اور وہ وہ ہے کہ اسکے آخر میں واؤ یا یاء ہو ان دونوں کا ماقبل ساکن ہو جیسے دلو اور ظبی اور جمع مکسر منصرف کے ساتھ (خاص ہوگی) جیسے رجال تو کہے گا: جاء نی زیدٌ و دلوٌ وظبیٌ و رجال الخ۔

**خُلاصَةُ الْمَباحِث:** یہ فصل اسم معرب کے اعراب کی اقسام کے بیان میں ہے اس فصل میں دس ابحاث ہیں ۱۔مفرد منصرف (الصحیح، جاری مجری الصحیح) اور جمع مکسر منصرف کا اعراب (اَلْاَوَّلُ اَنْ يَكُوْنَ......ورجال) ۲۔جمع مؤنث سالم کا اعراب (الثانی ان یکون......بمسلمات) ۳۔غیر منصرف کا اعراب (الثالث ان یکون......بعمر) ۴۔اسماء ستۃ مکبرہ کا اعراب (الرابع ان یکون......وکذا البواقی) ۵۔مثنیٰ اور اس کے ملحقات کا اعراب (الخامس ان یکون......اثنین) ۶۔جمع مع ملحقاتہ کا اعراب (السادس ان یکون......واولی مال) ۷۔ایک اہم فائدہ (واعلم......مصر) ۸۔اسم مقصورہ وغیرہ کا اعراب (السابع ان یکون......وغلامی)۔ ۹۔اسم منقوص کا اعراب (الثامن ان یکون......بالقاضی) ۱۰۔جمع مذکر سالم مضاف الی یاء المتکلم کا اعراب (التاسع ان یکون......ومررت بمسلمی)

**تشریح: البحث الاول فی اعراب المفرد والمنصرف والجمع المکسر** (الاول اَنْ... وَرِجَالٍ)

اس عبارت میں اسم معرب کے اعراب کی پہلی صنف کو بیان کیا ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ ہو یعنی جب رفع دینے والا عامل معرب پر داخل ہو تو اس حالت میں اس اسم معرب پر ضمہ ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ ہو یعنی جب نصب دینے والا عامل اسم معرب پر داخل ہو تو اس حالت

(۲) الاول مرفوع لفظا مبتداء اَنْ مصدریہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ۔ الرفع مرفوع لفظا اسم باء جار الضمۃ مجرور جار مجرور متعلق کائنا کے خبر واؤ عاطفہ النصب معطوف الخ تمام معطوفات ملکر خبر، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر الاول کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ یا استنافیہ یختص فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل باء جار المفرد موصوف المنصرف صفت اول الصحیح صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بالجاری مجری الصحیح معطوف واؤ عاطفہ بالجمع المکسر الصحیح معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا معطوف کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق یختص کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ یا استنافیہ ھو ضمیر راجع بسوئے صحیح مبتداء عند ظرف مضاف النحاۃ جمع ناح مثل قضاۃ جمع قاضٍ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ لا یکون مقدم ما موصولہ لا یکون فعل از افعال ناقصہ فی جار آخرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا خبر مقدم حرف علۃ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم مؤخر لا یکون اپنے اسم وخبر اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ ہوا موصول صلہ ملکر خبر ھو مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) واؤ استنافیہ ھو ضمیر راجع بسوئے جاری مجری الصحیح مرفوع محلا مبتداء ما موصول یکون فعل از افعال ناقصہ فی جار اخرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے خبر مقدم واؤ معطوف علیہ او عاطفہ یاء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر موصوف ما قبلھما موصول صلہ ملکر مبتداء ساکن خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم ہوا یکون کا، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر صلہ ما موصول کا موصول صلہ ملکر خبر ہوئی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے) ظفر

میں اس اسم معرب پر فتحہ ہو اور جر کسرہ کے ساتھ ہو یعنی جب جر دینے والا عامل اسم معرب پر داخل ہو تو اس کی حالت کسرہ کے ساتھ ہو۔

**فائدہ:** اعراب کی یہ قسم اصل اور اشرف ہونے کی وجہ سے مقدم کی گئی اور اس کا اصل اور اشرف ہونا دو وجہ سے ہے ا۔اعراب کی دو قسمیں ہیں اعراب بالحرکت اور اعراب بالحرف ان میں سے اعراب بالحرکت اصل ہے اور اعراب بالحرف فرع ہے اور اصل کو اصل والا اعراب دیا جاتا ہے اور یہ صنف چونکہ اصل ہے اس لئے اس کو اصل اعراب اعراب بالحرکت دیا ہے ۲۔دوسری وجہ یہ ہے کہ اعراب بالحرکت لفظی تینوں حالتوں (رفع،نصب،جر) میں ہو یہ اصل ہے اور اعراب بالحرکت لفظی دو حالتوں میں یا اعراب تقدیری حکمی یہ فرع ہے چونکہ یہ قسمِ اعراب تینوں حالتوں میں اعراب بالحرکت لفظی ہے تو اصل ہوا اور اصل فرع پر طبعاً مقدم ہوتی ہے تو وضعاً بھی مقدم کردیا۔اعراب کی یہ قسم تین معربوں کے ساتھ مختص ہے۔ ا۔مفرد منصرف صحیح ۲۔جاری مجریٰ صحیح ۳۔جمع مکسر منصرف۔

**مفرد کے معانی:** مفرد چار چیزوں کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے ا۔مفرد سے مراد مرکب نہ ہو ۲۔مفرد مقابلے میں جملہ اور شبہ جملہ کے ۳۔مفرد مقابلے مضاف اور شبہ مضاف کے ۴۔مفرد مقابلے تثنیہ جمع کے اور یہی معنی یہاں مراد ہے کہ مفرد سے مراد تثنیہ جمع نہ ہو۔خواہ مرکب ہو یا جملہ شبہ جملہ ہو یا نہ ہو۔(نوٹ) مفرد کے معانی علم نحو میں یہ ہیں۔یعنی کہ مفرد علم نحو میں چار چیزوں کے مقابلہ میں آتا ہے۔

**منصرف کی مراد:** منصرف یہ مقابلے میں غیر منصرف کے آتا ہے منصرف نحویوں کے ہاں وہ ہے جس میں منع صرف کے نو اسباب میں سے کوئی سے دو سبب یا ایک سبب جو کہ دو کے قائمقام ہو نہ پایا جائے اور غیر منصرف وہ ہے جو اس کے خلاف ہو۔

**صحیح کی تعریف:** صحیح کا لغوی معنی تندرست لیکن صرفی اور نحویوں کا صحیح کی تعریف میں اختلاف ہے۔مصنفؒ نے صحیح کی تعریف یہ کی ہے کہ صحیح نحویوں کے نزدیک وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو۔یعنی ایسا کلمہ جس کے فاء کلمہ یا عین کلمہ حرف علت اگرچہ ہو لیکن لام کلمہ حرف علت نہ ہو وہ نحویوں کے نزدیک صحیح ہے۔اور صرفیوں کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کا فاء عین اور لام کلمہ حرفِ علت نہ ہو۔لہٰذا لفظ ''زید'' نحویوں کے نزدیک صحیح ہے اور صرفیوں کے نزدیک معتل ہے۔

**فائدہ:** مفرد منصرف صحیح میں مفرد کا لفظ ذکر کے تثنیہ اور جمع کو نکال دیا کہ اسکا یہ اعراب نہ ہوگا اور منصرف کہہ کر غیر منصرف کو نکال دیا کہ اس کا بھی یہ اعراب نہ ہوگا اور صحیح کہہ کر غیر صحیح کو خارج کردیا کیونکہ تثنیہ جمع اور غیر منصرف اور معتل (غیر صحیح) کا اعراب آگے آرہا ہے۔

**مثال مفرد منصرف صحیح:** جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔اس مثال میں زید کا لفظ مفرد ہے اور منصرف ہے اور صحیح ہے۔

**جاری مجریٰ الصحیح کی تعریف:** لغت میں صحیح کا قائمقام اصطلاح میں جاری مجریٰ الصحیح وہ کلمہ ہے جس کا لام کلمہ واؤ یا یاء ہو کہ اسکا ماقبل ساکن ہو جیسے دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

**مثالہٗ:** هذا دَلْوٌ وَظَبْیٌ وَرَأَیْتُ دَلْوًا و ظَبْیًا ومَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْیٍ۔

**جمع مکسر کی تعریف:** جمع سے مراد تثنیہ نہ ہو اور مُکَسَّر یہ کَسْرٌ سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی توڑنا تو مکسّر کا معنی ٹوٹا ہوا اور الجمع المکسر کا معنی ٹوٹی ہوئی جمع لیکن نحویوں کی اصطلاح میں جمع مکسر وہ کلمہ ہے جس میں اس کے واحد کی بناء بدل

ہوئی ہو خواہ حقیقۃ یا حکماً جیسے رجالٌ اسکا واحد رَجُل جو کہ رِجالٌ میں تبدیل ہو گیا ہے۔

**جمع مکسر کی مثال:** جَاءَ نِی رِجَالٌ ورایت رجالاً ومررت برجالٍ۔ تینوں حالتوں میں اعراب بالحرکت لفظی ہے۔

**فائدہ:** معرب کے اعراب کی یہ پہلی قسم ان تینوں معربوں (مفرد منصرف صحیح، جاری مجری الصحیح جمع مکسر منصرف) کے ساتھ اس لئے خاص ہے کہ اعراب بالحرکت اصل ہے اور مفرد منصرف صحیح بھی اصل ہے اسی طرح جاری مجری الصحیح اور جمع مکسر بھی اصل ہیں تو اصل کو اصل والا اعراب دیا جاتا ہے اس لئے ان کو اصل اعراب جو کہ اعراب بالحرکت تھا دیا۔ باقی تفصیل دوسری کتب میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

البتہ اسکی تفصیل جاننا ضروری ہے کہ مفرد منصرف وغیرہ اصل کیسے ہیں۔ چونکہ مفرد اصل ہے اس کی فرع تثنیہ جمع ہے اور منصرف غیر منصرف کی اصل ہے اور صحیح معتل کی اصل ہے اور جاری مجری الصحیح غیر صحیح کی اور جمع مکسر منصرف جمع مکسر غیر منصرف کی اصل ہے۔ لہٰذا یہ تینوں معرب اصل ہوئے۔

**اَلثَّانِیْ اَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ[۱] وَیُخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ[۲] تَقُوْلُ هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔**

**ترجمة:** دوسری قسم یہ کہ ہو رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر کسرہ کے ساتھ اور وہ قسم جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہوگی تو کہے گا هن مسلمات الخ۔

**تشریح:** **البحث الثانی فی اعراب المؤنث السالم:** مذکورہ عبارت میں لفظ الثانی صفت ہے موصوف محذوف کی جو کہ الصنف ہے بقرینہ ماقبل یعنی اسم معرب کے اعراب کی دوسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ ہوگی اور نصبی اور جری حالت کسرہ کے ساتھ ہوگی یعنی فتحہ جر کے تابع ہوگی اور یہ قسم جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہوگی۔ جمع سے مراد تثنیہ اور مفرد نہ ہو مؤنث سے مراد مذکر نہ ہو اور سالم سے مراد مکسر نہ ہو لیکن نحویوں کے نزدیک جمع مؤنث سالم وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف اور تاء ہو خواہ اسکا مفرد مؤنث ہو یا مذکر لہٰذا مرفوعات منصوبات جو کہ مرفوع اور منصوب کی جمع ہیں اور صافنات جو کہ صافن کی جمع ہے اس میں شامل ہونگے اگرچہ مذکر کی جمع ہیں۔ جیسے هُنَّ مسلماتٌ رفعی حالت میں رأیت مسلماتٍ نصبی حالت میں اور مررت بمسلماتٍ جری حالت میں۔

باقی رہا یہ سوال کہ نصب کو جر کے تابع کیوں کیا تو جواب یہ ہے کہ جمع مؤنث سالم یہ فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور جمع مذکر سالم میں نصب جر کے تابع ہے تو اس میں بھی نصب کو جر کے تابع کر دیا تا کہ فرع کی اصل پر زیادتی لازم نہ آئے۔

باقی یہ کہنا کہ جب جمع مؤنث فرع ہے جمع مذکر سالم کی اور ضابطہ ہے کہ اصل کو اصل والا اعراب دیا جاتا ہے اور فرع کو فرع والا

---

نحوی ترکیب: (۱) الثانی صفت موصوف محذوف الصنف کی موصوف صفت ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ الرفع مرفوع لفظاً اسم یکون کا بالضمۃ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتا محذوف کے جو کہ خبر یکون والنصب والجر کا عطف الرفع پر ہے اور بالکسر کا عطف بالضمۃ پر ہے یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع ہو ضمیر مستتر نائب الفاعل بجمع المؤنث السالم جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یختص کے فعل مجہول نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

تو اس ضابطہ کی رو سے جمع مؤنث سالم کو فرع والا اعراب ''جو کہ اعراب بالحرف ہے'' دیا جاتا حالانکہ اس کو اعراب بالحرکت ''جو کہ اصل ہے'' دیا گیا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ اعراب بالفرع اس کلمہ پر آتا ہے جس کا آخر اعراب بالحرف (واو، الف، یاء) کو قبول کرے اور جمع مؤنث سالم اس کو قبول نہیں کرتا اس لئے اعراب بالاصل دیا۔

اَلثَّالِثُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْفَتْحَةِ وَيُخْتَصُّ بِغَيْرِ الْمُنْصَرِفِ كَعُمَرَ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

**ترجمة:** تیسری قسم یہ ہے کہ رفع ضمہ کے ساتھ اور نصب و جر فتحہ کے ساتھ ہو اور یہ قسم غیر منصرف کے ساتھ مختص ہے جیسے عُمَرُ تو کہے گا جَاءَ نِیْ عُمَرُ الخ۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی اعراب غیر المنصرف:** اس عبارت میں بھی لفظ الثالث موصوف محذوف الصنف کی صفت ہے یعنی اسم معرب کے اعراب کی تیسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ پڑھی جائیگی اور نصبی اور جری حالت نصب کے ساتھ ہوگی اور یہ قسم غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے اور غیر منصرف نحویوں کے ہاں وہ ہے جس میں غیر منصرف کے اسباب تسعہ میں سے کوئی سے دو سبب یا ایسا ایک سبب جو دو کے قائمقام ہو پایا جائے جیسے عمر اس میں علم اور عدل پایا گیا ہے اس کی مثال جَاءَ نِیْ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ۔ اس مثال میں جَاءَ نِیْ عُمر میں رفعی حالت ہے باقی نصبی اور جری حالت ہے۔

باقی اس میں جر کو نصب کے تابع کر دیا کیونکہ یہ مضارع کے مشابہ ہے اور مضارع پر جر نہیں آتی لہٰذا اس کے ساتھ مشابہت رکھنے والے کلمہ پر بھی جر نہیں آئیگی تو جر کو نصب کے تابع کر دیا۔

البتہ یہ شبہ باقی ہے کہ غیر منصرف فرع ہے اور منصرف اصل ہے تو اس کو اعراب بالفرع دینا ضروری ہے نہ کہ اعراب بالاصل جبکہ اس کو اعراب بالاصل دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ غیر منصرف اکثر مفرد ہوتا ہے اور مفرد اصل ہے اس لئے اس کو اعراب بالحرکت دیا۔

اَلرَّابِعُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ[1] وَيُخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً مُوَحَّدَةً

---

نحوی ترکیب: (۱) الثالث صفت موصوف محذوف الصنف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ان مصدر یہ یکون فعل از افعال ناقصہ الرفع اسم بالضمہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا کے خبر یکون کی یکون کا معمول اسم اور خبر ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ النصب والجر معطوف معطوف علیہ ملکر بواسطہ عطف اسم ہوا یکون کا بالفتحہ جار مجرور ظرف مستقر ہو کر متعلق کائنا کے بواسطہ عطف خبر یکون کی۔ اسم اور خبر ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر یکون کا اسم و خبر یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع ہو ضمیر مستتر نائب الفاعل بغیر المنصرف جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص فعل اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے)

نحوی ترکیب: (۱) الرابع صفت ہے موصوف محذوف الصنف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ان مصدر یہ یکون فعل از افعال ناقصہ الرفع اسم ہوا یکون کا باء جار الواو مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا کے خبر واؤ عاطفہ النصب بالالف معطوف واؤ عاطفہ الجر بالیاء معطوف یہ تمام معطوفات ملکر یکون کا اسم و خبر ہوئے یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

مُضَافَةَ اِلٰی غَیْرِیَاءِ الْمُتَکَلِّمِ[۲] وَهِیَ اَخُوْکَ وَاَبُوْکَ وَهَنُوْکَ وَحَمُوْکِ وَفُوْکَ وَذُوْمَالٍ تَقُوْلُ جَاءَ نِیْ اَخُوْکَ وَرَأَیْتُ اَخَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَخِیْکَ وَکَذَا الْبَوَاقِیْ[۳]۔

**ترجمة:** چوتھی قسم یہ ہے کہ رفع واؤ کے ساتھ اور نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اور یہ قسم مختص ہوگی اسماء ستتہ کے ساتھ دراں حالیکہ مکبّر ہوں واحد ہوں مضاف ہوں یائے متکلم کے علاوہ کی طرف اور وہ اسماء ستتہ مکبّرہ اخوک اور ابوک اور ھنوک اور حموک اور فوک اور ذو مال ہیں تو کہے گا جاءنی اخوک الخ اور اسی طرح باقی ہیں۔

**تشریح:** **البحث الرابع فی اعراب الاسماء الستة المکبرة:**

اس عبارت میں الرابع یہ موصوف محذوف الصنف کی صفت ہے یعنی مطلق اسم معرب کے اعراب کی چوتھی قسم اور اعراب بالحرف کی پہلی قسم یہ ہے کہ رفعی حالت واؤ کے ساتھ اور نصبی حالت الف کے ساتھ اور جری حالت یاء کے ساتھ ہوگی اور یہ قسم اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ مختص ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ جو کہ چار ہیں۔ اس پوری بحث کو سمجھنے کیلئے چند مباحث ہونگے جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اسماء ستہ مکبرہ کی تعریف ۲۔ صیغوی تحقیق ۳۔ معنوی تحقیق ۴۔ اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب بالحرف کی شرائط۔
۵۔ اسماء ستہ مکبّرہ کا اعراب عند عدم الشرائط۔ تفصیل حسب ذیل ہے:

**۱۔ اسماء ستہ مکبرہ کی تعریف:** اسماء ستہ مکبرہ وہ چھ اسماء ہیں جو مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص اعراب دیے جاتے ہیں جیسے جاءنی اَبُوکَ وَرَاَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔

**۲۔ صیغوی تحقیق:** اسماء ستہ مکبرہ کل چھ اسماء ہیں۔ اَبٌ، اَخٌ ،حَمٌ، هَنٌ، فَمٌ، ذُومَالٍ ان میں سے پہلے چار ناقص واوی ہیں۔ واو قال والے قانون سے الف ہو کر التقاء ساکنین کی بناء پر ساقط ہوگئی۔ اور پانچواں لفظ اجوف واوی ہے اصل فوہٌ تھا ھا کو خلاف قیاس نسیاً منسیاً حذف کر دیا اور واو کو میم سے بدل دیا وقف کی حالت میں کیونکہ اگر واو کو میم سے نہ بدلتے تو اعراب واو پر آنے کی وجہ سے واؤ متحرک ہو جاتی اور بقانون قال الف سے بدل جاتی اور پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے گر جاتی اور ایک حرف معرب کا بچ جاتا جو کہ جائز نہیں ہے اس لئے میم سے بدل دیا البتہ وصل کی صورت میں یہ محذور لازم نہیں آتا اس لئے وہاں واؤ باقی رہتی ہے جیسے فُوکَ۔ اور چھٹا اسم ذو ہے جو کہ لفیف مقرون ہے جو کہ اصل میں ذَوَوٌ تھا۔

---

(۲) یختص فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل باء جار الاسماء الستۃ موصوف صفت ملکر ذوالحال مکبّرۃ حال اول موحدۃ حال ثانی مضافۃ حال ثالث الی غیر یاء المتکلم جار مجرور ظرف متعلق مضافۃ ذوالحال اپنے تینوں حال سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یختص کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) ھی ضمیر غائب راجع بسوئے اسماء الستہ مرفوع محلاً مبتداء اخوک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ابوک معطوف واؤ عاطفہ ھنوک معطوف واؤ عاطفہ حموک معطوف الخ تمام معطوفات ملکر خبر ہے مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے)

| نمبر شمار | الفاظ | معنی | مفرد | تثنیہ | جمع | مُصغّر |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | اَبُوْکَ | تیراباپ | اَبٌ | اَبَوَانِ | اٰبَآءٌ | اُبَیٌّ |
| ۲ | اَخُوْکَ | تیرابھائی | اَخٌ | اَخَوَانِ | اِخْوَۃٌ، اِخْوَانٌ | اُخَیٌّ |
| ۳ | حَمُوْکِ | تیرادیور، سسر (خاوند کی جانب سے عورت کا رشتہ دار) | حَمٌ | حَمَانِ | اَحْمَاءٌ | حُمَیٌّ |
| ۴ | هَنُوْکَ | تیری شرمگاہ | هَنٌ | هَنَانِ | اَهْنَاءٌ | هُنَیٌّ |
| ۵ | فُوْکَ | تیرے منہ کا وہ حصہ جو کھلنے سے ظاہر ہو | فَمٌ | فَمَانِ | اَفْوَاہٌ | فُوَیْہٌ |
| ۶ | ذُوْمَالٍ<br>ذَاتُ الْمَالِ | مال والا<br>مال والی | ذُوْمَالٍ<br>ذَاتُ الْمَالِ | ذَوَانِ<br>ذَاتَانِ | اُلُوْ<br>اُوْلَاتٌ | ذُوَیٌّ<br>ذُوَیَّۃٌ |

**۳۔ معنوی تحقیق:** اوپر کے نقشہ میں ''معنی'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

**٤۔ اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب بالحرف کی شرائط:** اسماء ستہ مکبرہ پر اعراب بالحرف کیلئے چار شرائط ہیں جن کو مصنفؒ نے اپنے قول ''مُکَبَّرَۃً مُوَحَّدَۃً مُضَافَۃً اِلٰی غَیْرِ یَاءِ الْمُتَکَلِّمِ'' سے بیان کیا ہے یعنی جب یہ اسماء مفرد ہوں تثنیہ جمع نہ ہوں کیونکہ تثنیہ جمع کا اعراب آگے آرہا ہے ۲۔مکبر ہوں مصغر نہ ہوں کیونکہ اس وقت انکا اعراب بالحرکت ہوگا۔

۳۔مضاف ہوں بغیر اضافت کے نہ ہوں کیونکہ اس وقت بھی اعراب بالحرکت ہوگا۔

۴۔یاءِ متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں کیونکہ اگر یہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا جیسا کہ عنقریب آجائے گا۔ جب یہ چاروں شرطیں ہوں گی تو یہ اعراب ہوگا رفعی حالت واؤ کے ساتھ نصبی حالت الف کے ساتھ جری حالت یاء کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ اَبُوْکَ وَرَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔

**۵۔اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب عند عدم الشرائط:** اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب بالحرف کیلئے چار شرطیں ہیں ان میں سے جب کوئی ایک شرط نہ پائی جائے گی تو یہ اعراب جاری نہ ہوگا بلکہ دوسرا اعراب ہوگا تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر یہ اسماء مکبرہ نہ ہوں بلکہ مصغر ہوں یعنی ان میں یاءِ تصغیر کی ہو تو اس وقت جاری مجریٰ صحیح کے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس کا اعراب اعراب بالحرکت ہوگا یعنی رفع ساتھ ضمہ کے اور نصبی حالت فتحہ کے ساتھ اور جری حالت کسرہ کے ساتھ ہوگی جیسے جَاءَنِیْ اُبَیُّکَ وَرَأَیْتُ اُبَیَّکَ وَمَرَرْتُ بِاُبَیِّکَ۔

دوسری شرط یہ تھی کہ موحد ہوں اگر موحد (مفرد) نہ ہوں بلکہ تثنیہ ہوں تو تثنیہ والا اعراب آئے گا جو کہ رفعی حالت الف کے ساتھ اور نصبی وجری حالت یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوگی جیسے جَاءَنِیْ اَخَوَانِکَ وَرَأَیْتُ اَخَوَیْنِکَ وَمَرَرْتُ بِاَخَوَیْنِکَ ۔اور اگر جمع ہو تو جمع مکسر منصرف والا اعراب آئے گا جو کہ اعراب بالحرکت ہے یعنی رفعی حالت ضمہ کے ساتھ نصبی حالت فتحہ کے ساتھ اور جری حالت کسرہ کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ آبَاءٌ وَرَأَیْتُ آبَاءً وَمَرَرْتُ بِآبَاءٍ۔

تیسری شرط یہ ہے کہ بغیر اضافت کے نہ ہوا گر بغیر اضافت کے ہوں تو اس وقت اعراب بالحرکت ہوگا یعنی مفرد منصرف صحیح والا اعراب ہوگا جیسے جَاءَ نِیْ اَبٌ وَرَأَیْتُ اَبًا وَمَرَرْتُ بِاَبٍ۔ چوتھی شرط یہ تھی کہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف نہ ہوں لہٰذا اگر یہ اسماء یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوں تو اس اسم والا اعراب آئے گا جو یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے غلامی اور اس کا اعراب اعراب بالحرکت تقدیری ہوتا ہے یعنی تینوں حالتوں میں اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا جیسے جَاءَ نِی اَبِیْ وَرَأَیْتُ اَبِیْ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْ۔

اَلْخَامِسُ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّفْعُ بِالْاَلِفِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْیَاءِ الْمَفْتُوْحِ مَا قَبْلَهَا(۱) وَیُخْتَصُّ بِالْمُثَنّٰی وَکِلَا مُضَافًا اِلٰی مُضْمَرٍ وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ تَقُوْلُ جَاءَ نِی الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا وَاثْنَانِ وَاثْنَتَانِ وَرَأَیْتُ الرَّجُلَیْنِ وَکِلَیْهِمَا وَاثْنَیْنِ وَاثْنَتَیْنِ وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَیْنِ وَکِلَیْهِمَا وَاثْنَیْنِ وَاثْنَتَیْنِ۔(۲)

**ترجمة:** پانچویں قسم یہ ہے کہ رفع الف کے ساتھ ہو اور نصب و جر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یہ اعراب مختص ہے تثنیہ اور کلا کے ساتھ دراں حالیکہ وہ کلا مضاف ہو ضمیر کی طرف اور اثنان اور اثنتان کے ساتھ تو کہے گا جاءنی الرجلان کلاھما الخ۔

## تشریح: البحث الخامس فی اعراب المثنیٰ مع ملحقاته (الخامس...... اثنتین):

اس عبارت میں اعراب کی نو قسموں میں سے پانچویں قسم کا بیان ہے اور اعراب بالحرف کی دوسری قسم بیان کر رہے ہیں کہ رفعی حالت الف کے ساتھ نصبی اور جری حالت یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور یہ قسم مثنیٰ اور اس کے ملحقات ( کلا، کلتا، اثنان، اثنتان ) کے ساتھ مختص ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مثنیٰ کی تین قسمیں ہیں ا۔ مثنیٰ حقیقی ۲۔ مثنیٰ معنوی ۳۔ مثنیٰ صوری۔

**۱۔ مثنّٰی حقیقی** وہ ہے کہ اس کے مادے سے مفرد ہو معنیٰ تثنیہ والا دے اور شکل بھی تثنیہ والی ( یعنی الف ماقبل مفتوح یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ ) ہو جیسے مُسْلِمَان، رَجُلَانِ مُسْلِمَیْنِ رَجُلَیْنِ ان کے مادے سے مفرد ہے جو کہ مسلم، رجل ہے اور شکل بھی تثنیہ والی ہے اور معنیٰ بھی تثنیہ والا ہے۔

**۲۔ مثنّٰی معنوی:** وہ ہے کہ اس کا صرف معنیٰ تثنیہ والا ہو نہ تو مادے سے مفرد ہو اور نہ ہی شکل تثنیہ والی ہو جیسے کلا اور کلتا اول مذکر کیلئے اور ثانی مؤنث کیلئے ان میں نہ شکل تثنیہ والی ہے اور نہ ہی اس کے مادے سے مفرد ہے۔

مصنفؒ نے تثنیہ کی اس قسم کیلئے مذکورہ بالا اعراب کی خاطر ایک شرط لگائی ہے کہ کلا اور کلتا کا یہ اعراب اس وقت ہوگا جب یہ اسم

---

نحوی ترکیب: (۱) الخامس صفت موصوف محذوف الصنف کی موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء، ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص الرفع اسم باء جار الالف مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ خبر ہے یکون کی النصب والجر بواسطہ عطف اسم یکون کا باء جار الیاء موصوف ال بمعنی التی موصول مفتوح اسم مفعول صیغہ صفت ما موصولہ قبلها مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول فیہ فعل محذوف ثبت کا فعل اپنے فاعل ضمیر اور مفعول فیہ سے مل کر صلہ ما موصول کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے مل کر صلہ الف لام بمعنی التی کا، موصول اپنے صلہ سے مل کر صفت ہے الیاء مجرور کی جار مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق کائنین جو کہ بواسطہ عطف خبر ہے یکون کی، یکون اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل مصدر خبر مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل باء جار المثنّٰی معطوف علیہ واؤ عاطفہ کلا ذوالحال مضافا اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل الی مضمر جار مجرور ظرف لغو متعلق مضافا کے جو کہ اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے مل کر حال ہے، ذوالحال حال سے مل کر معطوف، اثنان واثنتان کا عطف بھی المثنّٰی پر ہے، تمام معطوفات مل کر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔۱۲

مضمر کی طرف مضاف ہوں کیونکہ اگر یہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہونگے تو انکا اعراب اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا (بقیہ تفصیل بڑی کتب میں ہوگی)۔

**۳۔ مثنّی صوری:** وہ ہے جسکی شکل وصورت تثنیہ والی ہو معنیٰ بھی تثنیہ والا ہو لیکن اس کے مادے سے مفرد نہ ہو جیسے اثنانِ واثنتانِ اول مذکر کیلئے اور دوسرا مؤنث کیلئے ہے ان دونوں میں شکل وصورت تثنیہ والی ہے اور معنیٰ بھی تثنیہ والا ہے۔ (مثال متن میں ملاحظہ فرمائیں)

اَلسَّادِسُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِالْوَا وِ الْمَضْمُوْمِ مَا قَبْلَهَا وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ الْمَكْسُوْرِ مَا قَبْلَهَا[1] وَيَخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ[2] نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاُوْلُوْ وَعِشْرُوْنَ مَعَ اَخَوَاتِهَا تَقُوْلُ جَاءَ نِیْ مُسْلِمُوْنَ وَعِشْرُوْنَ وَاُوْلُوْ مَالٍ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ وَاُوْلِیْ مَالٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَعِشْرِيْنَ اُوْلِیْ مَالٍ الخ.

**ترجمة:** چھٹی قسم یہ ہے کہ رفع اس واؤ کے ساتھ ہو جس کا ماقبل مضموم ہو اور نصب وجر ماقبل مکسور کے ساتھ اور یہ اعراب جمع مذکر سالم کے ساتھ مختص ہے جیسے مسلمون اور اولو اور عشرون اپنے اخوات کے ساتھ تو کہے گا جاء نی مسلمون و عشرون و اولو مالٍ الخ۔

**تشریح:** **البحث السادس فی اعراب الجمع مع ملحقاته** (اَلسَّادِسُ اَنْ ......اُوْلِیْ مَالٍ):

اس عبارت میں اسم معرب کے اعراب کی چھٹی قسم کو بیان کیا گیا ہے کہ رفعی حالت واو کے ساتھ اور نصبی وجری حالت یاء ماقبل مکسور کے ساتھ اور یہ قسم جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات (اولو، عشرون واخواتھا) کے ساتھ خاص ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جمع مذکر سالم کی تین قسمیں ہیں: ۱۔جمع حقیقی ۲۔جمع معنوی ۳۔جمع صوری ہر ایک کی تعریف حسب ذیل ہے یاد رہے کہ مذکورہ بالا اعراب ان تینوں قسموں پر جاری ہوتا ہے۔

**۱۔ جمع حقیقي:** وہ جمع ہے کہ اس کے مادے سے مفرد ہو اور معنی جمع والا دے اور شکل وصورت بھی جمع والی ہو یعنی آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ ہو جیسے مسلمون اس کا مفرد مسلم ہے اور یہی مادہ بھی ہے اور معنی بھی جمع والا ہے کہ دو سے زائد پر بولا جاتا ہے اور شکل بھی جمع والی ہے کہ آخر میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ ہے۔

**۲۔ جمع معنوی:** وہ جمع کہ اس کے مادے سے مفرد نہ ہو اور نہ ہی شکل وصورت جمع والی ہو بلکہ معنی جمع والا دے جیسے اُولُو مالٍ اسکا مفرد ذُوْ مِنْ غَیْرِ لَفْظِہٖ ہے اور نہ ہی شکل جمع والی ہے البتہ جمع کا معنی دیتا ہے ''بہت سے مال والے''۔

**۳۔ جمع صوری:** وہ جمع جس کے مادے سے نہ تو مفرد ہو اور نہ ہی جمع والا معنی دے جیسے عشرون اور اسکے اخوات ثلاثون وغیرہ یہ کلمات نہ تو انکے مادے سے مفرد ہے اور نہ ان میں جمع والا معنی پایا جاتا ہے البتہ شکل جمع والی ہے کہ آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) السادس صفت موصوف محذوف الصنف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص الرفع اسم باء جار الواو مجرور موصوف ال بمعنی التی موصول مضموم اسم مفعول صیغہ صفت کا ماقبلھا موصول صلہ ملکر نائب الفاعل اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر صلہ ہے ال موصول کا موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت ہے الواو کی موصوف اپنی صفت سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ خبر ہے یکون کی واؤ عاطفہ النصب معطوف واؤ عاطفہ الجر معطوف یہ تمام معطوفات ملکر بواسطہ عطف اسم ہے یکون کا باء جار الیاء موصوف بقیہ بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بتاویل مصدر کے ہوکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

**فائدہ:** اگر یہ کہا جائے کہ عشرون، ثلاثون وغیرہ کا مفرد ہے جو کہ عشرۃ اور ثلاثۃ ہے اور یہ انکا مادہ بھی ہے لہٰذا یہ جمع حقیقی ہے نہ کہ صوری تو مصنف کا انکو ملحقات جمع میں شمار کرنا درست نہیں۔

جواب یہ ہے کہ عشرۃ اور ثلاثۃ عشرون اور ثلاثون کا مفرد نہیں کیونکہ اگر ہم ان کو مفرد تسلیم کریں تو تیس پر عشرون کا اطلاق صحیح ہونا چاہیے اسی طرح نو پر ثلاثون کا اطلاق ہونا چاہیے حالانکہ کوئی بھی ایسا کہنے کو تیار نہیں تو معلوم ہوا اسکا مفرد یہ نہیں لہٰذا جمع صوری ہے اور حقیقی نہیں ہے۔

**فائدہ:** جمع مذکر سالم سے مراد اسکا لغوی معنی نہیں کہ جس کا مفرد مذکر ہو بلکہ اس سے مراد اسکا اصطلاحی معنی ہے یعنی ایسی جمع جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ ہو خواہ اسکا مفرد مذکر ہو یا مؤنث لہٰذا ارضون اور سنون وغیرہ جمع حقیقی میں داخل ہیں۔

اس پوری تفصیل سے معلوم ہوا کہ ان تینوں قسموں کا مذکورہ اعراب ہوگا جیسے **جاء نی مسلمون واولو مالٍ وعشرون درهماً رأیت مسلمین واولی مال وعشرین درهماً و مررت بمسلمین واولی مال وعشرین درهماً۔**

**وَاعْلَمْ اَنَّ نُونَ التَّثْنِيَةِ مَكْسُوْرَةٌ اَبَدًا وَنُوْنَ جَمْعِ السَّلَامَةِ مَفْتُوْحَةٌ اَبَداً [1] وَكِلَاهُمَا تَسْقُطَانِ عِنْدَ الْإِضَافَةِ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ [2]۔**

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ تثنیہ کا نون ہمیشہ مکسور ہوتا ہے اور جمع سالم کا نون ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے اور وہ دونوں اضافت کے وقت گر جاتے ہیں تو کہے گا جَاءَ نِيْ غُلَامَا زَيْدٍ مُسْلِمُوْ مِصْرٍ۔

**تشریح:** **البحث السابع فی فائدة مهمّة** (واعلم ان ...... مسلمو مصر): اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک فائدہ جو کہ نون تثنیہ اور جمع کے متعلق ہے ذکر کیا ہے اور اس کے دو حصے ہیں پہلے کا تعلق اس بات سے ہے کہ نون تثنیہ و جمع کی حرکت کیا ہے؟ دوسرا ان دونوں کا اضافت کے وقت کیا حال ہے۔ چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ نون تثنیہ تینوں حالت میں یعنی رفع نصب جر میں مکسور ہوتا ہے اور نون جمع بھی تینوں حالتوں میں منصوب ہوتا ہے اور جمع سے مراد جمع سالم ہے کیونکہ جمع مکسر کا نون کبھی مرفوع اور کبھی مجرور ہوتا ہے اور اضافت کی وجہ سے کبھی نہیں گرتا جیسے شیاطینُ شیطان کی جمع ہے۔ جبکہ تثنیہ اور جمع کا نون اضافت کی وجہ سے گر جاتا ہے کیونکہ ضابطہ ہے اسم تام جب تک تام رہے اس کی اضافت نہیں ہوسکتی اور اسم تام کی جب کسی دوسرے کلمہ کی طرف اضافت کرنا مطلوب ہو تو اس سے تام ہونے کی علامت کو گرا دیتے ہیں اور اسم کے تام ہونے کی علامتیں نونِ تثنیہ اور نون جمع اور نون مشابہ بالجمع کالعشرین وغیرہ اور تنوین اور الف لام اور اضافت ہیں، لہٰذا تثنیہ اور جمع سے اضافت کے وقت نون کو حذف کر دیتے ہیں جیسے غلاما زید

---

(۲) واو عاطفہ مختص فعل مضارع معلوم ہو ضمیر فاعل باجار جمع مضاف المذکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف السالم صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مختص کے فعل فاعل متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) اعلم صیغہ واحد مذکر حاضر فعل با فاعل اَنّ حرف مشبہ بالفعل نون التثنیۃ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا انّ کا مکسورۃ خبر ابداً مفعول فیہ ہوا مکسورۃ کا واؤ عاطفہ نون جمع السلامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم انّ کا بواسطہ عطف مفتوحۃ خبر ابداً مفعول فیہ۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بتاویل مفرد قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ کلاھما مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء تسقطان فعل مضارع معلوم الف علامت فاعل عند الاضافۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر مبتداء کلاھما کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اصل میں غلامان تھا جب زید کی طرف مضاف کیا تو نون ساقط ہوگیا اسی طرح مسلمو مصرِ اصل میں مسلمون تھا جب مسلمون کی اضافت مصر کی طرف کی تو یہ جمع کا نون ساقط ہوگیا۔

اَلسَّابِعُ اَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِیْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِیْرِ الْکَسْرَةِ(۱) وَیَخْتَصُّ بِالْمَقْصُوْرِ وَهُوَ مَا فِی آخِرِهٖ اَلِفٌ مَقْصُوْرَةٌ کَعَصًا وَ بِالْمُضَافِ اِلٰی یَاءِ الْمُتَکَلِّمِ غَیْرِ جَمْعِ الْمُذَکَّرِ السَّالِمِ کَغُلَامِیْ(۲) تَقُوْلُ جَاءَ نِیْ عَصًا وَغُلَامِیْ وَرَأَیْتُ عَصًا وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِعَصًا وَغُلَامِیْ۔

**ترجمة:** ساتویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر تقدیری کسرہ کے ساتھ اور یہ قسم اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور وہ وہ ہے جسکے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے عصًا اور اس اسم کے ساتھ جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو اور جمع مذکر سالم کا غیر ہو جیسے غلامی تو کہے گا جاء نی عصًا و غلامی الخ۔

**تشریح:** **البحث الثامن فی اعراب الاسم المقصور وغیره** (اَلسَّابِعُ اَنْ ......وَغُلَامِیْ):

اس عبارت میں السابع ''الصنف'' موصوف محذوف کی صفت ہے یعنی اسم معرب کے اعراب کی ساتویں قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ ہو اور نصبی حالت فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جری حالت کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوگی اور یہ قسم دو معربوں کے ساتھ خاص ہے ایک اسم مقصور کے ساتھ اور اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے العصیٰ اس کو اگر الف لام کے ساتھ پڑھیں تو الف مقصورہ ملفوظ ہوگا جیسا کہ گذرا اور اگر بغیر الف لام کے پڑھیں تو الف مقصورہ تقدیری ہوگا جیسے عصًا اور دوسرا معرب وہ اسم جو کہ جمع مذکر سالم نہ ہو اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غلامی اس میں غلام ایسا اسم ہے جو کہ جمع مذکر سالم نہیں اور یاء متکلم کی طرف مضاف ہے۔ اس کی مثال جاءنی عصاً وغلامی رفعی حالت میں اور نصبی حالت میں ورأیت عصاً وغلامی اور جری حالت مررت بعصا وغلامی۔ اس مثال میں تینوں حالتوں میں عامل تبدیل ہوا ہے لیکن اعراب تقدیراً بدلتا گیا اور لفظ میں معرب کا آخر ایک جیسا رہا۔

**فائدہ:** اعراب لفظی کے بیان کے بعد مصنفؒ نے السابع سے آخر تک اعراب تقدیری کو بیان کیا ہے اعراب تقدیری چار جگہوں پر آتا ہے ان میں سے دو جگہیں وہ ہیں جہاں اعراب لفظی متعذر اور ممتنع ہے ایک اسم مقصور تینوں حالتوں میں دوسرا وہ اسم جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جس کا ماقبل میں بیان ہوا اور دو جگہیں وہ ہیں جہاں اعراب لفظی متعذر نہیں بلکہ پڑھا جاسکتا ہے لیکن زبان پر اس کی ادائیگی ثقیل ہے پھر ان میں سے ایک جگہ اعراب بالحرکت کے ثقل کی ہے جو کہ اسم منقوص کی رفعی اور جری

---

نحوی ترکیب: (۱) السابع صفت موصوف محذوف الصنف کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ان مصدر یہ یکون فعل ناقصہ الرفع اسم یکون کا باجار تقدیر مضاف الضمة مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار۔ رور ظرف مستقر متعلق کا ئنا خبر، اسم وخبر ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ النصب بتقدیر الفتحة بشرح السابق معطوف واؤ عاطفہ الجر بتقدیر الکسرة بشرح السابق معطوف تمام معطوفات ملکر یکون کا اسم وخبر ہو کر بتاویل مصدر خبر مبتداء خبر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل باجار المقصور مجرور جار مجرور معطوف علیہ واؤ عاطفہ بالمضاف معطوف باء جار المضاف صیغہ صفت موصوف الی یاء المتکلم متعلق مضاف غیر جمع المذکر السالم صفت موصوف صفت ملکر مجرور جار مجرور ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق یختص کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے)

حالت ہے اور دوسری جگہ اعراب بالحرف کے ثقل کی ہے جو کہ جمع مذکر سالم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو رفعی حالت میں فقط اور ان دونوں کی تفصیل عنقریب آرہی ہے۔

اَلثَّامِنُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالْجَرُّ بِتَقْدِيْرِ الْكَسْرَةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا[1] وَيَخْتَصُّ بِالْمَنْقُوْصِ وَهُوَ مَا فِي اٰخِرِهٖ يَاءٌ مَا قَبْلَهَا مَكْسُوْرٌ كَالْقَاضِيْ[2] تَقُوْلُ جَاءَ نِي الْقَاضِيْ وَرَأَيْتُ الْقَاضِيَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِيْ.

**ترجمة:** آٹھویں قسم یہ ہے کہ رفعی حالت تقدیر ضمہ کے ساتھ ہو اور جر تقدیر کسرہ کے ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ دراں حالیکہ لفظی ہو اور یہ اعراب اسم منقوص کے ساتھ مختص ہے اور اسم منقوص وہ ہے کہ آخر میں ایسی یاء ہو جسکا ماقبل مکسور ہو جیسے القاضی تو کہے گا جاءنی القاضی ورأیت القاضی ومررت بالقاضی۔

**تشریح: البحث التاسع فی اعراب الاسم المنقوص** (اَلثَّامِنُ اَنْ ......بِالْقَاضِيْ):

مذکورہ بالا عبارت میں اعراب کی آٹھویں قسم (رفعی حالت تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصبی حالت فتحہ لفظی کے ساتھ اور جری حالت کسرہ تقدیری کے ساتھ) کا بیان ہے اور اعراب بالحرکت تقدیری کے موضع کا بیان ہے۔ اور یہ قسم اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں ایسی یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہے خواہ وہ یاء اصلی ہو یا کسی سے تبدیل شدہ ہو اول کی مثال الرامی اور ثانی کی مثال الداعی اصل میں الداعِوُ تھا واؤ کو یاء سے بدل دیا پھر عام ہے کہ یہ یاء لفظوں میں موجود ہو جیسے القاضی جبکہ معرف باللام ہو یا لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کردی گئی ہو جیسے قاضٍ جبکہ معرف باللام نہ ہو کیونکہ اصل میں قاضیٌ تھا یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے گر گیا التقاء ساکنین ہوا یاء اور تنوین کے درمیان یاء کو گرا دیا۔ اول صورت میں مثال جاءنی القاضی ورأیت القاضی ومررت بالقاضی اور ثانی صورت میں مثال جاءنی قاضٍ ورأیت قاضیًا مررت بقاضٍ۔ اول مثال میں التقاء ساکنین نہیں ہے فقط یاء پر ضمہ اور کسرہ ثقیل ہونے کی وجہ سے گر گیا اور یاء باقی رہی اور ثانی مثال میں ضمہ اور کسرہ یاء پر ثقیل ہونے کی وجہ سے گر گیا اور یاء التقاء ساکنین کے باعث گر گئی چونکہ دونوں مثالوں میں نصبی حالت میں یاء پر فتحہ خفیف تھا نہیں گرا اور ثانی مثال میں التقاء ساکنین بھی متحقق نہ ہونے کی وجہ سے یاء بھی نہیں گری۔ باقی اعراب بالحرکت مفرد (جو کہ اصل ہے) ہونے کی وجہ سے دیا ہے کیونکہ اصل کو اصل والا اعراب دیا جاتا ہے۔

اَلتَّاسِعُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الْوَاوِ وَالنَّصْبُ وَالْجَرِ بِالْيَاءِ لَفْظًا[1] وَيَخْتَصُّ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ السَّالِمِ مُضَافًا اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ[2] تَقُوْلُ جَاءَ نِي مُسْلِمِيَّ تَقْدِيْرُهٗ مُسْلِمُوْيَ اِجْتَمَعَتِ الْوَاوُ وَالْيَاءُ وَالْاُوْلٰى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ فَقُلِبَتْ

---

نحوی ترکیب: (۱) الثامن بشرح سابق مبتداء ان یکون الرفع الخ بشرح سابق خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل باء جار المنقوص مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واؤ استنافیہ ھو ضمیر مبتداء ما موصولہ فی آخرہ جار مجرور ملکر خبر مقدم یاءٌ موصوف ما موصولہ قبلھا مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر متعلق ثبت کے فعل فاعل متعلق سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتداء مکسور خبر مبتداء خبر ملکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مبتداء مؤخر مبتداء خبر مقدم سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ھو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (نوٹ) مثال کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

نحوی ترکیب: (۱) التاسع بحذف موصوف جو کہ الصنف ہے مبتداء ان یکون الرفع الخ بشرح سابق خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الْوَاوُ يَاءً وَاُدْغِمَتِ الْيَاءُ فِي الْيَاءِ وَاُبْدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالْكَسْرَةِ لِمُنَاسَبَةِ الْيَاءِ[۳] فَصَارَ مُسْلِمِيَّ وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ.

**ترجمة:** نویں قسم یہ ہے کہ رفع تقدیرواؤ کے ساتھ ہواور نصب اور جر یاء لفظی کے ساتھ ہواور یہ قسم جمع مذکر سالم کے ساتھ مختص ہے دراں حالیکہ وہ مضاف ہو یاء متکلم کی طرف تو کہے گا جاءنی مسلمی اسکا اصل مسلموی ہے واؤاور یاء جمع ہو گئیں اوران میں سے اول ساکن ہے پس واؤ یاء سے بدل گئی اور یاء یاء میں مدغم ہوگئی اورضمہ کسرہ سے بدل دیا گیا یاء کی مناسبت کے باعث چنانچہ مسلمی ہو گیا اور رائیت مسلمی ومررت بمسلمی۔

**تشریح: البحث العاشر فی اعراب الجمع المذکر السالم مضافا الی یاء المتکلم**(اَلتَّاسِعُ ...... بِمُسْلِمِيَّ):

اسم معرب کے اعراب کی آخری اور نویں قسم اور اعراب بالحرف تقدیری کے محل کا بیان ہے کہ رفعی حالت واؤ مقدرہ کے ساتھ اور نصبی اور جری حالت یاء ملفوظہ کے ساتھ ہےاور یہ قسم اعراب کی اس جمع مذکر سالم کے ساتھ خاص ہے جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے جاءنی مسلمی اصل میں مسلمون تھا جب یاء متکلم کی طرف اضافت کی تو مسلموی ہو گیا نون اضافت کی وجہ سے گر گئی۔ پھر مرمیٌ والی تعلیل جاری کی گئی واؤ یاء سے تبدیل ہو کر یاء میں مدغم ہو گئی اور یا کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا چونکہ یاء لفظوں میں باقی نہ رہی جو کہ حالتِ رفع کی علامت تھی تو حالت رفع میں تقدیری اعراب ہو گیا اور نصبی اور جری حالت میں چونکہ یاء مدغم ہو کر بھی پڑھی جاتی ہے تو ان دونوں حالتوں کا اعراب لفظی ہے۔ **وقد یکون الاعراب الحر فی تقدیر یا فی الاحوال الثلاث اذا سقط حروف المد بالتّقاء الساکنین. جاء اخو القوم الخ.**

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔لفظ مفرد کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کونسا معنی مراد ہے؟ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم کے اعراب کو مثالوں سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث السادس الثانی) ۳۔اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کو بمع شرائط واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الرابع) ۴۔اعراب تقدیری کی کتنی قسمیں ہیں اور انکے محل پر روشنی ڈالیں۔ (دیکھئے از بحث ثامن تا عاشر)

---

(۲) واؤ استنافیہ یختص فعل مضارع معلوم ہوضمیر فاعل باء جار جمع المذکر السالم ذوالحال مضافا صیغہ صفت اسم مفعول ہوضمیر نائب الفاعل الی جار یاء المتکلم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق مضافا صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر حال، ذوالحال حال سے ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق مضافا صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یختص فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

(۳) تقدیرہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مسلموی بتاویل ھذا اللفظ خبر جملہ اسمیہ ہوا۔ اجتمعت فعل ماضی معلوم الواؤ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الیاء معطوف الواو معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ذوالحال واؤ حالیہ الاولیٰ صفت اول موصوف محذوف الحرف من جارھما مجرور جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائنۃ صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مبتداء ساکنۃ خبر مبتداء خبر ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فاء تفصیلیہ قلبت فعل ماضی مجہول الواؤ نائب الفاعل یاءً مفعول بہ ثانی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ادغمت فعل ماضی مجہول الیاء نائب الفاعل فی الیاء جار مجرور ظرف لغو متعلق ادغمت کے فعل مجہول نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اُبدلت فعل ماضی مجہول الضمۃ نائب الفاعل بالکسرۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق ابدلت لام جار مناسبۃ الیاء مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق ابدلت کے فعل مجہول نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِیْ تَقْسِیْمِ الْاِسْمِ الْمُعْرَبِ بِاعْتِبَارِ الْاِنْصِرَافِ وَعَدَمِهٖ

فَصْلٌ: اَلْاِسْمُ الْمُعْرَبُ عَلٰی نَوْعَیْنِ مُنْصَرِفٌ[1] وَهُوَ مَا لَیْسَ فِیْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ یَقُوْمُ مَقَامَهُمَا مِنَ الْاَسْبَابِ التِّسْعَةِ[2] کَزَیْدٍ وَیُسَمَّی الْاِسْمَ الْمُتَمَکِّنَ[3] وَحُکْمُهٗ اَنْ یَدْخُلَهُ الْحَرَکَاتُ الثَّلٰثُ مَعَ التَّنْوِیْنِ[4] تَقُوْلُ جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَرَأَیْتُ زَیْداً وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَغَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَهُوَ مَا فِیْهِ سَبَبَانِ اَوْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا یَقُوْمُ مَقَامَهُمَا.

**ترجمة:** اسم معرب دوقسم پر ہےان میں سےایک منصرف ہےاوروہ (منصرف) وہ ہےجس میں دوسبب یاایک ایساسبب ان اسباب میں سے جودو کے قائمقام ہونہ پایا جائے جیسے زیداوروہ منصرف اسم متمکن نام رکھا جاتا ہےاوراس کاحکم یہ ہے کہ اسکوتینوں حرکات بمع تنوین داخل ہوتی ہیں تو کہے گا جاءنی زیدورأیت زیداومررت بزیداوردوسری غیرمنصرف ہےاوروہ غیرمنصرف وہ ہےجس میں دوسبب ہوں یاان میں سےایساایک سبب جوان دو کے قائمقام ہو۔

**خُلاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل اسم معرب کی تقسیم میں ہےاوراس میں سات بحثیں ہیں جن میں سےتین مذکورہ بالاعبارت میں ذکر کی گئی ہیں ۱۔اسم منصرف کی تعریف مع المثال (وَهُوَ مَا......اَلْمُتَمَکِّن) ۲۔منصرف کاحکم مع توضیح بالمثال (وَحُکْمُهٗ......بِزَیْدٍ) ۳۔غیرمنصرف کی تعریف مع المثال (وَغَیْرُ مُنْصَرِفٍ وَهُوَ......مَقَامَهُمَا) ۴۔اسباب منع صرف کی تحقیق (وَالْاَسْبَابُ التِّسْعُ......وَوَزْنُ الْفِعْلِ) ۵۔غیرمنصرف کاحکم (وَحُکْمُهٗ ......بِاَحْمَدَ) ۶۔اسباب منع صرف کی تفصیل (اَمَّا الْعَدْلُ ......نَاقَةٌ یَعْمَلَةٌ) ۷۔اہم فائدہ (وَاعْلَمْ اَنَّ کُلَّ ......بِالْاَحْمَدِ) پہلی تین بحثیں مذکورہ بالاعبارت میں مذکور ہیں۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف الاسم المنصرف مع المثال** (وَهُوَ مَا ......اَلْمُتَمَکِّنَ):

مذکورہ بالاعبارت میں پہلےتواسم معرب کی باعتبارانصراف وعدم انصراف کےتقسیم کی ہے کہ اسم معرب کی باعتبارانصراف اور عدم انصراف کےدوقسمیں ہیں منصرف اورغیرمنصرف پھرہرایک کی تعریف اورحکم بیان کیا۔

**منصرف کی تعریف مع المثال:** وھو مالیس الخ سےمنصرف کی تعریف ہے کہ منصرف وہ اسم ہےجس میں غیر منصرف کےنواسباب میں سےکوئی سےدوسبب یاکوئی ایساایک سبب جوکہ دو کےقائمقام ہونہ پایا جائے جیسے زیدٌ کالفظ اس میں نہ تو دو سبب ہیں اورنہ ہی ایساایک سبب ہےجودو کےقائمقام ہے۔اوراس کادوسرانام اسم متمکن بھی ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) الاسم المعرب موصوف صفت ملکر مبتداء علی نوعین جارمجرورظرف مستقرمتعلق کائن خبر،مبتداءخبرملکر جملہ اسمیہ ہوا،منصرف خبرمبتداءمحذوف احدھما کی، مبتداءخبرملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) ھوضمیرمبتداءماموصولہ لیس فعل ناقصہ فیہ جارمجرورظرف مستقرمتعلق کائنین محذوف کےخبرمقدم سببان مرفوع لفظااسم لیس مؤخرمعطوف علیہ او عاطفہ واحدة معطوف موصوف تقوم فعل مضارع ھی ضمیرواحدة کی فاعل مقامھما مضاف مضاف الیہ ملکرمفعول بہ فعل فاعل اورمفعول بہ اورمتعلق (من الاسباب التسعة) سےملکرصفت،موصوف صفت ملکرمعطوف،معطوف علیہ اپنےمعطوف سےملکراسم لیس کا،لیس اپنےاسم وخبرسےملکرصلہ ماموصول کا،موصول اپنےصلہ سےملکرخبر،مبتداءخبرملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤعاطفہ یسمی فعل مضارع مجہول ھوضمیرنائب فاعل الاسم المتمکن موصوف صفت ملکرمفعول بہ ثانی فعل مجہول نائب الفاعل اورمفعول بہ ثانی سےملکرجملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

## البحث الثانی فی حکم الاسم المنصرف (وَحُكْمُهٗ ...... بزَيْدٍ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے منصرف کی تعریف سے فارغ ہوکر اسکا حکم بیان کیا ہے معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات (رفع، نصب، جر) تنوین کے ساتھ داخل ہوتی ہیں جیسے جَاءَ نِی زَيْدٌ وَرَأَيْتُ زَيْدًا وَمَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔

## البحث الثالث فی تعریف غیر المنصرف مع المثال (غَيْرُ الْمُنْصَرِفِ وَهُوَ ...... مَقَامَهُمَا):

اس عبارت میں مصنف نے غیر منصرف کی تعریف ذکر کی ہے کہ غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں نو اسباب میں سے دو سبب یا ایسا ایک سبب جو دو کے قائمقام ہو پایا جائے جیسے احمد اس میں ایک سبب علم اور دوسرا سبب وزن فعل ہے۔

وَالْاَسْبَابُ التِّسْعَةُ هِيَ الْعَدْلُ وَالْوَصْفُ وَالتَّانِيْثُ وَالْمَعْرِفَةُ وَالْعُجْمَةُ وَالْجَمْعُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ وَوَزْنُ الْفِعْلِ[1] وَحُكْمُهٗ اَنْ لَّا يَدْخُلَهُ الْكَسْرَةُ وَالتَّنْوِيْنُ وَيَكُوْنُ فِيْ مَوْضِعِ الْجَرِّ مَفْتُوْحًا[2] اَبَدًا تَقُوْلُ جَاءَنِيْ اَحْمَدُ وَرَأَيْتُ اَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔

**ترجمة:** اور اسباب تسعہ وہ عدل اور وصف الخ ہیں اور اس غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اسکو کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے، اور وہ (غیر منصرف) جر کی جگہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے تو کہے گا جاءنی احمد الخ۔

**تشریح:** 

## البحث الرابع فی تحقیق اسباب منع الصرف (وَالْاَسْبَابُ ...... وَزْنُ الْفِعْلِ):

اس عبارت میں غیر منصرف کے اسباب کی تحقیق کو بیان کیا گیا ہے۔ اس بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ غیر منصرف کے اسباب کتنے ہیں تین مذہب ہیں ایک مذہب یہ ہے کہ منع صرف کے اسباب دو ہیں دوسرا مذہب یہ ہے کہ منع صرف کے اسباب نو ہیں اور تیسرا مذہب یہ کہ منع صرف کے اسباب گیارہ ہیں چونکہ ضابطہ ہے ''خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا'' یعنی بہترین کام درمیاں ہوتا ہے لہٰذا نو کا قول درمیانہ ہونے کی وجہ سے بہتر ہے اسی لئے مصنفؒ نے غیر منصرف کے نو اسباب بیان کئے جو کہ مذکورہ بالا عبارت میں مذکور ہیں

۱۔عدل جیسے عُمَر ۲۔وصف جیسے احمر ۳۔تانیث جیسے طلحہ ۴۔معرفہ جیسے زینب ۵۔عجمہ جیسے ابراہیم ۶۔جمع جیسے مَسَاجِدَ ۷۔ترکیب جیسے مَعْدِيكَرِبُ ۸۔الف نون زائدتان جیسے عِمْرَانُ ۹۔وزن فعل جیسے اَحْمَدُ۔

---

(۴) واؤ استنافیہ حکمہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یدخل فعل مضارع معلوم ۂ ضمیر غائب مفعول بہ مقدم، الحرکات الثلاثۃ موصوف صفت ملکر فاعل مع ظرف مضاف التنوین مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) والاسباب التسعۃ موصوف صفت ملکر مبتداء ھی ضمیر مبتداء التسعۃ مبدل منہ العدل الخ تمام معطوفات ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ حکمہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ لا یدخل فعل مضارع معلوم ۂ ضمیر مفعول بہ مقدم الکسرۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ والتنوین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل فاعل مفعول بہ ملکر بتاویل مصدر ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یکون فعل ناقصہ ھو ضمیر مستتر اسم فی موضع الخ خبر یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

**البحث الخامس في حكم غير المنصرف** (وَحُكْمُهُ ...... بِاَحْمَدَ): اس عبارت میں غیر منصرف کے حکم کو بیان کیا گیا ہے اور مثال سے اس کی توضیح کی گئی ہے۔ غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتے اور جر کی جگہ فتح پڑھی جاتی ہے۔ جیسے جَاءَ نِی اَحْمَدُ وَرَأَيْتُ اَحْمَدَ وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ اس میں احمد پر رفعی اور نصبی اور جری تینوں حالتوں میں تنوین نہیں ہے اور جری حالت میں نصب پڑھی گئی ہے۔

**فائدہ:** غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین اس لئے نہیں آتے کہ یہ فعل کے مشابہ ہے اور فعل پر کسرہ نہیں آتا لہٰذا غیر منصرف پر بھی کسرہ نہیں آتا باقی مشابہت کی تفصیل بڑی کتب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

**البحث السادس في تفصيل اسباب منع الصرف** (اَمَّا الْعَدْلُ ...... نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ):

اَمَّا الْعَدْلُ فَهُوَ تَغَيُّرُ اللَّفْظِ مِنْ صِيْغَتِهِ الْاَصْلِيَّةِ اِلٰى صِيْغَةٍ اُخْرٰى[1] تَحْقِيْقًا اَوْ تَقْدِيْرًا[2] وَلَا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الْفِعْلِ اَصْلاً وَيَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ كَعُمَرَ وَزُفَرَ وَمَعَ الْوَصْفِ[3] كَثُلَاثَ وَمَثْلَثَ وَاُخَرَ وَجُمَعَ ۔

**ترجمة:** لیکن عدل پس وہ تبدیل ہونا ہے لفظ کا قانون والی شکل وصورت سے دوسری شکل وصورت کی طرف تحقیقی طور پر یا تقدیری طور پر اور وہ عدل وزن فعل کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوسکتا جبکہ علمیت کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے جیسے عمر اور زفر اور وصف کے ساتھ جیسے ثُلاثَ اور مَثْلَثَ اور اُخَرَ اور جُمَعَ۔

**خلاصة المباحث:** اس عبارت سے اس فصل کی چھٹی بحث اسباب منع صرف کی تفصیل کو شروع کیا ہے۔ مذکورہ بالا عبارت میں غیر منصرف کے پہلے سبب عدل کی تفصیل کو بیان کیا ہے اس کی تفصیل ایک تمہید اور پانچ ابحاث پر مشتمل ہے۔ تمہید میں تین چیزیں ہیں ۱۔عدل کو بقیہ اسباب پر مقدم کرنے کی وجہ ۲۔عدل کی تعریف ذکر کرنے اور بقیہ کی تعریف نہ کرنے کی وجہ ۳۔غیر منصرف کے اسباب کے متعلق ایک قاعدہ۔ اور یہ تینوں چیزیں بطور فائدہ زائد کے ہیں۔

۱۔البحث الاول فی تشریح الالفاظ المشکلہ ۲۔الثانی فی تعریف العدل (فَهُوَ تَغَيُّرُ ... اُخْرٰى) ۳۔البحث الثالث فی اقسامہ وتعریف کل قسم (تَحْقِيْقًا تَقْدِيْرًا) ۴۔فائدہ مہمۃ (وَلَا يَجْتَمِعُ ...... مَعَ الْوَصْفِ) ۵۔توضیح کل قسم بالامثلۃ (كَعُمَرَ وَزُفَرَ ...... جُمَعَ)

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف تفسیر العدل مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ ھو ضمیر مبتداء تغیر مضاف اللفظ مضاف الیہ من صیغتہ الاصلیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تغیر الی صیغۃ اخریٰ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تغیر کے، مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلقین سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) تحقیقا او تقدیرا یا تو مفعول مطلق ہیں فعل محذوف حُقِّقَ تحقیقا او قُدِّرَ تقدیرا یا مضاف محذوف کا مضاف الیہ ہے اصل تغیر تحقیق او تقدیر مضاف الیہ والا اعراب مضاف الیہ کو حذف کر کے مضاف پر جاری کر دیا گیا ہے یا موصوف محذوف کی صفت بمعنی تحقیقیا او تقدیریًا کے یا محققا او مقدرا کے یعنی تغیرا تحقیقیا او تقدیریا یا کان محذوف کی خبر ہیں کان التغیر تحقیقا او تقدیرا۔

(۳) واوٴ عاطفہ لا یجتمع فعل مضارع منفی معلوم ھو ضمیر فاعل مع وزن الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ اصلاً مفعول مطلق فعل مقدر اَصلَ کا یا بمعنی ابدا ہو کر مفعول فیہ لا تجتمع کا (وھو الراجح) فعل فاعل مفعول فیہ سے ملکر معطوف علیہ واوٴ عاطفہ تجتمع فعل مضارع مثبت ھو ضمیر فاعل مع العلمیۃ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واوٴ عاطفہ مع الوصف معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول فیہ تجتمع کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر معطوف لا تجتمع کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

## خلاصۃ المباحث نقشہ کے تناظر میں

التمهيد ←
- وجه تقديم العدل على سائر الاسباب
- وجه ذكر تعريفه و وجه عدم ذكر تعريف غيره من الاسباب
- القاعدة المتعلقة بالاسباب التسعة

العدل: ←
- البحث الاول فى تشريح الالفاظ المشكلة. (العدل، تغير، صيغه، اصليه)
- البحث الثانى فى تعريف العدل. (فهو تغير ...... اخرىٰ)
- البحث الثالث فى اقسامه و تعريف كل قسم. (تحقيقا او تقديراً)
- البحث الرابع فى بيان فائدة مهمة. (ولا يجتمع ...... مع الوصف)
- البحث الخامس فى توضيح كل قسم بالامثلة (كعمر و زفر ...... جُمع)
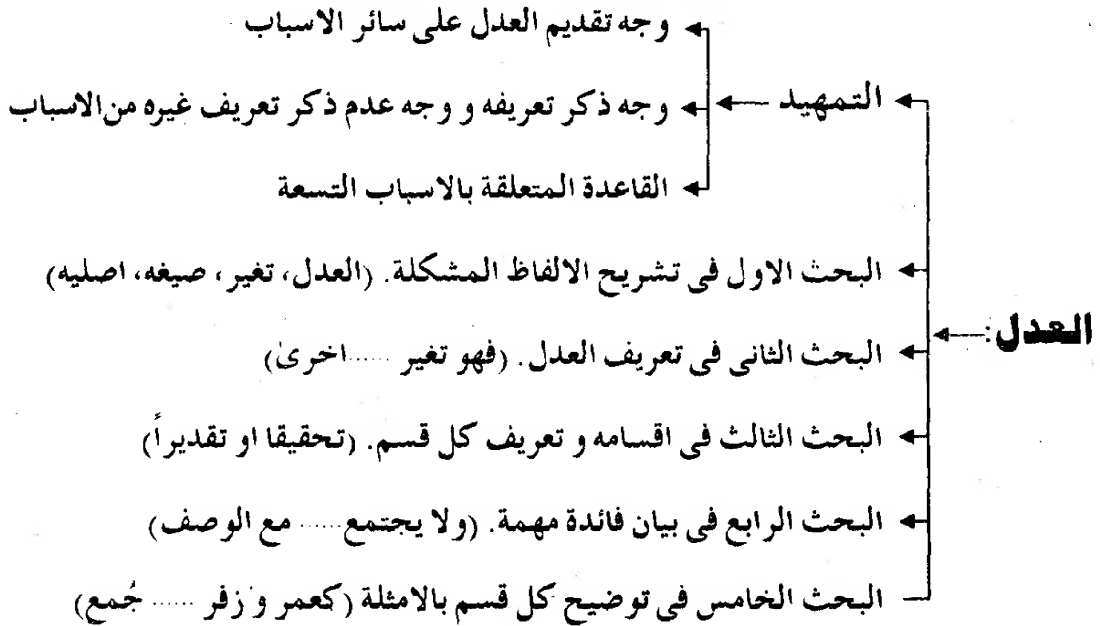
## التمهيد

**١۔ وجه تقديم العدل على سائر الاسباب:** چونکہ عدل کلمہ کو غیر منصرف بنانے میں بلاشرط مؤثر ہے بخلاف بقیہ اسباب کے وہ شرط کے ساتھ مؤثر ہیں اور جو بلاشرط مؤثر ہو اولیٰ ہوتا ہے اس سے جو شرط کے ساتھ مؤثر ہو اس لئے عدل کو بقیہ اسباب پر مقدم کیا۔

**٢۔ وجه ذكر تعريف العدل بخلاف غيره من الاسباب:** مصنفؒ نے اسبابِ تسعہ میں سے صرف عدل کی تعریف کی ہے بقیہ اسباب میں سے کسی کی تعریف نہیں کی اسکی تین وجہیں ہیں ١۔ عدل کی تعریف طلباء کے درمیان مشہور نہیں تھی بخلاف بقیہ اسباب کے ٢۔ عدل کی تعریف کسی کتاب میں ذکر نہیں کی گئی بخلاف بقیہ اسباب کے وہ اپنے اپنے مواضع میں مذکور ہے۔ ٣۔ مصنفؒ نے عدل کی تعریف متقدمین کی تعریف کے خلاف کی ہے اور باقی اسباب کی تعریف میں متقدمین کا خلاف نہیں کیا۔ ان وجوہ ثلاثہ کی بناء پر مصنف نے عدل کی تعریف ذکر کی ہے۔ اور بقیہ اسباب کی تعریف نہیں کی۔

**٣۔ القاعدة المتعلقة بالاسباب التسعة:** عدل کے علاوہ غیر منصرف کے جتنے اسباب ہیں وہ کلمہ میں پہلے موجود تھے لیکن کلمہ بعد میں غیر منصرف ہوا لیکن عدل ایک ایسا سبب ہے کہ کلمہ پہلے غیر منصرف تھا اور اس کو بعد میں فرض کیا گیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کلام عرب میں بعض کلمے ایسے تھے جو غیر منصرف پڑھے جاتے تھے لیکن ان میں نہ تو دو سبب تھے اور نہ ہی ایک ایسا سبب جو دو کے قائمقام ہو سکے جب یہ کلمے نحویوں کے سامنے آئے تو وہ پریشان ہو گئے کہ اگر ہم ان کو منصرف پڑھتے ہیں تو کلام عرب کی خلاف ورزی ہوتی ہے اور اگر غیر منصرف پڑھتے ہیں تو اپنا ضابطہ ٹوٹتا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے ایک سبب بنالیا اور اسکا نام عدل رکھا۔

**البحث الاول فی تشریح الالفاظ المشکلۃ**: (العدل ، تغیر ، صیغۃ): اس بحث میں تین الفاظ قابل تحقیق ہیں ۱۔ **العدل**: اس کے لغت میں کئی معانی آتے ہیں ۱۔ اگر اسکا صلہ الی آئے تو اسکا معنی مائل ہونا جیسے کہا جاتا فُلانٌ عَدَلَ اِلَیْہِ (فلاں اس کی طرف مائل ہوا) ۲۔ اگر اسکا صلہ عن ہو تو اس وقت معنی اعراض کرنا ہوتا ہے جیسے فُلانٌ عَدَلَ عَنْہُ (فلاں نے اس سے اعراض کیا) ۳۔ اگر اسکا صلہ من ہو تو معنی دور ہونا کہا جاتا ہے عَدَلَ الجَمَّالُ مِنَ البَعِیْرِ (اونٹ والا اونٹ سے دور ہوا) ۴۔ اگر صلہ بین آئے تو معنی انصاف کرنا اور برابری کرنا کہا جاتا ہے عَدَلَ الْاَمِیْرُ بَیْنَ زَیْدٍ و عَمرٍو (امیر نے زید اور عمرو کے درمیان انصاف کیا اور برابری کی)

**۲۔ تغیّر:** یہ باب تفعیل سے ہے بمعنی تبدیل ہونا پھر اس تغیر کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ مِنْ ھَیْأۃٍ اِلٰی ھَیْأۃٍ یعنی ایک ھیأۃ سے دوسری ھیأۃ کی طرف آنا جیسے صَارَ الطِّیْنُ خَزَفًا۔

۲۔ مِنْ مَادَۃٍ اِلیٰ مَادَۃٍ یعنی ایک مادہ سے نکل کر دوسرے مادہ میں آنا جیسے

۳۔ مِنْ مَکَانٍ اِلٰی مَکَانٍ یعنی ایک جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جانا۔

۴۔ مِنْ صُوْرَۃٍ اِلٰی صُوْرَۃٍ یعنی ایک شکل سے نکل کر دوسری شکل میں جانا۔

**۳۔ صیغۃ:** لغت میں شکل وصورت کو کہتے ہیں اصطلاح میں چند حروف کو ترتیب دے لینے کے بعد ان پر حرکات وسکنات لگانے کے بعد جو انکی شکل وصورت بنتی ہے اسے صیغہ کہتے ہیں۔ پھر صیغہ کی دو قسمیں ہیں اصلیہ غیر اصلیہ اگر قاعدہ اور قانون والی شکل ہے تو صیغہ اصلیہ کہلاتا ہے وگرنہ غیر اصلیہ۔

**البحث الثانی فی تعریف العدل**(فَھُوَ تَغَیُّر ......اُخْریٰ): اس عبارت میں عدل کی تعریف ذکر کی گئی ہے کہ عدل لفظ کا اپنی قانون والی شکل وصورت سے نکل کر دوسری شکل وصورت کی طرف آنا ہے۔ یعنی لفظ کی یہ تبدیلی مادہ میں نہ ہو بلکہ شکل وصورت میں ہو لہٰذا یدٌ اور دمٌ پر یہ تعریف صادق نہیں آتی کیونکہ ان میں تبدیلی مادہ کے اندر ہے نہ کہ صیغہ میں۔

**تعریف ومعرّف/ فوائد قیود:** اس عبارت میں ھو ضمیر جس کا مرجع العدل ہے معرف ہے اور تغیر الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک جنس اور کئی فصول جنس شمولیت کو چاہتی ہے یعنی معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہوتی ہے اور فصول جدائی کا فائدہ دیتی ہیں یعنی معرَّف سے غیر معرَّف کو علیحدہ کرتی ہیں تو اس تعریف میں تغیر اللفظ درجہ جنس ہے لفظ کی تمام تبدیلیوں کو شامل ہے خواہ مادہ میں ہو یا صیغہ میں "ھو عن صیغتہ" سے وہ تبدیلی خارج ہوگئی جو مادہ میں ہوتی ہے لہٰذا یہ فصل اول ہے۔ اور صیغتہٖ کی ۃ ضمیر یہ فصل ثانی ہے اس سے وہ تغیر خارج ہو گیا جو کہ مشتقات میں ہوتا ہے کیونکہ ان میں تبدیلی اگرچہ شکل وصورت میں ہوتی ہے لیکن اپنی شکل وصورت سے نہیں ہوتی اور "الاصلیہ" یہ فصل ثالث ہے اس سے متغیرات قیاسیہ خارج ہو گئے جیسے قال وغیرہ۔

**البحث الثالث فی اقسامہٖ وتعریف کل قسم** (تَحْقِیْقًا اَوْ تَقْدِیْرًا): اس عبارت سے عدل کی دو قسموں کی طرف اشارہ ہے کہ عدل کی دو قسمیں ہیں ایک عدل تحقیقی اور دوسرا عدل تقدیری ان میں سے ہر ایک کی تعریف سے پہلے بطور تمہید ایک بات کا جاننا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ نحویوں کا اسبارے میں اختلاف ہے کہ عدل کی یہ تقسیم معدول عنہ کے اعتبار سے ہے یا خروج کے

اعتبار سے ہے بعض نحوی یہ کہتے ہیں کہ عدل کی یہ تقسیم معدول عنہ کے اعتبار سے ہے اور بعض نحوی کہتے ہیں کہ خروج کے اعتبار سے ہے تو ہرایک کے قول پر دونوں قسموں کی تعریف کی جاتی ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

**عدل تحقیقی کی تعریف:** اول قول کے مطابق تعریف یہ ہے کہ کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ اس کے معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود ہو تو یہ عدل تحقیقی ہے یعنی اس کلمہ کو غیر منصرف پڑھنا بھی اس بات پر دلیل ہے کہ اسکا معدول عنہ موجود ہے لیکن اسکے علاوہ بھی کوئی اور مستقل دلیل موجود ہو جو یہ بتلائے کہ یہ معدول ہے اور اسکا کوئی نہ کوئی معدول عنہ موجود ہے۔ اور دوسرے قول کے مطابق تعریف یہ ہے کہ کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ اس کے خروج پر کوئی دلیل موجود ہو تو اس کو عدل تحقیقی کہیں گے۔ تفصیل امثلہ میں واضح ہوگی۔

**عدل تقدیری کی تعریف:** کلمہ کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ اس کے معدول عنہ پر کوئی دلیل موجود نہ ہو یعنی اس کلمہ کا غیر منصرف پڑھا جانا صرف اس بات کی دلیل ہو کہ اس کا معدول عنہ موجود ہے اسکے علاوہ کوئی اور مستقل دلیل نہ پائی جائے۔

**البحث الرابع فی بیان فائدۃ مھمۃ** (وَلَا یَجْتَمِعُ......مَعَ الْوَصْفِ): اس عبارت میں عدل کے متعلق ایک اہم فائدہ کا بیان ہے کہ عدل اور وزن فعل جمع نہیں ہو سکتے البتہ عدل اور وصف اور عدل اور علمیت جمع ہو سکتے ہیں یعنی ایسا کلمہ کہ اسکا ایک سبب عدل ہو دوسرا وزن فعل ہو اور وہ غیر منصرف ہو یہ نہیں ہوسکتا البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک کلمہ غیر منصرف ہو اس کا ایک سبب عدل ہو اور دوسرا علم یا وصف ہو۔ اول کی وجہ یہ ہے کہ عدل کے مخصوص چھ اوزان ہیں ۱۔ مَفْعَلُ جیسے مَثْلَثُ ۲۔ فُعَلُ جیسے عُمَرُ ۳۔ فَعْلِ جیسے اَمْسِ ۴۔ فَعَالِ جیسے قطامِ ۵۔ فَعَلُ چوں سَحَرُ ۶۔ فُعال جیسے ثلاث) اور وزن فعل ان اوزان میں سے کسی وزن پر نہیں آتا۔

**البحث الخامس فی توضیح کل قسم مع المثال**(کَعُمَرَ وَ زُفَرَ ......جُمِعَ):

اس عبارت عدل کی دو قسمیں عدل تقدیری اور عدل تحقیقی کو مثالوں سے واضح کرتے ہیں مصنف نے عدل تقدیری کی دو مثالیں اور عدل تحقیقی کی چار مثالیں دی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عدل تقدیری کی مثال عمر اور زُفَرَ ہے یہ دونوں اسم ایسے تھے جو کلام عرب میں غیر منصرف پڑھے جارہے تھے اور ان میں صرف ایک سبب علمیت تھا اور وہ بھی دو کے قائمقام نہ تھا تو نحویوں نے اپنی طرف سے ایک سبب فرض کر لیا اور اس کا نام عدل رکھا اور یہاں عدل تقدیری سبب فرض کیا کیونکہ عمر اور زفر کے معدول عنہ عامر اور زافر پر اس کے سوا کہ یہ غیر منصرف ہیں کوئی اور دلیل نہیں ہے۔ لہذا ہم نے فرض کر لیا کہ عمر کا اصل عامر اور زفر کا اصل زافر تھا اس سے معدول ہوئے۔

عدل تحقیقی کی چار مثالیں ہیں ثلاث اور مثلث یہ دونوں اسم کلام عرب میں غیر منصرف پڑھے جارہے تھے لیکن ان میں صرف ایک سبب وصف تھا اور دو کے قائمقام بھی نہ تھا تو ہم نے ایک دوسرا سبب عدل فرض کر لیا اور عدل بھی عدل تحقیقی کیونکہ ان کے غیر منصرف پڑھے جانے کے علاوہ ان کے معدول عنہ کے وجود پر ایک مستقل دلیل موجود ہے جو یہ بتلاتی ہے کہ یہ معدول ہیں اور معدول عنہ موجود ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ثلاث اور مثلث کا معنی تین تین تو تکرارِ معنی تکرارِ لفظ پر دلالت کرتا ہے لیکن اس جگہ معنی میں تکرار ہے اور لفظ میں تکرار نہیں جو کہ ثلاث ہے یا مثلث ہے تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں اسم ایسے کلمہ سے معدول ہیں جس میں تکرار ہے اور وہ ثلاثہ ثلاثہ ہے تو ثلاث کی

اصلی شکل ثَلاثَۃٌ ثَلاثَۃٌ ہےاسی طرح مَثلَث کی اصلی شکل ثَلاثَۃٌ ثَلاثَۃٌ ہے۔اوراس شکل کو چھوڑ کر ثُلاثَ وَ مَثلَثَ کی شکل اپنائی بغیر کسی قانون کے۔ یہ دونوں مثالیں وصف کے ساتھ جمع ہورہی ہیں۔

عدل تحقیقی کی تیسری مثال جو وصف کے ساتھ جمع ہوسکتی ہے وہ اُخَر ہے یہ اُخریٰ کی جمع ہے اور اُخریٰ مؤنث ہے آخر کی آخر بروزن اَفْعَلُ اسم تفضیل ہے کیونکہ اس کا معنی اصل میں زیادہ پیچھے ہٹنے والا تھا لیکن اب غیر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جب آخر اسم تفضیل ہے تو اس کی مؤنث کی جمع بھی اسم تفضیل کا صیغہ ہوگا اور اسم تفضیل کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے ۱۔مِن کے ساتھ جیسے زید افضل من عمرو کے ساتھ ۲۔الف لام کے ساتھ جیسے زید الافضل ۳۔اضافت کے ساتھ جیسے زید افضل القوم۔لیکن لفظ اُخَر ان میں سے کسی ایک کے ساتھ مستعمل نہیں ہے تو معلوم ہوا اُخَر یا الاُخر یا اُخر من یا اُخر القوم میں سے کسی ایک سے معدول ہے تو معدول عنہ کے وجود پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ دوسری دلیل موجود ہے۔

البتہ اضافت والی صورت سے معدول ہونا کسی کے ہاں درست نہیں ہے کیونکہ مضاف الیہ مذکور نہیں ہے اور محذوف بھی نہیں کہا جاسکتا اس لئے کہ مضاف الیہ کے محذوف ہونے کی تین صورتیں ہیں یا تو اس کے عوض مضاف پر تنوین آتی ہے جیسے یومئذٍ یا مضاف مبنی برضم ہوتا ہے جیسے قبلُ یا مضاف کا تکرار ہوتا ہے جیسے یا تیم تیم عدی تو یہاں تینوں صورتوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں تو معلوم ہوا اس سے معدول نہیں بلکہ بقیہ دو قسموں سے معدول ہے (الاُخَرُ، اُخَرَ مِنَ الْقَوْمِ)۔

عدل تحقیقی کی چوتھی مثال جُمَعُ ہے یہ معدول ہے جماعیٰ یا جماعاوات یا جُمْعٌ سے۔اوراس کے معدول عنہ کے وجود پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ دلیل یہ ہے کہ جُمَعَ یہ جمع ہے جَمْعَاءُ کی اور جَمْعَاءُ اَجْمَعُ کا مؤنث ہے۔فعلاء افعل کی دو قسمیں ہیں ۱۔فَعْلاءاَفْعَلْ اسمی ۲۔فعلاء افعل وصفی۔فَعْلا اَفعلُ کا معنی ہے کہ اسم تفضیل کا وہ صیغہ جس کی مؤنث فَعْلاءُ کے وزن پر آئے۔قاعدہ ہے کہ فَعْلاء اَفْعل اگر اسمی ہو تو اس کی جمع فَعَالیٰ یافَعْلاوَات آتی ہے اور اگر فَعْلاء اَفْعَلُ وصفی ہو تو اس کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے۔ اول کی مثال صحراء جمع صحاریٰ یا صحراوات اور ثانی کی مثال حمراء کی جمع حُمْرٌ لہٰذا جُمَعَ اگر فعلاء افعل اسمی کی جمع ہے تو جماعیٰ یا جماعاوات آتی اور اگر فعلا افعل وصفی ہے تو اس کی جمع جُمْعٌ آتی چونکہ ان میں سے کسی ایک کے وزن پر نہیں ہے تو معلوم ہوا ان میں سے کسی ایک سے معدول ہے۔

**اَمَّا الْوَصْفُ فَلا يَجْتَمِعُ مَعَ الْعَلَمِيَّةِ اَصْلاً [1] وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ وَصْفًا فِيْ اَصْلِ الْوَضْعِ [2] فَاَسْوَدُ وَاَرْقَمُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَاِنْ صَارَا اِسْمَيْنِ لِلْحَيَّةِ لِاَصَالَتِهِمَا فِي الْوَصْفِيَّةِ [3] وَاَرْبَعٌ فِيْ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ مَعَ اَنَّهٗ صِفَةٌ وَوَزْنُ الْفِعْلِ لِعَدَمِ الْاَصَالَةِ فِي الْوَصْفِيَّةِ [4]۔**

**ترجمۃ:** لیکن وصف پس وہ علمیت کے ساتھ بالکل جمع نہیں ہوسکتی اور اس کی شرط یہ ہے کہ اصل وضع میں وصف ہو پس اسود

نحوی ترکیب: (۱) اما تفصیلیہ الوصف مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ لا یجتمع الخ خبر متضمن معنی جزاء جملہ اسمیہ خبریہ ہوا اصلاً بمعنی ابداً مفعول فیہ لا یجتمع کا۔

(۲) واؤ استنافیہ شرطہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقصہ ھو ضمیر مستتر اسم وصفا موصوف فی جار اصل الوضع مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر خبر، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر مبتداء شرطہٗ کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اور ارقم غیر منصرف ہیں اگر چہ وہ دونوں سانپ کے نام ہو گئے بوجہ ان دونوں کے وصفیّۃ میں اصل ہونے کے۔ اور اربع کا لفظ ''مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ'' والے جملہ میں منصرف ہے باوجودیکہ وہ صفت اور وزن فعل ہے بوجہ وصفیّۃ میں اصل نہ ہونے کے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** یہ عبارت پانچ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ وصف کا لغوی اور اصطلاحی معنی ۲۔ وصف کی تقسیم اور ہر قسم کی تعریف۔ (یہ دونوں بحثیں مذکورہ عبارت کے ضمن سے سمجھی جاتی ہیں) ۳۔ فائدۂ مہمّۃ (فَلَا يَجْتَمِعُ ...... اَصْلًا) ۴۔ غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (وَشَرْطُهُ ...... الوضع) ۵۔ امثلہ سے توضیح (فَاَسْوَدُ ...... فِي الْوَصْفِيَّةِ)

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الوصف:** لغت میں لفظ وصف کی دو حیثیتیں ہیں ۱۔ مصدر بمعنی بیان کرنا ۲۔ اسم جامد بمعنی اچھائی۔ اور اصطلاح میں وصف کے دو معنی ہیں ایک وصف وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو متبوع میں پایا جاتا ہے یا اس کے متعلق میں پایا جاتا ہے جیسے رَجُلٌ عَالِمٌ، رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوهُ اور دوسرا معنی وصف وہ اسم ہے جو ذات مبہمہ پر دلالت کرے اور اس میں کسی نہ کسی صفت کا اعتبار ہو۔ جیسے احمر۔ اسود وغیرہ۔ اس جگہ وصف کا ثانی معنی مراد ہے۔

**البحث الثانی فی تقسیم الوصف مع تعریف کل قسم:** جب اس جگہ وصف بمعنی ثانی مراد ہے تو اس کی ابتداءً دو قسمیں ہیں ۱۔ وصف اصلی ۲۔ وصف عارضی۔ وصف اصلی وہ ہے کہ واضع نے اسکو وصفی معنی کیلئے وضع کیا ہو جیسے احمر و اَبْيَض۔ اور وصف عارضی وہ ہے جس کو واضع نے وصفی معنی کیلئے وضع نہ کیا ہو لیکن جب وہ کلمہ استعمال میں آیا تو وصفی معنی دینے لگا۔ جیسے ''اَرْبَعٌ'' کا لفظ ''مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ'' والے جملہ میں وصف اصلی کی پھر دو قسمیں ہیں ۱۔ واضع نے کلمہ کو وصفی معنی کیلئے وضع کیا ہو اور بعد میں جب استعمال میں آیا تو بھی وصفی معنی میں رہا جیسے اَبْيَضُ اور اَحْمَرُ ۲۔ واضع نے کلمہ کو وصفی معنی کیلئے وضع کیا ہو لیکن استعمال میں اسکے افراد میں سے کسی ایک فرد کے ساتھ خاص ہو گیا اور اس کو غلبہ کہتے ہیں۔ جیسے اسود اور ارقم یہ واضع نے ہر سیاہ اور چتکبری چیز کیلئے وضع کیا لیکن پھر سیاہ اور چتکبرے سانپ کے ساتھ خاص ہو گیا۔

**البحث الثالث فی فائدة مهمّة** (فَلَا يَجْتَمِعُ ...... اَصْلًا): اس عبارت میں ایک فائدہ ذکر کیا گیا ہے کہ علمیت اور وصف جمع نہیں ہو سکتیں یعنی ایسا کلمہ کہ اس میں ایک سبب علم ہو اور دوسرا وصف ہو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ علم ذات معین پر دلالت کرتا ہے اور وصف ذات مبہم پر دلالت کرتی ہے اور مبہم معین ایک دوسرے کی ضدیں ہیں ایک ضد دوسری ضد کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اسی لئے مصنف نے کہا فلا يجتمع الخ۔

**البحث الرابع فی شرائطه** (وَشَرْطُهُ ...... الوَضْعِ): اس عبارت میں وصف کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے

---

(۳) فاسود و ارقم معطوف معطوف علیہ ملکر مبتداء غیر منصرف مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر دال پر جزاء مقدم واؤ زائدۃ ان شرطیہ وصلیہ صار افعل ناقص الف علامت تثنیہ اسم صار کا اسمین موصوف للحیۃ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنین ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر خبر۔ لام جارہ اصالۃ مضاف ھما ضمیر مضاف الیہ فی الوصفیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق صار، افعل ناقص اپنے اسم وخبر اور متعلق سے ملکر شرط، جزاء محذوف یا فاسود الخ دال بر جزاء کی شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) اربع موصوف فی مررت الخ ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء منصرف خبر مع مضاف اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسم صفتہ معطوف علیہ وزن الفعل معطوف، معطوف علیہ معطوف سے ملکر ان کی خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد مضاف الیہ مع کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ منصرف کا، لعدم الاصالۃ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق منصرف کے منصرف اپنے مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کی شرط کو بیان کیا گیا ہے کہ وصف کلمہ کو غیر منصرف بنانے میں مؤثر اس وقت ہوگی جب وہ اصل وضع میں وصف ہو یعنی واضع نے اس کلمہ کو ایسے معنی کیلئے وضع کیا ہو جس میں وصفیت ہو بعد میں وہ معنی رہے یا نہ رہے لہٰذا اگر کوئی ایسا کلمہ ہے کہ وصفی معنی اس کو عارض ہوا ہے وضع میں داخل نہ تھا تو وہ غیر منصرف نہ ہوگا اور اشتراط کا سبب بھی یہی ہے۔ باقی شرط لگانے کی وجہ یہ ہے کہ وصف سبب کمزور ہے اور کمزور سبب کلمہ کو غیر منصرف نہیں بنا تا تو اسکو قوی کرنے کیلئے شرط لگادی کہ اصل وضع میں وصف ہو۔

## البحث الخامس فی التوضیح بالامثلة اجتماعاً واحترازاً (فَاَسْوَدُ ... فِي الْوَصْفِيَّةِ):

اس عبارت کے دو حصے ہیں پہلا حصہ فاسود سے لیکر فی الوصفیة تک ہے ... سرا حصہ ''واربع'' سے لیکر ''لعدم الاصالة فی الوصفیة'' تک ہے پہلے حصہ میں وصف کی وجودی شرط پر تفریع ہے اور امثلہ سے وضاحت ہے۔ اور دوسرے حصہ میں عدمی شرط پر تفریع ہے۔

اول حصہ کا مطلب یہ ہے کہ جب یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ وصف کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرط یہ کہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو تو اسود (سیاہ سانپ) اور ارقم (چتکبر سانپ) غیر منصرف ہونگے کیونکہ یہ دونوں اسم اصل وضع کے اعتبار سے ذات مبہمہ پر دلالت کرتے ہیں۔ اگر چہ استعمال میں سیاہ سانپ اور چتکبرے سانپ کے ساتھ خاص ہو گئے ہیں اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لہٰذا اسود اور ارقم میں ایک سبب وزن فعل اور دوسرا سبب وصف اصلی ہونے کے باعث غیر منصرف ہونگے۔

دوسرے حصہ کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ وصف کے سبب بننے کیلئے یہ شرط ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار سے وصف ہو نہ کہ وصف عارضی لہٰذا وصف اصلی نہ ہونے کی وجہ سے اربع کا لفظ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ والے جملہ میں منصرف ہے حالانکہ اس کو غیر منصرف ہونا چاہیے جبکہ منصرف ہے وجہ یہ ہے کہ اربع کا لفظ اصل وضع میں اس معدود کیلئے وضع کیا گیا ہے جو کہ تین سے اوپر اور پانچ سے نیچے ہے اور یہ کامل عدد ہے اور اس میں وصفی معنی بالکل نہیں ہے لیکن جب یہ مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ والے جملہ میں استعمال ہوا تو صفتی معنی دینے لگا اور ترکیبی لحاظ سے یہ نسوة کی صفت ہے (یعنی میں گذرا ایسی عورتوں کے پاس جو چار کی وصف کے ساتھ موصوف تھیں) تو وصفی معنی استعمال کے عارض آنے کی وجہ سے پیدا ہو گیا تو شرط کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی سبب باقی رہ گیا جو کلمہ استعمال کو غیر منصرف نہیں بنا سکتا لہٰذا منصرف ہی ہوگا۔

اَمَّا التَّانِيْثُ بِالتَّاءِ فَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ عَلَمًا[1] كَطَلْحَةَ وَكَذَالِكَ الْمَعْنَوِيُّ[2] ثُمَّ الْمَعْنَوِيُّ اِنْ كَانَ ثُلَاثِيًّا سَاكِنَ الْاَوْسَطِ غَيْرَ اَعْجَمِيٍّ يَجُوْزُ صَرْفُهُ وَتَرْكُهُ لِاَجْلِ الْخِفَّةِ وَوُجُوْدِ السَّبَبَيْنِ كَهِنْدٍ وَاِلَّا يَجِبُ مَنْعُهُ[3] كَزَيْنَبَ وَسَقَرَ وَمَاهَ وَجُوْرَ. وَالتَّانِيْثُ بِالْاَلِفِ الْمَقْصُوْرَةِ كَحُبْلٰى وَالْمَمْدُوْدَةِ كَحَمْرَاءَ مُمْتَنِعٌ صَرْفُهُمَا اَلْبَتَّةَ لِاَنَّ الْاَلِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ اَلتَّانِيْثِ وَلُزُوْمِهٖ[4]

---

نحوی ترکیب (۱) اما حرف شرط التانیث موصوف بالتاء جار مجرور ظرف مستقر متعلق الحاصل محذوف کے جو کہ صفت ہے موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتدا متضمن معنی شرط فاء جزائیہ شرط مضاف ضمیر مضاف الیہ ملکر مبتدا ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقص ضمیر اسم یکون، علما خبر یکون اسم خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ خبریہ ہو کر متضمن معنی جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) کذالک جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم المعنوی مبتدا مؤخر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**ترجمة:** لیکن تانیث بالتاء پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علَم ہو جیسے طلحۃ اور اسی طرح معنوی ہے پھر معنوی اگر ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی ہے تو اس کا منصرف اور غیر منصرف پڑھنا جائز ہے بوجہ خفیف ہونے کے اور دو سبب کے موجود ہونے کے جیسے ھند اور اگر (ثلاثی ساکن الاوسط غیر عجمی) نہیں تو اس کا غیر منصرف ہونا واجب ہوگا جیسے زینب اور سقر اور ماہ اور جور اور وہ تانیث جو الف مقصورہ سے حاصل ہونی والی ہے جیسے حبلیٰ اور ممدودہ سے جیسے حمرآء ان کا ہر حال میں منصرف پڑھنا ممتنع ہے اس لئے کہ الف دو سببوں کے قائمقام ہے ایک تانیث دوسرا اس کا لزوم۔

**خُلاصَةُ المَباحِث:** اس عبارت میں غیر منصرف کے تیسرے سبب تانیث کی تفصیل کو بیان کیا جارہا ہے۔ یہ عبارت چار ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔تانیث کی تعریف ۲۔تانیث کی اقسام اور ہر قسم کی توضیح بالامثلہ (یہ دونوں بحثیں مذکورہ عبارۃ سے اشارۃً معلوم ہوتی ہیں) ۳۔غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (فَشرطُهٗ اَنْ يَكُوْنَ ...... جُورَ) ۴۔تانیث کی ان اقسام کی تعیین جو بلا شرط مؤثر اور ایک سبب دو کے قائمقام ہیں (وَالتَّانِيْثُ بِالْاَلِفِ......وَلُزُوْمُهٗ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف التانیث:** تانیث کا لفظ تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی مؤنث ہونا اور نحویوں کی اصطلاح میں تانیث وہ اسم ہے جو مؤنث ہونے کی علامت پر مشتمل ہو یا جس میں تانیث کی علامت پائی جائے اور تانیث کی چار علامتیں ہیں ۱۔تاء ملفوظہ جو زبان سے ادا کی جائے جیسے طلحۃ ۲۔تاء مقدرہ جو زبان سے ادا نہ ہو بلکہ عقل سے سمجھی جائے جیسے ارض بدلیل اُرَیْضَۃٌ ۳۔الف ممدودہ وہ الف جس پر مَدّ ہو اور اس کے بعد ہمزہ ہو جیسے حمرآء ۴۔الف مقصورہ وہ الف ہے جو کلمہ کے آخر میں ہو اور بغیر مَدّ اور ہمزہ کے ہو جیسے حُبْلیٰ۔

**البحث الثانی فی بیان اقسامه مع توضیح کل قسم بالامثلة:** تانیث کی ابتداء دو قسمیں ہیں ایک وہ تانیث ہے جو تاء سے حاصل ہو اور دوسری جو بغیر تاء کے ہو پھر ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں تو کل چار اقسام ہوگئیں

---

(۳) ثم عاطفہ المعنوی مبتداء ان شرطیہ کان فعل ناقصہ ھو ضمیر اسم ثلاثیا موصوف ساکن الاوسط مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اول غیر اعجمی مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر کان اپنے اسم و خبر سے ملکر شرط۔ یجوز فعل مضارع معلوم صرفہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ترکہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل لام جارہ اجل مضاف الخفۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ وجود السببین مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الا مرکبہ از اِنْ لَمْ يَكُنْ ثَلَاثِيًا الخ جملہ شرط یجب فعل مضارع معلوم منعہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتداء المعنوی اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) التانیث موصوف باء جار الالف موصوف المقصورۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الممدودۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الحاصل کے جو کہ صفۃ ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء، ممتنع صیغہ صفت اسم فاعل صرفھما مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل البتۃ مفعول مطلق فعل بت محذوف کا۔ لام جار ان حرف مشبہ بالفعل الالف اسم ہوا اَنّ کا قائم صیغہ صفت اسم فاعل ھو ضمیر فاعل مقام مضاف السببین مبدل منہ التانیث معطوف علیہ واؤ عاطفہ لزومہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مضاف الیہ مقام مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، قائم اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر، اَنّ اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ممتنع کے، ممتنع اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے)

ا۔ تانیث جو تاء ملفوظ سے حاصل ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں ایک تاء متحرکہ یہ اسم میں ہے جیسے طلحۃ اور دوسری تاء ساکنہ کے ساتھ جیسے ضَرَبَتْ یہ فعل کے ساتھ مختص ہے۔ ۲۔ تانیث جو تاء مقدرہ سے حاصل ہو اس کو تانیث معنوی کہتے ہیں جبکہ اول قسم کو تانیث لفظی کہا جاتا ہے جیسے اَرْضٌ بِدَلِیْلِ اُرَیْضَۃٍ۔ وہ تانیث جو بغیر تاء کے ہو اس کی بھی دو قسمیں ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔ ۳۔ تانیث جو الف ممدودہ سے حاصل ہو جیسے حمراء ۴۔ تانیث جو الف مقصورہ سے حاصل ہو جیسے حبلیٰ۔

اس تفصیل کے مطابق تانیث کی پانچ اقسام بن گئیں: ا۔ تاء ملفوظہ متحرکہ سے حاصل ہونے والی ۲۔ تاء ملفوظہ ساکنہ سے حاصل ہونے والی ۳۔ تاء مقدرہ سے حاصل ہونے والی (تانیث معنوی) ۴۔ الف ممدود سے حاصل ہونے والی ۵۔ الف مقصورہ سے حاصل ہونے والی۔ چونکہ تاء ملفوظہ ساکنہ سے حاصل ہونے والی تانیث فعل میں پائی جاتی ہے اور اسم میں اس کو دخل نہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ تانیث کی چار اقسام ہیں۔

**البحث الثالث فی بیان شرائطه** (فَشَرْطُهُ اَنْ یَکُوْنَ ...... وَجُوْزَ): اس عبارت سے مصنفؒ نے تانیث کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط کو ذکر کیا ہے۔ چونکہ تانیث کی ماقبل کی تفصیل کے مطابق چار قسمیں ہیں ان میں سے دو قسمیں ا۔ الف ممدودہ سے حاصل ہونے والی اور ۲۔ الف مقصورہ سے حاصل ہونے والی بلا شرط غیر منصرف بنانے میں مؤثر ہیں جس کی تفصیل آئندہ بحث میں آئیگی اس لئے انکا بیان یہاں نہ ہوگا البتہ پہلی دو قسمیں بوجہ کمزور ہونے کے غیر منصرف بنانے میں شرط کے ساتھ مؤثر ہیں ان کو مصنف نے بیان فرمایا ہے۔

چونکہ اول قسم (تانیث بالتاء (لفظی) بنسبت معنوی کے قوی ہے اس لئے مصنف نے صرف ایک شرط لگائی ہے کہ وہ علم ہو خواہ مذکر کا یا مؤنث کا کیونکہ علمیت کی وجہ سے کلمہ تغیر وتبدل سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کو وضع ثانی کا حکم بھی حاصل ہے یعنی علم سے گویا کہ کلمہ کی دوسری وضع ہے اور جس کلمہ کی دو دفعہ وضع ہو جائے تو وہ قوی ہو جاتا ہے جیسے طلحۃ وفاطمۃ اول مذکر کا علم ہے ثانی مؤنث کا علم ہے۔

تانیث کی دوسری قسم تانیث معنوی یہ بنسبت لفظی کے زیادہ کمزور ہے اسکو قوی کرنے کیلئے دو شرطیں ہیں ایک تو علم ہے جس کو مصنف نے وکذالک المعنوی سے بیان کیا ہے اس میں کاف تشبیہ کا ہے اور ذالک اسم اشارہ ہے اس کا مشار الیہ تانیث بالتاء ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح تانیث لفظی میں علم تاثیر کیلئے شرط ہے اسی طرح تانیث معنوی میں بھی شرط ہے اور یہ تشبیہ غیر منصرف کے وجوب میں نہیں ہے بلکہ علم کے شرط ہونے میں ہے۔ اس شرط کی بناء پر تانیث معنوی میں اتنی قوت پیدا ہوگئی کہ اس کو غیر منصرف پڑھ سکتے ہیں اور منصرف بھی پڑھ سکتے ہیں غیر منصرف پڑھنا اس لئے جائز ہے کہ اس میں دو سبب علمیت اور تانیث پائے گئے ہیں جس کو مصنف نے کہا لوجود السببین اور منصرف پڑھنا اس لئے جائز ہے کہ اسمیں علمیت کے شرط ہونے کے باوجود خفت باقی ہے جس کو مصنفؒ نے لاجل الخفۃ کہا ہے لیکن غیر منصرف کے وجوب کیلئے مصنف نے ایک اور شرط لگائی جو کہ درحقیقت تین شرطیں ہیں ان میں سے کسی ایک کا موجود ہونا ضروری ہے ا۔ ثلاثی متحرک الاوسط ۲۔ زائد از ثلاثہ ۳۔ اگر ثلاثی ساکن الاوسط ہے تو عجمی ہو۔ اگر علمیت کے ساتھ ساتھ تانیث معنوی میں ان تین میں سے کوئی ایک شرط پائی گئی تو تانیث معنوی کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہے۔ اب ہمیں چار مثالیں چاہئیں، ایک وہ تانیث معنوی جس میں صرف علمیت کے پائے جانے کی بنا پر غیر منصرف پڑھنا جائز ہے جیسے ھند اس میں علمیت ہے لیکن نہ ثلاثی متحرک

الاوسط ہےاور نہ ہی زائد علی الثلاثۃ ہےاور نہ ہی عجمی ہے۔

دوسری تین مثالیں ا۔ثلاثی متحرک الاوسط جیسے سَقَرَ (دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے) ۲۔زائد از ثلاثی یعنی تین حرفوں سے زائد ہو جیسے زَیْنَبُ یہ مؤنث معنوی ہے علمیت کے ساتھ دوسری شرط زائد علی الثلاثۃ ہونا پائی جاتی ہے۔ ۳۔ماہ اور جور۔یہ مؤنث معنوی ہیں اور دو شہروں کے نام ہیں ان میں علمیت کے ساتھ دوسری شرط عجمی ہونا ہے اس لئے ان کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہوگا۔

## البحث الرابع فی بیان قسمه الذی مؤثر فی منعه بلا شرط (وَالتَّانِیْثُ بِالْاَلِفِ ...... وَلُزُوْمُهُ):

اس عبارت میں مصنف نے تانیث کی ان دوقسموں کو بیان کیا ہے جو کلمہ کو غیر منصرف بنانے میں بلاشرط مؤثر ہیں اور ایک سبب قائمقام دو کے ہیں۔ ا۔وہ تانیث جو الف ممدودہ سے حاصل ہو ۲۔وہ تانیث جو الف مقصورہ سے حاصل ہونے والی ہو۔ لِاَنَّ الْاَلِفَ الخ سے مصنفؒ نے اس کی دلیل بیان کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں قسمیں بلاشرط کلمہ کو غیر منصرف بنانے میں مؤثر ہیں کیونکہ قوی ہیں بوجہ الف کے آخر میں آنے کے حذف سے محفوظ ہو گئے اور ایک سبب دو کے قائمقام اس لئے ہیں کہ اگر چہ یہ دونوں میں بظاہر ایک سبب تانیث دکھائی دیتا ہے لیکن پھر بھی غیر منصرف ہیں اس لئے کہ تانیث بالالف دوسببوں کے قائمقام ہوتی ہے ایک تانیث کی وجہ سے دوسرا تانیث بالالف کلمہ کو لازم ہونے کے سبب کیونکہ الف کلمہ کی وضع میں داخل ہے حبلیٰ کو حُبْلٌ اور حَمْرآءُ کو حُمْرٌ نہیں کہا جاتا۔

اَمَّا الْمَعْرِفَةُ فَلَا يُعْتَبَرُ فِي مَنْعِ الصَّرْفِ مِنْهَا اِلَّا الْعَلَمِيَّةُ[1] وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ[2].

**ترجمة:** لیکن معرفہ پس اس سے منع صرف میں علمیت کے سوا کوئی چیز معتبر نہیں ہوتی اور وہ معرفہ وصف کے علاوہ کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** مذکورہ عبارت میں غیر منصرف کے اسبابِ تسعہ میں سے چوتھا سبب معرفہ کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔ یہ عبارت چار ابحاث پر مشتمل ہے ا۔معرفہ کی تعریف ۲۔معرفہ کی اقسام کی تحقیق (یہ دونوں بحثیں مذکورہ عبارت کے ضمن سے سمجھی جاتی ہیں) ۳۔غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرط (فَلَا يُعْتَبَرُ......اَلْعَلَمِيَّةُ) ۴۔فائدۂ مہمّۃ (وَتَجْتَمِعُ......اَلْوَصْفِ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف المعرفة:** لغت میں معرفہ اگر اسم جامد ہو تو معنی ''پہچان'' ہوگا اور اگر مصدر ہو تو معنی پہچان کرانا۔ اور اصطلاح میں نکرہ کی ضد ہے یعنی وہ اسم جو ذات معین کیلئے وضع کیا گیا ہو لیکن اس جگہ معرفہ سے یہ معنی مراد نہیں بلکہ معرفہ سے مراد تعریف ہے یعنی کسی اسم کا معرفہ ہونا کیونکہ غیر منصرف کے جتنے اسباب ہیں ان میں مصدری معنی پایا جاتا ہے جیسے تانیث کا معنی مؤنث ہونا وغیرہ لہٰذا معرفہ سے مراد اس جگہ تعریف یعنی کسی اسم کا معرفہ ہونا یعنی ذات معین پر دلالت کرنے والا ہونا۔ البتہ

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف شرط المعرفۃ مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ لایعتبر فعل مضارع مجہول فی جار منع الصرف مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لایعتبر، منہا جار مجرور ظرف لغو متعلق لایعتبر الّا استثنائیہ العلمیۃ مستثنیٰ مفرغ نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل ومتعلقات سے ملکر خبر قائمقام جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) واؤ استئنافیہ تجتمع فعل مضارع معلوم ھی ضمیر راجع بسوئے المعرفۃ فاعل مع ظرف مضاف غیر الوصف مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ فعل مضارع اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ ظفر۔

وہ معرفہ جونکرہ کی ضد ہے اس کی کئی اقسام ہیں اسی طرح اس اسم کی جو معرفہ ہوتا ہے کئی اقسام ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

**البحث الثانی فی تحقیق اقسام المعرفة:** معرفہ کی ایک اعتبار سے چھ اقسام ہیں اور ایک اعتبار سے سات ہیں اگر اسماء اشارات اور اسماء موصولات کو الگ الگ قسم اعتبار کریں تو کل سات اقسام بنتی ہیں جیسا کہ بعض نحوی سات اقسام کہتے ہیں اور اگر ان مذکورہ بالا دونوں قسموں کو مبھمات کے عنوان سے ایک قسم شمار کی جائے جیسا کہ مصنفؒ نے آگے ''الخاتمه فی سائر الاسم الخ'' کے تحت ذکر کیا ہے تو کل چھ قسمیں ہیں بہرحال یہ نزاع لفظی ہے۔ وہ اقسام حسب ذیل ہیں: ۱۔مضمرات ۲۔اعلام ۳۔مبھمات (اسم اشارہ، اسم موصول) ۴۔معرّف باللام ۵۔وہ اسم جو مضاف ہو ان میں سے ہر ایک کی طرف ۶۔معرفہ بالنداء۔ (پوری تفصیل الباب الثانی فی المبنی میں مذکور ہوگی)

**البحث الثالث فی بیان شرائطه** (فَلا يُعْتَبَرُ ......اَلْعَلَمِيَّةُ): معرفہ کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی ایک شرط ہے کہ علَم ہو بقیہ کوئی قسم معرفہ کی غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی جس کی تفصیل کا سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان اقسام میں سے صرف ایک قسم اعلام (یعنی وہ اسم جو علَم سے معرفہ ہوتا ہے) غیر منصرف کا سبب بنے گا بقیہ پانچ اقسام غیر منصرف کا سبب نہ ہونگی کیونکہ مضمرات، اسماء اشارات اور اسماء موصولات یہ مبنی ہیں اور مبنی معرب کی ضد ہے اور غیر منصرف معرب کی قسم ہے تو مبنی غیر منصرف کی ضد ہوئی اور ضد غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی اسی طرح معرف باللام اور وہ اسم جو انکی طرف مضاف ہے غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتے کیونکہ یہ غیر منصرف کو منصرف بنا دیتے ہیں یا غیر منصرف کے حکم میں کر دیتے ہیں لہٰذا جو غیر منصرف کو منصرف بنا دے یا غیر منصرف کو منصرف کے حکم میں کر دے وہ غیر منصرف کا سبب کیسے بن سکتا ہے۔

معرفہ بالنداء کی چار قسمیں ہیں ۱۔منادیٰ مفرد معرفہ ۲۔منادیٰ مضاف ۳۔منادیٰ شبہ مضاف ۴۔نکرہ غیر معین۔ پہلی قسم مبنی ہونے کی وجہ سے غیر منصرف کی ضد ہے اور ضد غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی اور دوسری قسم اور تیسری قسم غیر منصرف کو منصرف بنا دیتی ہے یا منصرف کے حکم میں کر دیتی ہے لہٰذا وہ بھی سبب نہیں بن سکتی اور چوتھی قسم نکرہ ہے اور غیر منصرف معرفہ ہوتا ہے تو یہ بھی غیر منصرف کی ضد ہوئی۔

خلاصۃ المرام یہ کہ معرفہ کی سات اقسام میں سے صرف ایک قسم جو کہ اعلام ہے غیر منصرف کا سبب بن سکتی ہے باقی نہیں بن سکتیں کمامرّ۔

**فائده:** سوال: جب ایک ہی قسم غیر منصرف کا سبب بن سکتی ہے جو کہ علمیت ہے تو مصنف کو چاہیے تھا کہ اختصار کرتے ہوئے اما العلمیۃ کہتے تا کہ کلام مختصر ہو جاتی۔

جواب یہ ہے کہ غیر منصرف کا ہر سبب اپنے غیر کی فرع ہے جیسے عدل معدول عنہ کی فرع ہے اور وصف موصوف کی فرع ہے الخ اگر علمیت کہتے تو فرعیت معلوم نہ ہوتی کیونکہ معرفہ تو نکرہ کی فرع ہے لیکن علمیت کا فرع ہونا معلوم نہ ہوتا اس لئے اما المعرفۃ کہکر علمیت کی شرط لگادی تا کہ فرعیت بھی معلوم ہو جائے اور بقیہ اقسام بھی خارج ہو جائیں۔

**البحث الرابع فی بیان فائدة مهمّة** (وَتَجْتَمِعُ ......الْوَصْفِ): اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ علمیت وصف کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اس کے ماسوا کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ یعنی ایسا کلمہ غیر منصرف جس کا ایک سبب علم ہو اور

دوسرا وصف یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ علم ذات معین پر دلالت کرتا ہے بخلاف وصف کے وہ ذات مبہمہ پر دلالت کرتی ہے اور معین و مبہم ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور ایک ضد دوسری ضد کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی۔

اَمَّا الْعُجْمَةُ فَشَرْطُهَا اَنْ تَكُوْنَ عَلَمًا فِي الْعُجْمَةِ وَزَائِدَةً عَلٰى ثَلٰثَةِ اَحْرُفٍ كَاِبْرَاهِيْمَ اَوْثُلَاثِيًّا مُتَحَرِّكَ الْاَوْسَطِ كَشَتَرَ[1] فَلِجَامٌ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِيَّةِ وَنُوْحٌ مُنْصَرِفٌ لِسُكُوْنِ الْاَوْسَطِ[2]۔

**ترجمہ:** لیکن عجمہ پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ عجمہ میں علم ہو (یعنی لغتِ عجم میں) اور تین حرفوں پر زائد ہو جیسے ابراہیم یا ثلاثی متحرک الاوسط ہو جیسے شتر پس لجام منصرف ہے علمیت کے نہ ہونے کی وجہ سے اور نوح ساکن الاوسط ہونے کی وجہ سے منصرف ہے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** عجمہ غیر منصرف کا پانچواں سبب ہے اس کی تفصیل تین بحثوں پر مشتمل ہے: ا۔ عجمہ کی تعریف ۲۔ عجمہ کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (فَشَرْطُهَا ...... كَشَتَرَ) ۳۔ امثلہ سے وضاحت احترازاً و اجتماعاً (فَلِجَامٌ ...... اَلْاَوْسَطِ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف العجمة:** عجمہ کا لغوی معنی گونگا ہونا اور اصطلاحِ نحاۃ میں کسی اسم کا ان اسماء سے ہونا جن کو غیر عرب نے وضع کیا ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عجمہ اسم ہوگا اور اسکا واضع غیر عربی ہوگا۔

**البحث الثانی فی بیان شرائط تاثیره** (فَشَرْطُهَا ...... كَشَتَرَ): اس عبارت میں مصنفؒ نے عجمہ کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط بیان کی ہیں یعنی عجمہ غیر منصرف کا سبب اس وقت بنے گا جب اس میں دو شرطیں پائی جائیں گی اول یہ ہے کہ وہ لغت عجم میں کسی کا علم ہو خواہ حقیقۃً علم ہو جیسے ابراہیم یہ بغیر تبدیلی لغت عرب سے عجم میں منتقل ہوا یا حکماً علم ہو یعنی عجم میں علم نہیں تھا لیکن عربی لغت میں آنے سے قبل علم بن جائے جیسے قالون کا لفظ عجم کی لغت میں ہر جید چیز پر بولتے تھے لیکن بعد میں عربی زبان میں منتقل ہونے سے پہلے ہی علم بن گیا اور قراء میں سے ایک قاری کا علم بن گیا۔

**فائدہ:** یہ شرط اس لئے لگائی کیونکہ جب ایک کلمہ دوسری زبان میں استعمال ہوتا ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی تبدیلی ہوتی ہے کیونکہ جب کلمہ ایک زبان سے دوسری زبان میں استعمال ہوتا ہے تو وہ کلمہ ثقیل ہوتا ہے اور ثقل کی وجہ سے کلمہ میں تبدیلی ہوتی ہے اور جس میں تبدیلی ہو وہ کمزور ہوتا ہے اور کمزور سبب کلمہ کو غیر منصرف نہیں بناتا تو اس کو قوی کرنے کیلئے شرائط لگائی جاتی ہیں لہٰذا عجمہ میں علم کی شرط لگائی اس کی وجہ سے کلمہ میں دو طرح کی قوت آتی ہے ایک تو علم کو وضع ثانی کا حکم حاصل ہے اور دوسرا کلمہ علم ہونے کی وجہ سے تغیر و تبدل سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) امّا حرف شرط العجمۃ مرفوع مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ شرطھا مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ تکون فعل ناقص ھی ضمیر اسم علما موصوف فی العجمۃ جار مجرور متعلق کائنا صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ زائدۃ موصوف علی ثلاثۃ احرف جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے جوکہ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ ثلاثیا موصوف متحرک الاوسط مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر خبر تکون کی، تکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر متضمن معنی جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) فاء تفریعیہ لجام مبتداء منصرف صیغہ صفت لام جار عدم العلمیۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق منصرف کے جوکہ خبر ہے مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ نوح مبتداء منصرف لسکون الاوسط بشرح السابق خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

دوسری شرط جو کہ درحقیقت دو شرطیں ہیں ان میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے ایک یہ کہ وہ کلمہ علم ہونے کے ساتھ ساتھ تین حرفوں سے زائد ہو یا دوسری یہ کہ اگر تین حرفوں والا ہے تو درمیان والا متحرک ہو جیسے شَتَرَ (دیار بکر میں ایک قلعہ کا نام ہے)

**البحث الثالث فی بیان الامثلة احترازاً واجتماعاً** (فَلِجَامٌ ......الْاَوْسَطِ): اس بحث میں عجمہ کی احترازی اور اجتماعی امثلہ سے وضاحت مطلوب ہے چونکہ عجمہ کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی دو شرطیں ہیں اس لئے اجتماعی دو امثلہ ہوں گی۔ پہلی مثال ابراہیم ہے اس میں ایک شرط علمیت ہے دوسری تین حرفوں سے زائد ہونا ہے دوسری مثال شَتَر ہے یہ علم بھی اور ثلاثی متحرک الاوسط ہے۔

اسی طرح احترازی بھی دو مثالیں مصنف نے ذکر کی ہیں ۱۔ لجام یہ منصرف ہے کیونکہ یہ علم عجم میں نہ حقیقۃ ہے اور نہ ہی حکماً ہے بلکہ عجم میں اسم جنس استعمال ہوتا رہا اور عرب میں بھی اسم جنس مستعمل ہے اب اگر کسی کا علم رکھدیا جائے تو منصرف ہوگا۔ "نُوحٌ مُنْصَرِفٌ الخ" سے دوسری شرط پر تفریع اور احترازی مثال ہے کہ نوح جو لغت عجم میں ایک پیغمبر کا نام ہے منصرف ہے کیونکہ دوسری شرط "ثلاثی متحرک الاوسط ہونا ہے" نہیں پائی گئی اور نہ ہی زائد علی الثلاثہ والی شرط پائی گئی ہے لہذا یہ منصرف ہے۔

**فائدہ:** تمام ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے نام غیر منصرف ہیں صرف سات نام منصرف ہیں: ۱۔ محمد ﷺ ۲۔ صالح علیہ السلام ۳۔ شعیب علیہ السلام ۴۔ نوح علیہ السلام ۵۔ لوط علیہ السلام ۶۔ ھود علیہ السلام ۷۔ شیث علیہ السلام۔

**اَمَّا الْجَمْعُ فَشَرْطُهٗ اَنْ يَكُوْنَ عَلٰى صِيْغَةِ مُنْتَهَى الْجُمُوْعِ[1] وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ اَلِفِ الْجَمْعِ حَرْفَانِ كَمَسَاجِدَ اَوْحَرْفٌ مُشَدَّدٌ مِثْلُ دَوَابَّ اَوْ ثَلَاثَةُ اَحْرُفٍ اَوْسَطُهَا سَاكِنٌ[2] غَيْرَ قَابِلٍ لِلْهَاءِ كَمَصَابِيْحَ فَصَيَاقِلَةٌ وَفَرَازِنَةٌ مُنْصَرِفٌ لِقُبُوْلِهِمَا الْهَاءَ[3] وَهُوَ اَيْضًا قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ الْجَمْعِيَّةُ وَلُزُوْمُهَا وَامْتِنَاعُ اَنْ يُجْمَعَ مَرَّةً اُخْرٰى جَمْعَ التَّكْسِيْرِ فَكَاَنَّهٗ جُمِعَ مَرَّتَيْنِ[4].**

**ترجمہ:** لیکن جمع پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کے وزن پر ہو اور وہ یہ ہے کہ الف جمع کے بعد دو حرف ہوں جیسے مساجد یا ایک حرف مشدد جیسے دواب یا تین حرف ہوں کہ درمیانی انکا ساکن ہو۔ دراں حالیکہ وہ ھاء کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مصابیح پس صیاقلۃ اور فرازنۃ منصرف ہیں بوجہ ان کے ھاء کو قبول کرنے کے۔ اور وہ بھی دو سببوں کے قائمقام ہے ایک جمعیت اور دوسرا اس کا لزوم اور ممتنع ہونا اس بات کا کہ وہ دوسری مرتبہ جمع تکسیر بنائی جائے پس گویا کہ وہ دو مرتبہ جمع بنائی گئی۔

**خُلاصَةُ الْمَباحِثِ:** غیر منصرف کے نو اسباب میں سے چھٹا سبب جمع ہے یہ عبارت پانچ ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔ تعریف

---

نحوی ترکیب: (۱) لمّا حرف شرط الجمع مبتداء متضمن معنی الشرط فاء جزائیہ شرطہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقصہ ھو ضمیر۔ ذوالحال علی جار صیغۃ منتہی الجموع مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف کے جو کہ خبر ہے یکون کی غیر قابل للھاء مضاف مضاف الیہ ملکر حال، ذوالحال حال ملکر اسم ہوا یکون کا یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر کے ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر متضمن معنی جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ ھو مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقصہ بعد الف الجمع مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم حرفان معطوف علیہ واؤ عاطفہ حرف مشدد موصوف صفت ملکر معطوف علیہ او عاطفہ ثلاثۃ احرف مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف اوسطھا مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ساکن خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صفت موصوف صفت ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر اسم مؤخر یکون اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

الجمع ۲۔جمع منتہی الجموع کی تعریف اور بناء کا طریق ۳۔غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (فَشَرْطُهُ اَنْ ...... لِلْهَاءِ)
۴۔توضیح بالامثلۃ (فَصَيَاقِلَةٌ ...... اَلْهَاءَ) ۵۔فائدۂ مہمّۃ (وَهُوَ اَيْضًا ...... جُمِعَ مَرَّتَيْنِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الجمع:** غیر منصرف کا چھٹا سبب جمع ہے جمع کا لغوی معنی اکٹھا کرنا اصطلاحی معنی کسی اسم کا بہت سے افراد پر دلالت کرنے والا ہونا اس کے مفرد میں تھوڑی سی تبدیلی کرنے کی وجہ سے۔ جیسے رجل سے رجالٌ۔

**البحث الثانی فی تعریف منتهی الجموع وطریق بنائه** (وَهُوَ اَنْ يَكُوْنَ ...... سَاكِنٌ):
منتہی الجموع کا لغت میں معنی جمعوں کا آخر کیونکہ منتہی انتہاء سے اسم مفعول ہے اور جموع جمع کی جمع ہے۔ اور اصطلاح نحات میں منتہی الجموع وہ جمع ہے جس کے بعد کوئی دوسری جمع تکسیر نہ بنائی جاسکے تو گویا یہ آخری جمع ہے اس کو جمع اقصیٰ بھی کہتے ہیں۔

**منتهی الجموع بنانے کا طریق یا صیغه:** جب کسی کلمہ سے جمع منتہی الجموع بنانا ہو تو پہلے اور دوسرے حرف کو مفتوح کردو اور تیسری جگہ الف جمع کا لاؤ پھر دیکھو اگر ایک حرف ہے تو اس کو مشدّد کردو جیسے دَوَابُّ اور اگر الف کے بعد دو حرف ہیں تو اول کو کسرہ دے دو اور ثانی کو حرکت دے دو جیسے مَسَاجِدُ یہ مسجد کی جمع ہے اور اگر الف جمع کے بعد تین حرف ہوں تو پہلا اور تیسرا متحرک ہو اور اول مکسور اور درمیان والا ساکن کردو جیسے مَصَابِيْحُ یہ جمع ہے مصباح کی بمعنی چراغ۔ اور ثانی کو فتح دیا تیسری جگہ الف لائے باء کو کسرہ دینے کی وجہ سے الف یاء سے بھی بدل گئی مصَابیح ہوگیا۔ (ظفر)۔

**البحث الثالث فی شرائط تاثیره** (فَشَرْطُهُ ...... لِلْهَاءِ): اس عبارت میں جمع کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط کو بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ جمع کمزور ہے اور کمزور سبب غیر منصرف نہیں بنا سکتا اس کو قوی کرنے کیلئے دو شرطیں لگائیں ایک شرط یہ ہے کہ وہ منتہی الجموع کا صیغہ ہو اس کی تفصیل بیان ہو چکی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ جمع ایسی تاء کو قبول نہ کرے جو وقف کی حالت میں ھاء بن جائے اس کو تاء مدوّرہ بھی کہتے ہیں اسی کو بیان کرتے ہوئے مصنفؒ نے فرمایا ''غَيْرَ قَابِلٍ لِلْهَاءِ''۔

**فائده:** یہ شرط اس لئے لگائی کہ اگر اس کے آخر میں اس قسم کی ھاء ہو تو اس جمع کا التباس ہو جائیگا بعض مفردات کے ساتھ جن کے آخر میں ھاء ہوتی ہے تو اس کی جمعیت میں فتور پیدا ہو جائیگا اور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکے گا۔

**البحث الرابع فی التوضیح بالامثلة** (فَصَيَاقِلَةٌ ...... اَلْهَاءِ): چونکہ جمع کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی

---

(۳) فاء تفریعیہ صیاقلۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ فرازنۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتداء منصرف صیغہ صفت لام جار قبول مضاف ھما مضاف الیہ معنی فاعل الھاء مفعول بہ قبول کا مضاف اپنے مضاف الیہ معنیٰ فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصرف کے جو کہ خبر ہے مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء ایضاً مفعول مطلق فعل مقدر آض۔ قائمٌ صیغہ صفت ھو ضمیر فعل مقام السببین مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ الجمعیۃ خبر مبتداء محذوف احدھا واؤ عاطفہ لزومھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ امتناع مضاف ان مصدریہ ناصبہ تجمع فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل مرۃ اخرٰی موصوف صفت ملکر مفعول فیہ جمع التکسیر مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق تجمع کا فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول فیہ و مطلق سے ملکر بتاویل مصدر مضاف الیہ امتناع کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر مبتداء محذوف ثانیھما کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ فاء نتیجیہ کان حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسم جمع مرتین جملہ فعلیہ ہو کر خبر۔ کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (ظفر)

دو شرطیں ہیں لہٰذا جب وہ دونوں شرطیں موجود ہوں گی تو کلمہ غیر منصرف ہوگا مصنفؒ نے اس کی تین مثالیں ذکر کی ہیں ۱۔ دَوَابُّ ۲۔ مَسَاجِدُ ۳۔ مَصَابِيْحُ ان تینوں امثلہ میں ایک شرط منتہی الجموع والی پائی گئی ہے کہ یہ سب منتہی الجموع کے اوزان پر ہیں اور دوسری شرط کہ آخر میں تاء نہ ہو جو حالتِ وقف میں ھاء بن جاتی ہے۔ وہ بھی نہیں ہے لہٰذا یہ سب غیر منصرف کی مثالیں ہیں۔

مصنفؒ نے دوسری شرط کے معدوم ہونے میں کلمہ کو منصرف پڑھنے کی مثال ذکر کی ہے ایک صیاقلۃ دوسرا فرازنۃ، یہ دونوں جمع منتہی الجموع کے اوزان پر ہیں لیکن دوسری شرط کہ تاء مدوّرہ نہ ہو، نہیں پائی جاتی لہٰذا منصرف ہیں اسی کو مصنفؒ نے بیان کیا کہ صیاقلۃ اور فرازنۃ ھاء کو قبول کرنے کی وجہ سے منصرف ہیں۔ باقی پہلی شرط کے معدوم ہونے کی مثال ذکر نہیں کی کیونکہ وہ مشہور تھی جیسے رجال یہ جمع ہے لیکن منتہی الجموع کے وزن پر نہیں ہے البتہ دوسری شرط موجود ہے کہ اسکے آخر میں تاء مدوّرہ نہیں ہے لہٰذا یہ بھی منصرف ہے۔

**البحث الخامس فی فائدۃ مھمّۃ** (وَهُوَ اَيْضًا ...... جُمِعَ مَرَّتَيْنِ) اس عبارت سے مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جس طرح تانیث کے دو الف (ممدودہ، مقصورہ) ایک سبب قائمقام دو سببوں کے ہے اسی طرح جمع منتہی الجموع بھی ایک سبب دو کے قائمقام ہے۔ ایک جمعیت دوسرا لزوم جمع۔ لزوم جمعیت کا مطلب بیان کرتے ہوئے مصنف نے ''وَامْتِنَاعَ اَنْ يُجْمَعَ الخ'' کو بیان کیا ہے کہ وہ اسم جو جمعیت کی بناء پر غیر منصرف ہے ایسا ہو کہ اس کی دوسری مرتبہ جمع تکسیر بنانا ممتنع ہو اور جب جمع تکسیر بنانا ممتنع ہو جائے گا تو اسمیں موجود جمع اس کو لازم ہو جائے گی اس طور پر کہ اب اس کو مفرد فرض کر کے دوبارہ جمع تکسیر نہیں لائیں گے ہاں البتہ جمع صحیح بنانا درست ہے جیسے صواحب کی جمع سالم صواحبات لائی جاتی ہے۔ لیکن اس کی جمع تکسیر دوبارہ نہیں لائی جاتی تو یہ جمع اس کو لازم ہوگئی، اسی کو مصنف نے ''فکانه جُمِعَ مَرَّتَيْنِ'' سے تعبیر کیا یعنی جب جمع منتہی الجموع کی دوبارہ جمع ممتنع ہوگئی تو گویا کہ وہ ایسا اسم ہوگیا کہ دوبارہ جمع بنایا گیا ہے۔

مزید برآں یہ کہ جمع منتہی الجموع میں جمع کا تکرار ہوتا ہے اور یہ تکرار کبھی تو حقیقۃً ہوتا ہے جیسے اکالب یہ جمع ہے اکلب کی اور اکلب کلب (بمعنی کتا) کی جمع ہے اسی طرح اَسَاوِرُ یہ اَسْوِرَةٌ کی جمع ہے اور اَسْوِرَةٌ سِوَارٌ کی جمع ہے بمعنی کنگن اور کبھی حکماً تکرار ہوتا ہے یعنی وہ کلمہ ایسے کلمہ کے وزن پر آتا ہے جس میں جمع کا تکرار ہے جیسے مساجد اکالب کے وزن پر ہے لیکن اس میں حقیقۃً جمع کا تکرار نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب ہر جمع منتہی الجموع میں جمع کا تکرار ہے خواہ حقیقۃً یا حکماً تو ہر ایک جمع بمنزلہ سبب واحد کے ہے لہٰذا ایک سبب دو کے قائمقام ہے۔

**اَمَّا التَّرْكِيْبُ فَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ عَلَمًا بِلَا اِضَافَةٍ وَلَا اِسْنَادٍ كَبَعْلَبَكَّ[1] فَعَبْدُ اللّٰهِ مُنْصَرِفٌ وَمَعْدِيْكَرِبُ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ وَشَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ[2]۔**

**ترجمہ:** لیکن ترکیب پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے علم ہو جیسے بعلبک پس عبداللہ منصرف ہے اور

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف شرط التركيب مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ شرطہ مبتداء ان مصدر یہ یکون فعل ناقصہ ہو ضمیر اسم یکون کا علما موصوف باء جار لا بمعنی غیر مضاف اضافۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا زائدہ اسناد معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ علما کی صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ قائمقام جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

معدیکرب غیر منصرف ہے اور شاب قرنا مبنی ہے۔

**خُلاصَةُ المَبَاحِثِ:** غیر منصرف کا ساتواں سبب ترکیب ہے اس کی تفصیل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ترکیب کی تعریف ۲۔غیر منصرف میں میں مؤثر ہونے کی شرائط (فَشَرْطُهُ ...... اِسْنَادٍ) ۳۔ترکیب کی توضیح امثلہ سے اجتماعاً و احترازاً (فَعَبْدُ اللّٰهِ... مَبنِیٌّ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الترکیب مع التوضیح بالمثال:** ترکیب یہ تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی ملانا جوڑنا اور جوڑنے والے کو مرکِب (اسم فاعل) اور جس کو ملایا یا جوڑا گیا ہوا سے مرکب (اسم مفعول) کہتے ہیں۔نحویوں کی اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ کلموں کو بغیر کسی کلمہ کے جزو بنائے ایک کرنا۔اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ترکیب کم از کم دوکلموں کو ایک کرنے سے حاصل ہوگی دوسرا یہ معلوم ہوا کہ کوئی حرف اس کا جزو نہ ہوگا۔یہ تعریف اس ترکیب کی ہے جوکہ غیر منصرف کا سبب ہے نہ کہ مطلق ترکیب کیونکہ مطلق ترکیب کی تعریف یہ ہے کہ لفظ کی جزء معنی کی جزء پر دلالت کرے یا ایک کلمہ کا دوسرے کلمہ کے ساتھ ملنا۔پھر یہ معنی چھ اقسام پر ہے ۱۔ترکیب اسنادی جیسے زیدٌ قام، قام زید ۲۔ترکیب اضافی جیسے غُلَامُ زَیدٍ ۳۔ترکیب توصیفی جیسے رجلٌ عالمٌ ۴۔ترکیب صوتی جیسے سیبویہ ۵۔ترکیب تعدادی جیسے احدی عشر سے تسعۃ عشر ۶۔ترکیب امتزاجی جیسے بَعْلَبَکَّ

**البحث الثانی فی بیان شرائطہٖ:** ترکیب کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کیلئے ایک لحاظ سے دو شرطیں ہیں ایک عدمی دوسری وجودی اور ایک لحاظ سے تین ہیں ایک وجودی اور دو عدمی وجودی شرط یہ ہے یہ ہے کہ علم ہو۔یہ شرط غیر منصرف میں مؤثر ہونے کیلئے اس وجہ سے لگائی گئی ہے تاکہ ترکیب زوال سے محفوظ رہے کیونکہ جو ترکیب دوکلموں یا زیادہ سے حاصل ہوتی ہے ایک عارضی چیز ہے جو زوال پذیر ہے اور جو زوال پذیر ہو وہ کمزور ہوتی ہے اور کمزور غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی اس کو قوی کرنے کیلئے علمیت کی شرط لگائی اور علمیت کی وجہ سے دو طرح کی قوت آ گئی ایک تو وضع ثانی کے حکم میں ہوگئی دوسرا علمیت تغیر و تبدل سے محفوظ کر دیتی ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ترکیب اضافی نہ ہو جس کو مصنفؒ نے بلا اضافۃ سے بیان کیا ہے یہ شرط اس لئے لگائی کہ اضافت سے غیر منصرف منصرف بن جاتا ہے یا منصرف کے حکم میں ہو جاتا ہے تو اضافت غیر منصرف میں کیونکر مؤثر ہوگی۔

اور تیسری شرط ترکیب اسنادی کا نہ ہونا ہے اس لئے کہ ترکیب اسنادی بغیر علمیت کے سبب نہیں ہوتی اور جب ترکیب اسنادی علم بن جائے تو وہ مبنی بن جاتی ہے اور مبنی غیر منصرف کی ضد ہے تو منع صرف میں مؤثر کیونکر ہو سکتی ہے جب کہ منع صرف معرب کی قسم سے ہے۔

باقی ترکیب توصیفی اضافی کے حکم میں ہے اور ترکیب صوتی اور تعدادی مبنیات میں سے ہیں وہ داخل ہی نہیں کہ ان کو خارج کرنے کیلئے کوئی قید لگائی جائے۔اس تفصیل سے وہ اعتراض بھی رفع ہو گیا جو کہ کہا جاتا ہے کہ مصنف کو ایک اور قید لگانی چاہیے تھی جو مرکب توصیفی اور صوتی وغیرہ کو خارج کر دے۔

---

(۲) فاء تفریعیہ عبداللہ بتاویل ھذا اللفظ مبتداء منصرف خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ معدیکرب مبتداء غیر منصرف جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ شاب قرنا ھا جملہ بتاویل ھذا الترکیب مبتدا مبنی خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ظفر۔

## البحث الثالث فی التوضیح بالامثلۃ احتراز اواجتماعا (فَعَبْدُ اللّٰہِ.....مَبْنِیٌّ):

مصنفؒ نے ترکیب کی تفصیل میں چار امثلہ ذکر کی ہیں چونکہ ترکیب کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی تین شرطیں ہیں ایک علم ہونا، دوسرا اضافت کا نہ ہونا، تیسرا اسناد کا نہ ہونا، تو امثلہ اس غرض میں لکھی ہیں جن میں یہ تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں جیسے بعلبک، معدیکرب ان میں ہر ایک دوکلموں بعل، بک اور معدی، کرب سے مرکب ہیں اور علم ہیں اور اضافت اور اسناد سے بھی خالی ہیں۔ اور یہ دونوں اجتماعی امثلہ ہیں۔ اور دو امثلہ ذکر کی ہیں جن میں دوسری دو شرطیں نہیں پائی جاتیں۔ عبداللہ دوسری شاب قرناھا: اول مثال علم کے ساتھ ساتھ اضافت بھی ہے تو دوسری شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منصرف ہے اور ثانی شرط پر تفریع ہے۔ اور شاب قرناھا میں ترکیب اسنادی ہے اور علم کی وجہ سے مبنی ہے اور مبنی غیر منصرف کی ضد ہونے کے باعث کلمہ کو غیر منصرف پڑھنے سے نکال دیا بلکہ مبنی بنادیا اور یہ تیسری شرط کے نہ پائے جانے پر تفریع ہے۔

اَمَّا الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اِنْ کَانَتَا فِی اِسْمٍ فَشَرْطُهٗ اَنْ یَکُوْنَ عَلَمًا کَعِمْرَانَ وعُثْمَانَ فَسَعْدَانٌ اِسْمُ نَبْتٍ مُنْصَرِفٌ لِعَدَمِ الْعَلَمِیَّةِ[۲] وَاِنْ کَانَتَا فِی صِفَةٍ فَشَرْطُهٗ اَنْ لَا یَکُوْنَ مُؤَنَّثُهٗ عَلٰی فَعْلَانَةٍ کَسَکْرَانَ فَنَدْمَانٌ مُنْصَرِفٌ لِوُجُوْدِ نَدْمَانَةٍ[۳].

**ترجمۃ:** لیکن الف اور نون زائدتان اگر وہ دونوں اسم میں ہوتو اس کی شرط یہ ہے کہ علَم ہو جیسے عمران اور عثمان پس سعدان جو کہ ایک بوٹی کا نام ہے منصرف ہے بوجہ علمیت کے نہ ہونے کے اور اگر وہ دونوں صفت میں ہوتو اس کی شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو جیسے سکران پس ندمان منصرف ہے ندمانۃ کے موجود ہونے کی وجہ سے۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِث:** یہ غیر منصرف کا آٹھواں سبب الف نون زائدتان ہے اسکی تفصیل تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔الف نون زائدتان کی تعریف ۲۔غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (اِنْ کَانَتَا فِیْ...... کَسَکْرَانَ) ۳۔اجتماعی اور احترازی امثلہ سے وضاحت (فَنَدْمَانَ ......نَدْمَانَۃٌ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریفہ الف والنون الزائدتین:** لغت میں وہ الف اور نون جو زائدہ ہوں اور نحویوں کی اصطلاح میں الف نون زائدتان وہ الف نون ہیں جو کسی اسم کے آخر میں اکٹھے زائدہ ہوں۔

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف شرط الالف معطوف علیہ واؤ عاطفہ النون معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر موصوف الزائدتان صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء متضمن معنی شرط ان شرطیہ کانتا فعل ناقصہ تا ضمیر اسم فی اسم جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنتین جو کہ خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط فاء جزائیہ شرطہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدریہ یکون فعل ناقصہ ھو ضمیر بتاویل کل واحد اسم علما خبر یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء خبر ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان کانتا فی صفۃ بشرح سابق شرط فاء جزائیہ شرطہٗ مبتداء ان لا یکون الخ بشرح سابق خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۲) فاء تفریعیہ سعدان موصوف اسم بنبت مضاف مضاف الیہ ملکر صفت موصوف صفت ملکر مبتداء منصرف صیغہ صفت لعدم العلمیۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق منصرف مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) فاء تفریعیہ ندمانٌ مبتداء منصرف صیغہ صفت لوجود ندمانۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق منصرف کے جو کہ خبر ہے مبتدا کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ظفر)

**فائدہ:** الف اور نون کا زائدہ ہونا دو حال سے خالی نہیں یا تو اسم میں ہوگا یا صفت میں تو اس طور پر الف نون زائدہ کی دو قسمیں ہوگئیں ۱۔الف نون زائدتان اسمی ۲۔الف نون زائدتان صفتی: یعنی وہ الف نون جو اسم (وہ کلمہ جو ذات معین پر دلالت کرے) کے آخر میں زائد ہوں ان کو الف نون زائدتان اسمی کہیں گے اور جو الف نون صفت (وہ کلمہ جو ذات مع الوصف پر دلالت کرے) کے آخر میں زائد ہوں ان کو الف نون زائدتان صفتی کہتے ہیں۔

**فائدہ:** اسم چونکہ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے ایک اسم فعل اور حرف کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے یعنی اسم سے مراد فعل اور حرف نہ ہو اور کبھی لقب اور کنیت کے مقابلے میں استعمال ہوتا ہے یعنی اسم سے مراد یہ ہے کہ وہ لقب اور کنیت نہ ہو اور کبھی صفت کے مقابلے میں آتا ہے یعنی اسم سے مراد صفت نہ ہو۔لہٰذا اس جگہ اسم مقابل صفت کے ہے جیسا کہ مصنف کی عبارت سے واضح ہے۔

## البحث الثانی فی شرائط تاثیرہ فی منع الصرف (اِنْ كَانَتَا فِي اِسْمٍ ...... كَسَكْرَانَ):

مصنفؒ نے اس عبارت میں الف نون زائدتان کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط کو بیان کیا ہے۔الف نون زائدہ کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرط یہ ہے کہ اگر وہ اسم میں زائدہ ہوں تو وہ اسم علم ہو اور یہ شرط اس لئے ہے کہ الف نون آخر کلمہ میں زائدہ ہوتے ہیں اور آخر کلمہ تغیر کا محل ہوتا ہے لہٰذا علمیت کو شرط کیا تا کہ اس کی وجہ سے زیادتی کلمہ کو لازم ہو جائے اور کلمہ تغیر سے محفوظ رہے۔

اور اگر وہ دونوں صفت میں زائد ہوں تو پھر مؤثر ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس صفت کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ ہو۔

## البحث الثالث فی التوضیح بالامثلۃ (فَسَعْدَانُ ...... نَدْمَانَةٍ):

مصنفؒ نے اسم میں الف نون زائدہ ہونے کی تین امثلہ ذکر کی ہیں دو اجتماعی اور ایک احترازی اجتماعی عثمان اور عمران ان میں علمیت کی شرط کے پائے جانے کی وجہ سے غیر منصرف ہیں اور سعدان یہ منصرف ہے اگر چہ الف نون زائدتان موجود ہے لیکن علمیت جو کہ شرط ہے نہیں پائی جاتی اس وجہ سے غیر منصرف نہیں۔لہٰذا یہ پہلی شرط کے نہ پائے جانے پر تفریع ہے۔

صفت میں الف نون زائدہ ہونے کی صورت میں مصنفؒ نے دو مثالیں ذکر کی ہیں ایک اجتماعی دوسری احترازی اول مثال سکران یہ صفت ہے اور اس کی مؤنث سکریٰ آتی ہے جو فعلانۃ کے وزن پر نہیں ہے لہٰذا غیر منصرف ہے شرط کے پائے جانے کی وجہ سے۔ دوسری مثال ندمان یہ غیر منصرف نہیں ہے کیونکہ اس کی مؤنث ندمانۃ آتی ہے تو شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے منصرف ہے۔لیکن اس لفظ میں تفصیل ہے وہ یہ ہے کہ اگر ندمان بمعنی نادم (پشیمان) ہو تو غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں دو سبب الف نون زائدتان اور وصف پائے جاتے ہیں اور شرط بھی متحقق ہے کیونکہ اس کی مؤنث ندمی آتی ہے اور اگر ندمان بمعنی ندیم (ساتھی) کے ہو تو منصرف ہے کیونکہ اگر چہ اس میں دو سبب الف نون زائدتان اور وصف پائے جاتے ہیں لیکن شرط ثانی انتفاءِ فعلانۃ فعلانۃ نہیں ہے کیونکہ اس کی مؤنثہ ندمانۃ آتی ہے۔

**فائدہ:** الف نون اگر صفت میں زائدہ ہوں تو اس کی تاثیر کی شرط میں نحویوں کے دو گروہ ہیں ایک کہتا ہے کہ اس کی مؤنث فعلیٰ کے وزن پر آئے اور دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آئے۔بظاہر ایک شرط معلوم ہوتی ہے کیونکہ اگر فعلیٰ کا وجود ہوگا تو فعلانۃ کا انتفاء ہوگا لیکن اس اختلاف کا ثمرہ لفظ رحمٰن میں ظاہر ہوگا جو کہتے ہیں کہ فعلانۃ کا انتفاء ہو ان کی شرط پائی گئی لہٰذا غیر منصرف ہے برخلاف دوسرے گروہ کے کیونکہ ان کے ہاں اس کی مؤنث نہ ہونے کی وجہ سے شرط نہیں پائی گئی لہٰذا منصرف ہوگا۔

اَمَّا وَزْنُ الْفِعْلِ فَشَرطُهٗ اَنْ يَخْتَصَّ بِالْفِعْلِ وَلَايُوْجَدُ فِي الْاِسْمِ اِلَّا مَنْقُوْلاً عَنِ الْفِعْلِ كَشَمَّرَ وَضُرِبَ[۱] وَاِنْ لَمْ يَخْتَصَّ بِهٖ فَيَجِبُ اَنْ يَكُوْنَ فِي اَوَّلِهٖ اِحْدىٰ حُرُوْفِ الْمُضَارِعَةِ وَلَا يَدْخُلَهُ الْهَاءُ[۲] كَاَحْمَدَ وَيَشْكُرُ وَتَغْلِبَ وَنَرْجِسَ فَيَعْمَلٌ مُنْصَرِفٌ لِقُبُوْلِهَا الْهَاءَ كَقَوْلِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ[۳]۔

**ترجمة:** لیکن وزن الفعل پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ مختص ہواور اسم میں نہ پایا جائے مگر فعل سے نقل ہوکر جیسے شمّر اور ضُرِب اور اگر اس فعل کے ساتھ مختص نہ ہوتو واجب ہوگا کہ اس کے شروع میں حروف مضارعة میں سے کوئی ایک حرف ہو۔ اور اس کو ھاء داخل نہیں ہوتی جیسے احمد، یشکر وغیرہ پس یعمل منصرف ہے بوجہ اس کے ھاء کو قبول کرنے کے جیسا کہ ان کا قول ناقة یعملة۔

**خُلاصَةُ الْمَباحِث:** اس عبارت میں غیر منصرف کے آخری سبب وزن فعل کی تفصیل کو بیان کیا گیا ہے اور یہ عبارت تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔وزن فعل کی تعریف ۲۔غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط (فَشرطُهٗ اِنْ ......الْهَاءُ) ۳۔توضیح بالامثلہ (كَاَحْمَدَ......يَعْمَلَةٌ)۔

**تشریح :** **البحث الاول فی تعریف وزن الفعل:** وزن فعل یہ فرع ہے وزن اسم کی اسکا لغوی معنی فعل کا وزن اورنحویوں کی اصطلاح میں اسم کا ایسے وزن پر آنا جو فعل کے اوزان میں شمار کئے جاتے ہیں۔فعل کے اوزان آٹھ ہیں ۱۔ثلاثی مجرد ماضی معلوم ۲۔ماضی مجہول ۳۔ثلاثی مزید فیہ ماضی معروف ۴۔ثلاثی مزید فیہ ماضی مجہول ۵۔رباعی مجرد ماضی معلوم ۶۔رباعی مجرد ماضی مجہول ۷۔رباعی مزید فیہ ماضی معلوم ۸۔رباعی مزید فیہ ماضی مجہول۔

**البحث الثانی فی بیان شرائط تاثیرہ** (فَشَرْطُهٗ ......اَلْهَاءُ): اس عبارت میں مصنفؒ نے وزن فعل کے غیر منصرف میں مؤثر ہونے کی شرائط کو ذکر کیا ہے۔ وزن فعل کا غیر منصرف کے سبب بننے کیلئے دو شرطوں میں سے ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہو۔ اور فعل کے ساتھ دو وزن خاص ہیں ایک ثلاثی مجرد ماضی مجہول ۲۔ثلاثی مزید فیہ ماضی معلوم اول کی مثال ضُرِبَ دوسرے کی مثال شَمَّرَ۔

یہ شرط اس لئے لگائی کہ جب وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے تو اسم میں خلاف عادت پایا جائے گا اور خلاف عادت پائے جانی کی وجہ سے ثقیل ہوگا اور ثقل کی وجہ سے غیر منصرف کا سبب بن جائیگا۔

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف شرط وزن الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ شرطہٗ مبتداء ان مصدریہ یختص فعل مضارع معلوم ھو ضمیر راجع بسوئے وزن الفعل فاعل بالفعل جار مجرور ظرف لغو متعلق یختص فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر بتاویل مصدر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یوجد فعل مضارع مجہول فی الاسم متعلق لا یوجد ھو ضمیر نائب فاعل الا استثنائیہ منقولا عن الفعل مستثنیٰ مفرغ حال ضمیر لا یوجد سے، ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب الفاعل فعل اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر معطوف الخ۔

(۲) واؤ عاطفہ ان شرطیہ یختص فعل ھو ضمیر فاعل بہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یختص فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط۔ فاء جزائیہ یجب فعل مضارع ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقصہ فی اولہ جار مجرور متعلق کائنا خبر مقدم احدیٰ حروف المضارعة اسم، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر فاعل یجب، فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یدخلہ الھاء جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳) فاء تفریعیہ یعمل بتاویل ھذا اللفظ مبتداء منصرف صیغہ صفت لام جار قبول مصدر مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ لفظاً معنیً فاعل الھاء مفعول بہ، مصدر اپنے معنیٰ فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مجرور، جار مجرور متعلق منصرف کے جو کہ خبر ہے، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ظفر)

**ولا یوجد الخ** اس عبارت سے مصنفؒ ایک سوال کو رفع کرنا چاہتے ہیں سوال یہ ہے کہ جب وہ وزن فعل کے ساتھ مختص ہے تو اسم میں نہ پایا جانا چاہیے تھا کیونکہ جو چیز جس کا خاصہ ہوتی ہے اسی میں ہوتی ہے اس کے غیر میں نہیں پائی جاتی تو یہ وزن اسم میں کیسے آکر سبب بنے گا۔

**الجواب:** مصنفؒ نے جواب دیا کہ اصل وضع کے اعتبار سے تو یہ وزن فعل کے ساتھ خاص ہے لیکن اسم میں فعل سے نقل ہو کر اسم میں پایا جائے گا اور غیر منصرف کا سبب بنے گا۔

**وان لم یختص الخ** سے دوسری شرط کا بیان ہے یہ درحقیقت دو شرطیں ہیں یعنی اگر اسم ایسے وزن پر آئے جو فعل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ وزن اسم میں بھی پایا جاتا ہے اور فعل میں بھی موجود ہے تو اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کیلئے شرطیں دو ہیں ایک یہ کہ اس کے شروع علامت مضارع (ا۔ت،ی،ن) میں سے کوئی ایک حرف ہو دوسری یہ کہ اس کے آخر میں ایسی تاء نہ ہو جو وقف کی حالت میں ھاء بن جائے۔ پہلی شرط اس لئے لگائی کیونکہ حروف مضارعۃ فعل کے خواص میں سے ہیں اور ان کی وجہ سے فعل کے ساتھ مختص ہو جائیگا اسم و فعل میں مشترک نہیں رہیگا اور آخر میں تاء کے داخل نہ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ وہ وزن فعل سے نکل کر اسم کے اوزان میں سے نہ ہو جائے اور فعل کے ساتھ اس کا اختصاص باطل نہ ہو۔

**البحث الثالث فی التوضیح بالامثلة** (اجتماعًا و احترازًا) (کَاَحْمَدَ ...... یَعْمَلَةٌ): اس عبارت سے مصنفؒ نے اجتماعی اور احترازی امثلہ سے وضاحت کی ہے۔ اول شرط کی دو مثالیں ذکر کی ہیں ۱۔شمر یہ تشمیر باب سے ماضی معروف ہے اس کا معنی اس ایک مرد نے کپڑا سمیٹا پھر تیز رفتار گھوڑے کا نام رکھدیا گیا اور علمیت اور وزن فعل کی وجہ سے غیر منصرف ہے دوسری مثال ضُرِبَ یہ ماضی مجہول واحد کا صیغہ ہے اگر کسی کا نام رکھدیا جائے تو یہ وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہوگا۔

دوسری دو شرطوں کی اجتماعی چار امثلہ ذکر کی ہیں احمد، یشکر، تغلب، نرجس ان میں سے اول تین مردوں کے نام ہیں اور نرجس نرگس کے پھول کو کہتے ہیں جب آدمی کا نام بن گیا تو یہ بھی غیر منصرف ہو گیا تو یہ سب وزنِ فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہیں۔ اگر چہ ایک مثال کافی تھی لیکن حروف مضارعت چار تھے تو ہر ایک کی مثال نقل کی ہے۔ ان میں دونوں شرطیں پائی گئی ہیں یہ وزن فعل کے ساتھ مختص نہیں اور انکے شروع میں حروف مضارعت میں سے ایک ایک حرف بھی ہے اور آخر ایسی تاء کو قبول کرنے والا نہیں جو وقف کی حالت میں ھاء بن جاتی ہے۔

**فیعمل منصرف الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے ثانی شرط پر تفریع بیان کی ہے اگر چہ اول شرط پر تفریع ذکر نہیں کی بوجہ مشہور ہونے کے چنانچہ فرمایا کہ یعمل کا لفظ اگر کسی کا علم رکھدیا جائے تو منصرف ہوگا کیونکہ اس کے شروع میں علامت مضارعۃ یاء اگر چہ موجود ہے لیکن آخر میں تاء مدوّرہ جو وقف کی حالت میں ھاء بن جاتی ہے کو قبول کرنے والا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ناقۃ یعملۃ۔ (مضبوط اور طاقتور اونٹنی) اور اھل عرب طاقتور اونٹ کو یعمل کہا کرتے تھے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَا شُرِطَ فِيْهِ الْعَلَمِيَّةُ وَهُوَ الْمُؤَنَّثُ بِالتَّاءِ وَالْمَعْنَوِيُّ وَالْعُجْمَةُ وَالتَّرْكِيْبُ وَالْاِسْمُ الَّذِيْ فِيْهِ الْاَلِفُ وَالنُّوْنُ الزَّائِدَتَانِ اَوْلَمْ يُشْتَرَطْ فِيْهِ ذٰلِكَ وَاجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ وَاحِدٍ فَقَطْ وَهُوَ الْعَلَمُ الْمَعْدُوْلُ وَوَزْنُ الْفِعْلِ**

اِذَا نُکِّرَ صُرِفَ[1] اَمَّا فِی الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلِبَقَاءِ الْاِسْمِ بِلا سَبَبٍ وَاَمَّا فِی الثَّانِیْ فَلِبَقَائِہٖ عَلٰی سَبَبٍ وَاحِدٍ[2] تَقُوْلُ جَاءَنِیْ طَلْحَۃُ وَ طَلْحَۃٌ آخَرُ وَقَامَ عُمَرُ وَعُمَرٌ آخَرُ وَ ضَرَبَ اَحْمَدُ وَاَحْمَدٌ اٰخَرُ: وَکُلُّ مَا لا یَنْصَرِفُ اِذَا اُضِیْفَ اَوْ دَخَلَہُ اللَّامُ فَدَخَلَہُ الْکَسْرَۃُ[3] نَحْوُ مَرَرْتُ بِاَحْمَدِکُمْ وَ بِالْاَحْمَدِ.

**ترجمہ:** اور جان لیجئے کہ ہر وہ غیر منصرف جس میں علمیت شرط کی گئی اور وہ مؤنث بالتاء اور تانیث معنوی اور عجمہ اور ترکیب اور وہ اسم ''جس میں الف نون زائدہ ہوں'' ہیں یا وہ اسم غیر منصرف جس میں وہ (علمیت) شرط نہیں کی گئی بلکہ صرف ایک سبب کے ساتھ جمع ہوتی ہے اور وہ علم المعدول اور وزن الفعل ہے جب وہ غیر منصرف نکرہ بنایا جائے تو منصرف ہو جائیگا لیکن پہلی قسم میں پس بوجہ اسم کے بلا سبب باقی رہنے کے اور لیکن ثانی قسم میں پس بوجہ باقی رہنے اسکے ایک سبب پر تو کہے گا جَآءَ نِیْ طَلْحَۃُ وَطَلْحَۃٌ آخَرُ وَقَامَ عُمَر و عُمَرٌ آخَرُ وَضَرَبَ اَحْمَدُ وَاَحْمَدٌ اٰخَرُ (مارا احمد اور ایک دوسرے احمد نے) اور ہر وہ اسم جو غیر منصرف ہو جب اس کی اضافت کی جائے یا اس کو لام داخل ہو پس اس کے آخر میں کسرہ آئے گا جیسے مَرَرْتُ بِاَحْمَدِکُمْ اور بِالْاَحْمَدِ۔

## تشریح: البحث السابع فی بیان فائدۃ مھمّۃ (اِعْلَمْ اَنَّ کُلَّ ...... بِالْاَحْمَدِ):

اس حصۂ عبارت میں مصنفؒ نے غیر منصرف کے اسباب تسعہ کی تفصیل سے فارغ ہو کر ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے اور اس عبارت کے حصے ہیں اول حصہ اِعْلَمْ سے لیکر کُلُّ مَالا یَنْصَرِفُ تک ہے اور دوسرا کل مالا ینصرف سے المقصد الاول تک ہے۔ لہٰذا تشریح بھی اسی ترتیب سے ذکر کی جاتی ہے۔

**الحصۃ الاولیٰ:** فائدہ کے پہلے حصہ کو سمجھنے کیلئے مصنفؒ نے ایک تمہید ذکر کی ہے کہ غیر منصرف کے تمام اسباب دو حال سے خالی نہیں کہ وہ علمیت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں اگر جمع نہیں ہو سکتے تو وہ صرف ایک سبب ہے جو کہ وصف ہے (جسکی وجہ بیان ہو چکی ہے) اور اگر علمیت کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں پھر دو حال سے خالی نہیں کہ علمیت اس میں مؤثر ہے یا نہیں (یعنی علمیت کی وجہ سے دوسرا سبب کلمہ کو غیر منصرف بنا دیتا ہے یا نہیں) اگر مؤثر نہیں تو وہ تین سبب ہیں ۱۔ تانیث جو الف ممدودہ سے حاصل ہو ۲۔ تانیث جو الف مقصورہ سے حاصل ہو ۳۔ جمع جو منتہی الجموع کے صیغہ پر ہو۔ اور اگر علمیت مؤثرہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو مؤثرہ سبب محض ہے یا سبب مع الشرط (یعنی دوسرے سبب کے ساتھ ملکر کلمہ کو غیر منصرف بناتی ہے اور اس سبب کے لئے شرط بھی ہے)۔ ثانی صورت

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل کل مضاف ما موصولہ شُرط فعل ماضی مجہول فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق شرط کے العلمیۃ نائب الفاعل، فعل مجہول نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ معطوف علیہ او عاطفہ لم یشترط فعل جحد مجہول فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق لم یشترط ذلک مرفوع محلاً نائب الفاعل فعل مجہول نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ معطوف ہو کر معطوف علیہ واو عاطفہ اجتمع مع سبب واحد معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر صلہ ما موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اَنّ کا اسم۔ اذا شرطیہ نکّر فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب فاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر شرط صُرف فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہو کر اَنّ کی خبر اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر اعلم کا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔ درمیان میں ھو مبتداء المؤنث بالتاء معطوف علیہ والنون الزائدتان تک معطوفات ہیں۔ معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (فقط) فاء فصیحہ قط اسم فعل بمعنی انتہ فعل بافاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء شرط محذوف اذا اجتمع مع سبب واحد، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

میں چار سبب ہیں ۱۔تانیث بالتاء لفظی، تانیث معنوی ۲۔عجمہ ۳۔ترکیب ۴۔الف نون زائدتان اگر اسم میں ہوں۔اور اول صورت میں دو سبب ہیں ۱۔العلم المعدول ۲۔وزن فعل۔

اب فائدہ یہ ہوا کہ ہر وہ غیر منصرف جس میں علمیت مؤثرہ مع شرط ہے یا سبب محض ہے دوسرے سبب کیلئے شرط نہیں جن کی تفصیل اوپر گذری ہے جب اس کو نکرہ بنایا جائے تو وہ غیر منصرف منصرف بن جاتا ہے کیونکہ جن اسمائے غیر منصرف میں علمیت مؤثر سبب محض ہے نکرہ ہونے سے علمیت ختم ہوگئی صرف ایک سبب باقی رہ گیا وہ کلمہ کو غیر منصرف نہیں بنا سکتا اور وہ غیر منصرف کلمہ جس میں علمیت مؤثر سبب مع الشرط ہے نکرہ کی وجہ سے علمیت چلے جانے کے باعث وہ سبب بھی ختم ہوگیا جس کے لئے علمیت شرط تھی کیونکہ **اذا فات الشرط فات المشروط** (یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط فوت ہو جاتا ہے) کا ضابطہ مسلمہ ہے جب اس میں کوئی سبب باقی نہ رہا تو کلمہ منصرف ہوگیا۔

**فائدہ:** کسی عَلَم کو نکرہ بنانے کی دو صورتیں ہیں ۱۔اس عَلَم میں تعیم کردی جائے یعنی ایک نام کے بہت سے افراد ہوں اور وہ لفظ بول کر اس سے غیر معین فرد مراد ہو۔مثلاً دس آدمیوں کی جماعت میں سے ہر ایک کا نام احمد ہے پھر لفظ احمد بول کر ایک غیر معین فرد مراد ہو جیسے جاءنی احمد واحمد اٰخر (آیا میرے پاس احمد اور ایک اور احمد) اس مثال میں اول احمد تو متعین تھا لہٰذا یہ غیر منصرف ہی رہے گا دوسرا احمد غیر متعین ہے دس میں سے کوئی ایک لہٰذا یہ نکرہ ہو کر منصرف ہوگا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عَلَم بول کر ذات معیّن مراد نہ ہو بلکہ اسکی ایسی وصف مراد ہو جس کے ساتھ وہ مشہور ہے جیسے **لِکُلِّ فِرعَونٍ مُوسیٰ** (ہر فرعون کیلئے موسیٰ ہے) اس مثال میں فرعون سے مراد متعین فرد نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور نہ ہی موسیٰ سے خاص پیغمبر مراد ہیں بلکہ فرعون سے ایک خاص صفت ''بطلان'' مراد ہے اور موسیٰ سے اس کی خاص صفت ''حق'' والی مراد ہے تو اس کا مطلب ''**لِکُلِّ مُبطِلٍ مُحِقٌّ**'' (ہر باطل والے کیلئے حق والا ہوتا ہے) ہے اس مثال میں فرعون کا لفظ جو غیر منصرف تھا نکرہ ہونے کی وجہ سے منصرف ہوگا۔

**الحصہ الثانیة:** اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے ایک ضابطہ کو بیان کیا ہے کہ ہر وہ غیر منصرف جس کی دوسرے اسم کی طرف اضافت ہو جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے حالت جر میں اس پر کسرہ آجاتا ہے اس لئے کہ الف لام اور اضافت اسم کے

---

(۲) اما حرف شرط برائے تفصیل فی القسم الاول جاء مجرور ظرف مستقر متعلق انصرافہ مضاف مضاف الیہ متعلق سے ملکر مبتداء متضمن معنی شرط۔فاء جزائیہ لام جارہ بقاء مضاف مصدر الاسم لفظاً مضاف الیہ معنی فاعل باء جار لا بمعنی غیر مضاف سبب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق بقاء مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق حاصل کے جو کہ خبر ہے مبتداء محذوف ھو کی اصل عبارت فھو حاصل لبقاء الاسم الخ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اما فی الثانی بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۳) کل مضاف ما موصولہ لا ینصرف فعل مضارع منفی ھو ضمیر غائب فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء اذا شرطیہ اضیف فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ دخل فعل ماضی معلوم ہ ضمیر مفعول بہ مقدم اللام فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط فاء جزائیہ دخلہ الکسرۃ بشرح سابق جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

بڑے خواص میں سے ہیں جب یہ خاصے اسم پر داخل ہوتے ہیں تو اسم کی جہت قوی ہو جاتی ہے اور فعل کے ساتھ مشابہت (جو اسم کو غیر منصرف پڑھنے کیلئے اصلی سبب تھی) ضعیف ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اپنی اصل کی طرف جو منصرف ہونا ہے لوٹ آئیگا جیسے ''مررت بِاَحمدِکُمْ'' اس غیر منصرف کی مثال ہے جس پر اضافت کی وجہ سے حالتِ جر میں کسرہ آ گیا۔ احمد وزن فعل اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے جب اسکی اضافت ضمیر ''کم'' کی طرف ہوئی تو دال پر حالت جر میں کسرہ آ گیا۔ اور جیسے ''مَرَرْتُ بِالْاَحْمَدِ'' یہ اس غیر منصرف کی مثال ہے جس پر الف لام کے داخل ہونے کی وجہ سے حالتِ جر میں کسرہ آ گیا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْخَرِیْطَةِ:** ا۔ منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کریں ۲۔ اسباب تسعہ کون کون سے ہیں؟ احمد میں کونسے دو سبب ہیں؟ ۳۔ عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط لکھیں ۴۔ بلا اضافة ولا اسناد کی قید کا کیا فائدہ ہے؟

## الکأس الدهاق فی اسئلة الوفاق علٰی ترتیب الکتاب

(۱) اسم معرب کی تعریف اور مثالیں لکھیے (صفر ۱۴۰۸ھ ص۱۲ (م۔رح) (۲) اسم معرب اور اسم مبنی کی تعریف جو ہدایۃ النحو میں لکھی ہے وہ بیان کریں اور یہ بھی بتائیں کہ مبنی الاصل کتنی چیزیں ہیں (شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ ص۱۲، ۵۹ (م۔رح) (۳) اعراب، محل اعراب، معرب اور عامل کی تعریف کر کے ہر ایک کو مثال سے واضح کریں۔ نیز اعراب حرکتی اور حرفی کیا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ ص۱۳ (م۔رح) (۴) **فصل فی اصناف اعراب الاسم وهی تسعة اصناف الاول ان یکون الرفع بالضمة والنصب باالفتحة الخ** اعراب اسم کے اقسام مع امثلہ کے وضاحت سے لکھیں، (شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ص۱۳ (م۔رح) (۵) **فصل فی اصناف اعراب الاسم وهی تسعة اصناف الاول ان یکون الرفع باالضمة والنصب بالفتحة والجر بالکسرة ویختص بالمفرد المنصرف الصحیح کزید وبالجاری مجری الصحیح کدلوٍ وظبی و بالجمع المکسر المنصرف کرجال**۔ مذکورہ عبارت کا صاف مطلب بیان کریں نیز ان سوالات کے جواب لکھیں۔ ا۔ اصناف اعراب میں سے اس صنف کو مقدم کیوں کیا؟ ۲۔ مفرد منصرف صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف لکھیں۔ ۳۔ لفظ مفرد کتنے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور یہاں کونسا معنی مراد ہے؟ ۴۔ مفرد کے ساتھ منصرف اور جمع کے ساتھ مکسر ہونے کی قید کیوں لگائی؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ، ص۱۳، ۱۴ (م، رح) (للبنات) (۶) **فصل فی اصناف اعراب الاسم وهی تسعة اصناف**..... تسعہ اصناف کی وضاحت کیجئے اور ہر ایک کی مثال بھی لکھیے۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ) ص۱۴، ۱۵، م۔رح (للبنات) (۷) **فصل فی اصناف اعراب الاسم وهی تسعة اصناف**۔ اسم کے اعراب کی نو قسموں کو مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ، ص۱۴، ۱۵ (م، رح) (للبنات) (۸) صحیح، جاری مجری صحیح، جمع مکسر، جمع مذکر سالم، اسم مقصور، اسم منقوص کی تعریف کر کے ہر ایک کی مثال دیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ، ص۱۴ تا ۱۶ م، رح) (۹) اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب اور مثالیں تحریر کریں (صفر ۱۴۰۸ھ ص۱۵ م۔رح) (۱۰) مندرجہ ذیل اسموں کا حالت رفع نصب جر میں کیا اعراب ہوتا ہے۔ مسمعات، عصا، عمر۔ قاضی۔ رجلان۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۸ ص۱۴ تا ۱۷۔ م۔رح) (۱۱) مندرجہ ذیل اسموں کا اعراب بتائیں (مثالوں کے ساتھ) جمع مؤنث سالم، غیر منصرف، اسماء ستہ مکبرہ، تثنیہ، جمع مذکر سالم (شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ ص۱۴ تا ۱۶ م۔رح) (۱۲) اسم غیر منصرف، جمع مذکر سالم، جمع مؤنث سالم کے اعراب کو مثالوں کے ساتھ لکھیں۔ اسماء ستہ مکبرہ اور ان کے اعراب مثالوں سے لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص۱۴، ۱۵۔ م۔رح) (۱۳) غیر منصرف، جمع مؤنث سالم، جمع مذکر سالم، اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب مثالوں سے لکھیں نیز ''**لاحول ولا قوة الا باالله**'' میں کتنے وجوہ پڑھنا جائز ہیں اور وہ کون سے ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص۱۴ تا ۱۷ م۔رح) (۱۴) **الرابع ان یکون الرفع بالواو والنصب بالالف والجربا لیاء ویختص**

بالاسماء الستة مکبرة الخ۔(الف) اسماءستہ کوذکر کرنے کے بعدان کااعراب ذکر کریں۔ (ب) اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کیلئے کیا شرائط ہیں ان کو واضح کیجئے (ج) اَبٌ، اخوانٌ، حُمیٌّ. اُخیٌّ کا اعراب بتائیے (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص ۱۵،م۔رح)(۱۵) الرابع ان یکون الرفع بالواو و النصب بالالف، الخ۔ا۔اسماء ستہ مکبرہ کتنے ہیں اور کون سے ہیں؟ سوچ کر جواب دیں۔۲۔ان کے اعراب کی وضاحت کریں کہ اعراب بالحرکت ہوگا یا بالحرف دونوں صورتوں میں تینوں حالتوں میں ہوگا یا بعض میں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص ۱۵ ام۔رح (للبنات)(۱۶) الرابع ان یکون الرفع ، ...... مکبرة موحدة مضافة الی غیریاء المتکلم۔ا۔عبارت پر اعراب لگائیں۔۲۔عبارت کا خلاصہ بیان کریں۔۳۔اسماء ستہ مکبرہ کی تعریف اور مثال دیں ۔(شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ص ۱۵ ام۔رح)(۱۷) الاسم المعرب علی نوعین منصرف وهومالیس فیه سببان اوواحد یقوم مقامهمامن الاسباب التسعة کزید (الف) منصرف اور غیر منصرف کی تعریف مع امثلہ بیان کیجئے۔(ب) اسباب تسعہ کون کونسے ہیں واضح کیجئے؟ (ج) منصرف اور غیر منصرف کا حکم بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ جاء نی احمد میں احمد منصرف ہے یا غیر منصرف اگر غیر منصرف ہے تو اس میں کون سے دوسبب پائے جاتے ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص ۱۷ ام۔رح) (للبنات)(۱۸) اسم غیر منصرف کی تعریف کریں اور بتائیے کہ ابراهیم. زینب. اسود . عثمان میں کون سے اسباب پائے جاتے ہیں۔(شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ ص ۱۷ ام۔رح)(۱۹) اسم منصرف اور اسم غیر منصرف کس کو کہتے ہیں؟ اسم منصرف کا دوسرا نام کیا ہے؟ منع صرف کے اسباب کتنے ہیں اور کون سے ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ ص ۱۷ ام۔رح)(۲۰) غیر منصرف کی تعریف اور اس کا حکم بیان کریں اسباب منع صرف میں سے صرف تانیث کی قسمیں ذکر کریں اور پھر ہر ایک قسم کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرائط ذکر کرتے ہوئے مثالوں سے واضح کریں (رجب ۱۴۲۳ھ،ص ۱۷، ۱۸،م۔رح)(۲۱) منع صرف کے اسباب کتنے ہیں اور کون سے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں اور وہ اسباب کون سے ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی پایا جائے تو پھر بھی غیر منصرف پڑھا جائے گا؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ ص ۱۷ ا۔م۔رح)(۲۲) اماالعدل فهوتغیر اللفظ من صیغته الاصلیّة الی صیغته اخری تحقیقا او تقدیرا. درج ذیل امور کے جوابات دیں۔ا۔اسباب منع صرف کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟ ۲۔عبارت مذکور کا مطلب کیا ہے؟ ۳۔عدل کے منع صرف میں مؤثر ہونے کی شرط بیان کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص ۱۸ ام۔رح)(۲۳) اماالعدل فهوتغیر اللفظ من صیغته الاصلیّة الی صیغة اخری تحقیقااوتقدیرا ولایجتمع مع وزن الفعل اصلا ویجتمع مع العلمیة کعمروزفرومع الوصف کثلاث و مثلث واُخروجمع عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، عبارت کی تشریح کریں۔ وزن فعل کے ساتھ عدل کیوں جمع نہیں ہوسکتا وجہ لکھیں (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص ۱۸ ام۔رح)(للبنات)(۲۴) اسباب منع صرف میں سے عدل کی تعریف اور اسکی قسمیں مثالوں کے ساتھ واضح کریں نیز یہ بتائیں کہ عدل اسباب منع صرف میں سے کن کے ساتھ جمع ہوتا ہے اور کن کے ساتھ جمع نہیں ہوتا؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ ص ۱۸،م۔رح)(۲۵) اماالوصف فلا یجتمع مع العلمیة اصلا وشرطه ان یکون وصفافی اصل الوضع فاسود وارقم غیر منصرف وان صارا اسمین للحیة لاصالتهما فی الوصفیة واربع فی مررت بنسوة اربع منصرف مع انه صفة ووزن الفعل لعدم الاصالة فی الوصفیة عبارت کا مطلب بیان کریں۔ نیز وصف اصلی اور وصف عارضی کی تعریف اور وصف اصلی کے اشتراط کا سبب بیان کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ ص ۱۸،م۔رح) (للبنین والبنات)(۲۶) اما الوصف فلا یجتمع مع العلمیه اصلاً۔ا۔وصف کی تعریف اور مثال بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ وصف علمیت کے ساتھ کیوں جمع نہیں ہوسکتا؟ ۲۔ وصف کے سبب مؤثر ہونے کیلئے کیا شرط ہے؟ ۳۔"مررت بنسوة اربع" منصرف ہے یا غیر منصرف؟ منصرف ہے تو کیوں؟ اور غیر منصرف ہے تو کیوں؟ (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ) ص ۱۸،م۔رح (للبنات)(۲۷) اماالوصف فلا یجتمع مع العلمیة اصلا وشرطه ان یکون وصفا فی اصل الوضع فاسود وارقم غیرمنصرف وان صارا اسمین للحیّة لاصالتهما فی الوصفیّة واربع فی مررت بنسوة اربع منصرف مع انه

صفة ووزن الفعل لعدم الاصالة في الوصفية عبارت پر اعراب لگا کر واضح تشریح کریں نیز غیر منصرف کی تعریف اور حکم لکھنا نہ بھولیے۔(شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ ص ۱۷،م۔رح)(۲۸)اماالتانيث بالتاء فشرطه ان يكون علما كطلحة و كذالك المعنوي الخ اسباب منع صرف لکھنے کے بعد تانیث کے سبب بننے کی شرائط واضح کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ص ۱۹م۔رح)(۲۹) اما التانيث بالتاء فشرطه ان يكون علما كطلحة و كذالك المعنوي۔ا۔تانیث کی کل کتنی اقسام ہیں اور کونسی قسم بغیر کسی شرط کے غیر منصرف کا سبب بن کر ایک سبب قائم مقام دو سببوں کے ہوتی ہے؟۔ ۲۔و كذالك المعنوي میں تانیث معنوی کو تانیث لفظی کے ساتھ تشبیہ کس امر میں دی گئی ہے؟(شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص ۱۹م۔رح)(للبنات) (۳۰)اماالمعرفة فلا يعتبرفي منع الصرف منهاالاالعلمية وتجتمع مع غير الوصف۔ا۔مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں۔۲۔معرفہ کی تعریف کرنے کے بعد بتائیں کہ علمیت کے سوا باقی معرفہ کے اقسام غیر منصرف کا سبب کیوں نہیں بن سکتے؟۔۳۔وصف کیساتھ معرفہ کے جمع نہ ہو سکنے کی کیا وجہ ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص ۱۹م۔رح)(للبنات)(۳۱) عجمہ کے سبب برائے منع صرف بننے کیلئے کونسی شرائط ہیں یہ بھی بتائیں کہ ابراہیم، لجام، نوح، منصرف ہیں یا غیر منصرف (شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ص ۱۹)م۔رح)(۳۲)اماالعجمة فشرطهاان تكون علماً في العجمة وزائدة على ثلاثة احرف كابراهيم او ثلاثيامتحرك الاوسط كشتر فلجام منصرف لعدم العلمية ونوح منصرف لسكون الاوسط،اعراب لگائیں، عبارت کی وضاحت کریں اور بتلائیں کہ علما فی العجمہ کا کیا مطلب ہے۔(شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص ۱۹،م۔رح)(۳۳) جمع کے غیر منصرف بننے کیلئے کیا شرائط ہیں (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ص ۲۰،م۔رح)(للبنات)(۳۴)ہدایۃ النحو کے مطابق اسباب منع صرف میں جمع کے منع صرف میں مؤثر ہونیکی شرطیں تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے پوری بحث کو مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔نیز بتائیں کہ نیچے ذکر کی گئی مثالوں میں کون منصرف ہے اور کون غیر منصرف اور کون کیا ہے؟ وجہ بھی لکھیں۔ بعلبک ۔ معد يكرب ، تغلب، حبلیٰ ، صياقلة ، يعمل ، ندمان ، شاب قرناها(شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ص ۲۰۔۲۱ م۔رح)(۳۵)اما التركيب فشرطه ان يكون علما بلااضافة ولااسناد كبعلبك فعبدالله منصرف ومعد يكرب غير منصرف و شاب قرناها مبني۔مذکورہ بالا عبارت کا مطلب بیان کرتے ہوئے لکھیں کہ مصنفؒ نے ترکیب کے منع صرف میں مؤثر ہونے کیلئے علمیت اور بلا اضافت ولا اسناد کی شرطیں کیوں لگائی ہیں؟(شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ص ۲۰م۔رح)(۳۶)اماالتركيب فشرطه علماً بلااضافة ولااسناد كبعلبك فعبدالله منصرف ومعد يكرب غير منصرف فشاب قرناها مبني۔مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد ترکیب کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کریں اور مصنف کی ذکر کردہ تمام اتفاقی واحترازی مثالوں کی وضاحت کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص ۲۰)م۔رح)(للبنات)(۳۷)واعلم ان كل ما شرط فيه العلمية...... اولم يشترط فيه ذالك واجتمع مع سبب واحد فقط ......اذا نكر صرف۔اس عبارت پر اعراب لگائیں پھر بتائیں کہ "ماشرط فيه العلمية اولم يشترط فيه ذالك" کا مصداق کون ہے اس کے بعد مصنف نے جو قاعدہ بیان کیا ہے اس کی پوری تشریح کریں (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ص ۲۱۔م۔رح)

# الباب الثالث فی المرفوعات علی ضوء الخریطة

# اَلْبَابُ الثَّالِث فِی الْمَرفُوعَاتِ

اَلْمَقْصَدُ الْاَوَّلُ فِي الْمَرفُوعَاتِ[۱] اَلْاَسْمَاءُ الْمَرفُوعَاتُ ثَمَانِيَةُ اَقْسَامٍ اَلْفَاعِلُ وَمَفْعُوْلُ مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ وَالْمُبْتَدَاءُ وَالْخَبَرُ وَخَبَرُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا وَاِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِلَيْسَ وَ خَبَرُ لَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ[۲]۔

**ترجمة:** پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں ہے، اسماء مرفوعات آٹھ اقسام ہیں پہلا فاعل ہے اور دوسرا مفعول مالم یسم فاعلہٗ ہے اور تیسرا مبتداء ہے اور چوتھا خبر ہے پانچواں اِنّ اور اس کے اخوات کی خبر چھٹا کان اور اسکے اخوات کا اسم ساتواں ماولا المشبھتین بلیس کا اسم اور آٹھواں لاالتی لنفی الجنس کی خبر ہے۔

**خلاصة المباحث:** باب اول ''جوکہ اسم معرب میں ہے'' کے مقصد اول کو بیان کیا جارہا ہے یہ مقصد ایک تمہید اور آٹھ فصول پر مشتمل ہے۔ مذکورہ بالاعبارت تمہید کے عنوان سے ذکر کی گئی ہے اس کو سمجھنے کیلئے چار ابحاث ذکر کی جاتی ہیں ۱۔مشکل الفاظ کی تشریح ۲۔مرفوعات کو منصوبات ومجرورات پر مقدم کرنے کی وجہ ۳۔اسم مرفوع کی تعریف نہ کرنے کی وجہ اور اس کی تعریف۔ یہ تینوں بحثیں بطور فائدہ کے مذکور ہونگی مصنفؒ نے ان کو ذکر نہیں کیا البتہ چوتھی بحث کو اس کی تمہید میں ذکر کیا گیا ہے ۴۔تحقیق اسماء مرفوعہ اوران کی دلیل حصر (اَلْاَسْمَاءُ ......لِنَفْيِ الْجِنْسِ)۔

## التمهيد

**تشریح:** **البحث الاول فی تشریح الالفاظ المشکلة:** مصنفؒ مقدمہ کے بیان سے فارغ ہوکر مقاصد ثلاثہ کو بیان کرتے ہیں لیکن ان مقاصد کے بیان سے قبل ایک تمہید ہے جس کی پہلی بحث اہم الفاظ کی توضیح پر مشتمل ہے۔ چنانچہ وہ الفاظ جوکہ قابل تشریح ہیں وہ دو ہیں ۱۔المقصد ۲۔فی المرفوعات ان کی تفصیل یہ ہے۔ ''المقصد'' اس لفظ میں دو احتمال ہیں ۱۔ظرف بمعنی ارادہ کرنے کی جگہ ۲۔مصدر میمی یعنی ارادہ کرنا۔ اور دونوں اعتبار سے اس جگہ معنی درست نہیں بنتے۔ کیونکہ اگر ظرف بنائیں تو معنی ہوگا پہلی ارادہ کرنے کی جگہ مرفوعات ہے اور اگر مصدر میمی بنائیں تو معنی ہوگا پہلا ارادہ کرنا مرفوع میں ہے یہ بھی درست نہیں ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ مقصد (خواہ ظرف ہو یا مصدر میمی) اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی المقصود کیونکہ ضابطہ ہے کہ جب مصدر میمی یا ظرف مکان وزمان کا اپنے حقیقی معنی میں استعمال درست نہ ہو تو فاعل یا مفعول کے معنی میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اس جگہ بھی المقصد بمعنی المقصود ہوگیا اب معنی درست ہوگیا کہ پہلا مقصود مرفوعات کے بیان میں ہے۔

دوسرا لفظ فی المرفوعات ہے۔ فی ظرفیت کیلئے آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کیلئے ظرف ہے اور ظرف مظروف دونوں الگ الگ چیزیں ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے ''اَلْمَاءُ فِي الْكُوْزِ'' (پانی کوزے میں ہے) اس محاورہ میں ''الماء'' مظروف

---

**نحوی ترکیب:** (۱) المقصد الاول موصوف صفت ملکر مبتداء فی جار المرفوعات مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) الاسماء المرفوعات موصوف صفت ملکر مبتداء ثمانیۃ اقسام مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ الفاعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ مفعول مالم یسم فاعلہ الخ تمام معطوفات خبریں ہیں مبتداء محذوف احدھا الخ کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معطوفہ ہوا۔

اور ''الکوز'' ظرف ہے اور دونوں الگ الگ چیزیں ہیں تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ المقصد الگ چیز ہے اور مرفوعات الگ چیز ہے حالانکہ دونوں ایک شئی ہیں لہٰذا المقصد الاول فی المرفوعات کہنا درست نہیں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ فی کا لانا درست ہے البتہ المرفوعات کا الف لام مضاف محذوف کے عوض میں ہے اصل میں عبارت ہے ''المقصد الاول فی بیان المرفوعات'' لہٰذا ظرف اور مظروف دو الگ الگ چیزیں ہیں ایک نہیں ہے۔ظرف مقصود اور مظروف ''مرفوعات کا بیان'' ہے۔

باقی المرفوعات المرفوع کی جمع ہے المرفوعۃ کی جمع نہیں ہے۔اس پر ایک مشہور سوال ہے کہ الف اور تاء کے ساتھ واحدہ مؤنثہ کی جمع لائی جاتی ہے اور المرفوع یہ مذکر ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ المرفوعات المرفوع کی ہی جمع ہے جو کہ الاسماء کی صفت ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ اسم مذکر لایعقل کی صفت کی جمع الف اور تاء سے لائی جاتی ہے۔اور الاسماء چونکہ اسم مذکر لایعقل ہے اور اس کی صفت جو کہ جمع ہے الف اور تاء سے لائی گئی ہے۔

## البحث الثانی فِی بیان وجه تقدیم المرفوعات علی المنصوبات والمجرورات:

مصنفؒ نے مقاصد ثلاثہ میں سے مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات سے اس لئے مقدم کیا کہ مرفوعات اصلی ہیں اور منصوبات، مجرورات فرع ہیں اور اصل طبعاً فرع پر مقدم ہوتی ہے تو وضعاً بھی مقدم کیا۔اصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ کلام میں عمدہ واقع ہوتے ہیں بخلاف منصوبات کے وہ کلام میں فضلہ ہیں۔عمدہ فی الکلام کا مطلب یہ ہے کہ وہ کلام میں مسند اور مسند الیہ واقع ہو رہے ہوں چونکہ مرفوعات میں فاعل اور مبتداء بھی ہے اور یہ دونوں مسند الیہ واقع ہیں بخلاف منصوبات کے دوسری وجہ یہ ہے کہ مرفوعات بنسبت منصوبات کے قلیل ہیں اور قلیل کو اختصار کے حصول کی خاطر پہلے ذکر کرتے ہیں اس وجہ سے مرفوعات کو مقدم کیا۔تیسری وجہ یہ ہے کہ مرفوعات اعلیٰ ہیں اور منصوبات ادنیٰ ہیں تو اعلیٰ ادنی سے مقدم ہوتا ہے اس لئے مرفوعات کو مقدم کیا اعلیٰ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مرفوعات کلام میں مقصود ہوتے ہیں بخلاف منصوبات وغیرہ کے وہ محض کلام کی تزیین وتحسین کیلئے لائے جاتے ہیں۔

## البحث الثالث فی وجه عدم ذکر تعریف الاسم المرفوع وتعریفهٗ:

مصنفؒ نے اسماء مرفوعہ کی اقسام کو بیان کیا لیکن اس کی تعریف نہیں کی اس پر مشہور اعتراض ہے وہ یہ کہ ضابطہ ہے کہ شئی کی تعریف سے پہلے تقسیم، مجہول کی تقسیم ہے تو مصنفؒ کا اسم مرفوع کی تعریف کئے بغیر اس کی تقسیم کرنا گویا کہ مجہول کی تقسیم ہے جو کہ ناجائز ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ تعریف کی دو قسمیں ہیں ایک تعریف بوجہ ما یا تعریف فی الجملہ، جو شئی کا نام سنتے ہی حاصل ہو جاتی ہے دوسری وہ تعریف جو جنس اور فصول سے مرکب ہو جس کو حد کہا جاتا ہے۔تقسیم کی صحت کیلئے تعریف فی الجملہ کافی ہوتی ہے تو مصنفؒ کا اسماء مرفوعات کہنے سے یہ تعریف حاصل ہو گئی لہٰذا تقسیم میں مصنف کا شروع ہونا درست ہوا لہٰذا کسی شئی مجہول کی تقسیم لازم نہ آئی۔

اسم مرفوع کی تعریف یہ ہے کہ اسم مرفوع وہ اسم ہے جو فاعل ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اور فاعلیت (فاعل ہونے) کی علامتیں تین ہیں ۱۔واوٗ ۲۔الف ۳۔ضمہ جیسے جَاءَ نِیْ اَبُوْهُ اور هُمَا زَيْدَ انِ اور زَیْدٌ قَائِمٌ۔

## البحث الرابع فی تحقیق الاسماء المرفوعة مع دلیل الحصر: (الاسماء المرفوعات......لنفی الجنس):

اس پوری عبارت میں مصنفؒ نے اسماء مرفوعہ کی تحقیق بیان کی ہے اور اس کے ضمن میں ہم ان کی اقسام کو دلیل حصر سے بھی مدلل کریں گے۔چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ اسماء مرفوعات کی کل آٹھ قسمیں ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔فاعل جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ ۲۔مفعول مالم یسم فاعلہٗ جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ ۳۔مبتداء ۴۔خبر جیسے زیدقائمٌ ۵۔اِنّ اور اس

کے اخوات کی خبر جیسے اِنَّ زیدًا قائمٌ ٦۔کان اور اسکے اخوات کا اسم جیسے کان زیدٌ قائماً ٧۔ ماولا المشبهتین بلیس کا اسم جیسے مازیدٌ افضل منک ٨۔ لائے نفی جنس کی خبر جیسے لا رجلَ ظَرِیْفٌ فی الدار

(نوٹ)(مرفوعات کی اقسام کا نقشہ بمع امثلہ کے احقر کی مؤلفہ ''ھدایۃ النحو کے حل شدہ سوالات'' میں ملاحظہ فرمادیں ظفر)

**دلیل الحصر:** اسم مرفوع کی کل آٹھ قسمیں ہیں ان کی دلیل حصر یہ ہے کہ اسم مرفوع کا عامل دو حال سے خالی نہیں لفظی ہوگا یا معنوی اگر لفظی ہے تو دو حال سے خالی نہیں فعل شبہ فعل ہوگا یا حرف ہوگا اگر اسم مرفوع کا عامل فعل شبہ فعل ہے تو اس کا معمول (اسم مرفوع) دو حال سے خالی نہیں فعل شبہ فعل اس کے ساتھ قائم ہوگا یا اس پر واقع ہوگا اگر اس اسم مرفوع کے ساتھ قائم ہے تو فاعل اور اگر وہ فعل شبہ فعل اس اسم پر واقع ہے تو نائب الفاعل (مفعول مالم یسم فاعلہ) اگر اسم مرفوع کا عامل حرف ہے تو اس کا معمول دو حال سے خالی نہیں مسند ہوگا یا مسند الیہ ہوگا اگر اسم مرفوع (معمول) مسند الیہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں کلام موجب (جسمین حرف نفی، نہی استفہام نہ ہو) میں ہوگا یا غیر موجب میں اگر کلام موجب ہے تو کان اور اس کے اخوات کا اسم علاوہ لیس کے اور اگر کلام غیر موجب ہے تو لیس اور ماولا المشبهتین بلیس کا اسم ہے اور اگر اسم مرفوع مسند ہے تو دو حال سے خالی نہیں کلام موجب ہوگی یا غیر موجب اگر کلام موجب ہے تو اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر اور اگر کلام غیر موجب ہے تو لانفی جنس کی خبر اور اگر اسم مرفوع کا عامل معنوی ہے تو دو حال سے خالی نہیں مسند ہوگا یا مسند الیہ اگر وہ مسند ہے تو دو حال سے خالی نہیں اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہوگا یا نہ اگر اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا تو خبر و گرنہ مبتداء کی قسم ثانی اور اگر اسم مرفوع مسند الیہ ہے تو مبتداء کی قسم اول ہے۔
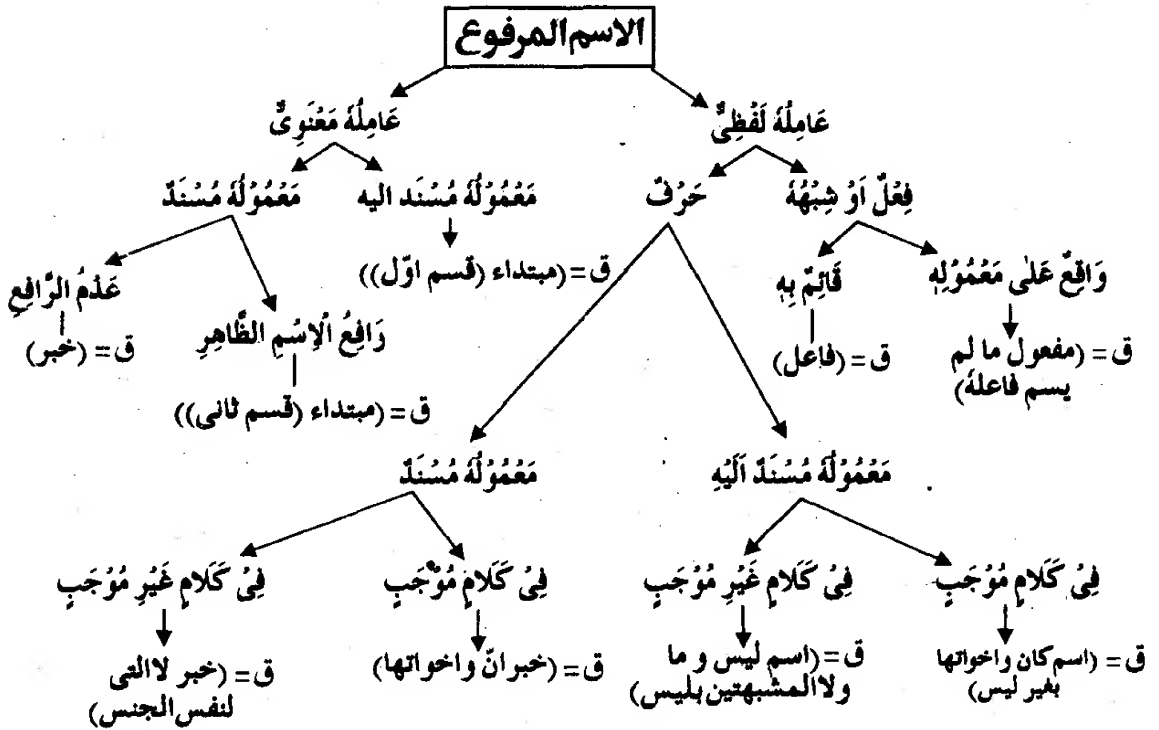
**فائدة:** ''الاسماء المرفوعات'' مصنفؒ کی یہ عبارت ترکیبی لحاظ سے موصوف وصفت ہے لیکن اس پر ایک اعتراض ہے اور اعتراض ایک ضابطہ پر موقوف ہے ضابطہ یہ ہے کہ تذکیر وتانیث کے اعتبار سے موصوف وصفت کے درمیان مطابقت ضروری ہے یعنی اگر موصوف مذکر ہے تو صفت بھی مذکر ہو اور موصوف مؤنث ہے تو صفت بھی مؤنث لائی جائیگی۔ اعتراض یہ ہے کہ مصنف کی مذکورہ بالا عبارت اس ضابطہ کے خلاف ہے کیونکہ الاسماء یہ اسم کی جمع ہے جو کہ مذکر ہے اور المرفوعات جمع مؤنث سالم ہے تو موصوف مذکر کی صفت جمع مؤنث لائی گئی ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

**الجواب:** مذکورہ سوال کا جواب بھی ایک ضابطہ پر موقوف ہے۔ ا۔ قاعدہ ہے کہ اسم لایعقل کی صفت کی جمع الف اور تاء سے لائی جاتی ہے اگر چہ وہ اسم مذکر ہو ۲۔ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ اسم غیر عاقل کی جمع حکم میں واحدہ مؤنثہ کے ہوتی ہے اس کی صفت واحدہ مؤنثہ اور جمع مؤنث کے ساتھ لائی جاسکتی ہے جیسے الایام الخالیات، الخالیۃ، الجبال الراسخات، الراسخۃ تو جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا عبارت درست ہے کیونکہ پہلے ضابطہ کے مطابق لایعقل جو کہ الاسماء ہے کی صفت المرفوعات جمع ہے اگر چہ اسکا مفرد مذکر ہے لانا صحیح ہے دوسرے ضابطہ کے مطابق بھی المرفوعات کو الاسماء کی صفت لانا درست ہے۔

## اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ

ا۔ مرفوعات مرفوع کی جمع ہے یا مرفوعۃ کی؟ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ مرفوعات کتنے اور کون کونسے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں۔ (دیکھئے البحث الرابع) ۳۔ مرفوعات کی بحث کو منصوبات اور مجرورات پر کیوں مقدم کیا؟ (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ ''الاسماء المرفوعات'' کی عبارت پر کونسا اعتراض وجواب وارد ہوتا ہے؟ (فائدہ)

# الفصل الاول فی الفاعل

**فَصْلٌ:** اَلْفَاعِلُ كُلُّ اِسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ اَوْصِفَةٌ اُسْنِدَ اِلَيْهِ عَلٰى مَعْنٰى اَنَّهُ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَ زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا وَمَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا.

**ترجمة:** فاعل ہر وہ اسم ہے کہ اس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت کا ہو جس کی اس اسم کی طرف نسبت کی گئی ہو اس معنی پر کہ وہ

---

نحوی ترکیب: الفاعل مبتداء کل مضاف اسم موصوف قبلہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ثبت فعل محذوف کا فعل معطوف علیہ او عاطفہ صفۃ معطوف، معطوف سے ملکر موصوف اسند فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل راجع بسوئے فعل او صفۃ بتاویل کل واحدٍ الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق اسند علی جار معنی مضاف ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسم قام فعل ماضی معلوم ہو ضمیر فاعل بہٖ جار مجرور ظرف لغو متعلق قام فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ لا عاطفہ وقع علیہ بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر اَنّ، اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر مضاف الیہ معنی مضاف کا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اسند کے، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر صفت ہوئی موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل ثبت فعل کا، ثبت فعل مذکور اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صفت اسم موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا کل کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ بقیہ ترکیب واضح ہے۔

فعل یا صیغہ صفت کا اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے قام زیدٌ اور زید ضارب ابوہ عمرًوا اور ماضرب زید عمرًوا۔ (زید کھڑا ہو گیا) (زید اس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) (زید نے عمرو کو نہیں مارا)۔

**خُلاصَةُ المَباحِث:** مصنفؒ مرفوعات کی تمہید سے فارغ ہو کر پہلی قسم کی تفصیل کو بیان فرماتے ہیں جو کہ فاعل کے بیان میں ہے اور یہ تفصیل چار ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔ فاعل کو بقیہ اقسام پر مقدم کرنے کی وجہ ۲۔ فاعل کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (كُلُّ اِسْمٍ..... عَمْرواً) ۳۔ اسم فاعل اور فاعل کے درمیان فرق ۴۔ فاعل متعلق نو مسائل (كُلُّ فِعْلٍ ......مِنَ الْمَرْفُوعَاتِ)

(نوٹ): اول اور ثالث ابحاث مذکورہ بالا فصل کے متعلق ہونے کی وجہ سے افادہ کیلئے مذکور ہے (اگر چہ عبارت میں موجود نہیں)

## تشریح: البحث الاول فی وجه تقديم الفاعل على سائر الاقسام:

مصنفؒ نے فاعل کو بقیہ اقسامِ مرفوعات سے مقدم کیا بوجہ اصل ہونے کے اور اصل ہونے کی تفصیل یہ ہے کہ مرفوعات کی آٹھ قسموں میں سے چار اصل ہیں اور باقی چار فرع ہیں فاعل، مبتداء، خبر، نائب الفاعل، پھر ان میں سے دو اصل ہیں اور دو تابع ہیں فاعل اور مبتداء اصل ہیں اور باقی دو تابع ہیں۔ پھر مبتداء اور فاعل میں اصل کون ہے اسمیں نحویوں کا اختلاف ہے۔ جمہور نحوی فاعل کو اصل اور مبتداء کو اس کی فرع کہتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اس بارے میں سب نحویوں کا اتفاق ہے کہ اصل الجملہ جملہ فعلیہ ہے اور جو اصل جملہ کی جزء ہوگی وہ بھی اصل ہوگی، چونکہ فاعل جملہ فعلیہ کی جزء ہے اور وہ تمام جملوں میں سے اصل ہے تو فاعل بھی اصل ہوا۔ چونکہ مصنف کا بھی یہی مذہب ہے اس وجہ سے فاعل کو مقدم کیا۔

بعض نحوی مبتداء کو اصل اور فاعل کو اس کا تابع کہتے ہیں وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ مسند الیہ میں اصل مقدم ہوتا ہے اور مبتداء اپنی اصل پر ہے بخلاف فاعل کے وہ فعل یعنی مسند سے مؤخر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ مرفوعات کی بحث میں مبتداء کو مقدم کرتے ہیں اور یہی مذہب سیبویہ کا ہے۔ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ مبتداء کی طرف فعل اور اسم دونوں کا اسناد ہوتا ہے اور فاعل کی طرف صرف فعل کا اسناد ہوتا ہے۔ اسناد کی تعمیم مفید ہے۔

## البحث الثانی فی تعریفه مع التوضيح بالمثال (كُلُّ اِسْمٍ ......عَمْرًوا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کی تعریف کی ہے اور مثال سے اس کی وضاحت کی ہے۔ فاعل لغت میں کام کرنے والے کو کہتے ہیں اور فعل کام کو اور جس پر کام واقع ہو اسے مفعول بہ کہتے ہیں۔

نحویوں کی اصطلاح میں فاعل ہر وہ اسم ہے خواہ حقیقی یا تاویلی کہ اس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت کا ہو اور وہ فعل یا صیغہ صفت کا اس اسم حقیقی یا تاویلی کی طرف مسند ہو رہا ہو اس معنی پر کہ وہ فعل یا صیغہ صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں کہ ۱۔ فاعل اسم ہوگا ۲۔ اس سے پہلے فعل یا صیغہ صفت ہوگا ۳۔ وہ فعل یا صیغہ صفت اس اسم کی طرف مسند ہوگا ۴۔ وہ فعل یا صیغہ صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہوگا اس پر واقع نہ ہوگا۔ جب کسی اسم میں یہ چار باتیں پائی جائیں گی تو وہ فاعل کہلائے گا۔

**تعریف ومعرّف / فوائد قیود:** اس عبارت میں الفاعل معرَّف (بفتح الراء) ہے اور کل اسم الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک جنس جو شمولیت کا فائدہ دیتی ہے یعنی معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہوتی ہے دوسری کئی فصول جو کہ جدائی کا

فائدہ دیتی ہیں یعنی معرّف سے غیر معرّف کو علیحدہ کرتی ہیں جن کو فوائد قیود کے عنوان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس تعریف میں ''کُلُّ اِسْمٍ'' درجہ جنس کا ہے یہ فاعل اور دیگر اسماء کو شامل ہے۔ ''قَبْلَه فِعْلٌ اَوْصِفَةٌ'' یہ فصل اول ہے اس سے مبتداء اور خبر دونوں خارج ہو گئے کیونکہ ان سے پہلے نہ فعل ہے اور نہ صیغہ صفت کا۔ ''اُسْنِدَ اِلَيْهِ'' قید احترازی نہیں بلکہ اسکو مقصود کی وضاحت کیلئے لایا گیا ہے۔ ''عَلٰى مَعْنَى اَنَّهُ قَامَ بِهٖ لَا وَقَعَ عَلَيْهِ'' یہ دوسری فصل ہے اس سے نائب الفاعل خارج ہو گیا کیونکہ اس کی طرف فعل بطریق الوقوع مسند ہے۔

مصنفؒ نے فاعل کی تین امثلہ ذکر کی ہیں۔ ایک فعل لازمی مثبت کی جیسے زیدٌ کا لفظ ''قَامَ زیدٌ'' والے جملہ میں فاعل ہے اس میں چاروں چیزیں موجود ہیں۔ دوسری مثال صیغہ صفت کی دی ہے'' زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا'' اس جملہ میں ''ابوہ'' فاعل ہے اور اس سے پہلے صیغہ صفت کا ہے اور ''ابوہ'' کی طرف بطریق القیام مسند ہے نہ بطریق الوقوع۔ تیسری مثال فعل متعدی منفی کی دی ہے'' مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا'' (زید نے عمرو کو نہیں مارا) اس مثال میں زید اسم ہے اس سے پہلے فعل منفی ہے جو کہ بطریق القیام اس کی طرف مسند ہے۔

**البحث الثالث فی الفرق بین اسم الفاعل والفاعل:** اسم فاعل اور فاعل کے درمیان دو فرق زیادہ مشہور ہیں

۱۔ اسم فاعل عامل ہے اور فاعل معمول ہے جیسے زَيْدُ ضَارِبٌ اَبُوْهُ اس مثال میں ''ضاربٌ'' اسم فاعل ہے اور ''ابوہٗ'' میں عمل کرنے کی وجہ سے عامل ہے اور ''ابوہ'' فاعل ہے اور ''ضارب'' کا معمول ہے۔

۲۔ فاعل اسم جامد ہوتا ہے اور اسم فاعل مشتق ہوتا ہے۔ اسم جامد وہ اسم ہے جو کسی سے نہ تو نکلے اور نہ ہی کوئی اس سے نکلے اور اسم مشتق وہ اسم ہے جو خود کسی سے نکلا ہو جیسے ضارب، قائمٌ وغیرہ۔

وَكُلُّ فِعْلٍ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوْعٍ مَظْهَرٍ كَذَهَبَ زَيْدٌ اَوْ مُضْمَرٍ بَارِزٍ كَضَرَبْتُ زَيْداً اَوْ مُسْتَتِرٍ كَزَيْدٌ ذَهَبَ[1] وَاِنْكَانَ الْفِعْلُ مُتَعَدِّيا كَانَ لَهٗ مَفْعُوْلٌ بِهٖ اَيْضًا نحوُ ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا[2] .

**ترجمة:** ہر فعل کیلئے مرفوع مظہر فاعل ضروری ہے جیسے ذهب زیدٌ یا مضمر بارز جیسے ضربت زیداً یا مستتر جیسے زیدٌ ذَهَبَ اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کے لئے مفعول بہ بھی ہوگا جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً۔

**تشریح: البحث الرابع فی المسائل التسعة المتعلقة بالفاعل** (كُلُّ فِعْلٍ ......مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ):

مصنفؒ نے اس عبارت میں فاعل کے متعلق نو مسائل ذکر کئے ہیں لیکن مذکورہ بالا عبارت اول مسئلہ کی وضاحت کے بیان میں ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) کل مضاف فعل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء لانفی جنس بُدَّ اسم ہوا ''لا'' کا لہ جار مجرور ظرف لغو متعلق بُدَّ من جار فاعل موصوف مرفوع صفت اول مظہر معطوف علیہ او عاطفہ مضمر موصوف بارز معطوف علیہ او عاطفہ مستتر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف ہوا مظہر معطوف علیہ کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت ثانی فاعل موصوف کی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر لا، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استئنافیہ ان حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ الفعل اسم ہوا کان کا، متعدیا خبر کان کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط کان فعل از افعال ناقصہ لہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا خبر مقدم مفعول صیغہ صفت بہ جار مجرور ملکر ظرف نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر اسم، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)۔

**المسئلۃ الاولیٰ فی بیان فاعل الفعل**(كُلَّ فِعلٍ ......عَمْرًوا): اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق پہلا مسئلہ بیان کیا ہے کہ ہر فعل کیلئے خواہ لازم ہو یا متعدی ہو فاعل مرفوع کا ہونا ضروری ہے یعنی بغیر فاعل کے کوئی فعل نہیں ہوگا۔(فعل لازم وہ ہے جو فاعل پر تام ہو جائے مفعول بہ کو نہ چاہیے جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ اور متعدی وہ ہے جو فاعل سے گذر کر مفعول بہ تک پہنچ جائے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً اس میں ضَرَبَ زَيْدٌ سے گذر کر عمرواً تک پہنچی ہے) پھر فاعل مرفوع دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر اگر فاعل اسم ظاہر ہو جیسے ذَهَبَ زَيْدٌ اس میں زید اسم ظاہر ہے مرفوع ہے اور فاعل ہے اگر مضمر ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں اسم مضمر بارز ہوگا (وہ ضمیر جو زبان سے ادا کی جائے اور لفظوں میں موجود ہو) جیسے ضَرَبْتُ زَيْداً میں ''تُ'' ضمیر فاعل ہے اور بارز ہے یا مستتر ہوگا (وہ ضمیر جو زبان سے ادا نہ ہو اور نہ ہی الفاظ میں موجود ہو) جیسے زَيْدٌ ذَهَبَ اس مثال میں ذَهَبَ کے اندر ضمیر مستتر ہے جو کہ ھو ہے اور وہ فاعل ہے۔(یہ تفصیل فاعل کے فعل لازم اور متعدی ہونے کی ہے)۔

اور اگر فاعل کا فعل متعدی ہو تو فاعل کے لازم ہوتے ہوئے مفعول بہ کا ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ فعل متعدی کا سمجھنا جس طرح فاعل پر موقوف ہے اسی طرح مفعول پر بھی موقوف ہے جیسے ضَرَب زَيْدٌ عَمْرواً (زید نے عمرو کو مارا) اس میں ضَرَبَ فعل زَيْدٌ فاعل اور عمرواً مفعول بہ ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُظْهَرًا وُحِّدَ الْفِعْلُ اَبَدًا نحو ضَرَبَ زَيْدٌوَضَرَبَ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ وَإِنْ كَانَ مُضْمَراً وُحِّدَ لِلْوَاحِدِ نَحوُ زَيْدٌ ضَرَبَ وَثُنِّيَ لِلْمُثَنّٰى نَحوُ الزَّيْدَانِ ضَرَبَا وَجُمِعَ لِلْجَمْعِ نَحوُ الزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

**ترجمة:** اور اگر فاعل مظہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ اور ضَرَبَ الزَّيْدَان اور ضَرَبَ الزَّيْدُوْن اور اگر فاعل مضمر ہو تو فعل واحد کیلئے واحد لایا جائے گا جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ اور تثنیہ کیلئے تثنیہ جیسے اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا اور جمع کیلئے جمع لایا جائے گا جیسے اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

**تشریح: المسئلۃ الثانیۃ فی بیان حالت فعل الفاعل افراداً وتثنیۃ وجمعاً** (وَإِنْ كَانَ......ضَرَبُوْا): اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے فعل کی افراد تثنیہ جمع کے اعتبار سے حالت کو بیان کیا ہے۔ فاعل دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر ہوگا اگر مظہر ہے مذکر ہوگا یا مؤنث تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا اگرچہ فاعل تثنیہ ہو یا جمع ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ ضَرَبَتْ هِنْدٌ ضَرَبَ الزَّيْدَانِ ضَرَبَتْ هِنْدَانِ ضَرَبَ الزيدُوْنَ ضَرَبَتْ هِنْدَاتٌ اور اگر فاعل مضمر ہوگا تو فعل فاعل کے مطابق ہوگا واحد کیلئے واحد تثنیہ کے لئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ، هِنْدٌ ضَرَبَتْ، اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا، اَلْهِنْدَانِ ضَرَبَتَا، اَلزَّيْدُوْنَ

---

نحوی ترکیب: ان حرف شرط کان فعل ناقص الفاعل اسم مظہراً خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط وُحِّدَ فعل ماضی مجہول الفعل نائب الفاعل ابداً مفعول فیہ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اِنْ حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر راجع بسوئے الفعل اسم کان، مضمراً خبر کان، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط وُحِّدَ فعل مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل للواحد جار مجرور ظرف لغو متعلق وُحِّدَ، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ثُنّی بشرح سابق معطوف علیہ واو عاطفہ جُمِعَ لِلْجَمع بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف ہوا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا (امثلہ کی ترکیب واضح ہے) ظفر۔

ضَرَبُوا الْهِنْدَاتُ ضَرَبْنَ ۔

(نوٹ)''اسکا تفصیلی نقشہ احقر کی مرتب کردہ کتاب ''ھدایۃ النحو کے حل شدہ سوالات'' میں ملاحظہ فرماویں''۔

**ہر ایک جزء کی دلیل:** فاعل اگر مظہر ہوتو فعل کو ہمیشہ مفرد اس وجہ سے لائیں گے تاکہ تکرارِ فاعل لازم نہ آئے کیونکہ فاعل کے تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں اگر فعل کو بھی تثنیہ اور جمع لائیں تو تثنیہ کی ضمیر اسی طرح جمع کی ضمیر بھی فاعل ہونگے اور اسم ظاہر بھی فاعل ہوگا جیسے ضَرَبَا الزَّيْدَانِ اور تکرارِ فاعل جائز نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جب فاعل کی شکل سے بھی اسکا تثنیہ جمع ہونا معلوم ہوگیا تو فعل کو تثنیہ لانے کی ضرورت نہیں۔

اگر فاعل مضمر ہوتو تثنیہ اور جمع کی صورت میں فعل کو فاعل کے مطابق لانے میں تکرارِ فاعل لازم نہیں آتا اس لئے فاعل کے مطابق فعل لائیں گے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر فاعل کے مطابق فعل نہ لائیں تو تثنیہ اور جمع کی صورت میں راجع اور مرجع میں مطابقت نہ ہوگی کیونکہ ضمیر مفرد ہوگی اور مرجع تثنیہ یا جمع ہوگا جیسے اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَ اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبَ ان امثلہ میں مرجع اَلزَّيْدَانِ اور اَلزَّيْدُوْنَ ہیں جو کہ تثنیہ اور جمع ہیں اور ضَرَبَ کی ضمیر مفرد ہے جو کہ ھو ہے اور یہ جائز نہیں اس لئے فعل کا فاعل کے مطابق لانا ضروری ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْفَاعِلُ مُؤَنَّثًا حَقِيْقِيًّا[1] وَهُوَ مَا بِازَائِهِ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيْوَانِ اُنِّثَ الْفِعْلُ اَبَدًا اِنْ لَمْ تَفْصِلْ بَيْنَ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ نحو قَامَتْ هِنْدٌ[2] وَاِنْ فَصَلْتَ فَلَكَ الْخِيَارُ فِي التَّذْكِيْرِ وَالتَّانِيْثِ نَحْوُ ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ ضَرَبَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ وَكَذٰلِكَ فِي الْمُؤَنَّثِ الْغَيْرِ الْحَقِيْقِيِّ نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ[3] هٰذَا اِذَا كَانَ الْفِعْلُ مُسْنَدًا اِلَى الْمُظْهَرِ[4] وَاِنْ كَانَ مُسْنَدًا اِلَى الْمُضْمَرِ اُنِّثَ اَبَدًا نَحْوُ اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ[5]۔

**ترجمة:** اور اگر فاعل مؤنث حقیقی ہے اور وہ (مؤنث حقیقی) وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو'' تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ لائے جیسے قَامَتْ هِنْدٌ اور اگر فاصلہ لائے تو تجھے مذکر اور مؤنث لانے میں اختیار ہے جیسے ضَرَبَ الْيَوْمَ هِنْدٌ اور اگر تو چاہیے کہے ضربت الیوم ھند اور مؤنث غیر حقیقی میں اسی طرح ہے جیسے طلعت الشمس اور اگر تو چاہے کہے طلع

---

نحوی ترکیب: (۱) ان شرطیہ کان فعل ناقصہ الفاعل اسم کان کا مؤنثا موصوف حقیقیا صفت موصوف صفت ملکر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط اُنث فعل ماضی مجہول الفعل نائب الفاعل ابداً مفعول فیہ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول فیہ سے ملکر جزاء مقدم ان شرطیہ لم تفصل فعل. جحد مخاطب معلوم فعل بافاعل بین ظرف مضاف الفعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ الفاعل معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر شرط جزاء مقدم سے ملکر جزاء شرط اول کی شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) واؤ اعتراضیہ ھو ضمیر راجع بسوئے مؤنث حقیقی مبتداء ما موصولہ بازائہ جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم ذکر موصوف من الحیوان جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن صفت، موصوف صفت ملکر مبتداء مؤخر مبتداء خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ معترضہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ ان شرطیہ فصلت فعل ماضی معلوم فعل بافاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط فاء جزائیہ لک جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم الخیار اسم مصدر فی جار التذکیر والتانیث معطوف علیہ و معطوف ملکر مجرور جار ظرف لغو متعلق الخیار مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر مقدم سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا وان شئت شرط قلت ضربت الیوم ھند جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ کذلک خبر مقدم الخیار مبتداء محذوف فی المؤنث الغیر الحقیقی جار مجرور ظرف متعلق الخیار، مبتداء خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ''وان شئت قلت طلع الشمس'' بشرح سابق شرط و جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

الشمس یہ ساری تفصیل اس وقت ہے جب فعل مظہر کی طرف مسند ہو اور اگر مضمر کی طرف مسند ہو تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائیگا جیسے الشمس طلعت

**تشریح: المسئلة الثالثة فی بیان حالت فعل الفاعل تذکیرا و تانیثا** (وَاِنْ کَانَ الْفَاعِلُ ...... اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق تیسرا مسئلہ ذکر کیا ہے کہ اگر فاعل مؤنث ہو خواہ حقیقی یا غیر حقیقی تو اس وقت تذکیر و تانیث کے اعتبار سے فعل کو کیسا لائیں گے مذکر یا مؤنث تفصیل سے پہلے مؤنث حقیقی کی تعریف کی ہے اور اس سے غیر حقیقی کی تعریف بھی سمجھی گئی۔

مؤنث حقیقی کی تعریف یہ ہے کہ مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلہ میں حیوان مذکر ہو جیسے امرأۃ کے مقابلہ میں رجل اور ناقۃ کے مقابلہ میں جمل ہے۔

مؤنث غیر حقیقی وہ ہے کہ اس کے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر نہ ہو عام ہے کہ اس کا مذکر نہ ہو یا مذکر تو ہو لیکن حیوان نہ ہو جیسے الشمس، الظلمة (سورج، اندھیرا) جیسے نخلۃ اس کے مقابلہ میں مذکر نخل ہے لیکن جاندار نہیں ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ فعل کا فاعل اگر مؤنث ہو (عام ہے کہ مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو) تو دو حال سے خالی نہیں مؤنث حقیقی ہوگا یا غیر حقیقی (دونوں کی تعریف اوپر گذر چکی) اگر مؤنث حقیقی ہے تو دو حال سے خالی نہیں اسم مظہر ہوگا یا اسم مضمر ہوگا۔ اگر مظہر ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہوگا یا نہیں اگر ثانی صورت ہے تو فعل ہمیشہ مؤنث ہوگا جیسے قامت هندٌ اس کو قَامَ هِندٌ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اگر فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہے تو فعل کو مذکر بھی لایا جاسکتا ہے اور مؤنث بھی لاسکتے ہیں۔ جیسے ضَرَبَ الْیَومَ هندٌ ضَرَبَتِ الیومَ هِندٌ۔ اسی طرح اگر فاعل مؤنث غیر حقیقی مظہر ہو تو فعل کے مذکر و مؤنث لانے میں اختیار ہے خواہ فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہو یا نہ ہو یعنی فعل کو مذکر بھی لایا جاسکتا ہے اور مؤنث بھی لاسکتے ہیں جیسے طَلَعَتِ الشَّمْسُ، طَلَعَ الشَّمْسُ، طَلَعَتِ الْیَوْمَ شَمْسٌ طَلَعَ الْیَوْمَ شَمْسٌ۔

اور اگر فعل کا فاعل مضمر ہو خواہ مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی تو فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائیگا جیسے هِندٌ قَامَتْ، اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ انکو هِندٌ قَامَ اور اَلشَّمْسُ طَلَعَ پڑھنا جائز نہیں ہے۔ اول مثال مؤنث حقیقی مضمر کی اور ثانی مؤنث غیر حقیقی مضمر کی ہے۔

(نوٹ: اس مسئلہ کا تفصیلی نقشہ احقر کی مؤلفہ "ہدایۃ النحو کے حل شدہ پرچہ جات" میں دیکھا جاسکتا ہے نیز فعل کے تذکیر و تانیث میں اختیار والے حالات کا الگ نقشہ بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں)

**وَجَمْعُ التَّکْسِیرِ کَالْمُؤَنَّثِ الْغَیْرِ الْحَقِیْقِیِّ**(۱) **تَقُوْلُ قَامَ الرِّجَالُ وَاِنْ شِئْتَ قُلْتَ قَامَتِ الرِّجَالُ**(۲) **وَالرِّجَالُ قَامَتْ وَیَجُوْزُ فِیْهِ الرِّجَالُ قَامُوْا**(۳)

**ترجمة:** جمع تکسیر مؤنث غیر حقیقی کی مانند ہے تو کہے گا قام الرجال و اگر چاہے کہے قَامَتِ الرِّجَالُ اور اَلرِّجَالُ قَامَتْ

(۴) ھذا مبتداء اذا ظرفیہ مضاف کان فعل ناقص الفعل اسم مسنداً صیغہ صفت الی المظہر جار مجرور ظرف لغو متعلق مسنداً کے صیغہ صفت اپنے متعلق سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ اذا ظرف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ فعل محذوف ثبت کا، فعل فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (۵) واؤ عاطفہ ان کان مسنداً الخ بشرح سابق شرط انث ابداً جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) جمع التکسیر مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء کاف مشبہ جارہ المؤنث الغیر الحقیقی موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اوراس میں اَلرِّجَالُ قَامُوْا جائز ہوگا۔

**تشریح: المسئلة الرابعة فی بیان حال فعل الفاعل اذا کان جمع التکسیر تذکیرا او تانیثا**(جَمْعُ التَّکْسِیْرِ ...... قَامُوْا)

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق چوتھا مسئلہ بیان کیا کہ جب فاعل جمع تکسیر ہوتو اس وقت تذکیروتانیث کے اعتبار سے اس کے فعل کے کیا حالات ہونگے ؟ جمع تکسیر سے مراد وہ جمع ہے جس کے واحد کی بناء صحیح سالم نہ ہوخواہ مذکر عاقل کی جمع ہو جیسے رجال رجل کی جمع ہے یا مذکر غیر عاقل کی جیسے جمال یہ جمع ہے جَمَلٌ کی ایام جمع ہے یوم کی خواہ مؤنث کی جمع ہو جیسے نسوۃ امرأۃ کی خلاف قیاس جمع ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر فعل کا فاعل جمع تکسیر ہوتو اس کے فعل کا تذکیروتانیث کے اعتبار سے حال مؤنث غیر حقیقی کی طرح ہے۔ یعنی حاصل یہ ہے کہ اگر فاعل جمع تکسیر ہوتو دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر ہوگا اگر مظہر ہے تو دو حال سے خالی نہیں فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں فعل کو مذکر بھی لاسکتے ہیں اور مؤنث بھی جیسے قام الرجال اور قامت الرجال، قام الیوم رجال، قَامَتِ الْیَوْمَ رِجَالٌ اگر فاعل جمع تکسیر مضمر ہوتب بھی مذکر بھی لاسکتے ہیں اور مؤنث بھی جیسے الرجال قامت اور الرجال قاموا۔

**فائدہ:** جمع التکسیر کو مصنفؒ نے مؤنث غیر حقیقی کے ساتھ تشبیہ دی ہے یہ تشبیہ من کل الوجوہ نہیں ہے بلکہ جمع تکسیر جب فاعل مظہر ہوتو وہ مؤنث غیر حقیقی فاعل مظہر کی طرح ہے لیکن جب مضمر ہوتو اس وقت مؤنث غیر حقیقی سے حکم میں (یعنی فعل کی حالت بیان کرنے میں) جدا ہے بلکہ دیکھیں گے کہ اگر فاعل جمع تکسیر کی ضمیر ہے تو دیکھیں گے وہ مذکر غیر عاقل کی جمع ہے یا مذکر عاقل کی اگر ثانی صورت ہے تو فعل کے آخر میں تاءِ تانیث لانا بھی جائز ہے اور واؤ جمع بھی لاسکتے ہیں جیسے اَلرِّجَالُ قَامَتْ اس میں رجال بتاویل جمات مؤنث ہوگا۔ اور اَلرِّجَالُ قَامُوْا بھی کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر مذکر غیر عاقل کی جمع ہے یا مؤنث غیر عاقل کی جمع ہے یا مؤنث عاقل کی جمع ہے تو تاءِ تانیث اور نون جمع مؤنث دونوں فعل پر لاسکتے ہیں اول کی مثال الایام مَضَتْ اور الایام مَضَیْنَ نون جمع مؤنث کے ساتھ فعل لایا گیا ہے اور ثانی کی مثال اَلْعُیُوْنُ جَرَتْ تاء کے ساتھ اور اَلْعُیُوْنُ جَرَیْنَ نون کی مثال اور ثالث کی مثال اَلنِّسَاءُ جَاءَتْ تاء کے ساتھ فعل کو لانا اور اَلنِّسَاءُ جِئْنَ فعل کو نون جمع مؤنث کے ساتھ لانا۔

(نوٹ): جمع تکسیر کے فاعل ہونے کی صورت میں اس کے فعل کے احوال تذکیراوتانیثاً کا تفصیلی نقشہ احقر کی مرتبہ "ھدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات" میں دیکھا جاسکتا ہے۔

وَیَجِبُ تَقْدِیْمُ الْفَاعِلِ عَلَی الْمَفْعُوْلِ اِذَا کَانَا مَقْصُوْرَیْنِ وَخِفْتَ اللَّبْسَ نحو ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی[1] وَ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُ الْمَفْعُوْلِ عَلَی الْفَاعِلِ اِنْ لَمْ تَخِفِ اللَّبْسَ نَحْوُ اَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یَحْیٰی وَضَرَبَ عَمْرًا زَیْدٌ[2]۔

**ترجمة:** اور فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے جب دونوں اسم مقصور ہوں اور تجھے التباس کا خوف ہو جیسے ضَرَبَ

---

(۲) ان شئت بشرح سابق شرط قلت قامت الرجال الخ جزاء شرط اور جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (۳) واؤ استنافیہ یجوز فعل مضارع معلوم فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق یجوز کے "الرجال قاموا" بتاویل ھذا الترکیب فاعل یجوز کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یا استنافیہ یجب فعل مضارع معلوم تقدیم مصدر مضاف الفاعل مضاف الیہ علی المفعول جار مجرور ظرف لغو متعلق تقدیم کے، تقدیم مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء مقدم یا دال بر جزاء، اذا شرطیہ کان فعل ناقصہ الف ضمیر اسم، مقصورین خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ خفت فعل ماضی معلوم فعل بافاعل اللبس مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط مؤخر، شرط اور جزاء مقدم ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

مُوسیٰ عیسیٰ اور مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے اگر تجھے التباس کا خوف نہ ہو جیسے اکل الکمثریٰ یحیٰی اور ضَرَبَ عمروًا زیدٌ۔

**تشریح: المسئلة الخامسة فی بیان وجوب تقدیم الفاعل علی المفعول** (وَیَجِبُ تَقْدِیْمُ ...... عِیْسٰی):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق پانچواں مسئلہ ذکر کیا کہ فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ فاعل چونکہ جملہ فعلیہ کی جزء ہے اور جملہ فعلیہ کے ارکان میں سے قوی رکن ہے اسکا اصل یہ ہے کہ فعل کے ساتھ ہو یعنی مفعول بہ پر مقدم ہو لیکن کبھی فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہوتا ہے وہ اس صورت میں کہ جب فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہوں اور ہر ایک فاعل بھی اور مفعول بہ بھی بن سکتا ہو اور التباس کا خوف بھی ہو یعنی فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر کوئی قرینہ لفظی یا معنوی موجود نہ ہو تو اس وقت فاعل کو مفعول بہ پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ التباس ہوگا اور یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ کون فاعل ہے اور کون مفعول ہے اور مقصود میں خلل آئے گا جیسے ضَرَبَ موسیٰ عیسیٰ (موسیٰ نے عیسیٰ کو مارا) اس مثال میں فاعل اور مفعول بہ دونوں اسم مقصور ہیں اور دونوں فاعل بھی بن سکتے ہیں اور مفعول بہ بھی اور ان میں کوئی قرینہ لفظی (جو فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرے) نہیں پایا جاتا اور نہ ہی کوئی معنوی قرینہ موجود ہے لہٰذا فاعل کو مقدم کرنا واجب ہے چنانچہ موسیٰ فاعل ہے۔ اسی طرح شَتَمَتْ سُعْدیٰ سَلْمٰی۔ (سعدی نے سلمیٰ کو گالی دی) اس مثال میں بھی قرینہ لفظی و معنوی نہ پائے جانے کی وجہ سے فاعل جو کہ ''سعدی'' ہے کو مقدم کرنا واجب ہے۔ یہ لفظ اگر ''سعدی'' ہے تو قرینہ معنویہ موجود ہے۔ اور اگر سُعدیٰ ہے تو پھر تعیین کریں، نیز بر تقدیر اول اسم منسوب ہے اور اس کا اعراب لفظی ہے۔

**المسئلة السادسة فی بیان جواز تقدیم المفعول علی الفاعل** (وَیَجُوْزُ ...... ضَرَبَ عَمْرواً زَیْدٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق چھٹا مسئلہ (فاعل کے مفعول کو فاعل پر مقدم کرنے کے جواز میں) بیان کیا ہے۔

یعنی جب فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرنے والا قرینہ موجود ہو اور التباس کا خوف نہ ہو اگر چہ دونوں اسم مقصور ہیں تو مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے۔ قرینہ عام ہے لفظی ہو یا معنوی ہو۔ لفظی قرینہ کے موجود ہونے کی مثال ''ضَرَبَ عمروًا زیدٌ'' ہے۔ اس مثال میں لفظی اعراب فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت پر دلالت کرتا ہے اور الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے لہٰذا مفعول کو مقدم کرنا جائز ہے معنوی قرینہ کی مثال ''اَکَلَ الْکُمَثْریٰ یَحْیٰی'' (یحیٰی نے امرود کو کھایا) اس مثال میں فاعل اور مفعول بہ اگر چہ اسم مقصور ہیں لفظی اعتبار سے فاعل اور مفعول بہ کے درمیان امتیاز نہیں معلوم ہو رہا لیکن معنی سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ الکمثریٰ فاعل نہیں بن سکتا بلکہ مفعول ہے اور یحیٰی فاعل ہے لہٰذا مفعول کو مقدم کیا جا سکتا ہے۔

**وَیَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ حَیْثُ کَانَتْ قَرِیْنَةٌ نَحْوُ زَیْدٌ فِیْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ ضَرَبَ[1] وَکَذَا یَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ وَالْفَاعِلِ مَعاً کَنَعَمْ فِی جَوَابِ مَنْ قَالَ اَقَامَ زَیْدٌ[2] وَقَدْ یُحْذَفُ الْفَاعِلُ وَیُقَامُ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَهُ اِذَا کَانَ الْفِعْلُ مَجْهُوْلاً نَحْوُ ضُرِبَ زَیْدٌ[3] وَهُوَ الْقِسْمُ الثَّانِی مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ[4].**

---

(۲) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم تقدیم المفعول علی الفاعل بشرح سابق فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء مقدم یا دال بر جزاء۔ ان شرطیہ لم تخف فعل جحد معلوم فعل با فاعل اللبس مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر شرط مؤخر، شرط جزاء مقدم سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)۔

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم حذف الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل حیث مضاف کانت فعل تام قرینۃ فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یجوز کا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**ترجمة:** اور فعل کو حذف کرنا جائز ہوتا ہے جہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے زیدٌ کا لفظ اس شخص کے جواب میں جس نے کہا ''من ضَرَبَ'' اور اسی طرح فعل اور فاعل دونوں کا حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے نعم اس شخص کے جواب میں جس نے کہا ''اَقَامَ زَیْدٌ'' اور کبھی کبھار فاعل کو حذف کر دیا جاتا ہے اور مفعول کو اس کی جگہ ٹھہرا دیا جاتا ہے جب کہ فعل مجہول ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ اور وہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے۔

**خُلاصَۃُ الْمَباحِث:** مصنفؒ نے مذکورہ بالا عبارت میں فاعل کے متعلق تین مسئلے ذکر کئے ہیں۔ ا۔فعل کا حذف جوازی (ویجوز حذف ... ضرب) ۲۔فعل وفاعل دونوں کا حذف جوازی (وکذا یجوز ...... اقام زید) ۳۔اکیلے فاعل کا حذف (وقد یحذف ...... من المرفوعات)

## تشریح: المسئلة السابعة فی بیان حذف الفعل جوازاً (ویجوز حذف ...... ضرب):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق ساتواں مسئلہ (فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے) کو بیان کیا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ فاعل کے فعل کے حذف پر پایا جائے یعنی فاعل کے فعل کی حذفیت پر دلالت کر رہا ہو تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے قرینہ ''اَلْاَمْرُ الدَّالُّ عَلٰی تَعْیِیْنِ الشَّیْءِ'' (یعنی کسی شئی کی تعیین پر دلالت کرنے والا امر) کو کہتے ہیں۔ قرینہ کی دو قسمیں ہیں ا۔قرینہ مقالیہ یعنی محذوف کی حذفیت پر دلالت کرنے والی چیز کا تعلق قول سے ہو جو کہ سائل کا سوال بھی ہے۔ ۲۔قرینہ حالیہ یعنی محذوف کی حذفیت پر متکلم کا یا مخاطب کا حال دلالت کرے) جیسے جب کوئی شخص دوسرے سے پوچھے ''من ضَرَبکَ'' (تجھے کس نے مارا) تو وہ شخص جواب میں کہے (زیدٌ) اصل میں ضَرَبَنِیْ زیدٌ تھا فعل ضرب کو سائل کی وجہ سے حذف کر دیا کیونکہ ظاہر ہے کہ سائل نے جس چیز کے متعلق سوال کیا ہے مجیب نے جواب بھی اس کے متعلق دیا۔ یہ مثال قرینہ مقالیہ کی ہے۔

**فائدة:** مذکورہ مثال پر ایک سوال ہے کہ زیدٌ ہو سکتا ہے فاعل نہ ہو بلکہ مبتداء ہو اور اس کی خبر محذوف ہو جو کہ اضرب ہے جو کہ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہو۔ اور اس صورت میں ایک فائدہ بھی ہے کہ جواب سوال کے مطابق ہوگا کیونکہ سوال بھی جملہ اسمیہ ہے اور جواب بھی جملہ اسمیہ بن جائیگا فعل کو محذوف ماننے کی صورت میں جواب جملہ فعلیہ ہوگا۔

**الجواب:** اگر مذکورہ مثال میں لفظ زیدٌ کو فاعل نہ مانیں بلکہ مبتداء بنائیں تو پورے جملہ کو حذف ماننا لازم آئے گا بخلاف فاعل بنانے کی صورت میں جزو جملہ جو کہ مسند ہے کو حذف ماننا پڑے گا اور وہ ترکیب جس میں حذف کم ہو اولیٰ ہے اس ترکیب سے جس میں حذف زیادہ ہو مزید برآں یہ کہ فعل کے حذف ماننے میں بھی جواب سوال کے مطابق ہوگا کیونکہ من ضربک کا اصل اضرب زیدٌ ام عمروٌ ہے تو سوال بھی جملہ فعلیہ اور جواب بھی فعلیہ ہے۔

---

(۲) واؤ عاطفہ کذا جار مجرور ظرف لغو متعلق فعل یجوز مؤخر کے، یجوز فعل مضارع معلوم حذف مضاف الفعل والفاعل معطوف علیہ معطوف ملکر ذوالحال معاً حال ذوالحال اور حال ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل یجوز کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ قد برمضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول الفاعل نائب الفاعل فعل نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ معطوف علیہ واؤ عاطفہ یقام فعل مجہول المفعول نائب الفاعل مقامہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل مجہول نائب الفاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء مقدم اذا کان الفعل مجہولا بشرح سابق شرط مؤخر، شرط مؤخر اور جزاء مقدم ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء القسم موصوف الثانی صفت اول من المرفوعات جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن جو کہ صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

## المسئلة الثامنة فی بیان جواز حذف الفعل والفاعل معًا (وَكَذَا يَجُوْزُ ...... اَقَامَ زَيْدٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فاعل کے متعلق آٹھواں مسئلہ ذکر کیا کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو فاعل اور مفعول دونوں کے حذف پر تو اس وقت بھی فعل اور فاعل دونوں کو حذف کرنا جائز ہے جیسے جب کسی نے دوسرے سے پوچھا ''اقام زیدٌ'' تو جواب دینے والے نے جواب میں کہا ''نعم'' ''اگر وہ کھڑا تھا یا'' ''لا'' کہا۔ اب نعم یالا کے فعل اور فاعل دونوں محذوف ہیں اور اس پر قرینہ پوچھنے والے کا سوال کرنا ہے کیونکہ جس کے متعلق سوال کرنے والا سوال کرر ہا ہے جواب دینے والا بھی اسی کے متعلق جواب دے رہا ہے۔ تو اصل عبارت یوں تھی نعم قام زیدٌ۔

## المسئلة التاسع فی بیان حذف الفاعل وحدہٗ (وَقَدْ يُحْذَفُ ...... مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ):

اس عبارت میں فاعل کے متعلق نواں مسئلہ بیان کیا ہے۔ فاعل کا اصل تو یہ ہے کہ اس کو اکیلے حذف کرنا جائز نہیں لیکن خلاف قیاس اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ اس کو حذف جائز ہے۔ یعنی جب فعل متعدی کو مجہول بنا دیا جائے تو اس وقت فاعل کو حذف کر کے اس کی جگہ مفعول بہ کو ٹھہرایا جاتا ہے اور فاعل والا اعراب اس پر جاری کر دیا جاتا ہے جیسے ضَرَبَ عَمْرٌو زَيْدًا (عمرو نے زید کو مارا) ضَرَبَ فعل متعدی معروف تھا اس کو مجہول ضُرِبَ بنا کر عمرو کو حذف کر دیا اور زیداً کو اس کی جگہ ذکر کر کے مرفوع بنا دیا تو ضُرِبَ زَيْدٌ ہو گیا۔ مصنفؒ فرماتے ہیں یہ مسئلہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے جس کا تفصیلی بیان آگے آرہا ہے۔

فائدہ: پانچ مقامات پر فاعل کا حذف جائز ہے: (۱) جبکہ فعل کو مجہول بنایا جائے، جیسا کہ اوپر گزرا۔ (۲) مصدر کا فاعل۔ (۳) فعل التعجب کا فاعل۔ (۴) مستثنیٰ مفرغ میں۔ مَا قَامَ اِلَّا زَيْدٌ. (۵) رفع التنازع میں علیٰ مذھب الکسائی۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ اسم فاعل کی تعریف کی مثال سے وضاحت کریں نیز فوائد قیود بھی ذکر کریں۔ (البحث الثانی) ۲۔ مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی کی تعریف ذکر کر کے اس کے فاعل ہونے کی صورت میں جو فعل کے احوال تذکیراً و تانیثاً ہوتے ہیں ذکر کریں۔ (البحث الرابع المسئلۃ الثالثۃ) ۳۔ فاعل کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے یا نہیں تفصیل لکھیں۔ (البحث الرابع) ۴۔ مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا کب جائز اور کب جائز نہیں۔ (ایضاً) ۵۔ اسم فاعل اور فاعل کے درمیان فرق واضح کریں (البحث الثالث) ۶۔ فاعل کو بقیہ مرفوعات پر مقدم کرنے کی وجہ تفصیلاً ذکر کریں۔ (البحث الاول)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِي فِي تَنَازُعِ الْفِعْلَيْنِ

**فَصْلٌ:** اِذَا تَنَازَعَ الْفِعْلَانِ فِي اِسْمٍ ظَاهِرٍ بَعْدَ هُمَا اَیْ اَرَادَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْفِعْلَيْنِ اَنْ يَعْمَلَ فِي ذٰلِكَ الْاِسْمِ فَهٰذَا اِنَّمَا يَكُوْنُ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ[1]. اَلْاَوَّلُ اَنْ يَتَنَازَعَا فِي الْفَاعِلِيَّتِ فَقَطْ نَحْوَ ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ اَلثَّانِي اَنْ يَتَنَازَعَا

نحوی ترکیب: (۱) اذا شرطیہ تنازع فعل ماضی معلوم الفعلان فاعل فی جار اسم موصوف ظاہر صفت اول بعدھما مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ واقع محذوف کا جو کہ صفت ثانی ہے اسم کی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تنازع، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسر ای حرف تفسیر اراد فعل ماضی معلوم کل مضاف واحد موصوف من الفعلین جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ صفت ہے موصوف واحد کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ان مصدریہ ناصبہ یعمل فعل ھو ضمیر فاعل فی ذالک الاسم جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یعمل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ ہوا اراد فعل کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسَّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر شرط، فاء جزائیہ ھذا اسم اشارہ مبتداء انما حرف حصر یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسم علی اربعۃ اقسام جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا خبر یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

فِي الْمَفْعُوْلِيَّتِ[۲] فَقَطْ[۳] نحو ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا اَلثَّالِثُ اَنْ يَتَنَازَعَا فِي الْفَاعِلِيَّتِ وَالْمَفْعُوْلِيَّتِ وَيَقْتَضِي الْاَوَّلُ الْفَاعِلَ وَالثَّانِي الْمَفْعُوْلَ نَحْوُ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا[۴] اَلرَّابِعُ عَكْسُهٗ نَحْوُ ضَرَبَنِي وَاَكْرَمَنِي زَيْدٌ[۵].

**ترجمة:** دوسری فصل تنازع الفعلین کے بیان میں ہے۔ جب دوفعل ایسے اسم ظاہر میں جھگڑا کریں جوان دو کے بعد ہے یعنی فعلین میں سے ہرایک اس اسم میں عمل کرنے کا ارادہ کرے پس یہ جزء یں نیست کہ وہ چار اقسام پر ہے۔ پہلی قسم یہ کہ دونوں فاعلیت میں جھگڑا کریں صرف جیسے ضربنی واکرمنی زیدٌ دوسری قسم یہ کہ دونوں مفعولیت میں جھگڑا کریں جیسے ضربت واکرمت زیداً تیسری قسم یہ کہ دونوں فاعلیت اور مفعولیت میں جھگڑا کریں اور اول فاعل کا تقاضا کرتا ہواور دوسرا مفعول کا جیسے ضربنی واکرمت زیداًاور چوتھی قسم اس کے برعکس ہے جیسے ضَرَبْتُ واکرمنی زیدٌ۔

**خُلاصَةُ الْمَبَاحِث:** مرفوعات کی بحث میں یہ دوسری فصل تنازع الفعلین کے بیان میں ہے یہ فصل نو ابحاث پر مشتمل ہے ا۔ ماقبل سے ربط ۲۔تنازع الفعلین کی تعریف اور اعتراض و جواب (ای اراد......الاسم) ۳۔تنازع کے تحقق کی شرائط (اذا تنازع......بعدھما) ۴۔تنازع کی اقسام مع امثلہ (فھذا انما......واکرمنی زیدٌ) (مذکورہ چاروں بحثوں کا تعلق ذکر کردہ عبارت سے ہے بقیہ ابحاث کا تعلق آئندہ عبارت سے ہے) ۵۔تنازع کے رفع کی صورتیں ۶۔نحویوں کا اختلاف فعل کے اعمال کے جواز عدم جواز میں (اعلم ان......فی الجواز) ۷۔کوفی اور بصریوں کا اختلاف اعمال کی اولویت اور عدم اولویت میں مع دلیل (امالاختیار......والاستحقاق) ۸۔بصریوں کے مذہب کی امثلہ سے توضیح (فان اعملت الثانی......مذھب البصریین) ۹۔کوفیوں کے مذہب کی امثلہ سے توضیح (اما ان اعملت......وجب الاظھار)۔اول اور پانچویں بحث اس عبارت کے ضمن سے سمجھی جائیگی مصنفؒ نے صراحۃً اس کو ذکر نہیں کیا۔

**تشریح:** **البحث الاول فی الربط:** اس بارے میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ مسئلہ تنازع فاعل کے

---

(۲) الاول صفت موصوف محذوف القسم کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یتنازعا فعل مضارع معلوم الف ضمیر فاعل فی الفاعلیۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق یتنازعا کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (اسی طرح ترکیب ''الثانی فی المفعولیت الخ'' کی ہے)۔

(۳) فقط میں فاء فصیحہ جو شرط محذوف پر دلالت کرتی ہے اوران دونوں جگہ شرط محذوف ہے اول میں عبارت ''اذا وجد تنازعهما في الفاعلية'' اور ثانی میں ''اذا وجد تنازعهما في المفعوليت'' اور قط یہ اسم فعل ہے بمعنی انتہ تو مطلب ہوگا فانتہ عن التنازع فی المفعولیت اور ثانی میں فانتہ عن التنازع فی الفاعلیت۔اب اول صورت میں پوری عبارت یوں ہوگی ''اِذَا وُجِدَ تَنَازُعُهُمَا فِيْ الْفَاعِلِيَّةِ فَانْتَهِ عَنِ التَّنَازُعِ فِي الْمَفْعُوْلِيَّتِ'' (یعنی جب ان دونوں کا تنازع فاعلیت میں پایا گیا تو رک جا مفعولیت میں تنازع سے) اور ثانی صورت میں عبارت ہوگی ''اِذَا وُجِدَ تَنَازُعُهُمَا فِي الْمَفْعُوْلِيَّتِ فَانْتَهِ عَنِ التَّنَازُعِ فِي الْفَاعِلِيَّتِ'' (جب ان دونوں کا تنازع مفعولیت میں پایا جائے تو رک جا فاعلیت میں تنازع سے)۔تو دونوں صورتوں میں جملہ شرطیہ ہے۔

(۴) الثالث بشرح سابق مبتداء ان یتنازعا بشرح سابق فعل فاعل فی جار الفاعلیہ والمفعولیۃ معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق یتنازعا کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یقتضی فعل الاول فاعل الفاعل مفعول بہ واؤ عاطفہ الثانی فاعل بواسطہ عطف یقتضی یا فعل محذوف یقتضی کا بتفسیر اول المفعول مفعول بہ۔یقتضی اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر، مبتدا خبر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۵) الرابع بشرح سابق مبتداء عکسہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہونے کی بناء پر چھوڑ دی گئی)

مسائل میں سے ہے یا مستقل علیحدہ مسئلہ ہے۔ایک گروہ نحویوں کا کہتا ہے کہ اس کا ماقبل اور مابعد سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ الگ ایک مستقل مسئلہ ہے۔دوسرا گروہ کہتا ہے جو کہ جمہور کا مسلک ہے کہ باب تنازع من وجہ فاعل کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور من وجہ مفعول کے ساتھ۔اس اختلاف کی وجہ سے مصنفؒ نے دونوں گروہوں کی رعایت کرتے ہوئے اس کو مستقل فصل میں ذکر کیا ہے اور فاعل کے بعد اور مفعول مالم یسم فاعلہ سے پہلے ذکر کیا ہے۔

## البحث الثاني فی تعريف التنازع مع الاعتراض والجواب (اَیْ اَرَادَ کُلُّ ...... الْاِسْم):

اس بحث میں تنازع کا لغوی اور اصطلاحی معنی کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے ضمن میں پیش آنے والے سوالات کے جوابات بھی ذکر کئے گئے ہیں۔

لغت میں تنازع تفعل باب کا مصدر ہے بمعنی جھگڑا کرنا اور تنازع الفعلین کا معنی دو فعلوں کا آپس میں جھگڑا کرنا۔سوال یہ ہے کہ تنازع کی نسبت فعلین کی طرف درست نہیں کیونکہ تنازع ذوالعقول کا خاصہ ہے اور فعل غیر ذی روح ہے ان میں تنازع کیسے متحقق ہے۔

**الجواب:** اس کا جواب یہ ہے کہ تنازع کا اس جگہ حقیقی معنی نہیں بلکہ تنازع کا معنی تقاضا ہے یعنی دو فعلوں کا اس طور پر ہونا کہ ہر ایک اس بات کا تقاضا کرے کہ یہ اسم ظاہر میرا معمول بنے اسی کو مصنفؒ نے ای اراد الخ سے بیان کیا کہ ہر ایک فعل اس اسم ظاہر میں عمل کرنے کا ارادہ کرے اور یہی تنازع الفعلین کا اصطلاحی معنی ہے۔

**سوال:** جب تنازع کا معنی عمل تقاضا کرنا ہے تو جس طرح دو فعل تقاضا کرتے ہیں بعد والے اسم ظاہر میں عمل کرنے کا اسی طرح دو اسم بھی بعد والے اسم ظاہر میں عمل کرنے کا تقاضا کرتے ہیں تو مصنفؒ نے فعل کے ذکر کو خاص کیوں کیا؟ جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ وَمُکْرِمٌ عَمْرواً.

**الجواب:** چونکہ فعل عمل میں اصل ہے اور شبہ فعل فرع ہے تو اصل کے ذکر سے فرع کا ذکر ہو جاتا ہے اس وجہ سے فعل کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے۔اور اس فعلان سے مراد عاملان ہیں۔

**سوال:** جب فعلان سے مراد عاملان ہیں تو جس طرح دو عاملوں میں اسم ظاہر کے اعمال میں تنازع ہوتا ہے اسی طرح دو سے زائد میں بھی ہوتا ہے جیسے اَللّٰھُمَّ صَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وُسَلَّمْتَ وَبَارَکْتَ وَرَحِمْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ۔اس مثال میں پانچ فعل ایک اسم ظاہر میں عمل کا تقاضا کر رہے ہیں جو کہ علی ابراھیم ہے تو مصنفؒ نے دو کا ذکر کیوں کیا؟

**الجواب:** مصنفؒ نے تنازع کے تحقق کی کم از کم مقدار کو بتلایا ہے کہ تنازع کم از کم دو فعلوں میں ہو سکتا ہے اس سے کم میں نہیں ہوتا اور اکثر کی کوئی حد نہیں ہے۔

## البحث الثالث فی بيان الشرائط لتحقق التنازع (اذا تنازع فی......بعدهما):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تنازع کے تحقق کی شرائط کو بیان کیا ہے جو کہ دو ہیں ۱۔اسم ظاہر ہو گا ۲۔وہ اسم ظاہر دونوں عاملوں کے بعد ہو گا۔لہٰذا اسم ضمیر میں دو عاملوں کا تنازع نہیں ہو سکتا کیونکہ ضمیر متصل ہو گی یا منفصل اگر متصل ہے تو وہ اسی عامل کا معمول ہو گی جس کے ساتھ متصل ہے دوسرے عامل کا اس میں عمل دخل نہیں ہو سکتا اور اگر ضمیر منفصل ہو تو اس میں اگرچہ تنازع متحقق ہو سکتا ہے لیکن بصریوں اور کوفیوں کے طریق پر جو رفع تنازع کا طریقہ ہے وہ متصور نہیں ہو سکتا لہٰذا ضمیر منفصل میں بھی تنازع ناجائز ہے۔بعدھما کہہ کر دوسری شرط بتلائی کہ وہ اسم ظاہر ان دونوں کے بعد ہو لہٰذا اگر وہ اسم ظاہر ان دونوں کے درمیان میں ہو گا یا ان سے پہلے ہو گا تو یقیناً

پہلے کا معمول ہوگا اور دوسرے فعل کے تلفظ سے پہلے اول عمل کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا اس اسم میں تنازع کی گنجائش نہیں ہے۔

## البحث الرابع فی بیان اقسام التنازع مع التوضیح بالامثلة (فَهٰذَا اِنَّمَا ...... وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تنازع کی اقسام اور ان کی امثلہ کو ذکر کیا جو کہ چار ہیں ۱۔ پہلی قسم یہ ہے کہ دونوں فعل اسم ظاہر کے صرف فاعل ہونے میں تنازع کریں یعنی ان دونوں فعلوں میں سے ہر ایک یہ چاہیے کہ بعد والا اسم ظاہر میرا فاعل بنے جیسے ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ ۲۔ دونوں فعل مفعولیت کا تقاضا کریں یعنی ہر ایک فعل یہ چاہیے کہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے جیسے ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا۔ فاعلیت اور مفعولیت کا تقاضا کریں اس طور پر کہ پہلا فعل یہ چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے اور دوسرا فعل یہ چاہے کہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے جیسے ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُ زَيْدًا۔ ۴۔ اس کے برعکس ہو یعنی پہلا فعل یہ چاہیے کہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے اور دوسرا یہ چاہے کہ میرا فاعل بنے جیسے ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ فِيْ جَمِيْعِ هٰذِهِ الْاَقْسَامِ يَجُوْزُ اِعْمَالُ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ وَاِعْمَالُ الْفِعْلِ الثَّانِيْ(1) خِلَافًا لِلْفَرَّاءِ فِي الصُّوْرَةِ الْاُوْلٰى وَالثَّالِثَةِ اَنْ يُعْمَلَ الثَّانِيْ(2) وَدَلِيْلُهٗ لُزُوْمُ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا حَذْفُ الْفَاعِلِ اَوِ الْاِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ(3) وَكِلَاهُمَا مَحْظُوْرَانِ(4) وَهٰذَا فِي الْجَوَازِ(5) وَاَمَّا الْاِخْتِيَارُ فَفِيْهِ خِلَافُ الْبَصْرِيِّيْنَ(6) فَاِنَّهُمْ يَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الثَّانِيْ اِعْتِبَارًا لِلْقُرْبِ وَالْجِوَارِ(7) وَالْكُوْفِيُّوْنَ يَخْتَارُوْنَ اِعْمَالَ الْفِعْلِ الْاَوَّلِ مُرَاعَاةً لِلتَّقْدِيْمِ وَالْاِسْتِحْقَاقِ(8)۔

**ترجمۃ:** اور جان لیجئے کہ ان تمام اقسام میں پہلے فعل کو عمل دینا اور دوسرے فعل کو عمل دینا جائز ہوتا ہے۔ امام فراء کیلئے پہلی اور تیسری صورت میں ثانی کو عمل دینے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ (اگر عبارت "جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے" "اِنْ اُعْمِلَ الثَّانِيْ" ہو تو ترجمہ یہ ہوگا" اگر ثانی کو عمل دیا جائے تو پہلی اور تیسری صورت میں امام فراء کا اختلاف ہے) اور اس کی دلیل امرین میں سے ایک کا لازم آنا یا فاعل کا حذف یا اضمار قبل الذکر اور وہ دونوں ممنوع ہیں اور یہ اختلاف جواز میں ہے لیکن پسندیدہ بات، اس میں بصریین کا اختلاف ہے کیونکہ وہ دوسرے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں قرب اور ہمسائیگی کا اعتبار کرتے ہوئے اور کوفی پہلے فعل کو عمل دینا پسند کرتے ہیں تقدیم اور استحقاق کی رعایت کرتے ہوئے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استئنافیہ اعلم صیغہ امر فعل با فاعل ان حرف مشبہ بالفعل ۃ ضمیر شان محذوف اسم ہوا ان کا فی جار جمیع ھذہ الاقسام مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یجوز فعل مؤخر کے یجوز فعل مضارع معلوم اعمال الفعل الاول مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اعمال الفعل الثانی معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر اَنّ کی، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) خلافاً مفعول مطلق ہے فعل محذوف خُولِفَ، یخالف کا اصل عبارت یوں تھی "خُوْلِفَ هٰذَا الْقَوْلُ یا یخالف ھذا القول خلافا للفراء" للفراء جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف کے جو کہ صفت ہے خلافا کی، فی الصورۃ الاولی والثالثۃ جار مجرور متعلق کائنا مذکور کے کائنا اپنے دونوں متعلق سے ملکر صفت خلافا کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول مطلق ان مصدر یہ یُعْمَلَ فعل مضارع مجہول الثانی نائب الفاعل فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتداء محذوف ہو کی یا مفعول فیہ خُولِفَ فعل محذوف کا اور اگر اِنْ اُعْمِلَ الثَّانِيْ پڑھا جائے تو ماقبل کا جملہ جزاء مقدم اور یہ شرط مؤخر، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

**تشریح: البحث الخامس فی بیان صُور رفع التنازع:** (افادۂ طلباء کی غرض سے نقل کی جاتی ہیں مصنفؒ نے ان کو صراحۃً ذکر نہیں کیا) اس بحث کا منشاء یہ ہے کہ جب دو فعلوں میں تنازع متحقق ہو تو اس کو دور کیسے کیا جائے۔ اگرچہ عقلی طور پر اس کے رفع کی تین صورتیں متصور ہوسکتی ہیں لیکن ان میں سے ایک درست ہے اور دو باطل ہیں ۱۔اسم ظاہر کو دونوں کا معمول بنا دیا جائے، یہ صورت درست نہیں کیونکہ جب دونوں فعلوں کا تقاضا ایک دوسرے کے مخالف ہوگا تو اعراب جاری نہیں ہوسکتا مثلاً ایک فعل فاعل کو چاہیے اور دوسرا مفعول کو تو فاعل کی علامت اور مفعول کی علامت مختلف ہونے کی وجہ سے ایک اسم پر جاری نہیں ہوسکتیں۔البتہ متوافقین کی صورت میں یہ بات ممکن ہے۔

۲۔اسم ظاہر ایک کا معمول بنا دیا جائے اور دوسرے کو عمل سے لغو کر دیا جائے، یعنی اسم ظاہر کو ایک فعل کا معمول بنا دیا جائے اور دوسرے فعل کو ملغی عن العمل قرار دیا جائے یہ بھی درست نہیں کیونکہ جب ہر ایک استحقاق رکھتا ہے تو کسی ایک کو اس حق سے محروم کرنا درست نہیں ہے۔

۳۔تیسری صورت جو کہ درست ہے اور اصل میں تین صورتین ہیں ۱۔حذف ۲۔اضمار ۳۔ذکر کرنا یعنی اسم ظاہر کو ایک فعل کا معمول بنا دیا جائے اور دوسرے فعل میں ان تینوں میں سے کوئی ایک کام کریں یا تو معمول کو محذوف مانیں اسم ظاہر کے قرینہ سے یا اسم ظاہر کی ضمیر لائیں یا ایک اور اسم مذکور اسم ظاہر کے مطابق لائیں۔لیکن یہ صورت اس وقت ہوگی جب نہ حذف مان سکیں گے اور نہ ہی ضمیر لا سکیں۔

**البحث السادس فی بیان الاختلاف بین النحاۃ فی الاعمال جوازاً مع الدلائل** (اِعْلَمْ اَنَّ ...... فِی الْجَوَازِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے نحویوں کے اختلاف کو بیان کیا ہے جو کہ اعمال کے جواز اور عدم جواز میں ہے تفصیل یہ ہے کہ جمہور نحات فرماتے ہیں تنازع الفعلین کی چاروں صورتوں میں پہلے اور دوسرے فعل میں سے ہر ایک کو عمل دینا جائز ہے یعنی اسم ظاہر کو پہلے کا معمول بنا دیں یا دوسرے کا معمول بنا دیں جائز ہے لیکن امام فراء پہلی اور تیسری صورت میں ثانی فعل کو عمل دینے کے جواز میں اختلاف کرتے ہیں یعنی پہلی صورت اور تیسری صورت میں اسم ظاہر کو دوسرے فعل کا معمول بنانا جائز نہیں سمجھتے۔

**دلیل الجمهور:** جمہور نحات کی دلیل یہ ہے کہ جب دونوں فعل اسم ظاہر میں عمل کا استحقاق رکھتے ہیں تو دونوں کو عمل دینا جائز ہوگا۔

**دلیل الفراء:** امام فراء دلیل یہ دیتے ہیں کہ پہلی اور تیسری صورت میں اگر دوسرے فعل کو عمل دینا جائز کہیں تو دو خرابیوں میں سے

---

(۳) واؤ عاطفہ دلیلہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء لزوم مضاف احد الامرین مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہٗ اما تردیدیہ حذف الفاعل مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ او عاطفہ الاضمار مصدر قبل الذکر مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ الاضمار کا الاضمار مفعول فیہ سے ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر بدل یا مفعول بہ اعنی محذوف کا۔مبدل منہ بدل ملکر مضاف الیہ مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) کلاھما مبتداء محظور ان خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) ھذا مبتداء فی الجواز جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) اما حرف شرط برائے تفصیل الاختیار مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ فیہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم خلاف البصر یین مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۷) فاء تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل ھم ضمیر اسم یختارون فعل مضارع معلوم واؤ ضمیر فاعل اعمال الفعل الثانی مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اعتباراً مفعول لہٗ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور لہ سے ملکر خبر انّ، انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (للقرب والجوار ظرف لغو متعلق اعتباراً)۔

(۸) واؤ عاطفہ الکوفیون مبتداء یختارون الخ بشرح سابق خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ایک خرابی لازم آتی ہے وہ یہ ہے کہ اول فعل میں تنازع کو رفع کرنے کیلئے یا تو ضمیر لائیں گے یا اسم ظاہر کو حذف مانیں گے اول صورت میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا کیونکہ وہ ضمیر اسم ظاہر کی طرف لوٹے گی اور وہ لفظاً اور رتبۃً اس ضمیر سے مؤخر ہے اور یہ جائز نہیں اور اگر حذف مانیں تو فاعل کا حذف ماننا ہوگا جبکہ اکیلے فاعل کا حذف ماننا جائز نہیں لہٰذا ان دونوں صورتوں میں ثانی فعل کو عمل دینا جائز نہیں ہے۔

**البحث السابع فی بیان الاختلاف بین نحاۃ البصرۃ والکوفۃ فی الاولویت مع الدلیل** (وَاَمَّا الْاِخْتِیَارُ ...... الْاِسْتِحْقَاق):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک اور اختلاف کو بیان کیا ہے جو کہ بصریوں اور کوفیوں کے درمیان ہے تفصیل یہ ہے کہ کوفی اور بصری اس بات میں تو متفق ہیں کہ چاروں صورتوں میں تنازع کو رفع کرنے کیلئے ہر ایک فعل کو عمل دیا جا سکتا ہے لیکن اسبارے میں اختلاف ہے کہ پہلے کو عمل دینا اولیٰ ہے یا دوسرے کو عمل دینا اولیٰ ہے بصری نحوی یہ کہتے ہیں کہ دوسرے کو عمل دینا اولیٰ ہے لیکن کوفی نحوی یہ کہتے ہیں کہ اول کو عمل دینا اولیٰ ہے۔

**بصریوں کی دلیل** یہ ہے کہ دوسرا فعل اسم ظاہر کے قریب اور اسکا ہمسایہ ہے اور ہمسائیگی کا حق یہی ہے کہ اسی کو عمل دیا جائے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اول فعل کو عمل دینے میں عامل اور معمول کے درمیان ایک اجنبی کا فصل آئے گا جو کہ جائز نہیں لہٰذا ثانی فعل کو عمل دینا پسندیدہ ہے۔

**کوفیوں کی دلیل:** یہ ہے کہ اول فعل عمل میں مقدم ہے اور والفضل للمتقدم (فضیلت پہلے آنے والے کیلئے ہے) چونکہ پہلا فعل پہلے آیا اور عمل کا مستحق پہلے ہوا اس لئے اس کو عمل دینا اولی اور پسندیدہ ہے۔ اور دوسری وجہ جو کہ مصنفؒ نے بیان نہیں کی یہ ہے کہ اگر فعل ثانی کو عمل دیا جائے تو اضمار قبل الذکر کی خرابی لازم آتی ہے اور اول کو عمل دینے میں یہ خرابی لازم نہیں کیونکہ اسم ظاہر اگرچہ لفظاً ضمیر سے مؤخر ہوگا لیکن مرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہوگا اور اضمار قبل الذکر کہتے ہیں مرجع سے پہلے ضمیر لانا۔

"وَلِلنَّاسِ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذَاهِبُ" (نصیب اپنا اپنا پسند اپنی اپنی)

فَاِنْ اَعْمَلْتَ الثَّانِی فَانْظُرْ اِنْ کَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ یَقْتَضِی الْفَاعِلَ اَضْمَرْتَهٗ فِی الْاَوَّلِ[1] کَمَا تَقُوْلُ فِی الْمُتَوَافِقَیْنِ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ وَضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدَانِ وَضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدُوْنَ وَفِی الْمُتَخَالِفَیْنِ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْداً وَضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ وَضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ.

**ترجمة:** پس اگر تو ثانی فعل کو عمل دے تو دیکھ اگر پہلا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہو تو پہلے فعل میں اس فاعل کی ضمیر لا جیسا کہ تو متوافقین میں کہے گا ضربنی واکرمنی زیدٌ الخ۔

**تشریح: البحث الثامن فی توضیح البصریین بالامثلة** (فَاِنْ اَعْمَلْتَ ...... مَذْهَبُ الْبَصْرِیِّیْنَ):

اس عبارت میں دوسری فصل کی آٹھویں بحث بصریوں کے مذہب کی امثلہ سے وضاحت کو بیان کیا ہے اور یہ تفصیل تین حصوں

---

نحوی ترکیب: (۱) فا تفصیلیہ یا تفریعیہ ان حرف شرط اعملت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل با فاعل الثانی مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط، فاء جزائیہ انظر فعل امر حاضر فعل با فاعل ان حرف شرط کان فعل ناقصہ الفعل الاول موصوف صفت ملکر اسم کان یقتضی فعل ہو ضمیر فاعل، الفاعل مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط اضمرت صیغہ واحد مذکر حاضر فعل با فاعل ہ ضمیر اسم ظاہر کی مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر بتاویل ہذا الترکیب مفعول بہ انظر کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

پر منقسم ہے مذکورہ بالا عبارت ایک حصہ پر مشتمل ہے۔ تفصیل سے قبل ایک تمہید کا سمجھنا ضروری ہے۔ مصنفؒ نے دو لفظ استعمال کئے ہیں
ا۔متوافقین ۲۔متخالفین۔

ا۔متوافقین تثنیہ ہے متوافق کا جوکہ توافق مصدر سے مشتق ہے توافق کا معنی ایک دوسرے کے برابر ہونا تو متوافقین کا معنی دو چیزوں کا ایک دوسرے کے برابر ہونے والا اور اصطلاح نحات میں دو عاملوں کا عمل میں برابر ہونے والا یعنی اگر ایک فعل فاعل کو چاہتا ہو تو دوسرا بھی فاعل کو چاہے اور اگر ایک مفعول کو چاہتا ہو تو دوسرا بھی مفعول کو چاہے۔

۲۔متخالفین یہ بھی متخالف کا تثنیہ ہے باب تفاعل سے اسم فاعل ہے تخالف مصدر سے مشتق ہے تخالف کا لغت میں معنی ایک دوسرے کے ناموافق ہونا اور متخالفین کا معنی ''ایک دوسرے کے ناموافق ہونے والا اور اصطلاح میں دو فعلوں کا اس طور پر ہونا کہ ایک فعل یہ چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے اور دوسرا یہ چاہے کہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے ان دونوں فعلوں کو متخالفین کہیں گے۔

چونکہ مصنف کے ہاں بصریوں کا مذہب راجح ہے اس لئے مذہب کے بیان اور مذہب کی تفصیل کے بیان میں ان کو مقدم کیا تو تفصیل یہ ہے کہ اگر بصریوں کے مذہب کے مطابق ثانی فعل کو عمل دے دیں یعنی اسم ظاہر ثانی فعل کا معمول بن جائے تو اول فعل کو دیکھیں گے کہ وہ فاعل کا تقاضا کرتا ہے یا مفعول کا، اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے۔ ثانی خواہ فاعل کا تقاضا کرے یا مفعول کا تو اول فعل میں فاعل کی اسم ظاہر کے مطابق ضمیر لائیں گے یعنی اگر اسم ظاہر مفرد ہے ضمیر بھی مفرد اگر تثنیہ ہے تو ضمیر بھی تثنیہ اور اگر اسم ظاہر جمع ہے تو ضمیر بھی جمع لائیں گے حذف نہیں مانیں گے وگرنہ اکیلے عمدہ کا حذف لازم آئے گا جوکہ ناجائز ہے اور ذکر بھی نہیں کریں گے وگرنہ تکرار فاعل لازم آئے گا۔ ضمیر لانے کی صورت میں اگرچہ اضمار قبل الذکر لازم آ رہا ہے لیکن باب تنازع میں عمدہ کا اضمار جائز ہے بشرطیکہ اس کی آگے تفسیر ہو رہی ہو جیسے ''قل هو الله احد'' اس میں ھو ضمیر ہے اس کا مرجع پہلے مذکور نہیں ہے لیکن مبتداء ہونے کی وجہ سے عمدہ ہے اور اس کی آگے تفسیر ہو رہی ہے لہٰذا اضمار جائز ہے۔

مصنفؒ نے پہلے متوافقین کی امثلہ ذکر کی ہیں۔ ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ ، ضَرَبَانِیْ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدَانِ ضَرَبُوْنِیْ وَاَکْرَمَنِیْ الزَّیْدُوْنَ۔ ان امثلہ میں ضَرَبَنِیْ اور اَکْرَمَنِیْ نے زید میں تنازع کیا ضَرَبَنِیْ چاہتا تھا کہ زَید میرا فاعل بنے اور اَکْرَمَنِیْ چاہتا تھا کہ میرا فاعل بنے بصریوں کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر کو اکرمنی کا فاعل بنا دیا اور ضربنی میں اسم ظاہر کی ضمیر لائے اول مثال میں اسم ظاہر مفرد تھا اس لئے ضمیر بھی مفرد لائے اور ثانی مثال میں اسم ظاہر تثنیہ تھا اور ثالث میں جمع تھا اس لئے پہلے فعل میں ضمیر تثنیہ اور جمع لائے۔

وفی المتخالفین الخ سے ان امثلہ کو ذکر کیا جوکہ متخالفین کی صورت میں ہیں جیسے ضربنی واکرمت زیداً ضربانی واکرمت الزیدین، ضربونی واکرمت الزیدین۔ ان امثلہ میں ضربنی اور اکرمت نے اسم ظاہر (زیداً، الزیدین، الزیدین) میں جھگڑا کیا ضربنی چاہتا تھا کہ زیداً میرا فاعل بنے اور اکرمت چاہتا تھا میرا مفعول بنے ہم نے بصریوں کے مذہب کے مطابق اسم ظاہر تینوں امثلہ میں ثانی فعل کا معمول یعنی مفعول بنا دیا اور اول فعل میں فاعل کی ضمیر لائے چونکہ اول مثال میں اسم ظاہر مفرد تھا اس لئے ضمیر بھی مفرد جوکہ ھو ہے لائے اور ثانی مثال میں اسم ظاہر چونکہ تثنیہ تھا اس لئے اول فعل میں بھی فاعل کی ضمیر الف جوکہ تثنیہ کی علامت ہے لائے اور تیسری مثال میں

چونکہ اسم ظاہر جمع ہے اس لئے پہلے فعل میں بھی فاعل کی ضمیر واؤ جو کہ جمع کی علامت ہے لائے۔

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ الْاَوَّلُ يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ حَذَفْتَ الْمَفْعُوْلَ مِنَ الْفِعْلِ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْداً، ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ، ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدَانِ، ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي الزَّيْدُوْنَ.

**ترجمة:** اور اگر اول فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہ ہوں تو اول فعل سے مفعول کو حذف مان جیسا کہ متوافقین میں کہے گا ضربت واکرمت زیداً الخ۔

**تشریح:** اس عبارت میں سابقہ بحث کا دوسرا حصہ ذکر کیا ہے یہ بھی بصریوں کے مذہب کی امثلہ سے وضاحت ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر بصریوں کے مذہب کے مطابق دوسرے فعل کو عمل دے دیں اور پہلا فعل مفعول کو چاہیے تو دیکھیں گے کہ دونوں فعل افعال قلوب میں سے ہیں یا نہیں اگر دونوں فعل افعال قلوب میں سے نہیں تو اول فعل میں مفعول کو حذف مانیں گے ضمیر نہیں لا سکتے اس لئے کہ فضلہ اضمار قبل الذکر لازم آرہا ہے جو کہ جائز نہیں اور ذکر کرنے میں مفعول کا تکرار لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں۔ لہٰذا حذف متعین ہے۔

وفی التوافقین الخ سے مصنفؒ نے امثلہ کی تفصیل ذکر کی ہے جیسے ضربت واکرمت زیداً ضربت واکرمت الذیدین، ضربت واکرمت الزیدین۔ ان تینوں مثالوں میں اسم ظاہر ثانی فعل کا معمول ہے اور اول فعل کا معمول اسم ظاہر کے مطابق محذوف ہے۔

وفی المتخالفین الخ سے مصنف نے دونوں فعل کے عمل میں مختلف ہونے کی مثالیں ذکر کی ہیں۔ ضربت واکرمنی زیدٌ، ضربت واکرمنی الزیدان، ضربت واکرمنی الزیدون۔ ان تینوں امثلہ میں اسم ظاہر ثانی فعل کا معمول ہے جو کہ فاعل کو چاہتا ہے اور اول فعل میں اسم ظاہر کے مطابق مفعول کو حذف مانا ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ يَجِبُ اِظْهَارُ الْمَفْعُوْلِ لِلْفِعْلِ الْاَوَّلِ كَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِيْ مُنْطَلِقًا وَحَسِبْتُ زَيْداً مُنْطَلِقًا[1] اِذْ لَا يَجُوْزُ حَذْفُ الْمَفْعُوْلِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ وَاِضْمَارُ الْمَفْعُوْلِ قَبْلَ الذِّكْرِ[2] هٰذَا هُوَ مَذْهَبُ الْبَصْرِيِّيْنَ[3].

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص الفعل الاول موصوف صفت ملکر اسم ہوا کان کا یقتضی فعل مضارع معلوم ہو ضمیر فاعل الاول مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم جحد یہ یکن فعل ناقص الفعلان اسم من جار افعال القلوب مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنین جو کہ خبر لم یکن کی فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط۔ حذفت صیغہ واحد مذکر مخاطب ماضی معلوم فعل با فاعل المفعول موصوف من الفعل جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا (بقیہ واضح ہے)

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ ان شرطیہ "کان الفعلان من افعال القلوب" شرط یجب فعل مضارع معلوم اظہار المفعول فاعل للفعل الاول جار مجرور ظرف لغو متعلق یجب فعل فاعل متعلق ملکر جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے ظفر)۔

(۲) اذ تعلیلیہ یجوز فعل مضارع منفی حذف مضاف المفعول موصوف من افعال القلوب، جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن صفت، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اضمار المفعول مضاف مضاف الیہ قبل الذکر مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف متعلق اضمار، اضمار مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل لا یجوز کا۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ معللہ ہوا۔

**ترجمة:** اور اگر دونوں فعل افعالِ قلوب سے نہ ہوں تو اول فعل کیلئے مفعول کو ظاہر کرنا واجب ہوگا جیسے کہ تو کہے گا حسبنی منطلقًا وحسبت زیدا منطلقا اس لیے کہ افعال قلوب کے مفعول کو حذف کرنا اور ذکر سے پہلے مفعول کی ضمیر لانا جائز نہیں ہوتا یہی بصریین کا مذہب ہے۔

**تشریح:** اس عبارت میں سابقہ بحث کا تیسرا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ اگر بصریوں کے مذہب بمطابق ثانی فعل کو عمل دیں اور اول فعل مفعول بہ کا تقاضا کرتا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں تو اول فعل میں اسم ظاہر کو ذکر یں گے۔ حذف نہیں مان سکتے کیونکہ افعال قلوب کا خاصہ ہے کہ ان کے دونوں مفعول مذکور ہوتے ہیں یا دونوں محذوف اور یہ جائز نہیں کہ ایک مفعول مذکور ہو اور ایک محذوف ہو۔ اور اگر ضمیر لائیں گے تو فضلہ میں اضمار قبل الذکر لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے لہٰذا اظہار واجب ہے جیسے حسبنی منطلقا وحسبت زیداً منطلقاً اصل میں تھا حسبنی وحسبت زیدا منطلقًا. حسبنی اور حسبت نے زیداً میں جھگڑا کیا حسبنی کہتا تھا کہ زیداً میرا فاعل بنے اور حسبت کہتا تھا کہ میرا مفعول اول بنے ہم نے بصریوں کے مذہب کے مطابق حسبت کا مفعول اول بنا دیا اور حسبنی میں فاعل کی ضمیر لائے جو کہ اسم ظاہر کی طرف لوٹ رہی ہے۔

پھر حسبنی اور حسبت نے جھگڑا کیا منطلقا میں، حسبنی کہتا ہے کہ منطلقا میرا مفعول ثانی بنے اور حسبت کہتا ہے میرا ثانی مفعول بنے ہم نے بصریوں کے مذہب بموجب اسم ظاہر کو ثانی فعل کا دوسرا مفعول بنا دیا جو کہ حسبت ہے اور اول میں اگر ضمیر لاتے تو اضمار قبل الذکر لازم آتا جو کہ جائز نہیں اور اگر حذف مانتے تو افعال قلوب کے ایک مفعول کا حذف لازم آتا یہ بھی جائز نہیں لہٰذا ذکر کیا اور حسبنی منطلقا حسبت زیداً منطلقا ہو گیا۔ (بصریوں کے مذہب کی تفصیل مکمل ہوگئی)۔

وَاَمَّا اِنْ اَعْمَلْتَ الْفِعْلَ الْاَوَّلَ عَلٰی مَذْهَبِ الْكُوْفِيِّيْنَ فَانْظُرْ اِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِيْ يَقْتَضِي الفاعِلَ اَضْمَرْتَ الْفَاعِلَ فِي الْفِعْلِ الثَّانِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقِيْنَ ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمَانِيْ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدُوْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمَنِي زَيْدًا وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمَانِي الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمُوْنِي الزَّيْدِيْنَ.

**ترجمة:** اور لیکن اگر تو کوفیوں کے مذہب پر پہلے فعل کو عمل دے تو دیکھ اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہو تو دوسرے فعل میں فاعل کی ضمیر لا جیسے تو کہے گا متوافقین میں ضربنی واکرمنی زیدٌ الخ۔

**تشریح: البحث التاسع فی توضیح مذهب الكوفيين بالامثلة** (واما ان عملت .... وجب الاظهار):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مرفوعات کی ثانی فصل کی نویں بحث جو کہ کوفیوں کے مذہب کی امثلہ سے توضیح ہے کو بیان کیا ہے۔ یہ تفصیل بھی تین حصوں میں منقسم ہے مذکورہ بالا عبارت اول حصہ کی تفصیل پر مشتمل ہے۔ اگر کوفیوں کے مذہب کے مطابق عمل پہلے فعل کو دے دیں پھر دیکھیں گے کہ ثانی فعل فاعل کا تقاضا کرتا ہے یا مفعول کا اگر فاعل کا تقاضا کرتا ہے تو ثانی میں فاعل کی ضمیر لائیں گے

(۳) هذا مبتداء اول ھو ضمیر مبتداء ثانی یا ضمیر فصل بین المبتداء والخبر مذهب المصر بين مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر، مبتداء اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نحوی ترکیب: واو عاطفہ اما تفصیلیہ ان شرطیہ اعملت الفعل الخ شرط فانظران کان الخ بشرح سابق جزاء، شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

کیونکہ اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا اس لئے کہ اسم ظاہر اگر چہ لفظوں میں ضمیر سے مؤخر ہے لیکن مرتبہ کے لحاظ سے مقدم ہے کیونکہ پہلے فعل کا معمول ہے۔ اور اضمار قبل الذکر وہاں ناجائز ہے جہاں ضمیر کا مرجع لفظ اور مرتبہ دونوں لحاظ سے مؤخر ہو۔ اگر ایسا نہیں تو جائز ہے۔

وفي المتوافقين الخ سے مصنفؒ نے کوفیوں کے مذہب کے مطابق امثلہ ذکر کی ہیں جیسے ضربني و اکرمني زيدٌ، ضربني واکرماني الزيدان، ضربني واکرموني الزيدون۔ ان تینوں امثلہ میں اسم ظاہر (زید، الزیدان، الزیدون) کوفیوں کے مذہب بمطابق اول فعل کا معمول ہے اور ثانی فعل میں ضمیر اسم ظاہر کے مطابق لائی گئی ہے پہلی مثال میں اسم ظاہر۔ کے مفرد ہونے کی وجہ سے مفرد کی اور ثانی تثنیہ کی اور ثالث میں جمع کی ضمیر لائی گئی ہے۔

وفي المتخالفين الخ سے مصنفؒ نے کوفیوں کے مذہب کی تفصیل بیان کی کہ اگر ثانی فعل فاعل کو چاہے اور اول مفعول کو چاہے۔ اس کی بھی تین امثلہ ذکر کی ہیں۔ ضربت واکرمني زيداً، ضربت واکرماني الزيدين، ضَرَبت واکرموني الزيدون۔ ان تینوں امثلہ میں اسم ظاہر کو فعل اول کا مفعول بنایا گیا ہے اور ثانی فعل میں فاعل کی ضمیر اسم ظاہر کے مطابق لائی گئی ہے۔

وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ الثَّانِي يَقْتَضِي الْمَفْعُوْلَ وَلَمْ يَكُنِ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ حَذْفُ الْمَفْعُولِ وَالْاِضْمَارُ[1] وَالثَّانِي هُوَ الْمُخْتَارُ لِيَكُوْنَ الْمَلْفُوْظُ مُطَابِقًا لِلْمُرَادِ[2]. اَمَّا الْحَذْفُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدِيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُ زَيْدٌ وَضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُ الزَّيْدُوْنَ وَاَمَّا الْاِضْمَارُ فَكَمَا تَقُوْلُ فِي الْمُتَوَافِقَيْنِ ضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهٗ زَيْداً وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَيْنِ وَضَرَبْتُ وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدِيْنَ وَفِي الْمُتَخَالِفَيْنِ ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمْتُهٗ زَيْدٌ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُمَا الزَّيْدَانِ وَضَرَبَنِي وَاَكْرَمْتُهُمْ الزَّيْدُوْنَ.

**ترجمة:** اور اگر دوسرا فعل مفعول کا تقاضا کرتا ہو اور دونوں فعل افعال قلوب سے نہ ہوں تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں مفعول کا حذف اور ضمیر لانا اور ثانی وہ پسندیدہ ہے تا کہ ملفوظ مراد کے مطابق ہو لیکن حذف پس جیسا کہ تو متوافقین میں کہے گا ضربت واکرمت زيداً الخ اور متخالفین میں ضربني واکرمت زيدٌ الخ اور لیکن اضمار پس جیسا کہ تو کہے گا متوافقین میں ضربت واکرمتہٗ الخ اور متخالفین میں ضربني واکرمته زيدٌ الخ۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ ان شرطیہ کان فعل ناقص الفعل الثانی موصوف صفت ملکر اسم کان، یقتضی فعل ھو ضمیر فاعل المفعول مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم جحد یہ یکن من الفعلان الخ جملہ فعلیہ ہو کر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ شرط، جاز فعل ماضی معلوم فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق جاز الوجھان مبدل منہ حذف المفعول مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واو عاطفہ الاضمار معطوف، معطوف علیہ معطوف ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل جاز کا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ الثانی صفت موصوف محذوف الوجہ، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء اول ھو ضمیر مبتداء ثانی المختار صیغہ صفت لیکون لام جار یکون فعل ناقص الملفوظ اسم مطابقا صیغہ صفت للمراد جار مجرور ظرف لغو متعلق مطابقا جو کہ خبر یکون، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق المختار جو کہ خبر ہے، مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر ہوئی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

**تشریح:** اس حصہ عبارت میں آخری بحث کا دوسرا حصہ ہے جو کہ کوفیوں کے مذہب کی امثلہ سے وضاحت ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر عمل پہلے فعل کو دے دیا کوفیوں کے مذہب بمطابق اور دوسرا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور دونوں فعل افعال قلوب میں سے بھی نہیں تو ثانی فعل میں ضمیر لانا بھی جائز اور حذف بھی جائز ہے یعنی ثانی فعل میں اسم ظاہر کے مطابق ضمیر مفعول کی لائیں یہ بھی جائز ہے کیونکہ اضمار قبل الذکر لازم نہیں آتا اور حذف مانیں یہ بھی جائز کیونکہ مفعول فضلہ فی الکلام ہے اور فُضلہ کا اکیلے حذف جائز ہے لیکن اول صورت اولیٰ ہے تاکہ ملفوظ مراد کے مطابق ہو جائے۔

وفی المتوافقین الخ سے ہر ایک کی مثال دیتا ہے پہلے حذف کی پھر اضمار کی حذف کی مثال متوافقین میں یعنی جب دونوں فعل عمل میں برابر ہوں جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدِیْنَ، تینوں مثالوں میں ثانی فعل میں مفعول محذوف ہے۔ اور متخالفین کی مثال یعنی ثانی فعل مفعول کو چاہے اول فاعل کو جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ، ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدَانِ، وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ الزَّیْدُوْنَ۔ ان امثلہ میں ثانی فعل میں مفعول محذوف ہے اور اسم ظاہر اول فعل کا معمول ہے۔ اور اضمار کی صورت میں متوافقین کی مثال ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهٗ زَیْدًا، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهُمَا الزَّیْدَیْنِ، ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُهُمْ الزَّیْدِیْنَ۔ ان تینوں مثالوں میں ثانی فعل کو اضمار سے عمل دیا گیا ہے اور کوفیوں کے مذہب کے مطابق اول فعل کو عمل دیا گیا اور ثانی میں ضمیر لائی گئی ہے۔ اسی طرح اضمار کی صورت میں متخالفین کی امثلہ ہیں ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدٌ، وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُهُمَا الزَّیْدَانِ، وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُهُمْ الزَّیْدُوْنَ۔ ان تینوں امثلہ میں بھی ثانی فعل کو اضمار سے عمل دیا گیا ہے اور کوفیوں کے مذہب کے مطابق اول فعل کو عمل دیا گیا اور ثانی میں ضمیر لائی گئی ہے۔ اسی طرح اضمار کی صورت میں متخالفین کی امثلہ ہیں ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُهٗ زَیْدٌ، وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُهُمَا الزَّیْدَانِ، وَضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُهُمْ الزَّیْدُوْنَ۔ ان تینوں امثلہ میں بھی ثانی فعل ضمیر میں عمل کر رہا ہے اور اسم ظاہر کو کوفیوں کے مذہب کے مطابق اول فعل کا معمول بنا دیا گیا ہے اسی وجہ سے اول فعل تینوں حالتوں میں مفرد ہے۔

**وَاَمَّا اِذَا کَانَ الْفِعْلَانِ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ فَلا بُدَّ مِنْ اِظْهَارِ الْمَفْعُوْلِ[1] کَمَا تَقُوْلُ حَسِبَنِیْ وَ حَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا وَذٰلِکَ لِاَنَّ حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا تَنَازَعَا فِیْ مُنْطَلِقًا[2] وَاَعْمَلْتَ الْاَوَّلَ وَهُوَ حَسِبَنِیْ[3] وَاَظْهَرْتَ الْمَفْعُوْلَ فِی الثَّانِیْ[4] فَاِنْ حَذَفْتَ مُنْطَلِقَیْنِ وَقُلْتَ حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا یَلْزَمُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰی اَحَدِ الْمَفْعُوْلَیْنِ فِیْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ[5] وَهُوَ غَیْرُ جَائِزٍ وَاِنْ اَضْمَرْتَ فَلا یَخْلُوْ مِنْ اَنْ تُضْمِرَ مُفْرَدًا وَتَقُوْلَ حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا[6] وَحِیْنَئِذٍ لا یَکُوْنُ الْمَفْعُوْلُ الثَّانِیْ مُطَابِقًا لِلْمَفْعُوْلِ الْاَوَّلِ وَهُوَ هُمَا فِیْ**

---

نحوی ترکیب: (۱) اما حرف شرط برائے تفصیل اذا شرطیہ کان الفعلان من افعال القلوب جملہ شرط فاء جزائیہ لانفی جنس بُدّ اسم من اظہار المفعول جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر، لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

(۲) واؤ استنافیہ ذالک اسم اشارہ مبتداء لام جارہ اَنّ حرف مشبہ بالفعل حسبنی و حسبتھما معطوف علیہ اور معطوف ملکر بتاویل ھذا اللفظ اَنّ کا اسم تنازعا فعل الف ضمیر فاعل فی جار منطلقا بتاویل ھذا اللفظ مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق تنازعا فعل فاعل اور متعلق سے ملکر خبر اَنّ، اَنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر، مبتداء خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قَوْلِکَ حَسِبْتُهُمَا وَلَا يَجُوْزُ ذٰلِکَ[7] اَوْ اَنْ تُضْمِرَ مُثَنًّى وَتَقُوْلَ حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِيَّاهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا وَحِيْنَئِذٍ يَلْزَمُ عَوْدُ الضَّمِيْرِ الْمُثَنّٰى اِلَى اللَّفْظِ الْمُفْرَدِ[8] وَهُوَ مُنْطَلِقًا اَلَّذِیْ وَقَعَ فِيْهِ التَّنَازُعُ وَهٰذَا اَيْضًا لَا يَجُوْزُ[9] وَاِذَا لَمْ يَجُزِ الْحَذْفُ وَالْاِضْمَارُ كَمَا عَرَفْتَ وَجَبَ الْاِظْهَارُ[10]

**ترجمة:** اور لیکن جب دونوں فعل افعال قلوب سے ہوں تو مفعول کو ظاہر کرنا ضروری ہے جیسا کہ تو کہے گا حسبنی و حسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا اور وہ اس لئے کہ حسبنی اور حسبتھما نے منطلقا میں تنازع کیا اور تو نے اول جو کہ حسبنی ہے کو عمل دے دیا اور ثانی فعل میں مفعول کو ظاہر کر دیا پس اگر تو منطلقین کو حذف مانتا اور کہتا ''حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا'' تو افعال قلوب میں دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا لازم آتا اور وہ ناجائز ہے۔ اور اگر ضمیر لاتا پس وہ اس بات سے خالی نہیں کہ تو مفرد کی ضمیر لاتا اور کہتا حسبنی و حسبتهما اياه الزيدان منطلقا تو اس وقت مفعول ثانی اول مفعول کے مطابق نہ ہوتا اور وہ ھما ہے تیرے قول حسبتھما میں اور وہ جائز نہیں۔ یا مثنّی کی ضمیر لاتا اور کہتا حسبنی و حسبتهما اياهما الزيدان منطلقا اور اس مثنّی کی ضمیر کا مفرد لفظ کی طرف لوٹنا ہوگا اور وہ منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا اور یہ بھی جائز نہیں اور جب حذف اور اضمار جائز نہیں جیسا کہ تو نے پہچان لیا تو اظہار واجب ہوا۔

**تشریح:** مذکورہ عبارت آخری بحث کا تیسرا حصہ ہے کہ جب عمل کوفیوں کے مذہب بموجب اول فعل کو دے دیا اور دوسرا فعل مفعول کو چاہتا ہے اور دونوں فعل افعال قلوب سے ہیں تو ثانی میں اسم ظاہر کو ذکر کریں گے حذف بھی نہیں مان سکتے کیونکہ ایک مفعول کا افعال قلوب میں سے حذف جائز نہیں اور ضمیر بھی نہیں لا سکتے کیونکہ مفرد کی ضمیر لائیں گے یا جمع کی اگر مفرد کی لائیں تو دونوں مفعولوں میں مطابقت نہیں ایک مفرد دوسرا تثنیہ ہوگا اور اگر تثنیہ کی ضمیر لائیں تو راجع اور مرجع میں مطابقت نہیں رہتی اس لئے اظہار واجب ہوگا۔ جیسے حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَيْنِ الزَّيْدَانِ مُنْطَلِقًا اصل میں حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُ الزَّيْدَانِ منطلقًا تھا پہلے حسبنی اور حسبت نے

---

(۳) واؤ عاطفہ اعملت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل بافاعل الاول مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اظہرت فعل بافاعل المفعول مفعول بہ فی الثانی جار مجرور ظرف لغو متعلق اظہرت فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴) واؤ اعتراضیہ ھو ضمیر مبتداء حسبنی بتاویل هذا اللفظ خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) فاء تفریعیہ ان حرف شرط حذفت فعل بافاعل منطلقين مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ قلت فعل فاعل ملکر قول حسبنی و حسبتهما الزيدان منطلقا مقولہ قول مقولہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط یلزم فعل مضارع معلوم الاقتصار فاعل علی احد المفعولين جار مجرور ظرف لغو متعلق یلزم کے فی جار افعال القلوب مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق الاقتصار کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ ''وهو غير جائز'' کی ترکیب واضح ہے۔

(۶) واؤ عاطفہ انْ حرف شرط اضمرت فعل بافاعل جملہ فعلیہ شرط فاء جزائیہ لا يخلو فعل مضارع منفی ھو ضمیر فاعل من جار ان مصدریہ تضمر فعل مضارع مخاطب فعل بافاعل مفرداً مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ تقول فعل بافاعل ہوکر قول حسبنی و حسبتهما اياه الزيدان منطلقا مقولہ قول اپنے مقولہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لا يخلو کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

الزیدان میں تنازع کیا، حَسِبَنِیْ چاہتا تھا کہ الزَّیْدَانِ میرا فاعل بنے اور حَسِبْتُ چاہتا تھا کہ میرا مفعول اول بنے، ہم نے کوفیوں کے مذہب بموجب الزَّیْدَانِ کو حَسِبَنِیْ کا فاعل بنا دیا اور حَسِبْتُ میں مفعول اول کی ضمیر لائے جو کہ اولیٰ تھی تو حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقاً ہوگیا۔ پھر دونوں فعلوں نے منطلقا میں جھگڑا کیا۔ حَسِبَنِیْ کہتا ہے کہ میرا مفعول ثانی بنے اور حَسِبْتُهُمَا چاہتا ہے کہ میرا مفعول ثانی بنے ہم نے کوفیوں کے مذہب بمطابق اسم ظاہر اول کا مفعول ثانی بنا دیا اور دوسرے فعل کے مفعول ثانی کو ظاہر کیا جو کہ مُنْطَلِقَیْنِ ہے اور حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقاً ہوگیا۔ کیونکہ اگر ہم دوسرے فعل میں دوسرا مفعول حذف کرتے تو اور یوں کہتے حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقاً تو افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء لازم آتا جو کہ جائز نہیں اور اگر دوسرے مفعول کی ضمیر لاتے تو دو حال سے خالی نہیں ضمیر مفرد کی لاتے اور یوں کہتے حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا'' تو راجع مرجع میں مطابقت تو ہو جاتی لیکن دو مفعولوں میں مطابقت نہ رہتی کیونکہ مفعول اول مثنیٰ ہے جو کہ حَسِبْتُهُمَا میں ھما ہے اور یہ بھی جائز نہ تھا اور اگر مثنیٰ کی ضمیر لاتے اور یوں کہتے ''حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا اِیَّاهُمَا الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا'' تو دو مفعولوں میں مطابقت ہو جاتی لیکن راجع اور مرجع میں مطابقت نہ رہتی اور تثنیہ کی ضمیر مفرد ''مُنْطَلِقًا'' کی طرف لوٹتی جو کہ جائز نہیں تو سوائے اسم ظاہر کو ذکر کرنے کے چارہ نہ تھا اس لئے اسم ظاہر کو ذکر کر دیا اور حَسِبَنِیْ وَحَسِبْتُهُمَا مُنْطَلِقَیْنِ الزَّیْدَانِ مُنْطَلِقًا ہوگیا۔

**فائدہ:** مذکورہ بالا مثال پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے افادہ کی غرض سے اس اعتراض و جواب کو نقل کیا جاتا ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ مذکورہ مثال میں تنازع ممکن ہی نہیں کیونکہ تنازع کی شرط یہ ہے کہ دونوں فعل عمل کرنے کیلئے کسی ایک ہی اسم ظاہر کی طرف متوجہ ہوں اور وہ اسم ظاہر ہر ایک کا معمول بن سکے جبکہ یہاں منطلقا اسم ظاہر ہے اس کی طرف دونوں فعل متوجہ نہیں کیونکہ فعل اول کا مفعول اول مفرد ہے لہٰذا دوسرا مفرد مفعول کا تقاضا کرتا ہے اور ثانی فعل کا مفعول اول ھما ضمیر جو کہ مثنیٰ ہے لہٰذا اسکا دوسرا مفعول بھی تثنیہ ہونا چاہیے تو معلوم ہوا منطلقا کی طرف اول فعل متوجہ ہے ثانی فعل متوجہ نہیں تو تنازع کیسے متحقق ہوا۔

**الجواب:** اسم ظاہر منطلقا سے مراد لفظ نہیں بلکہ اس سے مراد وہ اسم ہے جو صفتِ انطلاق کے ساتھ متصف ہو خواہ وہ اسم مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو تو اول فعل کے اعتبار سے منطلقا مفرد ہے اور ثانی کے اعتبار سے تثنیہ ہے لہٰذا دونوں فعل عمل میں متوجہ ہیں اور تنازع متحقق ہے۔

---

(۷) واؤ عاطفہ حینئذ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ مقدم لا یکون فعل ناقص المفعول الثانی اسم مطابقا صیغہ صفت للمفعول الاول جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مطابقا کے جو کہ خبر ہے لا یکون کی۔ لا یکون اپنے اسم اور خبر اور مفعول فیہ مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (وھو حمانی تو لک الخ کی ترکیب واضح ہے) البتہ فی تو لک الخ ھما لفظ سے حال ہے۔ اسی طرح ''ولا یجوز ذلک'' کی ترکیب بھی واضح ہے۔ ظفر۔

(۸) او عاطفہ ان تضمر مثنیٰ معطوف ان تضمر مفردا معطوف علیہ۔ اس میں مثنیٰ مفعول بہ منصوب تقدیراً ہے۔ اور وتقول حسبنی الخ بشرح سابق جملہ ہو کر تضمر پر معطوف ہے۔ اور وحینئذ کی ترکیب گذشتہ حینئذ کی مانند ہے۔

(۹) واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء منطلقا بتاویل ھذا اللفظ موصوف الذی موصول وقع فیہ التنازع صلہ ہے موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ھو مبتداء کی، مبتداء خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۱۰) واؤ عاطفہ اذا شرطیہ لم یجز الحذف والاضمار الخ شرط وجب الاظهار فعل فاعل جملہ فعلیہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

**اَلْاِعَادَۃ علٰی ضَوءِ الاسئلۃ:** ۱۔تنازع الفعلین کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں نیز اقسام بمع امثلہ لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۲۔تنازع الفعلین کے بارے اختلاف کی وضاحت بمع ادلہ کریں۔(دیکھئے البحث السادس والسابع) ۳۔رفع تنازع کی صور پر روشنی ڈالیں۔(دیکھئے البحث الخامس) ۴۔کوفیوں کے مذہب کو امثلہ سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث التاسع)

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِی مَفْعُوْلِ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ

فصلٌ: مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ[۱] وَھُوَ کُلُّ مَفْعُوْلٍ حُذِفَ فَاعِلُہٗ وَاُقِیْمَ ھُوَ مَقَامَہٗ نَحْوُ ضُرِبَ زَیْدٌ[۲] وَحُکْمُہٗ فِی تَوْحِیْدِ فِعْلِہٖ وَتَثْنِیَتِہٖ وَجَمْعِہٖ وَتَذْکِیْرِہٖ وَتَانِیْثِہٖ عَلٰی قِیَاسِ مَا عَرَفْتَ فِی الْفَاعِلِ[۳]۔

**ترجمۃ:** مفعول مالم یسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور وہ (مفعول) اس کی جگہ ٹھہرایا گیا ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ اور اسکا حکم اسکے فعل کو مفرد لانے اور اسکے تثنیہ لانے اور اسکے جمع لانے اور اسکو مذکر لانے اور اس کو مؤنث لانے میں اس قاعدہ پر ہے جو فاعل میں تو پہچان چکا ہے۔

**خُلاصَۃُ الْمَبَاحِث:** یہ مرفوعات کی تیسری فصل ہے اور دوسرا مقصود مفعول مالم یسم فاعلہ کے بیان میں ہے۔اور یہ چار ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَھُوَ کُلُّ.....ضُرِبَ زَیْدٌ) ۲۔''ما'' کا مصداق اور فاعلہ کی ''ہٗ'' ضمیر کا مرجع ۳۔مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم (وَحُکْمُہٗ.....فِی الْفَاعِلِ) ۴۔فائدۃ مہمۃ۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف مفعول مالم یسم فاعلہ مع توضیح بالمثال** (وَھُوَ کُلُّ.....ضُرِبَ زَیْدٌ):

اس حصہ عبارت میں مفعول مالم یسم فاعلہ کا اصطلاحی معنی اور اس کی مثال بیان کی گئی ہے فائدہ کیلئے لغوی معنی بھی سمجھ لیں۔ لغت میں مفعول مالم الخ کا معنی اس شئی کا مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو، اس معنی پر ایک سوال ہے۔سوال یہ ہے کہ کوئی مفعول ایسا نہیں جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو بلکہ ہر مفعول کے فاعل کا نام لیا جاتا ہے مصنفؒ نے کیسے کہد یا مفعول مالم یسم فاعلہ (اس شی کا مفعول جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا)

الجواب: اس جگہ لم یسم اپنے حقیقی معنی میں نہیں بلکہ لم یسم بمعنی لم یُذْکَرْ کے ہے یعنی اس کا مفعول جس کے فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو۔

---

نحوی ترکیب: (۱) مفعول مضاف ما موصولہ لم یسم فعل جحد مجہول فاعلہ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء محذوف ھذا کی خبر ہو کر جملہ اسمیہ ہوا۔یا مبتداء خبر ھو کل الخ ہے اور واؤ زائدہ ہے۔

(۲) ھو ضمیر مبتداء کل مضاف مفعول موصوف حذف فعل ماضی مجہول فاعلہ نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب فاعل سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اقیم فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب فاعل مقامہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

(۳) حکمہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء فی توحید فعلہ الخ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق حکمہ کے۔علی جار قیاس مضاف ما موصولہ عرفت فعل با فاعل ہ ضمیر راجع بسوئے ما مفعول بہ فی الفاعل جار مجرور ظرف لغو متعلق عرفت، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اصطلاحِ نحات میں مفعول مالم یسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر کے اس مفعول کو اس فاعل کی جگہ پر رکھا گیا ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ا۔ مفعول مالم یسم فاعلہ مفعول ہوگا ۲۔ اسکے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہوگا ۳۔ مفعول کو فاعل کی جگہ ٹھہرایا گیا ہوگا جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ اس مثال میں زید مفعول ہے اور اس کے فاعل عمرو کو حذف کر کے زید کو اس کی جگہ پر رکھا گیا ہے کیونکہ اصل میں ضرب عمروزیداً تھا اور فعل معروف کو فعل مجہول سے بدل دیا گیا ہے۔ اسکا دوسرا نام نائب الفاعل ہے۔

**البحث الثانی فی بیان مصداق "ما" و مرجع ضمیر فاعلهٗ:** اس عبارت میں جو لفظ "ما" مذکور ہے اسکا مصداق فعل یا شبہ فعل ہے یعنی مفعول اس فعل یا شبہ فعل کا جسکے فاعل کو ذکر نہ کیا گیا ہو۔

فاعلہٗ کی ہٗ ضمیر کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ یہ لفظ (فاعلہ) دو جگہ استعمال ہوا ہے ایک "مفعول مالم یسم فاعلہٗ" دوسرا "کل مفعول حذف فاعلہٗ" اگر اول فاعلہٗ مراد لیا جائے تو اس کی ہٗ ضمیر کا مرجع لفظ "ما" ہے جس کا مصداق فعل یا شبہ فعل ہے تو فاعلہٗ کا مطلب "فاعل فعل او شبہ فعل" اور اگر ثانی فاعلہٗ ہو تو اس کی ضمیر کا مرجع لفظ مفعول ہے تو مطلب ہوگا ہر وہ مفعول جس مفعول کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو۔ اور یہ نسبت فاعل کی مفعول کی طرف ایک ہی عامل کے معمول ہونے کی وجہ سے کی گئی ہے جس کو ادنیٰ ملابست کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔

**البحث الثالث فی حکم مفعول مالم یسمّ فاعلهٗ (وحکمهٗ ......فی الفاعل):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے نائب الفاعل کے حکم کو بیان کیا ہے۔ یعنی نائب الفاعل کے فعل کو مفرد و تثنیہ اور جمع لانے اور اسی طرح مذکر و مؤنث لانے میں وہی احوال ہیں جو فاعل کے فعل کے تھے۔ یعنی جس طرح فاعل کے دو حال تھے مظہر اور مضمر اسی طرح مذکر اور مؤنث اسی طرح نائب الفاعل بھی مظہر یا مضمر ہوگا اور مؤنث یا مذکر ہوگا۔ تفصیل یہ ہے کہ نائب الفاعل دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر اگر مظہر ہے مذکر ہوگا یا مؤنث دونوں صورتوں میں اسکا فعل مفرد لایا جائے گا خواہ نائب الفاعل مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ، ضُرِبَتْ هِنْدٌ، ضُرِبَ الزَّیْدَانِ، ضُرِبَتِ الْهِنْدَانِ، ضُرِبَ الزَّیْدُوْنَ، ضُرِبَتِ الْهِنْدَاتُ۔ اور اگر نائب الفاعل مضمر ہے مذکر یا مؤنث تو فعل کو نائب الفاعل کے مطابق لائیں گے مفرد کیلئے مفرد تثنیہ کیلئے تثنیہ اور جمع کیلئے جمع جیسے زیدٌ ضُرِبَ، هِنْدٌ ضُرِبَتْ، اَلزَّیْدَانِ ضُرِبَا، اَلْهِنْدَانِ ضُرِبَتَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضُرِبُوْا، اَلْهِنْدَاتُ ضُرِبْنَ:

(نوٹ: یہ افراد تثنیہ جمع کا حال ہے اسکا تفصیلی نقشہ احقر کی تصنیف کردہ کتاب "هدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات" میں دیکھا جاسکتا ہے)

اگر نائب الفاعل مؤنث ہو تو دو حال سے خالی نہیں مؤنث حقیقی ہوگا یا مؤنث غیر حقیقی اگر مؤنث حقیقی ہے تو دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر اگر مظہر ہے تو دو حال سے خالی نہیں فعل اور نائب فاعل کے درمیان فاصلہ ہوگا یا نہیں اگر فاصلہ ہوگا تو فعل کو مذکر لانا بھی جائز اور مؤنث لانا بھی جائز جیسے ضُرِبَ الْیَوْمَ هِنْدٌ، ضُرِبَتِ الْیَوْمَ هِنْدٌ اور اگر فاصلہ نہ ہو تو ہمیشہ مؤنث لایا جائیگا جیسے ضُرِبَتْ هِنْدٌ۔ اور اگر مضمر ہو تو بھی فعل ہمیشہ مؤنث لایا جائیگا جیسے هِنْدٌ ضُرِبَتْ اور اگر نائب الفاعل مؤنث غیر حقیقی ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں مظہر ہوگا یا مضمر اگر مضمر ہے تو فعل مجہول ہمیشہ مؤنث لایا جائے گا جیسے اَلشَّمْسُ کُوِّرَتْ اور اگر نائب الفاعل مظہر ہو تو فعل اور نائب الفاعل کے درمیان فاصلہ ہوگا یا نہیں دونوں صورتوں میں فعل مجہول کو مذکر اور مؤنث لایا جاسکتا ہے جیسے کُوِّرَ الشَّمْسُ کُوِّرَتِ الشَّمْسُ، کُوِّرَ الْیَوْمَ شَمْسٌ کُوِّرَتِ الْیَوْمَ شَمْسٌ۔

(نوٹ: اس بحث کا تفصیلی نقشہ احقر کی تصنیف کردہ کتاب "هدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات" میں باب سوم کے تحت دیکھا جاسکتا ہے)

**البحث الرابع فی بیان فائدہ مھمۃ:** ثانی اور رابع بحث مذکورہ عبارت سے ضمناً سمجھی جاتی ہے۔ اس بحث میں نائب الفاعل کے متعلق ایک فائدہ کا بیان ہے۔ نائب الفاعل کی تعریف سے یہ بات ضمناً معلوم ہوئی کہ اس کا فعل مجہول ہوگا اور فعل مجہول چونکہ لازم باب سے نہیں آتا بلکہ متعدی سے آتا ہے تو معلوم ہوا نائب الفاعل فعل متعدی کا ہوگا فعل لازم کا نہیں ہوگا۔ اور فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔متعدی بیک مفعول ۲۔متعدی بدو مفعول باب عَلِمْتُ ۳۔متعدی بدو مفعول باب اَعْطَیْتُ ۴۔متعدی بسہ مفعول باب اَعْلَمْتُ۔ متعدی بیک مفعول میں ایک مفعول ہوتا ہے اس لئے اسی کو نائب الفاعل بنائیں گے البتہ متعدی بدو مفعول اور بسہ مفعول میں کچھ تفصیل ہے اس وجہ سے اس کو بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے چنانچہ متعدی بدو مفعول باب اَعْطَیْتُ کے دونوں مفعول نائب الفاعل بن سکتے ہیں لیکن اول کو نائب الفاعل بنانا اولیٰ ہے۔ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْداً دِرْھماً سے اُعْطِیَ زَیْدٌ دِرْھماً اور اُعْطِیَ دِرْھَمٌ زَیْداً کہا جاسکتا ہے۔ اور متعدی بدو مفعول باب علمت میں پہلا مفعول نائب الفاعل بن سکتا ہے بخلاف دوسرے مفعول کے وہ نائب الفاعل نہیں بن سکتا اسی طرح متعدی بسہ مفعول میں اول دونوں مفعول نائب الفاعل بن سکتے ہیں لیکن آخری مفعول نہیں بن سکتا وجہ یہ ہے کہ متعدی بدو مفعول باب علمت کے دونوں مفعول آپس میں مبتداء خبر ہوتے ہیں اگر ثانی کو نائب الفاعل بنائیں تو وہ مسند الیہ بن جائیگا جبکہ پہلے مسند ہے خبر ہونے کی وجہ سے لہٰذا ایک ہی کلمہ مسند اور مسند الیہ بنے گا یہ جائز نہیں اسی طرح حال متعدی بسہ مفعول باب اَعْلَمْتُ کے آخری دو مفعولوں کا ہے۔ (فتدبّر) متعدی بدو مفعول باب علمت کی مثال عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً کو عُلِمَ زَیْدٌ فَاضِلاً کہا جاسکتا ہے لیکن عُلِمَ فَاضِلٌ زَیْداً کہنا درست نہیں اسی طرح اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْداً عَمروًا فَاضِلاً کو اُعْلِمَ زَیْدٌ عَمروًا فَاضِلاً اور اُعْلِمَ عَمروٌ زَیْدًا فَاضِلاً کہا جاسکتا ہے لیکن اُعْلِمَ فَاضِلٌ زَیْداً عَمروًا کہنا جائز نہیں ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔مفعول مالم یسم فاعلہٗ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف لکھیں۔ (البحث الاول) ۲۔لفظ ''ما'' کا مصداق اور فاعلہٗ کی ''ہ'' ضمیر کا مرجع ذکر کریں۔ (البحث الثانی) ۳۔مفعول مالم یسم فاعلہٗ کا حکم مثالوں سے واضح کریں۔ (البحث الثالث) ۴۔فعل متعدی کی اقسام گنا کر واضح کریں کہ کونسا مفعول نائب الفاعل بن سکتا ہے کونسا نہیں اور کیوں؟ (البحث الرابع)

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِی الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ

**فَصْلٌ:** اَلْمُبْتَدَاءُ وَالْخَبَرُھُمَا اِسْمَانِ مُجرَّدَانِ عنِ الْعَوَامِلِ اللَّفْظِیَّۃِ[۱] اَحَدُھُمَا مُسْنَدٌ اِلَیْہِ[۲] وَیُسَمّٰی الْمُبْتَدَاءُ[۳] وَالثَّانِیْ مُسْنَدٌ بِہٖ[۴] وَیُسَمّٰی الْخَبَرُ[۵] نَحْوُ زَیْدٌ قَائِمٌ. وَالْعَامِلُ فِیْھِمَا مَعْنَوِیٌّ وَھُوَ الْاِبْتَدَاءُ[۶].

---

نحوی ترکیب: (۱) المبتداء والخبر معطوف معطوف علیہ ملکر مبتداء اول ھما ضمیر مبتداء ثانی اسمان موصوف مجردان صیغہ صفت اسم مفعول الف علامت تثنیہ ضمیر نائب فاعل عن العوامل اللفظیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق مجردان کے، صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر مبتداء ھما کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر مبتداء اول کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) احدھما مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مسند صیغہ صفت کا اسم مفعول الیہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ یسمّٰی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل المبتداء مفعول بہ ثانی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**ترجمة:** مبتداء اور خبر وہ دونوں ایسے اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہیں ان میں سے ایک مسند الیہ ہے اور وہ مبتداء نام رکھا جاتا ہے اور دوسرا مسند بہ ہے اور وہ خبر نام رکھا جاتا ہے جیسے زید قائم اور ان میں عامل معنوی ہے جو کہ وہ ابتداء ہے۔

**خُلاصَةُ المَباحِث:** مقصد اول جو کہ مرفوعات میں ہے کی تیسری اور چوتھی قسم اور مرفوعات کی چوتھی فصل مبتداء اور خبر کے بیان میں ہے اور یہ فصل چھ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔مبتداء اور خبر کی تعریف (هما اسمان......زَيْدٌ قَائِمٌ) ۲۔مبتداء اور خبر کے عامل کی تحقیق (وَالْعَامِلُ......اَلْاِبْتِدَاءُ) ۳۔مبتداء اور خبر کے متعلق متفرق مسائل (وَاصَلُ المبتَدَاءِ......فَاضِلٌ عَاقِلٌ) ۴۔مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف (وَاعْلَمْ اَنَّ......زَيْدٌ) ۵۔مبتداء کی قسم اول اور دوم کے درمیان فرق (بِشَرْطِ......ظَاهِراً) ۶۔مبتداء کی قسم ثانی کی توضیح امثلہ سے (نحو مَاقَائِمٌ......الزَيْدَانِ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف المبتداء والخبر مع التوضیح بالمثال**

**(هما......زيدٌ قائمٌ):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے مبتداء اور خبر کی تعریف اور مثال سے وضاحت کی ہے لیکن تعریف سے قبل ایک سوال و جواب کا سمجھنا ضروری ہے۔ سوال یہ ہے کہ مصنفؒ نے مبتداء اور خبر کے علاوہ مرفوعات کی جتنی اقسام کی تفصیل بیان کی ہے ہر ایک قسم کو الگ فصل میں ذکر کیا لیکن مبتداء اور خبر کی تفصیل کو ایک فصل میں ذکر کیا جبکہ یہ دونوں الگ الگ مرفوعات کی قسمیں ہیں۔

**الجواب:** اسکا جواب یہ ہے کہ مبتداء اور خبر اگرچہ دو الگ الگ قسمیں ہیں لیکن یہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں یعنی مبتداء کیلئے خبر کا ہونا لازمی ہے اور خبر کے سمجھنے کیلئے مبتداء کا ہونا ضروری ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان دونوں کا عامل ایک ہے جو کہ ابتداء ہے تو عامل میں اشتراک کی وجہ سے ایک فصل میں ذکر کیا۔

**مبتداء کی تعریف:** لغت میں مبتداء ابتداء سے مشتق ہے ابتداء کا معنی شروع کرنا اور مبتداء کا معنی شروع کیا ہوا چونکہ اس سے جملہ کو شروع کیا جاتا ہے اس لئے اس کو مبتداء کہتے ہیں۔ اصطلاح میں "المبتداء هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظية المسند اليه" یعنی مبتداء وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی مسند الیہ ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔مبتداء اسم ہوگا، اسم عام ہے حقیقی ہو یا حکمی یا تاویلی ۲۔عوامل لفظیہ سے خالی ہو ۳۔مسند الیہ ہو۔ اسم حقیقی کی مثال زیدٌ قائمٌ۔ حکمی و تاویلی کی مثال ان تصدقوا خیرٌ لکم اس مثال میں ان تصدقوا مبتداء ہے اگرچہ اسم حقیقی نہیں بلکہ حکمی ہے جو کہ تصدقکم کے حکم اور تاویل میں ہے۔

**خبر کی تعریف:** لغت میں خبر اگر مصدر ہو تو بمعنی اطلاع کرنا اور اسم جامد ہو تو معنی اطلاع جمع اخبار ہے اور نحویوں کی اصطلاح میں "الخبر هو الاسم المجرد عن العوامل اللفظية المسندُبه"۔ یعنی خبر وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو مسند بہ ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔خبر اسم ہوگی خواہ حقیقی یا تاویلی ۲۔عوامل لفظیہ سے خالی ہوگی ۳۔مسند ہوگی۔ خبر حقیقی کی مثال گذر چکی ہے لیکن خبر تاویلی کی مثال زَيْدٌ يَضْرِبُ معنی میں زَيْد ضَارِبٌ کے ہے۔

---

(۴) الثانی مبتداء مسندٌ بہ بشرح سابق خبر۔ مبتداء خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) وَسمی الخبر الخ بشرح سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (۶) والعامل فیهما مبتداء اور معنوی خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مصنف نے دونوں کی اکٹھے تعریف کی ہے کہ مبتداء اور خبر دونوں اسم ہیں جو کہ عوامل لفظی سے خالی ہیں پہلا مسند الیہ ہوگا اور وہ مبتداء کہلاتا ہے اور دوسرا مسند اور وہ خبر کہلاتا ہے۔ اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے اکٹھے تعریف کر دی جبکہ بہتر الگ الگ تعریف کرنا تھا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

**تعریف ومعرّف / فوائد قیود:** مصنفؒ کی بیان کردہ تعریف میں مبتداء اور خبر معرَّف اور محدود ہیں هما اسمان الخ یہ تعریف اور حد ہے۔ اسمان یہ درجہ جنس ہے معرف اور غیر معرف سب کو شامل ہے مجردان عن العوامل اللفظیہ فصل اول ہے اس سے وہ اسم خارج ہوگئے جن پر عوامل لفظیہ داخل ہوتے ہیں جیسے اِنَّ کَانَ وغیرہ کا اسم اور خبر۔ احدهما مسند الیہ یہ مبتداء کی تعریف میں دوسری فصل ہے اس سے خبر اور مبتداء کی دوسری قسم خارج ہوگئی کیونکہ وہ مسند بہ ہیں مسند الیہ نہیں۔ الثانی مسند بہ یہ خبر کی تعریف کیلئے دوسری فصل ہے اس سے مبتداء خارج ہوگیا کیونکہ وہ مسند الیہ ہوتا ہے۔

## البحث الثانی فی تحقیق عاملهما (المبتداء والخبر) (وَالْعَامِلُ......اَلْاِبْتِدَاءُ):

اس عبارت میں مبتداء اور خبر کے عامل کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ مبتداء اور خبر کا عامل معنوی ہے جو کہ ابتداء ہے۔ اور عامل معنوی وہ ہے جو عقل سے سمجھا جائے اور لفظ میں نہ ہو اور ابتداء کا معنیٰ عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تو مبتداء کا عامل ابتداء ہے کا مطلب یہ ہے کہ اسم کا عوامل لفظیہ سے خالی ہونا تاکہ اس کی طرف کوئی شئی مسند کی جائے اور خبر کا عامل ابتداء ہے کا مطلب یہ ہے کہ اسم کا عامل لفظیہ سے خالی ہونا تاکہ وہ کسی کی طرف مسند کیا جائے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ زَیْدٌ مبتداء ہے اور قائمٌ خبر ہے دونوں کو رفع دینے والا عامل ابتداء ہے۔ اور یہ مذہب بصریوں کا ہے اور مصنف کا بھی پسندیدہ ہے۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ مبتداء کا عامل معنوی ابتداء ہے اور مبتداء خبر میں عامل ہے۔ اس لحاظ سے مبتداء کا عامل معنوی ہوگا اور خبر کا عامل لفظی ہوگا جو کہ مبتداء ہے۔ لہٰذا زیدٌ قائمٌ میں زیدٌ کا عامل ابتداء ہے اور قائمٌ کا عامل زیدٌ ہے جو کہ مبتداء ہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ مبتداء عامل ہے خبر میں اور خبر عامل ہے مبتداء میں پس اس صورت میں مبتداء اور خبر دونوں کا عامل لفظی ہوگا چنانچہ زَیْدٌ قَائِمٌ والے جملہ میں زَیْدٌ، قَائِمٌ میں عامل ہے اس کو رفع دے رہا ہے اور قائمٌ زَیْدٌ میں عامل ہے اور اس کو رفع دے رہا ہے۔

**وَاَصْلُ الْمُبْتَدَاءِ اَنْ یَّکُوْنَ مَعْرِفَةً وَاَصْلُ الْخَبَرِ اَنْ یَّکُوْنَ نَکِرَةً[1] . وَالنَّکِرَةُ اِذَا وُصِفَتْ جَازَ اَنْ تَقَعَ مُبْتَدَاءً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ[2] وَکَذَا اِذَا تُخُصِّصَتْ بِوَجْهٍ اٰخَرَ[3] نَحْوُ اَرَجُلٌ فِی الدَّارِ اَمِ امْرَاَةٌ وَمَا اَحَدٌ خَیْرٌ مِّنْکَ وَشَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ، وَفِی الدَّارِ رَجُلٌ وَسَلَامٌ عَلَیْکَ.**

**ترجمة:** اور مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اور نکرہ جب موصوف ہو کسی وصف کے ساتھ

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یا استنافیہ اصل المبتداء مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسم معرفۃ خبر یکون اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اصل الخبر مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان یکون نکرۃ بشرح سابق خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ النکرۃ مبتداء اذا شرطیہ وصفت فعل ماضی مجہول ھی ضمیر نائب الفاعل فعل مجہول نائب الفاعل سے ملکر شرط جاز فعل ماضی معلوم ان مصدر یہ تقع فعل مضارع ھی ضمیر فاعل مبتداء مفعول بہ فعل مضارع اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر فاعل جاز فعل کا۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

تو اسکا مبتداء واقع ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ولعبد مؤمن خیر من مشرک اور جب نکرہ کسی اور وجہ سے خاص کیا جائے جیسے ارجل فی الدارم امرأۃ الخ۔

**تشریح: البحث الثالث فی تفصیل مسائلھا المتفرقۃ** (و اصل المبتداء ......فاضل عاقل):

مرفوعات کی چوتھی فصل جو کہ مبتداء خبر کے بیان میں ہے کی تیسری بحث مبتداء اور خبر کے متعلق متفرق مسائل، مذکورہ بالا عبارت سے ان مسائل کو ذکر فرما رہے ہیں۔ اس عبارت میں پہلا مسئلہ ذکر کیا ہے اور اس پر ایک اشکال تھا اس کو رد فرمایا ہے۔

**المسئلۃ الاولیٰ: تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مبتداء اور خبر کا اصل** (اصل المبتداء......نکرۃ):

یعنی مبتداء کی اصل یہ ہے کہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو۔ اور اصل اس کو کہتے ہیں جو بغیر کسی عارض کے ہو تو مبتداء کا بغیر کسی عارض کے معرفہ ہونا اس لیے کہ مبتداء محکوم علیہ ہوتا ہے اور اس پر حکم معرفت بعد ہی لگایا جاتا ہے اور خبر کا بغیر کسی عارض کے نکرہ ہونا اس لئے کہ خبر محکوم بہ ہوتی ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہوتا ہے اگرچہ معرفہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور جب نکرہ سے غرض حاصل ہو سکتی ہے تو معرفہ لانے کی ضرورت نہیں جبکہ معرفہ لانے میں صفت کے ساتھ التباس کا بھی خوف ہے۔

**شبہ اور اس کا جواب (وَالنَّكِرَةُ اِذَا ......سَلَامٌ عَلَيْكَ):** ماقبل کے مسئلہ سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے مصنفؒ نے اس کے ازالہ کیلئے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب معرفہ ہونا مبتدا کا اصل ٹھہرا تو شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ نکرہ مبتداء واقع ہی نہیں ہو سکتا تو مصنفؒ نے اس کو رفع کرنے کی غرض سے اس عبارت کو ذکر فرمایا کہ جب نکرہ کو موصوف کر دیا جائے کسی وصف کے ساتھ تو وہ معرفہ کے قریب ہونے کی وجہ سے اسکا مبتداء واقع ہونا صحیح ہے۔ کیونکہ نکرہ غیر موصوف ہونے کی صورت میں عام تھا لیکن جب اسکی صفت لائی گئی تو اسمیں تخصیص پیدا ہو گئی پہلے افراد زیادہ تھے اب کم ہو گئے تو معرفہ کے قریب ہو گیا اس لئے مبتداء واقع ہو سکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ (مومن غلام مشرک غلام سے بہتر ہے) عبد کا لفظ صفت لانے سے پہلے عام تھا کافر اور مومن دونوں کو شامل تھا لیکن جب مؤمن کی صفت کے ساتھ موصوف کیا تو اس سے کافر غلام خارج ہو گیا۔ اور مومن غلام کے ساتھ خاص ہو گیا اور معرفہ کے قریب ہو جانے کی وجہ سے حکم میں معرفہ کے ہو گیا لہٰذا اس کا مبتداء واقع ہونا صحیح ہوا۔

**وَكَذَا اِذَا تُخُصِّصَتْ الخ:** اس عبارت سے سابقہ بات کی مزید توضیح ہے کہ جس طرح نکرہ کو موصوف لا کر مبتداء لایا جا سکتا ہے اور اس میں صفت کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو سکتی تو اسی طرح اگر کسی اور وجہ سے نکرہ میں تخصیص پیدا ہو جائے تو اس نکرہ کو بھی مبتداء بنایا جا سکتا ہے۔ اور دیگر وجوہ کو بیان کرنے کیلئے ہر ایک وجہ کی مثال ذکر کی ہے۔ گویا کہ ہر ایک مثال تخصیص کا ضابطہ ہے یا وجوہ تخصیص میں سے ایک وجہ ہے۔

**مثال اول۔ اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ اِمْرَأَةٌ:** تخصیص کے مواضع میں سے ایک کا بیان ہے کہ جب نکرہ ہمزہ استفہام اور ام متصلہ کے درمیان واقع ہو اس میں متکلم کے علم کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ مثال مذکور میں رجل نکرہ ہے

---

(۳) واؤ عاطفہ کذا جار مجرور ظرف لغو متعلق جاز مقدم کے اذا ظرف مضاف تخصصت فعل مجہول ھی ضمیر نائب الفاعل بوجہ آخر جار مجرور ظرف لغو متعلق تخصصت کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ بتاویل ہذا الترکیب کے مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ جاز کا (بقیہ واضح ہے)

تخصیص کی وجہ سے مبتدا واقع ہو رہا ہے۔ اور یہ ہمزہ استفہام اور ام متصلہ کے درمیان واقع ہے۔ اور متکلم کو اس بات کا علم ہے کہ دار میں مرد اور عورت میں سے ایک ضرور ہے لیکن اس سے وہ تعیین کرانا چاہتا ہے کہ ان دو میں سے کون ہے یہی وجہ ہے کہ جواب میں نعم یا لا کہنا درست نہیں ہوگا بلکہ جواب میں رجل یا امرأۃ ہوگا۔ اسی طرح مثال مذکور میں امرأۃ کا لفظ بھی نکرہ مخصصہ ہے اور مبتداء واقع ہو رہا ہے۔

**مثال دوم: وَمَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ:** اس مثال میں نکرہ مخصصہ مبتداء واقع ہو رہا ہے جو کہ احدٌ ہے اور اس میں تخصیص یہ ہے کہ ضابطہ ہے کہ نکرہ جب نفی کے بعد واقع ہو تو عمومِ افراد کا فائدہ دیتا ہے۔ اور عموم افراد میں توحّد ہوتا ہے۔ یعنی اے مخاطب تیرے سوا جمیع تجھ سے بہتر نہیں تو تخصیص کے پائے جانے کی وجہ سے احدٌ نکرہ مبتداء واقع ہو رہا ہے۔

بعض نے احدٌ کی تخصیص میں یوں تقریر کی ہے کہ احدٌ کے دو معنی ہوتے ہیں ۱۔ عام (تمام) ۲۔ بعض جب احدٌ سے پہلے نفی نہ ہو بلکہ فعل مثبت ہو تو معنی بعض کے ہوتے ہیں جیسے رَأَيْتُ اَحَداً مِنَ الْقَوْمِ (میں نے قوم سے ایک آدمی دیکھا) اور جب یہ "اَحَدٌ" ما نافیہ کے تحت واقع ہو تو معنی عموم (تمام) کے ہوتے ہیں کیونکہ جب نکرہ تحتِ نفی واقع ہو تو فائدہ عموم کا دیتا ہے۔ اس مثال میں نکرہ تحت نفی واقع ہوا ہے لہٰذا احدٌ کے معنی تمام کے متعین ہو گئے اور احدٌ کے دوسرے معنی بعض کا احتمال نہ رہا تو تقلیل احتمال ہو گیا یعنی دو معنی میں سے ایک معنی رہ گیا تو اب تخصیص ہو گئی اب احدٌ کا مبتداء بنانا درست ہوگا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی بھی تجھ سے اچھا نہیں اور یہ معنی نکرہ تحت نفی واقع ہونے سے ہوئے اگر نفی نہ ہوتی تو معنی ہوتے اَحَدٌ خَيْرٌ مِنْكَ کوئی تجھ سے بہتر ہے یعنی بعض تجھ سے بہتر ہے۔

**مثال سوم، شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ:** اس مثال میں بھی نکرہ تخصیص کی وجہ سے مبتداء واقع ہو رہا ہے جو کہ شرٌّ ہے اور اَهَرَّ ذَانَابٍ خبر ہے۔ اور شر کا لفظ عام ہے شرِ حقیر اور شرِ عظیم دونوں پر بولا جاتا ہے لیکن جب اس پر تنوین تعظیم کی آ گئی تو اس میں تخصیص پیدا ہو گئی اور یہ لفظ شر عظیم کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے معرفہ کے قریب ہو گیا اب معنی ہو گیا شَرٌّ عَظِيْمٌ اَهَرَّ ذَانَابٍ: (عظیم شر نے کتے کو بھونکوایا) یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی قوی مرد کو کسی حادثہ نے عاجز اور بے بس کر دیا ہو۔

**مثال چهارم، فِي الدَّارِ رَجُلٌ:** اس مثال میں بھی نکرہ مخصصہ مبتداء واقع ہو رہا ہے جو کہ رجل ہے اور اس میں تخصیص خبر کے مقدم ہونے کی وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ "اَلتَّقْدِيْمُ مَاحَقُّ لَهُ التَّاخِيْرُ يُفِيْدُ الْحَصْرَ" (اس شئی کو مقدم کر دینا جس کا حق مؤخر ہونا ہے وہ حصر کا فائدہ دیتا ہے) مثال مذکور میں فی الدار خبر ہے اور رجل مبتداء سے مقدم ہے جبکہ اس کا حق مبتداء سے مؤخر ہونا تھا تو تقدیم کی وجہ سے اس بات میں حصر ہو گئی کہ اس کے بعد مبتداء ہی ہوگا جو کہ استقرار فی الدار کے ساتھ موصوف ہے۔

**مثال پنجم: سَلَامٌ عَلَيْكَ:** یہ پانچویں جگہ ہے جہاں نکرہ تخصیص کی وجہ سے مبتداء واقع ہو رہا ہے اور اس مثال سے مراد ہر وہ نکرہ ہے جس میں متکلم کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے تخصیص آ جائے جیسے سلام علیک اس مثال میں سلام نکرہ ہے اور مبتداء واقع ہو رہا ہے اور علیک جار مجرور ظرف مستقر متعلق ہو کر خبر ہے۔ چونکہ سلام نکرہ ہے متکلم کی طرف نسبت کرنے سے مخصص بن چکا ہے لہٰذا اس کا مبتداء بنا صحیح ہے اصل میں سَلَّمْتُ سَلَامًا عَلَيْكَ تھا جملہ فعلیہ سے جو کہ تجدد اور حدوث کا معنی دیتا ہے جملہ اسمیہ کی طرف معدول ہے۔ فعل سلمت کو حذف کر کے سلاما کو مرفوع بنا دیا ہے اور جملہ اسمیہ کی طرف معدول ہوا جو کہ دوام اور استمرار کا معنی دیتا ہے تو

معلوم ہوا سلام علیک میں عام سلام نہیں بلکہ وہ سلام ہے جو متکلم کی طرف منسوب ہے تو گویا سلام علیک کا اصل سلامی علیک ہے۔

وَاِنْ كَانَ اَحَدُ الْاِسْمَيْنِ مَعْرِفَةً وَالْآخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ الْمَعْرِفَةَ مُبْتَدَاءً وَالنَّكِرَةَ خَبَرًا اَلْبَتَّةَ كَمَا مَرَّ[1] وَاِنْ كَانَ مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلْ اَيَّهُمَا شِئْتَ مُبْتَدَاءً وَالْآخَرَ خَبَرًا[2] نَحْوُ اَللّٰهُ اِلٰهُنَا وَمُحَمَّدٌ نَبِيُّنَا وَآدَمُ اَبُوْنَا.

**ترجمة:** اور اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتداء بنا اور نکرہ کو خبر ہر حال میں جیسا کہ گذر چکا اور اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو ان دو میں سے جس کو چاہیے مبتداء بنا اور دوسرے کو خبر جیسے اَللّٰهُ اِلٰهُنَا اور مُحَمَّدٌ نبینا اور ادم ابونا۔

**تشریح: المسئلة الثانية في بيان التعريف والتنكير** (وَاِنْ كَانَ ......اٰدَمُ اَبُوْنَا):

اس عبارت میں مبتداء اور خبر کے متعلق دوسرا مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسے دو اسم جو مبتداء اور خبر بن سکتے ہوں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو دونوں معرفہ ہونگے یا نہ، اگر دونوں معرفہ نہ ہوں بلکہ ایک اسم معرفہ ہو اور دوسرا اسم نکرہ ہو تو وہ اسم جو کہ معرفہ ہے اس کو مبتداء بنانا لازم ہے اور نکرہ کو خبر بنائیں گے کیونکہ مبتداء میں اصل یہ ہے کہ معرفہ ہو اور خبر میں اصل یہ ہے کہ نکرہ ہو جیسے زیدٌ قائمٌ اس مثال میں دو اسم زیدٌ اور قائمٌ ہیں اور مبتداء خبر واقع ہو سکتے ہیں اول معرفہ ہے ثانی نکرہ ہے تو معرفہ کو مبتداء میں اصل ہونے کی وجہ سے مبتداء بنا دیا اور نکرہ کو خبر میں اصل ہونے کی وجہ سے خبر بنا دیا۔

اور اگر دونوں اسم معرفہ ہوں دونوں معرفہ میں مساوی ہوں گے یا کوئی ایک اعرف ہوگا دوسرے سے تو ان میں سے جس اسم کو چاہیں مبتداء بنا سکتے ہیں اور دوسرے اسم کو خبر بنائیں گے۔ اور اس صورت میں جو مقدم ہوگا وہ مبتداء ہوگا اور دوسرا خبر ہوگا مصنفؒ نے اس کی تین مثالیں دی ہیں ان میں اللہ، محمد، آدم علم کی وجہ سے معرفہ ہیں اور الٰھنا، ابونا، نبینا۔ اضافت کی وجہ سے معرفہ ہیں لہٰذا جس کو مقدم کریں گے وہ مبتداء بن جائے گا لہٰذا اللّٰه الٰهنا کہنے کی صورت میں اللہ مبتداء ہوگا اور اِلٰهُنَا خبر اِلٰهُنَا اللّٰهُ کہنے کی صورت میں اِلٰهُنَا مبتداء ہوگا اور لفظ اللہ خبر بنے گی و کذا البواقی اور مبتداء کو مقدم کرنا واجب ہے۔

یہ اس وقت ہے کہ جب دونوں معرفہ میں مبتداء کے مبتداء اور خبر کے خبر ہونے کا کوئی قرینہ نہ ہوتا کہ التباس نہ ہو اگر دونوں اسم معرفہ میں کسی ایک کے مبتداء ہونے یا خبر ہونے پر قرینہ موجود ہو تو مبتداء کو مقدم کرنا واجب نہ ہوگا۔ بلکہ مبتداء کو مؤخر کیا جا سکتا ہے کیونکہ قرینہ کی وجہ سے التباس کا خطرہ نہیں ہے۔ جیسے بَنُوْنَا بَنُوْ اَبْنَائِنَا (ہمارے پوتے ہمارے بیٹے ہیں) اس مثال میں بنو ابنائنا مبتداء

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ ان شرطیہ کان فعل از افعال ناقصہ احد الاسمین مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا کان کا معرفۃ خبر کان واؤ عاطفہ الآخر نکرۃ معطوف احد الاسمین معرفۃ معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر کان کا اسم اور خبر ہوئے، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط فا جزائیہ اجعل فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل۔ المعرفۃ مفعول بہ اول مبتداء مفعول بہ ثانی واؤ عاطفہ النکرۃ خبرا بواسطہ عطف دونوں مفعول اجعل کے، افعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ البتۃ مفعول مطلق فعل مقدر بتّ الخ کما مرّ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر۔

(۲) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقصہ الف ضمیر تثنیہ اسم کان۔ معرفتین خبر کان تا کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط فاء جزائیہ اجعل فعل بافاعل ایھما مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ مقدم شئت فعل ماضی معلوم فعل بافاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر بتاویل ھذا الترکیب مفعول بہ ثانی مقدم اجعل کا۔ مبتداء مفعول بہ اول مؤخر۔ اجعل فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ والآخر خبرا بواسطہ عطف ایّھما شئت مبتداء پر معطوف ہوکر دو مفعول اجعل کے۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)۔

مؤخر اور بنونا خبر مقدم ہے کیونکہ بنونا کو مبتداء بنائیں تو معنی درست نہیں رہتا کیونکہ اس وقت معنی ہوگا ''ہمارے بیٹے ہمارے پوتے ہیں''۔ یہ معنی درست نہیں کیونکہ پوتے کو بیٹا تو کہا جاتا ہے اور بیٹے کو پوتا نہیں کہا جاتا۔

وَقَدْ يَكُونُ الْخَبَرُ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ قَامَ اَبُوْهُ اَوْ شَرْطِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ اِنْ جَاءَ نِيْ فَاَكْرِمْتُهُ اَوْ ظَرْفِيَّةً نَحْوُ زَيْدٌ خَلْفَكَ وَعَمْرٌو فِي الدَّارِ[1] وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الْاَكْثَرِ وَهِيَ اِسْتَقَرَّ مَثَلاً تَقُوْلُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ تَقْدِيْرُهُ زَيْدٌ اِنِ اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ۔[2]

**ترجمة:** اور کبھی کبھار خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زید ابوہ قائم یا فعلیہ جیسے زید قام ابوہ یا شرطیہ جیسے زید ان جاءنی فاکرمتہ یا ظرفیہ جیسے زَيْدٌ خَلْفَكَ اور عَمرو فِي الدَّارِ۔ اور ظرف اکثر کے نزدیک جملہ کے متعلق ہے اور وہ استقر ہے مثال کے طور پر تو کہے گا زید فی الدار اس کا اصل زید استقر فی الدار ہے۔

## تشریح: المسئلة الثالثة فی بیان خبر المبتداء جملة (وَقَدْ يَكُونُ الْخَبَرُ.....فِي الدَّارِ):

اس عبارت میں مبتداء اور خبر کے متعلق تیسرا مسئلہ ذکر کیا ہے اسکا تعلق مبتداء کی خبر کے ساتھ ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت سے قبل ایک ضابطہ سمجھیں کہ قد جب فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو دو باتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے ۱۔ یہ حکم جو بیان کیا جارہا ہے خلاف اصل ہے اصل حکم اور ہے ۲۔ یہ حکم قلیل الاستعمال ہے کثیر الاستعمال حکم اور ہے۔ اسی وجہ سے اس قد کو ''بر مضارع برائے تقلیل'' (مضارع پر قد تقلیل کیلئے ہے) کہتے ہیں

مذکورہ بالا عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مبتداء کی خبر کی اصل یہ ہے مفرد ہو عام ہے کہ خالص مفرد ہو جیسے زید قائم میں قائم کا لفظ یا مرکب ناقص ہو جو کہ حکما مفرد ہے عام ہے کہ مرکب اضافی ہو یا توصیفی اور مبتداء کی خبر کا کثیر الاستعمال بھی یہی ہے لیکن مبتداء کی خبر کا خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ جملہ ہو۔ چونکہ جملہ سے مفرد کی طرح حکم لگانا صحیح ہے اس وجہ سے جملہ خبر واقع ہوسکتا ہے پھر جملہ کی ابتداء دو قسمیں ہیں خبریہ اور انشائیہ لیکن جملہ انشائیہ کا مبتداء کی خبر واقع ہونا درست نہیں ہے کیونکہ خبر من قبیل الاخبار ہے اور جملہ انشائیہ من قبیل الانشاء ہے اور انشاء اخبار کی ضد ہے ایک ضد دوسری ضد کی جگہ واقع نہیں ہوسکتی اس لئے جملہ انشائیہ مبتداء کی خبر واقع نہیں ہوسکتا البتہ جملہ خبریہ خبر واقع ہوسکتا ہے۔

جملہ خبریہ کی اگر چہ اصل کے اعتبار دو اقسام ہیں اسمیہ اور فعلیہ لیکن بعض حضرات جملہ خبریہ کی چار اقسام شمار کرتے ہیں ۱۔ جملہ اسمیہ ۲۔ جملہ فعلیہ ۳۔ جملہ شرطیہ ۴۔ جملہ ظرفیہ تو مصنف نے جملہ خبریہ کی چار قسمیں ذکر کی ہیں کہ مبتداء کی خبر ان چار قسموں میں سے کسی ایک قسم کے ساتھ واقع ہوسکتی ہے۔ جملہ اسمیہ کی مثال زَيْدٌ اَبُوْهُ قَائِمٌ (زید اس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں زَيْدٌ مبتداء ہے اور ابوہ قائم جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہے۔ جملہ فعلیہ کی مثال زَيْدٌ قَامَ اَبُوْهُ (زید اسکا باپ کھڑا ہوا) اس مثال میں بھی زید مبتداء ہے

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یا استنافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص الخمر اسم یکون کا جملۃ موصوف اسمیۃ معطوف علیہ واؤ عاطفہ فعلیۃ معطوف واؤ عاطفہ شرطیۃ معطوف او عاطفہ ظرفیۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر یکون کی یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)۔

اور اس کی خبر قام ابوہ جو کہ جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہے۔ جملہ شرطیہ کی مثال زَيْدٌ اِنْ جَاءَ نِيْ فَاُكْرِمُهٗ (زید اگر میرے پاس آیا تو میں اس کی تعظیم کروں گا) اس مثال میں زید مبتداء ہے اور اِنْ جَاءَ نِيْ شرط اور فَاُكْرِمُهٗ جزاء ہو کر جملہ شرطیہ ہے اور مبتداء کی خبر واقع ہو رہا ہے۔

اگر خبر جملہ ظرفیہ ہو عام ہے کہ ظرف مکان ہو یا ظرف زمان خواہ قائمقام ظرف ہو (جار مجرور ملکر قائمقام ظرف) جیسے زَيْدٌ خَلْفَكَ اصل میں زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ یا ثَبَتَ خَلْفَكَ ہے زید مبتداء اور خلفک مضاف مضاف الیہ ہو کر ظرف مکان ہے ثبت کے متعلق ہو کر خبر ہے دوسری مثال عَمْرٌو فِي الدَّارِ ہے اس مثال میں بھی عمرو مبتداء ہے اور فی الدار جار مجرور ملکر ظرف متعلق استقر کے ہو کر خبر ہے۔

خبر جب جملہ ظرفیہ ہو تو اس کا متعلق ضروری ہے اور اس میں نحویوں کا اختلاف ہے کہ اس کا متعلق جملہ ہے یا کہ مفرد ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اکثر نحویوں کا مذہب یہ ہے کہ ظرف کا متعلق جملہ ہے اور جملہ بھی فعلیہ کیونکہ ظرف کا متعلق اس ظرف میں عمل کرتا ہے اور عمل میں اصل فعل ہے لہٰذا فعل مقدر ہوگا۔ چنانچہ زَيْدٌ فِي الدَّارِ میں اصل اس کی عبارت زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ ہے اور فی الدار جار مجرور ملکر استقر کے متعلق ہے۔ اور یہ مذہب بصریوں کا ہے اور کوفی یہ کہتے ہیں کہ ظرف کا متعلق مفرد ہوگا یعنی شبہ فعل ہوگا جو کہ اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ وغیرہ وہ کہتے ہیں کہ ظرف مبتداء کی خبر ہوتا ہے اور خبر میں اصل یہ ہے کہ مفرد ہو اور مفرد اسی صورت میں ہوگا جب اس کا متعلق شبہ فعل ہو۔ پھر یہ ظرف دو حال سے خالی نہیں۔ اس کا متعلق مذکور ہوگا یا محذوف اگر اسکا متعلق مذکور ہو تو اس کو ظرف لغو کہتے ہیں اور اگر محذوف ہو تو اس کو ظرف مستقر کہتے ہیں پھر یہ متعلق یا افعال عامہ سے ہوگا جو کہ چار ہیں۔ کون، ثبوت، وجود، حصول یا ان کے ہم معنی کوئی فعل مقدر ہوگا جیسے استقر وغیرہ۔

**وَلَا بُدَّ فِي الْجُمْلَةِ مِنْ ضَمِيْرٍ يَعُوْدُ اِلَى الْمُبْتَدَاءِ**(۱) **كَالْهَاءِ فِي مَا مَرَّ**(۲) **وَيَجُوْزُ حَذْفُهٗ عِنْدَ وُجُوْدِ قَرِيْنَةٍ نَحْوُ اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ وَالْبُرُّ الْكُرُّ بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا**(۳).

**ترجمة:** اور جملہ میں کوئی ضمیر ضروری ہے جو کہ مبتداء کی طرف لوٹے جیسے ھاء اس مثال میں جو گذر چکی اور اس ضمیر کو قرینہ کے موجود ہونے کے وقت حذف کرنا جائز ہوتا ہے جیسے اَلسَّمْنُ مَنَوَانِ بِدِرْهَمٍ اور اَلْبر الكر بِسِتِّيْنَ دِرْهَمًا۔

**تشريح: المسئلة الرابعة في بيان العائد في الخبر اذا كان جملة (لَا بُدَّ فِيْ ...... دِرْهَمًا):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب مبتداء کی خبر جملہ واقع ہو تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس میں کوئی

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ لانفی جنس بُدّ اسم فی الجملۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق بُدّ من جار ضمیر موصوف یعود فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل الی المبتداء جار مجرور ظرف لغو متعلق یعود، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر، لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) کاف مثلیہ جارہ الھاء موصوف فی جار ما مرّ موصول صلہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے مبتداء محذوف مثالہ کی مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم حذفہٗ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا عند ظرف مضاف وجود قرینۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے) ظفر۔

عائد (ضمیر) ہو جو مبتداء کی طرف لوٹے کیونکہ جملہ من حیث الجملہ مستقل کلام ہوتی ہے اس کا ماقبل اور مابعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بخلاف خبر کے وہ مبتداء کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اس تعلق کو قائم رکھنے کیلئے اس جملہ میں کوئی ضمیر جو مبتداء کے مطابق ہو ضروری ہے۔ اور یہ عائد کبھی تو ضمیر ہوتی ہے جیسا کہ زید فی الدار میں استقر کی ھو ضمیر زید کی طرف راجع ہے اور مفرد مذکر ہے اور زید کے مطابق ہے۔ اور کبھی یہ عائد الف لام تعریف کا ہوتا ہے جیسے نعم الرجل زیدٌ۔ اس مثال میں نعم الرجل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم ہے زید مبتداء مؤخر ہے اس مبتداء کی خبر جملہ فعلیہ ہے اس کو مبتداء کے ساتھ ربط دینے کیلئے الرجل کا الف لام ہے۔ اور کبھی اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہ رکھ کر مبتداء کے ساتھ ربط دیا جاتا ہے جیسے اَلْحَاقَّۃُ مَا الْحَاقَّۃُ اس مثال میں دوسرا الحاقۃ اسم ظاہر ہے جو ضمیر کی جگہ جو کہ ھی ہے واقع ہو رہا ہے اصل میں الحاقۃ ما ھی تھا۔ اور کبھی خبر مبتداء کی تفسیر ہوتی ہے اور اس تفسیر کا ہونا عائد ہوتا ہے جیسے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اس میں ھو مبتداء ہے اللہ احدٌ جملہ اسمیہ ہو کر ھو مبتداء کی خبر بن رہا ہے اور یہ جملہ اسمیہ خبریہ مبتداء ھو کی تفسیر کر رہا ہے کہ ھو سے مراد اللہ ہے تو بس اس کا تفسیر ہونا ہی عائد ہے۔ ان میں سب سے بہتر صورت عائد کی ضمیر ہی ہے۔ اسی وجہ سے مصنفؒ نے صرف اسی کو ذکر کیا ہے۔

**وقد یحذف عند وجود الخ:** جب خبر کو جملہ ہونے کی صورت میں مبتداء سے ربط دینے کیلئے ضمیر لائی جاتی ہے جو کہ اولیٰ ہے تو اس میں اصل اور کثیر الاستعمال یہ ہے کہ وہ ضمیر مذکور ہو لیکن جب اس کی حذفیت پر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس کو حذف بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن دوسرے روابط کا حذف ہونا جائز نہیں۔ اور قرینہ عام ہے کہ حالیہ ہو یا مقالیہ ہو۔ مصنفؒ نے دو امثلہ ذکر کی ہیں جن میں خبر جملہ واقع ہے اور اس میں عائد (ضمیر) قرینہ حالیہ کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ اول مثال ''اَلسَّمَنُ مَنَوَانِ بِدِرْھَمٍ'' اس مثال میں السمن مبتداء ہے اور اس کی خبر منوانِ بدرھم (جو کہ جملہ اسمیہ ہے) ہے اصل میں منوان منہٗ بدرھم تھا اور منہٗ کو بقرینہ حالیہ حذف کر دیا گیا ہے اور وہ قرینہ یہ ہے کہ بیچنے والا جب کسی چیز کا نام لیکر آواز لگا رہا ہے پھر آگے نرخ بتلا رہا ہے تو یقیناً نرخ بھی اسی چیز کا بتلا رہا ہے جس چیز کا نام لے رہا نہ کہ کسی اور چیز کا چنانچہ اس مثال میں جب السمن کا نام لیکر آواز لگا رہا ہے تو نرخ بھی اسی کا بتلا رہا ہے نہ کہ کسی اور چیز کا نرخ بتلا رہا ہے۔ ترکیبی لحاظ سے منوان موصوف اور منہٗ جار مجرور متعلق کائنان کے ہو کر صفت موصوف صفت ملکر نکرہ مخصصہ ہو کر مبتداء ثانی بن گیا اور بدرھم اس کی خبر بن کر جملہ اسمیہ ہو کر السمن مبتداء کی خبر ہوگا اور اس کا ترجمہ یہ ہے ''گھی دو سیر اس گھی کے ایک درھم کے بدلہ میں ہیں''۔

دوسری مثال اَلْبُرُّ اَلْکُرُّ بِسِتِّیْنَ دِرْھَماً (گندم ایک کر اس گندم کا ساٹھ درھم میں ہے) اس مثال میں البرّ مبتداء ہے الکر مبتداء ثانی ہے بستین درھما مبتداء ثانی کی خبر ہے پھر یہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتداء اول البرّ کی خبر ہے۔ اس جگہ جملہ خبریہ میں منہٗ ضمیر محذوف ہے جو کہ مبتداء البرّ کی طرف راجع ہے۔ اصل میں البر الکر منہٗ بستین درھما تھا منہٗ کو قرینہ کی وجہ سے حذف کر دیا کیونکہ بائع کا حال یہ بتلا رہا ہے کہ جس چیز کے بیچنے کی آواز لگا رہا ہے ظاہر بات ہے کہ قیمت بھی اسی کی بتلا رہا ہے نہ کہ کسی اور چیز کی۔ اور یہ منہٗ جار مجرور ملکر الکائن کے متعلق ہو کر صفت ہے الکر کی یا پھر کائنا کے متعلق ہو کر الکر سے حال ہے۔ اور بستین درھما ممیّز تمیز جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہو کر خبر ہے۔

وَقَدْ یَتَقَدَّمُ الْخَبَرُ عَلَی الْمُبْتَدَاءِ نَحْوُ فِی الدَّارِ زَیْدٌ[1] وَیَجُوْزُ لِلْمُبْتَدَاءِ الْوَاحِدِ اَخْبَارٌ کَثِیْرَۃٌ[2] نَحْوُ زَیْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ عَاقِلٌ.

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل۔ یتقدم فعل مضارع معلوم الخبر فاعل علی جار المبتداء مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق۔ یتقدم کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**ترجمة:** اور کبھی کبھار خبر مبتداء پر مقدم ہوتی ہے جیسے فی الدار زید اور ایک مبتداء کے لئے بہت سی خبریں جائز ہے جیسے زیدٌ عالم فاضل عاقل۔

**تشریح:** اس عبارت میں مبتداء کی خبر کے متعلق پانچواں مسئلہ خبر کی مبتداء پر تقدیم اور چھٹا مسئلہ ایک مبتداء کی اخبار کثیرہ کو بیان کیا گیا ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔

## المسئلة الخامسة فی بیان تقدیم الخبر علی المبتداء (وقد یتقدم...... زیدٌ):

اس عبارت میں قد مضارع پر داخل ہے جس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ مبتداء کی خبر کا اصل اور کثیر الوقوع یہ ہے کہ مبتداء سے مؤخر ہو لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ مبتداء کی خبر مبتداء پر مقدم ہو سکتی ہے کیونکہ مبتداء ذات اور محکوم علیہ اور خبر وصف اور محکوم بہ ہے اور وصف سے ذات مقدم ہوتی ہے۔ پھر خبر کا مقدم ہونا دو قسم پر ہے جائز اور واجب اگر مبتداء معرفہ ہو تو جائز ہے جیسے فی الدار زیدٌ اور اگر مبتداء نکرہ ہو تو خبر کو مقدم کرنا واجب ہے تا کہ مبتداء نکرہ میں تخصیص پیدا ہو کر اس کو مبتداء بنا سکے جیسے فی الدار رجلٌ اس کو رجل فی الدار کہنا درست نہیں ہے البتہ زیدٌ فی الدار کہا جا سکتا ہے۔

## المسئلة السادسة فی بیان المبتداء الواحد اخبار کثیرة (ویجوز ...... عاقل):

اس عبارت میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ایک مبتداء کیلئے بہت سی اخبار جائز ہیں کیونکہ مبتداء ذات ہے اور خبر بمنزلہ حکم کے ہے تو جس طرح ایک ذات کیلئے کئی اوصاف ہو سکتے ہیں تو اسی طرح ایک مبتداء کیلئے بہت سی خبروں کا ہونا جائز ہے جیسے زید عاقل فاضل عالم۔ اس مثال میں زید مبتداء ہے اور بقیہ تینوں لفظ خبر واقع ہو رہے ہیں جو کہ عاقل، فاضل اور عالم ہے یہ ساری تفصیل اس صورت میں ہے لیکن جب حرف عطف کے ذریعے ہو تو اس وقت بھی کئی خبریں لائی جا سکتی ہیں۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ قِسْمًا اٰخَرَ مِنَ الْمُبْتَدَاءِ لَيْسَ مُسْنَدًا اِلَيْهِ[1] وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النَّفْيِ نَحْوُمَا قَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ بَعْدَ حَرْفِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَ قَائِمٌ زَيْدٌ بِشَرْطِ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اِسْمًا ظَاهِرًا[2] نَحْوُ مَا قَائِمٌ الزَّيْدَانِ وَاَقَائِمٌ الزَّيْدَانِ بِخِلَافِ مَا قَائِمَانِ الزَّيْدَانِ.**

---

(۲) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم لام جار المبتداء موصوف الواحد صفت موصوف صفت ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز اخبار کثیرة موصوف صفت ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر فعل با فاعل ان حرف مشبہ بالفعل لام جار ھم ضمیر نحویین کی مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت محذوف کے جو کہ خبر مقدم ہے اَن کی، قسما موصوف اٰخر صفت اول من المبتداء جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا جو کہ ثانی صفت لیس فعل ناقص ھو ضمیر اسم مسندا صیغہ صفت کا اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق مسندا، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر لیس لیس اپنے اسم و خبر سے ملکر صفت ثالث موصوف اپنی صفات سے ملکر اسم مؤخر ان کا، اَن اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد قائمقام دو مفعول اعلم کے۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) ھو ضمیر مبتداء صفت موصوف وقعت فعل ماضی معلوم ھی ضمیر فاعل بعد حرف النفی مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ او عاطفہ بعد حرف الاستفہام مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول فیہ ہوا وقعت فعل کا با جار شرط مضاف ان مصدر یہ ترفع فعل تلک الصفة اسم اشارہ مشار الیہ یا بدل اور مبدل منہ یا موصوف صفت ملکر فاعل ترفع کا اسما ظاہرا، موصوف صفت ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وقعت فعل ماضی اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر بتاویل مفرد صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ مبتداء کی ایک دوسری قسم ہے جو کہ مسند الیہ نہیں اور وہ صیغہ صفت کا ہے جو کہ حرف نفی کے بعد واقع ہو جیسے ما قائم زید یا حرف استفہام کے بعد جیسے اقائم زیدٌ اس شرط کے ساتھ کہ وہ صیغہ صفت کا اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہو جیسے ما قائم الزیدان اور اقائمٌ الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان۔

**تشریح:** مذکورہ بالا عبارت میں اس فصل کی تین بحثیں بقیہ مذکور ہیں ۱۔مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف ۲۔مبتداء کی قسم اول اور دوم میں فرق ۳۔امثلہ سے اس قسم کی وضاحت۔تفصیل حسب ذیل ہے۔

**البحث الرابع فی تعریف القسم الثانی من المبتداء** (واعلم ان ......اسما ظاهرا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف کی ہے کہ مبتداء کی قسم ثانی وہ صیغہ صفت کا ہے جو مسند الیہ نہیں بلکہ مسند ہو اور حرف نفی یا حرف استفہام کے بعد واقع ہو اس شرط پر کہ وہ اسم ظاہر کو رفع دے نہ کہ اسم ضمیر کو۔اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔صیغہ صفت کا ہو ۲۔حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو ۳۔مسند الیہ نہ ہو ۴۔اسم ظاہر کو رفع دے۔

**البحث الخامس فی الفرق بین القسم الاول والثانی من المبتداء:**

یہ بحث مذکور بالا عبارت سے ضمناً سمجھی جاتی ہے۔مبتداء کی قسم اول اور قسم ثانی کے درمیان تین فرق ہیں ۱۔مبتداء کی قسم اول معمول ہے اور قسم ثانی عامل ہے ۲۔مبتداء کی قسم اول مسند الیہ ہوتی ہے بخلاف قسم ثانی کے وہ مسند ہوتی ہے ۳۔مبتداء کی قسم اول کا عامل معنوی ہوتا ہے اور قسم ثانی خود عامل ہے۔

**البحث السادس فی التوضیح بالامثلة** (اجتماعاً و احترازاً) (ماقائم..... الزیدان):

مصنفؒ نے اس جگہ پانچ امثلہ ذکر فرمائی ہیں ان میں سے چار امثلہ اجتماعی ہیں اور ایک مثال احترازی یعنی مبتداء کی قسم ثانی بنانا ناجائز ہے کو ذکر کیا۔پہلی چار میں سے دو حرف نفی کے بعد صیغہ صفت کے واقع ہونے کی ہیں۔اور دو حرف استفہام کے بعد صیغہ صفت واقع ہونے کی ہیں۔ما قائمٌ زیدٌ اس مثال میں قائمٌ صیغہ صفت کا ہے حرف نفی کے بعد واقع ہے اور اسم ظاہر مفرد زیدٌ کو رفع دے رہا ہے اور مسند ہے مسند الیہ بھی نہیں ہے۔اور دوسری مثال ما قائم الزیدان ہے یہ بھی اس صیغہ صفت کی مثال ہے جو حرف نفی کے بعد واقع ہے اور اسم ظاہر کو رفع دے رہا اور مسند ہے مسند الیہ نہیں البتہ وہ اسم ظاہر تثنیہ ہے اور یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر اسم ظاہر کو رفع نہ دے رہا ہوتا تو مفرد نہ ہوتا۔تیسری مثال اقائمٌ زیدٌ اس صیغہ صفت کی ہے جو حرف استفہام کے بعد واقع ہے اور اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہے اور وہ اسم ظاہر مفرد ہے اور چوتھی مثال اقائمٌ الزیدان، اس صیغہ صفت کی ہے جو کہ حرف استفہام کے بعد ذکر کیا گیا ہے اور اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہے اور وہ اسم ظاہر تثنیہ ہے لیکن صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دینے کی وجہ سے مفرد ہے بخلاف ما قائمان الزیدان سے مصنف نے پانچویں مثال جو کہ جائز نہیں ہے ذکر کی ہے۔اس مثال میں اگرچہ صیغہ صفت کا حرف نفی کے بعد واقع ہے لیکن اسم ظاہر کو رفع نہیں دے رہا بلکہ اسم ضمیر کو رفع دے رہا ہے تو شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے مبتداء کی قسم ثانی نہیں ہے اور یہی فرق ہے ما قائمٌ الزیدان اور ما قائمان الزیدان کے درمیان کہ اول جائز ہے ثانی جائز نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم نے ماقبل میں کہا ہے کہ جب فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ مفرد لایا جاتا ہے اسی طرح جب صیغہ صفت کا اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہو تو وہ بھی مفرد ہوتا ہے تاکہ فاعل کا تکرار لازم نہ آئے تو اس قاعدے کے لحاظ سے قائمٌ الزیدان تو درست ہے کیونکہ صیغہ صفت کا مفرد ہے معلوم ہوا الزیدان کو رفع دے رہا ہے لہٰذا مبتداء کی قسم ثانی بن رہا ہے بخلاف

ما قائمان الزیدان کے وہ مفرد نہیں اگر اسم ظاہر کو رفع دے رہا ہوتا تو مفرد ہوتا لہٰذا یہ مبتداء کی قسم ثانی نہیں ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔ مبتداء اور خبر کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت کریں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ مبتداء کی قسم اول اور قسم ثانی کے درمیان فرق کو واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الخامس) ۳۔ خبر کو مبتداء پر مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں (دیکھئے البحث الثالث المسئلۃ الخامسۃ) ۴۔ ما قائم الزیدان اور ما قائمان الزیدان کے درمیان کیا فرق ہے (دیکھئے البحث السادس)

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ بَیَانِ خَبَرِ اِنَّ وَاَخَوَاتِھَا

فَصْلٌ خَبَرُ اِنَّ وَاَخَوَاتِھَا[1] وَھِیَ اَنَّ وَکَاَنَّ وَلٰکِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ[2] فَھٰذِہِ الْحُرُوْفُ تَدْخُلُ عَلَی الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ[3] فَتَنْصِبُ الْمُبْتَدَاءَ وَیُسَمّٰی اِسْمَ اِنَّ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ وَیُسَمّٰی خَبَرَ اِنَّ[4] فَخَبَرُ اِنَّ ھُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِھَا نَحْوُ اِنَّ زَیْداً قَائِمٌ[5].

**ترجمہ:** پانچویں فصل ان اور اس کے اخوات کی خبر کے بیان میں ہے۔ فصل ان اور اس کے اخوات کی خبر اور وہ اخوات اَنّ کان اور لکن اور لیت اور لعل ہیں۔ پس یہ حروف مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتداء کو نصب دیتے ہیں اور اِنّ کا اسم نام رکھا جاتا ہے۔ اور خبر کو رفع دیتے ہیں اور ان کی خبر نام رکھا جاتا ہے پس ان کی خبر ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔ جیسے ان زیدا قائمٌ۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِثِ:** مصنفؒ اصل المرفوعات کے بیان سے فارغ ہو کر اب ملحقات کو بیان کرتے ہیں یہ فصل انّ اور اس کے اشباہ و امثال کی خبر کے بیان میں ہے اور یہ فصل پانچ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ حروف مشبہ بالفعل کی تحقیق (وھی اَنّ...... لعلّ) ۲۔ حروف مشبہ بالفعل کا عمل (فھٰذہ الحروف...... اِنّ) ۳۔ اِنَّ اور اس کے امثال کی خبر کی تعریف اور مثال سے وضاحت (فخبر انّ...... قائمٌ) ۴۔ اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم (وحکمہٗ...... المبتداء) ۵۔ ایک وہم کا ازالہ / مبتداء کی خبر اور ان کی خبر کے مابین فرق (ولا یجوز...... فی الظروف)

---

نحوی ترکیب: (۱) خبر مضاف انّ بتاویل ھذا اللفظ معطوف علیہ واؤ عاطفہ اخواتھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء محذوف جملہ اسمیہ ہوا۔ یا واؤ زائدہ ہو کر آئندہ جملہ خبر ہو گی۔

(۲) ھی ضمیر مبتداء اَنّ بتاویل ھذا اللفظ معطوف علیہ کان ولکن الخ معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) فاء عاطفہ ھذہ الحروف موصوف صفت ملکر مبتداء تدخل فعل ھی ضمیر فاعل علی المبتداء والخبر جار مجرور ظرف لغو متعلق تدخل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۴) فاء تفصیلیہ تنصب فعل مضارع معلوم ھی ضمیر فاعل المبتداء مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یسمّی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر مبتداء کی نائب الفاعل اسم ان مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ثانی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ ترفع فعل مضارع معلوم ھی ضمیر فاعل الخبر منصوب مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یسمّی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل خبر مضاف ان بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل مجہول نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

## تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف المشبهة بالفعل (وھی اَن......لعلّ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے حروف مشبہ بالفعل کی وضاحت کی ہے کہ وہ چھ ہیں ایک اِنّ اور اسکے پانچ اخوات وامثال جو کہ اَنّ، کاَنّ، لَیتَ لکنّ، لعلّ ہیں اور ان کو حروف مشبہ بالفعل اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ فعل کے ساتھ تین طرح سے مشابہت رکھتے ہیں ا۔صیغوی مشابہت ۲۔معنوی ۳۔عملی۔ ہرایک کی تفصیل حسب ذیل ہے:

**۱۔ صیغوی مشابهت:** اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فعل متعدی ثلاثی اور رباعی ہوتا ہے اسی طرح یہ حروف بھی ثلاثی اور رباعی ہیں جیسے اِنّ، اَنّ، لیت یہ ثلاثی ہیں اور کان، لکن، لعل یہ رباعی ہیں۔

**۲۔معنوی مشابهت:** اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حروف فعل والا معنی دیتے ہیں اِنّ اَنّ بمعنی حَقَّقْتُ کے اور کاَنّ بمعنی اُشَبِّہُ یا بمعنی شَبَّھتُ اور لیت بمعنی تَمَنَّیْتُ اور لعل بمعنی تَرَجَّیْتُ اور لکن بمعنی اِسْتَدْرَکْتُ۔

**۳۔ عملی مشابهت:** اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح فعل متعدی دو اسموں پر داخل ہوتا ہے اور ایک اسم کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتا ہے اسی طرح یہ حروف بھی دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں ایک اسم کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ فعل متعدی پہلے اسم کو رفع دیتا ہے وہ فاعل کہلاتا ہے اور دوسرے کو نصب دیتا ہے وہ مفعول کہلاتا ہے لیکن یہ حروف بوجہ فرع ہونے کے پہلے اسم کو نصب دیتے ہیں اور اسکا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے کو رفع دیتے ہیں اسکی خبر کہلاتا ہے۔

**البحث الثانی فی بیان عملها** (فھذہ الحروف......خبر انّ): اس عبارت میں حروف مشبہ بالفعل کے عمل کو بیان کیا ہے کہ یہ حروف ایسے دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں جو کہ آپس میں مبتداء خبر ہوتے ہیں مبتداء کو نصب دیتے ہیں وہ انکا اسم کہلاتا ہے اور خبر کو رفع دیتے ہیں وہ انکی خبر کہلاتا ہے جیسے اِنَّ زیداً قائمٌ اس مثال میں زید اور قائم دو اسم ہیں یہ آپس میں مبتداء اور خبر تھے زیدٌ مبتداء اور قائمٌ خبر جب اِنّ ان پر داخل ہوا تو اس نے زیدٌ کو نصب دی اور اِنّ کا اسم کہلایا اور قائمٌ کو رفع دیا یہ اس کی خبر کہلایا لہٰذا قائمٌ پر رفع پہلے سے نہیں بلکہ اِنّ کی وجہ سے ہے اور یہ مذہب بصریوں کا ہے لیکن کوفی یہ کہتے ہیں کہ یہ حروف صرف مبتداء میں عمل کرتے ہیں اس کو نصب دیتے ہیں اور خبر پر پہلی رفعی حالت موجود رہتی ہے اِنّ وغیرہ اس پر عمل نہیں کرتے۔

**البحث الثالث فی تعریف خبر ان واخواتها مع المثال** (فخبر اِنَّ......قائمٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے انّ اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف کو بیان کیا فرماتے ہیں کہ ان اور اس کے اخوات کی خبر وہ ہے جو مسند ہو ان اور اسکے اخوات میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد یعنی اگر انّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو تو وہ انّ کی خبر

---

(۵) فاء نتیجیہ خبر مضاف ان بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء اول ھو ضمیر مبتداء ثانی المسند میں ال موصول بمعنی الذی مسند اسم مفعول صیغہ صفت یعمل عمل فعلہ المجہول معتمد بر موصول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل بعد ظرف مضاف دخولها مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل و مفعول فیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ھو، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر مبتداء اول کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

کہلائے گی اور اگر کانّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے تو وہ کانّ کی خبر کہلائے گی علی ھذا القیاس۔ اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ خبر مسند ہوگی دوسرا یہ کہ ان حروف میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد۔ جیسے اِنَّ زیداً قائمٌ اس مثال میں قائمٌ اِنّ کی خبر ہے اور اِنّ کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

**فوائد قیود/تعریف و معرف:** اس تعریف میں ھو ضمیر کا مرجع خبر ہے اور معرَّف ہے اور المسند الخ تعریف ہے اور المسند جنس ہے، اِنّ کی خبر اور اس کے غیر تمام کی خبروں کو شامل ہے کیونکہ وہ مسند ہوتی ہیں اور بعد دخولھا یہ فصل ہے اس سے وہ تمام مسند خارج ہو گئے جو حروف مشبہ بالفعل کے داخل ہوئے بغیر مسند ہیں خواہ مبتداء کی خبر یا کان اور اس کے اخوات لانفی جنس کی خبر یا کوئی اور ہو۔

وَحُكْمُهُ فِي كَوْنِهِ مُفْرداً اَوْ جُمْلَةً اَوْ مَعْرِفَةً اَوْ نَكِرَةً كَحُكْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَاءِ[1] وَلا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ اِنَّ فِي الدَّارِ زَيْداً لِمَجَالِ التَّوَسُّعِ فِي الظُّرُوْفِ[2]۔

**ترجمة:** اور اسکا حکم اس خبر کے مفرد یا جملہ یا معرفہ یا نکرہ ہونے میں مبتداء کی خبر کے حکم کی طرح ہے اور ان کی خبروں کا انکے اسموں پر مقدم ہونا جائز نہیں ہوگا مگر جبکہ ظرف ہو جیسے انّ فی الدار زید بوجہ ظروف میں وسعت ہونے کے۔

**تشریح:** **البحث الرابع فی حکم خبر ان واخواتھا** (حکمهٗ......المبتداء):

اس عبارت میں حروف مشبہ بالفعل کی خبر کا حکم بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ان اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم اسکے مفرد اور جملہ ہونے میں پھر جملہ اسمیہ، فعلیہ، ظرفیہ اور شرطیہ ہونے میں اسی طرح معرفہ اور نکرہ ہونے میں واحد یا متعدد ہونے میں اور جملہ کی صورت میں عائد کے ملفوظ یا مقدر ہونے میں مبتداء کی خبر کے حکم کی طرح ہے۔ یعنی جس طرح مبتداء کی خبر کا اصل یہ ہے کہ مفرد ہو لیکن جملہ بھی لائی جاسکتی ہے اسی طرح اِنّ اور اس کی اخوات کا اصل یہ ہے کہ مفرد ہو لیکن جملہ بھی لائی جاسکتی ہے علی ھذا القیاس۔

**البحث الخامس فی الفرق بین خبر المبتداء و خبران واخواتھا** (ولایجوز......فی الظروف):

اس عبارت سے مصنفؒ نے ماقبل کی عبارت سے ایک وہم ہوتا ہے تھا اسکو دور کیا یا پھر مبتداء کی خبر اور ان اور اسکے اخوات کی خبر کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے۔ وہم یہ ہوتا تھا کہ آپ نے ماقبل میں یہ کہا ہے کہ ان اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم مبتداء کی خبر کی طرح ہے۔ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں کیونکہ مبتداء کی خبر کو مبتداء پر معرفہ ہونے کی صورت میں مقدم کرنا جائز اور نکرہ ہونے کی صورت میں واجب

---

نحوی ترکیب: (۱) حکمهٗ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتداء فی جار کون فعل ناقص ہٖ ضمیر مضاف الیہ معنیٰ اسم مفرداً معطوف علیہ او عاطفہ جملۃ، معرفۃ، اونکرۃ تمام معطوفات ہیں معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے مل کر خبر کون کی، کون اپنے اسم و خبر سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق حکمه مبتداء کے۔ کاف مشبہ جار حکم خبر المبتداء مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر متعلق ثابت کے خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ لا یجوز فعل مضارع منفی تقدیم اخبارھا مضاف مضاف الیہ مل کر مضاف الیہ تقدیم کا۔ علی جار اسمائھا مضاف مضاف الیہ سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف لغو متعلق تقدیم کے، مضاف تقدیم اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر فاعل الاستثنائیہ اذا ظرف مضاف کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم ظرفاً خبر، کان اپنے اسم و خبر سے مل کر بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ، اذا ظرف مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مستثنیٰ مفرغ ہو کر مفعول فیہ لا یجوز کا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، لمجال التوسع جار مجرور مل کر ظرف مستقر متعلق یجوز کے جو کہ محذوف ہے بقرینہ استثناء فی الظروف جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق التوسع کے (بقیہ واضح ہے)۔

ہے جب کہ انّ اور اسکے اخوات کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا کسی صورت میں جائز نہیں تو جواب یہ ہے کہ مبتداء کی خبر پر مقدم ہو سکتی ہے عذر کے نہ ہونے کی وجہ سے لیکن انّ اور اسکے اخوات کی خبران کے اسم پر عذر کی وجہ سے مقدم نہیں ہو سکتی۔ وہ عذر یہ ہے کہ یہ حروف چونکہ مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں اور جو عامل مشابہت کی وجہ سے عمل کرے تو وہ اس وقت تک عمل کرتا رہتا ہے جب تک اس میں تین چیزیں موجود ہوں گی اگر ان میں سے کوئی ایک چیز نہ پائی گئی تو عمل سے لغو ہو جائے گا۔ ا۔ جس مشابہت کی وجہ سے عمل کرتے ہیں وہ مشابہت باقی رہے ۲۔ جس ترتیب سے عمل دیا گیا ہو وہ ترتیب باقی رہے ۳۔ عامل اور معمول کے درمیان فصل نہ ہو۔ چونکہ مذکورہ بالا صورت میں یعنی خبر کے اس کے اسم پر مقدم ہونے میں ترتیب بگڑ گئی لہٰذا عمل سے لغو ہو جانے کی وجہ سے تقدیم جائز نہیں ہے؟

مبتداء کی خبر اور ان اور اسکے اخوات کی خبر کے مابین فرق یہ ہوا کہ مبتداء کی خبر مبتداء پر مقدم ہو سکتی ہے بخلاف ان کی خبر اس کے اسم پر مقدم نہیں ہو سکتی جبکہ خبر ظرف نہ ہو اگر ان اور اس کے اخوات کی خبر ظرف ہو تو پھر اسم پر مقدم کی جا سکتی ہے کیونکہ ظرف میں وسعت ہے اور غیر ظرف کی صورت میں تقدیم سے محذور لازم آتا ہے جو کہ اوپر گذرا البتہ مبتداء کی خبر کی تقدیم میں وہ محذور لازم نہیں آتا اس لئے مقدم کرنا جائز ہے۔

**قولہ الا اذا کان ظرفا:** یہ استثناء مفرع ہے یعنی ان کی خبر انّ کے اسم پر مقدم کرنا جائز نہیں فی کل وقت من الاوقات الا وقت کونہ ظرفا (کسی وقت میں بھی جائز نہیں مگر اس وقت میں جائز ہے جب خبر ظرف ہو اس لئے کہ ظرف میں ایسی وسعت ہے جو ظرف کے غیر میں نہیں کیونکہ ظرف کلام میں کثرت سے واقع ہوتا ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ا۔ حروف مشبہ بالفعل کتنے اور کون سے ہیں اور وجہ تسمیہ لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ خبر ان واخواتھا کی تعریف اور مثال سے وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ ان اور اسکے اخوات کی خبر کا حکم لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع) ۴۔ مبتداء کی خبر ان اور اس کے اخوات کی خبر کا فرق لکھیں۔ (دیکھئے البحث الخامس)

## اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِیْ بَیَانِ اِسْمِ کَانَ وَاَخَوَاتِھَا

**فَصْلٌ:** اِسْمُ کَانَ وَاَخَوَاتِھَا[1] وَھِیَ صَارَ وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰی وَاَضْحٰی وَظَلَّ وَبَاتَ وَرَاحَ وَاٰضَ وَعَادَ وَغَدَا وَمَازَالَ وَمَا بَرِحَ وَمَا فَتِئَ وَمَا انْفَکَّ وَمَادَامَ وَلَیْسَ[2] فَھٰذِہِ الْاَفْعَالُ تَدْخُلُ اَیْضًا عَلَی الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ فَتَرْفَعُ الْمُبْتَدَاءَ وَیُسَمّٰی اِسْمَ کَانَ وَتَنْصِبُ الْخَبَرَ وَیُسَمّٰی خَبَرَ کَانَ[3] فَاِسْمُ کَانَ ھُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا نَحْوُ کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا[4].

**ترجمہ:** چھٹی فصل کان اور اسکے مشابہات کے اسم کے بیان میں ہے۔ کان اور اسکے مشابہات کا اسم اور وہ صار الخ ہیں

نحوی ترکیب: (۱) اسم مضاف کان بتاویل ھذا اللفظ معطوف علیہ واؤ عاطفہ اخواتھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف اسم کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء خبر محذوف (سنذکرہ) کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ ھی ضمیر مبتداء صار معطوف علیہ واؤ عاطفہ الخ تمام معطوفات، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) فاء تفصیلیہ یا تفریعیہ ھذہ موصوف الافعال صفت یا مشارٌ الیہ اسم اشارہ اور مشار الیہ ملکر یا موصوف صفت ملکر مبتداء تدخل ایضا علی المبتداء والخبر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب بشرح سابق ہونے کی وجہ سے واضح ہے۔ ظفر)

پس یہ افعال بھی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس مبتداء کو رفع دیتے ہیں اور وہ کان کا اسم کہلاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور وہ کان کی خبر نام رکھی جاتی ہے پس کان کا اسم وہ مسند الیہ ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جیسے کَانَ زَیْدٌ قائمًا۔

**خُلاصَةُ الْمبَاحِث:** یہ فصل کان اور اسکے اخوات کے اسم کے بارے میں ہے۔اس فصل میں چار بحثیں ہیں ۱۔کان اور اسکے اخوات کی تحقیق (اسم کان......لیس) ۲۔افعال ناقصہ کا عمل (فھذہ......خبر کان) ۳۔افعال ناقصہ کے اسم کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (فاسم کان ......قائمًا) ۴۔افعال ناقصہ کی خبر کو مقدم کرنے میں ایک اہم فائدہ (ویجوز فی ......ان شاء اللّٰہ تعالیٰ)

**تشریح: البحث الاول فی بیان تحقیق افعال الناقصه** (اسم کان......لیس):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کان اور اسکے اخوات کی تعداد کو ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ افعال ناقصہ کل سترہ ہیں ایک کان بقیہ اس کے اخوات جو کہ صار، اصبح الخ ہیں تمام افعال کے اسماء عبارت متن میں مذکور ہیں۔ یہ قول مصنفؒ کا ہے جبکہ بعض نحوی انیس کا قول کرتے ہیں۔

(نوٹ) افعال ناقصہ کی پوری تحقیق بمع نام اور امثلہ کے ایک نقشہ میں بند کردی گئی جو کہ احقر کی تالیف کردہ ''ہدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات'' میں اسی بحث کے تحت دیکھا جاسکتا ہے۔

**البحث الثانی فی بیان عملها** (فھٰذا ......خبر کان): اس عبارت میں مصنفؒ نے افعال ناقصہ کے عمل کو بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ افعال ناقصہ اِنّ اور اس کے اخوات کی طرح ایسے دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں جو کہ مبتداء خبر ہوتے ہیں۔ اور یہ افعال مبتداء کو رفع دیتے ہیں اور وہ انکا اسم کہلاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں اور وہ انکی خبر کہلاتی ہے جیسے کان زیدٌ قائماً اس مثال میں زیدٌ قائمٌ دو اسم ہیں آپس میں مبتداء خبر ہیں لیکن کان کے داخل ہونے کی وجہ سے زید جو کہ مبتداء ہے مرفوع ہوگیا اور کان کا اسم کہلایا اور قائما کو نصب دی اور وہ خبر کان کہلائی۔

**البحث الثالث فی تعریف اسمها مع التوضیح بالمثال** (فاسم کان......قائما): اس عبارت میں مصنفؒ نے کان اور اسکے اخوات کے اسم کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت فرمائی ہے چنانچہ فرمایا کہ کان اور اسکے اخوات کا اسم وہ ہے جو ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ۱۔کان اور اسکے اخوات کا اسم مسند الیہ ہوگا ۲۔افعال ناقصہ میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو۔لہٰذا جس فعل کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوگا وہ اسی کا اسم کہلائے گا۔جیسے کان زید قائماً (زید کھڑا تھا) اس مثال میں زیدٌ اور قائم دو اسموں پر کان داخل ہے اور زیدٌ کو رفع دیا ہے جو کہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہے اور کان کا اسم ہے۔

**فوائد قیود / تعریف و معرف:** اس عبارت میں ھو ضمیر راجع بسوئے اسم کان ہے جو کہ معرَّف ہے اور المسند الیہ الخ معرف و تعریف ہے چونکہ تعریف میں ایک جنس اور کئی فصول ہوتی ہیں جنس معرَّف اور غیر معرف دونوں کو شامل ہوتی ہے لہٰذا المسند

---

(۴) فاء تفریعیہ اسم کان مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء اول ھو ضمیر غائب مبتداء ثانی المسند الیہ پر الف لام بمعنی الذی موصول مسند اسم مفعول صیغہ صفت الیہ جار مجرور نائب الفاعل بعد دخولھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ۔صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ھو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔(بقیہ ترکیب واضح ہے۔ظفر)

الیہ درجہ جنس ہے یہ اسم کان واخوات کو بھی شامل ہے اور اس کے غیر کو بھی شامل ہے اور بعد دخولھا یہ فصل ہے اس سے وہ تمام اسم جو کہ مسند الیہ ہیں علاوہ کان اور اس کے اخوات کے اسم کے خارج ہو گئے مثلاً مبتداء ان اور اس کے اخوات کا اسم وغیرہ خارج ہو گئے۔

وَيَجُوْزُ فِي الْكُلِّ تَقْدِيْمُ اَخْبَارِهَا عَلٰى اَسْمَائِهَا نَحْوُ كَانَ قَائِمًا زَيْدٌ وَ عَلٰى نَفْسِ الْاَفْعَالِ اَيْضًا فِي التِّسْعَةِ الْاُوَلِ نَحْوُ قَائِمًا كَانَ زَيْدٌ[1] وَلا يَجُوْزُ ذٰلِكَ فِيْ مَا فِيْ اَوَّلِهٖ مَا فَلا يُقَالُ قَائِمًا مَا زَالَ زَيْدٌ[2] وَفِي لَيْسَ خِلافٌ[3] وَبَاقِي الْكَلامِ فِيْ هٰذِهِ الْاَفْعَالِ يَجِيْءُ فِي الْقِسْمِ الثَّانِي اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى[4]۔

**ترجمة:** اور تمام افعال میں ان کی خبروں کو ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہوتا ہے جیسے کان قائما زید اور افعال کی ذات پر بھی پہلے نو میں جیسے قائما کان زید اور وہ ان افعال میں جائز نہیں جن کے شروع میں ماہو۔ پس قائما مازال زید نہیں کہا جائیگا اور لیس میں اختلاف ہے اور ان افعال میں باقی گفتگو ان شاء اللہ دوسری قسم میں آ جائیگی۔

## تشریح: البحث الرابع فی فائدة تقدیم اخبارها (ویجوز فی الکل......ان شاء اللّٰہ تعالیٰ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے افعال ناقصہ کے اخبار کو مقدم کرنے کی تفصیل ذکر فرمائی ہے۔ افعال ناقصہ کی خبروں کو مقدم کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ ان کی خبروں کو انکے اسموں پر مقدم کرنا دوسرا انکی خبروں کو ان کی ذات پر مقدم کرنا۔ اول صورت کو مصنفؒ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا

**ویجوز فی الکل الخ:** یعنی افعال ناقصہ کی خبروں کو ان کے اسموں پر مقدم کرنا تمام افعال میں تمام نحویوں کے نزدیک جائز ہے کیونکہ یہ افعال عمل میں قوی ہیں اور قوی عامل اپنے معمول میں عمل کرسکتا ہے اس کا معمول عامل سے خواہ مقدم ہو یا مؤخر لہٰذا کان قائما زید کہنا جائز ہے البتہ خبر کو اسم پر مقدم کرنے کیلئے ایک شرط ہے کہ تقدیم کی صورت میں التباس کا خطرہ نہ ہو اور اگر التباس کا خطرہ ہے تو پھر تقدیم خبر کی ان کے اسم پر جائز نہیں جیسے قرینہ لفظی بھی نہ ہو اور نہ قرینہ معنوی ہو جو اسم کی اسمیت اور خبر کی خبریت پر دلالت کرے مثلاً دونوں اسم مقصور ہیں جیسے ما کان موسیٰ عیسیٰ۔ اس وقت جو اسم مقدم ہوگا وہی کان کا اسم ہوگا۔

ثانی صورت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ''وعلی نفس الافعال الخ'' اس میں تفصیل ہے چنانچہ فرمایا کہ کان سے لیکر غدا تک گیارہ افعال ناقصہ (اگر چہ کتاب کی عبارت میں تسعۃ کا لفظ ہے جو کہ سہو کاتب ہوسکتا ہے) ان کی خبروں کو ان کے اسموں پر بھی مقدم کرسکتے ہیں اسی طرح ان کی ذات پر بھی مقدم کرسکتے ہیں لہٰذا قائما کان زید کہنا جائز ہے کیونکہ یہ عمل میں قوی ہیں اور قوی عامل اپنے معمول مقدم پر

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع فی الکل جار مجرور ظرف لغو متعلق یجوز تقدیم مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ علی جار اسمائها مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ علی نفس الافعال ایضا فی التسعۃ الاول معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق تقدیم کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر فاعل ہے یجوز کا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ لا یجوز فعل مضارع منفی ذلک اسم اشارہ فاعل فی جار ما موصول فی اولہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر خبر مقدم ما بتاویل ھذا اللفظ مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق لا یجوز کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ فی جار لیس بتاویل ھذا اللفظ مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم خلاف مبتداء مؤخر۔ مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۴) باقی الکلام مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء فی ھذہ الافعال جار مجرور ظرف مستقر الکائن کے جو کہ الکلام کی صفت ہے یجیئ فی القسم الثانی خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

عمل کرسکتا ہے اوراس کے معمول کو عامل پر مقدم کر سکتے ہیں جب تک کوئی مانع نہ ہو ہاں جب کوئی مانع آ جائے تو اس وقت عاملِ قوی پر بھی معمول کو مقدم نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ افعال ناقصہ جن کے شروع میں ما ہے ان کی خبروں کو ان کی ذات پر مقدم کرنا جائز نہیں خواہ ما مصدریہ ہو یا ما نافیہ اول کی مثال مادام اور ثانی کی مثال مازال ہے کیونکہ ما مصدریہ یا ما نافیہ یہ کلام کی صدارت کا تقاضا کرتی ہیں اگر معمول کو ان کی ذات پر مقدم کرلیا جائے تو صدارت فوت ہو جائیگی لہٰذا قائماً مَا زَالَ زَیْدٌ جائز نہیں ہے۔

اور مصنفؒ نے فرمایا کہ ''وفی لیس خلاف'' یعنی افعال ناقصہ میں ایک فعل لیس اس میں نحاۃ کا اختلاف ہے سیبویہ کے نزدیک لیس کی خبر کو لیس کی ذات پر مقدم کرنے میں وہی حکم ہے جو ان افعال ناقصہ کا ہے جن کے شروع میں ''ما'' ہے چونکہ لیس نفی کیلئے اور نفی صدارتِ کلام کا تقاضا کرتی ہے اگر اس کی خبر کو مقدم کریں تو صدارتِ کلام فوت ہو جائیگی اور اکثر بصری یہ کہتے ہیں کہ لیس کی خبر کو لیس پر مقدم کرنا جائز ہے کیونکہ لیس فعلیت کی وجہ سے عامل ہے معنی نفی کی وجہ سے نہیں اور فعل کا معمول فعل سے مقدم ہو سکتا ہے۔ لہٰذا قائماً لیس زید کہنا جائز ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔افعال ناقصہ کتنے ہیں اور کونسے ہیں ان کا عمل کیا ہے۔ (دیکھئے البحث الاول والثانی) ۲۔افعال ناقصہ کی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں تفصیل لکھیں (دیکھئے البحث الخامس) ۳۔افعال ناقصہ کے اسم کی تعریف لکھیں (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔وفی لیس خلاف کا مطلب واضح کریں (دیکھئے البحث الرابع)

## اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِی اِسْمِ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ

فصلٌ: اِسْمُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَیْنِ بِلَیْسَ[۱] وَهُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَیْدٌ قَائِمًا وَلَا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْکَ[۲] وَیَخْتَصُّ لا بِالنَّکِرَةِ وَیَعُمُّ مَا بِالْمَعْرِفَةِ وَالنَّکِرَةِ[۳]

**ترجمۃ:** ساتویں فصل ماولا المشبھتین بلیس کے اسم کے بیان میں ہے۔ ماولا المشبھتین بلیس کا اسم وہ مسند الیہ ہے ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد جیسے ما زید قائما اور لا رجل افضل منک اور لا مختص ہوتا ہے نکرہ کے ساتھ اور ما معرفہ اور نکرہ کو شامل ہوتا ہے۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل مرفوعات کی ساتویں قسم ماولا المشبھتین بلیس کے اسم کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں تین بحثیں

---

نحوی ترکیب: (۱) اسم مضاف ماولا معطوف معطوف علیہ ہوکر بتاویل ھذا اللفظ موصوف ال بمعنی اللتین اسم موصول المشبھتین صیغہ صفت اسم مفعول تثنیٰ ھما ضمیر نائب الفاعل بلیس جار مجرور ظرف لغو متعلق المشبھتین صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء واوزائدہ ھو المسند الخ خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) ھو ضمیر غائب مبتداء ال بمعنی الذی مسند صیغہ صفت اسم مفعول الیہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن نائب الفاعل بعد ظرف مضاف دخولھما مضاف مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ بعد کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ المسند کا۔ صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ یختص فعل مضارع معلوم لا بتاویل ھذا اللفظ فاعل باء جار النکرة مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یختص فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یعم فعل مضارع معلوم ما بتاویل ھذا اللفظ فاعل با جار المعرفة معطوف علیہ واؤ عاطفہ النکرة معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یعم فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

ہیں ۱۔ ماولا المشبھتین بلیس کی تحقیق ۲۔ ماولا المشبھتین کے اسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وھو المسند ...... افضل منک) ۳۔ ما اور لا کے درمیان فرق (ویختص ...... والنکرۃ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تحقیق ما ولا المشبھتین بلیس:** المشبھتین یہ تشبیہ سے مشتق ہے اور اسم مفعول کا تثنیہ ہے معنی ہم شکل اور مشابہ ہونا تو مشبہ کا معنی تشبیہ دیا ہوا اور ماولا المشبھتین بلیس کا معنی وہ ما اور لا جو لیس کے ساتھ تشبیہ دیئے گئے۔ یہ ما اور لا لیس کے ساتھ دو وجہ سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ۱۔ مشابہت عملی مشابہت معنوی

۱۔ مشابہت معنوی یہ ہے کہ جس طرح لیس نفی کا معنی دیتا ہے اسی طرح ما اور لا بھی نفی کا معنی دیتے ہیں ۲۔ مشابہت عملی کا معنی یہ ہے کہ س طرح لیس ایسے دو اسموں پر داخل ہوتا جو آپس میں مبتداء خبر ہوتے ہیں اول کو رفع دیتا ہے اور وہ اسکا اسم کہلاتا ہے اور ثانی کو نصب دیتا ہے اور وہ اس کی خبر کہلاتا ہے اسی طرح یہ ما اور لا بھی ایسے دو اسموں پر داخل ہوتے ہیں جو آپس میں مبتداء خبر ہوتے ہیں اول کو رفع دیتے ہیں اور ثانی کو نصب دیتے ہیں اول ان کا اسم کہلاتا ہے اور ثانی اس کی خبر کہلاتا ہے۔

**البحث الثانی فی تعریف اسم ما ولا المشبھتین بلیس** (وَھُوَ الْمُسْنَدُ ...... اَفْضَلُ مِنْکَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ماولا کے اسم کی تعریف کی ہے فرماتے ہیں کہ ماولا المشبھتین بلیس کا اسم وہ ہے جو کہ ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو۔ اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔ ماولا کا اسم مسند الیہ ہوگا ۲۔ ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوگا۔ اول کی مثال مازیدٌ قائماً۔ اس میں زیدٌ مسند الیہ ہے اور ما کے داخل ہونے کے بعد ہے لا کی مثال لا رجل افضل منک اس مثال میں رجل مسند الیہ ہے اور لا کے داخل ہونے کے بعد ہے۔۱۲

**فوائد قیود / تعریف و معرف:** ھو ضمیر راجع بسوئے اسم ماولا ہے اور معرَّف ومحدود ہے المسند الیہ الخ یہ تعریف اور حد ہے اور تعریف میں چونکہ ایک جنس اور کئی فصول ہوتی ہیں اس میں بھی ایک جنس ہے جو کہ المسند الیہ ہے یہ معرف اور غیر معرف کو شامل ہے۔ "بعد دخولھما" یہ فصل ہے اس سے وہ تمام مسند الیہ خارج ہوگئے جو کہ ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد نہیں مثلاً مبتداء کان وغیرہ کا اسم وغیرہ۔

**البحث الثالث فی الفرق بین ماولا** (ویختص ......والنکرۃ): اس عبارت سے مصنفؒ نے ما اور لا کے درمیان فرق بیان کیا ہے اگرچہ مصنفؒ نے ایک فرق بیان کیا ہے لیکن حقیقت میں تین فرق ہیں:

۱۔ اول یہ کہ لا نکرہ کے ساتھ مختص ہے اور ما معرفہ اور نکرہ دونوں کو شامل ہے یعنی لا کا اسم ہمیشہ نکرہ ہوگا بخلاف ما کے اس کا اسم نکرہ بھی لایا جاسکتا ہے اور معرفہ بھی لایا جاسکتا ہے جیسے مازیدٌ قائماً اور مارجلٌ افضل منک کہنا درست ہے لیکن لا زیدٌ قائماً کہنا درست نہیں ہے۔ اسی فرق کو مصنف نے بیان کیا ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ لا مطلق نفی کیلئے آتا ہے اور ما حال کی نفی کرتا ہے لہٰذا مازیدٌ قائماً کا معنی یہ ہے کہ زید زمانہ موجود میں کھڑا نہیں ہے اور لا رجلٌ افضل منک کا معنی کوئی مرد تجھ سے افضل نہیں نہ زمانہ موجود نہ آئندہ اور نہ گذشتہ میں۔

۳۔ تیسرا یہ کہ "لا" کی خبر پر باء کا داخل ہونا جائز نہیں اور "ما" کی خبر پر باء کا داخل ہونا جائز ہے اسی وجہ سے ما کی لیس کے ساتھ مشابہت

قوی ہے جیسے لہٰذا ما زیدٌ بقائم کہنا جائز ہے اور لا رجل بافضل منک کہنا جائز نہیں ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَة:** ۱۔ ما اور لا کو لیس کے ساتھ کتنی چیزوں میں مشابہت ہے۔ (انظر فی البحث الاول)
۲۔ ما اور لا کے اسم کی تعریف مع المثال تحریر کریں (انظر فی البحث الثانی) ۳۔ ما اور لا کے درمیان فرق واضح کریں۔ (انظر فی البحث الثالث)

## اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِیْ خَبَرِ لا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ

فَصْلٌ خَبَرُ لا لِنَفْیِ الْجِنْسِ[۱] وَهُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ لا رَجُلَ قَائِمٌ[۲]۔

**ترجمه:** آٹھویں فصل اس لا کی خبر کے بیان میں ہے جو جنس کی نفی کیلئے ہے۔ لائے نفی جنس کی خبر اور وہ مسند ہے اس کے داخل ہونے کے بعد جیسے رجل قائم۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل مرفوعات کی آٹھویں قسم لائے نفی جنس کی خبر کے بیان میں ہے یہ فصل دو بحثوں پر مشتمل ہے
۱۔ لائے نفی جنس کی خبر کی تعریف (هو المسند ...... دخولها) ۲۔ خبر کی مثال سے وضاحت (نحو ...... قائم)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف خبر لا التی لنفی الجنس** (هو المسند ...... دخولها):
اس عبارت میں مصنفؒ نے لائے نفی جنس کی خبر کی تعریف کی ہے۔ لائے نفی جنس کی خبر وہ ہے جو کہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو۔ اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ لائے نفی جنس کی خبر مسند ہوگی ۲۔ لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوگی۔

**فوائد قیود/تعریف و معرف:** ھو ضمیر راجع بسوئے خبر ہو کر معرَّف و محدود ہے المسند الخ یہ تعریف اور حد ہے اس میں المسند جنس ہے جو کہ معرف اور غیر معرف سب کو شامل ہے بعد دخولها فصل ہے اس سے وہ مسند خارج ہو گئے جو مسند تو ہیں لیکن لائے نفی جنس کے داخل ہونے کے بعد نہیں بلکہ بغیر کسی کے داخل ہونے کے مسند ہیں جیسے خبر مبتداء یا ما و لا کے داخل ہونے کے بعد یا کان وغیرہ داخل ہونے کے بعد ہیں سب خارج ہو گئے باقی لانفی جنس کی خبر رہ گئی۔

**البحث الثانی فی توضیح بالمثال** (نحو ...... قائم): مصنفؒ نے لائے نفی جنس کی خبر کیلئے صرف ایک مثال ذکر کی ہے جیسے لا رجُلَ قائمٌ۔ اس مثال میں لائے نفی جنس کا لا ہے اور رجل اس کا اسم ہے اور قائم اس کی خبر ہے مسند ہے اور لانفی جنس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَة:** ۱۔ لانفی جنس کی تعریف مع توضیح بالمثال ذکر کریں۔ (انظر فی البحث الاول والثانی)
۲۔ بعد دخولها کی قید کا کیا فائدہ ہے۔ (انظر فی البحث فوائد قیود)

---

نحوی ترکیب: (۱) خبر مضاف لا بتاویل هذا اللفظ موصوف لام جار نفی الجنس مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے ہو کر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء واؤ زائدہ ہو کر ھو المسند الخ خبر ہے۔
(۲) ھو ضمیر مبتداء المسند بعد دخولها شبہ جملہ ہو کر موصول صلہ ملکر خبر ہے مبتداء ہوئی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

# الكأس الدهاق في اسئلة الوفاق علٰی ترتیب الكتاب

(۱) مرفوعات کتنے ہیں اور کون سے ہیں ہر ایک کی مثال ضرور لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص۲۲۔م۔رح) (۲) المقصد الاول فی المرفوعات، مندرجہ ذیل امور کے جوابات تحریر کریں۔ ۱۔ مرفوعات کتنے ہیں؟ ہر ایک کی مثال بیان کریں۔ ۲۔ مرفوعات مرفوع کی جمع ہے یا مرفوعۃ کی۔ ۳۔ مصنف نے بحث مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کیوں کیا؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ص۲۲م۔رح) (۳) فاعل کی تعریف امثلہ کی روشنی میں قلمبند کریں (صفر المظفر ۱۴۰۸ھ ص۲۳) م۔رح) (۴) الفاعل کل اسم قبله فعل اوصفة اسند اليه علی معنی انه قام به لاوقع علیه نحو قام زیدٌ. زید ضارب ابوه عمرواً۔ عبارت پر اعراب لگائیں، عبارت کا خلاصہ بیان کریں، خط کشیدہ قید کا فائدہ کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص۲۲م۔رح) (۵) وان کان الفاعل مظهرا وحد الفعل ابداالحوضرب زید وضرب الزیدان۔ ۱۔ فاعل کے اسم ظاہر اور اسم ضمیر ہونیکی صورت میں فعل کی وحدت اور تثنیہ کا ضابطہ تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔ ۲۔ ہر ایک جزء کی دلیل اور وجہ بیان کریں۔ ۳۔ فاعل کے مؤنث حقیقی اور غیر حقیقی ہونے کی صورت میں فعل کی تذکیر اور تانیث کا ضابطہ بھی اختصار کے ساتھ بیان کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص۲۳،م۔رح) (للبنات) (۶) وان کان الفاعل مؤنثاحقیقیًا وهوما بازائه ذكرمن الحيوان انث الفعل ابداً۔ (الف) فعل کو مؤنث کب لایا جاتا ہے تفصیل سے لکھیے۔ (ب) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے اور بتایئے کہ مؤنث حقیقی کسے کہتے ہیں؟ (ج) قامت هندٌ اور هندٌ قامت میں فعل کے مؤنث لانیکی کیا وجہ ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص۲۳،م۔رح) (للبنات)

(۷) مؤنث حقیقی اور مؤنث غیر حقیقی اور جمع مکسر کی تعریف لکھیں۔ اور بتائیں کہ اگر تینوں میں سے کوئی فاعل واقع ہو رہا ہو تو فعل کو مذکر لائیں گے یا مؤنث یا دونوں میں اختیار ہوگا۔ نیز فاعل کے مظہر یا مضمر ہونیکی صورت میں قانون ایک ہی ہوگا یا فرق ہوگا۔ اگر فرق ہوتا ہے تو اس فرق کو بیان کیجئے اور ہر قانون کو مثال سے واضح کیجئے (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ص۲۳،م۔رح) (۸) فاعل کے فعل کو کن حالات میں مذکر یا مؤنث لایا جاتا ہے؟ ۲۔ اور وہ کونسے حالات ہیں جن میں تذکیر وتانیث دونوں جائز ہیں؟ ۳۔ اسی طرح فاعل کے فعل کو کن حالات میں واحد تثنیہ اور جمع لایا جاتا ہے (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ص۲۳۔م۔رح)

(۹) هذااذاكان الفعل مسنداالی المظهروان کان مسنداالی المضمرانث ابداً نحو الشمس طلعت۔ اعراب لگائیں۔ بتائیں کہ فعل کو مؤنث لانے کیلئے کتنی اور کونسی شرائط ہیں۔ کن صورتوں میں مؤنث لانا ضروری ہے اور کن صورتوں میں جائز ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص۲۴،م۔رح)

(۱۰) جمع التكسير كالمؤنث الغيرالحقيقي، کا مطلب لکھیں اور مثال کے ذریعے سمجھائیں کہ جمع تکسیر فاعل ہو تو فعل کو کس کس طریقے پر استعمال کرسکتے ہیں؟ مؤنث غیر حقیقی کس کو کہتے ہیں؟ مثال سے بیان کریں۔ فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا کب ضروری ہے اور کب ضروری نہیں؟ مثالیں لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ،م۔رح) (۱۱) اذا تنازع الفعلان في اسم ظاهر بعدهما ای اراد کل واحد من الفعلين ان يعمل في ذالک الاسم فهذاالمايكون علی اربعة اقسام۔ تنازع فعلین کی تعریف اور اس کی اقسام۔ اعمال فعل اول یا ثانی میں بصریین اور کوفیین اور فراء کے اختلاف کو واضح کریں۔ نیز ہر فریق کے مذہب کے موافق رفع تنازع کا طریقہ تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ص۲۵م۔رح) (للبنات) (۱۲) تنازع الفعلین کی کتنی اقسام ہیں بصریین کے نزدیک کیا مختار ہے اور کوفیین کے نزدیک کیا مختار ہے اور ہر ایک کی دلیل بھی بتاؤ (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ ص۲۵۔م۔رح)

(۱۳) تنازع فعلین کا کیا مطلب ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں اس میں نحویوں کا اگر کوئی اختلاف ہو تو وہ بھی تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ص۲۶۔ ۲۷،م۔رح) (للبنات) (۱۴) مفعول مالم یسم فاعله وهو کل مفعول حذف فاعله واقيم هومقامه نحوضرب زيد وحكمه في توحيد فعله وتثنيته وجمعه وتذكيره وتانيثه علی قياس ماعرفت في الفاعل۔ مفعول مالم یسم فاعلہ کی تعریف بیان کریں اور واضح کریں کہ ما سے کیا مراد ہے فاعلہ کی ہٗ ضمیر کا مرجع کیا ہے؟ مفعول مالم یسم فاعلہ کا حکم مثالوں کے ساتھ واضح کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ص۳۰،م۔رح) (للبنات)

(۱۵) مبتداء قسم اول وثانی اور خبر کی تعریف کر کے مثالیں دیں۔ مبتداء اور خبر کے عامل کے متعلق جو اختلاف ہے اس کو واضح کر کے راجح مذہب کو متعین کریں کیا خبر جملہ بھی واقع ہوسکتا ہے یا نہیں اگر ہوسکتا ہے تو کونسا؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ ص ۳۰۔۳۱ م۔ رح) (۱۶) والنکرۃ اذا وصفت جاز ان تقع مبتداء نحو قولہ تعالیٰ "ولعبد مؤمن خیر من مشرک" وکذا اذا تخصصت بوجہ آخر۔ ا۔ مبتداء اور خبر کی تعریف کریں۔ ۲۔ مبتداء جن صورتوں میں نکرہ واقع ہوتا ہے انہیں مثالوں سمیت بیان کریں۔ ۳۔ "شرٌّ اھرَّ ذاناب" کی نحوی ترکیب لکھیں۔ (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ) ص ۱۳۱ م۔ رح (للبنات)

(۱۷) ارجل فی الدار ام امرء ۃ، ما احد خیرٌ منک، شرٌّ اھرَّ ذاناب اور فی الدار رجل۔ کس چیز کی مثالیں ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت تفصیل کے ساتھ کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ص ۳۱ م۔ رح) (للبنات) (۱۸) ویجوز حذفہ عند وجود قرینۃ نحو السمن منوان بدرھم والبر الکربستین درھما وقد یتقدم الخبر علی المبتداء ویجوز للمبتداء الواحد اخبار کثیرۃ۔ ا۔ عبارت کا سلیس ترجمہ اور تشریح کیجئے اور مثالیں دیجئے اور عبارت پر اعراب لگائیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ص ۳۲ م۔ رح) (۱۹) واعلم ان لھم قسما اٰخر من المبتداء لیس مسندا الیہ وھو صفۃ وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زید اَوْ بعد حرف الاستفھام نحو اقائم زیدٌ بشرط ان ترفع تلک الصفۃ اسما ظاھرا۔ ا۔ ثانی قسم مبتداء کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثال سے واضح کریں (ب) ما قائمان الزیدان میں ثانی قسم مبتداء کی پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں پائی جاتی تو اس کی وجہ کیا ہے؟ (ج) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کیجئے (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص ۳۲ م۔ رح) (۲۰) واعلم ان لھم قسما آخر من المبتداء لیس مسندا الیہ وھو صفۃ وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زید او بعد حرف الاستفھام نحو اَقائم زید بشرط ان ترفع تلک الصفۃ اسما ظاھرا نحو ما قائم الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان۔ ا۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ تحریر کریں۔ ۲۔ مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف کرنے کے بعد قسم اول اور قسم ثانی میں فرق واضح کریں۔ ۳۔ ما قائم الزیدان اور ما قائمان الزیدان میں وجہ فرق ظاہر کریں کہ کیا وجہ ہے کہ پہلی مثال میں صیغہ صفت مبتداء بن رہا ہے اور دوسری مثال میں صیغہ صفت مبتداء کی قسم ثانی نہیں بن سکتا۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص ۳۲ م۔ رح) (للبنات) (۲۱) مبتداء کی قسم ثانی کسے کہتے ہیں مثالوں کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ص ۳۲ م۔ رح) (للبنات) (۲۲) واعلم ان لھم قسما آخر من المبتداء لیس مسندا الیہ وھو صفۃ وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زیدٌ او حرف الاستفھام نحو اقائم زید بشرط ان ترفع تلک الصفۃ اسما ظاھرا نحو ما قائم الزیدان و اقائم الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان۔ ا۔ عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں۔ ۲۔ عبارت مذکورہ کی مکمل تشریح کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ ص ۳۲) (م۔ رح) (۲۳) واعلم ان لھم قسما...... او بعد حرف الاستفھام۔ ثانی قسم مبتداء کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثال سے واضح کیجئے نیز بتائیں کہ ما قائمان الزیدان میں ثانی قسم مبتداء پائی جاتی ہے یا نہیں اگر نہیں پائی جاتی تو اس کی وجہ کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ (ص ۳۲ م۔ رح) (۲۴) واعلم ان لھم قسما آخر من المبتداء لیس مسندا الیہ وھو صفۃ وقعت بعد حرف النفی نحو ما قائم زیدٌ او حرف الاستفھام نحو اقائم زید بشرط ان ترفع تلک الصفۃ اسما ظاھرا نحو ما قائم الزیدان و اقائم الزیدان بخلاف ما قائمان الزیدان عبارت پر اعراب لگائیں۔ ۲۔ عبارت مذکورہ کی روشنی میں مبتداء کی قسم ثانی کی تعریف اور شرائط وضاحت کے ساتھ تحریر کریں نیز مثالوں کی ترکیب لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ ص ۳۲ م۔ رح) (۲۵) افعال ناقصہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں اور ان کا عمل کیا ہوتا ہے مثالوں سے وضاحت کریں اور تقدیم خبر کب جائز ہے اور کب جائز نہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ص ۳۴ م۔ رح)

# الباب الرابع فی المنصوبات علی ضوء الخریطۃ
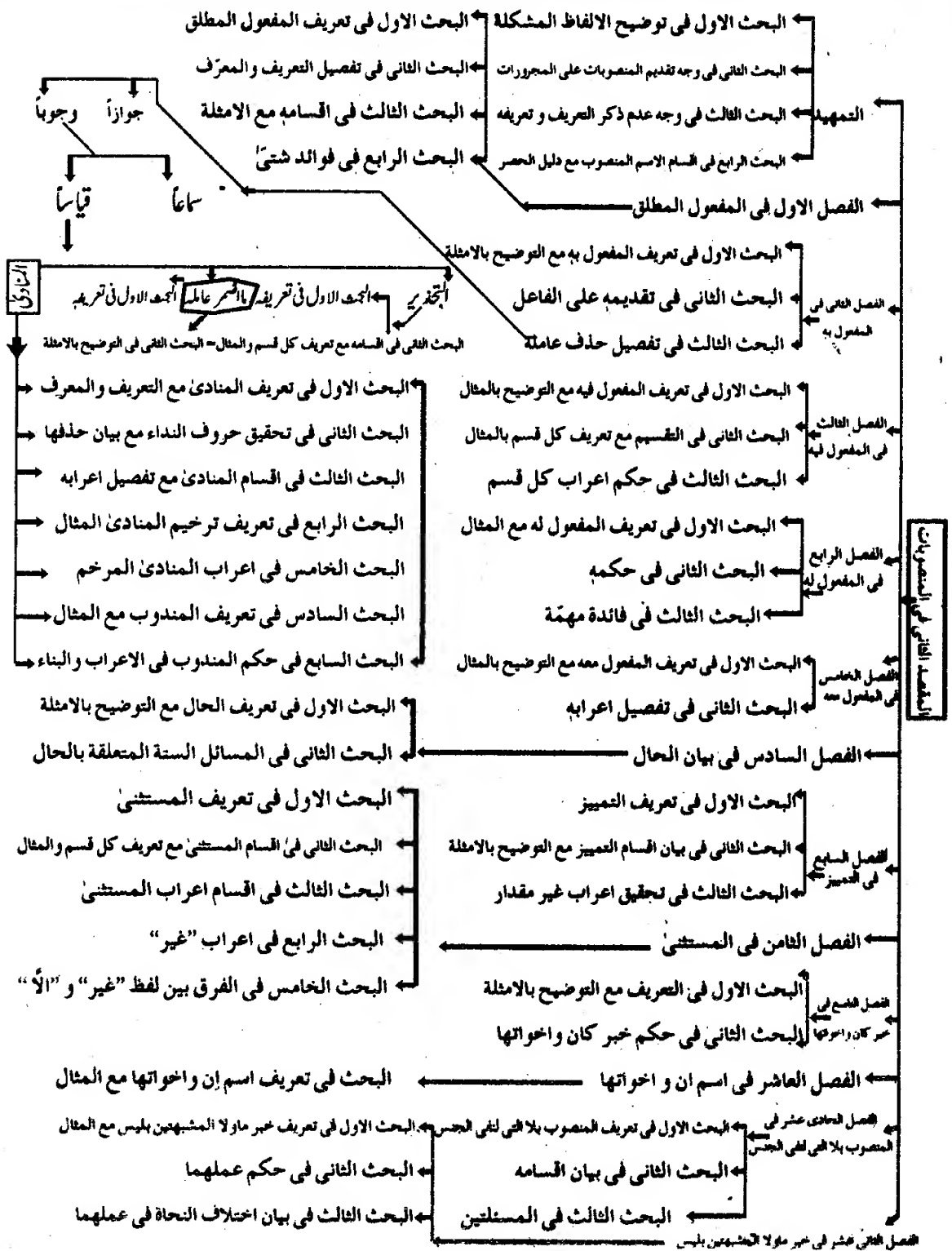
# اَلْبَابُ الرَّابِعُ فِی الْمَنْصُوْبَاتِ

اَلْمَقْصَدُ الثَّانِیْ فِی الْمَنْصُوْبَاتِ[1] اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَۃُ اِثْنَا عَشَرَ قِسْمًا الْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ وَبِہٖ وَفِیْہِ وَلَہٗ وَمَعَہٗ وَالْحَالُ وَالتَّمْیِیْزُ وَالْمُسْتَثْنٰی وَاِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِھَا وَخَبَرُ کَانَ وَاَخَوَاتِھَا وَالْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ وَخَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّھَتَیْنِ بِلَیْسَ[2]

**ترجمۃ:** دوسرا مقصود منصوبات کے بیان میں ہے۔ اسماء منصوبہ بارہ قسمیں ہیں مفعول مطلق اور بہ الخ۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِث:** مصنفؒ مقصد اول جو کہ مرفوعات کے بیان میں تھا سے فارغ ہو کر ثانی مقصد (جو کہ منصوبات کے بیان میں ہے) کو شروع کرتے ہیں۔ یہ مقصد ایک تمہید اور بارہ فصول پر مشتمل ہے مذکورہ بالا عبارت تمہید کے طور پر ذکر کی گئی ہے اور تمہید میں چار بحثیں ہیں ۱۔اہم الفاظ کی تشریح (المقصد، فی المنصوبات) ۲۔منصوبات کو مرفوعات کے ساتھ اور مجرورات سے مقدم کرنے کی وجہ ۳۔اسم منصوب کی تعریف نہ کرنے کی وجہ اور اس کی تعریف ۴۔اسماء منصوبہ کی تحقیق اور اس کی دلیل حصر (اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَۃُ...... بِلَیْسَ)۔

**تشریح: البحث الاول فی توضیح الالفاظ المشکلۃ** (اَلْمَقْصَدُ، فِی الْمَنْصُوْبَاتِ):

اس مذکورہ بالا عبارت میں ایک لفظ المقصد قابل تشریح ہے لیکن اس کی تفصیل باب المرفوعات میں گذر چکی ہے وہاں دیکھی جاسکتی ہے اور دوسرا لفظ فی المنصوبات ہے اس کی بھی بعینہ وہی تفصیل ہے جو کہ فی المرفوعات میں گذر چکی ہے۔ اوران کے مفرد اور جمع پر جو اعتراض اور جواب ہیں بعینہ وہی ہیں جو کہ بحث مرفوعات میں گذر چکے ہیں۔ البتہ ایک لفظ الاسماء المنصوبۃ اور اثنا عشر قسما قابل وضاحت ہیں۔ اول لفظ کی وضاحت یہ ہے کہ الاسماء موصوف ہے اور المنصوبۃ صفت ہے۔ اور الاسماء جمع ہے اسم کی اور المنصوبۃ واحدہ مؤنثہ ہے۔ اس عبارت پر ترکیبی لحاظ سے اعتراض ہے کہ یہ ترکیب درست نہیں کیونکہ موصوف جمع مذکر ہے اور صفت واحدہ مؤنثہ ہے جبکہ موصوف اور صفت کے درمیان افراد تثنیہ اور جمع اسی طرح تذکیر و تانیث کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے اور اس جگہ مطابقت نہیں۔

اس اعتراض کا جواب ایک ضابطہ پر موقوف ہے ضابطہ یہ ہے کہ جمع غیر عاقل چونکہ حکم میں واحدہ مؤنثہ کے ہوتی ہے اس لئے اس کی صفت جمع بھی لاسکتے ہیں لفظ کی رعایت کرتے ہوئے اور معنی کی رعایت کرتے ہوئے واحدہ مؤنثہ بھی لاسکتے ہیں جیسے الجبال

---

نحوی ترکیب: (۱) المقصد الثانی موصوف صفت ملکر مبتداء فی جار المنصوبات مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن محذوف جو کہ خبر ہے مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) الاسماء المنصوبۃ موصوف صفت ملکر مبتداء اثنا عشر اسم عدد مبہم ممیز قسما تمیز ممیز اپنی تمیز سے ملکر مبدل منہ المفعول المطلق موصوف صفت ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یہ وغیرہ معطوفات۔ معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ المفعول المطلق اپنے معطوف کے ساتھ اعنی کا مفعول بہ بھی بن سکتا ہے نیز یہ سب مبتداء محذوف کی خبریں بن سکتی ہیں جو کہ احدھا ثانیھا وغیرہ ہیں۔

الشامخات اور الجبال الشامخة۔ اسی طرح الاسماء جمع غیر عاقل ہے لہٰذا اس کی صفت کو واحدہ مؤنثہ لانا جائز ہے اور ترکیب میں الاسماء المنصوبۃ کہنا درست ہے۔

دوسرا لفظ ''اِثْنَا عَشَرَ قِسماً '' اس میں اثنا عشر اسم عدد مبہم ممیّز ہے اور قسما اس کی تمیز ہے۔ یہ ممیّز تمییز ملکر خبر ہے الاسماء المنصوبۃ کی یا مبدل منہٗ ہے المفعول المطلق وغیرہ کا اور وہ بدل ہیں۔ ان میں ثانی ترکیب افضل ہے دو وجہ سے ۱۔ وہ ترکیب جس میں حذف نہ ماننا پڑے وہ افضل ہوتی ہے اس ترکیب سے جس میں حذف مانا جائے چونکہ ثانی مذکورہ ترکیب میں حذف نہیں مانا جاتا اس لئے اولیٰ ہے۔

۲۔ ترکیب جس میں ایک جملہ ہو اولیٰ ہے اس سے جس میں کئی جملے ہوں تو مذکورہ بالا ثانی ترکیب کی صورت میں ایک جملہ ہے۔ لہٰذا یہ اولیٰ ہوگی بنسبت ثانی کے۔

## البحث الثانى فى وجه تقديم المنصوبات على المجرورات:

اگر چہ یہ بحث مصنف نے ذکر نہیں فرمائی لیکن افادہ کی غرض سے لکھی جاتی ہے۔ چونکہ مرفوعات اور منصوبات ایک ہی عامل کے معمول ہیں اس وجہ سے ان دونوں معمولوں کو یکجا کرنے کی غرض سے مرفوعات کی بحث کے ساتھ منصوبات کی بحث کو لائے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عمرواً بخلاف مجرورات کے کہ انکے عامل حروف جارہ ہیں۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ منصوبات بنسبت مجرورات کے کثیر ہیں اور جو چیز کثیر ہو وہ مہتم بالشان (بڑی عظمت والی) ہوتی ہے اور جس کی شان زیادہ ہو اس کو مقدم کیا جاتا ہے اس وجہ سے منصوبات کو مجرورات پر مقدم کیا۔

## البحث الثالث فى وجه عدم ذكر تعريف الاسم المنصوب و تعريفهٗ:

یہ بحث بھی اگر چہ کتاب میں موجود نہیں لیکن اعتراض کو رفع کرنے کی غرض سے ذکر کی جاتی ہے اعتراض یہ ہے کہ ضابطہ ہے کہ جہاں کسی شی کی تقسیم کی جارہی ہو وہاں اس کا پہلے تعارف ہوتا ہے بعد میں تقسیم ہوتی ہے لیکن مصنفؒ نے اس جگہ اسم منصوب کی تقسیم کو ذکر کیا ہے تعریف نہیں کی جو کہ ایک مجہول کی تقسیم ہے اور مجہول کی تقسیم باطل ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ تعریف کی دو قسمیں ہیں ایک وہ تعریف جو جنس اور فصول سے کی جائے جس کو حد کہتے ہیں اور دوسری تعریف فی الجملہ یعنی کسی شی کا کچھ نہ کچھ تعارف اور یہ شئی کے محض نام لینے سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور تقسیم کیلئے ثانی قسم کی تعریف کافی ہو جاتی ہے۔ تو مصنف نے اسم منصوب کے نام سے یہ تعارف حاصل کر لیا تھا اس وجہ سے تقسیم میں اس کا شروع ہونا کافی ہے کوئی مجہول کی تقسیم لازم نہ آئی۔

اسم منصوب کی تعریف یہ ہے کہ اسم منصوب وہ اسم ہے جو مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو مفعول ہونے کی علامات چار ہیں۔ فتحہ، کسرہ، الف، یاء جیسے رَأَیْتُ زَیْداً وَ مُسْلِمَاتٍ وَاَبَاکَ وَ مُسْلِمِیْنَ زَیْداً میں فتحہ، مسلمات میں کسرہ اور اباک میں الف اور مسلمین میں یاء نصب کی علامتیں ہیں۔

## البحث الرابع فی تحقیق اقسام الاسم المنصوب مع دلیل الحصر

(اَلْاَسْمَاءُ الْمَنْصُوْبَۃُ ......بِلَیْسَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم منصوب کی اقسام کوذکر فرمایا ہے جو کہ بارہ ہیں لیکن ہم ان اقسام کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ضبط کو آسان کرنے کیلئے ان کی دلیل حصر بھی ذکر کریں گے۔ چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ اسماء منصوبہ بارہ ہیں ۱۔مفعول مطلق ۲۔مفعول بہ ۳۔مفعول فیہ ۴۔مفعول لہ ۵۔مفعول معہ ۶۔حال ۷۔تمیز ۸۔مستثنیٰ ۹۔ان اور اسکے اخوات کا اسم ۱۰۔خبر کان واخواتھا ۱۱۔المنصوب بلاالتی لنفی الجنس ۱۲۔ خبر ماولا المشبھتین بلیس ان بارہ اقسام میں سے پہلے پانچ اصل المنصوبات کہلاتے ہیں اور باقی ملحقات کہلاتے ہیں۔

**دلیل الحصر:** اسم منصوب کا عامل دو حال سے خالی نہیں فعل شبہ فعل ہوگا یا حرف ہوگا اگر فعل یا شبہ فعل ہے تو اس کا معمول دو حال سے خالی نہیں مفاعیل خمسہ میں سے ہوگا یا ملحق بالمفاعل خمسہ میں سے ہوگا اگر معمول مفاعل خمسہ میں ہے تو وہ عامل کا جزء ہوگا یا نہ اگر جزء ہے تو مفعول مطلق اور اگر جزء نہیں تو عامل اس پر واقع ہے یا نہیں اگر عامل اس پر واقع ہے تو مفعول بہ اور اگر اس پر واقع نہیں بلکہ اس میں واقع ہے یا اس کیلئے ہے یا اس کے ساتھ واقع ہے اور مفعول فیہ ثانی مفعول لہ اور ثالث مفعول معہ ہے۔

اور اگر معمول اس کا ملحق بالمفاعیل خمسہ میں سے ہے تو دو حال سے خالی نہیں وہ مبین ہے یا غیر مبین ہے اگر غیر مبین ہے تو مستثنیٰ اور اگر مبین ہے تو دو حال سے خالی نہیں ذات کو بیان کرے گا یا وصف کو اگر ذات کو بیان کرے تو تمیز وگرنہ حال۔

اور اگر اسم منصوب کا عامل حرف ہے تو اس کا معمول دو حال سے خالی نہیں مسند ہوگا یا مسند الیہ اگر مسند ہے تو دو حال سے خالی نہیں کلام موجَب ہے یا کلام غیر موجَب ہے اگر کلام موجب ہے تو کان اور اسکے اخوات کی خبر علاوہ لیس کے اور اگر کلام غیر موجب ہے تو لیس اور ما و لا المشبھتین بلیس کی خبر اور اگر اسم منصوب مسند الیہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں کلام موجَب ہے یا غیر موجَب اگر کلام موجَب ہے تو حروف مشبہ بالفعل کا اسم اور اگر کلام غیر موجب ہے تو المنصوب بلاالتی لنفی الجنس۔

اس تفصیل کا ایک اجمالی نقشہ احقر کی مولفہ "ہدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات" میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی الْمَفْعُوْلِ الْمُطْلَقِ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ الْمُطْلَقُ[1] وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنٰی فِعْلٍ مَذْکُوْرٍ قَبْلَهٗ[2] وَیُذْکَرُ لِلتَّاکِیْدِ کَضَرَبْتُ ضَرْبًا اَوْ لِبَیَانِ النَّوْعِ نَحْوُ جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْقَارِیْ اَوْ لِبَیَانِ الْعَدَدِ کَجَلَسْتُ جَلْسَۃً اَوْ جَلْسَتَیْنِ اَوْ جَلَسَاتٍ[3].

---

نحوی ترکیب: (۱) المفعول المطلق موصوف صفت ملکر مبتداء واؤ زائدہ ھو مصدر رالخ خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) ھو ضمیر غائب مبتداء مصدر موصوف باحرف جر معنی مضاف فعل موصوف مذکور صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل قبلہ مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت کا نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت موصوف فعل کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

**ترجمة:** مفعول مطلق اور وہ (مفعول مطلق) وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو اس سے پہلے ہے اور ذکر کیا جاتا ہے تاکید کیلئے جیسے ضربت ضرباً یا نوع کے بیان کیلئے جیسے جلست جلسۃ القاری یا عدد کے بیان کیلئے جیسے جلست جلسۃ یا جلستین یا جلسات۔

**خلاصة المباحث:** منصوبات کی یہ پہلی فصل ہے جو کہ مفعول مطلق کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں چار ابحاث ہیں
۱۔ مفعول مطلق کی تعریف (وَهُوَ مَصْدَرٌ ......قَبْلَهُ) ۲۔ تعریف و معرف یا فوائد قیود (یہ بحث تعریف کے ضمن سے سمجھی جاتی ہے) ۳۔ مفعول مطلق کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَيُذْكَرُ لِلتَّاكِيدِ...... اَوْجَلْسَاتٍ) ۴۔ مفعول مطلق کے متعلق چند اہم فوائد (وَيَكُوْنُ مِنْ ......رَعْيًا)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف المفعول المطلق** (وَهُوَ مَصْدَرٌ ......قَبْلَهُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول مطلق کی تعریف کو بیان کیا ہے۔ المفعول موصوف ہے اور المطلق پر الف لام موصول بمعنی الذی ہے مطلق اسم مفعول باب افعال سے اطلاق مصدر بمعنی آزاد کرنا تو مطلق کا معنی آزاد کردہ یعنی آزاد کیا ہوا تو عبارت یوں بن گئی المفعول الذی اُطْلِقَ (وہ مفعول جو کہ آزاد کیا ہوا ہے) چونکہ مفعول مطلق بہ، فیہ وغیرہ کی قید سے آزاد ہوتا ہے اس لئے اس کو مفعول مطلق کہتے ہیں۔

اصطلاح میں مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے معنی میں ہو جو فعل اس مصدر سے پہلے مذکور ہے مصدر سے پہلے فعل کے مذکور ہونے میں تعمیم ہے کہ وہ فعل حقیقۃ پہلے مذکور ہو جیسے ضربت ضرباً اس مثال میں ضرباً مصدر ہے اس سے پہلے فعل حقیقۃ مذکور ہے جو کہ ضربت ہے اور ضرباً اس کے معنی میں ہے۔ یا حکماً مذکور ہو یعنی لفظوں میں مذکور نہ ہو جیسے فَضَرْبَ الرِّقَابِ اصل میں فَاضْرِبُوْا ضَرْبَ الرِّقَابِ ہے (مارو تم گردنوں کو مارنا) اضربوا کو حذف کر دیا گیا ہے اور المحذوف کالمذکور (محذوف مذکور کی مانند ہے) کے ضابطہ کے مطابق فعل مذکور ہے۔ یا وہ فعل مصدر سے پہلے نہ ہو لیکن اس مصدر سے پہلے ایسا اسم ہو جس کے معنی سے فعل سمجھا جا رہا ہو گویا کہ فعل مذکور ہے جیسے زيدٌ ضَارِبٌ ضَرْباً (زید مارنے والا ہے مارنا) اس مثال میں ضرباً مصدر ہے اس سے پہلے اسم ہے جو کہ فعل کے معنی پر مشتمل ہے وہ ضاربٌ ہے اور وہ مصدر اس کے معنی میں ہے۔ لہٰذا مفعول مطلق ہے۔

اس تعریف سے ہمیں تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ مفعول مطلق مصدر ہوگا ۲۔ وہ مصدر فعل مذکور کے معنی میں ہوگا ۳۔ وہ مصدر سے پہلے مذکور ہوگا خواہ حقیقۃ یا حکماً یا معنی۔

**البحث الثانی فی تفصیل التعریف و المعرف** (یہ بحث تعریف کے ضمن سے سمجھی جاتی ہے):

مفعول مطلق کی تعریف میں ایک لفظ ھو ہے یہ ضمیر غائب ہے راجع بسوئے المفعول المطلق ہے اور وہ معرَّف ہے اور مصدر الخ سے تعریف ذکر کی ہے یہ بات ظاہر ہے کہ تعریف میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک جنس جو معرَّف ہے اور غیر معرف سب کو شامل ہے۔ دوسری فصول جو جدائی کا فائدہ دیتی ہیں تو اس عبارت میں مصدر جنس ہے تمام مصادر کو شامل ہے اور اس بات میں عام ہے کہ اس سے پہلے فعل

---

(۳) واؤ استنافیہ یذکر فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل للتاکید جار مجرور ظرف لغو متعلق یذکر کے او عاطفہ لبیان النوع معطوف برللتاکید او عاطفہ لبیان العدد معطوف برلبیان النوع، معطوف علیہا اپنے معوفات سے ملکر متعلق یذکر کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مذکور ہو یا نہ وہ مصدر اس فعل مذکور کے معنی میں ہو یا نہ۔ ''بمعنی فعل'' یہ پہلی فصل ہے اس سے وہ مصدر خارج ہو گیا جو کہ فعل مذکور کے معنی میں نہیں جیسے ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا اس مثال میں تادیباً مصدر ہے لیکن فعل مذکور کے معنی میں نہیں ہے۔ ''مذکور قبلہ'' یہ ثانی فصل ہے اس سے وہ مصدر خارج ہو گیا جس سے پہلے فعل مذکور نہیں جیسے ''اَلضَّرْبُ وَاقِعٌ عَلٰى زَيْدٍ'' اس مثال میں ''الضرب'' مصدر ہے لیکن اس سے پہلے فعل نہیں ہے کیونکہ الضرب مبتداء ہے اور واقع یہ خبر ہے۔

## البحث الثالث فی اقسامه مع توضیح کل قسم بالامثلة (وَيُذْكَرُ لِلتَّاكِيدِ...... اَوْجَلَسَاتٍ):

اس عبارت میں مفعول مطلق کی اقسام کو بیان کیا ہے مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں

**۱۔ مفعول مطلق برائے تاکید:** اس مصدر کا نام ہے جو فعل مذکور کی محض تاکید کیلئے لایا گیا ہو اور یہ اس وقت ہے کہ جب مصدر کا مدلول فعل کے مدلول سے زائد نہ ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا اس مثال میں ضرباً مصدر ہے مفعول مطلق واقع ہو رہا ہے اور فعل مذکور ''ضربت'' کی تاکید کر رہا ہے۔ کیونکہ دونوں کا مفہوم (مارنا) ایک ہی ہے۔

**۲۔ مفعول مطلق برائے بیان نوع:** اس مصدر کا نام ہے جو فعل مذکور کی نوعیت بیان کرے کہ فعل مذکور کس طرح واقع ہوا یعنی جب فاعل سے فعل واقع ہوا تو اس وقت فعل کی کیا نوعیت تھی اور یہ اس وقت ہوگا جب مصدر کا مدلول فعل مذکور کے مدلول کا بعض ہوگا جیسے ''جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِئُ'' اس مثال میں ''جلسۃ القاری'' مصدر ہے مفعول مطلق واقع ہو رہا ہے اور جلست سے جو جلوس کے انواع سمجھے جا رہے ہیں ان میں ایک نوع کو بیان کیا ہے جو کہ جلوسِ قاری ہے۔ مفعول مطلق کی اس قسم کی پہچان یا تو وزن سے ہوگی کہ وہ فعلۃ کے وزن پر ہوگا کیونکہ ضابطہ ہے ''الفعلۃ للھیئۃ'' یعنی فعلۃ کا وزن ہیئۃ کے بیان کیلئے ہے۔ جیسے جلست جِلسۃ (میں بیٹھا ایک خاص قسم کا بیٹھنا) یا اس کی پہچان اس کی صفت لا کر ہوگی جیسے ضَرَبْتُ ضَرْبًا شَدِيدًا (میں نے مارا سخت مارنا) اس مثال میں شدیداً ضرباً کی صفت واقع ہے جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہاں مفعول مطلق بیانِ نوع کیلئے ہے کیونکہ سخت مارنا مطلق مارنے کی ایک نوع ہے یا اس کی پہچان مضاف الیہ کے ذکر سے ہوگی جیسا کہ مثال اوپر گذری ہے۔

**۳۔ مفعول مطلق برائے بیان عدد:** اس مصدر کا نام ہے جو یہ بتلائے کہ فعل کتنی بار واقع ہوا ہے یعنی یہ بتلائے کہ فاعل سے جب فعل مذکور سرزد ہوا تو اس کی کیا تعداد تھی اور یہ اس وقت ہوگا جب یہ عدد پر دلالت کرے اور عدد پر دلالت کرنا یا تو وزن سے معلوم ہوگا جیسے فعلۃ کا وزن کیونکہ ضابطہ ہے الفعلۃ للمرۃ یعنی فعلۃ کا وزن کسی کام کو ایک مرتبہ کرنے کیلئے ہے۔ جیسے جلست جلسۃً (میں بیٹھا ایک مرتبہ بیٹھنا) اور یا کبھی تثنیہ و جمع سے اس کی پہچان ہوتی ہے جیسے جلست جلستین ، جلست جلسات اور کبھی صفت سے بھی پہچان ہوتی ہے جیسے ضربت ضرباً کثیراً (میں نے مارا بہت مارنا)

وَيَكُونُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الْفِعْلِ الْمَذْكُورِ نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوسًا وَاَنْبَتَ نَبَاتًا[1] وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهُ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ جَوَازًا كَقَوْلِكَ لِلْقَادِمِ خَيْرَ مَقْدَمٍ اَیْ قَدِمْتَ قُدُومًا خَيْرَ مَقْدَمٍ وَوُجُوبًا سِمَاعًا نَحْوُ سَقْيًا وَشُكْرًا وَحَمْدًا وَرَعْيًا اَیْ

نحوی ترکیب: (۱) قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص ہو ضمیر غائب مستتر اسم من جار لفظ الفعل المذکور مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کا ئناً محذوف کے خبر یکون کی۔ یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

سَقَاکَ اللّٰہُ سَقْیًا وَشَکَرْتُکَ شُکْرًا وَحَمِدْتُکَ حَمْدًا وَرَعَاکَ اللّٰہُ رَعْیًا[۲]

**ترجمة:** اور وہ مفعول مطلق یا مصدر فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوگا جیسے قعدت جلوسا اور انبت نباتا اور کبھی کبھار اس کا فعل حذف کیا جاتا ہے وقت موجود ہونے قرینہ کے جوازی طور پر جیسے تیرا کہنا آنے والے کیلئے خیر مقدم یعنی قدمت قدوما خیر مقدم اور وجوبی سماعی طور پر جیسے سقیا وشکرا وغیرہ الخ۔

## تشریح: البحث الرابع فی فوائد شتّی (وَیَکُوْنُ مِنْ......رَعْیًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول مطلق کے بارے چند فوائد ذکر فرمائے ہیں:

### الفائدة الاولٰی

**فعل مذکور اور مصدر کے درمیان مناسبت (وَیَکُوْنُ......نَبَاتًا):** پہلے فائدہ میں فعل مذکور اور مصدر کے درمیان مناسبت کو بیان کیا ہے اس طور پر کہ باب ایک ہو اور مادہ بھی ایک ہو یہ اصل ہے اور کبھی کبھار مصدر یعنی مفعول مطلق فعل مذکور کے لفظ کے غیر سے ہوتا ہے باب میں یا مادہ میں فقط یا باب اور مادہ دونوں میں تو اس لحاظ سے تین صورتیں بن گئیں ۱۔ باب ایک ہو لیکن مادہ مختلف ہو جیسے "قَعَدتُ جُلُوْسًا" اس مثال میں فعل قعود کا مادہ اور مصدر جلوس کا مادہ مختلف ہے البتہ باب دونوں مجرد کے ہیں۔
۲۔ مادہ ایک ہو لیکن باب ایک نہ ہو جیسے اَنْبَتَ نَبَاتًا اس مثال میں دونوں یعنی فعل مذکور اور مصدر کا مادہ جو کہ "نبت" ہے ایک ہے لیکن باب میں فرق ہے فعل مذکور مزید فیہ اور مصدر مجرد باب سے ہے۔
۳۔ دونوں مختلف ہوں یعنی نہ باب ایک ہو اور نہ ہی مادہ ایک ہو جیسے فَاَوْجَسَ فِی نَفْسِہٖ خِیْفَةً اس مثال میں فعل مذکور کا مادہ وجس اور باب افعال ہے جبکہ مصدر یعنی مفعول مطلق کا مادہ خوف اور باب مجرد کا ہے تو دونوں میں تغایر ہے۔ چونکہ مفعول مطلق کا فعل مذکور کے معنی میں ہونا ضروری ہے اگر معنی میں مغایرت نہیں باب اور مادہ میں مغایرت پائی جاتی ہے تو اس کا مفعول مطلق واقع ہونا صحیح ہے لہٰذا مذکور بالا تینوں صورتیں درست ہیں۔

### الفائدة الثانية، مفعول مطلق کے فعل کا حذف جوازاً (وَقَدْ یُحذَفُ......خَیْرَ مَقْدَمٍ):

اس عبارت میں مفعول مطلق کے فعل کے حذف جوازی کو بیان کیا۔ قد کے مضارع پر داخل ہونے کی وجہ سے اصل اور کثیر الاستعمال یہ ہے کہ مفعول مطلق کے فعل کو ذکر کیا جائے لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ فعل کے حذف پر موجود ہو تو مفعول مطلق کے فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جیسے تیرا سفر سے واپس آنے والے کو خیر مقدم کہنا جو کہ اصل میں قدمت قدوما خیر مقدم ہے یہاں مخاطب کے حال کے قرینہ سے اولاً قدمت کو حذف کر دیا کیونکہ اس کے آنے والی حالت دلالت کر رہی ہے کہ اس جگہ فعل قدمت محذوف ہے پھر قدوماً کو حذف کر کے اس کی صفت کو اس کے قائمقام کر دیا۔

---

(۲) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول فعلہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل لام جار قیام قرینہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یحذف کے، جوازاً صفت موصوف حذفاً محذوف کی، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ وجوباً سماعاً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول مطلق فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول مطلق اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

## الفائدة الثالثة، مفعول مطلق کے فعل کا حذف وجوبی سماعی (وُجُوْبًا سِمَاعًا ...... رَعْيًا):

اس عبارت میں وجوبا کا عطف ماقبل کے لفظ جوازاً پر ہے تو ماقبل کی عبارت ساتھ ملے گی تو پوری عبارت یوں ہوگی وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ وُجُوْبًا سِمَاعاً ''یعنی کبھی کبھار مفعول مطلق کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کے وقت وجوبی سماعی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے۔ یعنی جب محذوف کی حذفیت پر کوئی قرینہ موجود ہو اور اہل عرب سے بھی ایسے سنا گیا ہو کہ وہ مفعول مطلق کے فعل کو وجوبی طور پر حذف کرتے ہیں تو ہم بھی ان کی اتباع میں اس فعل کو حذف کردیں گے تاکہ اہل عرب کی مخالفت لازم نہ آئے اور یہ حذف قیاسی نہیں ہے کہ کسی قاعدے اور قانون کی بنا پر حذف کر دیا گیا ہوتا کہ کسی دوسرے مفعول مطلق میں بھی اسی قانون کی وجہ سے حذف کیا جاسکے جیسے سقیا حمداً شکراً رعیاً ان میں اہل عرب نے فعل ناصب کو حذف کر دیا ہے، ہم بھی حذف کردیں گے اصل میں سَقَاكَ اللّٰهُ سَقْيًا، شَكَرْتُكَ شُكْرًا، حَمِدْتُكَ حَمْدًا رَعَاكَ اللّٰهُ رَعْياً تھا۔

(نوٹ): مطلق کا ناصب حذف وجوبی قیاسی بھی ہوتا ہے مگر مصنف نے اختصاراً اسکو ذکر نہیں کیا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔مفعول مطلق کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔مفعول مطلق کی کتنی قسمیں ہیں تفصیل سے لکھیں (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔مفعول مطلق کا فعل جوازاً اور وجوباً کب محذوف ہوتا ہے؟ (البحث الرابع) ۴۔جلست جلسۃ القاری میں کونسی قسم مفعول مطلق کی پائی جاتی ہے۔ (دیکھئے البحث الثالث)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِي الْمَفْعُوْلِ بِهٖ

**فصل:** اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ[1] وَهُوَ اِسْمُ مَا وَقَعَ عَلَيْهِ فِعْلُ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمروًا[2] وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الْفَاعِلِ كَضَرَبَ عمروًا زيدٌ[3] وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهٗ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوَازاً نحو زَيْدًا فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ مَنْ اَضْرِبُ[4] وَوُجُوْبًا فِي اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ اَلْاَوَّلُ سِمَاعِيٌّ نَحْوُ اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ وَانْتَهُوْا خَيْراً لَكُمْ وَاَهْلاً وَسَهْلاً وَالْبَوَاقِيْ قِيَاسِيَّةٌ[5]۔

**ترجمة:** مفعول بہ اور وہ نام ہے اس چیز کا جس پر فاعل کے فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمروًا اور کبھی کبھار وہ (مفعول بہ) فاعل پر مقدم ہو جاتا ہے جیسے ضَرَبَ عمروًا زَيْدٌ اور کبھی کبھار اس کا فعل قرینہ کے موجود ہونے کے وقت جوازی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے جیسے زیداً کا لفظ اس شخص کے جواب میں جس نے پوچھا مَنْ اَضْرِبُ (میں کس کو ماروں) اور وجوبی طور پر چار جگہوں میں پہلی جگہ

---

نحوی ترکیب: (۱) المفعول میں اَل بمعنی الذی مفعول صیغہ صفت اسم مفعول، بہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر مبتداء خبر محذوف منہا جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ ھو ضمیر مبتداء اسم مضاف ما موصول وقع فعل ماضی معلوم علیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق وقع کے فعل الفاعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل وقع کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ما موصول کا، صلہ موصول ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

(۳) واؤ استنافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یتقدم فعل مضارع معلوم ھو ضمیر مستتر فاعل علی الفاعل جار مجرور ظرف لغو متعلق یتقدم فعل کے فعل مضارع اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

سماعی ہے جیسے اِمْرَأً وَنَفْسَهٗ اور وَانْتَهُوْا خَيْراً لَّكُمْ اور اَهْلاً وَسَهْلاً اور باقی جگہیں قیاسی ہیں۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** یہ فصل منصوبات کی دوسری قسم مفعول بہ کے بیان میں ہے، اس فصل میں تین بات ذکر کی گئی ہیں

ا۔مفعول بہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَهُوَ اِسْمٌ...... عَمْرًوا) ۲۔مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کرنا (وَقَدْ يَتَقَدَّمُ...... زَيْدٌ)

۳۔مفعول بہ کے عامل کے حذف کی تفصیل (وَقَدْ يُحْذَفُ...... مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادیٰ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المفعول بہٖ مع التوضیح بالامثلة

**(وَهُوَ اِسْمٌ...... عَمْرواً):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول بہ کی تعریف ذکر کی ہے اور مثال سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔المفعول بہ کا لغت میں معنی یہ ہے کہ المفعول پر الف لام بمعنی الذی کے ہے اور بہ میں باء سببیت کی ہے اور ہ ضمیر اس الف لام کی طرف راجع ہے جو کہ بمعنی الذی کے ہے تو عبارت یوں بن گئی اَلَّذِیْ فُعِلَ الْفِعْلُ بِسَبَبِهٖ (وہ شی جس کے سبب سے فعل کیا گیا)

اور نحویوں کی اصطلاح میں مفعول بہ وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔خواہ وہ فعل مثبت ہو یا منفی ہو اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں ا۔مفعول بہ اسم ہوگا ۲۔فاعل کا فعل مثبت یا منفی اس پر واقع ہوگا مثبت کی مثال جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً اس مثال میں عمرواً مفعول بہ ہے اسم بھی ہے اس کے فاعل زید کا فعل ضرب اس پر واقع ہے منفی کی مثال مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً اس مثال میں بھی عمرواً مفعول بہ ہے اور فاعل کا فعل منفی ماضرب اس پر واقع ہے۔

**تعریف و معرف /فوائد قیود:** مفعول بہ کی تعریف میں لفظ ھو ضمیر غائب راجع بسوئے مفعول بہ یہ معرف ہے اور اسم ماوقع الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں چونکہ جنس اور فصول ہوا کرتے ہیں تو اسم درجہ جنس ہے تمام اسماء کو شامل ہے اور معرف کے علاوہ غیر معرف کو بھی شامل ہے۔''وقع علیہ فعل الفاعل'' یہ فصل ہے۔اس سے مفعول بہ کے علاوہ بقیہ مفاعیل خارج ہو گئے کیونکہ مفعول معہ وفیہ میں سے کسی پر بھی فعل واقع نہیں ہے۔

## البحث الثانی فی تقدیمہٖ علی الفاعل (وَقَدْ يَتَقَدَّمُ...... زَيْدٌ):

اس عبارت میں اس بات کو ذکر کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی مفعول بہ کو فاعل پر مقدم کیا جاتا ہے کیونکہ فعل عمل میں قوی ہے اور قوتِ عمل اپنے معمول پر عامل ہوتی ہے خواہ اس کا معمول مقدم ہو یا مؤخر ہو۔اور یہ مفعول بہ کا فاعل پر مقدم ہونا کبھی واجب ہوتا ہے اور کبھی

---

(۴) واؤ استنافیہ قد برائے تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول فعلہ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل لام جار قیام قرینۃ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یحذف کے، جوازاً صفت موصوف محذوف حذفا کی موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ وجوباً بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول مطلق ہوا یحذف فعل کا فی جار اربعۃ مواضع مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یحذف کے، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول مطلق اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (مثال کی ترکیب واضح ہے۔ظفر)

(۵) الاول صفت ہے موصوف محذوف الموضع کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء سماعی خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ البواقی مرفوع تقدیراً مبتداء قیاسیۃ خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔(امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

جائز ہے۔ جائز کی مثال ضَرَبَ عَمْرواً زَیْدٌ اس مثال میں عمرواً مفعول بہ ہے اور فاعل زیدٌ پر مقدم ہے۔ اسی طرح وَجْہَ الْحَبِیْبِ اَتَمَنّٰی (محبوب کے چہرہ کی آرزو کرتا ہوں) اور واجب اس وقت ہوتا ہے جب مفعول میں استفہام کے معنی موجود ہوں جیسے مَن رَأیت (تو نے کس کو دیکھا ہے) اس مثال میں مَن چونکہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے اور مفعول بہ ہے مقدم ہے۔ اور س کو مقدم کرنا واجب ہے وگرنہ صدارت فوت ہو جائے گی جو کہ مقتضیٰ استفہام ہے۔

## البحث الثالث فی تفصیل حذف عاملہ (وَقَدْیُحذَفُ.....فِیْ حُکْمِ الْمُنَادیٰ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول بہ کے متعلق تیسری اور آخری بحث اس کے عامل ناصب کے حذف کے متعلق ہے۔ ہم اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہیں ۱۔مفعول بہہ کے عامل ناصب کا حذف جوازی ۲۔مفعول بہ کے عامل ناصب کا حذف وجوبی سماعی ۳۔مفعول بہ کے عامل ناصب کا حذف وجوبی قیاسی پھر وجوبی قیاسی کے تین مواضع ہیں ا۔تحذیر ۲۔ما اضمر عاملہ ۳۔المنادیٰ ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔مفعول بہ کے عامل ناصب کا حذف جوازی (وَقَدْ یُحذَفُ فِعلُهٗ..... مَنْ اَضْرِبُ): چونکہ قد مضارع پر داخل ہونے سے دو باتوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے ایک یہ کہ یہ حکم قلیل الاستعمال اور ہے کثیر الاستعمال ہے اور دوسرا یہ کہ یہ حکم خلاف اصل ہے اصل حکم اور ہے۔ تو یہاں بھی یہی مراد ہے کہ مفعول بہ کے عامل ناصب کا اصل اور کثیر الاستعمال حکم یہی ہے کہ مذکور ہو لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو خواہ قرینہ حالیہ یا قرینہ مقالیہ تو اس وقت اس کے عامل کو حذف کیا جاتا ہے اور یہ حذف کبھی جوازی ہوتا ہے جو فقط قرینہ کا محتاج ہوتا ہے جیسے زیداً کا لفظ اس شخص کے جواب میں جس نے پوچھا ''مَنْ اَضْرِبُ'' (میں کس کو ماروں) تو زیداً سے پہلے ''اِضْرِبْ'' فعل محذوف ہے اور اس کے حذف پر قرینہ سائل کا سوال ہے۔ جب سائل نے سوال میں ضَرَبَ فعل کا ذکر کیا ہے تو جواب میں بھی فعل ضَرَبَ محذوف ہوگا نہ کہ دوسرا فعل اور یہ قرینہ مقالیہ لفظیہ کی مثال ہے۔ اور قرینہ حالیہ معنویہ کی مثال جیسے کوئی شخص مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کر کے سامان سفر باندھ کر متوجہ تھا تو آپ اس کو کہتے ہیں ''مَکَّۃَ'' تو یہ مفعول بہ ہے اور اس سے پہلے فعل محذوف ہے جو کہ اَتُرِیْدُ مَکَّۃَ (کیا تو مکہ کا ارادہ رکھتا ہے) تو مخاطب کا حال قرینہ ہے کہ مَکَّۃ سے پہلے فعل ''تُرِیدُ'' محذوف ہے۔

۲۔مفعول بہ کے ناصب کا حذف وجوبی سماعی (وَوُجُوْباً ......وَالْبَوَاقِیْ قِیَاسِیَّۃٌ): اس عبارت میں اگرچہ ابتداء اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو تو مفعول بہ کے ناصب کو کبھی کبھار وجوبی طور پر حذف کیا جاتا ہے اس کے حذف کی چار جگہیں ہیں اور پہلی جگہ حذف وجوبی سماعی ہے۔ سماع کا مطلب یہ ہے کہ اہل عرب سے ایسے سنا گیا کہ فعل کو لازمی اور ضروری طور پر حذف کرتے ہیں اور کسی قاعدہ اور قانون نہیں جیسے اِمْرأً وَنَفْسَہٗ اصل میں اُتْرُکْ اِمْرَءً وَ نَفْسَہٗ'' (چھوڑ تو مرد اور اس کی ذات کو) اس مثال میں اگر واؤ کو عاطفہ مان لیں تو امرأ اور نفسہٗ دونوں مفعول بہ ہیں اور ان کا عامل ناصب محذوف ہے جو اُتْرُکْ ہے اور اول میں بغیر واسطہ اور ثانی میں بواسطہ عطف اور اگر واؤ عاطفہ نہ ہو تو بمعنی مع ہو کر وَنَفْسَہٗ مفعول معہ بن جائے گا۔ اور اِمْرَءً مفعول بہ ہے۔

دوسری مثال: اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اس مثال میں خیراً مفعول بہ ہے اور اس سے پہلے فعل محذوف ہے جو کہ اقصدوا ہے اصل یوں تھا اِنْتَھُوْا عَنِ التَّثْلِیْثِ وَاقْصِدُوْا خَیْرًا لَّکُمْ (اے نصاریٰ تم تین خدا ماننے سے رک جاؤ اور اپنے لئے بہتر کا ارادہ رکھو) باقی قرینہ

یہ ہے کہ اگر فعل کو محذوف نہیں مانتے تو معنی درست نہیں ہوتے کیونکہ اگر خَیْرًا کو انتھوا کا مفعول بہ بنائیں تو معنی ہوگا تم خیر سے رک جاؤ حالانکہ بہتری سے روکنا مقصود نہیں بلکہ عقیدۂ نصاریٰ سے روکنا ہے جو کہ تین معبود مانتے ہیں۔

**تیسری مثال:** اَهْلاً وَ سَهْلاً اصل میں اَتَیْتَ اهلاً وَطَیْتَ سَهْلاً (تو اہل میں آیا اور نرم وصلح والی زمین کو روندا ہے) اہل عرب آنے والے مسافر کا استقبال کرتے ہوئے یہ جملہ کہتے تھے۔ اس میں اهلاً اور سهلاً دونوں مفعول بہ ہیں تو عامل ناصب کو بقرینہ حال مسافر حذف کر دیا گیا ہے اور اس کے حذف میں کوئی قاعدہ نہیں بلکہ اہل عرب سے ایسا سنا گیا ہے۔

مصنفؒ نے مفعول بہ کے عامل ناصب کے حذف وجوبی کے مقام کو بیان کرتے ہوئے ''وَالْبَوَاقِیْ قِیَاسِیَّةٌ'' کہا ہے یعنی پہلا موضع سماعی تھا باقی تینوں مواضع قیاسی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

**اَلثَّانِی التَّحْذِیْرُ(۱) وَهُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِیْرِ اِتَّقِ(۲) تَحْذِیْرًا مِمَّا بَعْدَهٗ نَحْوُ اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ اَصْلُهٗ اِتَّقِکَ وَالْاَسَدَ(۳) اَوْ ذُکِرَ الْمُحَذَّرُ مِنْهُ مُکَرَّراً نَحْوُ اَلطَّرِیْقَ اَلطَّرِیْقَ(۴)۔**

**ترجمة:** دوسرا موضع تحذیر ہے اور وہ اتق مقدر کا معمول اس کے (معمول کے) مابعد سے ڈرایا گیا ہو ڈرایا جانا جیسے اِیَّاکَ وَالْاَسَدَ اصل اسکا اِتَّقِکَ وَالْاَسَدَ ہے یا محذر منہ مکرر ذکر کیا گیا ہو جیسے الطریق الطریق (بچ راستے سے راستے سے)

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** مذکورہ عبارت میں مفعول بہ کے عامل ناصب کے حذف وجوبی کی دوسری اور حذف وجوبی قیاسی کی پہلی جگہ کا بیان ہے جو کہ تحذیر ہے، اس موضع میں فعل ناصب کو حذف کرنے کا سبب تنگی مقام اور قلت فرصت ہے وہ اس طرح کہ جب کوئی بلاو مصیبت سامنے ہو اور متکلم یہ خیال کرتا ہے کہ اگر میں فعل بولوں گا تو مخاطب بلا و مصیبت میں گرفتار ہو جائے گا تو ایسے موقعہ پر فعل کو حذف کر دیتا ہے تاکہ مخاطب نقصان سے بچ جائے اس کو سمجھنے کیلئے دو بحثیں ہیں ۱۔ تحذیر کی لغوی اور اصلاحی تعریف (هُوَ مَعْمُوْلٌ بِتَقْدِیْرِ اِتَّقِ) ۲۔ تحذیر کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (تَحْذِیْراً مِنْ مَّا ...... اَلطَّرِیْقَ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف التحذیر** (هُوَ مَعْمُوْلُ ...... اِتَّقِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تحذیر کی اصطلاحی تعریف ذکر کی ہے۔ تحذیر کا لغت میں معنی ڈرانا اور ڈرانے والے کو محذِّر اور جس

---

نحوی ترکیب: (۱) الثانی صفت موصوف محذوف الموضع کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء التحذیر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء معمول صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل با جار تقدیر اتق مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق معمول صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) تحذیراً مفعول لہ فعل مقدر ذُکر کا ھو ضمیر راجع بسوئے المعمول نائب الفاعل من جارہ ما موصولہ یا موصوفہ بعدہٗ مضاف مضاف الیہ سے ملکر ظرف متعلق ثبت کے ''اَیْ ذُکِرَ الْمَعْمُوْلُ الْمُحَذَّرُ تَحْذِیْراً مِنْ اِسْمٍ ثَبَتَ یَا مِنَ الْاِسْمِ الَّذِیْ ثَبَتَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْمَعْمُوْلِ ''فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول یا صفت موصوف موصول اپنے صلہ سے یا موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ذکر کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول لہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے) ظفر

(۴) او عاطفہ ذکر فعل ماضی مجہول المحذر منہ ذوالحال مکرراً حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

کو ڈرایا جائے اس کو محذَّر جس چیز سے ڈرایا جائے اس چیز کو محذَّر منہ کہتے ہیں جیسے زید نے بکر کو شیر سے ڈرایا اس مثال میں زید محذِّر اور بکر محذَّر اور شیر محذَّر منہ ہے اور بکر کے ڈرانے کو تحذیر کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں تحذیر وہ اسم ہے جو اتق مقدر یا بَعِّد مقدر کا معمول ہو اس تعریف سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ تحذیر اسم ہوگا دوسرا معمول ہوگا تیسرا اتق یا بَعِّد مقدر کا معمول ہوگا۔

## البحث الثانی فی اقسامه و تعریف کل قسم مع المثال (تَحْذِيراً مِنْ ..... الطَّرِيْقَ):

اس عبارت سے مصنفؒ نے تحذیر کی دو قسموں کی طرف اشارہ کیا ہے اور ہر ایک قسم کی تعریف اور مثال سے توضیح کی ہے۔ یعنی تحذیر کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اتق یا بَعِّد مقدر کا معمول ہو اور اس کو مابعد سے ڈرایا گیا ہو۔ اس وقت یہ معمول خود محذر ہوگا اور اس کا مابعد محذر منہ ہوگا ۲۔ دوسری قسم یہ ہے کہ اتق یا بعِّد مقدر کا معمول ہو اور یہ معمول محذَّر منہٗ ہو کر مکرر ہوگا اور محذَّر اس صورت میں مخاطب ہوگا۔ یہ دونوں قسمیں اس بات میں شریک ہیں کہ یہ اتق مقدر یا اس کے ہم معنی کسی فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہیں۔

**تحذیر کی اول قسم کی مثال:** ''اِيَّاكَ وَالْاَسَدَ'' یہ اصل میں اِتَّقِكَ وَالْاَسَدَ تھا چونکہ قاعدہ ہے کہ جب دو ضمیریں (ضمیر فاعل اور ضمیر مفعول) متصل ہوں فعل کے ساتھ اور دونوں کا مصداق ایک ہو تو افعال قلوب میں جائز ہے جیسے علمتُنی (میں نے اپنے آپ کو جانا) تُ ضمیر فاعل اور یاء ضمیر متکلم مفعول ہے اور دونوں کا مصداق ایک ہے لیکن کسی اور فعل میں جائز نہیں مگر یہ کہ ان کے درمیان نفس یا عین کا فاصلہ لایا جائے جیسے ضَرَبْتُنِی کہنا جائز نہیں البتہ ضَرَبْتُ نَفْسِی جائز ہے۔ تو اس مثال میں بھی دو ضمیریں متصل فاعل اور مفعول کی تھیں اور دونوں کا مصداق ایک ہے جو کہ مخاطب ہے تو درمیان میں نفس کا فاصلہ لایا گیا تو اِتَّقِ نَفْسَکَ مِنَ الْاَسَدِ وَالْاَسَدَ مِنْ نَفْسِکَ ہو گیا۔ تنگی مقام کی وجہ سے مفعول بہ کے فعل اتق کو حذف کر دیا اب نفس کے لفظ کی ضرورت نہ رہی وہ بھی گر گیا فعل کے حذف ہو جانے کے باعث مفعول کی متصل ضمیر منفصل میں بدل گئی تو ''اِيَّاكَ مِنَ الْاَسَدِ وَالْاَسَدَ'' ہو گیا۔ (تو اپنے آپ کو شیر سے بچا اور شیر کو اپنے سے) اس مثال میں ''ایا ک'' محذر ہے اور ''والاسد'' محذَّر منہ ہے۔ اول معمول ہے اتق مقدر کا۔

**تحذیر کی ثانی قسم کی مثال:** ''اَلطَّرِيْقَ اَلطَّرِيْقَ'' یہ اصل میں ''اِتَّقِ الطَّرِيْقَ'' تھا اس مثال میں تنگی مقام کی وجہ سے اور مخاطب کو ضرر سے بچانے کی خاطر فعل ''اتق'' کو حذف کر دیا اور محذر منہ کو مکرر لائے تو الطریق محذر منہٗ ہے اور مخاطب محذر ہے۔

اَلثَّالِثُ مَا اُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰى شَرِيْطَةِ التَّفْسِيْرِ [1] وَهُوَ كُلُّ اِسْمٍ بَعْدَهٗ فِعْلٌ اَوْ شِبْهُهٗ [2] يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الْفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الْاِسْمِ بِضَمِيْرِهٖ اَوْ مُتَعَلِّقِهٖ بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هُوَ اَوْ مُنَاسِبُهٗ لَنَصَبَهٗ نَحْوُ زَيْداً ضَرَبْتُهٗ [3] فَاِنَّ زَيْداً مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ مُضْمَرٍ [4] وَهُوَ ضَرَبْتُ يُفَسِّرُهُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ بَعْدَهٗ وَهُوَ ضَرَبْتُهٗ وَلِهٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ كَثِيْرَةٌ [5]۔

---

نحوی ترکیب: (۱) الثالث صفت موصوف محذوف الموضع کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء ما موصولہ اضمر فعل مجہول عاملہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل علی جار شریطۃ التفسیر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اضمر کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ ہو ضمیر مبتداء کل مضاف اسم موصوف بعدہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف متعلق ثبت کے ہو کر خبر مقدم فعل او شبہہ، معطوف علیہ و معطوف ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**ترجمة:** تیسری جگہ ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر ہے اور وہ ہر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اس حال میں کہ وہ فعل اس اسم سے اعراض کر کے اس کی ضمیر یا اس کے متعلق میں عمل کر رہا ہو اس حیثیت سے کہ اگر وہ فعل یا اس کا مناسب اس پر مسلط کر دیا جائے تو اسے نصب دے جیسے زیداً ضربتہٗ پس تحقیق زیداً منصوب ہے ایسے فعل کی وجہ سے جو کہ محذوف مقدر ہے اور وہ ضربت ہے اس کی تفسیر وہ فعل کر رہا ہے جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ ضربتہٗ ہے اور اس باب کیلئے بہت سے فرعات ہیں۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** مذکورہ بالا عبارت میں ان چار جگہوں میں سے جہاں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے۔ تیسری جگہ ما اضمر عاملہ علی شرطیۃ التفسیر ہے۔ یعنی وہ مفعول ہے جس کے عامل ناصب کو اس شرط پر حذف کیا گیا ہو کہ آگے اس عامل کی تفسیر آرہی ہو۔ یہ عبارت دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔ ما اضمر عاملہ علی شرطیۃ التفسیر کی تعریف (وَهُو كُلُّ ...... لَنَصَبَهُ) ۲۔ امثلہ سے اس کی وضاحت (نَحو زَيداً ...... فُرُوعٌ كَثِيرَةٌ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر

### (وَهُو كُلُّ ...... لَنَصَبَهُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ما اضمر عاملہ الخ کی تعریف ذکر کی ہے۔ ما اضمر عاملہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی کو سمجھنے سے پہلے ایک تمہید سمجھنا ضروری ہے۔

**تمہید:** مصنفؒ نے تعریف میں ایک لفظ ''یشتغل'' استعمال فرمایا اور دوسرا ''سُلِّطَ'' ان دونوں کی پہلے وضاحت ہوگی۔ یشتغل فعل مضارع معلوم ہے اس باب کے متعلق ضابطہ یہ ہے کہ اس باب کے دو صلے آتے ہیں ایک باء اور دوسرا ''عن'' جب اس کا صلہ باء آئے تو اس کا معنی رغبت کرنا، میلان کرنا اور جب اس کا صلہ عن آئے تو معنی اعراض کرنا، روگردانی کرنا، کہا جاتا ہے اشتغل بہ اور اشتغل عنہ (اس کی طرف میلان کیا) (اس سے اعراض کیا) دوسرا لفظ سُلِّطَ یہ تسلیط سے مشتق ہے تسلیط کا معنی مسلط کرنا لیکن اس جگہ معنی یہ ہے

---

(۳) یشتغل فعل مضارع معلوم ذالک الفعل موصوف صفت یا اسم اشارہ اور مشارٌ الیہ ملکر فاعل عن جار ذٰلک الاسم مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یشتغل کے باء جار ضمیرہٖ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ او عاطفہ متعلقہٖ مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یشتغل کے، باء جار حیث ظرف مضاف لَو حرف شرط سلط فعل ماضی مجہول علیہ جار مجرور متعلق سلط ھو ضمیر معطوف علیہ او عاطفہ مناسبہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر شرط، لام تاکید نَصَبَہٗ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مضاف الیہ حیث مضاف کا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یشتغل کے، فعل اپنے فاعل اور متعلقات سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہے فِعْلٌ سے جو کہ مبتداء مؤخر تھا۔

(۴) فاء تفریعیہ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل زیداً اسم منصوبٌ صیغہ صفت اسم مفعول باجار فعل موصوف محذوف صفت اول مضمرٍ صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوب کے جو کہ خبر ہے ان کی، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) ھو ضمیر مبتداء ضربت بتاویل ھذا اللفظ موصوف یفسرہٗ الفعل المذکور بعدہٗ جملہ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء ضربتہٗ بتاویل ھذا اللفظ خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ لام جار ھذا الباب مجرور، جار مجرور ظرف مستقر خبر مقدم فروع کثیرۃ موصوف صفت ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کہ کسی فعل یا شبہ فعل کو اس اسم پر مقدم کر کے اس کا عامل بنا دیا جائے۔ تیسرا لفظ ''مناسب'' ہے اور اس کا معنی موافق ہے اور مناسب کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مناسب مترادف ۲۔ مناسب لازم، مناسب مترادف سے مراد یہ ہے کہ ایسے دو کلمے جو ایک ہی معنی دیں مناسب لازم سے مراد یہ ہے کہ ایک کلمہ جو معنی دے رہا ہے وہ معنی دوسرے کلمہ کو لازم ہو۔

ماا ضمر کا لغوی معنی یہ ہے کہ وہ شی یا وہ مفعول جس کے عامل کو تفسیر کی شرط پر مقدر کیا گیا ہو اور اصطلاح میں ماا ضمر عاملہ وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم سے اعراض کر رہا ہو اس طور پر کہ اگر اس فعل یا شبہ فعل کو یا اس کے مناسب مترادف یا مناسب لازم کو اس اسم پر مسلط کر دیں یعنی ضمیر یا متعلق کو حذف کر کے فعل یا شبہ فعل کو اس اسم کا عامل بنا دیں تو وہ اس کو نصب دے اس تعریف سے ہمیں پانچ باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ ماا ضمر عاملہ اسم ہوگا ۲۔ اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہوگا ۳۔ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم میں عمل نہ کر رہا ہو ۴۔ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی ضمیر میں عمل کر رہا ہوگا ۵۔ اگر اس فعل یا شبہ فعل کو بعینہ یا مناسب لازم و مترادف کو اس اسم پر مقدم کریں تو وہ اسے نصب دے۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** مذکورہ بالا عبارۃ میں ھو ضمیر راجع بسوئے ماا ضمر عاملہ ہے جو کہ معرّف ہے اور کل اسم الخ سے اس کی تعریف بیان کی ہے اور تعریف میں چونکہ ایک جنس (جو کہ معرّف اور غیر معرّف سب کو شامل ہوتی ہے) اور کئی فصول (جو کہ جدائی کا فائدہ دیتی ہیں) ہوتی ہیں لہٰذا کل اسم یہ جنس ہے ماا ضمر اور اس کے غیر سب کو شامل ہے۔ ''بعدہ فعل اوشبھہ'' یہ اول فصل ہے اس سے وہ اسم نکل گیا جس کے بعد فعل یا شبہ فعل نہیں ہے۔ جیسے زیدٌ ابوک'' ''یَشْتَغِلُ ذالِکَ الْفِعْلُ عَنْ ذَالِکَ الْاِسْمِ بِضَمِیْرِہٖ اَوْ مُتَعَلِّقِہٖ'' یہ ثانی فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا کہ اس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو لیکن اس اسم میں عمل کر رہا ہو اس کی ضمیر میں عمل نہ کر رہا ہو جیسے زَیداً ضَرَبْتُ ''بِحَیْثُ لَوْسُلِّطَ عَلَیْہِ ھُوَ اَوْ مُنَاسِبُہٗ لَنَصَبَہٗ'' یہ تیسری فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس پر فعل یا شبہ فعل مسلط کیا جائے تو وہ اسے نصب نہ دے سکے جیسے زَیْدٌ ضُرِبَ۔ اس مثال میں ضُرِبَ کو زید پر مقدم کر دیں تو وہ زید کو رفع دے گا نصب نہیں دے گا۔

**البحث الثانی فی التوضیح بالامثلۃ** (نَحْوُ زَیْداً ...... فُرُوْعٌ کَثِیْرَۃٌ): مصنفؒ نے مذکورہ عبارت میں صرف ایک مثال ذکر کی ہے اس مثال کی وضاحت سے پہلے بطور فائدہ کے ایک بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ ماا ضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کی تعریف سے معلوم ہوا کہ ماا ضمر کی ابتداء دو قسمیں ہوئیں ۱۔ اسم کے بعد فعل ہو ۲۔ اسم کے بعد شبہ فعل ہو پھر ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں ۱۔ اسم کے بعد فعل ہو اور ضمیر میں عمل کر رہا ہو ۲۔ فعل ضمیر کے متعلق میں عمل کر رہا ہو ۳۔ اسم کے متعلق میں عمل کر رہا ہو اسی طرح شبہ فعل کی تین قسمیں ہونگی تو کل چھ اقسام ہو گئیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہونگی بعینہ فعل یا شبہ فعل کو مسلط کیا جائے، مناسب لازم کو، مناسب مترادف کو تو اس طور پر اٹھارہ اقسام بن جاتی ہیں۔ جن میں سے بعض صحیح ہیں اور بعض صحیح نہیں پوری تفصیل بڑی کتب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

اگرچہ مصنفؒ نے ایک مثال ذکر کی ہے لیکن طلباء کے افادہ کی غرض سے چھ امثلہ کو ذکر کیا جاتا ہے:

<u>پہلی مثال</u> ''زَیْداً ضَرَبْتُہٗ'' اس مثال میں زیداً ماا ضمر عاملہ ہے اس کے بعد فعل ہے اور ضمیر میں عمل کر رہا ہے اگر اس کو بعینہ مسلط کریں

تو زیداً کونصب دے گا اور اس سے پہلے فعل مقدر ہے جس کی مابعد والا فعل تفسیر کر رہا ہے۔ اصل میں ضربت زیدا تھا فعل ضربت کو حذف کر دیا اور اس کی تفسیر ضربتہٗ کر رہا ہے۔ اس کو ضربت زیدا ضربتہٗ پڑھنا صحیح نہیں کیونکہ مفسَّر اور مفسِّر کا اجتماع لازم آتا ہے۔

دوسری مثال شبہ فعل کی: یعنی جہاں ما اضمر عاملہ کے بعد شبہ فعل ہو اور اس کو بعینہٖ مسلط کر دیا جائے تو اس اسم کو نصب دے اور اس اسم کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہو جیسے ''زَیْدًا اَنْتَ ضَارِبُهٗ'' (زید تو اس کو مارنے والا ہے) اس مثال میں زیداً مفعول بہ ہے اور ما اضمر عاملہ ہے اور اس کے بعد شبہ فعل ہے جو کہ انت ضمیر مبتداء پر سہارا لیکر اس اسم کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے زیداً میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہے اور محذوف شبہ فعل کی تفسیر بھی کر رہا ہے اگر ہم اسکو بعینہٖ ضمیر سے جدا کر کے زید سے پہلے لائیں تو اس کو نصب بھی دے سکتا ہے جیسے اَنْتَ ضَارِبٌ زَیْدًا ضارب شبہ فعل اسم فاعل ہے انت پر سہارا لے کر زیداً کو نصب دے رہا ہے۔ اصل عبارت یوں تھی اَنْتَ ضَارِبٌ زَیْدًا اَنْتَ ضَارِبُهٗ یہاں بھی پہلے ضارب کو حذف کرنا واجب ہے وگرنہ مفسِّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

تیسری مثال: مناسب مترادف کو مسلط کرنے کی: ''زَیْدًا مَرَرْتُ بِهٖ'' (زید، گزرا میں اس کے ساتھ) یہ اس فعل کی مثال ہے جو ما اضمر عاملہ کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل کرنے سے اعراض کر رہا ہو اور خود اس کو اس اسم پر مسلط کریں تو نصب نہ دے اگر اس کے مناسب مترادف کو مسلط کریں تو اس کو نصب دے چنانچہ اس مثال میں زیداً اسم ہے اس کے بعد مررت بہ فعل کو ذکر کیا گیا ہے جو زید کی طرف لوٹنے والی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ زید میں عمل نہیں کر رہا اگر مررت بہ فعل کو بعینہٖ زید پر مقدم کریں تو دو ہی صورتیں ہیں یا تو با جارہ کے ساتھ مقدم کریں گے یا بغیر باء کے اگر باء کے ساتھ مقدم کریں تو زید پر بجائے نصب کے جر آ جائے گی جیسے مررت بزید اور اگر بغیر باء کے مقدم کریں تو یہ فعل لازم ہونے کی وجہ سے مفعول بہ کو نہیں چاہتا کہ نصب دے لہٰذا مناسب مترادف کو مقدم کریں گے جو کہ جاوزت ہے کیونکہ مررت باء کے ساتھ متعدی ہونے کی وجہ سے جاوزت کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ تو اصل عبارت اس طرح ہوگی ''جَاوَزْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِهٖ'' اس میں جاوزت کو حذف کرنا واجب ہے کیونکہ مررت بہ اس کی تفسیر کر رہا ہے تو دونوں کے ذکر سے مفسِّر اور مفسَّر کا اجتماع لازم آتا ہے اور یہ جائز نہیں۔

چوتھی مثال کہ اسم کے بعد شبہ فعل ہو اور اس کے مناسب مترادف کو مسلط کیا جائے جیسے ''زَیْدًا اَنَا مَارٌّ بِهٖ'' (زید میں اس کے پاس سے گزرنے والا ہوں) اس مثال میں زیداً ما اضمر عاملہ ہے اور اس کے بعد مارٌّ بہ شبہ فعل ہے جو کہ زیداً سے پہلے والے عامل کی تفسیر کر رہا ہے اور زید کی ضمیر میں عمل کرنے کی وجہ سے اس زید میں عمل کرنے سے اعراض کرنے والا ہے اور ماقبل کی تفصیل کے مطابق اس کو بعینہٖ مسلط نہیں کر سکتے لہٰذا اس کے مناسب مترادف جو کہ ''مُجَاوِزٌ'' ہے کو اگر مسلط کر دیا جائے تو وہ زیداً کو نصب دے سکتا ہے۔

پانچویں مثال کہ ما اضمر کے بعد فعل ہو اور اس کے مناسب لازم کو اس پر مسلط کیا جائے جیسے ''زَیْدًا ضَرَبْتُ غُلَامَهٗ'' (زید میں نے اسکے غلام کو مارا) اس مثال میں زیداً ما اضمر عاملہ ہے اس کے بعد فعل ضربت ہے جو کہ زیداً کے متعلق میں عمل کی وجہ سے اس اسم میں عمل نہیں کر رہا اور محذوف عامل کی تفسیر بھی کرتا ہے لیکن اس کو بعینہٖ مسلط کریں تو نصب نہیں دے گا کیونکہ اگر اس فعل کو اس اسم پر مقدم کریں تو دو ہی صورتیں ہیں غلام کے ساتھ یا بغیر لفظ غلام کے اگر لفظ غلام کے ساتھ مقدم کریں تو وہ اسم مجرور ہو جائیگا اور اگر بغیر لفظ غلام

کے ذکر کریں تو معنیٰ مقصودی فوت ہو جائیگا کیونکہ اس وقت عبارت ضَرَبْتُ زَیْداً ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ ہوگی (میں نے زید کو مارا۔ اس کے غلام کو مارا) حالانکہ متکلم نے زید کو نہیں مارا بلکہ اس کے غلام کو مارا ہے البتہ زید کی توہین کی ہے لہٰذا یہ فعل نہ خود مسلطہ ہوسکتا ہے نہ ہی کوئی مناسب مترادف البتہ مناسب لازم کو مسلط کیا جاسکتا ہے جو کہ اَھَنْتُ ہے کیونکہ سردار کے غلام کو مارنا سردار کی اہانت ہے تو غلام کو مارنے کو سردار کی اہانت لازم ہے لہٰذا اَھَنْتُ کو مقدم کرنے سے زید منصوب ہوسکتا ہے اور مقصود کے خلاف بھی نہیں تو عبارت یوں ہوئی ''اَھَنْتُ زَیْداً ضَرَبْتُ غُلَامَہٗ'' اس جگہ بھی مفسِّر اور مفسَّر کے اجتماع کی خرابی سے بچنے کیلئے اَھَنْتُ کو حذف کرنا لازم ہے۔

چھٹی مثال کہ ما اضمر کے بعد شبہ فعل ہو اور اس کے مناسب لازم کو مسلط کیا جائے جیسے ''زَیْداً اَنَا ضَارِبٌ غُلَامَہٗ'' (زید میں اس کے غلام کو مارنے والا ہوں) اس مثال میں بھی زیداً ما اضمر عاملہ ہے اور اس سے پہلے عامل مقدر ہے جس کی تفسیر بعد میں ذکر کردہ شبہ فعل کررہا ہے جو کہ اس اسم کے متعلق میں عمل کرنے کی وجہ سے اس اسم میں عمل کرنے سے اعراض کرنے والا ہے اس طور پر کہ اس کے مناسب لازم کو اس اسم پر مقدم کردیں تو اس کو نصب دے گا باقی بعینہ یا مناسب مترادف کو مسلط نہیں کرسکتے اس کی تفصیل فعل کی بحث میں گذر چکی ہے۔ اور وہ مناسب لازم مُھِیْنٌ ہے اصل عبارت ''اَنَا مُھِیْنٌ زَیْداً اَنَا ضَارِبٌ غُلَامَہٗ '' اس جگہ بھی اجتماعِ مفسِّر اور مفسَّر کی خرابی سے بچنے کیلئے زیداً کے عامل مُھِیْنٌ کو حذف کردیا۔

**وَلِھٰذَا الْبَابِ فُرُوْعٌ کَثِیْرَۃٌ:** اس عبارت سے مصنفؒ کی غرض اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ ما اضمر عاملہ علیٰ شریطۃ التفسیر کی اعراب کے اعتبار سے بہت سی صورتیں ہیں جو کہ پانچ کے قریب ہیں ۱۔اسم کو مرفوع پڑھنا مختار ۲۔نصب مختار ۳۔رفع واجب ۴۔نصب واجب ۵۔نصب و رفع دونوں جائز۔ ان سب کی تفصیل آپ بڑی کتب میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مختصر رسالہ اس تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا۔

**اَلرَّابِعُ الْمُنَادٰی[1] وَھُوَ اِسْمٌ مَدْعُوٌّ بِحَرْفِ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَیْ اَدْعُوْ عَبْدَ اللّٰہِ[2] وَحَرْفُ النِّدَاءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُوْ[3] وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَۃٌ یَا وَاَیَا وَھَیَا وَاَیْ وَالْھَمْزَۃُ الْمَفْتُوْحَۃُ[4] وَقَدْ یُحْذَفُ حَرْفُ النِّدَاءِ لَفْظًا نَحْوُ یُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا[5].**

**ترجمۃ:** چوتھی جگہ منادیٰ ہے اور وہ ایسا اسم ہے جو کہ بذریعہ حرف نداء پکارا گیا ہو دراں حالیکہ وہ حرف نداء ملفوظ ہو جیسے یا عبداللہ یعنی ادعو عبداللہ (میں عبداللہ کو بلاتا ہوں) اور حرف نداء ادعو کے قائمقام ہے۔ اور حروف النداء پانچ ہیں۔ یا اور اَیا اور ھَیا اور ای اور ہمزہ مفتوحہ اور کبھی کبھار حرف نداء لفظوں میں حذف کردیا جاتا ہے جیسے یوسف اعرض عن ھذا۔ (اے یوسفؑ اس سے اعراض کر)

---

نحوی ترکیب: (۱) الرابع صفت موصوف محذوف الموضع کی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء المنادیٰ خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ ھو ضمیر غائب مبتداء اسم موصوف مدعو صیغہ صفت اسم مفعول با حرف جر حرف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مدعوٌّ کے جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) حرف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء قائمٌ صیغہ صفت ھو ضمیر فاعل مقام مضاف ادعو بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِث:** مواضع اربعہ میں سے جہاں مفعول بہ کے عامل ناصب کو حذف کرو واجب ہے چوتھا منادیٰ ہے یعنی مفعول بہ جب منادیٰ ہو تو اس کے فعل ناصب کو حذف کرنا واجب ہے۔ یہ منادیٰ سات ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔منادیٰ کا لغوی و اصطلاحی معنی اور تعریف و معرّف (وَھُوَ اِسْمٌ ......عَبْدَ اللّٰہِ) ۲۔حروف النداء کی تحقیق اور اس کے حذف کا بیان (حُروفُ النِّدَاءِ ......عَنْ ھٰذَا) ۳۔منادیٰ کی اقسام اور اس کے اعراب کی تفصیل (وَاعْلَمْ اَنَّ ......یَا اَیُّھَا الْمَرْأَۃُ) ۴۔منادیٰ کی ترخیم کی تعریف مع المثال (وَیَجُوْزُ ......یَاعُثْمُ) ۵۔منادیٰ مرخم کا اعراب (وَیَجُوْزُ......یَاحَارِ) ۶۔مندوب کی تعریف مع المثال (وَھُوَ الْمُتَفَجَّعُ ......وَالْمَندوْبُ) ۷۔اعراب اور بناء میں مندوب کا حکم (وحُکْمُہٗ ......الْمُنَادیٰ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المنادیٰ مع التصریف والمعرف

(وَھُوَ اِسْمٌ ......عَبْدَ اللّٰہِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے منادیٰ کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت کی ہے۔ لفظ منادی لغت کے اعتبار سے اسم مفعول کا صیغہ ہے نداء مصدر سے مشتق ہے اور نداء کا معنی پکارنا اور منادیٰ کا معنی پکارا ہوا اور پکارنے والے کو منادِیْ اور جن کلمات سے پکارا جائے ان کو حروف نداء کہتے ہیں اور المنادیٰ پر الف لام بمعنی الذی اسم موصول ہے اور منادیٰ کا لفظ اس کا صلہ ہے۔ عبارت یوں بن گئی اَلْاِسْمُ الَّذِیْ یُنَادیٰ (وہ اسم جو نداء کیا جاتا ہے۔ اصطلاحِ نحات میں منادیٰ وہ اسم ہے جس کو حرف نداء لفظی کے ساتھ پکارا گیا ہو اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔منادیٰ اسم ہوگا ۲۔حروف نداء کے ذریعہ سے پکارا گیا ہوگا ۳۔حروف نداء لفظی ہوگا جیسے یاعبداللہ، اس مثال میں عبداللہ منادیٰ مفعول بہ ہے اور یا حرف نداء ہے جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ، اس مثال میں عبداللہ مفعول بہ منادیٰ ہے ''یا'' حرف نداء کے ذریعہ اس کو پکارا گیا ہے فعل ناصب کو حذف کر دیا گیا اصل میں ادعو عبداللہ (میں عبداللہ کو بلاتا ہوں) تھا، اور اس فعل کی جگہ حرف نداء ''یا'' کو ٹھہرایا گیا تا کہ کثرت استعمال کی وجہ سے جو اختصار مطلوب ہوتا ہے وہ حاصل ہو۔

**تعریف و معرف /فوائد قیود:** اس مذکورہ بالا عبارت میں ھو ضمیر کا مرجع المنادیٰ ہے اور معرَّف (بفتح الراء) ہے اور اسم الخ تعریف ہے اور اسم کا لفظ درجہ جنس کا ہے جو کہ معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے اور مدعو بحرف النداء فصل ہے اس سے وہ اسم خارج ہو گیا جس کو حرف نداء کے ذریعہ نہیں پکارا گیا بلکہ فعل کے ذریعہ بلایا گیا ہے جیسے ادعو زیداً اس میں زید کو فعل ادعو سے بلایا گیا ہے لہٰذا منادیٰ نہ ہوگا، اس قید سے مندوب بھی خارج ہو گیا کیونکہ اسے بھی حرف نداء کے ذریعہ نہیں بلایا جاتا بلکہ اس پر افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔

## البحث الثانی فی تحقیق حروف النداء مع بیان حذفھا (وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ ......عَنْ ھٰذَا):

اس عبارت میں حروف النداء کی تعداد اور ان کے حذف کے متعلق بحث کی گئی ہے کہ حروف نداء پانچ ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں

---

(۴) واؤ استنافیہ حروف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء خمسۃ خبر ہے یا مبدل منہ یا وغیرہ بدل ہیں مبدل منہٗ اپنے بدل سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا یا اعنی محذوف کا مفعول بہ ہیں یا وایا وغیرہ۔ یا خبریں ہیں مبتداء محذوف احدھا، ثانیھا وغیرہ کی۔

(۵) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول حرف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل لفظاً تمیز یا بمعنی ملفوظ ہو کر حال فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوا۔

یا، ایا، ھیا، ای، الھمزۃ المفتوحۃ ان میں سے ''یا'' حرف نداء منادیٰ قریب و بعید دونوں میں مشترک ہے اور ھَیا، اَیا صرف منادیٰ قریب کیلئے اور بقیہ منادی بعید کیلئے ہیں۔

وَقَدْ يُحْذَفُ الخ سے مصنفؒ نے اس بات کو ذکر فرمایا ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو حرف نداء کے حذف پر تو اس وقت منادیٰ سے حرف نداء کو حذف کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات قلیل الاستعمال اور خلاف اصل ہے جس کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کرتے ہوئے قد کو فعل مضارع پر داخل کیا ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا'' اس میں ''یوسف'' منادیٰ ہے اس سے پہلے حرف نداء ''یا'' محذوف ہے اصل میں ''يَايُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا'' تھا قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے یاء حرف ندا کو حذف کر دیا گیا۔ قرینہ یہ ہے کہ اگر یوسف سے یا کو محذوف نہ مانیں تو یہ لفظ یوسف مبتداء ہوگا اور اعراض ھذا اس کی خبر ہوگی۔ اور اس کا خبر بنا درست نہیں کیونکہ اعرض صیغہ امر ہے جو کہ انشاء کے قبیل سے ہے اور انشاء کو بغیر تاویل کے خبر بنانا درست نہیں ہے لہٰذا یوسف منادیٰ ہے اور یا حرف نداء اس سے پہلے محذوف ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُنَادٰى عَلٰى اَقْسَامٍ[1] فَاِنْ كَانَ مُفْرداً مَعْرِفَةً يُبْنٰى عَلٰى عَلَامَةِ الرَّفْعِ كَالضَّمَّةِ وَنَحْوِهَا يَا زَيْدُ وَيَارَجُلُ وَيَا زَيْدَانِ وَيَازَيْدُوْنَ[2] وَيُخفَضُ بِلَامِ الْاِسْتِغَاثَةِ نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ وَيُفْتَحُ بِالْحَاقِ اَلِفِهَا نَحْوُ يَازَيْدَاه[3] وَيُنْصَبُ اِنْ كَانَ مُضَافًا نَحْو يَاعَبْدَ اللّٰهِ اَوْ مُشَابِهًا لِلْمُضَافِ نَحْوُ يَاطَالِعًا جَبلاً اَوْ نَكِرَةً غَيْرَ مُعَيَّنَةٍ كَقَوْلِ الْاَعْمٰى يَارَجُلاً خُذْ بِيَدِیْ[4] وَاِنْ كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ قِيْلَ يَا اَيُّهَا الرَّجُلُ وَيَا اَيَّتُهَا الْمَرْاَةُ[5].**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ منادیٰ چند اقسام پر ہے پس اگر وہ مفرد معرفہ ہو تو علامتِ رفع پر مبنی ہوگا جیسا کہ ضمہ اور اس کے مثل جیسے یا زید الخ اور لام استغاثہ کے سبب سے مجرور ہوتا ہے جیسے یا لزید اور اس پر الف استغاثہ کے لاحق ہونے کے سبب سے مفتوح ہوتا ہے جیسے یا زیداہ۔

## تشریح: البحث الثالث فی اقسام المنادیٰ مع تفصیل اعرابه

(وَاعْلَمْ اَنَّ ......يَا اَيَّتُهَا الْمَرْاَةُ):

اس عبارت سے غرضِ مصنف منادیٰ کی اقسام اور ہر ایک قسم کا اعراب بیان کرنا ہے۔ منادیٰ کی سات قسمیں ہیں

۱۔ منادیٰ مفرد معرفہ ۲۔ منادی مستغات باللام ۳۔ منادیٰ مستغاث بالالف ۴۔ منادیٰ مضاف ۵۔ منادی شبہ مضاف ۶۔ منادیٰ نکرہ غیر معینہ ۷۔ منادی معرّف باللام۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم فعل امر حاضر معلوم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل المنادیٰ منصوب تقدیراً اسم انّ کا علی اقسام جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) فاء تفصیلیہ ان حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر مستتر اسم کان کا مفرداً موصوف معرفۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر شرط یبنی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل علی جار علامۃ الرفع مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُبْنٰی کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

ا۔منادیٰ مفرد معرفہ کا اعراب: منادیٰ جب مفرد معرفہ ہوگا تو اس وقت علامت رفع پر مبنی ہوگا اور علامت رفع تین ہیں۔ رفع، واو، الف، مفرد سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ مضاف شبہ مضاف نہ ہو، عام ہے کہ تثنیہ ہو یا جمع ہو۔(مفرد کے معانی کی تفصیل ماقبل میں ''اسم اعراب کی اقسام میں'' گذر چکی ہے) اور معرفہ سے مراد نکرہ نہ ہو عام ہے کہ نداء سے پہلے ہو یا بعد نداء کے معرفہ ہو۔ چونکہ ان دونوں (مضاف شبہ مضاف، نکرہ) کا اعراب آگے آرہا ہے۔ جیسے یا زیدُ اس مثال میں زید منادیٰ مفرد ہے یعنی مضاف شبہ مضاف نہیں ہے اور حرف نداء سے پہلے معرفہ ہے۔ اور علامت رفع ضمہ پر مبنی ہے۔ یا رجل میں رجل مفرد ہے اور حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد معرفہ ہے۔ علامت رفع ضمہ پر مبنی ہے۔

(نوٹ) مصنفؒ نے منادیٰ مفرد معرفہ کے مبنی بر ضمہ ہونے کی دو امثلہ ذکر کی ہیں ایک حرف نداء داخل ہونے سے پہلے معرفہ ہونے کی اور دوسری حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد معرفہ بننے کی۔

یا زیدان'' اس مثال میں زیدان اگرچہ تثنیہ ہے مگر مضاف شبہ مضاف نہ ہونے کی وجہ سے مفرد ہے اور حرف نداء سے معرفہ ہے اور علامت رفع الف پر مبنی ہے۔ یَا زَیْدُ وْنَ'' اس مثال میں زیدون اگرچہ جمع ہے مگر مضاف شبہ مضاف نہ ہونے کی وجہ سے مفرد ہے اور حرف نداء کے داخل ہونے سے پہلے معرفہ ہے۔ اور علامت رفع واؤ پر مبنی ہے۔ چونکہ منادیٰ مفرد معرفہ کاف ضمیر اسمی کی جگہ میں واقع ہے اور اس کی مشابہت کاف حرفی کے ساتھ ہے اور کاف حرفی حرف ہونے کی وجہ سے مبنی ہے بلکہ مبنی الاصل ہے اور جو کلمہ مبنی الاصل کے مشابہ ہو مبنی ہوتا ہے جیسے یا زید اصل میں ادعوک ہے۔

۲۔منادیٰ مستغاث باللام کا اعراب (ویخفض الخ): اگر منادیٰ مستغاث باللام (جب منادیٰ پر لام استغاثہ کا داخل ہو) ہو تو منادیٰ مجرور ہو جائے گا۔ استغاثہ کا لغوی معنی فریاد طلب کرنا، جس سے فریاد طلب کی جائے اس کو مستغاث کہتے ہیں۔ جس کیلئے فریاد طلب کی جائے اس کو مستغاث لہ کہتے ہیں اور فریاد طلب کرنے والے کو مستغیث کہتے ہیں جیسے یالَلْقوم للمظلوم (اے قوم فریاد رسی کرو مظلوم کی) قوم مستغاث اور مظلوم مستغاث لہ ہے اور متکلم مستغیث۔ اور لام استغاثہ کا وہ لام ہے جو بوقت استغاثہ مستغاث پر داخل ہو اور یہ لام خود مفتوح ہوتا ہے کیونکہ اگر مکسور ہوگا تو اس لام مکسور سے التباس ہو جائے گا جو مستغاث لہ پر داخل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ کبھی

---

(۳) واؤ عاطفہ یخفض فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل باء جار لام الاستغاثۃ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یخفض کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یفتح فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل با جار الحاق الفھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یفتح کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴) یُنْصَبُ فعل مضارع مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل۔ فعل مجہول نائب الفاعل سے ملکر دال بر جزاء ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم کان کا مضافا معطوف علیہ او عاطفہ مشابھًا صیغہ صفت للمضاف جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مشابھا کے صیغہ صفت اپنے متعلق سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ نکرۃ غیر معینۃ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط جزاء مقدم کی، شرط اپنی جزاء مقدم سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۵) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر در و مستتر اسم معرّفا صیغہ صفت باء جار اللام مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق معرّفا کے جو کہ خبر ہے کان کی، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط، قیل فعل ماضی مجہول یا ایھا الرجل و یا ایتھا المرأۃ معطوف علیہ اور معطوف ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

مستغاث کو حذف کر کے مستغاث لہ کو باقی رکھا جاتا تو پتہ نہیں چلے گا کہ یہ مستغاث ہے یا مستغاث لہ ہے جیسے یَا لَلْقَوْمِ لِلْمَظْلُوْمِ میں للقوم کو حذف کر کے یا لِلْمَظْلُوْمِ کو باقی رکھتے ہیں۔

سوال: اس کا برعکس کیوں نہیں کیا گیا کہ لام مستغاث مکسور ہوتا اور لام مستغاث لہ کا مفتوح ہوتا تو اس صورت میں التباس نہ ہوتا؟

جواب: مستغاث کاف ضمیر خطاب کی جگہ واقع ہے اور کاف ضمیر خطاب پر جو لام داخل ہوتا ہے وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے لَکَ لہٰذا مستغاث جو کہ اس کی جگہ پر واقع ہے اس کا لام بھی مفتوح ہوگا بخلاف مستغاث لہ کے وہ ایسا نہیں۔

**فائدہ:** لام استغاثہ کی وجہ سے منادیٰ مجرور اس لئے ہے کہ اس وقت منادیٰ پر دو عامل جمع ہو گئے ایک یا حرف نداء جو فعل کے قائمقام ہے یہ نصب یا ضمہ وغیرہ چاہتا ہے اور دوسرا لام جارہ ان دونوں میں لام خود عامل ہے اور منادیٰ کے قریب ہے اور ''یا'' خود عامل نہیں بلکہ فعل کے قائمقام ہے اور منادیٰ کے بھی قریب نہیں ہے لہٰذا لام عامل قوی اور قریب ہونے کی وجہ سے اسے عمل دیا جائیگا۔ جیسے یَالَزَیْدٍ۔

**۳۔منادیٰ مستغاث بالالف کا اعراب (وَیُفْتَحُ الخ):** وہ منادیٰ ہے جس کے آخر میں الف استغاثہ کا لاحق ہو اور یہ منصوب ہوگا کیونکہ الف اپنے ماقبل کے فتحہ کو چاہتا ہے اور شروع میں لام استغاثہ کا نہ ہوگا کیونکہ وہ آخر میں جر کو چاہے گا تو دونوں میں اثر کے اعتبار سے منافات ہے۔ جیسے یا زیداہْ۔ اس میں زید منادیٰ مستغاث بالالف ہے الف کے لاحق ہونے کی وجہ سے مفتوح ہے۔ آخر میں ھا وقف کی ہے۔

**۴۔منادیٰ مضاف کا اعراب (وَیُنْصَبُ اِنْ کَانَ الخ):** وہ منادی ہے جو دوسرے اسم کی طرف مضاف ہو اور اس پر حرف نداء داخل کیا گیا ہو اور یہ منادیٰ مضاف کہلاتا ہے اور یہ منادیٰ منصوب ہوگا جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ اس مثال میں عبد لفظ اللہ کی طرف مضاف ہے اور منصوب ہے۔

**۵۔منادیٰ شبہ مضاف کا اعراب (ایضاً):** وہ منادی ہے جو اپنے معنی کے تام ہونے میں مضاف کی طرح دوسرے اسم کا محتاج ہو یعنی جس طرح مضاف مضاف الیہ کا محتاج ہے بغیر مضاف الیہ کے اس کا معنی تام نہیں ہوتا اسی طرح شبہ مضاف بھی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اس کا معنی تام نہیں ہوتا یہ بھی منصوب ہوگا جیسے یا طالعاً جبلاً اس میں طالعا شبہ مضاف ہے منادیٰ ہے اور منصوب ہے لیکن بغیر لفظ جبلا ملائے اس کا معنی پورا نہ ہو سکتا تھا اس لئے جبلاً ساتھ ذکر کیا (یعنی اے پہاڑ کو چڑھنے والے)۔

**۶۔منادیٰ نکرہ غیر معینہ کا اعراب (اونکرۃ الخ):** وہ منادیٰ ہے جو کہ مفرد ہو اور نکرہ ہو یعنی ایسا نکرہ جو حرف نداء کے داخل ہونے کے بعد بھی نکرہ رہے اور یہ تب ہو سکتا ہے کہ جب حرف نداء نکرہ پر داخل ہو اور اس کو نابینا نداء کرے کیونکہ اگر بینا نداء کرے گا تو وہ نکرہ نہ رہے گا بلکہ معرفہ بن جائے گا اور یہ قسم بھی منصوب ہوگی جیسے یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی آدمی تو میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں رجلاً منادیٰ ہے اور یہ حرف نداء کے داخل ہونے سے پہلے بھی نکرہ تھا اور نداء کے بعد بھی نکرہ ہے غیر معین کیونکہ نابینا آدمی کسی معین مرد کو نہیں پکار رہا۔

نوٹ: مذکورہ بالا تینوں صورتیں منصوب ہیں لیکن اس کے ساتھ ایک چوتھی صورت بھی سمجھی جاتی ہے جو نہ مفرد ہو نہ معرفہ ہو، مصنف نے

تین صورتیں ذکر کی ہیں ان کے ساتھ ایک چوتھی صورت متکلم خود نکال سکتا ہے۔ اور اس صورت میں بھی منادیٰ منصوب ہوگا۔ جیسے نابینا آدمی کہے "یَا غُلَامَ رَجُلٍ خُذْ بِیَادِیْ" (اے کسی مرد کا کوئی غلام میرا ہاتھ پکڑ) اس مثال میں غلام رجل مفرد بھی نہیں ہے اور معرفہ بھی نہیں ہے بلکہ نکرہ غیرہ معین ہے۔

**۷۔ منادیٰ معرّف باللام کا اعراب (وَاِنْ کَانَ مُعَرَّفًا الخ):** اس عبارت میں اس منادی کا بیان ہے جو کہ معرف باللام ہو یعنی اگر منادیٰ مفرد معرفہ کے شروع میں الف لام تعریف کا داخل ہو تو اس وقت اگر منادیٰ مذکر ہے تو حرف نداء اور منادیٰ کے درمیان "ایھا" کا فاصلہ لایا جائیگا اگر منادیٰ مؤنث ہے تو حرف نداء اور منادیٰ مؤنث کے درمیان "ایّتھا" کا فاصلہ لایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ فاصلہ نہ لائیں تو دو آلے تعریف کے جمع ہو جائیں گے ایک یاء حرف نداء دوسرا الف لام اور یہ جائز نہیں اس لئے ایھا، ایّتھا کا فاصلہ لایا جاتا ہے جیسے یَا اَیُّھَا الرَّجُلُ اور یَا اَیَّتُھَا الْمَرْأَۃُ۔ اس ترکیب میں الرجل اور المرأۃ ایھا اور ایتھا کی صفتیں ہیں۔ موصوف صفت ملکر مفرد معرفہ ہے۔ اور یہ مفرد معرفہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہوگا او پر علامت رفع کے۔

**وَیَجُوْزُ تَرْخِیْمُ الْمُنَادیٰ وَهُوَ حَذْفٌ فِی اٰخِرِہٖ لِلتَّخْفِیْفِ کَمَا تَقُوْلُ فِی مَالِکٍ یَا مَالُ وَفِی مَنْصُوْرٍ یَا مَنْصُ وَفِی عُثْمَانَ یَا عُثْمُ[۱] وَیَجُوْزُ فِی اٰخِرِ الْمُنَادیٰ الْمُرَخَّمِ الضَّمُّ وَالْحَرَکَۃُ الْاَصْلِیَّۃُ کَمَا تَقُوْلُ فِی یَا حَارِثُ یَاحَارُ وَیَاحَارِ۔[۲]**

**ترجمة:** اور منادی میں ترخیم جائز ہوتی ہے اور وہ منادیٰ کے آخر میں تخفیف کی خاطر حذف کرنا ہے جیسا کہ تو کہے گا مالک میں یا مال اور منصور میں یا منص اور عثمان میں یا عثم اور منادیٰ مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکتِ اصلیہ جائز ہے جیسا کہ تو کہے گا یا حارث میں یا حارُ اور یا حارِ۔

## تشریح: البحث الرابع فی تعریف المنادیٰ مع المثال (وَیَجُوْزُ...... یَاعُثْمُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ترخیم کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت بیان کی ہے لیکن ہم سب سے پہلے ترخیم کا لغوی معنی سمجھتے ہیں۔ ترخیم یہ تفعیل باب کی مصدر ہے اس کا لغت میں معنی نرم اور آسان کر دینا اور ترخیم منادیٰ کا معنی منادیٰ میں نرمی اور آسانی کرنا لیکن نحویوں کی اصطلاح میں جس کو مصنفؒ نے "وَهُوَ حَذْفٌ الخ" سے بیان کیا ہے یعنی منادیٰ کے آخر میں کسی حرف کو تخفیف کیلئے حذف کرنا بغیر کسی صرفی ونحوی قانون کے۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ ترخیم آخر میں ہوگی، منادی کے آخر میں ہوگی اور تخفیف کی غرض سے ہوگی، نیز صرفی قاعدہ کو اس میں دخل نہ ہوگا۔

**فائدہ:** پھر یہ حذف منادیٰ کے آخر میں ایک حرف کا ہوگا یا دو حرفوں کا۔ اگر منادیٰ کے آخر میں حرف صحیح ہو جس سے پہلے مدّہ ہے

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم ترخیم المنادیٰ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء حذف مصدر فی آخرہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق حذف کے للتخفیف جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق حذف کے مصدر اپنے متعلقین سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

(۲) واؤ عاطفہ یجوز فعل مضارع معلوم فی جار آخر مضاف المنادیٰ الموصوف المرخم صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے الضم معطوف علیہ واؤ عاطفہ الحرکت الاصلیہ موصوف صفت ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل یجوز فعل کا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

جیسے یا منصور اس مثال میں آخر منادیٰ کا حرف صحیح ہے اور اس سے پہلے واؤ مدہ ہے یا منادیٰ کے آخر میں ایسے دو حرف زائد ہوں جو ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں یا ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں جیسے یا عثمان اس کے آخر میں الف نون زائدتان ہیں ایک ساتھ زائد ہوتے ہیں اور ایک ساتھ حذف ہوتے ہیں تو ان دونوں صورتوں میں اگر ترخیم کریں گے تو آخر سے دو حرف حذف کریں گے جیسے یا منصور کو یا منص اور یا عثمان کو یا عثم پڑھیں گے اور اگر منادیٰ میں یہ دو صورتیں نہیں تو پھر ایک حرف حذف کریں گے جیسے یا مالک میں یا مال یا حارث میں یا حار پڑھیں گے۔

## البحث الخامس فی اعراب المنادیٰ المرخم (وَيَجُوْزُ فِي ...... يَا حَارِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے منادیٰ مرخم کے اعراب کو بیان کیا ہے۔ منادیٰ مرخم کے آخر میں دو حرکتیں جائز ہیں ایک ضمہ اس بنا پر کہ یہ منادیٰ ترخیم کے بعد بھی مستقل منادیٰ ہے جو حرف آخر سے حذف ہوا وہ بمنزلہ نَسيًا منسيًا ہے گویا یہی اس کی اصل شکل ہے تو چونکہ اس وقت یہ منادیٰ مفرد معرفہ ہے لہٰذا مبنی برضم ہوگا چنانچہ یا حارث میں آخری حرف ثاء کو حذف کیا گیا تو یا حارُ کو مبنی برضم پڑھیں گے گویا کہ را آخر حرف ہے۔ دوسری وہ حرکت اصلیہ جو ترخیم سے پہلے اس حرف پر تھی مثلاً یا حارث میں ثاء کی موجودگی میں را پر کسرہ تھا تو ثاء کے حذف کرنے کے بعد بھی راء پر کسرہ ہی پڑھا جائے گا گویا کہ آخری حرف حذف ہی نہیں ہوا۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ يَا مِنْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ قَدْ تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَنْدُوْبِ اَيْضًا[1] وَهُوَ الْمُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بِيَا اَوْوَا كَمَا يُقَالُ يَا زَيْدَاهْ وَوَازَيْدَاهْ[2] فَوَا مُخْتَصَّةٌ بِالْمَنْدُوْبِ وَيَا مُشْتَرِكَةٌ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْمَنْدُوْبِ[3] وَحُكْمُهُ فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ مِثْلُ حُكْمِ الْمُنَادٰى.[4]**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ ''یا'' حروف نداء میں سے ہے کبھی کبھار مندوب میں بھی استعمال ہوتی ہے اور وہ مندوب وہ میت ہے جس کیلئے افسوس وغم کیا جائے یا کہ ذریعہ ''یا'' یا وا کے ذریعے جیسے کہا جاتا ہے۔ یا زیداہ اور وازیداہ پس وا مندوب کے ساتھ مختص ہے اور یا منادیٰ اور مندوب کے درمیان مشترک ہے اور اس مندوب کا حکم اعراب و بناء میں منادیٰ کے حکم کی مانند ہے۔

## تشریح: البحث السادس فی تعریف المندوب مع المثال (وَاعْلَمْ اَنَّ ...... وَالْمَنْدُوْبِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مندوب کے متعلق بحث کی ہے مذکورہ بالا عبارت کے دو حصے ہیں پہلے حصہ میں مندوب کی تعریف کی گئی ہے ہم پہلے مندوب کا لغوی معنی بیان کریں گے بعد میں اصطلاحی معنی کو بیان کریں گے۔ مندوب یہ ندبہ مصدر سے اسم

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم فعل امر حاضر معلوم فعل با فاعل اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ''یا'' بتاویل ھذا اللفظ موصوف یا ذوالحال من جار حروف النداء مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے ہوکر صفت یا حال، موصوف اپنی صفت سے ملکر یا ذوالحال اپنے حال سے ملکر اسم اَنّ کا، قد برائے تحقیق بر مضارع برائے تقلیل تستعمل فعل مضارع مجہول فی جار المندوب مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تستعمل کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر اَنّ کی اَنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اِعْلَمْ اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یا عاطفہ ھو ضمیر مبتداء المتفجع الف لام بمعنی الذی موصول متفجع صیغہ صفت اسم مفعول علیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق متفجع کے باء جار ''یا'' معطوف علیہ او عاطفہ ''وا'' معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق المتفجع کے صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

مفعول کا صیغہ ہے جس کا معنی وہ میت جس کی خوبیوں کو یاد کر کے رویا جائے تا کہ سامعین اس کی موت کو عظیم سانحہ خیال کرتے ہوئے اس کو معذور سمجھیں، اور اصطلاح میں مصنفؒ نے وھو المتفجع علیه الخ سے بیان کیا ہے یعنی مندوب اس میت کا نام ہے جس کی وجہ سے حرف ''یا'' یا حرف ''وا'' داخل کر کے دردمندی کا اظہار کیا جائے جیسے یا زیداہ، وازیداہ پھر متفجع علیه عام ہے کہ اس کے وجود پر افسوس کیا جائے یا اس کے عدم پر افسوس کا اظہار کیا جائے۔ مذکورہ بالا دونوں مثالیں عدم پر افسوس کی ہیں کہ زید کے مرنے اور معدوم ہونے پر افسوس کیا گیا متفجع علیه کے وجود کی مثال وَاحَسْرَتَاهُ وَامُصِيْبَتَاهُ زید کے مرنے کی وجہ سے جو حسرت اور مصیبت موجود ہوئی اس پر ندبہ کیا جا رہا ہے۔ آخر میں ھاء وقف کی ہے جو آواز کی درازی کیلئے ہے جو کہ مندوب میں مطلوب ہوتی ہے۔ ان میں سے ''وا'' مندوب کے ساتھ مختص ہے منادیٰ میں استعمال نہیں ہوتا اور ''یا'' عام ہے۔ منادیٰ اور مندوب دونوں میں استعمال ہوتا ہے البتہ مندوب میں اس وقت استعمال ہوتا ہے جب قرینہ (مندوب کے آخر میں الف کا ہونا ہے) موجود ہو۔

## البحث السابع فی حکم المندوب اعرابا و بناءً (وَحُكْمُهُ ...... حُكْمُ الْمُنَادىٰ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مندوب کا اعراب و بناء کے لحاظ سے حکم کو بیان کیا ہے کہ مندوب معرب ومبنی ہونے میں وہی حکم رکھتا ہے جو منادیٰ رکھتا ہے یعنی منادیٰ کی جو اقسام معرب ہیں مندوب کی بھی وہی اقسام معرب ہیں اور منادیٰ کی جو اقسام مبنی ہیں وہی اقسام مندوب کی بھی مبنی ہیں۔ مثلاً منادیٰ جب مفرد معرفہ ہو تو مبنی ہوتا ہے رفع کی علامت پر اسی طرح جب مندوب مفرد معرفہ ہو تو وہ بھی مبنی ہوگا رفع کی علامت پر وغیرہ ذالک جیسے وازَیْدُ وغیرہ۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ مفعول بہ کی تعریف اور فوائد قیود لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ تحذیر کی اقسام اور امثلہ سے وضاحت لکھیں (دیکھئے البحث الاول فی تعریف التحذیر) ۳۔ ما اضمر عاملہ کی صورت کو امثلہ سے واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی فی التوضیح بالامثلہ) ۴۔ منادیٰ کی اقسام بمع امثلہ لکھیں، تعداد حروف نداء بھی لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی والثالث) ۵۔ ترخیم المنادیٰ کی تعریف اور منادیٰ مرخم کا اعراب لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع والخامس) ۶۔ مندوب کا حکم لکھیں۔ اور مثال سے وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث السابع)

---

(۳) فاء تفریعیہ وابتاویل ھذا اللفظ مبتداء مختصۃ صیغہ صفت با جار المندوب مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق مختصۃ کے جو کہ خبر ہے، مبتداء اپنی خبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ''یا'' بتاویل ھذا اللفظ مبتداء مشترکۃ صیغہ صفت اسم فاعل بین مضاف النداء معطوف علیہ واؤ عاطفہ المندوب معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر ظرف لغو متعلق مشترکۃ صیغہ صفت کا اپنے ظرف سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۴) واؤ استنافیہ حکمہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء فی جار الاعراب معطوف علیہ واؤ عاطفہ البناء معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے جو کہ صفت ہے حکمہ موصوف کی، موصوف صفت ملکر مبتداء۔ مثل مضاف حکم المنادیٰ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

# الفصل الثالث فی المفعول فیه

فَصلٌ اَلْمَفْعُوْلُ فِیْهِ هُوَ اِسْمُ مَا وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِیْهِ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ[۱] وَیُسَمّٰی ظَرْفًا[۲] وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ عَلٰی قِسْمَیْنِ[۳] مُبْهَمٌ وَهُوَ مَا لا یَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَیَّنٌ كَدَهْرٍ وحِیْنٍ وَمَحْدُوْدٌ وَهُوَ مَا یَكُوْنُ لَهٗ حَدٌّ مُعَیَّنٌ كَیَوْمٍ وَلَیْلَةٍ وَشَهْرٍ وَسَنَةٍ[۴]۔

**ترجمة:** مفعول فیہ وہ نام ہے اس زمان ومکان کا جس میں فاعل کا فعل واقع ہو اور وہ ظرف نام رکھا جاتا ہے اور ظروف زمان دو قسم پر ہے ایک مبہم اور وہ وہ ہے جس کیلئے کوئی حد معیّن نہ ہو جیسے دھر اور حین اور دوسرا محدود اور وہ وہ ہے جس کیلئے کوئی حد معیّن ہو جیسے یوم (دن) اور رات اور ماہ اور سال۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** منصوبات کی یہ تیسری فصل مفعول فیہ کے بیان میں ہے یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔مفعول فیہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (هُوَ اِسْمٌ...... وَیُسَمّٰی ظَرْفًا) ۲۔مفعول فیہ کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف مع الشال (وظُرُوْفُ الزَّمَانِ ......وَسَنَةٌ) ۳۔ہر ایک قسم کے اعراب کا حکم (وَكُلُّهَا ......وَفِی الْمَسْجِدِ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المفعول فیہ مع التوضیح بالمثال

(هُوَ اِسْمٌ ......وَیُسَمّٰی ظَرْفًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول فیہ کی تعریف ذکر کی ہے۔لغت میں المفعول فیہ میں الف لام بمعنی الذی کے ہے اور اس سے پہلے الاسم محذوف ہے اصل عبارت اَلْاِسْمُ الَّذِی فُعِلَ الْفِعْلُ فِیْهِ ہے یعنی وہ اسم جس میں فعل کیا گیا ہو۔اور اصطلاح میں مفعول فیہ اس زمان ومکان کا نام ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو۔اور فعل سے مراد اسم وحرف کا مقابل نہیں بلکہ لغوی فعل جو کہ حدث ہے مراد ہے۔اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔اسم ہوگا ۲۔ظرف زمان ومکان ہوگا۔ ۳۔فاعل کا فعل اس میں واقع ہوگا جیسے صُمْتُ شَهْرًا اس مثال میں شھرا مفعول فیہ ہے دوسری مثال جَلَسْتُ خَلْفَكَ یہ ظرف مکان کی مثال ہے۔

**۲۔ فوائد قیود /تعریف و معرف:** ھو ضمیر کا مرجع مفعول فیہ ہے جو معرَّف ہے اور اسم ما الخ یہ تعریف ہے۔اس

---

نحوی ترکیب: (۱) المفعول فیہ میں الف لام بمعنی الذی موصول مفعول صیغہ صفت اسم مفعول فیہ جار مجرور نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ ہوا،موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء ھو ضمیر مبتداء ثانی اسم مضاف ما موصولہ وقع فعل ماضی معلوم فعل الفاعل مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق وقع کے من الزمان والمکان جار مجرور بیان ہے ما موصولہ کا،موصول اپنے صلہ اور بیان سے ملکر مضاف الیہ اسم مضاف کا،مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی،مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر المفعول فیہ مبتداء کی،مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ یسمّٰی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل ظرفا مفعول بہ ثانی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) ظروف الزمان مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء علی قسمین جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے خبر،مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) مبہم خبر ہے مبتداء محذوف احدھما کی یا بدل ہے قسمین سے۔واؤ استنافیہ ھو ضمیر مبتداء ما موصولہ لا نافیہ یکون فعل ناقص لہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کا نا خبر مقدم حدٌ موصوف معیّن صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم مؤخر یکون اپنے اسم وخبر مقدم سے ملکر صلہ ہوا ما موصولہ کا،موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر،مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔محدود خبر مبتدا محذوف ثانیھما کی یا بدل ہے قسمین سے۔

میں اسم ما درجۂ جنس کا ہے معرّف اور غیر معرّف سب کو شامل ہے۔ وَقَعَ فِعْلُ الْفَاعِلِ فِيْهِ'' یہ فصل ہے اس سے باقی مفاعیل خارج ہو گئے۔ مفعول فیہ کا دوسرا نام ظرف بھی ہے، اور ظرف کا معنی برتن چونکہ مفعول فیہ فاعل کے وقوع کی خاطر بمنزلہ برتن کے ہے اس لئے اس کو ظرف بھی کہتے ہیں۔

## البحث الثانی فی التقسیم مع تعریف کل قسم بالمثال (وَظُرُوْفُ الزَّمَانِ......سِتَّةٌ):

اس عبارت سے مصنفؒ نے مفعول فیہ یا ظرف کی تقسیم کی ہے کہ مفعول فیہ جس کو ظرف بھی کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ظرف زمان ۲۔ظرف مکان پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں ۱۔محدود ۲۔مبہم تو اس لحاظ سے ظرف کی چار اقسام ہو گئیں ۱۔ظرف زمان محدود ۲۔ظرف زمان مبہم ۳۔ظرف مکان محدود ۴۔ظرف مکان مبہم۔

**۱۔ ظرف زمان محدود:** وہ ظرف ہے جس کے لئے کوئی حد متعین ہو جیسے شھر، یوم، لیل۔(مہینہ، دن، رات)

**۲۔ ظرف زمان مبہم:** وہ ظرف زمان ہے جس کیلئے کوئی حد متعین نہ ہو جیسے دھر۔حین، (مطلق زمانہ، مطلق وقت)

**۳۔ ظرف مکان محدود:** وہ ظرف مکان ہے جس کیلئے کوئی حد مقرر و متعین ہو جیسے جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ۔

**٤۔ ظرف مکان مبہم:** وہ ظرف ہے جس کیلئے حد متعین نہیں جیسے قدام، خلف، امامک (آگے، پیچھے، سامنے)

وَكُلُّهَا مَنْصُوْبٌ بِتَقْدِيْرِ فِيْ تَقُوْلُ صُمْتُ دَهْرًا وَسَافَرْتُ شَهْرًا اَیْ فِيْ دَهْرٍ وَشَهْرٍ[1] وَظُرُوْفُ الْمَكَانِ كَذٰلِكَ مُبْهَمٌ[2] وَهُوَ مَنْصُوْبٌ اَيْضًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ نَحْوُ جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ وَمَحْدُوْدٌ[3] وَهُوَ مَا لَا يَكُوْنُ مَنْصُوْبًا بِتَقْدِيْرِ فِيْ[4] بَلْ لَا بُدَّ مِنْ ذِكْرِ فِيْ فِيْهِ نَحْوُ جَلَسْتُ فِي الدَّارِ وَفِي السُّوْقِ وَفِي الْمَسْجِدِ.

**ترجمة:** اور وہ سب ظروف زمان فی کی تقدیر کے ساتھ (فی کے مقدر کرنے کے ساتھ) منصوب ہیں تو کہے گا صمت دھرا اور سافرت شھرا یعنی فی دھر اور فی شھر اور ظروف مکان اسی طرح ہے ایک مبہم اور وہ بھی فی کے مقدر کرنے کے ساتھ منصوب ہے جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ وَاَمَامَكَ اور دوسرا محدود ہے اور وہ یہ ہے کہ فی کی تقدیر کے ساتھ منصوب نہ ہو بلکہ اس میں فی کا ذکر ضروری ہو جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ اور فِي السُّوْقِ اور فِي الْمَسْجِدِ۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ کلھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء منصوب صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل باء جار تقدیر مضاف فی بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوب صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (بقیہ امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

(۲) ظروف المکان مضاف مضاف الیہ مبتداء کذالک جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ مبہم یہ خبر ہے مبتداء محذوف احدھما کی۔ جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) ھو ضمیر غائب مبتداء، منصوب صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل ایضا مفعول مطلق فعل محذوف آض باحرف جار تقدیر مضاف فی بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوب کے، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔ واؤ عاطفہ محدود معطوف بر لفظ مبہم۔

## تشریح: البحث الثالث فی حکم اعراب کل قسم (وَ كُلُّهَا...... فِي الْمَسْجِدِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ظروف کی جمیع اقسام کے اعراب کا حکم بیان کیا ہے چونکہ ظرف کی کل چار قسمیں ہیں۔ ظرف زمان مبہم اور ظرف زمان محدود یہ دونوں قسمیں تقدیر فی کی وجہ سے منصوب ہونگی اگر فی لفظوں میں موجود ہوگا تو مجرور ہوں گے جیسے صُمْتُ دَهْرًا اس میں دھراً مفعول فیہ (ظرف زمان مبہم) ہے اور فی کی تقدیر کے سبب منصوب ہے اصل میں صُمْتُ فِي دَهْرٍ تھا فی کو مقدر کر کے منصوب پڑھا گیا ہے۔ اور محدود کی مثال جیسے سَافَرْتُ شَهْرًا۔ اصل میں سَافَرْتُ فِي شَهْرٍ تھا فی کو مقدر کر کے شھراً کو منصوب پڑھا گیا ہے۔

اور ظرف مکان مبہم بھی ظرف زمان کی طرح فی کی تقدیر کے ساتھ منصوب ہوگا کیونکہ یہ زمان مبہم پر محمول ہے بوجہ وصفِ ابہام میں شریک ہونے کے حکم میں بھی شریک ہونگے جیسے جَلَسْتُ خَلْفَكَ اصل میں جَلَسْتُ فِي خَلْفِكَ تھا یہاں بھی فی کو مقدر کر کے اَمَامَکَ کو منصوب پڑھا گیا۔ اور ظروف مکان مبہم جہات ستہ (امام، خلف، فوق، تحت، یمین، یسار) ہیں۔

ظرف مکان محدود یہ تقدیر فی کے ساتھ منصوب نہیں ہوتا بلکہ اس میں لفظ فی کو ذکر کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے یہ مجرور ہونگے کیونکہ ظرف زمان مبہم کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے ذات اور وصف دونوں لحاظ سے مختلف ہے۔ جیسے جَلَسْتُ فِي الدَّارِ (میں گھر میں بیٹھا) جَلَسْتُ فِي السُّوقِ (میں بازار میں بیٹھا) جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا)۔

**فائدہ:** مصنفؒ کی عبارت ''كُلُّهَا مَنْصُوبٌ بِتَقْدِيرِ فِيْ'' سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اگر فی لفظوں میں موجود ہو تو وہ بھی مفعول فیہ ہوگا جیسے ''ضَرَبْتُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ'' البتہ منصوب نہیں ہوگا۔ فی کی وجہ سے مجرور ہوگا گویا کہ مصنفؒ کے نزدیک مفعول فیہ کی دو قسمیں ہوئیں ایک قسم وہ جس میں فی مقدر ہوتا ہے اور وہ مفعول فیہ منصوب ہوتا ہے دوسری وہ مفعول فیہ جس میں فی ملفوظ ہوتا ہے اور اس صورت میں مفعول فیہ مجرور ہوتا ہے۔

دراصل نحویوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ وہ ظرف زمان جس میں فی ملفوظ ہوتا ہے وہ مفعول فیہ کہلاتا ہے یا کہ مفعول بہ جمہور نحات کا مذہب یہ ہے کہ وہ ظرف زمان جس میں فی ملفوظ ہے وہ بواسطۂ حرف جر مفعول بہ ہوتا ہے نہ کہ مفعول فیہ گویا کہ ان کے ہاں مفعول فیہ کیلئے تقدیر فی ضروری ہے لہٰذا جس ظرف میں تقدیر فی ہوگا وہ مفعول فیہ ہوگا وگرنہ نہیں چنانچہ جمہور کے ہاں جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ میں المسجد مفعول بہ ہے جلست کا نہ کہ مفعول فیہ ہے۔

مصنفؒ کا مذہب یہ ہے کہ مفعول فیہ کے منصوب ہونے کیلئے تقدیر فی شرط ہے نہ کہ مفعول فیہ کے تحقق کیلئے تقدیر فی شرط ہے لہٰذا مصنفؒ کے نزدیک جَلَسْتُ فِي الْمَسْجِدِ مفعول فیہ ہوگا۔ خلاصۃ الکلام یہ کہ مصنفؒ کے نزدیک مفعول فیہ وہ ہے جس میں فاعل کا

---

(۴) واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء ما موصولہ لا نافیہ یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسکا اسم منصوباً خبر یکون کی، با جار تقدیر مضاف فی بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق منصوباً یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) بل عاطفہ لا نفی جنس بد اسم من جار ذکر مضاف فی بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ فیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق ذکر کے ذکر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر لا نفی جنس کی، لا نفی جنس کا اپنے اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

فعل واقع ہو عام ہے کہ تقدیری فی ہو یا ملفوظ فی ہو بخلاف جمہور کے ان کے نزدیک مفعول فیہ وہ ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہوا اور اس میں فی مقدر ہو۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔مفعول فیہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ لکھیں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔مفعول فیہ کا دوسرا نام کیا ہے (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔مفعول فیہ/ظرف کی اقسام لکھیں بمع امثلہ (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ظرف زمان کے اعراب کا حکم بیان کریں۔(دیکھئے البحث الثالث)

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِی الْمَفْعُوْلِ لَهٗ

فصل اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ هُوَ اِسْمُ مَا لِاَجْلِهٖ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ[1] وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ نحو ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا اَیْ لِلتَّادِيْبِ وَقَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اَیْ لِلْجُبْنِ[2] وَعِنْدَ الزُّجَاجِ هُوَ مَصْدَرٌ[3] تَقْدِيْرُهٗ اَدَّبْتُهٗ تَادِيْبًا وَجَبُنْتُ جُبْنًا[4]

**ترجمة:** مفعول لہ وہ نام ہے اس چیز کا جس کیلئے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہوا اور وہ تقدیر لام کے ساتھ منصوب ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا یعنی لِلتَّادِيْبِ (میں نے اس کو مارا ادب سکھانے کیلئے) اور قَعَدتُّ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا ای لِلْجُبْنِ (میں لڑائی سے بیٹھ گیا بزدلی کی وجہ سے) اور زجاج کے نزدیک وہ مصدر ہے اصل اس کی اَدَّبْتُهٗ تَادِيْبًا (ادب سکھلایا میں نے اس کو ادب سکھلانا اور جَبُنْتُ جُبْنًا (میں بزدل ہوا بزدل ہونا)۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** منصوبات میں سے چوتھی قسم مفعول لہ ہے اور اس فصل میں تین بحثیں ہیں:

۱۔مفعول لہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (هُوَ اِسْمُ ...... قَبْلَهٗ) ۲۔مفعول لہ کا حکم (وَيُنْصَبُ ...... لِلْجُبْنِ)

۳۔مفعول لہ کے متعلق ایک اہم فائدہ (وَعِنْدَ الزُّجَاجِ ...... جُبْنًا)

---

نحوی ترکیب: (۱) المفعول میں ال بمعنی الذی موصول مفعول صیغہ صفت اسم مفعول لہ جار مجرور ملکر نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر صلہ ہوا، موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء اول ھو ضمیر غائب مبتداء ثانی اسم مضاف ماموصولہ لام جارہ اجلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یقع کے یقع فعل مضارع معلوم الفعل موصوف ال بمعنی الذی موصول مذکور صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل قبلہٗ مصاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ مذکور کا صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل یقع کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق مقدم سے ملکر صلہ ہے ماموصول کا موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ھو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے مبتداء اول کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واو استنافیہ ینصب فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل، با جار تقدیر اللام مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ینصب کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ظفر)

(۳) عند الزجاج مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ مقدم لفظِ مصدر کا۔ھو ضمیر غائب مبتداء مصدر اپنے مفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) تقدیرہٗ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء ادبتہ تادیبا جملہ بتاویل ھذا التراکیب معطوف علیہ واوٗ عاطفہ وجبنت جبنا بتاویل ھذا التراکیب معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف المفعول له مع المثال** (هُوَ اِسْمٌ ...... قَبْلَهُ):

اس عبارت میں مفعول لہ کا اصطلاحی معنی بیان کیا گیا ہے لغت میں المفعول پر الف لام بمعنی الذی کے ہے اور موصوف الاسم ہے اور لام اجلیہ ہے تو اصل عبارت یوں ہے الاسم الذی فعل الفعل لاجلہ (وہ اسم جس کی وجہ سے فعل کیا جائے) اور اصطلاح میں مفعول لہ اس چیز کا نام ہے جس کے حاصل کرنے کیلئے یا جس کے موجود ہونے کی وجہ سے وہ فعل واقع ہو جو اس سے پہلے مذکور ہے۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔مفعول لہ اسم ہوگا ۲۔اس سے پہلے فعل ہوگا ۳۔وہ فعل اس اسم کے حاصل ہونے یا اس کے موجود ہونے کی وجہ سے کیا جائے جیسے ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا اس مثال میں تادیباً مفعول لہ ہے جو کہ اسم ہے اور اس سے پہلے فعل ضربتہ ہے اور تادیب کے حصول کی خاطر ضرب والا فعل کیا گیا ہے۔ دوسری مثال قَعَدتُ عَنِ الْحَربِ جُبنًا، اس مثال میں جُبنًا مفعول لہ ہے اور اسم ہے اسکے موجود ہونے کی وجہ سے فعل مذکور قعود والا ادا کیا گیا ہے۔

**فوائد قیود/تعریف و معرَّف:** ھو ضمیر کا مرجع مفعول لہ ہے جو کہ معرف ہے اسم ما الخ یہ تعریف ہے اور اس میں ''اسم ما'' درجہ جنس کا ہے معرف اور غیر معرف دونوں کو شامل ہے۔''لاجلہ'' یہ فصل ہے اس سے باقی مفاعیل خارج ہو گئے کیونکہ ان کی وجہ سے فعل مذکور نہیں کیا جاتا ''المذکور قبلہ'' یہ ثانی فصل ہے اس سے التادیب جو کہ اعجبنی التادیب کے جملہ میں خارج ہو گیا اگر چہ اس کی وجہ سے فعل واقع ہوا لیکن مذکور نہیں ہے۔

**البحث الثانی فی حکمه** (وَيُنْصَبُ ...... لِلْجُبْنِ): اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول لہ کے اعراب کا حکم بیان کیا ہے کہ مفعول لہ لام کی تقدیر پر منصوب ہوتا ہے گویا کہ اس کے منصوب ہونے کی شرط یہ ہے کہ لام مقدر ہو اگر لام لفظوں میں مذکور ہوگا تو مفعول لہ مجرور ہوگا جیسے ضَرَبْتُهُ تادیبًا اس مثال میں تادیباً مفعول لہ ہے لام کی تقدیر پر منصوب ہے اصل میں ضربتهُ لِلتَّادِیْب تھا۔

**فائدہ:** اس تعریف سے مصنفؒ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مفعول لہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس میں لام مقدر ہو اس وقت یہ منصوب ہوگا، دوسرا وہ کہ جس میں لام مذکور ہو تو اس وقت وہ مجرور ہوگا پس مفعول فیہ کی طرح یہاں بھی مصنف کے نزدیک لام کو مقدر کرنا صحتِ نصب کیلئے شرط ہے نہ کہ صحت مفعول لہ کیلئے۔ لیکن جمہور کے ہاں مفعول لہ کی صحت کیلئے لام کا مقدر ہونا شرط ہے اگر لام مذکور ہے تو یہ مفعول لہ نہیں بلکہ بواسطۂ حرف جو مفعول بہ ہے۔ چنانچہ ضربتهُ للتادیب میں للتادیب کا لفظ مفعول لہ نہیں ہے۔

**البحث الثالث فی فائدة مهمّة** (وَعِنْدَ الزُّجَاجِ ...... جُبْنًا): اس عبارت میں مفعول لہ کے متعلق نحویوں کا اختلاف ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ مفعول لہ منصوبات کی اقسام میں سے ایک مستقل قسم ہے یا نہیں۔ اس میں جمہور نحوی یہ کہتے ہیں کہ مفعول لہ منصوبات کی ایک مستقل قسم ہے لیکن علامہ زجاج کا کہنا ہے کہ مفعول لہ منصوبات کی کوئی قسم نہیں بلکہ جمہور جن اسماء کو مفعول لہ بناتے ہیں درحقیقت وہ مفعول مطلق ہیں فعل محذوف کا چنانچہ ان کے نزدیک ضَرَبْتُهُ تَادِيبًا کا اصل اَدَّبْتُهُ تَادِيبًا اور قَعَدتُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا کا اصل قَعَدتُ عَنِ الْحَربِ وَجُبُنْتُ جُبنًا ہے۔

علامہ زجاج کا یہ قول درست نہیں ہے اس لئے کہ تاویل کر کے ایک قسم کو دوسری قسم بنا دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اول قسم ختم

ہو کر ثانی بن جائے وگرنہ تو تاویل سے حال مفعول فیہ ہو جائیگا حالانکہ دونوں مستقل قسمیں ہیں مثلاً جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا میں راکبًا حال ہے (زید آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا) اس میں تاویل کر کے جَاءَ زَیْدٌ فِی الرُّکُوْبِ والا معنی کیا جا سکتا ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔ مفعول لہٗ کی تعریف اور فوائد قیود لکھیں۔ (دیکھئے، البحث الاول) ۲۔ مفعول لہ کا اعراب بیان کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ زجاج اور جمہور نحات کے درمیان مفعول لہ کے متعلق جو اختلاف ہے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث)

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِی الْمَفْعُوْلِ مَعَہٗ

فَصْلٌ: اَلْمَفْعُوْلُ مَعَہٗ ھُوَ مَا یُذْکَرُ بَعْدَ الْوَاوِ بِمَعْنٰی مَعَ لِمُصَاحَبَۃِ مَعْمُوْلِ الْفِعْلِ[۱] نَحْوُ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ وَجِئْتُ اَنَا وَزَیْدًا اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ وَمَعَ زَیْدٍ[۲] فَاِنْ کَانَ الْفِعْلُ لَفْظًا وَجَازَ الْعَطْفُ یَجُوْزُ فِیْہِ الْوَجْھَانِ النَّصْبُ وَالرَّفْعُ نَحْوُ جِئْتُ اَنَا وَزَیْدًا وَزَیْدٌ[۳] وَاِنْ لَمْ یَجُزِ الْعَطْفُ تَعَیَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ جِئْتُ وَزَیْدًا[۴] وَاِنْ کَانَ الْفِعْلُ مَعْنًی وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَیَّنَ الْعَطْفُ نَحْوُ مَا لِزَیْدٍ وَعَمْرٍو[۵] وَاِنْ لَمْ یَجُزِ الْعَطْفُ تَعَیَّنَ النَّصْبُ نَحْوُ مَالَکَ وَزَیْدًا وَمَا شَانُکَ وَعَمْرواً لِاَنَّ الْمَعْنٰی مَا تَصْنَعُ۔[۶]

**ترجمۃ:** مفعول معہ وہ اسم ہے جو واو بمعنی مع کے بعد ذکر کیا جائے فعل کے معمول کے مصاحب ہونے کی وجہ سے جیسے جاء البرد والجبات اور جِئْتُ اَنَا وَزَیْدًا یعنی مع الجبات اور مع زید پس اگر فعل لفظی ہو اور عطف جائز ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہوگا یعنی نصب اور عطف جیسے جِئْتُ انا وزیدا وزیدٌ اور اگر عطف جائز نہیں تو نصب متعین ہوگی جیسے جِئْتُ وَزَیْدًا (میں زید کے ساتھ آیا) اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف متعین ہے جیسے مالزید وعمرو اور اگر عطف جائز نہیں تو نصب متعین ہے جیسے مالک وزیدا لخ۔

**خُلَاصَۃُ الْمَبَاحِثِ:** یہ فصل منصوبات کی پانچویں فصل ہے جو کہ مفعول معہ کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں دو بحثیں ہیں۔ ۱۔ مفعول معہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (ھُوَ مَا ...... وَمَعَ زَیْدٍ) ۲۔ مفعول معہ کے اعراب کی تفصیل (فَاِنْ کَانَ ...... مَا تَصْنَعُ)

---

نحوی ترکیب: (۱) المفعول معہ میں ال بمعنی الذی اسم موصول مفعول صیغہ صفت اسم مفعول معہٗ نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر صلہ ہوا موصول کا موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء اول۔ ھو ضمیر غائب مبتداء ثانی ما موصولہ یذکر فعل مضارع مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل بعد مضاف الواو موصوف باء جار معنی مضاف مع بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائنۃ کے ہوکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ ہوا بعد کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یذکر فعل مجہول کا، لام جار مصاحبۃ مضاف معمول الفعل مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ مصاحبۃ کا یا مفعول بہ ھو ضمیر فاعل مستتر راجع بسوئے مفعول معہ، مصاحبۃ اپنے فاعل ومفعول بہ/ مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یذکر کے، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر صلہ ہوا ما موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہے مبتداء المفعول معہ کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المفعول معہ مع التوضیح بالمثال

(هُوَ مَا ......وَمَعَ زَيْدٍ):

اس عبارت میں مصنف رحمۂ اللہ نے مفعول معہ کی تعریف ذکر کی ہے اور اس کی مثال کو بیان کیا ہے لغت میں المفعول معہ کا اصل الاسم الذی فعل الفعل معہٗ (وہ اسم جس کے ساتھ فعل کیا گیا ہو) اور نحویوں کی اصطلاح میں مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ کے بعد واقع ہو ایسی واؤ جو بمعنی مع کے ہو اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کہ یہ مفعول معہ اس فعل کے معمول کے مصاحب ہے۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں۔ ۱۔ مفعول معہ اسم ہوگا ۲۔ واؤ کے بعد واقع ہوگا ۳۔ وہ واؤ مع کے معنی میں ہوگا ۴۔ اس بات پر دلالت کرے گا کہ مفعول معہ اس فعل کے معمول کا مصاحب ہے۔ جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں الجبات مفعول معہ ہے کیونکہ اس واؤ کے بعد واقع ہے جو کہ بمعنی مع ہے۔ اور جاء فعل کے معمول فاعل یعنی البرد کا مصاحب و ساتھی ہے مجیئت والے فعل میں۔ دوسری مثال جِئْتُ اَنَا وَ زَيْدًا (آیا میں زید کے ساتھ) اس مثال میں زیداً مفعول معہ ہے کیونکہ اسم ہے اور واؤ کے بعد ہے جو مع کے معنی میں ہے اور جئت کے معمول ''تُ'' ضمیر جو کہ فاعل ہے اس کے ساتھ مجیئت والے فعل میں شریک ہے۔

**البحث الثانی فی تفصیل اعرابہ** (فَاِنْ كَانَ ......مَا تَصْنَعُ): اس عبارت میں مصنفؒ نے مفعول معہ کے اعراب کی تفصیل کو بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر مفعول معہ کا فعل ناصب لفظی ہو اور واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز ہو یعنی عطف سے کوئی مانع نہ ہو تو اس وقت مفعول معہ میں دو وجہیں جائز ہیں۔ ایک تو نصب بنا بر مفعولیت کے دوسرے عطف کیونکہ ان دونوں وجہوں میں سے کسی کیلئے کوئی مانع نہیں جیسے جِئْتُ اَنَا وَزَيْدًا وَزَيْدٌ، اس مثال میں ''جئت'' فعل لفظی ہے اور واؤ کے مابعد زید کا ''ت'' ضمیر بارز متصل پر عطف جائز ہے کیونکہ اس کی ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لائی گئی جو کہ عطف کے جواز کیلئے ضروری ہے تو زید کو بنا بر مفعول معہ کے منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور ضمیر مرفوع بارز پر عطف ڈالتے ہوئے زیدٌ کو مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔

---

(۲) نحو مضاف جاء فعل البرد فاعل واؤ بمعنی مع الجبات مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ جئت فعل ماضی معلوم فعل با فاعل انا ضمیر منفصل برائے تاکید واؤ بمعنی مع زیداً مفعول معہ فعل اپنے فاعل اور مفعول معہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفسَّر ای حرف تفسیر مع الجبات مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واو عاطفہ مع زید معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر مضاف الیہ نحو مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتداء محذوف مثلہ کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) فاء تفسیر یہ ان حرف شرط کان فعل ناقصہ یا تامہ بمعنی حصل الفعل کان ناقصہ کا اسم یا کان تامہ کا فاعل لفظاً بمعنی لفظیاً ہو کر کان ناقصہ کی خبر یا بمعنی ملفوظ ہو کر فاعل سے حال ہے کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر یا کان تامہ اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ جاز فعل العطف فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط یجوز فعل مضارع معلوم فیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے، الوجھان مبدل منہ النصب معطوف علیہ واؤ عاطفہ والعطف معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بدل، مبدل منہ بدل ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ ان حرف شرط لم یجز فعل۔ جحد معلوم العطف فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط تعین فعل ماضی معلوم العطف فاعل فعل فاعل ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

اور اگر مفعول معہ کا فعل ناصب لفظی ہو اور مفعول معہ کا (واؤ کے مابعد کا) فعل کے معمول پر عطف جائز نہ ہو تو اس وقت بنا بر مفعولیت مفعول معہ کی نصب متعین ہے کیونکہ ضابطہ ہے کہ اسم ظاہر کا عطف ضمیر مرفوع متصل پر اس وقت جائز ہوتا ہے جب اس کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے ہو رہی ہو۔ لہٰذا جِئتُ و زیداً میں نصب متعین ہے زید کو ''ت''، ضمیر متکلم پر معطوف نہیں کریں گے۔

اور اگر مفعول معہ کا فعل ناصب معنوی ہو یعنی ایسا فعل ہو جو لفظوں میں موجود نہ ہو لیکن لفظ کے معنی سے سمجھا جا رہا ہے۔ اور واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز ہے (عطف سے کوئی مانع نہیں ہے) تو اس وقت عطف متعین ہوگا اور اس وقت مفعول معہ ہونے کی وجہ سے نصب جائز نہیں ہوگی جیسے مالزید وعمرو۔ اس مثال میں عمرو منصوب بناء بر مفعول معہ نہ ہوگا بلکہ عمرو زید پر معطوف ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا کیونکہ فعل معنوی ضعیف عامل ہے اور مخفی بھی ہے اور زید میں لام جارہ لفظوں میں عامل موجود ہے جو کہ قوی ہے تو عامل لفظی اور قوی کے ہوتے ہوئے ضعیف اور مخفی کو عمل دینا جائز نہیں لہٰذا عمرو زید پر معطوف ہو کر لام جارہ کی وجہ سے مجرور ہوگا۔

اور اگر فعل معنوی ہے لیکن واؤ کے مابعد کا فعل کے معمول پر عطف جائز نہ ہو تو اس وقت نصب متعین ہے مفعول معہ ہونے کی وجہ سے۔ اور عامل ضعیف مخفی کو عمل دیں گے کیونکہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے جیسے مالک و زیداً، ماشانک و عمرواً دونوں مثالوں میں زید اور عمرو کا عطف ک ضمیر پر نا جائز ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ مجرور پر اس وقت عطف جائز ہے جب اس کے جار کا اعادہ ہو (خواہ وہ جار حرف جر ہو یا مضاف ہو) چونکہ اس جگہ زید اور عمرو میں جار کا اعادہ نہیں ہے لہٰذا یہاں عطف ممتنع ہوا۔ اسی طرح دوسری مثال میں عمرو کا عطف شانک پر ڈالیں تو یہ بھی نا جائز ہے کیونکہ اس وقت خلاف مقصود لازم آئے گا۔ مقصود تو مخاطب اور عمرو کی شان سے سوال کرنا ہے نہ کہ ایک کی شان سے اور دوسرے کی ذات سے، اگر شانک پر عطف ہو تو ایک کی شان اور دوسرے کی ذات کے متعلق سوال ہوگا اور اس وقت معنی ہوگا ''کیا شان ہے تیرا اور عمرو کیا ہے'' یہ معنی مقصود کے خلاف ہیں۔ اول مثال مجرور بحرف الجر کی ہے اور ثانی مجرور بالمضاف کی ہے۔

**لِاَنَّ الْمَعْنٰی الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے مذکورہ بالا امثلہ میں فعل کے معنوی ہونے کی دلیل پیش کی ہے کہ مالک وزیداً اور مَا شَانُکَ وَعَمرواً میں مفعول معہ کا عامل لفظی نہیں ہے بلکہ معنوی ہے کیونکہ ما استفہامیہ ہے اور استفہام اکثر فعل کا ہوتا ہے لہٰذا اس سے فعل سمجھا جا رہا ہے تو مالک کا معنی ماتصنع و زیدا اور ماشانک وعمرواً کا معنی ماتصنع وعمرواً ہے اور مالزید وعمرو کا معنی مایصنع زید وعمرو ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔ مفعول معہ کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الاول)

---

(۵) واؤ عاطفہ ان شرطیہ کان تامہ الفعل ذوالحال معنی حال ذوالحال حال ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ جاز فعل العطف فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط تعین فعل ماضی معلوم العطف فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

(۶) واؤ عاطفہ ان شرطیہ لم یجز فعل جحد معلوم العطف فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر شرط تعین فعل ماضی معلوم النصب فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

۲۔اگر مفعول معہ کا عامل لفظی ہوتو کیا حکم ہے (دیکھئے بحث ثانی) ۳۔لان المعنی الخ کا مطلب واضح کریں؛(دیکھئے البحث الثانی کے آخر میں)

# اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِیْ بَیَانِ الْحَالِ

فَصْلٌ ، اَلْحَالُ لَفْظٌ یَدُلُّ عَلٰی بَیَانِ هَیْأَةِ الْفَاعِلِ اَوِ الْمَفْعُوْلِ بِهٖ اَوْ کِلَیْهِمَا نحو جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا وَضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا وَلَقِیْتُ عَمْرًوا رَاکِبَیْنِ.

**ترجمة:** حال وہ لفظ ہے جو فاعل یا مفعول بہ یا ان دونوں کی ھیأۃ کے بیان پر دلالت کرے جیسے جاءنی زید راکبا اور ضربت زیدا مشدودا اور لقیت عمروا راکبین (میں عمرو کو ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے)

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** منصوبات کی یہ چھٹی فصل حال کے بیان میں ہے اس فصل میں دو بحثیں ہیں ۱۔حال کی تعریف مع توضیح بالمثال (اَلْحَالُ لَفْظٌ ...... رَاکِبَیْنِ) ۲۔حال کے متعلق چند مسائل (وَقَدْ یَکُوْنُ ...... سَالِمًا غَانِمًا)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف الحال مع التوضیح بالامثلة**

(اَلْحَالُ لَفْظٌ...... رَاکِبَیْنِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے حال کی تعریف اور اس کی امثلہ کو ذکر فرمایا ہے۔لفظ حال لغت کے لحاظ سے اگر مصدر ہو تو معنی پھرنا اور اگر اسم جامد ہو تو معنی صفت وشان کہا جاتا ہے کیف حالک ای فی ایّ حال انت کہ تو کس حال وشان میں ہے اور موجودہ زمانہ کو بھی حال کہتے ہیں۔لیکن نحویوں کی اصطلاح میں حال وہ لفظ ہے جو فقط فاعل کی یا فقط مفعول بہ کی یا فاعل ومفعول بہ دونوں کی حالت کو بیان کرے جو صدور فعل یا وقوع فعل کے وقت پائی جاتی ہے۔

اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔حال لفظ ہوگا ۲۔ہیئت کے بیان کرنے پر دلالت کرے گا ۳۔فقط فاعل یا فقط مفعول یا دونوں کی ہیئت کو بیان کرے۔فقط فاعل کی ھیئت کے بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب فاعل سے فعل صادر ہوا تو اس وقت فاعل کی جو حالت تھی وہ بیان کرے۔اور فقط مفعول کی ھیئت کے بیان کرنے سے یہ مراد ہے کہ جب فاعل کا فعل مفعول بہ پر واقع ہوا تو اس وقت اس کی کیا حالت تھی اور فاعل اور مفعول بہ کی ہیئت کے بیان کا مطلب یہ ہے کہ جب فاعل سے فعل مفعول بہ پر واقع ہوا تو اس وقت جو حالت ان دونوں کی تھی وہ بیان کرے جیسے جاءنی زید راکبا میں راکبا حال ہے اور زیدٌ ذوالحال ہے جو کہ فاعل ہے تو راکبا نے بتلایا کہ زید سے جب مجیئت والا فعل صادر ہوا تو اس وقت زید کی ھیئت رکوب والی تھی۔ ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا (میں نے زید کو مارا دراں حالیکہ وہ بندھا ہوا تھا) اس مثال میں مشدودا حال ہے اور زیداً ذوالحال ہے جو کہ مفعول بہ ہے اور مشدودا نے بتلایا کہ جب زید پر ضرب واقع ہوئی تو اس وقت وہ بندھا ہوا تھا۔تیسری مثال لقیت عمروا راکبین اس مثال میں راکبین حال ہے تُ ضمیر فاعل اور عمروا مفعول

---

نحوی ترکیب: الحال مبتداء لفظ موصوف یدل فعل مضارع معلوم ہو ضمیر فاعل علی جار بیان مضاف ھیئۃ مضاف الیہ ہو کر پھر مضاف الفاعل معطوف علیہ او عاطفہ المفعول بہ معطوف او عاطفہ کلیھما مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مضاف الیہ ہوا ھیئۃ مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا بیان کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یدل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔(امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ظفر)

بہ سے اور یہ دونوں ذوالحال ہیں اور راکبین نے یہ بتلایا کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں کی ملاقات حالت رکوبیت میں ہوئی۔

**فوائد قیود/تعریف و معرّف:** مذکورہ بالا عبارت میں لفظ الحال معرف ہے اور لفظ یدل الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں چونکہ جنس اور فصول ہوتی ہیں تو ''لفظ یہ'' درجہ جنس کا ہے معرف اور غیر معرّف سب کو شامل ہے۔ ''یدل علی ھیئۃ'' یہ فصل اول ہے اس سے تمییز خارج ہوگئی کیونکہ تمییز ھیئت و حالت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ ذات پر دلالت کرتی ہے جیسے عندی عشرون درھما (میرے پاس بیس درہم ہیں) درھما نے عشرون کی ذات مبھم پر دلالت کی ہے۔ پھر ھیئۃ کی فاعل اور مفعول بہ کی طرف ہے یہ دوسری فصل ہے اس سے وہ چیز خارج ہوگئی جو فاعل و مفعول بہ کی ھیئت پر دلالت نہ کرے بلکہ کسی اور چیز کی ھیئت اور حالت بتلائے جیسے مبتداء کی صفت مثلاً زیدن العالم اخوک (عالم زید تیرا بھائی ہے) العالم صفت ہے زید کی جو کہ زید کی حالت بتلا رہی ہے اور زید نہ فاعل ہے اور نہ مفعول۔

وَقَدْ يَكُوْنُ الْفَاعِلُ مَعْنَوِيًّا نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ قَائِمًا لِاَنَّ مَعْنَاهَا زَيْدٌ اِسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ قَائِمًا[1] وَكَذَا الْمَفْعُوْلُ بِهٖ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا[2] فَاِنَّ مَعْنَاهُ اُشِيْرُ وَاُنَبِّهُ زَيْدًا قَائِمًا اَلْمُشَارُ اِلَيْهِ قَائِمًا هُوَ زَيْدٌ وَالْعَامِلُ فِي الْحَالِ فِعْلٌ اَوْ مَعْنٰى فِعْلٍ.

**ترجمۃ:** اور کبھی کبھار فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زید فی الدار قائما اس کا معنی زید استقر فی الدار قائما اور اسی طرح مفعول بہ جیسے ھذا زید قائما کیونکہ اس کا معنی المشار الیہ قائما ھو زیدٌ ہے (وہ جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے دراں حالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے وہ زید ہے) اور عامل حال میں فعل یا معنی فعل ہے۔

**تشریح:** **البحث الثانی فی المسائل الستۃ المتعلقۃ بالحال**

(وَقَدْ يَكُوْنُ ...... هُوَ زَيْدٌ):

**المسئلۃ الاولیٰ:** اس عبارت میں قد فعل مضارع پر داخل ہے جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حکم خلاف الاصل اور قلیل الاستعمال ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ حال کے ذوالحال فاعل اور مفعول بہ میں تعمیم ہے یعنی فاعل اور مفعول بہ جب ذوالحال واقع ہو رہے ہوں تو عام ہے کہ وہ فاعل و مفعول لفظی ہوں یا معنوی ہوں، فاعل و مفعول بہ لفظی سے مراد یہ ہے کہ فاعل کی فاعلیت اور مفعول کی مفعولیت لفظ کلام سے سمجھی جائے لفظ سے خارج کسی چیز کے اعتبار کرنے کی ضرورت نہ ہو اور فاعل اور مفعول بہ ملفوظ ہوں جیسے

---

نحوی ترکیب: (۱) قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص الفاعل اسم معنویا خبر لام جارہ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل معناہ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم زید استقر فی الدار قائما اس کی خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یکون کا، یکون اپنے اسم وخبر اور متعلق سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ کذا جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم المفعول بہ مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) فاء تفریعیہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل معناہ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم المشار الیہ الخ میں الف لام اسم موصول بمعنی الذی مشار صیغہ صفت اسم مفعول، الیہ جار مجرور نائب الفاعل شبہ جملہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء قائماً حال ھو مبتداء زیدٌ خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر المشار الیہ مبتداء کی خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر انّ، ان اپنے اسم وخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) واؤ استنافیہ العامل موصوف فی الحال جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن کے ہو کر صفت موصوف صفت ملکر مبتداء فعلٌ معطوف علیہ او عاطفہ معنی فعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

''جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا '' اس میں زید کا فاعل ہونا لفظ کلام سے سمجھا جا رہا ہے اور فاعل ملفوظ ہے اسی طرح بقیہ مثالیں جو گزر چکی ہیں اور یہ کثیر الاستعمال اور اصل ہے۔

فاعل ومفعول بہ معنوی سے مراد یہ ہے کہ وہ لفظی کے خلاف ہو پھر اس کی دو صورتیں ہیں ۱۔فاعل کی فاعلیت اور مفعول بہ کی مفعولیت لفظِ کلام سے تو سمجھی جائے لیکن وہ فاعل ومفعول بہ خود ملفوظ نہ ہوں بلکہ مقدر ہوں ۲۔فاعل ومفعول بہ نہ خود ملفوظ ہوں اور نہ ہی لفظ کلام سے فاعل کی فاعلیت اور مفعول بہ کی مفعولیت سمجھی جاتی ہو بلکہ کسی خارجی چیز کے اعتبار کرنے سے سمجھی جائے۔

اول صورت کی مثال: زَیْدٌ فِی الدَّارِ قَائِمًا (زید گھر میں ثابت ہے دراں حالیکہ کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں زید مبتداء ہے اور فی الدار جار مجرور ظرف مستقر متعلق اِسْتَقَرَّ کے جو کہ فعل محذوف ہے اور اس میں ھو ضمیر ہے جو کہ راجع بسوئے زید ہے اور وہ ذوالحال ہے اور قائماً اس سے حال ہے۔اس مثال میں قائما استقر کی ضمیر سے حال واقع ہو رہا ہے جو کہ ملفوظ نہیں بلکہ مقدر ہے لفظ کلام سے اس کی فاعلیت سمجھی جا رہی ہے کیونکہ فی الدار کا متعلق استقر مقدر ہے جو کہ فی الدار کے لفظ سے سمجھا جا رہا ہے۔اور استقر سے ھو ضمیر فاعل سمجھی جا رہی ہے مگر اس کا تلفظ نہیں ہو رہا۔

دوسری صورت کی مثال: هٰذَا زَیْدٌ قَائِمًا (یہ زید ہے اس حال میں کہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) یہ مثال مفعول بہ معنوی سے حال واقع ہونے کی ہے لفظوں کے اعتبار سے ترکیب یہ ہے کہ ھذا مُبتداء ہے اور زیدٌ اس کی خبر ہے لیکن ھذا میں لفظ ھاء جو کہ تنبیہ کا ہے جس سے تنبیہ کا معنی اور ذا اسم اشارہ جو کہ اشارہ کا معنی سمجھا جا رہا ہے اس تنبیہ اور اشارہ کے اعتبار سے زید مفعول بہ معنوی ہے اور قائماً اس سے حال ہے گویا اصل عبارت یوں ہوگی اشیر الی زید وانبہ علی زید قائما (میں اشارہ کرتا ہوں زید کی طرف اور تنبیہ کرتا ہوں زید پر دراں حالیکہ وہ کھڑا ہونے والا ہے) پس زید بواسطہ حرف جر مفعول بہ معنوی ہے اور قائما اس سے حال ہے۔اس مثال میں مفعول بہ کی حیثیت سے نہ خود ملفوظ ہے اور نہ ہی لفظ کلام سے اس کی مفعولیت سمجھی جا رہی ہے ہاں البتہ کلام کے چلاؤ سے اس کا مفعول بہ ہونا سمجھا جا رہا ہے۔کیونکہ لفظ ھذا سے تو مطلق تنبیہ اور مطلق اشارہ سمجھا جاتا ہے اس اعتبار سے تو زید مفعول بہ نہیں بنتا مگر وہ اشارہ اور وہ تنبیہ جو متکلم کی طرف منسوب ہے جس کی وجہ سے زید مفعول بہ بنتا ہے۔

## المسئلة الثانیه فی بیان عامل الحال (وَالْعَامِلُ...... مَعْنَی فِعْلٍ):

اس عبارت میں حال کے متعلق دوسرا مسئلہ بیان کرتے ہیں جو کہ حال کے عامل کے متعلق ہے۔یعنی حال میں عامل فعل ہوتا ہے خواہ ملفوظ ہو یا مقدر ہو یا معنی فعل ہوتا ہے معنی فعل سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول صفت شبہ، اسم تفضیل، مصدر اور ظرف، جار مجرور اور اسماء افعال ہیں اور ہر وہ کلمہ ہے جس سے فعل کا معنی مستنبط ہوتا ہے جیسے حرف نداء، حرف تنبیہ، اسم اشارہ وغیرہ۔مثلاً ھذا زیدٌ قائماً اس سے اُنَبِّهُ وَاُشِیْرُ سمجھا جاتا ہے جیسا کہ اوپر تفصیل سے گذرا ہے۔یا زید قائماً سے ادعوا اور اطلب سمجھا جاتا ہے۔

**وَالْحَالُ نَكِرَةٌ اَبَدًا[1] وَذُوالْحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِبًا[2] كَمَا رَأَیْتَ فِی الْاَمْثِلَةِ الْمَذْكُوْرَةِ[3] فَاِنْ كَانَ ذُوالْحَالِ نَكِرَةً یَجِبُ تَقْدِیْمُ الْحَالِ عَلَیْهِ نَحْوُ جَاءَنِیْ رَاكِبًا رَجُلٌ لِئَلَّا تَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِیْ حَالَةِ النَّصْبِ فِیْ مِثْلِ قَوْلِكَ**

---

نحوی ترکیب: (۱) الحال مبتداء نکرہ خبر ابداً مفعول فیہ نکرہ کا۔مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

رَأَيْتُ(٤) رَجُلاً رَاكِبًا.

**ترجمة:** اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تو نے مذکورہ امثلہ میں دیکھا پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کرنا واجب ہوگا جیسے جَاءَ نِي رَاكِبًا رَجُلٌ تا کہ نصب کی حالت میں صفتہ کے ساتھ ملتبس نہ ہو جیسے تیرا کہنا رَأَيْتُ رَجُلاً رَاكِبًا۔

**تشریح:** **المسئلة الثالثة فی بيان الحال و ذی الحال تعريفا وتنكيراً**

(وَالْحَالُ...... الْمَذْكُورَةُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے حال اور ذوالحال کے نکرہ اور معرفہ ہونے کے اعتبار سے تفصیل کو بیان کیا ہے کہ حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے کیونکہ حال حقیقت میں خبر اور محکوم بہ ہے اور محکوم بہ میں اصل نکرہ ہونا ہے۔ اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے کیونکہ ذوالحال حقیقت میں محکوم علیہ ومبتداء ہے اور محکوم علیہ میں اصل معرفہ ہوتا ہے لیکن غالبا کے لفظ سے معلوم ہوا کہ کبھی نکرہ بھی ہوتا ہے۔

**المسئلة الرابعة فی بيان تقديم الحال على ذی الحال** (فَإِنْ كَانَ ...... رَجُلاً رَاكِبًا):

اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر ذوالحال نکرہ [illegible] وقت حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے ورنہ ذوالحال کے منصوب ہونے کی صورت میں حال کا صفت سے التباس ہو جائے گا جیسے رأیت رجلا راکباً (دیکھا میں نے ایک مرد کو دراں حالیکہ وہ سوار تھا) اس مثال میں یہ بھی احتمال ہے کہ راکبا رجلا کی صفت ہو کیونکہ دونوں نکرہ منصوبہ ہیں مطابقت موجود ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ حال ہو لہٰذا اگر حال بنانا ہے تو راکباً کو رجلاً پر مقدم کریں گے تا کہ حال کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ صفت موصوف پر مقدم نہیں ہو سکتی بخلاف حال کے وہ ذوالحال پر مقدم ہو سکتا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ حال ہے صفت نہیں۔

باقی رہی یہ بات کہ ذوالحال نکرہ کے منصوب ہونے کی صورت میں تو التباس کا خطرہ ہے اس لئے مقدم کیا جائیگا لیکن مرفوع ہونے کی صورت میں التباس نہیں ہے کیونکہ ذوالحال مرفوع ہے اور حال منصوب ہے تو اعراب میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے موصوف صفت نہیں بن سکتے مگر پھر بھی موافقت پیدا کرنے کیلئے اس صورت میں بھی حال کو ذوالحال پر مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاء نی راکبًا رَجُلٌ بخلاف حالتِ جر کے کہ اس صورت میں بھی حال کو ذوالحال مجرور پر مقدم کرنا درست نہیں کیونکہ حال ذوالحال کے تابع ہوتا ہے اور

---

(٢) ذوالحال مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء معرفۃ خبر غالبًا مفعول فیہ یا حال، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(٣) کاف مثلیہ جارہ ما موصولہ رأیت فعل بافاعل فی جار الامثلۃ المذکورۃ موصوف صفت ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق رأیت کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے ہو کر خبر مبتداء محذوف ھذا کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(٤) فاء تفریعیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ذوالحال اسم نکرۃ خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط یجب فعل مضارع معلوم تقدیم الحال مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل علیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق تقدیم کے، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء لام جار ان مصدریہ ناصبہ لا تلتبس فعل مضارع ھی ضمیر فاعل بالصفۃ جار مجرور ظرف لغو متعلق لا تلتبس فی جار حالۃ مضاف النصب مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق لا تلتبس کے فعل اپنے فاعل اور متعلقین سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجب کے جو کہ جزاء ہے، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

مجرور کو جار پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مجرور کے تابع کو بھی جار پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا مررت راکباً برجل کہنا جائز نہیں۔

وَقَدْ تَكُوْنُ الْحَالُ جُمْلَةً خَبْرِيَّةً نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَ غُلَامُهُ رَاكِبٌ اَوْ يَرْكُبُ غُلَامُهُ[1] وَمِثَالُ مَا كَانَ عَامِلُهَا مَعْنَى الْفِعْلِ نَحْوُ هٰذَا زَيْدٌ قَائِمًا مَعْنَاهُ اُنَبِّهُ وَاُشِيْرُ[2] وَقَدْ يُحْذَفُ الْعَامِلُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ[3] كَمَا تَقُوْلُ لِلْمُسَافِرِ سَالِمًا غَانِمًا اَىْ تَرْجِعُ سَالِمًا غَانِمًا[4]۔

**ترجمہ:** اور کبھی کبھار حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جا... زید و غلامُهُ راكبٌ یایرکب غلامُهُ اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنی الفعل ہو جیسے هذا زید قائما اس کا معنی انبہ وا... اور کبھی کبھار عامل حذف کر دیا جاتا ہے بوقت موجود ہونے قرینہ کے جیسا کہ تو مسافر سے کہے سالما غانما یعنی ترجع سالما غانما۔

**تشریح: المسئلة الخامسة فى بيان الحال جملة** قَدْ يَكُوْنُ ...... واُشِيْرُ:

اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ حال کا اصل اور کثیر الاستعمال یہ ہے کہ مفرد ہو لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ حال جملہ خبریہ بھی واقع ہو سکتا ہے۔ چونکہ حال حقیقت میں خبر ہے اور خبر میں اصل یہ ہے کہ وہ مفرد ہو لیکن کبھی کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتی ہے انشائیہ نہیں ہوتی اور جملہ انشائیہ حال واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ حال بمنزلہ خبر کے ہے اور جملہ انشائیہ محکوم بہ بغیر تاویل کے نہیں بن سکتا۔ باقی جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں اسمیہ اور فعلیہ یہ دونوں حال واقع ہو سکتے ہیں۔ اسمیہ کی مثال جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ، اس مثال میں وغلامہ راکب جملہ اسمیہ ہے اور زید فاعل سے حال واقع ہو رہا ہے۔ جملہ فعلیہ کی مثال جَاءَ نِي زَيْدٌ وَيَرْكُبُ غلامُهُ' اس مثال میں ''وَيَرْكُبُ غُلَامُهُ'' جملہ فعلیہ ہے اور زیدٌ سے حال واقع ہو رہا ہے۔

**وَمِثَالُ مَا كَانَ عَامِلُهَا الخ:** یہ عبارت ماقبل سے بطور تتمہ کے ہے۔ ماقبل میں یہ کہا گیا ہے کہ حال کا عامل فعل ہوگا یا معنی فعل ہوگا۔ فعل کی مثال ذکر کر دی گئی تھی لیکن معنی فعل کی مثال ذکر نہیں ہوئی تھی تو مصنف نے اس کی مثال ذکر کی ہے هذا زيدٌ قائمًا اس کی تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل تکون فعل ناقص الحال اسم جملة خبرية موصوف صفت ملکر خبر، تکون اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) مثال مضاف ما موصولہ کان فعل ناقص عاملها مضاف مضاف الیہ ملکر اسم کان معنی الفعل مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء نحو هذا زید الخ خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ معناہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء انبہ واشیر بتاویل هذا اللفظ خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول العامل نائب الفاعل لام جار قیام مضاف قرینة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یحذف کے۔ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) کاف جار ما موصولہ تقول فعل مضارع انت ضمیر مستتر فاعل لام جار مسافر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تقول کے، سالما غانما مفسَّر ای حرف تفسیر ترجع فعل انت ضمیر مستتر ذوالحال سالما حال غانما حال ثانی یا سالما کی صفت، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مفسِّر، مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر مقولہ ہے تقول کا، فعل اپنے فاعل اور متعلق ومقولہ سے ملکر صلہ ہوا موصول کا، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت ہو کر خبر مبتداء محذوف مثالہ کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

## المسئلة السادسة في بيان حذف عامل الحال (وَقَدْ يُحْذَفُ ...... سَالِمًا غَانِمًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے حال کے متعلق چھٹا مسئلہ ذکر کیا ہے کہ حال کے عامل کا اصل تو یہ ہے کہ مذکور ہو لیکن کبھی کبھار اس کے عامل کو جب اس کی حذفیت پر کوئی قرینہ موجود ہو تو حذف کر دیا جاتا ہے۔قرینہ کی دو قسمیں ہیں ۱۔قرینہ حالیہ ۲۔قرینہ مقالیہ۔ قرینہ حالیہ وہ قرینہ ہے جو کہ محذوف کی حذفیت پر متکلم یا مخاطب کا حال دلالت کرے اور قرینہ مقالیہ وہ قرینہ ہے جو محذوف کی حذفیت پر متکلم کا قول یا مخاطب کا قول دلالت کرے اور سائل کا سوال بھی قرینہ ہے۔ پھر عام ہے کہ سائل کا سوال محقق ہو یا سوال مقدر ہو۔

اول کی مثال جیسے کوئی مسافر سفر سے واپس آرہا ہو تو آپ اسے کہتے ہیں ''سالماً غانماً'' اصل میں ترجع سالماً غانماً تھا کیونکہ مسافر مخاطب کی سفر سے واپسی کی حالت بتلا رہی ہے کہ یہاں فعل ترجع محذوف ہے۔

ثانی کی مثال اگرچہ مصنفؒ نے نہیں بیان کی، جیسے ''راکباً'' اس شخص کے جواب میں جس نے پوچھا ''کیف جئت'' (تو کیسے آیا) تو اس نے جواب میں راکباً کہا اصل میں جئت راکباً تھا جئت فعل کو سائل کے سوال کے قرینہ سے حذف کر دیا۔ کیونکہ جس فعل کا سائل نے سوال کیا مجیب نے بھی اسی کا جواب دیا ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔حال کی تعریف لکھیں اور امثلہ سے ان کی وضاحت کریں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔حال کی تقدیم کب واجب ہے؟ (دیکھئے المسئلۃ الرابعۃ) ۳۔قرینہ کی تعریف اور اقسام کی امثلہ سے وضاحت کریں۔ (دیکھئے المسئلۃ السادسۃ) ۴۔عامل معنوی کے متعلق تفصیل ذکر کریں (دیکھئے المسئلۃ الخامسۃ)

# اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِي التَّمْيِيْزِ

فصل: اَلتَّمْيِيْزُ هُوَ نَكِرَةٌ تُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ مِنْ عَدَدٍ اَوْ كَيْلٍ اَوْ وَزْنٍ اَوْ مَسَاحَةٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا فِيْهِ اِبْهَامٌ تَرْفَعُ ذٰلِكَ الْاِبْهَامَ نَحْوُ عِنْدِيْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا وَقَفِيْزَانِ بُرًّا وَمَنَوَانِ سَمْنًا وَجَرِيْبَانِ قُطْنًا وَعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا[1] وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ غَيْرِ مِقْدَارٍ نَحْوُ هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَسِوَارٌ ذَهَبًا[2] وَفِيْهِ الْخَفْضُ اَكْثَرُ[3] وَقَدْ يَقَعُ بَعْدَ الْجُمْلَةِ لِرَفْعِ الْاِبْهَامِ عَنْ نِسْبَتِهَا نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا.[4]

**ترجمة:** تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے یعنی عدد یا کیل یا وزن یا مساحت یا اس کے علاوہ اس چیز کے بعد

---

نحوی ترکیب: (۱) التمیز مبتداء پھر ہو مبتداء نکرۃ موصوف تذکر فعل مجہول ھی ضمیر مستتر ذوالحال بعد مضاف مقدار مبیَّن من جار عدد معطوف علیہ کیل وزن وغیرہ تمام معطوفات ہیں غیر ذلک مضاف مضاف الیہ ملکر مبیَّن من جار ما موصولہ فیہ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر مقدم ابہام مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا، موصول صلہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر بیان۔ مبیَّن اپنے بیان سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر مجرور من کا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر بیان مقدار کا، مبیَّن اپنے بیان سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ تذکر فعل مجہول کا۔ ترفع فعل ھی ضمیر راجع بسوئے نکرہ فاعل ذلک الابھام موصوف صفت یا اسم اشارہ مشار الیہ یا مبدل منہ بدل ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہوا ھی ضمیر ذوالحال کا، ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب الفاعل، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہے التمیز مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)۔

جس میں ابہام ہو وہ اس کو رفع کرے جیسے عندی عشرون درھما الخ اور کبھی کبھی وہ تمیز غیر مقدار سے ہوتی ہے جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِيْدًا وَ سِوَارٌ ذَهَبًا (یہ انگوٹھی ہے از روئے لوہے کے اور کنگن ہے از روئے سونے کے) اور اس میں جر (استعمال کے اعتبار سے) اکثر ہے۔ اور کبھی کبھی وہ تمیز جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اس جملہ کی نسبت سے ابہام کو رفع کرنے کیلئے جیسے طَابَ زَيْدٌ نَفْسًا اَوْ عِلْمًا اَوْ اَبًا (اچھا یا خوش ہو گیا زید از روئے ذات کے یا از روئے علم کے یا از روئے باپ کے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** منصوبات کی ساتویں فصل تمیز کے بیان میں ہے یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔ تمیز کی تعریف (هُوَ نَكِرَةٌ...... ذٰلِكَ الْاِبْهَام) ۲۔ تمیز کی اقسام اور امثلہ سے وضاحت (بَعْدَ مِقْدَارٍ...... اَوْ اَبًا) ۳۔ تمیز از مفرد غیر مقدار کے اعراب کی تحقیق (وفیہ الخفض اکثر)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف التمییز (هُوَ نَكِرَةٌ...... ذٰلِكَ الْاِبْهَام):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تمیز کی تعریف کو ذکر کیا ہے۔ تمیز یہ تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی جدا کرنا اور جس کو جدا کیا جائے اس کو مُمَیَّز (اسم مفعول) اور جدا کرنے والے کو مُمَیِّز (اسم فاعل) اور تمیز کہتے ہیں اور اس فعل کو تمیز کہا جاتا ہے۔

اصطلاح میں تمیز وہ نکرہ ہے جو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے (مقدار وہ ہے جس سے کسی چیز کا اندازہ کر سکیں) خواہ وہ عدد ہو خواہ وزن ہو وغیرہ جس میں ابہام ہوتا ہے دراں حالیکہ وہ نکرہ اس ابہام کو دور کرتا ہو۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ تمیز نکرہ ہو گی اور اس سے پہلے مقدار کا ذکر ہو گا اور وہ اس مقدار میں ابہام ہو گا اور وہ نکرہ اس ابہام کو دور کر رہا ہو گا۔ چنانچہ جہاں یہ چار چیزیں موجود ہوں گی وہ تمیز کہلائے گی۔

**فائدہ:** مصنفؒ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمیز کبھی کبھی غیر مقدار اور جملہ سے ابہام کو دور کرتی ہے لہٰذا اگر یوں تعریف کی جائے کہ "تمیز وہ نکرہ ہے جو مفرد سے (خواہ مقداری یا غیر مقداری ہو) اور جملہ سے ابہام کو رفع کرے" تو زیادہ جامع ہو گی اور تمام اقسام کو شامل ہو گی۔ اور اس تعریف سے بھی چار باتیں معلوم ہوئیں ا۔ تمیز نکرہ ہو گی ۲۔ اس سے پہلے مفرد (مقدار یا غیر مقدار) یا جملہ ہو گا ۳۔ اس میں ابہام ہو گا ۴۔ وہ نکرہ اس ابہام کو رفع کرے گا۔

صاحب کافیہ نے مزید جامع بنانے کیلئے یوں تعریف کی ہے کہ تمیز وہ اسم ہے جو ذات مذکورہ یا ذات مقدرہ سے اس ابہام کو

---

(۲) واؤ عاطفہ یا استنافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل ناقص ہو ضمیر اسم عن جار غیر عدد مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا خبر یکون کی یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ھذا اسم اشارہ مبتداء خاتم مبہم ممیز حدیدا تمیز ممیز تمیز ملکر خبر واؤ عاطفہ سوار ممیز ذھبا تمیز ممیز تمیز ملکر بواسطہ عطف خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) واؤ استنافیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق اکثر مؤخر کے الخفض مبتداء اکثر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یقع فعل مضارع معلوم ہو ضمیر در و مستتر فاعل بعد الجملۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ لام جارہ رفع الابہام مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یقع کے عن جار نسبتھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق رفع کے فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

دور کرے جو کہ ذات مذکورہ یا مقدرہ میں پختہ ہو چکا ہے۔

## البحث الثانی فی بیان اقسام التمییز مع التوضیح بالامثلة (بَعْدَ مِقْدَارٍ ......اَوْ اَبًا):

مصنفؒ نے تمییز کی تعریف کے بعد اس کی تقسیم کی ہے۔ تمییز کی ابتداء دو قسمیں ہیں ۱۔ مفرد سے ابہام کو رفع کرے ۲۔ جملہ سے ابہام کو رفع کرے پھر مفرد سے ابہام کو رفع کرنے کی دو صورتیں ہیں ۱۔ مفرد مقداری اور مفرد غیر مقداری پھر مفرد مقداری کی پانچ قسمیں ہیں: ۱۔ عددی ۲۔ کیلی ۳۔ وزنی ۴۔ مساحتی ۵۔ مقیاسی تو اس لحاظ سے تمییز کی سات قسمیں ہوئیں تفصیل حسب ذیل ہے:

**۱۔ تمییز از مفرد مقداری عددی:** وہ نکرہ جو ایسی مقدار سے ابہام کو رفع کرے جو گن کر معلوم کی جاتی ہے جیسے عندی عشرون درھما اس مثال میں عشرون ممیّز ہے جو کہ مفرد ہے اور مقداری عددی ہے کہ وہ گن کر معلوم کی جاتی ہے۔ اس میں ابہام تھا کہ اس کا مصداق کیا چیز ہے، بیس آدمی مراد ہیں یا غلام یا درھم جب ''درھما'' جو کہ تمییز ہے لائے تو اس سے وہ خفا دور کر دیا کہ بیس سے مراد درھم ہیں لا ابہام فی المقدر بل فی المقدر۔

**۲۔ تمییز از مفرد مقداری کیلی:** وہ نکرہ جو ایسی مقدار سے ابہام کو دور کرے جو مقدار بھر کر معلوم کی جاتی ہے جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز ہیں ازروئے گندم کے) اس مثال میں قفیزان قفیز کا تثنیہ ہے اور قفیز ایک قسم کا پیمانہ ہے تو قفیزان مبہم ممیّز ہے اور مقدار کیلی ہے جس میں ابہام ہے جب بُرًّا تمییز لائے تو اس نے اس ابہام کو دور کر دیا۔

**۳۔ تمییز از مفرد مقداری وزنی:** وہ نکرہ جو ایسی مقدار سے ابہام کو دور کرے جو مقدار تول کر معلوم کی جاتی ہے۔ جیسے عِنْدِیْ مَنَوَانِ سَمْنًا (میرے پاس دو سیر ہیں ازروئے گھی کے) اس مثال میں منوانِ مَن کا تثنیہ ہے جو کہ اسم تام مبہم ممیّز ہے جو ایسی مقدار ہے جس کو تول کر معلوم کیا جا سکتا ہے اس میں ابہام تھا سمنا نے آکر اس ابہام کو دور کر دیا۔

**٤۔ تمییز از مفرد مقداری مساحتی:** وہ نکرہ ہے جو ایسی مقدار سے ابہام کو رفع کرے جو مقدار ماپ کر اور پیمائش کر کے معلوم کی جا سکتی ہے جیسے ''عِنْدِیْ جَرِیْبَانِ قُطْنًا'' اس مثال میں جریبان اسم تام مبہم ہے اور ایسی مقدار ہے جس کو ناپ کر معلوم کیا جاتا ہے۔ قطنا نے اس ابہام کو رفع کر دیا گیا۔

**۵۔ تمییز از مفرد مقداری مقیاسی:** وہ نکرہ ہے جو ایسی مقدار سے ابہام کو دور کرے جو مقدار اندازہ سے معلوم ہوتی ہے جیسے ''وَعَلَی التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْدًا'' (کھجور پر اس کی مثل ہے ازروئے مکھن کے) اس مثال میں مثلھا اسم تام مبہم ہے اور ایسی مقدار ہے جس کو اندازہ سے معلوم کیا جاتا ہے تو زبدا نے اس ابہام کو رفع کر دیا ہے۔ یہ تمام تر تفصیل جو اوپر بیان ہوئی اس میں تمییز غیر مقدار سے نہیں بلکہ تمییز مقدار ہے۔

**٦۔ تمییز از مفرد غیر مقداری:** مصنفؒ نے تمییز کی اس قسم کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ''وقد یکون عن غیر مقدار'' یعنی کبھی کبھی تمییز غیر مقدار سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تمییز وہ نکرہ ہے جو ایسے مفرد سے ابہام کو دور کرے جو کہ مقداری نہیں یعنی اسکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا جیسے هٰذَا خَاتَمٌ حَدِیْدًا وَسَوَارٌ ذَهَبًا۔ ان دونوں مثالوں میں خاتم اور سوار اسم تام مبہم ہیں لیکن غیر مقدار ان میں ابہام ہے تو حدیدا اور ذھبا جو کہ نکرہ ہیں نے آکر اس ابہام کو رفع کیا (یعنی یہ انگوٹھی ہے ازروئے لوہے کے اور کنگن ہے ازروئے سونے کے)۔

**۷۔ تمییز از جملہ:** یہ قسم بھی تمییز کی ہے اس کو مصنفؒ نے **وقد یقع بعد الجملہ الخ** سے بیان فرمایا ہے کہ کبھی وہ نکرہ جو ابہام کو رفع کرنے کیلئے لایا جاتا ہے تمییز کہلاتا ہے جو ابہام جملہ میں جو نسبت ہوتی ہے اس میں ہوتا ہے تو وہ تمییز اس کو رفع کرنے کیلئے لائی جاتی ہے جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْساً (زید از روئے نفس کے اچھا ہے) اس مثال میں نفسا نکرہ ہے تمییز واقع ہو رہا ہے جو کہ جملہ طاب زیدٌ کے بعد ہے اور اس جملہ میں جو نسبت ہے اس میں ابہام ہے اور نفسا اس کو رفع کر رہا ہے۔ اس لئے کہ طاب کی جو زید کی طرف نسبت ہے کہ زید اچھا ہوا اب معلوم نہیں زید کس اعتبار سے اچھا ہوا تو نفسا نے اس کو دور کیا کہ وہ نفس کے اعتبار سے اچھا ہے۔ اسی طرح طَابَ زَیْدٌ عِلْماً اور طَابَ زَیْدٌ اَبًا میں علما اور ابا نکرہ ہیں اور تمییز واقع ہو رہے ہیں اور طَابَ زَیْدٌ کی نسبت میں جو ابہام ہے اسکو دور کر رہے ہیں۔

فائدہ: اصل بات یہ ہے کہ تمییز مقدار سے ابہام کو رفع نہیں کرتی، بلکہ مقدرات سے ابہام کو رفع کرتی ہے۔ عشرون، قفیزان، مَنَوَانِ، مخصوص معانی کے لئے وضع کیے گئے ہیں جن میں کوئی ابہام نہ ہے۔ البتہ ان کے مصادیق میں ابہام ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مقدار بمعنی مُقَدَّر ہے۔

## البحث الثالث فی تحقیق اعراب تمییز عَن مفرد غیر مقدار (وَفِیْهِ الْخَفْضُ اَکْثَرُ):

اس عبارت میں اس تمییز کے اعراب کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ مفرد غیر مقدار سے ابہام کو رفع کرتا ہے چنانچہ فرمایا کہ اصل تو اس میں یہ ہے کہ یہ تمییز بھی منصوب ہو لیکن اکثر استعمال اسکا یہ ہے کہ مجرور ہوتی ہے کیونکہ اس صورت میں تمییز مضاف الیہ ہوگی اور اسکا ماقبل یعنی ممیّز مضاف ہوگا۔ اور اس سے بھی رفع ابہام ہو جائے گا جیسے هٰذَا خَاتَمُ حَدِیْدٍ وَسِوَارُ ذَهَبٍ۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ تمییز کی تعریف لکھیں اور اقسام کو امثلہ سے واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الاول والثانی) ۲۔ (تمییز از غیر مقدار کے اعراب کی تحقیق ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ تمییز از جملہ کسے کہتے ہیں مثال سے واضح کریں۔ (دیکھئے نمبر شمار نمبر ۷ تمییز از جملہ) ۴۔ تمییز از مفرد مقداری، مساحتی کو مثال سے واضح کریں۔ (دیکھئے نمبر ۴ تمییز از مفرد مقداری مساحتی)

# اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِی الْمُسْتَثْنٰی

**فَصْلٌ۔ اَلْمُسْتَثْنٰی لَفْظٌ یُذْکَرُ بَعْدَ اِلَّا وَاَخَوَاتِهَا لِیُعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُنْسَبُ اِلَیْهِ مَا نُسِبَ اِلٰی مَا قَبْلَهَا[1] وَهُوَ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُتَّصِلٌ[2] وَهُوَ مَا اُخْرِجَ عَنْ مُتَعَدِّدٍ بِاِلَّا وَاَخَوَاتِهَا نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً[3] وَ مُنْقَطِعٌ وَهُوَ الْمَذْکُوْرُ بَعْدَ اِلَّا وَاَخَوَاتِهَا غَیْرَ مُخْرَجٍ عَنْ مُتَعَدِّدٍ لِعَدَمِ دُخُوْلِهٖ فِی الْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً[4]۔**

**ترجمۃ:** مستثنٰی وہ لفظ ہے جو الّا اور اس کے اخوات کے بعد ذکر کیا جاتا ہے اس بات کو معلوم کرنے کیلئے کہ شان یہ ہے کہ اس

---

نحوی ترکیب: (۱) المستثنٰی مبتداء لفظ موصوف یذکر فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل بعد ظرف مضاف الا بتاویل ھذا اللفظ معطوف علیہ واؤ عاطفہ اخواتھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ بعد مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یذکر فعل مجہول کا لام تعلیلیہ یعلم فعل مضارع مجہول اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر شان اسم ان کا۔ لاینسب فعل مضارع مجہول الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق لا یُنْسَبُ کے ما موصولہ نُسِبَ فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل الی ماقبلھا جار مجرور ظرف لغو متعلق نُسِبَ کے، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر نائب الفاعل، فعل مضارع مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر اَنّ کی اَنّ اپنے اسم وخبر سے سے ملکر بتاویل مفرد نائب الفاعل یعلم کا، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل سے ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یذکر کے فعل مجہول اپنے نائب فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کی طرف وہ حکم نہیں منسوب ہوتا جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب ہے اور وہ دو قسم پر ہے۔ ایک متصل اور وہ وہ ہے جو الاّ اور اس کے اخوات کے ذریعہ متعدد سے نکالا جائے جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلاَّ زَیْداً اور دوسرا منقطع ہے اور وہ وہ ہے جو کہ الاّ اور اس کے اخوات کے بعد مذکور ہو دراں حالیکہ متعدد سے نہ نکالا گیا ہو بوجہ اس کے مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہونے کے جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلاَّ حِمَاراً۔

**خُلَاصَۃُ المَبَاحِث:** منصوبات کی آٹھویں فصل مستثنیٰ کے بیان میں ہے اور یہ فصل پانچ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ مستثنیٰ کی تعریف (لَفْظٌ یُذْکَرُ ......مَا قَبْلَهَا) ۲۔ مستثنیٰ کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَهُوَ عَلٰی ......اِلاَّ حِمَاراً) ۳۔ مستثنیٰ کے اعراب کی اقسام (واعْلَمْ ......وَحَاشَا زَیْدٍ) ۴۔ غیر کا اعراب (وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ ......بِغَیْرِ زَیْدٍ) ۵۔ لفظ "غیر" اور "اِلاَّ" کے درمیان فرق (وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَةَ غَیْرَ ......اِلاَّ اللّٰہُ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المستثنیٰ (لَفْظٌ یُذْکَرُ ......مَا قَبْلَهَا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مستثنیٰ کی تعریف کو ذکر کیا ہے۔ لغت میں مستثنیٰ باب استفعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے استثناء کا معنی نکالنا یا پھیرنا اور مستثنیٰ کا معنی نکالا ہوا یا پھیرا ہوا اور اصطلاح میں مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الاّ و راس کے اخوات و مشابہات کے بعد ذکر کیا جائے اس بات کو بتلانے کیلئے کہ جو حکم اِلاّ اور اس کے اخوات کے ماقبل کی طرف ہے اس (مستثنیٰ) کی طرف وہ حکم منسوب نہیں ہے۔ جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلاَّ زَیْداً اس مثال میں زیداً مستثنیٰ ہے الا کے بعد مذکور ہے اور یہ بتلا رہا ہے کہ جو حکم مجیئت کا قوم (جو کہ الاّ اور اس کے اخوات کا ماقبل ہے) کی طرف منسوب ہے وہ زید کی طرف نہیں ہے۔ الاّ کے اخوات دس ہیں، جو کہ یہ ہیں خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، حاشا، لیس، لا یکون، سواء، سوی، غیر ان کے ماقبل کو مستثنیٰ منہ اور مابعد کو مستثنیٰ کہتے ہیں۔

### البحث الثانی فی اقسام المستثنیٰ مع تعریف کل قسم والتوضیح بالمثال (وَهُوَ عَلٰی ......اِلاَّ حِمَاراً):

اس عبارت میں دوسری بحث مستثنیٰ کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت کو بیان کیا گیا ہے۔ مستثنیٰ کی دو

---

(۲) واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء علی قسمین جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ متصل خبر مبتداء محذوف احدھما یا بدل از قسمین یا مفعول بہ فعل اعنی کا۔

(۳) واؤ استنافیہ ھو ضمیر مبتداء ما موصولہ اخرج فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل عن جار متعدد مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اخرج کے باء جار الاّ معطوف علیہ واؤ عاطفہ اخواتھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اخرج کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

(۴) واؤ عاطفہ منقطع معطوف متصل معطوف علیہ، جملہ معطوفہ ہوا۔ واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء ال بمعنی الذی موصول مذکور صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل ذوالحال بعد الا واخواتھا بشرح سابق مفعول فیہ غیر مضاف مخرج اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل عن متعدد جار مجرور ظرف لغو متعلق مخرج کے، لام جار دخولہ مضاف مضاف الیہ فی جار المستثنیٰ منہ مجرور ظرف لغو متعلق دخولہ کے مضاف اپنے مضاف الیہ سے و متعلق سے ملکر مضاف الیہ عدم کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مخرج کے صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ ملکر حال ہوا ذوالحال کا ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب الفاعل مذکور کا، صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

قسمیں ہیں ۱۔متصل ۲۔منقطع، مستثنیٰ متصل وہ اسم ہے جس کو اِلّا اور اس کے اخوات کے ذریعے مستثنیٰ منہ کے حکم سے نکالا گیا ہو اور وہ اس میں پہلے داخل تھا۔ جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً (قوم میرے پاس آئی مگر زید) اس مثال میں زیداً مستثنیٰ متصل ہے اور القوم مستثنیٰ منہ ہے اور زید الا سے پہلے مجیئت کے حکم میں قوم کے ساتھ شریک تھا پھر اِلَّا کے ذریعہ سے اس کو اس حکم سے نکالا گیا ہے۔

مستثنیٰ منقطع وہ اسم ہے جو اِلَّا اور اس کے اخوات کے بعد ہو اور اس کو متعدد سے نہ نکالا گیا ہو کیونکہ وہ مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہیں تھا پھر عام ہے کہ وہ مستثنیٰ منہ کی جنس سے تھا یا نہیں اول کی مثال کہ مستثنیٰ مستثنیٰ منہ کی جنس سے تھا لیکن اس میں داخل نہ تھا جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا اس مثال میں زیداً اس وقت مستثنیٰ منقطع ہوگا جب قوم سے مراد وہ جماعت ہو جس میں زید داخل نہ ہو۔ اگر قوم سے مراد وہ جماعت ہے جس میں زید داخل ہے تو یہ مستثنیٰ متصل ہوگا۔ مستثنیٰ کے مستثنیٰ منہ کی جنس نہ ہونے کی مثال جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً اس مثال میں حماراً مستثنیٰ منقطع ہے کیونکہ وہ القوم میں داخل نہیں تھا کہ اسے متعدد سے نکالا گیا ہو۔ اور نہ ہی القوم کی جنس سے ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ الْمُسْتَثْنٰی عَلٰی اَرْبَعَةِ اَقْسَامٍ[1] فَاِنْ کَانَ مُتَّصِلاً وَقَعَ بَعْدَ اِلَّا فِی کَلَامٍ مُوْجَبٍ اَوْ مُنْقَطِعًا کَمَا مَرَّ اَوْ مُقَدَّمًا عَلَی الْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ نَحْوُ مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْداً اَحَدٌ اَوْ کَانَ بَعْدَ خَلَا وَعَدَا عِنْدَ الْاَکْثَرِ اَوْ بَعْدَ مَا خَلَا وَمَا عَدَا وَلَیْسَ وَلَا یَکُوْنُ نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا الخ کَانَ مَنْصُوْبًا[2] وَاِنْ کَانَ بَعْدَ اِلَّا فِی کَلَامٍ غَیْرِ مُوْجَبٍ وَهُوَ کُلُّ کَلَامٍ یَکُوْنُ فِیْهِ نَفْیٌ وَنَهْیٌ وَاِسْتِفْهَامٌ وَالْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ مَذْکُوْرٌ یَجُوْزُ فِیْهِ الْوَجْهَانِ اَلنَّصْبُ وَالْبَدَلُ عَمَّا قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلَّا زَیْداً وَاِلَّا زَیْدٌ[3] وَاِنْ کَانَ مُفَرَّغًا بِاَنْ یَکُوْنَ بَعْدَ اِلَّا فِی کَلَامٍ غَیْرِ مُوْجَبٍ وَالْمُسْتَثْنٰی مِنْهُ غَیْرُ مَذْکُوْرٍ کَانَ اَعْرَابُهٗ بِحَسْبِ الْعَوَامِلِ تَقُوْلُ مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَأَیْتُ اِلَّا زَیْداً وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ[4] وَاِنْ کَانَ بَعْدَ غَیْرَ وَسِوٰی وَسَوَاءَ وَحَاشَا عِنْدَ الْاَکْثَرِ کَانَ مَجْرُوْراً نَحْوُ جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَسِوٰی زَیْدٍ وَسَوَاءَ زَیْدٍ وَحَاشَا زَیْدٍ[5].

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ مستثنیٰ کا اعراب چار اقسام پر ہے پس اگر وہ مستثنیٰ متصل ہو اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو یا منقطع ہو جیسا کہ گذر ا یا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو جیسے مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ یا خلا کے بعد اور عدا کے بعد اکثر کے نزدیک ہو یا ماخلا

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل اَنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل اعراب المستثنیٰ مضاف مضاف الیہ ملکر ان کا اسم علی جار اربعۃ اقسام مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے ان کی، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر قائمقام دو مفعول اعلم کے، اعلم فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) فا تفصیلیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم متصلا موصوف وقع فعل ماضی معلوم ھو ضمیر فاعل بعد مضاف الا بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ جار کلام موصوف موجب صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق وقع کے، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر کان۔ ہو کر معطوف علیہ اور عاطفہ منقطعا معطوف او عاطفہ مقدما علی المستثنیٰ منہ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ کان بعد خلا وعدا الخ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم منصوبا خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

اور ماعدا اور لیس لا یکون کے بعد ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ خَلا زَیْداً الخ تو منصوب ہوگا۔

اور اگر وہ مستثنیٰ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور وہ کلام غیر موجب ہر وہ کلام ہے جس میں نفی نہی اور استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہوں گی ایک منصوب ہونا دوسرا ماقبل سے بدل بنانا جیسے ما جاء نی احدٌ اِلَّا زیداً و اِلَّا زیدٌ اور اگر وہ مستثنیٰ مفرغ ہو بایں طور کہ الّا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو۔ اور مستثنیٰ منہٗ مذکور نہ ہو۔ تو اس کا اعراب عوامل کے موافق ہوگا تو کہے گا مَا جَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَأیْتُ اِلَّا زَیْداً وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔ اور اگر وہ مستثنیٰ غیر اور سویٰ اور سواء اور اکثر کے نزدیک حاشا کے بعد ہو تو مجرور ہوگا جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیرُ زَیْدٌ الخ۔

## تشریح: البحث الثالث فی اقسام اعراب المستثنیٰ (وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ ......وَحَاشَا زَیْدٍ):

اس عبارت میں مستثنیٰ کے اعراب کی اقسام کو بیان کیا گیا ہے کہ مستثنیٰ کے اعراب کی چار قسمیں ہیں ۱۔منصوب ۲۔ ماقبل سے بدل بنانا اور منصوب پڑھنا دونوں جائز ۳۔عامل کے مطابق ۴۔مجرور پڑھنا۔

**مستثنیٰ کے اعراب کی اول قسم:** جو کہ منصوب ہونا ہے تقریباً نو قسم کے مستثنیٰ پر جاری ہوتا ہے جس کو مصنف نے اپنے قول ' فَاِنْ کَانَ مُتَّصِلًا سے کَانَ مَنْصُوْبًا تک بیان فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ ۱۔اگر مستثنیٰ متصلا ہو اور الا کے بعد واقع ہو اور کلام موجب ہو جیسے جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْداً اس میں زیداً الّا کے بعد واقع ہے اور کلام بھی موجب ہے اور مستثنیٰ متصلا ہے۔

۲۔مستثنیٰ اگر منقطع ہو جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَاراً۔ اس مثال میں بھی حماراً منصوب ہے جو کہ مستثنیٰ منقطع ہے۔

۳۔مستثنیٰ جب مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو منصوب ہوگا جیسے مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ اس مثال میں احدٌ مستثنیٰ منہ ہے اور اس سے پہلے اِلَّا زَیْداً مستثنیٰ مذکور ہے۔

---

(۳) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم ذوالحال بعدالاّ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ کان کا۔ فی جار کلام موصوف غیر موجب مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا خبر کان، کان اپنے اسم وخبر اور مفعول فیہ سے ملکر شرط۔ ھو ضمیر مبتداء کل مضاف کلام موصوف یکون فعل ناقص فیہ خبر مقدم نفی ونہی واستفہام معطوفات ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ حالیہ ہوا ضمیر کان جو کہ اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط ہے۔ یجوز فعل مضارع معلوم فیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق یجوز الوجھان مبدل منہٗ النصب والبدل عنھما بدل۔ مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

(۴) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم کان، مفرّغا صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل ذوالحال باجارہ ان مصدریہ یکون فعل ناقص ھو ضمیر اسم بعدالاّ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ کان کافی جار کلام موصوف غیر موجب مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ خبر ہے یکون کی، یکون اپنے اسم وخبر اور مفعول فیہ سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مفرّغا کے واؤ حالیہ، المستثنیٰ منہ مبتداء غیر مذکور مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر نائب الفاعل، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط۔ کان فعل ناقص اعرابہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم کان۔ باء جار حسب مضاف العوامل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ خبر ہے، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)۔

۴، ۵، ۶، ۷۔ مستثنیٰ خلا یا عدا کے بعد ما خلا یا ماعدا کے بعد واقع ہو تو بھی منصوب ہوگا اسی طرح ۸، ۹ لیس کے بعد بھی اور لا یکون کے بعد منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نِیُ الْقَوْمُ خَلاَ زَیْداً الخ۔

**فائدہ:** مذکورہ بالا نو اقسام میں سے اول تین قسمیں اس لئے منصوب ہیں کہ مستثنیٰ فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہے نیز ان مواضع میں مستثنیٰ ما قبل سے بدل بننے کا احتمال بھی نہیں رکھتا کہ مبدل منہ والا اعراب جاری کیا جائے اور سوائے نصب کے کوئی اور صورت نہیں ہے۔

خلا، عدا کے بعد اکثر نحویوں کے نزدیک مستثنیٰ منصوب اس لئے ہے کہ ان کے نزدیک یہ دونوں فعل ہیں جیسے خَلاَ یَخْلُوْ خُلُوّاً، عَدَا یَعْدُوْ عُدُوّاً بمعنی تجاوز کرنا اور ان کا فاعل ھو ضمیر ہے جو ان میں مستتر ہے جو ما قبل والے فعل کے مُصدر کی طرف لوٹتی ہے اور ان کے مابعد مستثنیٰ مفعول بہ ہونے کی بناء پر منصوب ہوگا۔ ماخلا اور ماعدا کے بعد مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں کلمہ ما مصدر یہ ہے جو فعل کے ساتھ خاص ہے لہٰذا ماخلا اور ماعدا فعل ہونگے الخ (بقیہ تفصیل وہی ہے جو خلا اور عدا میں گذری)۔

لیس اور لا یکون کے بعد مستثنیٰ کے منصوب ہونے کا سبب یہ ہے کہ دونوں افعال ناقصہ میں سے ہیں ان کا اسم استثناء کی بحث میں ہمیشہ ضمیر مستتر ہوگا جو ما قبل والے فعل کے اسم فاعل کی طرف لوٹتی ہے اور ان کا مابعد جو کہ مستثنیٰ ہے وہ ان کی خبر ہونے کی بناء پر منصوب ہوتا ہے۔ پھر یہ دونوں مستثنیٰ منہ سے حال ہو کر محلاً منصوب ہوں گے۔

<u>مستثنیٰ کے اعراب کی دوسری قسم</u>: ''کہ مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا بھی جائز اور مستثنیٰ منہ سے بدل البعض بنانا بھی جائز'' یہ اس وقت ہوگا جب مستثنیٰ اِلَّا کے بعد واقع ہو کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو جس کو مصنفؒ نے وَاِنْ کَانَ بَعْدَ اِلاَّ سے وَاِلاَّ زَیْدٌ تک بیان فرمایا۔ کلام غیر موجب وہ کلام ہے جس میں حرف نفی، نہی، استفہام ہو۔ مستثنیٰ کے اعراب کی اس قسم میں دو وجہیں اس بناء پر جائز ہیں کہ نصب کی صورت میں مستثنیٰ متصل ہے اور فضلہ ہونے میں مفعول بہ کے مشابہ ہونے کی بناء پر منصوب ہے اور دوسری صورت میں مستثنیٰ بدل البعض ہے مستثنیٰ منہ سے اور بدل مقصود ہے اور یہ وجہ پہلی سے راجح ہے۔ جیسے مَاجَاءَ نِیْ اَحَدٌ اِلاَّ زَیْداً و اِلاَّ زَیْدٌ، اس مثال میں اول صورت نصب کی ہے اور ثانی صورت میں بدل کی وجہ سے مرفوع ہے کیونکہ مبدل منہ مرفوع ہے جو کہ احدٌ ہے۔

<u>مستثنیٰ کے اعراب کی تیسری قسم</u> ''کہ مستثنیٰ مفرغ ہو'' یعنی وہ مستثنیٰ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس وقت مستثنیٰ عامل کے مطابق ہوگا کیونکہ عامل مستثنیٰ منہٗ کے نہ ہونے کی وجہ سے مستثنیٰ کیلئے فارغ ہوگا اسی وجہ سے اس کو مفرغ کہتے ہیں۔ یہ قسم اس وقت متحقق ہوگی جب مستثنیٰ اِلاَّ کے بعد واقع ہو کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو مستثنیٰ پر اعراب بحسب العوامل ہوگا یعنی اگر عامل رافع ہوگا تو مستثنیٰ مرفوع ہوگا جیسے مَاجَاءَ نِی اِلاَّ زَیْدٌ اس مثال میں جاء عامل رافع کی وجہ سے زیدٌ مستثنیٰ مرفوع ہے، اور اگر عامل ناصب ہوگا تو منصوب ہوگا جیسے مَارَأَیْتُ اِلاَّ زَیْداً اس مثال میں بھی عامل ناصب رأیت کی وجہ سے زیداً مستثنیٰ منصوب ہے۔ اور اگر عامل جارہ ہے تو مستثنیٰ

---

(۵) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم بعد مضاف غیر معطوف علیہ واؤ عاطفہ سویٰ معطوف الخ معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر ظرف ہو کر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط۔ کان فعل ناقص ھو ضمیر اسم مجرورا خبر کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی گئی ہے) ظفر۔

مجرور ہوگا جیسے مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ اس مثال میں عامل جارہ باء کی وجہ سے زید مستثنیٰ مجرور ہے۔

مستثنیٰ کے اعراب کی چوتھی قسم کہ مستثنیٰ مجرور ہوگا یہ اس وقت ہے کہ جب مستثنیٰ غیر، سوای، سواء کے بعد ہو اور اگر حاشا کے بعد واقع ہو تو اکثر نحویوں کے نزدیک مجرور ہوگا۔ اول تینوں کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے مجرور اس لئے ہوگا کیونکہ یہ تینوں مضاف ہیں تو مستثنیٰ مضاف الیہ ہوگا اور مضاف الیہ مجرور ہوتا ہے۔ اور حاشا کے بعد مستثنیٰ مجرور اس لئے ہے کہ حاشا اکثر نحویوں کے نزدیک حروف جارہ سے ہے تو حرف جر کا مدخول مجرور ہوتا ہے لہٰذا حاشا کے بعد مستثنیٰ مجرور ہوگا لیکن بعض نحوی اس کو فعل کہتے ہیں اس وقت اس کے بعد مستثنیٰ ماعدا اور ماخلا کی طرح منصوب ہوگا۔ جس کی مکمل تفصیل ماقبل میں گذر چکی ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ اَعْرَابَ غَيْرَ كَاِعْرَابِ الْمُسْتَثْنٰى بِاِلَّا تَقُوْلُ جَاءَنِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرَ حِمَارٍ وَمَاجَاءَ نِيْ غَيْرَ زَيْدٍ الْقَوْمُ وَمَا جَاءَنِيْ اَحَدٌ غَيْرَ زَيْدٍ وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَنِيْ غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ.**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ غیر کا اعراب اس مستثنیٰ کے اعراب کی طرح ہے جو الا کے ساتھ ہوتا ہے تو کہے گا جَاءَ نِي الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ الخ۔

## تشریح: البحث الرابع فی اعراب "غیر" (وَاعْلَمْ اَنَّ اِعْرَابَ...... بِغَيْرِ زَيْدٍ):

اس عبارت میں مصنف "مستثنیٰ کے اعراب سے فارغ ہو کر غیر کے اعراب کو بتلاتے ہیں کیونکہ یہ اسم متمکن ہے اس کو اعراب کی ضرورت ہے بخلاف الّا کے کہ وہ حرف ہونے کی وجہ سے اعراب کو قبول نہیں کرتا خلا، عدا، ماخلا، ماعدا، لیس، فعل ماضی ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں اور مبنی اعراب کو قبول نہیں کرتا، سوای، سواء ظرف ہونے کی وجہ سے لازم النصب ہیں اور کلمہ لا یکون فعل مضارع ہے بحسب العوامل اعراب دیا جائے گا اور حاشا اکثر کے نزدیک حرف جر ہونے کے باعث مبنی ہے اعراب کو قبول نہیں کرتا۔ لہٰذا غیر کے اعراب کو بیان کرنا مناسب تھا اس وجہ سے اس کو ذکر کیا جاتا ہے۔ کلمہ غیر جب باب استثناء میں مستعمل ہو نہ کہ صفت میں (کیونکہ اس وقت اس پر موصوف والا اعراب ہوگا) تو اس کے اعراب کی تفصیل ہے جو کہ حسب ذیل ہے کہ اس کا اعراب مستثنیٰ بالّا والا ہوگا یعنی جن صورتوں میں مستثنیٰ الّا کے بعد واقع ہوتا ہے اور اس پر جو اعراب ہوتا ہے اگر انہی صورتوں میں الّا کے بجائے غیر کو لایا جائے تو وہی مستثنیٰ والا اعراب غیر پر آ جائے گا۔ اور مستثنیٰ غیر کی وجہ سے مجرور ہو جائے گا چونکہ مستثنیٰ کلام موجب میں الا کے بعد واقع ہو۔ تو منصوب ہوتا ہے لہٰذا الّا کی بجائے جب غیر آ گیا تو اس نے مستثنیٰ کو مجرور بنا کر اس کے اعراب کو خود قبول کر لیا جیسے جَاءَ نِيْ الْقَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ اسی طرح جب مستثنیٰ منقطع جب الّا کے بعد واقع ہو تو منصوب ہوتا ہے تو غیر کو الّا کی جگہ لانے سے مستثنیٰ مجرور ہو جائے گا اور غیر کا کلمہ منصوب پڑھا جائیگا جیسے

---

نحوی ترکیب: واؤ استنافیہ اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل اعراب مضاف غیر مضاف الیہ مجرور تقدیراً۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم ہوا انّ کا، کاف جار اعراب مضاف ال موصول بمعنی الذی مستثنیٰ صیغہ صفت اسم مفعول ہو ضمیر نائب الفاعل باجار الّا بتاویل ھذا اللفظ مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مستثنیٰ، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ اعراب مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت کے خبر انّ کی۔ انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ مَاجَاءَ نِیْ غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ ، مستثنٰی کے مقدم ہونے کی مثال ہے چونکہ مستثنٰی بالاّ جب مقدم ہو مستثنٰی منہ پر تو وہ منصوب ہوتا ہے لہٰذا یہاں غیر منصوب ہوگا۔ مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ ، غَیْرُ زَیْدٍ۔ مستثنٰی الا کے بعد کلام غیر موجب ہو اور مستثنٰی منہ مذکور ہو تو نصب بھی جائز ہے اور بدل بھی جائز ہے تو یہاں بھی غیر کو منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور احدٌ سے بدل بنا کر مرفوع بھی پڑھا جاسکتا ہے۔ ماجاء نی غیرُ زیدٍ، مارأیت غیرَ زیدٍ مَامَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ، اس مثال میں مستثنٰی مفرغ الاّ کے بعد کلام غیر موجب کی مثال ہے چونکہ اس صورت میں مستثنٰی بالاّ معرب بحسب العوامل ہوتا ہے لہٰذا یہاں لفظ غیر بھی بحسب العوامل ہوگا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَةَ غَیْرَ مَوْضُوْعَةٌ لِلصِّفَةِ[1] وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلْاِسْتِثْنَاءِ كَمَا اَنَّ لَفْظَةَ اِلَّا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاِسْتِثْنَاءِ[2] وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ[3] كَمَا فِیْ قَوْلِهِ تَعَالٰی لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اَیْ غَیْرُ اللّٰهِ وَ كَذٰلِكَ قَوْلُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[4]۔

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ لفظ غیر کبھی کبھی صفت کیلئے وضع کیا گیا ہے اور کبھی کبھی استثناء کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ لفظ الاّ استثناء کیلئے موضوع ہے اور کبھی کبھی صفت کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ اور اسی طرح تیرا کہنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے)

---

نحوی ترکیب: ۔ (۱) واؤ عاطفہ اعلم صیغہ امر حاضر معلوم فعل بافاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظۃ غیر مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا ان کا موضوعۃ صیغہ صفت اسم مفعول ھی ضمیر نائب الفاعل للصفہ جار مجرور ظرف لغو متعلق موضوعۃ کے، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲) واؤ استنافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل ہے۔ تستعمل فعل مضارع مجہول ھی ضمیر نائب الفاعل للاستثناء جار مجرور ظرف لغو متعلق تستعمل کاف مثلیہ جارہ ما مصدریہ ان حرف از حروف مشبہ بالفعل لفظۃ مضاف لاّ بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ان۔ موضوعۃ صیغہ صفت ھی ضمیر نائب الفاعل للاستثناء جار مجرور ظرف لغو متعلق موضوعۃ صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تستعمل کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل تستعمل فعل مضارع مجہول ھی ضمیر مستتر نائب الفاعل لام جار صفۃ مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تستعمل کے۔ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) کاف مثلیہ جارہ ما موصوفہ فی جارہ قول مضاف ہ ضمیر ذوالحال تعالیٰ حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر قول، لَو حرف شرط کان فعل ناقص فیھما جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے خبر مقدم الھۃ موصوف الاّ بمعنی غیر مضاف اللہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم کان کا۔ کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط، لام برائے تاکید فسدتا فعل فاعل ملکر جزاء شرط جزاء ملکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ صفت ہے ما موصوفہ کی۔ موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ کاف جار ذٰ لک موصوف قو لک مضاف مضاف الیہ ملکر قول لانفی جنس الٰہ اسم موصوف الا اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر اسم لا کا موجود خبر محذوف لانفی جنس کا اپنے اسم وخبر سے ملکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر صفت یا مشارٌ الیہ، موصوف یا اسم اشارہ اپنے مشارٌ الیہ یا صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف مستقر متعلق مثلث، مثلث فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا یا ظرف مستقر متعلق ثابت کے جو کہ خبر ہے مثلہ مبتداء محذوف کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

## تشریح: البحث الخامس فی الفرق بین لفظ اِلّا وغیر (وَاعْلَمْ اَنَّ لَفْظَةَ ...... اِلَّا اللّٰہ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے لفظ غیر اور اِلّا کے درمیان اصل اور فرع کے اعتبار سے فرق کو بیان کیا ہے کہ لفظ غیر میں اصل تو یہ ہے کہ یہ ماقبل کی صفت واقع ہو جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ (میرے پاس ایسا مرد آیا جو زید کا غیر ہے) اس مثال میں رَجُلٌ موصوف ہے اور غیر زید مضاف مضاف الیہ ملکر صفت ہے اور یہ استعمال کلام میں بہت ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کلمۂ غیر کو الا کے معنی میں کر کے استثناء کے معنی مراد لئے جاتے ہیں جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، اس مثال میں غیر زید کو ماقبل القوم کی صفت بنانا درست نہیں ہے کیونکہ موصوف وصفت کے درمیان تعریف وتنکیر کے اعتبار سے مطابقت شرط ہے اور یہاں القوم معرفہ ہے اور غیر اگرچہ معرفہ کی طرف مضاف ہے مگر توغل فی الابہام کی وجہ سے نکرہ ہی ہے یعنی اس میں اتنا گہرا ابہام ہے کہ معرفہ کی طرف مضاف ہو کر بھی معرفہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا غیر زید القوم کی صفت نہیں بن سکتا تو غیر الا کے معنی میں ہوگا۔

جس طرح کہ اِلّا کا اصل یہ ہے کہ واضع نے اس کو استثناء کیلئے وضع کیا ہے مگر کبھی اِلّا کو غیر کے معنی میں محمول کر کے ماقبل کی صفت بھی بنا سکتے ہیں۔ چونکہ الا حرف ہے تو غیر جب الا کے معنی میں ہوگا تو حرف ہونے کی وجہ سے اس پر اعراب نہ ہوگا سوائے اس اعراب کے جو الا کے بعد مستثنیٰ کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد لَوْ كَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَ تَا، اور اسی طرح لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ ان میں الا بمعنی غیر کے ہے۔ اور الھۃ اور الٰہ موصوف ہیں اور یہ (اِلّا) ان کی صفت ہے۔ کیونکہ اس جگہ استثناء نہیں ہوسکتا وجہ یہ ہے۔ کہ استثناء متصل بنائیں گے یا منقطع اگر متصل بناتے ہیں تو جن معبودوں کی لا الٰہ میں نفی ہو رہی ہے ان سے مراد الھۃ محققہ ہونگے تا کہ اللہ ان میں داخل ہو پھر ان سے اللہ کا استثناء کیا جائے۔ تو اس صورت میں الٰہ کا متعدد ہونا لازم آئے گا جو کہ توحید کے منافی ہے اور اگر استثناء منقطع بنائیں تو الھۃ سے الھۃ باطلہ مراد ہونگے تو لا الٰہ سے باطلہ کی نفی ہوگئی اور اس سے الھۃ محققۃ کی نفی لازم نہ آئی تو توحید جو مطلوب ومقصود ہے حاصل نہ ہوئی تو معلوم ہوا اس جگہ الا اپنے اصل معنی میں نہیں بلکہ غیر کے معنی میں ہو کر اسکا مابعد ماقبل کیلئے صفت ہوا۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ غیر کا اصل صفتی ہونا اور خلاف اصل استثنائی ہونا معلوم ہوا اور الا کا اصل استثنائی ہونا اور خلاف اصل صفتی ہونا معلوم ہوا چنانچہ کلمہ غیر صفت اصلاً واستثناء فرعاً اور کلمۂ اِلّا استثناء اصلاً وصفۃً فرعاً۔ یعنی کلمہ غیر اصل کے لحاظ سے صفتی اور فرع کے اعتبار سے استثنائی ہے جس طرح اِلّا اصل کے لحاظ سے استثنائی اور فرع کے اعتبار سے صفتی ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ا۔ مستثنیٰ متصل ومنقطع کی تعریف کریں اور امثلہ سے وضاحت بھی کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی)
۲۔ مستثنیٰ کے اعراب کی اقسام مع المثال لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ کلام موجب اور غیر موجب میں فرق کو واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔ غیر کا اعراب بیان کر کے اور غیر کا فرق بھی لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع والخامس)

# اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِیْ خَبَرِ کَانَ وَاَخَوَاتِهَا

فَصْلٌ خَبَرُ کَانَ وَاَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نحوُ کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا[1] وَحُکْمُهٗ کَحُکْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَاءِ اِلَّا اَنَّهٗ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُهٗ عَلٰی اَسْمَائِهَا مَعَ کَوْنِهٖ مَعْرِفَةً[2] بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَاءِ نَحْوُ کَانَ الْقَائِمُ زَیْدٌ[3]۔

**ترجمة:** کان اور اس کے اخوات کی خبر وہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے جیسے کان زید قائما اور اس کا حکم مبتداء کے خبر کے حکم کی طرح ہے مگر تحقیق شان یہ ہے کہ اس کی تقدیم ان کے اسماء پر جائز ہوتی ہے باوجود اس کے معرفہ ہونے کے بخلاف مبتداء کی خبر کے جیسے کان القائم زیدٌ۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل منصوبات کی نویں فصل ہے اور منصوبات کی نویں قسم خبر کان اور اس کے اخوات کے بیان میں ہے۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ ا۔کان اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف اور مثال سے وضاحت (هُوَ الْمُسْنَدُ ...... قَائِمًا) ۲۔کان اور اس کے اخوات کی خبر کا حکم (وَحُکْمُهٗ ...... المبتداء) ۳۔مبتداء کی خبر اور کان اور اسکے اخوات کی خبر کے درمیان فرق (اِلَّا اَنَّهٗ یَجُوْزُ ...... زیدٌ)

**تشریح:** **البحث الاول فی التعریف مع التوضیح بالامثلة** (هُوَ الْمُسْنَدُ ...... قَائِمًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کان اور اس کے اخوات کی خبر کی تعریف ذکر کی ہے کہ کان اور اسکے اخوات کی خبر ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوگی۔اس تعریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ وہ مسند ہوگی دوسرا ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوگی۔جیسے کان زیدٌ قائما اس مثال میں قائما کان کی خبر ہے اور مسند ہے کان کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) خبر مضاف کان معطوف علیہ اخواتھا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء، ھو ضمیر غائب مبتداء المسند میں ال اسم موصول بمعنی الذی مسند صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل بعد ظرف مضاف دخولھا مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل و مفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ھو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترکیب مثال کی واضح ہے)۔

(۲) واؤ استنافیہ حکمہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء کاف مشبہ جار حکم مضاف خبر المبتداء مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ حکم مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابت محذوف کے۔ اِلَّا استثنائیہ اَنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر شان اسم یجوز فعل مضارع معلوم تقدیمہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل علی جار اسمائھا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تقدیمہٗ کے مع ظرف مضاف کون مصدر فعل ناقص ہٖ ضمیر اسم، معرفۃ خبر کون مصدر اپنے اسم و خبر سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہوا تقدیمہٗ کا، تقدیم اپنے مضاف الیہ متعلق اور مفعول فیہ سے ملکر فاعل ہوا یجوز کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر اَنَّ کی اَنَّ اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر مضاف الیہ وقت مضاف محذوف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مستثنیٰ مفرغ ہوکر ثابت محذوف و مذکور کا مفعول فیہ جو کہ حکمہٗ مبتداء کی خبر ہے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) باء جار خلاف مضاف خبر المبتداء مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق متلبس محذوف کے، صیغہ صفت کا اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہے مبتداء محذوف کی جو کہ ھذا ہے۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے۔ظفر)

**فوائد قیود/تعریف و معرف:** هو ضمیر جو راجع...... خبر کان واخواتها کی طرف ہے یہ معرَّف ہے المسند الخ یہ تعریف اور اس میں المسند جنس ہے تمام مسندوں کو شامل ہے خواہ معرَّف ہو یا غیر معرَّف "بعد دخولها" یہ فصل ہے اس سے وہ تمام مسند خارج ہو گئے جو کان اور اس کے اخوات کے داخل ہونے کے بعد مسند نہیں ہیں مثلاً مبتداء کی خبر ان اور اس کے اخوات کی خبر وغیرہ۔

## البحث الثانی فی حکم خبر کان واخواتها (وَحُکْمُهٗ ...... اَلْمُبْتَدَاءِ):

اس عبارت میں دوسری بحث کان اور اسکے اخوات کی خبر کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ کان اور اس کے مشابہات کی خبر کا حکم مبتداء کی خبر کی طرح ہے یعنی جس طرح مبتداء کی خبر کا اصل مفرد ہونا ہے کبھی کبھی جملہ بھی واقع ہوتی اسی طرح معرفہ ونکرہ ہونا اور واحد و متعدد ہونا اسی طرح کان اور اسکے اخوات ومشابہات کی خبر کا حکم ہے۔

## البحث الثالث فی بیان الفرق بین خبر کان واخواتها وبین خبر المبتداء

(اِلَّا اَنَّهٗ یَجُوْزُ ......زَیْدٌ):

اس فصل کی تیسری بحث مبتداء کی خبر اور کان اور اسکے اخوات کی خبر کے درمیان فرق وہ یہ ہے کہ مبتداء کی خبر جب معرفہ ہو تو اس کو مبتداء پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے التباس کے خوف کی وجہ سے بخلاف کان اور اسکے اخوات کی خبر جب معرفہ ہو تو اپنے اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے جیسے کان القائم، زیدٌ کیونکہ اعراب کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہاں التباس کا خطرہ نہیں کیونکہ اسم مرفوع ہے خبر منصوب ہاں البتہ اگر کان اور اس کے اخوات کے اسم و خبر میں لفظی اعراب منتفی ہو اور کوئی قرینہ معنوی بھی نہ پایا جائے جو اسمیت اور خبریت پر دلالت کرتے تو اس وقت اسم پر ان کی خبروں کو مقدم کرنا التباس کے خوف سے جائز نہ ہوگا جیسے کَانَ الْفَتٰی هٰذَا (جوان یہ ہے۔)

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔کان اور اسکے اخوات کی خبر کی تعریف لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔کان کی خبر اور مبتداء کی خبر کے درمیان فرق واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثالث) ۳۔کان اور اس کے اخوات کی خبر کا کیا حکم ہے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِی اِسْمِ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا

فَصْلٌ: اِسْمُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْهِ بَعْدَ دُخُوْلِهَا نَحْوُ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ.

**ترجمة:** انّ اور اس کے اخوات کا اسم وہ ان کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوتا ہے جیسے ان زیداً قائمٌ۔

**تشریح:**

## البحث فی تعریف اسم ان واخواتها مع المثال

(هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْهِ......قَائِمٌ):

منصوبات کی دسویں فصل انّ اور اسکے اخوات کے اسم کے بیان میں ہے اس فصل میں صرف ایک ہی بحث ہے۔انّ اور اس

نحوی ترکیب: اسم مضاف ان معطوف علیہ واو عاطفہ اخواتها مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء ہو ضمیر غائب مبتداء المسند میں ال بمعنی الذی موصول مسند صیغہ صفت ہو ضمیر نائب الفاعل الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق مسند کے بعد ظرف مضاف دخولها مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ، صیغہ صفت کا اپنے نائب الفاعل اور متعلق ومفعول فیہ سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر مبتداء ہو کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کے اخوات کے اسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت، تعریف یہ ہے کہ ان اور اس کے اخوات کا اسم وہ مسند الیہ ہوگا ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد۔ اس تعریف سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ ان اور اسکے اخوات کا اسم مسند الیہ ہوگا دوسرا معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو لہٰذا وہ اسم جو ان میں سے کسی ایک کے داخل ہونے سے پہلے مسند الیہ ہو اس کو ان اور اس کے اخوات کا اسم نہیں کہیں گے ۔ ا۔ اخوات سے مراد انّ، کانّ، لیت لکنّ اور لعلّ ہیں۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ا۔ انّ کے اخوات کون کونسے ہیں۔ (دیکھئے تشریح فصل ھذا)

۲۔ ان اور اسکے اخوات کے اسم کی تعریف مع المثال لکھیں۔ (دیکھئے بحث تعریف اسم ان واخواتھا)

## اَلْفَصْلُ الْحَادِیْ عَشَرَ فِی الْمَنْصُوْبِ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ

فَصْلٌ. اَلْمَنْصُوْبُ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ ھُوَ الْمُسْنَدُ اِلَیْہِ بَعْدَ دُخُوْلِھَا[۱] یَلِیْھَا نَکِرَۃً مُضَافَۃً نَحْوُ لَا غُلَامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ وَمُشَابِھًا لَھَا نَحْوُ لَا عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا فِی الْکِیْسِ[۲] فَاِنْ کَانَ بَعْدَ لَا نَکِرَۃٌ مُفْرَدَۃٌ تُبْنٰی عَلَی الْفَتْحِ نَحْوُ لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ[۳] وَاِنْ کَانَ مَعْرِفَۃً اَوْ نَکِرَۃً مَفْصُوْلًا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ لَا کَانَ مَرْفُوْعًا وَیَجِبُ تَکْرِیْرُ لَا مَعَ اِسْمٍ اٰخَرَ تَقُوْلُ لَا زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو، وَلَا فِیْھَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَۃٌ[۴].

**ترجمۃ:** منصوب بلا التی لنفی الجنس وہ ہے جو مسند الیہ ہو اس کے داخل ہونے کے بعد دراں حالیکہ اس کے ساتھ ایسا نکرہ متصل ہو جو کہ مضاف ہو جیسے لا غلام رجل فی الدار یا شبہ مضاف ہو جیسے لا عشرین درھما فی الکیس پس اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہے تو فتح پر مبنی ہوگا جیسے لا رجل فی الدار اور اگر معرفہ ہو یا نکرہ ہو ایسا کہ اس اسم اور لا کے درمیان فاصلہ کیا گیا ہو تو وہ اسم مرفوع ہوگا اور دوسرے اسم کے ساتھ لا کا تکرار واجب ہوگا تو کہے گا لا زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَلَا عَمْرٌو وَلَا فِیْھَا رَجُلٌ وَلَا اِمْرَأَۃٌ۔

---

نحوی ترکیب: (۱) ال بمعنی الذی اسم موصول منصوب صیغہ صفت کا اسم مفعول ھو ضمیر نائب الفاعل باء جار "لا" بتاویل ھذا اللفظ موصوف التی اسم موصول لام جارہ نفی الجنس مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق الکائنۃ کے ہوکر خبر ھی مبتداء محذوف کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق منصوب کے، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء اول۔ ھو ضمیر غائب مبتداء ثانی، المسند الیہ الخ بشرح سابق خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر مبتداء اول کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) یلیھا فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل ھا ضمیر مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہے "المسند الیہ" کی مجرور ضمیر سے، نکرۃ مضافۃ موصوف صفت ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ مشابھا لھا معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر "حال الیہ" کی ضمیر مجرور سے یا یلیھا یہ حال ہے المسند الیہ کی مجرور ضمیر سے اور بقیہ یلیھا کی مستتر ضمیر سے حال ہیں یہ حال متداخلہ ہونگے اول صورت میں حال مترادفہ ہونگے۔

(۳) فاء تفریعیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص بعد مضاف "لا" بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم، نکرۃ مفردۃ موصوف صفت ملکر اسم مؤخر کان کا، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط تبنی فعل مضارع مجہول ھی ضمیر نائب الفاعل علی جار الفتح مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق تبنی کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** منصوبات کی گیارہویں فصل اس لا کا اسمِ منصوب ہے جو کہ لانفی جنس کیلئے ہے۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ ا۔ لائے نفی جنس کے اسم منصوب کی تعریف (هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ ...... دُخُوْلِهَا) ۲۔ لائے نفی جنس کے اسم کے اعراب کی اقسام اور امثلہ سے ان کی وضاحت (يَلِيْهَا نَكِرَةً ...... وَلَا اِمْرَأَةٌ) ۳۔ لائے نفی جنس کے متعلق دو اہم فائدے (وَيَجُوْزُ فِيْ ...... لَا بَأْسَ عَلَيْكَ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المنصوب بلا التی لنفی الجنس

### (هُوَ الْمُسْنَدُ اِلَيْهِ ...... دُخُوْلِهَا):

اس عبارت سے مصنفؒ نے لائے نفی جنس کے اسم منصوب کی تعریف ذکر کی ہے لیکن اس تعریف سے قبل ایک سوال و جواب کا ذکر ضروری سمجھتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ مصنفؒ نے منصوبات کی بقیہ اقسام کو بیان کرنے میں خَبَرُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا اسی طرح اسم ان واخواتها اور خبر ماولا المشبهتين بليس کا طریق اختیار کیا لیکن اس فصل میں اس طرز و طریق کو بدل دیا اور کہا المنصوب بلا التی الخ جبکہ یوں کہتے اسم لا التی لنفی الجنس۔ اس طرز کو بدلنے میں کیا نکتہ ہے۔

**الجواب:** اس کے جواب کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ لائے نفی جنس کے تمام اسماء منصوب نہیں بلکہ بعض منصوب ہوتے ہیں اور بعض مرفوع ہیں اور منصوبات کی قسم لائے نفی جنس کا اسمِ منصوب ہے تو اس بات پر تنبیہ کرنے کیلئے کہ اس جگہ لانفی جنس کا اسمِ منصوب ہی مراد ہے لہٰذا المنصوب بلا التی لنفی الجنس کا عنوان ذکر فرمایا۔ لغت میں المنصوب بلا التی لنفی الجنس کا معنی یہ ہے الف لام بمعنی الذی کے موصول ہے اور منصوب صیغہ صفت اسم مفعول ہے یہ اس کا صلہ ہے تو اصل عبارت یوں ہے اَلْاِسْمُ الَّذِیْ نُصِبَ بِلَا الَّتِیْ لِنَفْیِ الْجِنْسِ یعنی وہ اسم جو لائے نفی جنس کی وجہ سے نصب دیا گیا۔ نحویوں کی اصطلاح میں منصوب بلائے نفی جنس وہ اسم ہے جو لا کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہو دراں حالیکہ وہ مسند الیہ لا کے ساتھ متصل واقع ہو نکرہ ہو جو کہ مضاف ہے یا نکرہ ہو جو کہ شبہ مضاف ہے اس تعریف سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ منصوب بلائے نفی جنس اسم ہوگا ۲۔ لا کے داخل ہونے کے بعد مسند الیہ ہوگا ۳۔ وہ مسند الیہ لا کے ساتھ متصل ہو ۴۔ نکرہ مضاف ہو یا نکرہ شبہ مضاف ہو۔

**فوائد قیود / تعریف و معرف:** ھو ضمیر راجع ہے منصوب بلائے نفی جنس کی طرف جو کہ معرَّف و محدود ہے اور المسند الیہ الخ یہ تعریف وحد ہے اور اس میں "المسند الیہ" درجہ جنس ہے معرَّف اور غیر معرَّف دونوں کو شامل ہے۔ "بعد دخولها" یہ

---

(۴) واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقصہ ھو ضمیر مستتر اسم کان کا، معرفۃ معطوف علیہ او عاطفہ نکرۃ موصوف مفصو لا صیغہ صفت اسم مفعول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل بینہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بین مضاف "لا" بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول فیہ مفصو لا کا، مفصو لا اپنے نائب الفاعل ومفعول فیہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم و خبر سے ملکر شرط، کان فعل ناقص ھو ضمیر مستتر اسم ہوا کان کا مرفوعا خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یجب فعل مضارع معلوم تکریر مضاف لا بتاویل ھذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل مع ظرف مضاف اسم ھو موصوف آخر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ یجب کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ ظفر)

اول فصل ہے اس سے دوسرے تمام مسندالیہ خارج ہو گئے۔(نیز اس جملہ تک مطلق لانفی جنس کے اسم کی تعریف مکمل ہو گئی لیکن چونکہ مقصود اس اسم لا کو بیان کرنا ہے جو کہ منصوب ہوتا ہے اس لئے دوسری قیود کا اضافہ کیا ہے)''یلیھا'' یہ دوسری فصل ہے اس سے احتراز ہے لانفی جنس کے اس اسم سے جو کہ متصل نہ ہو بلکہ لا اور اسم کے درمیان فصل ہو جس کی تفصیل دوسری بحث میں آیا چاہتی ہے۔''نکرۃ'' یہ تیسری فصل ہے اس سے لائے نفی جنس کے اس اسم سے احتراز ہو گیا جو معرفہ ہو۔ اس کا حکم آگے آجائے گا۔''مضافة او مشابها لها'' یہ چوتھی فصل ہے اس سے لانفی جنس کے اس اسم سے احتراز ہے جو مفرد ہو جس کا بیان عنقریب آجائے گا۔

منصوب بلا التی لنفی الجنس کی اس مکمل تعریف سے معلوم ہوا کہ اس کی دو قسمیں ہیں ۱۔لانفی جنس کا منصوب اسم نکرہ ہو مضاف ہو جیسے لا غُلامَ رَجُلٍ فِی الدَّارِ (کسی مرد کا کوئی غلام گھر میں نہیں ہے) اس مثال میں لانفی جنس کا اسم نکرہ متصلہ مضاف ہے جو کہ غلام ہے رجل کی طرف مضاف ہے۔

۲۔لانفی جنس کا منصوب اسم نکرہ ہو شبہ مضاف ہو جیسے لا عِشْرِیْنَ دِرْھَمًا فِی الکِیْسِ (جیب میں بیس درہم نہیں ہیں) اس مثال میں لانفی جنس کا اسم عشرین ہے جو کہ لا کے متصل بھی ہے اور نکرہ بھی ہے اور شبہ مضاف ہے اس طور پر کہ درھما تمیز کے بغیر تام نہیں ہو رہا جس طرح مضاف مضاف الیہ کے بغیر تام نہیں ہوتا۔

## البحث الثانی فی بیان اقسام اسم لائے نفی الجنس (یَلِیْھَا نکرۃً ......وَلا امْرأۃٌ):

اس پوری عبارت میں مطلق لائے نفی جنس کے اسم کی اقسام اور ان کی تفصیل بیان کی ہے۔ لائے نفی جنس کی دو قسمیں جو کہ منصوب ہیں اور منصوبات کی اقسام میں شامل ہیں جن کو یلیھا نکرۃ الخ سے بیان کیا ہے ان کی پوری تفصیل بمع امثلہ کے اوپر بیان ہو چکی ہے لہٰذا دہرانے کی ضرورت نہیں اس لئے تیسری قسم جس کو فان کان الخ سے بیان کیا ہے کو بیان کیا جاتا ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ لائے نفی جنس کا دو حال سے خالی نہیں معرفہ ہوگا یا نکرہ اگر نکرہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں لانفی جنس کے متصل ہوگا یا منفصل اگر متصل ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں مضاف یا شبہ مضاف ہوگا یا مفرد ہوگا اگر اول صورت ہے تو وہ منصوب ہوگا تفصیل گذر چکی ہے اور اگر مفرد ہے تو یہ اسم مبنی ہوگا اوپر علامت رفع کے جس کو مصنفؒ نے ''مَبْنِیٌّ عَلَی الْفَتْحِ'' کے ساتھ تعبیر کیا ہے جیسے لا رَجُلَ فِی الدَّارِ اور لا مُسْلِمِیْنَ فِی الدَّارِ اور لا مُسْلِمِیْنَ فِی الدَّارِ ان تینوں مثالوں میں لانفی جنس کا اسم متصل ہے اور نکرہ مفردہ ہے اگرچہ دوسری دو امثلہ میں لانفی جنس کا اسم تثنیہ اور جمع ہے لیکن چونکہ مفرد مضاف شبہ مضاف کے مقابلہ میں ہے اس لئے تثنیہ اور جمع مراد لئے جا سکتے ہیں۔ اور مبنی بر علامت فتح کی تین علامتیں ہیں زبر، یاء ماقبل مکسور، ماقبل مفتوح اس لئے تین امثلہ ذکر کی ہیں۔

اور اگر لانفی جنس کا اسم نکرہ ہو اور لا اور اسکے اسم کے درمیان فاصلہ ہو خواہ اسم مفرد ہو یا مضاف شبہ مضاف ہو یا لانفی جنس کا اسم معرفہ ہو تو ان سب صورتوں میں لانفی جنس کا اسم مرفوع ہوگا اور دوسرے اسم سمیت لا کا تکرار ضروری ہوگا۔ یہ اس لئے کہ لا کو واضع نے اس لئے وضع کیا ہے کہ وہ نکرہ کی صفت کی نفی کرے لہٰذا اس کا اثر معرفہ میں نہیں ہوگا لہٰذا معرفہ میں اس کا عمل لغو ہے اور چونکہ یہ عامل ضعیف ہے اگر اس کے اور اس کے معمول نکرہ کے درمیان فصل آگیا تو بھی عمل سے لغو ہو جائے گا لہٰذا اسم نکرہ اگر مفصول ہو تو یہ بھی لا عمل نہیں کرے گا اور ان سب صورتوں میں لا کے بعد والا اسم اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ جائیگا یعنی مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اور لا

تکرارنفی کی تاکید کیلئے ہوگا۔

**معرفه کی مثال:** ''لا زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَلا عَمْرٌو'' اس مثال میں لائے نفی جنس کا اسم زید ہے جو کہ معرفہ ہے لا کے عمل لغو ہونے کی وجہ سے زیدٌ اپنی اصل یعنی مبتدا کی طرف لوٹ آیا، اور مرفوع پڑھا جاتا ہے۔ اور دوسرے اسم سمیت لا کا تکرار بھی ہے جو کہ ولا عمرٌو ہے۔

**نکره منصوبه کی مثال:** ''لا فيها رجلٌ ولا امْرَءَ ةٌ'' ۔اس مثال میں رجل اسم لا ہے لیکن لا کے ضُعفِ عمل کی وجہ سے فیھا کا فصل لا کے عمل میں مؤثر ہونے سے مانع رہا اسی وجہ سے رجل اصل کی طرف عود کرنے کے باعث بنا بر مبتداء مرفوع ہے۔

وَيَجُوْزُ فِي مِثْلِ لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ خَمْسَةُ اَوْجُهٍ[1] فَتْحُهُمَا وَرَفْعُهُمَا وَفَتْحُ الْاَوَّلِ وَنَصْبُ الثانِيْ وَفَتْحُ الْاَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِيْ[2] وَرَفْعُ الْاَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِيْ وَقَدْ يُحْذَفُ اِسْمُ لا لِقَرِيْنَةٍ نحوُ لا عَلَيْكَ اَىْ لا بَأْسَ عَلَيْكَ.[3]

**ترجمة:** اور ''لا حول ولا قوة الا بالله ''کی مثل میں پانچ وجہ پڑھنا جائز ہوتا ہے۔ دونوں کا فتح، دونوں کا رفع اول کا فتح ثانی کا نصب اول کا فتح اور ثانی کا رفع اول کا رفع اور ثانی کا فتح اور کبھی کبھار لا کا اسم قرینہ کے وقت حذف کر دیا جاتا ہے جیسے لاعلیک یعنی لا باس علیک۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی المسئلتین** (وَيَجُوزُ ...... لا بَاسَ عَلَيْكَ):

اس عبارت میں لانفی جنس کے متعلق دو اہم مسئلے ذکر کئے گئے ہیں:

۱۔ **المسئلة الاولىٰ** (وَيَجُوزُ فِي مِثْلِ ......وَفَتْحِ الثَّانِي): اس عبارت میں یہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ لاحول ولاقوۃ کی مثل میں پانچ وجہ پڑھنا جائز ہے۔ مثل سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں لانفی جنس کا تکرار ہو بذریعہ عطف اور ہر لا کے بعد مفرد نکرہ بلا فصل ہو جیسے لَاحَوْلَ وَلاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور لا رَجُلَ فِي الدَّارِ وَلا اِمْرأةَ۔ تو ایسی صورت میں ہر لا کے بعد والے اسم مفرد نکرہ بلافصل میں پانچ صورتیں جائز ہیں۔

**اول صورت (فَتْحُهُمَا):** یعنی دونوں کا فتحہ، یعنی دونوں اسم مبنی بر فتح ہونگے اس صورت میں دونوں جگہ لانفی جنس ہوگا اور یہ بعد والا اسم ان کا اسم کہلائے گا۔ اور نکرہ مفردہ ہونے کی وجہ سے مبنی بر فتح ہوگا۔ اس صورت میں یہ احتمال ہے کہ ایک جملہ ہو اور مفرد کا مفرد پر عطف ہو بایں طور کہ دونوں کی ایک خبر مقدر مانی جائے اس وقت تقدیر عبارت یوں ہوگی لاحَوْلَ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ وَلا قُوَّةَ عَلَى

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ، یجوز فعل مضارع معلوم فی جار مثل مضاف لا حول ولا قوة الا بالله بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یجوز کے خمسۃ اسم عدد مبھم ممیز مضاف اوجہ اسم تمیز مضاف الیہ ممیز اپنی تمیز یا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) فتحھما مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہے مبتدا محذوف احدھا کی یا بدل ہے اوجہ سے۔ اسی پر بقیہ کو قیاس کر۔

(۳) واؤ استنافیہ یا عاطفہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یحذف فعل مضارع مجہول اسم مضاف لا بتاویل ھذا الترکیب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر نائب الفاعل لام جارہ قرینۃ مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یحذف کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰهِ (نہیں ہے پھیرنا گناہوں سے اور نہیں طاقت اطاعت پر موجود مگر اللہ کے ساتھ) اس میں لاقوۃ مفرد کا عطف لاحول مفرد پر ہے اور موجودان دونوں کی خبر محذوف ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس صورت میں دو جملے ہوں اور ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف ہو۔ اس وقت تقدیر عبارت یوں ہوگی۔ لَاحَولَ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰه وَلا قُوَّةَ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰه۔ اس وقت لانفی جنس کا ہے اور حَوْل مصدر ہے اور اسم ہے لا کا اور موجود خبر محذوف ہے، لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ ہے اسی طرح قوۃ اسم لانفی جنس کا اور موجود خبر ہے لانفی جنس اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف ہے تو یہ جملہ کا عطف جملہ پر ہے۔

دوسری صورت (رَفْعُهُمَا): یعنی دونوں اسم مرفوع ہوں مبتداء ہونے کے اعتبار سے اس صورت میں دونوں جگہ لا زائدہ ہوگا اور یہاں بھی دواحتمال ہیں ایک یہ کہ مفرد کا عطف مفرد پر ڈالتے ہوئے دونوں کی ایک ہی خبر محذوف ہو جیسے لَاحَوْلٌ عَنِ الْمَعْصِيَّةِ وَلا قُوَّةٌ عَلَى الطَّاعَةِ مَوْجُوْدَانِ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ دو جملے ہوں اور ہر ایک جملہ کا دوسرے جملہ پر عطف ہو اور ہر ایک کی خبر الگ محذوف ہو جیسا کہ ماقبل میں تفصیل گذر چکی ہے۔

تیسری صورت (فَتْحُ الْاَوَّلِ وَنَصْبُ الثَّانِيْ): اس صورت میں اول لانفی جنس کا اور اسم مفرد اس لا کا اسم ہوگا اور دوسرے کا نصب تنوین کے ساتھ ہوگا اس لئے دوسرا لا زائدہ ہے تاکید نفی کیلئے ہوگا اور قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر ہے اور لفظا منصوب ہے چونکہ مبنی ہونا عارضی ہے لہٰذا معطوف بھی منصوب ہوگا اس صورت میں بھی دونوں احتمال ہوسکتے ہیں مفرد کا عطف مفرد پر اور دونوں کی ایک خبر مقدر ہوگی جیسے لاحول عن المعصية ولا قوةً موجودان الا باللّٰه۔ دوسرا عطف جملہ کا جملہ پر اور ہر ایک کی خبر الگ محذوف ہو۔

چوتھی صورت (فَتْحُ الْاَوَّلِ وَرَفْعُ الثَّانِي): اس صورت میں اول لانفی جنس کا ہوگا اور مفرد اسم لا کا اسم کہلائے گا اور دوسرا لا زائدہ ہوگا وہ اسم تنوین کے ساتھ مرفوع ہوگا اور قوۃٌ کا عطف حول کے محل پر ہوگا کیونکہ لانفی جنس کا اسم حقیقت کے اعتبار سے مبتداء ہے اور محلا مرفوع ہے لہٰذا قوۃ بھی مرفوع ہوگا اس اسم پر معطوف ہونے کی وجہ سے۔ اس صورت میں بھی دو احتمال ہوسکتے ہیں۔ عطف مفرد کا مفرد پر دونوں کی ایک خبر مقدر ہوگی دوسرا عطف جملہ کا جملہ پر ہر ایک کی الگ خبر مقدر ہوگی۔ تفصیل گذر چکی ہے۔

پانچویں صورت (رَفْعُ الْاَوَّلِ وَفَتْحُ الثَّانِي): اس صورت میں اول کا رفع اس بناء پر کہ یہ لامشبہ بلیس ہو اور دوسرے کا فتحہ اس بناء پر کہ لانفی جنس کا ہو لیکن اول کا رفع ضعیف ہے کیونکہ لا بمعنی لیس قلیل ہے۔ اس صورت میں عطف مفرد کا مفرد پر نہیں ہوسکتا کیونکہ دونوں کی خبر ایک نہیں ہوسکتی اس لئے کہ لامشبہ بلیس کی خبر منصوب اور لانفی جنس کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ اگر ایک ہی خبر محذوف مانیں تو ایک ہی کلمہ کا مرفوع اور منصوب ہونا ایک وقت میں لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں جیسے لاحولٌ عن المعصية موجوداً ولاقوةَ على الطاعة موجودٌ الا باللّٰه۔

۲۔ المسئلة الثانية (وَقَدْ يُحْذَفُ ...... لا بَاسَ عَلَيْكَ): اس عبارت میں لانفی جنس کے متعلق دوسرا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو تو لا کے اسم کو حذف کرنا جائز ہے جیسے لا علیک اصل میں لا بأس علیک تھا بأس اسم کو حذف کر دیا گیا ہے اور اس حذف پر قرینہ یہ ہے کہ لا حرف ہے اور علیک میں علی بھی حرف ہے اور حرف حرف پر داخل نہیں ہوسکتا تو معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے جو کہ بأس ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔منصوب بلا التی لنفی الجنس کی تعریف ذکر کریں اور امثلہ سے ان کی نشاندہی کریں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔لانفی جنس کے مطلق اسم کی اقسام تفصیل سے لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔لاحول ولا قوة الا باللہ کی مثل سے کیا مراد ہے؟(دیکھئے البحث الثالث) ۴۔لا حول ولا قوة الا باللہ میں کتنی صورتیں ہیں تفصیل سے لکھیں۔(دیکھئے البحث الثالث) ۵۔لانفی جنس کے اسم کے حذف کی تحقیق ذکر کریں۔(دیکھئے المسئلة الثانیة)

## اَلْفَصْلُ الثَّانِی عَشَرَ فِی خَبَرِ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ

فَصْلٌ: خَبَرُ مَا وَلَا الْمُشَبَّهَتَیْنِ بِلَیْسَ[1] هُوَ الْمُسْنَدُ بَعْدَ دُخُوْلِهِمَا نَحْوُ مَا زَیْدٌ قَائِمًا وَلَا رَجُلٌ حَاضِرًا[2] وَاِنْ وَقَعَ الْخَبَرُ بَعْدَ اِلَّا نَحْوُ مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ اَوْ تَقَدَّمَ الْخَبَرُ عَلَی الْاِسْمِ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَیْدٌ اَوْ زِیْدَتْ اِنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ بَطَلَ الْعَمَلُ کَمَا رَأَیْتَ فِی الْاَمْثِلَةِ[3] وَهٰذَا لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ اَمَّا بَنُو تَمِیْمٍ فَلَا یُعْمِلُوْنَهُمَا اَصْلًا قَالَ الشَّاعِرُ عَنْ لِسَانِ بَنِی تَمِیْمٍ[4].

شعر وَمُهَفْهَفٍ کَالْغُصْنِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ = فَاَجَابَ مَاقَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ. اَیْ بِرَفْعِ حَرَامٍ.

**ترجمة:** منصوبات میں سے ہے اس ماولا کی خبر جو کہ لیس کے مشابہ ہیں وہ ان دو میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوگی جیسے مَازَیْدٌ قَائِمًا اور لَا رَجُلٌ حَاضِرًا اور اگر خبر اِلّا کے بعد واقع ہو جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ یا خبر اسم پر مقدم ہو جائے جیسے مَاقَائِمٌ زَیْدٌ یا اِن ماکے بعد زائد کیا گیا جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ توعمل باطل ہو جائے گا جیسا کہ تو نے امثلہ میں دیکھا۔اور یہ اہل حجاز کی لغت میں ہے لیکن بنوتمیم پس ان دونوں کو بالکل عمل نہیں دیتے شاعر نے بنوتمیم کی زبان میں کہا ہے۔

اور ایک پھرتیلا اور پتلی کمر والا شاخ کی مانند میں نے اس سے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ مُحِبّ کا قتل کرنا حرام نہیں۔یعنی''حرام''کے رفع کے ساتھ۔

**خُلَاصَةُ الْمُبَاحِث:** یہ منصوبات کی آخری فصل ماولا المشبهتین بلیس کی خبر کے متعلق ہے۔اس فصل میں تین بحثیں ہیں ۱۔ماولا المشبهتین بلیس کی خبر کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (هو الْمُسْنَدُ...... لا رَجُلٌ حَاضِرًا) ۲۔ماولا کے عمل کا حکم (وَاِنْ

---

نحوی ترکیب: (۱) خبر مضاف ماولا معطوف علیہ معطوف سے ملکر موصوف ال بمعنی اللتین اسم موصول مشبهتین صیغہ صفت اسم مفعول هما ضمیر تثنیہ مستتر راجع بسوئے ماولا نائب الفاعل بلیس جار مجرور ظرف لغو متعلق مشبهتین، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل متعلق سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء، خبر منها محذوف، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) هو ضمیر مبتداء المسند، ال بمعنی الذی موصول مسند صیغہ صفت اسم مفعول هو ضمیر نائب الفاعل بعد دخولهما مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر هو مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔نیز جملہ اسمیہ ہو کر اول مبتداء کی خبر بھی بن سکتا ہے۔

(۳) واو استنافیہ ان شرطیہ وقع فعل ماضی معلوم الخبر فاعل بعد مضاف الا بتاویل هذا اللفظ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر معطوف علیہ او عاطفہ تقدم الخبر علی الاسم معطوف او عاطفہ زیدت ان بعد ما معطوف، معطوف علیہ اپنے تمام معطوفات سے ملکر شرط بطل العمل فعل فاعل ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔(امثلہ کی ترکیب واضح ہے۔ظفر)

وَقَعَ ...... فِی الْاَمْثِلَۃِ ) ۳۔ ماولا کے عمل میں نحویوں کا اختلاف (وَھٰذَا لُغَۃُ ...... بِرَفْعِ حَرَامٍ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف خبر ماولا المشبھتین بلیس مع توضیح بالامثلۃ

(ھُوَ الْمُسْنَدُ ...... لا رَجُلٌ حَاضِرًا):

اس عبارت میں مصنف نے خبر ماولا کی تعریف اور مثال سے وضاحت کی ہے کہ ماو لا المشبھتین بلیس کی خبر وہ ہے جو ان دونوں میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہو اس تعریف سے دو باتیں معلوم لائیں۔ ان کی خبر مسند ہوگی ۲۔ ان دونوں میں سے کسی ایک کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوگی۔ اول کی مثال مَا زَیْدٌ قَائِمًا اس مثال میں قائمًا ما کی خبر ہے مسند ہے ما کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔ ثانی کی مثال لا رَجُلٌ حَاضِرًا اس مثال میں حاضرًا مسند ہے اور لا کے داخل ہونے کے بعد مسند ہے۔

### فوائد قیود/تعریف و معرَّف:

اس عبارت میں ھو ضمیر خبر ماولا الخ کی طرف راجع ہے اور معرَّف ہے المسند الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں ایک جنس اور کئی فصول ہوا کرتی ہیں تو المسند یہ درجہ جنس ہے معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے۔ ''بعد دخولھا'' فصل ہے اس سے باقی سب مسندات خارج ہو گئے۔ اور ''المسند الیہ'' چونکہ المسند میں داخل نہیں تھے ان کے خارج کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

### البحث الثانی فی حکم عملھما (وَاِنْ وَقَعَ ...... فِی الْاَمْثِلَۃِ):

اس بحث میں ما اور لا کے عمل کے متعلق حکم بیان کیا گیا ہے کہ ماولا تعذر کے نہ ہونے کی صورت میں اھل حجاز کے نزدیک عامل ہیں لہٰذا جب تک کوئی عذر پیش نہیں آتا عمل کرتے رہیں گے اور جب کوئی عذر پیش آئے گا تو عمل سے لغو ہو جائیں گے اور وہ عذر تین ہیں ان کو ماولا کے بطلانِ عمل کی صورتیں بھی کہا جاتا ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

### ماولا المشبھتین کے بطلان عمل کی صورتیں:

ماولا کا عمل کرنا باطل ہوگا جب مندرجہ ذیل صور میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے۔ ۱۔ پہلی صورت اور اس کی مثال ماولا کی نفی اِلَّا کی وجہ سے جاتی رہی ہو جیسے مَا زَیْدٌ اِلَّا قَائِمٌ ، لَا رَجُلٌ اِلَّا اَفْضَلُ مِنْکَ ان مثالوں میں ماولا کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہونے سے ما اور لا میں نفی جاتی رہی لہٰذا عمل باطل ہوا قائم اور افضل منصوب نہیں بلکہ مرفوع ہیں۔

**دوسری صورت اور اس کی مثال:** دوسری صورت ماولا کے عمل کے بطلان کی یہ ہے کہ جب ان کی خبر ان کے اسم پر مقدم ہو جائے تو عمل سے لغو ہو جائیں گے جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ اور لا حَاضِرٌ رَجُلٌ اس مثال میں قائم اور حاضر خبریں ہیں تقدیم کی وجہ سے، ما اور لا کے عمل کو باطل کر دیا گیا ہے

**تیسری صورت اور اس کی مثال:** یہ صورت ما کے ساتھ خاص ہے کہ جب ما اور اس کے اسم کے درمیان اِن آجائے تو ترتیب

---

(۴) ھذا مبتداء لغۃ اھل الحجاز مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ اما حرف شرط بنو تمیم مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ لا یعملونھما جملہ فعلیہ ہو کر خبر قائمقام جزاء اصلا مفعول مطلق فعل مقدر کا یا بمعنی ابداً ہو کر مفعول فیہ لا یعملون کا۔ (قال الشاعر الخ کی ترکیب واضح ہے اور شعر کی ترکیب تشریح میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ظفر)

کے بگڑنے اور فاصلہ ہو جانے کی وجہ سے عمل ما کا باطل ہو جائیگا جیسے مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ اس مثال میں ما کے اسم اور ما کے درمیان ان زائد ہونے کی وجہ سے ما کا عمل باطل ہو گیا ہے اور زید قائم آپس میں مبتداء خبر ہیں۔ (یہ تیسری صورت صرف ما کے ساتھ خاص ہے کیونکہ لا کے بعد ان زائدہ کا آنا نحویوں کے نزدیک درست نہیں)

ہر ایک صورت کے بطلان کی دلیل: اس دلیل کو سمجھنے سے قبل ایک ضابطہ اور اصول سمجھ لیں۔ اصول یہ ہے کہ وہ عامل جو مشابہت کی وجہ سے عمل کرتا ہے وہ ضعیف ہوتا ہے جب تک اس میں تین شرطیں موجود ہونگی تو عمل کرتا رہے گا اگر ان میں سے کوئی ایک شرط ختم ہوگئی تو عمل سے لغو ہو جائیگا۔

۱۔ جس مشابہت کی وجہ سے عمل کر رہا ہے وہ مشابہت باقی رہے۔ ۲۔ جس ترتیب سے عمل کر رہا تھا وہ ترتیب بھی باقی رہے۔ ۳۔ عامل اور معمول کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

مذکورہ بالا اول صورت میں چونکہ ماولا کی نفی الّا کی وجہ سے ٹوٹ گئی تو جو لیس کے ساتھ معنی نفی میں مشابہت تھی وہ ختم ہوگئی تو یہ دونوں عمل سے لغو ہو گئے۔ ثانی صورت میں ترتیب کے بگڑ جانے اور ثالث صورت میں عامل اور معمول کے درمیان فاصلہ آنے کی وجہ سے ان کا عمل باطل ہوا۔

## البحث الثالث فی بیان اختلاف النحاة بین عملهما (وَهٰذَا لُغَةُ ...... بِرَفْعِ حَرَامٍ):

یہ عبارت اس فصل کی آخری بحث ''جو کہ ماولا کے عامل ہونے نہ ہونے میں نحویوں کا اختلاف ہے'' کو بیان کیا گیا ہے۔ اہل حجاز اور بنوتمیم اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں کہ ما اور لا عامل ہیں یا نہیں۔ چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ ماولا کو لیس کی مشابہت کے باعث عمل دینا اہل حجاز کی لغت ہے لیکن بنوتمیم ان کو بالکل عمل نہیں دیتے۔

اہل حجاز کی دلیل، اللہ تعالیٰ کا فرمان جو کہ عربی زبان میں نازل ہوا جیسے ماھٰذ البشراً، اس آیت میں ما عامل ہے جو کہ ھذا اور بشراً میں عمل کر رہا ہے اور بشراً اس کی خبر ہے اور اسے ''ما'' نصب دے رہا ہے اگر ''ما'' عامل نہ ہوتا تو بشراً منصوب نہ ہوتا بلکہ مرفوع ہوتا لہٰذا معلوم ہوا ما عامل ہے۔

بخلاف بنوتمیم کے ان کے نزدیک ما اور لا عمل نہیں کرتے بلکہ ان کے نزدیک ما اور لا کے داخل ہونے سے پہلے جیسے وہ دو اسم مبتداء اور خبر کی بناء پر مرفوع تھے ان کے داخل ہونے کے بعد بھی مرفوع ہونگے اور مبتداء خبر ہونگے۔

بنوتمیم کی دلیل شاعر کا ایک شعر ہے جس کو مصنفؒ نے پیش کیا ہے اس شعر کو سمجھنے کیلئے چند بحثیں ہونگی جو کہ حسب ذیل ہیں۔

شعر یہ ہے: وَمُهَفْهَفٍ کالغص قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ = فَاَجَابَ مَاقَتْلُ الْمُحِبِّ حَرَامٌ۔

۱۔ شاعر کا نام ۲۔ لفظ مثل کا مصداق ۳۔ محل استشهاد ۴۔ وجہ یا غرض ذکر شعر ۵۔ شعر کا ترجمہ اور مختصر مطلب ۶۔ شعر کی ترکیب

## شعر ''ومهفهف الخ'' کی مکمل توضیح

۱۔ شاعر کا نام: مذکورہ بالا شعر کہنے والے شاعر کا نام زہیر تمیمی ہے۔ جو کہ قبیلہ بنوتمیم کی وجہ سے تمیمی کہلاتے ہیں۔

۲۔ لفظ مثل کا مصداق: چونکہ اس شعر میں مصنف نے لفظ مثل ذکر نہیں کیا اس لئے یہاں اس کا مصداق مذکور نہ ہوگا۔

۳۔محل استشهاد: شعر کا آخری کلمہ جو کہ حرام ہے۔ مرفوع ہے منصوب نہیں ہے۔اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ما عامل نہیں ہے کیونکہ اگر عامل ہوتا تو ما کی خبر ہونے کے باعث منصوب ہوتا جبکہ مرفوع ہے لہٰذا ما عامل نہیں ہے۔

۴۔وجہ یا غرض ذکرِ شعر: چونکہ اہل حجاز اور بنوتمیم کے درمیان ما اور لا کے عامل ہونے میں اختلاف ہے اہل حجاز ان کو عامل مانتے ہیں اور بنوتمیم عامل نہیں مانتے تو مصنفؒ نے بنوتمیم کے قول کی دلیل پیش کرنے کیلئے اس شعر کو ذکر کیا ہے۔جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ما اور لا عامل نہیں ہے۔

۵۔شعر کا ترجمہ اور مطلب: ترجمہ: ایک پھرتیلا پتلی کمر والا (لطافت میں) شاخ کی مثل میں نے اس سے کہا اپنا نسب بیان کر تو اس نے جواب دیا مُحِبّ کو قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

مطلب: اس شعر میں واؤ بمعنی رُبَّ کے ہے اور مُهَفْهَفٍ (بمعنی باریک کمر والا) هَفْهَفَة مصدر سے اسم مفعول ہے۔مراد پھرتیلا اور چالاک غُصن تازہ اور لچکدار شاخ جمع اَغْصَان آتی ہے۔اِنْتَسِبْ امر کا صیغہ ہے انتساب مصدر سے مشتق ہے اس کے دو معنی آتے ہیں ایک میلان کرنا دوسرا نسبت بیان کرنا۔

اگر اول معنی مراد لیا جائے تو اس وقت شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک پھرتیلا پتلی کمر والا (نزاکت میں) تازہ شاخ کی مانند میں نے اس سے کہا میری طرف میلان اور جھکاؤ پیدا کرو ورنہ تیرے فراق سے میں مرجاؤں گا تو اس نے جواب دیا کہ یہ محبت کا میدان ہے یہاں عاشق و محب کا قتل ہوجانا یا اسکو قتل کرنا حرام نہیں ہے۔

(نوٹ) اس مطلب کے اعتبار سے یہ شعر محل استشہاد اور دلیل نہیں بن سکتا۔

اور اگر انتسب کا دوسرا معنی (نسب بیان کر) لیا جائے تو پھر اس شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ بہت تھوڑے پتلی کمر والے (نزاکت و لطافت میں) شاخ کی مثل میں نے اس سے کہا کہ اپنی نسبت بیان کر تو اس نے جواب دیا کہ محب کا قتل کرنا حرام نہیں ہے۔یعنی میرا تعلق اس قبیلہ سے ہے جو کہ محب کے قتل کو حرام نہیں سمجھتے اس سے ضمناً اپنا نسب بیان کردیا کہ میں بنوتمیم سے ہوں جو کہ ما کو عمل نہیں دیتے اور اس جگہ حرام مرفوع ہے اور قتل المحب مبتداء کی خبر واقع ہو رہا ہے نہ کہ ما کی خبر کہ منصوب ہو۔

۶۔ترکیب: واؤ بمعنی رُبَّ حرف جار مهفهف صیغہ صفت اسم مفعول کالغصن جار مجرور ظرف لغو متعلق مهفهف صیغہ صفت اپنے متعلق سے ملکر مجرور ما جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق فعل در شعر سابق قلت صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معلوم فعل با فاعل لہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق قلت، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قول۔اِنْتَسِبْ فعل امر حاضر معلوم فعل با فاعل جملہ انشائیہ ہو کر قول، مقولہ قول ملکر معطوف علیہ فاء عاطفہ اجاب فعل ماضی معلوم ھو ضمیر فاعل ما حرف از حروف مشبہ بِلَيْسَ قتل المحب مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء حرام خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مفعول بہ اجاب کا۔فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ماولا المشبهتين کا عمل لکھیں نیز اختلاف پر بھی روشنی ڈالیں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ماولا کے عمل کے بطلان کی صورتیں لکھیں نیز دلیل بھی بتلائیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔شعر کا ترجمہ اور مختصر مطلب لکھ کر محل استشہاد کو واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثالث) ۴۔شعر کی ترکیب لکھیں۔(ایضاً)

# الكأس الدهاق في اسئلة الوفاق علىٰ ترتيب الكتاب

۱۔منصوبات کتنے ہیں ہرایک کا نام لکھیے ۲۔مفعول معہ کی تعریف کرتے ہوئے واضح کریں کہ جئت انا وزیداً و زیدٌ میں عطف جائز ہےاور جئت وَ زیداً میں ناجائز کیوں ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص ۳۵ م۔رح) ۲۔مفعول مطلق کی تعریف کیجئے اور یہ بھی بتایئے کہ مفعول مطلق کے کتنے اقسام ہیں اور یہ بھی بتائیں کہ قعدت جلوسا کی مثال میں ''جُلُوساً'' مفعول مطلق ہے یا نہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ ص ۳۵ م۔رح) ۳۔مفعول مطلق کی تعریف اوراس کے اقسام مع امثلہ لکھ کر بتائیں کہ اس کا فعل جوازاً و وجوباً کب محذوف ہوتا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ص ۳۵۔ م۔رح) ۴۔''المفعول المطلق وهو مصدر بمعنى فعل مذكور قبله'' مفعول مطلق کی تعریف مع المثال ذکر کیجئے (ب) مفعول مطلق کی کتنی اقسام ہیں ہرایک کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مثالوں سے واضح کیجئے۔(ج) جلست جلسة القارى میں کونسی قسم مفعول مطلق کی پائی جاتی ہے (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص ۳۵ م۔رح)(للبنات) ۵۔المفعول المطلق وهو مصدر بمعنى فعل مذكور قبله ويذكر للتاكيد كضربت ضرباً او لبيان النوع نحو جلست جلسة القارى او لبيان العدد كجلست جلسة او جلستين عبارت پراعراب لگانے کے بعد اس کی تشریح کریں اور یہ بتایئے کہ اس کا فعل کہاں حذف ہوتا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ ص ۳۵۔م۔رح)(للبنات) ۶۔ قد يحذف فعله لقيام قرينة جوازاً نحو زيدا فى جواب من قال من اضرب ووجوباً فى اربعة مواضع الخ۔مفعول بہ کے فعل کا حذف جوازی اوروجوبی تفصیل سے بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ ص ۳۶۔م۔رح) ۷۔تحذیر کی تعریف کیجئے اور بتایئے کہ وہ منصوبات کی کس قسم میں داخل ہے مثال ضرور پیش کریں اور منادی کے اقسام بھی مع اعراب تحریر کریں۔ (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ص ۳۷۔م۔رح) ۸۔الثانى التحذير وهو معمول بتقدير اتق تحذيرا مما بعدهٗ نحو اياک والاسد اصله اتقک والاسد او ذكر المحذر منه مكررا نحو الطريق الطريق۔عبارت بالا پراعراب لگا کر ترجمہ کریں عبارت کی مکمل تشریح کریں۔نیز یہ بتائیں کہ عبارت میں ذکر کردہ مسئلہ کا تعلق کس بحث سے ہے؟ (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ ص ۳۷ م۔رح) ۹۔الثالث ما اضمر عامله على شريطة التفسير وهو كل اسم بعده فعل او شبههٗ يشتغل ذالک الفعل عن ذالک الاسم بضميره او متعلقه بحيث لوسلط عليه هو او مناسبه لنصبه نحو زيداً ضربته، ما اضمر عاملہ کی تعریف اوراس میں لگائی ہوئی قیود کے فوائد تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ ص ۳۷۔م۔رح) ۱۰۔ما اضمر عاملہ علی شریطۃ التفسیر کس کو کہتے ہیں اس کے متعلق آپ نے جو کچھ پڑھا ہے اس کو وضاحت کے ساتھ تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ص ۳۷۔م۔رح)(للبنات) ۱۱۔الثالث ما اضمر عامله على شريطة التفسير وهو كل اسم بعده فعل او شبههٗ يشتغل ذٰلک الفعل عن ذالک الاسم بضميره او متعلقه بحيث لوسلط عليه هو او مناسبه لَنصبه نحو زيدا ضربته ۱۔عبارت کا ترجمہ کر کے مکمل تشریح کریں۔ ۲۔یہ بتائیں کہ عبارت میں مذکورہ مسئلہ کا تعلق کس بحث سے ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ ص ۳۷۔م۔رح) ۱۲۔منادی کی تعریف اوراس کے اقسام اوران کے اعراب مع مثالوں کے لکھیں نیز یہ بتائیں کہ منادی مرخم کیا ہوتا ہے؟ اوراس کا اعراب کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص ۳۸۔م۔رح) ۱۳۔منادی کی تعریف کریں اس کے اقسام اوراس کے اعراب مع مثالوں کے لکھیں نیز بتائیں کہ منادی مرخم کیا ہوتا ہے اوراس کا اعراب کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص ۳۵۔م۔رح) ۱۴۔ واعلم ان المنادى على اقسام ۱۔منادی کی تعریف اور قسمیں ذکر کریں ۲۔مثالوں سے وضاحت کریں ۳۔حروف نداء بیان کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص ۳۸ م۔رح)(للبنات) ۱۵۔واعلم ان المنادى على اقسام فان كان مفردا معرفة يبنىٰ على علامة الرفع كالضمة ونحوها نحو يا زيد و يارجل يا زيدان يا زيدون ۱۔منادی کی اعراب کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہیں؟ ۲۔منادی کو منصوب اور مجرور کب

پڑھاجاتا ہے مثالوں سے واضح کریں ۳۔یازیدان یازیدون میں منادی معرب ہے یامبنی۔اگر مبنی ہے تو علامت رفع کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص۳۸۔م۔رح) ۱۶۔واعلم ان المنادی علی اقسام فان کان مفردا معرفة یُبنیٰ علی علامة الرفع کالضمة ونحوها نحو یا زید و یارجل ویا زیدان ویازیدون ۱۔مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر تشریح کریں ۲۔منادی کی جملہ اقسام کا اعراب اختصار کے ساتھ بمع مثالوں کے بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص۳۸م۔رح)(للبنات) ۱۷۔بتایئے کہ منادی کب مبنی برضم ہوتا ہے اور کب مجرور اور کب منصوب ہوتا ہے؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ ص۳۸۔م۔رح) ۱۸۔فان کان مفردا معرفة یُبنیٰ علی علامة الرفع کالضمة ونحوها نحو یازید ویارجل ویازیدان۔مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں ۲۔کالضمة ونحوھا سے کیا مراد ہے؟ ۳۔ممثل لہ مفرد معرفہ ہے جبکہ مثال میں یارجل نکرہ ہے اور یازیدان یازیدون تثنیہ جمع ہیں تو مثال ممثل لہ کے مطابق نہیں اس سوال کا کیا جواب ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ص۳۸۔م۔رح)(للبنات) ۱۹۔وینصب ان کان مضافا نحو یا عبدالله ۱۔منادی کو منصوب پڑھنے کی کتنی صورتیں ہیں اور کیا کیا ہیں؟ (ب) یاطالعاجبلا میں کونسی صورت پائی جاتی ہے اور جبلاً کیوں منصوب ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص۳۸م۔رح)(للبنات) ۲۰۔مفعول معہ کی تعریف مع المثال لکھیں۔نیز بتائیں کہ جئت انا وزیداً و زیدٌ، جئت وزیداً. ما لزید وعمروٍ. مالک و زیداً. ما شانک وعمرواًاجو مثالیں مصنفؒ نے ذکر کی ہیں آپ ان پر اعراب لگائیں اور ان کو ذکر کرنے سے مصنف کا مقصد تفصیل سے بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ ص۴۱ م۔رح) ۲۱۔الحال لفظ یدل علی بیان ھیأة الفاعل او المفعول به اوما۔حال کی تعریف کرنے کے بعد زید فی الدار قائما اور ھذا زید قائما میں ذوالحال فاعل یا مفعول کس طرح بن رہے ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ ص۴۱۔م۔رح) ۲۲۔الحال لفظ یدل علی بیان ھیأة الفاعل او المفعول به۔حال کی تعریف کرنے کے بعد زیدٌ فی الدار قائما اور ھذا زید قائما کی ترکیب کریں نیز "فان الماء ماء ابی وجدی وبیئری ذوحفرت وذوطویت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ یہ شعر کس کی مثال ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص۴۱۔م۔رح) ۲۳۔حال اور تمیز کی تعریف کر کے مثالیں دیں حال کی تقدیم ذوالحال پر کس صورت میں واجب اور ضروری ہے اور کیوں؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ ص۴۱۔م۔رح)

۲۴۔التمییز، ھو نکرة تذکر بعد مقد ارمن عدد او کیل اووزن او مساحة او غیر ذالک مما فیه ابھام ترفع ذلک الابھام نحو عندی عشرون درھماً وقفیزان برًا و منوان سمنًا وجریبان قطنًا وعلی التمرة مثلھا زبداً، اس عبارت کی تشریح کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ ص۴۳م۔رح)(للبنات) ۲۵۔مستثنیٰ متصل اور منقطع کی تعریف کریں (۲) مستثنیٰ کے اعراب کی قسمیں مع امثلہ تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ،ص۴۳م۔رح)(للبنات) ۲۶۔مستثنیٰ کے اعراب کی چاروں قسمیں تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ،ص۴۴م۔رح) ۲۷۔واعلم ان اعراب المستثنیٰ علی اربعة اقسام۔(الف) مستثنیٰ کے اعراب کی چاروں قسمیں بیان کیجیے۔مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی صورتوں کو مثالوں سے واضح کیجیے۔ (ب) کلام موجب کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص۴۴م۔رح) ۲۸۔واعلم ان اعراب المستثنیٰ علی اربعة اقسام، مستثنیٰ کے اعراب کی چاروں قسمیں بیان کیجیے اور مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی صورتوں کو مثالوں سے واضح کریں۔کلام موجب وغیر موجب کے فرق کو لکھنا نہ بھولیں (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ ص۴۴م۔رح) ۲۹۔لاحول ولا قوة الا بالله میں کتنے وجہ پڑھنا جائز ہیں؟ وہ کون سے ہیں (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ ص۴۷م۔رح) ۳۰۔وان وقع الخبر بعد الاّ نحو ما زیدٌ الاّ قائم او تقدم الخبر علی الاسم نحو ما قائم زید او زیدت ان بعدما نحوما ان زید قائم بطل العمل. ۱۔مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں،۲۔ماولا المشبھتین بلیس کی خبر منصوب ہوتی ہے یا مرفوع؟ ۳۔انکے عمل کے باطل ہونے کی تینوں صورتیں بیان کر کے ہر ایک کی دلیل بھی بیان کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ،ص۴۷)(للبنات) ۳۱۔ما ولا مشابہ بلیس کیا عمل کرتے ہیں ما کا عمل کن صورتوں میں باطل ہوتا ہے ومھفھف کالغصن قلت له انتصب، فاجاب ماقتل المحب حرام۔ مصنف نے یہ شعر کس قصد کیلئے پیش کیا ہے (صفر المظفر ۱۴۰۸ھ ص۴۷۔۴۸م۔رح)

# الباب الخامس فی المجرورات علی ضوء الخریطة
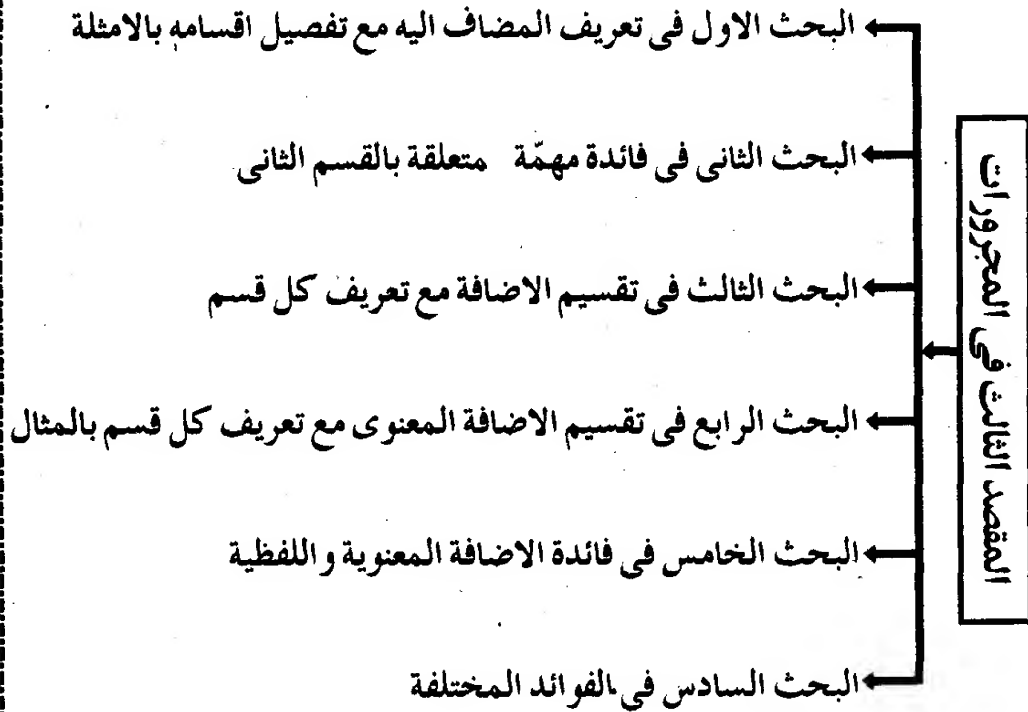
# اَلْبَابُ الْخَامِسُ فِی الْمَجْرُوْرَاتِ

اَلْمَقْصَدُ الثَّالِثُ فِی الْمَجْرُوْرَاتِ[۱] اَلْاَسْمَاءُ الْمَجْرُوْرَةُ هِیَ الْمُضَافُ اِلَیْهِ فَقَطْ[۲] وَهُوَ کُلُّ اِسْمٍ نُسِبَ اِلَیْهِ شَیْءٌ بِوَاسِطَةِ حَرْفِ الْجَرِّ لَفْظًا نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ[۳] وَیُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا التَّرْکِیْبِ فِی الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّهٗ جَارٌّ وَ مَجْرُوْرٌ اَوْ تَقْدِیْرًا نَحْوُ. غُلَامُ زَیْدٍ تَقْدِیْرُهٗ غُلَامٌ لِزَیْدٍ[۴] وَیُعَبَّرُ عَنْهُ فِی الْاِصْطِلَاحِ بِاَنَّهٗ مُضَافٌ وَ مُضَافٌ اِلَیْهِ[۵] وَیَجِبُ تَجْرِیْدُ الْمُضَافِ عَنِ التَّنْوِیْنِ اَوْ مَا یَقُوْمُ مَقَامَهٗ وَهُوَ نُوْنُ التَّثْنِیَةِ وَالْجَمْعِ نَحو جَاءَ نِی غُلَامُ زَیْدٍ وَغُلَامَا زَیْدٍ وَمُسْلِمُوْ مِصْرٍ.[۶]

**ترجمة:** تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں ہے۔ اسمائے مجرورہ فقط مضاف الیہ ہے اور وہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف حرف جر کے واسطہ سے کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو خواہ حرف جر ملفوظ ہو جیسے مررت بزید اور اس ترکیب کو اصطلاح میں تعبیر کیا جاتا ہے بایں طور کہ وہ جار اور مجرور ہے یا حرف جر مقدر ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس کا اصل غُلَامٌ لِزَیْدٍ ہے اور اس کو اصطلاح میں تعبیر کیا جاتا ہے بایں طور کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہے۔ اور مضاف کو تنوین یا جو اس تنوین کے قائمقام ہے سے خالی کرنا واجب ہے اور وہ تثنیہ اور جمع کا نون ہے جیسے جَاءَ نِیْ غُلَامُ زَیْدٍ اور غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمُوْ مِصْرٍ۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** مقاصدِ ثلاثہ میں سے یہ تیسرا مقصد جو کہ مجرورات کے بیان میں ہے۔ اس بحث میں فصول نہیں البتہ یہ پوری عبارت چھ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ مضاف الیہ کی تعریف اور اس کی اقسام کی امثلہ سے تفصیل (وَهُوَ کُلُّ...... مُضَافٌ اِلَیْهِ) ۲۔ اضافت کے متعلق اہم فائدہ (وَیَجِبُ تَجْرِیْدُ...... مُسْلِمُوْ مِصْرٍ) ۳۔ اضافت کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف (اِعْلَمْ اَنَّ ......اِلٰی مَعْمُوْلِهَا) ٤۔ اضافت معنوی کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف مع المثال (وَهِیَ اِمَّا بِمَعْنٰی...... رَجُلٍ) ۵۔ اضافت معنوی اور

---

نحوی ترکیب: (۱) المقصد موصوف الثالث صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء فی جار المجرورات مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲): الاسماء المجرورة موصوف صفت ملکر مبتداء اول، ھی ضمیر غائب مبتداء ثانی المضاف الیہ ال بمعنی الذی اسم موصول مضاف صیغہ صفت اسم مفعول الیہ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق ہو کر نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ھی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء اول کی، مبتداء اول اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فا فصیحہ قط اسم فعل بمعنی انتہ فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جزاء شرط محذوف اذا کانت الاسماء المجرورة منحصرة فی المضاف الیہ، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۳): واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء کل مضاف اسم موصوف نسب فعل ماضی مجہول الیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق نسب کے شَیْئٌ نائب الفاعل با حرف جارہ واسطۃ مضاف حرف الجر مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق نسب کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ لفظا بمعنی ملفوظا معطوف علیہ او عاطفہ تقدیراً بمعنی مقدراً معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر کان محذوف، اصل عبارت ''سَوَاءٌ کَانَ ذٰلِکَ الْحَرْفُ مَلْفُوْظًا اَوْ مُقَدَّرًا'' دوسرا احتمال یہ ہے یہ دونوں معطوف معطوف علیہ ملکر حال ہیں حرف الجر سے۔

اضافت لفظیہ کا فائدہ (وَفَائِدَةُ هٰذِهٖ......فَقَطُ)    ۶۔ اضافت کے متعلق متعدد فوائد (وَاعْلَمْ اَنَّکَ......اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تعالٰی)

**تشریح: البحث الاول فی تعریف المضاف الیه مع تفصیل اقسامه بالامثلة** (وَهُوَ كُلُّ ......مُضَافٌ اِلَيْهِ):

اس عبارت میں مضاف الیہ جو کہ مجرورات کی فقط ایک قسم ہے کی تعریف کو بیان کیا ہے۔لیکن تعریف سے قبل ایک سوال و جواب کا سمجھنا ضروری ہے۔سوال یہ ہے کہ جب مجرور صرف ایک قسم مضاف الیہ ہے تو صیغہ مفرد لانا چاہیے تھا مجرورات جمع کا صیغہ کیوں لائے؟

جواب یہ ہے کہ یہ بات صحیح ہے کہ مجرور صرف ایک قسم ہے لیکن اس قسم مضاف الیہ کے انواع اور اقسام بہت ہیں اس لئے جمع کا صیغہ لائے۔اور انہیں انواع واقسام کی طرف اشارہ مقصود ہے۔

مجرور ہر وہ اسم ہے جو مضاف الیہ ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اس حیثیت سے کہ وہ مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ ہونے کی علامت جر ہے خواہ کسرہ کے ساتھ ہو یا فتحہ کے ساتھ یا یاء کے ساتھ پھر عام ہے کہ جر تقدیری ہو یا لفظی ہو۔

**مضاف الیہ کی تعریف:** کل اسم الخ یعنی مضاف الیہ ہر وہ اسم ہے جس کی طرف کسی چیز کی نسبت کی گئی ہو بواسطہ حرف جر کے خواہ وہ حرف جر ملفوظ ہو جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (گذرا میں زید کے ساتھ) مررت فعل کی نسبت ہو رہی ہے زید کی طرف بواسطہ حرف جر کے جو کہ ملفوظ ہے نحویوں کی اصطلاح میں اس کو جار مجرور کہتے ہیں، یا وہ حرف جر مقدر ہو یعنی اس کا اثر باقی ہو جیسے غلام زید اصل میں غلام لزید تھا غلام کی نسبت زید کی طرف بواسطہ حرف جر مقدر (لام) کے ہے مگر وہ مراد ہے کیونکہ اس کا اثر جو کہ جر ہے وہ زید میں باقی ہے اس کو نحویوں کی اصطلاح میں مضاف مضاف الیہ کہتے ہیں۔

**البحث الثانی فی فائدة مهمة متعلقة بالاضافة** (وَيَجِبُ ......مُسْلِمُوْ مِصْرٍ):

اس عبارت میں اضافت کے متعلق ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے کہ اضافت کی وجہ سے مضاف سے تنوین اور جو اس کا قائمقام یعنی نون تثنیہ اور نون جمع سے خالی ہونا ضروری ہے۔اس لئے کہ یہ تنوین اور اس کے قائمقام یعنی نون تثنیہ و جمع اسم کے تام ہونے کی علامتیں ہیں اور ضابطہ ہے کہ اسم تام جب تک تام رہتا ہے اس کی دوسرے اسم کی طرف اضافت نہیں ہوتی اس لئے کہ ایسے اسم کا مابعد کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا یعنی یہ علامتِ تام انفصال پر دلالت کرتی ہے اور مضاف کا مضاف الیہ سے اتصال اور تعلق ہوتا ہے لہٰذا جب بھی ایسے اسم کی اضافت دوسرے اسم کی طرف کریں گے تو مضاف سے اس علامتِ تام کو حذف کرنا ضروری ہے جیسے غلام زید اصل میں غلام

---

(۴): واؤ استنافیہ یُعَبَّرُ فعل مضارع مجہول عن جارہ زائدہ ھذا الترکیب موصوف صفت یا مشار الیہ و اسم اشارہ دونوں ملکر نائب الفاعل فی جار الاصطلاح مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُعَبَّرُ باجاران حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر غائب اسم ہوا اَنّ کا جار معطوف علیہ، مجرور معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُعَبَّرُ کے فعل اپنے نائب فاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۵): واؤ عاطفہ یُعَبَّرُ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول عنہ نائب الفاعل فی جار الاصطلاح مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُعَبَّرُ کے باء جاران حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر اسم مضاف معطوف علیہ واؤ عاطفہ مضاف الیہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر ہوئی اَنّ کی، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُعَبَّرُ کے فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۶): واؤ استنافیہ یَجِبُ فعل مضارع معلوم تجرید مضاف المضاف مضاف الیہ عن جار التنوین معطوف علیہ او عاطفہ مایقوم مقامہٗ موصول صلہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور، جار مجرور مل کر ظرف لغو متعلق تجرید مضاف کے مضاف اپنے مضاف الیہ و متعلق سے مل کر فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے)

لزید تھا غلام کی جب زید کی طرف اضافت ہوئی تو اس سے تنوین گر گئی۔ اسی طرح جَاءَنِیْ غُلَامَا زَیْدٍ اصل میں غلامان تھا جب اس کی زید کی طرف اضافت ہوئی تو نون تثنیہ جو کہ تام ہونے کی علامت ہے حذف کردی گئی۔ اور مسلمو مضر اصل میں مسلمون تھا جب اس کی مضر کی طرف اضافت ہوئی تو نون جمع جو کہ اسم کے تام ہونے کی علامت ہے حذف کردی گئی تو مُسْلِمُو مِضرٍ ہوگیا۔ اسی طرح الف لام بھی چونکہ اسم کے تام ہونے کی علامت ہے جب ایسے اسم کو مضاف کیا جائے گا دوسرے اسم کی طرف تو اس سے الف لام گرا دیا جائے گا جیسے الغلام کی جب زید کی طرف اضافت کی تو الغلام سے الف لام حذف ہوگیا اور غلام زید ہوگیا (اگر چہ مصنف نے اس کی تصریح نہیں کی لیکن مایقوم مقامہٗ سے یہ بات سمجھی جارہی ہے)

وَاعْلَمْ اَنَّ الْاِضَافَةَ عَلٰی قِسْمَیْنِ[1] مَعْنَوِیَّةٌ وَلَفْظِیَّةٌ[2] اَمَّا الْمَعْنَوِیَّةُ فَهِیَ اَنْ یَکُوْنَ الْمُضَافُ غَیْرَ صِفَةٍ مُضَافَةٍ اِلٰی مَعْمُوْلِهَا[3] وَهِیَ اِمَّا بِمَعْنَی اللَّامِ نحو غُلَامُ زَیْدٍ اَوْ بِمَعْنٰی مِنْ نحو خَاتَمُ فِضَّةٍ اَوْ بِمَعْنٰی فِیْ نَحْوُ صَلٰوةُ اللَّیْلِ[4] وَفَائِدَةُ هٰذِهِ الْاِضَافَةِ تَعْرِیْفُ الْمُضَافِ اِنْ اُضِیْفَ اِلٰی مَعْرِفَةٍ کَمَا مَرَّ اَوْ تَخْصِیْصُهٗ اِنْ اُضِیْفَ اِلٰی نَکِرَةٍ کَغُلَامِ رَجُلٍ[5] وَاَمَّا اللَّفْظِیَّةُ فَهِیَ اَنْ یَکُوْنَ الْمُضَافُ صِفَةً مُضَافَةً اِلٰی مَعْمُوْلِهَا[6] وَهِیَ فِیْ تَقْدِیْرِ الْاِنْفِصَالِ نَحْوُ ضَارِبُ زَیْدٍ وَحَسَنُ الْوَجْهِ[7] وَفَائِدَتُهَا تَخْفِیْفٌ فِی اللَّفْظِ فَقَطْ[8]۔

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ اضافت دو قسم پر ہے معنویہ اور لفظیہ لیکن معنویہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف ایسے صیغہ صفت کا غیر ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے اور وہ (معنویہ) یا تو بمعنی لام ہوگی یا جیسے غلام زید یا بمعنی من جیسے خاتم فضة یا بمعنی فی ہوگی جیسے صلوٰة اللیل۔ اور اس اضافت کا فائدہ مضاف کو معرفہ بنانا ہے اگر معرفہ کی طرف اضافت کی جائے جیسا کہ گزر ا یا اس مضاف کی تخصیص ہے اگر نکرہ کی طرف اضافت کی جائے جیسے غلام رجلٍ۔ لیکن لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صیغہ صفت کا ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ انفصال کی تقدیر میں ہے جیسے ضارب زید اور حسن الوجہ اور اس اضافت کا فائدہ فقط لفظ میں تخفیف ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اعلم صیغہ امر حاضر معلوم فعل با فاعل ان حرف مشبہ بالفعل الاضافة اَنّ کا اسم علی قسمین جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنة کے خبر اَنّ کی، ان اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲): معنویہ خبر مبتداء محذوف احدھما کی اور لفظیۃ بھی خبر مبتداء محذوف ثانیھما کی یا معطوف علیہ معطوف ملکر بدل ہیں قسمین سے جب کہ مجرور ہوں اور اگر منصوب ہوں تو اعنی فعل مقدر کا مفعول بہ ہے۔

(۳): اما حرف شرط برائے تفصیل المعنویہ مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ ھی ضمیر مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یکون فعل ناقص المضاف اسم یکون کا، غیر مضاف صفة موصوف مضافة صیغہ صفت الی جار معمولھا مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضافة کے صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل (جو کہ ھی ضمیر مستتر ہے) اور متعلق سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ غیر کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر یکون کی، یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر ھی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر قائمقام جزاء، شرط جزاء یا مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴): واؤ استنافیہ ھی ضمیر مبتداء اما حرف تردید با جار معنی اللام مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتة کے جو کہ خبر اور بمعنی من اور بمعنی فی بھی بمعنی اللام پر معطوف ہو کر خبر ہے ھی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

**تشریح: البحث الثالث فی تقسیم الاضافۃ مع تعریف کل قسم** (اِعْلَمْ اَنَّ ...... اِلٰی مَعْمُوْلِهَا):

اس عبارت میں مصنف نے مضاف الیہ کی تعریف سے جو اضافت سمجھی جارہی ہے اس کی تقسیم کی ہے، اضافت کی دو قسمیں ہیں

ا۔اضافت معنویہ ۲۔اضافت لفظیہ، معنویہ معنی کی طرف منسوب ہے یعنی معنی والی چونکہ یہ اضافت مضاف میں تعریف یا تخصیص والے معنی کا فائدہ دیتی ہے اس لئے اس کو معنویہ کہتے ہیں اور اس کو اضافت حقیقیہ بھی کہتے ہیں اور لفظیہ لفظ کی طرف منسوب ہے یعنی لفظ والی چونکہ یہ صرف لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے اس لئے اس کو لفظیہ کہا جاتا ہے۔اس کا دوسرا نام غیر حقیقیہ ہے۔

اضافت معنویہ کی تعریف: اضافت معنویہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت کا نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہے۔

اس جگہ صیغہ صفت سے مراد اسم فاعل، اسم مفعول صفت مشبہ، اسم تفضیل ہیں۔اور معمول سے مراد فاعل اور مفعول بہ ہیں اس تعریف سے تین صورتیں اضافت معنویہ کی متصور ہوتی ہیں۔

ا۔مضاف صیغہ صفت کا نہ ہو اور نہ ہی اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ

۲۔مضاف صیغہ صفت کا تو ہو لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف نہ ہو بلکہ غیر معمول کی طرف مضاف ہو جیسے کَرِیْمُ الْبَلَدِ۔ کریم صیغہ صفت تو ہے مگر البلد مضاف الیہ نہ فاعل ہے نہ مفعول بہ بلکہ ظرف اور مفعول فیہ ہے۔

۳۔مضاف صیغہ صفت کا نہ ہو اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہو جیسے ضَرْبُ زیدٍ۔اس مثال میں ضرب صیغہ صفت نہیں بلکہ مصدر ہے، لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف ہے، کیونکہ زیدٌ ضَرْب کا مفعول بہ ہے۔

---

(۵): فائدۃ مضاف ھذہ الاضافۃ اسم اشارہ اور مشارٌ الیہ یا موصوف وصفت یا مبدل منہ بدل ملکر مضاف الیہ فائدۃ کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء تعریف المضاف مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر دال بر جزاء مقدم ان حرف شرط اضیف فعل ماضی مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل الی معرفۃ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق اضیف کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر شرط، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ تخصیصہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر مبتداء دال بر شرط ان حرف شرط اُضِیْفَ الی نکرۃ بشرح سابق خبر دال بر جزاء شرط جزاء ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر مبتداء فائدۃ ھذہ الاضافۃ کا، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۶): اما حرف شرط برائے تفصیل اللفظیۃ مبتداء متضمن معنی شرط فاء جزائیہ ھی ضمیر غائب مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل ناقص المضاف اسم، صفۃ موصوف مضافۃ صیغہ صفت کا ھی ضمیر نائب الفاعل الی جار معمولھا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضافۃ صیغہ صفت اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر یکون کی خبر، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر خبر ھی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر خبر دال بر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۷): واؤ استئنافیہ ھی ضمیر غائب مبتداء فی جار تقدیر الانفصال مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ثابتۃ کے جو کہ خبر ہے۔مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۸): واؤ عاطفہ، فائدتھا مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء تخفیف موصوف فی جار اللفظ مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے صفت، موصوف صفت ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فانتہ فصیحیۃ قط اسم فعل بمعنی انتہ صیغہ امر حاضر فعل بافاعل جملہ انشائیہ ہوکر جزاء شرط محذوف کی، اصل عبارت یوں تھی ''اِذَا وُجِدَ التَّخْفِیْفُ فَانْتَهِ عن غیرہ''۔شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

**اضافت لفظیه کی تعریف:** اضافت لفظیہ وہ ہے کہ جس میں مضاف ایسا صیغہ صفت کا ہو جو اپنے معمول فاعل یا مفعول بہ کی طرف مضاف ہو جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ (زید کو مارنے والا) ضارب اسم فاعل ہے زید مفعول بہ کی طرف مضاف ہے زید اگرچہ لفظ کے اعتبار سے مجرور ہے لیکن معنی کے لحاظ سے مفعول بہ ہے۔ جیسے حَسَنُ الْوَجْهِ (خوبصورت چہرے والا) اس مثال میں حَسَنِ صیغہ صفت کا ہے اور الوجہ کی طرف مضاف ہے اور الوجہ اگرچہ لفظوں میں مجرور ہے لیکن معنی کے اعتبار سے فاعل ہے۔

**اضافت معنویہ ولفظیہ کے درمیان فرق:** ان دونوں قسموں کے درمیان فرق اگرچہ تعریف سے سمجھا جاتا ہے لیکن اہتماماً بیان کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اضافت معنویہ میں مضاف کا صیغہ صفت کا ہونا ضروری نہیں جبکہ اضافت لفظیہ میں مضاف کا صیغہ صفت ہونا ضروری ہے ۲۔ اضافت معنویہ میں صیغہ صفت کا اپنے معمول کی طرف مضاف ہونا ضروری نہیں اور لفظیہ میں یہ بات ضروری ہے۔

## البحث الرابع فی تقسیم الاضافة المعنوی مع تعریف کل قسم والمثال

(اِمَّا بِمَعْنٰی ...... رَجُلٍ):

اس عبارت میں اضافت معنوی کی اقسام کو ان کی امثلہ کے ساتھ واضح کیا ہے۔ اضافت معنویہ کی تین قسمیں ہیں
۱۔ اضافت بمعنی اللام ۲۔ اضافت بمعنی من ۳۔ اضافت بمعنی فی۔

**۱۔ اضافت بمعنی اللام:** وہ اضافت معنویہ ہے کہ مضاف الیہ نہ مضاف کی جنس ہو اور نہ اس کے لئے ظرف ہو۔ اس مثال میں ضرب صیغہ صفت نہیں بلکہ مصدر ہے۔ لیکن اپنے معمول کی طرف مضاف ہے۔ کیونکہ زید ضرب کا مفعول ہے۔

**فائدہ:** مضاف الیہ مضاف کی جنس ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مضاف الیہ مضاف پر بھی صادق آئے اور اس کے غیر پر بھی اور اسی طرح مضاف بھی مضاف الیہ وغیر مضاف الیہ پر سچا آئے۔ جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اس مثال میں فضہ خاتم پر بھی صادق آتی ہے اور غیر خاتم پر بھی سچی آتی ہے اور اسی طرح خاتم فضہ پر بھی صادق آتی ہے اور غیر فضہ یعنی سونے وغیرہ پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ انگوٹھی چاندی کی بھی ہوتی ہے اور سونے وغیرہ کی بھی۔

**اضافت بمعنی لام کی مثال:** غُلَامُ زَیْدٍ اصل میں غُلَامٌ لِزَیْدٍ تھا چونکہ اس میں لام مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی لام کہتے ہیں اور دوسرا نام اضافت لامیہ اور اضافت لمّی بھی ہے۔ اور اس مثال میں زید مضاف الیہ نہ تو مضاف کی جنس ہے اور نہ ہی ظرف ہے۔

**۲۔ اضافت بمعنی من:** وہ اضافت ہے کہ مضاف الیہ مضاف کی جنس ہو جیسے خَاتَمُ فِضَّةٍ اصل میں خَاتَمٌ مِنْ فِضَّةٍ تھا چونکہ اس میں من مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی مِن کہتے ہیں اور اس کو اضافت مِنّی اور اضافت بیانیہ بھی کہتے ہیں۔

**۳۔ اضافت بمعنی فی:** وہ اضافت ہے کہ مضاف الیہ مضاف کیلئے ظرف ہو خواہ ظرف زمان ہو یا مکان جیسے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ (رات کی نماز) اصل میں صَلٰوۃٌ فِی اللَّیْلِ تھا چونکہ اس میں فی مقدر ہے اس لئے اس کو اضافت بمعنی فی کہتے ہیں۔ اور اسے اضافت فِوْی اور ظرفیہ بھی کہتے ہیں۔

## البحث الخامس فی فائدة الاضافة المعنوية واللفظية (وَفَائِدَةُ هٰذِهِ ......فَقَطُ):

اس عبارت میں مصنف نے اضافت معنویہ اورلفظیہ کا فائدہ ذکر کیا ہے۔اضافت معنویہ تعریف یا تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو اضافت سے مضاف معرفہ بن جائیگا اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہے تو اضافت کی وجہ سے مضاف میں تخصیص پیدا ہوجائیگی یعنی قلت اشتراک ہوجائیگا مضاف پہلے بہت سے افراد کو شامل تھا اب تھوڑے افراد کو شامل ہوگا۔اول کی مثال غُلامُ زَیْدٍ غلام نکرہ تھا اور زید معرفہ جب غلام کی زید کی طرف اضافت کی تو غلام معرفہ بن گیا۔ثانی کی مثال غُلامُ رَجُلٍ۔اس مثال میں لفظ غلام نکرہ عام تھا مرد کا غلام ہو یا عورت کا رجل نکرہ کی طرف اضافت سے اس میں تخصیص آگئی اور افراد کم ہوگئے اب یہ صرف مرد کے غلام کو شامل ہوگا۔

**فائدہ نمبر ۱:** مضاف کیلئے ضروری ہے کہ وہ اضافت سے پہلے نکرہ ہو کیونکہ اگر معرفہ ہے تو معرفہ کی طرف مضاف کرنے سے تحصیل حاصل ہے اور نکرہ کی طرف مضاف کرنے سے ادنی چیز یعنی تخصیص کا حاصل ہونا لازم آئیگا حالانکہ اعلیٰ چیز یعنی معرفہ ہونا پہلے سے حاصل ہے۔

**فائدہ نمبر ۲:** اضافت مضاف میں تعریف کا فائدہ اس وقت دیتی ہے جبکہ مضاف لفظ مثل یا لفظ غیر یا ان کی مثل نہ ہو کیونکہ یہ اسماء کثرتِ ابہام اور توغل ابہام کی وجہ سے معرفہ کی طرف مضاف ہونے سے بھی معرفہ نہیں ہوتے مگر مضاف الیہ کا کوئی مثل مشہور اور معروف ہو یا اس کا مقابل ایک ہی متعین ہو پھر البتہ لفظ مثل وغیرہ بھی معرفہ ہوجائیگا۔

اضافت لفظیہ فقط لفظ میں تخفیف کا فائدہ دیتی ہے تعریف وتخصیص کا فائدہ نہیں دیتی۔پھر تخفیف لفظی کی تین صورتیں ہیں یا تو فقط مضاف میں بایں طور کہ مضاف سے تنوین گرجائیگی جیسے ضَارِبُ زَیْدٍ یا نون تثنیہ گرجائیگا جیسے ضَارِبَا زَیْدٍ یا نون جمع گرجائیگا جیسے ضَارِبُوْا زَیْدٍ۔یا صرف مضاف الیہ میں ہوگی کہ مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوکر مضاف میں مستتر ہوگی جیسے القائم الغلام اصل میں القائم غُلامِہٖ۔یا مضاف اور مضاف الیہ دونوں میں تخفیف ہوگی کہ مضاف سے تنوین وغیرہ گرجائیگی اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہوگی جیسے حسن الوجہ اصل میں حسن وجھہٖ (خوبصورت ہے اس کا چہرہ) تھا۔اضافت کی وجہ سے حسن کی تنوین اور وجھہٖ سے ضمیر گرگئی اور اس ضمیر کے عوض الف لام آگیا۔

**قوله وَهِيَ فِيْ تَقْدِيْرِ الْإِنْفِصَالِ:** مصنف کی یہ عبارت اضافت لفظیہ کی تعریف کے بعد ذکر کی گئی ہے۔اس کا لفظی مفہوم تو یہ ہے کہ اضافت لفظیہ معنی کے اعتبار سے تقدیر انفصال میں ہے یعنی بظاہر تو مضاف مضاف الیہ کا اتصال ہے لیکن حقیقت میں انفصال ہے کیونکہ مضاف الیہ باعتبار معنی کے فاعل ہوکر مرفوع ہے یا مفعول بہ ہوکر منصوب ہے حقیقت میں مجرور نہیں ہے یہ مجرور ہونا محض لفظ کے لحاظ سے ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّکَ اِذَا اَضَفْتَ الْاِسْمَ الصَّحِيْحَ اَوِ الْجَارِيْ مَجْرَى الصَّحِيْحِ اِلٰى يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ كَسَرْتَ اٰخِرَهٗ وَاَسْكَنْتَ الْيَاءَ اَوْ فَتَحْتَهَا كَغُلَامِيْ وَدَلْوِيْ وَظَبْيِيْ[1] وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ اَلِفًا تُثْبَتُ كَعَصَايَ وَرَحَايَ خِلَافًا لِلْهُذَيْلِ كَعَصَيَّ وَرَحَيَّ[2] وَاِنْ كَانَ اٰخِرُ الْاِسْمِ يَاءً مَكْسُوْرًا مَاقَبْلَهَا اَدْغَمْتَ الْيَاءَ فِي الْيَاءِ وَفَتَحْتَ الْيَاءَ الثَّانِيَةَ لِئَلَّا يَلْتَقِيَ السَّاكِنَانِ تَقُوْلُ فِيْ قَاضِيْ قَاضِيَّ وَاِنْ كَانَ اٰخِرُهٗ وَاوًا مَضْمُوْمًا مَا قَبْلَهَا قَلَبْتَهَا يَاءً وَعَمِلْتَ كَمَا عَمِلْتَ الْاٰنَ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ مُسْلِمِيَّ[3]

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ جب تو اسم صحیح یا جاری مجری الصحیح کی یاء متکلم کی طرف اضافت کرے تو اس کے آخر کو کسرہ دے اور یاء کو ساکن کر یا فتحہ دے جیسے غلامی اور دلوی اور ظبیی اور اگر اسم کا آخر الف ہو تو ثابت رکھا جائے گا جیسے عصای ورحای ھذیل کیلئے خلاف ہے جیسے عصّی ورحیّ اور اگر اسم کے آخر میں ایسی یاء ہو جس کا ماقبل مکسور ہے تو یاء کو یاء میں مدغم کر اور دوسری یاء کو فتحہ دے تاکہ دو ساکن اکٹھے نہ ہوں تو کہے گا قاضی میں قاضیَّ اور اگر اس اسم کے آخر میں ایسی واؤ ہو جس کا ماقبل مضموم ہے تو اس کو یاء سے تبدیل کریگا اور ویسے عمل کرے گا جیسا کہ اب کیا تو کہے گا جاء نی مسلمِیَّ۔

**تشریح:** **البحث السادس فی الفوائد المختلفة** (وَاعْلَمْ اَنَّکَ ...... اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب کسی اسم کو یاء متکلم کی کی طرف مضاف کردیا جائے تو اس اسم کے آخر میں کیا اعراب ہوگا تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ اسم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہوگا دو حال سے خالی نہیں صحیح یا جاری مجری الصحیح ہوگا یا اس کا غیر ہوگا اگر صحیح یا جاری مجریٰ الصحیح ہے تو اس کے آخر کو یاء متکلم کی مناسبت سے کسرہ دیں گے پھر یاء متکلم کو ساکن کر کے پڑھنا بھی جائز ہے اور فتحہ دینا بھی جائز ہے۔ اسم صحیح کی مثال غُلَامِیْ جاری مجرٰی الصحیح کی مثال دَلْوِیْ ان دونوں مثالوں میں یاء کو ساکن بھی پڑھا جاسکتا ہے اور فتحہ دے کر مفتوح بھی پڑھا گیا ہے۔

اور اگر ان کا غیر ہو تو تین حال سے خالی نہیں اس اسم کے آخر میں الف ہوگا یا واؤ ہوگی ماقبل مضموم یا یاء ہوگی ماقبل مکسور۔ اگر ایسا

نحوی ترکیب: (۱) اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر فعل بافاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل ک ضمیر خطاب منصوب محلا اسم اذا شرطیہ اضفت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل بافاعل الاسم موصوف الصحیح معطوف علیہ او عاطفہ الجاری مجری الصحیح معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ الی جار یاء المتکلم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق اضفت کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر شرط، کسرت واحد مذکر مخاطب فعل بافاعل اٰخرہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اسکنت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل بافاعل الیاء مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ او عاطفہ فتحتھا فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر ان کی خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر اعلم کا مفعول بہ۔ فعل امر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۲): واؤ استنافیہ ان حرف شرط کان فعل ناقص اٰخر الاسم مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا کان کا، الفا خبر کان کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط تثبت فعل مضارع مجہول ھی ضمیر نائب الفاعل فعل نائب الفاعل سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ خلافا موصوف للھذیل جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا کے صفت، موصوف صفت ملکر مفعول مطلق فعل محذوف خالف الجمھور کا فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اسم ہے کہ اس کے آخر میں الف ہے جب یاءِ متکلم کی طرف مضاف کریں گے تو الف کو باقی رکھا جائیگا جیسے عَصَایَ رحَایَ یہ مذہب جمہور نحات کا ہے لیکن قبیلہ بنو ھذیل اس الف کو یاء سے بدل کر یاءِ متکلم میں مدغم کرتے ہیں لہٰذا وہ عَصِیَّ اور رَحِیَّ پڑھتے ہیں اور یاء کی مناسبت سے ماقبل الف کے فتحہ کو کسرہ سے بدلتے ہیں۔

اور اگر اسم کا آخر یاء ماقبل مکسور ہو تو یاءِ متکلم کی طرف اضافت کے وقت یاء کو یاء میں مدغم کرتے ہیں کیونکہ دو حرف یک جنس جمع ہو گئے اور دوسری یاء کو فتحہ دیں گے تا کہ دو ساکنوں کا اجتماع لازم نہ آئے جیسے قَاضِی کو قَاضِیَّ پڑھیں گے۔

اور اگر اسم کے آخر میں ایسی واؤ ہو جس کا ماقبل مضموم ہے تو یاءِ متکلم کی طرف اضافت کے وقت واؤ کو یاء سے بدل دیں گے پھر وہی عمل کریں گے جو ابھی قَاضِی میں کیا یعنی متجانسین کے جمع ہونے کی صورت میں اول کو ثانی میں مدغم کریں گے اور اجتماع ساکنین سے بچتے ہوئے ثانی یاء کو مفتوح کر دیں گے اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلیں گے جیسے مُسْلِمِیَّ اصل میں مسلمون تھا اضافت کی وجہ سے ن حذف کر دیا اور واؤ کو یاء کر دیا پھر یاء کو یاء میں مدغم کیا تو مُسْلِمُیَّ ہوا یاء کی مناسبت سے میم کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا مُسْلِمِیَّ ہوا۔

وَفِی الْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُضَافَةً اِلٰی یَاءِ الْمُتَكَلِّمِ تَقُوْلُ اَخِیْ وَاَبِیْ وَحَمِیْ وَهَنِیْ وَفِیْ عِنْدَ الْاَكْثَرِ وَفَمِیْ عِنْدَ قَوْمٍ(۱) وَذُوْ لَایُضَافُ اِلٰی مُضْمَرٍ اَصْلاً(۲) وَقَوْلُ الْقَائِلِ شعر، اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذُوُوْهُ. شَاذٌّ(۳) وَاِذَا قَطَعْتَ هٰذِهِ الْاَسْمَاءَ عَنِ الْاِضَافَةِ قُلْتَ اَخٌ وَاَبٌ وَحَمٌ وَهَنٌ وَفَمٌ(۴) وَذُوْ لَا یُقْطَعُ عَنِ الْاِضَافَةِ اَلْبَتَّةَ هٰذَا كُلُّهُ بِتَقْدِیْرِ حَرْفِ الْجَرِّ(۵) اَمَّا مَا یُذْكَرُ فِیْهِ حَرْفُ الْجَرِّ لَفْظًا فَسَیَاتِیْکَ فِی الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی(۶)

**ترجمة:** اور اسماء ستہ مکبرہ دراں حالیکہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوں تو کہے گا اخی وابی وحمی وھنی وفی اکثر کے نزدیک اور فمی ایک قوم کے ہاں اور ذو مضمر کی طرف بالکل مضاف نہیں ہوتا اور کہنے والے کا کہنا۔ انما یعرف الخ شاذ ہے (سوائے اس کے نہیں پہچانتے ہیں فضل والے کو لوگوں میں سے فضل والے)۔

---

(۳): واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان ناقصہ اٰخر الاسم مضاف مضاف الیہ ملکر اسم یاء موصوف مکسوراً صیغہ صفت اسم مفعول ماقبلھا موصول صلہ ملکر نائب الفاعل، اسم مفعول نائب الفاعل ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط ادغمت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل بافاعل الیاء مفعول بہ فی جار الیاء مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ادغمت، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واو عاطفہ فتحت فعل بافاعل الیاء الثانیۃ موصوف صفت ملکر مفعول بہ لام جار ان مصدریہ لایلتقی فعل مضارع منفی معلوم الساکنان فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر بتاویل مصدر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق فتحت کے ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان حرف شرط کان فعل ناقص اٰخرہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہوا کان کا۔ واواً موصوف مضموماً صیغہ صفت کا اسم مفعول ماقبلھا موصول صلہ ملکر نائب الفاعل صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر کان، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط، قلبتھا فعل فاعل ومفعول بہ اول یاء مفعول بہ ثانی۔ فعل فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ عملت فعل بافاعل کاف مثلیہ جارہ ما موصولہ عملت فعل بافاعل ہٗ ضمیر مفعول بہ محذوف لأن مفعول فیہ فعل فاعل مفعول بہ اور فیہ سے ملکر صلہ ما کا موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق عملت کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ فی جار الاسماء الستۃ موصوف صفت ملکر ذو الحال مضافۃ صیغہ صفت کا اسم مفعول ھی ضمیر نائب الفاعل الی جار یاء المتکلم (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اور جب تو ان اسماء کو اضافت سے منقطع کرے تو کہے گا اخ اور اب اور حم اور ھن اور فم اور ذو بالکل اضافت سے منقطع نہیں ہوتا۔ یہ ساری تفصیل حرف جر کی تقدیر پر ہے لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر کا ذکر کیا جاتا ہے لفظی طور پر عنقریب تیسری قسم میں ان شاء اللہ آئے گا۔

**تشریح:** اس حصہ عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ جب اسماء ستہ مکبرہ یاء متکلم کے علاوہ کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب بالفرع یعنی حرف کے ساتھ ہوتا ہے جیسا کہ گذر چکا لیکن جب یاء متکلم کی طرف مضاف ہوں تو اخ، اب، حم، ھن کو اخی، ابی، حمی، ھنی پڑھتے ہیں۔ یعنی جو آخری حرف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گیا تھا واپس نہیں لاتے کیونکہ کثرت استعمال تخفیف کو چاہتا ہے اور تخفیف محذوف کو واپس نہ لانے میں ہے لیکن امام مبرد اس کو واپس لا کر یاء کرتے ہوئے یاء کو یاء میں مدغم کرتا ہے اور اخیّ اور اَبِیّ پڑھتا ہے۔ اور اکثر نحوی فم کو اضاف کیوقت فِی پڑھتے ہیں اور ایک قوم کے ہاں فَمِی پڑھا جاتا ہے کیونکہ اصل فم کی فوہ تھی (تعلیل کی پوری تفصیل پہلے گذر چکی ہے اسماء ستہ مکبرہ کی بحث میں، دیکھ لی جائے)

اسماء ستہ مکبرہ میں ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا کیونکہ ذو اس لئے وضع کیا گیا ہے کہ اسم جنس کی طرف مضاف ہو کر اس اسم جنس کو کسی نکرہ کی صفت بنائے جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ ذُوْ مَالٍ چونکہ ضمیر اسم جنس نہیں ہوتی اس لئے وہ ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا وگرنہ خلاف وضع لازم آئے گا۔

**قول القائل الخ:** یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال کی تقریر یہ ہے کہ آپ کا یہ کہنا کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف نہیں ہوتا یہ درست نہیں ہے۔ ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ ایک شاعر نے اپنے شعر کے ایک مصرعہ میں ذو کو ضمیر کی طرف مضاف کیا ہے۔ اگر یہ بات درست نہ ہوتی تو وہ ذو کو ضمیر کی طرف مضاف نہ کرتا جیسے اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ۔

**جواب:** مصنفؒ نے اس کا جواب دیتے فرمایا کہ شاعر کا ذوو کی ہٗ ضمیر کی طرف اضافت کرنا خلاف قیاس اور شاذ ہے جس کو

---

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مضافۃ کے، صیغہ صفت اپنے نائب الفاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق مقدم تقول کا، تقول فعل بافاعل اور متعلق اخی معطوف علیہ ابی حمی وھنی ونی وفمی معطوفات، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر مقولہ ہے قول کا، قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ مقولہ ہوا۔ (عند الاکثر اور عند قوم یہ ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر فمی کی صفت ہے)

(۲): ذو بتاویل ھذا اللفظ مبتداء لایضاف فعل مضارع منفی مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل الی مضمر جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لایضاف کے اصلا بمعنی ابداً کے ہو کر مفعول فیہ۔ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳): قول مضاف القائل مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر قول انما حرف حصر یعرف فعل مضارع معلوم ذا الفضل مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف من الناس جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ مقدم ذووہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل یعرف کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ مقدم سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہے قول کا، قول اپنے مقولہ سے ملکر مبتداء شاذ مرفوع لفظاً خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴): واؤ عاطفہ اذا شرطیہ قطعت فعل ماضی معلوم فعل بافاعل ھذہ الاسماء اسم اشارہ مشار الیہ یا موصوف صفت یا مبدل منہ اور بدل ملکر مفعول بہ عن جار الاضافۃ مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق قطعت کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط قلت فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر قول، اخ وغیرہ تمام معطوفات ملکر مقولہ قول اپنے مقولہ سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

استدلال کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔

## شعر "انما یعرف الخ" کی مکمل تشریح

**مکمل شعر:** اِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ اَهْنَأُ الْمَعْرُوفِ مَالَم يَتَبَذَّلُ فِيهِ الْوُجُوْهُ

**ترجمة:** سوائے اس کے نہیں لوگوں میں سے فضل وفضیلت والے کو اس فضل والا ہی پہچانتا ہے تمام نعمتوں میں سے بہترین نعمت یہ ہے کہ اس میں چہرے پرانے نہ ہوں۔

**ترکیب:** اول مصرعہ کی ترکیب حاشیہ میں گذر چکی ثانی کی ترکیب یہ ہے۔ اھنأ المعروف مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ما موصول لم یتبذل فعل مضارع مجحد فیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لم یتبذل کے الوجوہ فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے مذکورہ بالا شعر کے پہلے مصرع کو ذکر کیا ہے اس بات کو رد کرنے کیلئے کہ جو لوگ استدلال کرتے ہیں اس بارے میں ''کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے''۔ یہ استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس شعر میں ضمیر کی طرف ذو کو مضاف کرنا خلافِ قیاس ہے جو کہ قابلِ استدلال نہیں۔

**محل استشهاد:** اس مصرع میں جس لفظ سے استدلال کرتے ہیں وہ لفظ ''ذووہ'' ہے (یعنی اس لفظ ذووہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ ذو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے جس طرح کہ اس جگہ ہے۔

**شاعر کا نام:** معلوم نہیں ہو سکا۔

**واذا قطعت الخ** سے اس بات کو بیان کیا گیا کہ جب ان اسماء ستہ مکبرہ کو اضافت سے منقطع کر دیا جائے یعنی ان کی اضافت نہ تو کسی اسم ظاہر کی طرف ہو اور نہ ہی کسی مضمر کی طرف تو ان پر کیا اعراب پڑھا جائیگا تو فرماتے ہیں کہ جب یہ اسماء مقطوع عن الاضافت ہوں تو ان کا حذف شدہ حرف واپس نہیں ہوگا لہٰذا اب، اخ وغیرہ کہیں گے۔ لیکن ذو مقطوع عن الاضافت نہیں ہوگا کیونکہ اس کو اضافت لازم ہے۔ اور یہی وضع کے مطابق ہے۔

---

(۵): ذو بتاویل ھذا اللفظ مبتداء لا ینقطع فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل عن الاضافۃ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لا ینقطع کے فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (البتہ مفعول مطلق فعل بتہ کا ہے)۔

(۶): ھذا اسم اشارہ مبتداء مؤکد کلہ مضاف مضاف الیہ ملکر تاکید مؤکد تاکید ملکر مبتداء باجار تقدیر مضاف حرف الجر مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷): اما حرف شرط برائے تفصیل ما موصولہ یذکر فعل مضارع مجہول فیہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق یذکر کے حرف الجر مضاف مضاف الیہ ملکر نائب الفاعل ہو کر ذوالحال لفظا حال ذوالحال حال ملکر نائب الفاعل، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مبتداء متضمن معنی شرط۔ فاء جزائیہ سیاتی فعل ھو ضمیر فاعل کہ ضمیر مفعول بہ فی القسم الثالث جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق سیأتی کے فعل اپنے فاعل مفعول بہ ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر قائمقام جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

**هذا كله الخ**۔اس حصہ عبارت سے اس بات کو بیان کرنا ہے کہ مضاف الیہ اور اضافت کی یہ تفصیل جو آپ نے پڑھی یہ اس وقت ہے جب حرف جر مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان مقدر ہو لیکن وہ مضاف الیہ جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو اس کی تفصیل عنقریب تیسری قسم جو کہ حروف کی بحث میں ہے آجائیگی۔

**(اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:)** ۱۔اضافت کی اقسام اور اضافت لفظیہ کی تعریف اور اس کا فائدہ لکھیں۔(دیکھئے البحث الاوّل والرابع) ۲۔اضافت معنویہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی اقسام تفصیلا لکھیے۔(دیکھئے البحث الثالث والرابع) ۳۔مجرورات کتنے ہیں؟ اگر فقط ایک قسم ہے تو جمع کا صیغہ کیوں لایا؟ (دیکھئے البحث الاول) ۴۔اضافت معنویہ کا فائدہ تحریر کریں۔(دیکھئے البحث الخامس) ۵۔اسماء ستہ مکبّرہ کی اضافت اور عدم اضافت کے وقت اعراب کی کیا تفصیل ہے۔(دیکھئے البحث السادس) ۶۔ذو ضمیر کی طرف مضاف ہوتا ہے یا نہیں؟ اس سوال جواب کو ضرور لکھیے۔(ایضاً)

## الكأس الدهاق في اسئلة الوفاق على ترتيب الكتاب

۱۔اضافت کے کتنے اقسام ہیں، اضافتِ لفظیہ کیا ہے اور اس کا کیا فائدہ ہوتا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ، ص۴۸، م۔رح) ۲۔اضافت کی کتنی اقسام ہیں، ہر ایک قسم کی تعریف، مثال اور فائدہ تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ ص۴۸، ۴۹م۔رح) ۳۔**اعلم ان الاضافة علىٰ قسمين معنوية ولفظية** (۱) اضافتِ معنویہ اور لفظیہ میں سے ہر ایک کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں (۲) اور ہر ایک کا فائدہ بیان کریں (۳) نیز یہ بتائیں کہ اضافتِ معنویہ کے کتنے طریقے ہیں۔مثالوں کے ساتھ تحریر کریں (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ۔ص۴۸، ۴۹م۔رح) (۴) اعلم ان الاضافة على قسمين، معنوية ولفظية (۱) اضافت لفظیہ اور معنویہ کی تعریف اور مثال بیان کریں (۲) اضافت معنویہ کی تینوں قسمیں مع امثلہ بیان کریں (۳) اضافت لفظیہ اور معنویہ کا فائدہ بیان کریں۔(رجب المرجب ۱۴۲۳ھ، ص۴۸۔۴۹م۔رح)(للبنات)

## الباب السادس فی التوابع علی ضوء الخریطة
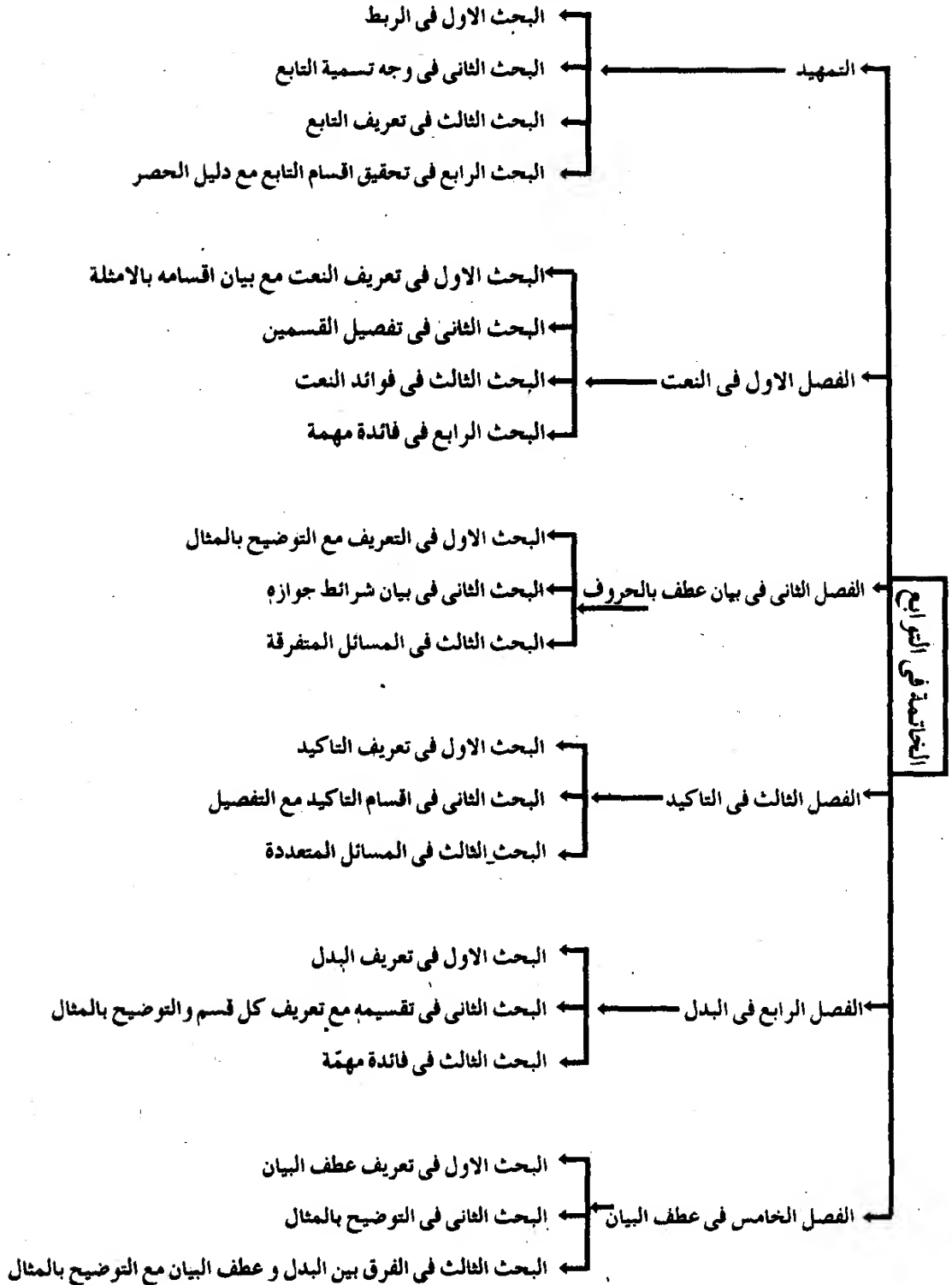
# الباب السادس فی بیانِ الخَاتِمَۃِ فِی التّوَابِع

## التمھید

اِعْلَمْ اَنَّ الَّتِیْ مَرَّتْ مِنَ الْاَسْمَاءِ الْمُعْرَبَۃِ کَانَ اِعْرَابُھَا بِالْاِصَالَۃِ بِاَنْ دَخَلَتْھَا الْعَوَامِلُ مِنَ الْمَرْفُوْعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَالْمَجْرُوْرَاتِ[۲] فَقَدْ یَکُوْنُ اِعْرَابُ الْاِسْمِ بِتَبْعِیَّۃِ مَا قَبْلَہٗ[۳] وَیُسَمّٰی التَّابِعَ لِاَنَّہٗ یَتْبَعُ مَا قَبْلَہٗ فِی الْاِعْرَابِ[۴] وَھُوَ کُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِاِعْرَابِ سَابِقِہٖ مِنْ جِھَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَالتَّوَابِعُ خَمْسَۃُ اَقْسَامٍ النَّعْتُ وَالْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ وَالتَّاکِیْدُ وَالْبَدَلُ وَعَطْفُ الْبَیَانِ۔

**ترجمۃ:** یہ خاتمہ توابع کے بیان میں ہے۔ جان لیجئے کہ وہ اسماء معربہ یعنی مرفوعات اور منصوبات اور مجرورات جوگذر چکے ہیں ان کا اعراب بالاصالہ تھا بایں طور کہ ان پرعوامل داخل ہوتے ہیں۔ پس کبھی کبھار اسم کا اعراب اپنے ماقبل کے تابع ہوکر ہوتا ہے اور وہ اسم تابع نام رکھا جاتا ہے کیونکہ وہ اسم اعراب میں اپنے ماقبل کے تابع ہوتا ہے۔ اور وہ تابع ہر دوسرا پہلے کا ہے جوکہ اپنے پہلے والے کے اعراب کے ساتھ اعراب دیا گیا ایک ہی جہت سے اور توابع پانچ قسم ہیں۔ نعت اور عطف بالحروف اور تاکید اور بدل اور عطفِ بیان۔

**خُلاصَۃِ الْمُبَاحِث:** مذکورہ عبارت بطور تمہید کے ذکر کی گئی ہے اس میں چار ابحاث ہیں ۱۔الربط (اِعْلَمْ......مَاقَبْلَہٗ) ۲۔وجہ تسمیۃ التابع (وَیُسَمّٰی......فِی الْاِعْرَابِ) ۳۔تعریف التابع (وَھُوَ کُلُّ......وَاحِدَۃٍ) ۴۔تحقیق اقسام التابع مع دلیل الحصر (وَالتَّوَابِعُ ......وَعَطْفُ الْبَیَانِ)۔

**تشریح:** **الربط (اِعْلَمْ......مَاقَبْلَہٗ):** مصنفؒ نے مقاصد ثلاثہ کے عنوان سے معربات اصلیہ کو بیان فرمایا ان سے فراغت کے بعد خاتمہ کے عنوان سے معربات تبعیّہ کو بیان فرماتے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اسمائے معربہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کا اعراب دو قسم پر ہے اعراب بالاصالۃ اور اعراب بالتبعیّہ، اعراب بالاصالہ کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے معربہ پر خود عوامل رافع ناصب اور جارہ داخل ہوں اور اعراب بالتبعیّہ کا مطلب یہ ہے کہ اسمائے معربہ پر خود عوامل داخل نہ ہوں بلکہ ان اسماء سے پہلے

---

نحوی ترکیب: (۱) الباب موصوف السادس صفت موصوف صفت ملکر مبتداء فی جار بیان مضاف الخاتمۃ موصوف فی جار التوابع مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق الکائنۃ کے جوکہ صفت ہے موصوف صفت ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن کے خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲): اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل التی اسم موصول مرت فعل ماضی معلوم ھی ضمیر فاعل من جار الاسماء المعربۃ موصوف صفت ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مرت فعل ماضی اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر اسم ہوا اَنّ کا کان فعل از افعال ناقصہ اعرابھا مضاف مضاف الیہ ملکر اسم کان بالاصالہ جار مجرور ملکر مفسّر با تصویر یہ ان مصدریہ دخلتھا فعل ماضی معلوم ھا ضمیر مفعول بہ مقدم العوامل فاعل من جار المرفوعات والمنصوبات وغیرہ مجرور جار مجرور بیان من الاسماء المعربۃ کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر مجرور جار مجرور ملکر مفسِّر مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف کے جوکہ خبر ہے کان کی کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر خبر اَنّ اَنّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفعول ہوا اعلم کا صیغہ امر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

جو اسماء ہیں ان پر داخل ہوں ان کا اعراب ان اسماء کے تابع ہو کر ہو۔ اگر وہ اسماء مرفوع ہیں تو یہ بھی مرفوع ہوں اور منصوب ہیں۔ یہ بھی منصوب ہوں اور اگر مجرور ہیں تو یہ بھی مجرور ہوں اول کو متبوع ثانی اسماء کو توابع کہتے ہیں۔ یہ عمومی نام ہے۔

**۲۔ وجه تسمية التابع** (''وَيُسَمّٰى ......فِي الْإِعْرَاب''): وہ اسم معرب جس پر عامل خود داخل نہ ہو بلکہ اس سے پہلے والے اسم پر داخل ہو۔ اس کو تابع کہتے ہیں اور تابع کا معنی ہے پیچھے آنے والا چونکہ یہ اسم اپنے سے پہلے اسم کے ''اعراب (رفع، نصب، جر) میں'' پیچھے آتا ہے اس وجہ سے اس کو تابع کہتے ہیں۔

**۳۔ تعريف التابع** (وَهُوَ كُلُّ ......جِهَةٍ وَاحِدَةٍ''): تابع لغت میں پیچھے آنے والا، اسم فاعل ہے تَبِعَ یَتْبَعُ باب عَلِمَ سے نحویوں کی اصطلاح میں ہر وہ دوسرا ہے اپنے پہلے کا یعنی مؤخر ہو عام ہے دوسرا ہے یا تیسرا یا چوتھا جو اپنے سے پہلے کے اعراب کے ساتھ اعراب دیا گیا ایک ہی جہت کے ساتھ اسی تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ ا۔ وہ اسم مؤخر ہو ۲۔ پہلے اسم کے اعراب کے ساتھ ہو یعنی جو اعراب مقدم اسم کو دیا گیا ہے وہی اعراب اس کو دیا گیا ہو ۳۔ دونوں اسموں کا اعراب ایک جہت کا ہو یعنی اول کا مرفوع ہونا فاعل ہونے کی جہت سے ہے تو دوسرے کا مرفوع ہونا بھی فاعل ہونے کی جہت سے ہو علی ھذا القیاس۔

**تعریف و معرّف / فوائد قیود:** جس جگہ کسی شی کی تعریف کی جائے وہاں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک معرَّف (یعنی جس کی تعریف کی گئی ہو) دوسرا معرِّف (بکسر الراء) یا تعریف (یعنی وہ کلمات جن سے کسی چیز کی تعریف کی جائے جو جنس اور فصول پر مشتمل ہو) تو اس جگہ بھی ھو جو کہ راجع بسوئے التابع ہے معرَّف (بالفتح) ہے اور کل ثانٍ الخ یہ تعریف ہے۔ اور ہر تعریف میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک جنس اور کئی فصول جنس شمولیت کا فائدہ دیتی ہے اور فصل جدائی کا یعنی یہ بتلاتی ہے کہ کونسی چیز معرَّف سے خارج ہے۔ تو اس تعریف میں ''کل ثانٍ'' بمنزلہ جنس کے ہے اور ہر مؤخر اسم کو شامل ہے۔ ''مُعْرَبٌ بِاِعْرَابِ سَابِقِهٖ'' یہ فصل اول ہے اس سے اِنَّ اور اس کے اخوات کی خبر۔ کان اور اس کے اخوات کی خبر، ماولا المشبھتین بلیس کی خبر خارج ہوگئی یعنی انہیں تابع نہیں کہیں گے کیونکہ انکا اعراب اول اسم والا اعراب نہیں ہے۔ ''مِنْ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے مبتداء کی خبر اور باب علمت کا مفعول ثانی اور باب

---

(۳): فاء تفریعیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل از افعال ناقصہ اعراب الاسم مضاف مضاف الیہ سے ملکر اسم باء جار تبعۃ ماقبلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف خبر یکون اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) واؤ عاطفہ یسمّٰی فعل مضارع مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل التابع مفعول بہ ثانی لام جار ان حرف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اسم یتبع فعل ماقبلہ فاعل فی جار الاعراب مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق یتبع فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ بتاویل مفرد خبر اَنّ اپنے اسم و خبر سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق یسمّٰی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی اور متعلق سے ملکر جملہ خبریہ ہوا۔

(۵) واؤ استئنافیہ یا عاطفہ ھو ضمیر غائب مبتداء کل مضاف ثان موصوف معرب صیغہ صفت باء جار اعراب مضاف سابقہ مضاف الیہ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار متعلق معرب من جھۃ واحدۃ جار مجرور متعلق معرب صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلقین سے ملکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶) واؤ عاطفہ التوابع مبتداء خمسۃ اقسام خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ النعت الٰی آخرہ معطوفات ملکر یا عطف بیان ہے خمسۃ اقسام یا خبریں ہیں مبتداء محذوف کی جو کہ احدھا الخ ہیں۔

اعلَمْتُ کا مفعول ثالث خارج ہو گئے کیونکہ اگر چہ یہ مؤخر بھی ہیں اور سابق کے اعراب کے ساتھ ہیں لیکن ایک جہت سے اعراب نہیں ہے۔ اس لئے کہ مبتداء مسند الیہ ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور اسکی خبر مسند ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اسیطرح علمت کا مفعول اول محکوم علیہ ہونے کیوجہ سے منصوب اور ثانی محکوم بہ ہونے کی جہت سے منصوب ہے اسیطرح باب اعلمت کے مفعول ثانی اور ثالث کا حال ہے۔

## ٤۔ تحقیق اقسام التابع مع دلیل الحصر ("وَالتَّوَابِعُ......وَعَطْفُ الْبَيَانِ"):

مصنفؒ نے تابع کے اقسام کی تعداد اور نام ذکر کئے لیکن ان اقسام کی دلیل الحصر ذکر نہیں کی طلباء کے افادہ کی خاطر دلیل بھی لکھی جاتی ہے۔

تحقیق اقسام التابع: توابع کی کل پانچ اقسام ہیں۔ ۱۔نعت ۲۔عطف بالحروف ۳۔تاکید ۴۔بدل ۵۔عطف بیان

دلیل الحصر: تابع دو حال سے خالی نہیں یا تو مقوی للحکم الاول ہوگا یا نہ اول تاکید ہے ثانی دو حال سے خالی نہیں اول کیلئے مبیّن ہوگا یا نہ اوّل دو حال سے خالی نہیں مشتق ہوگا یا غیر مشتق اگر مشتق ہے تو نعت اور غیرِ مشتق ہے تو عطف بیان اگر غیر مبیّن ہے تو دو حال سے خالی نہیں بواسطہ حرف ہوگا یا نہ اول عطف بحرف ہے ثانی بدل ہے۔اور دلیل حصر کو یوں بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ تابع متبوع دونوں مقصود بالنسبۃ ہوں گے یا صرف تابع یا صرف متبوع علی الشق الاوّل عطف بالحرف ہوگا۔وعلی الثانی بدل ہوگا وعلی الثالث اگر شمول کا فائدہ دے گا تو تاکید اور اگر ابہام کو دور کرے گا تو عطف بیان و اِلّا فھو النعت۔

### دلیل الحصرعلی ضوء الخریطة
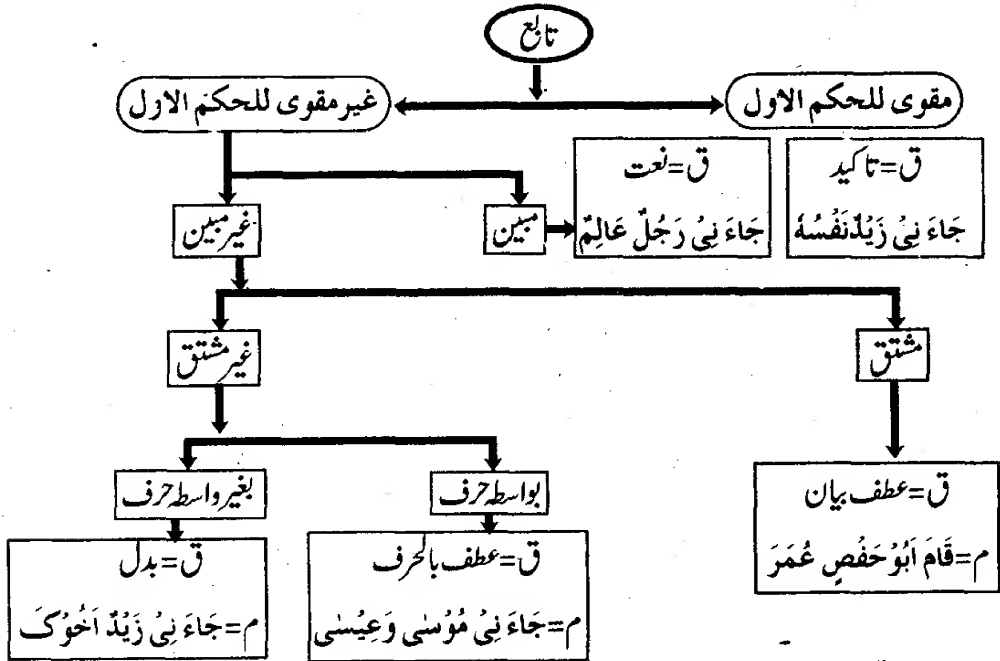


**رموز:**......"ق" سے مراد قسم ہے اور "م" سے مراد مثال ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** اس عنوان کے تحت چند سوالات جو کہ مذکورہ عبارت کے متعلق ہیں، ذکر کئے جاتے ہیں:

ا۔ "مِنَ الْمَرْفُوعَاتِ وَالْمَنْصُوْبَاتِ وَالْمَجْرُوْرَاتِ" کس کا بیان ہے؟ (ترجمۂ عبارت میں تلاش کریں) ۲۔تابع کو تابع کیوں کہتے ہیں؟ (بحث وجہ تسمیۃ التابع) ۳۔ "من جھۃ واحدۃ" کی قید کا کیا فائدہ ہے؟ (دیکھئے تعریف ومعرف یا فوائد قیود)

۴۔توابع کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں؟ (دیکھئے بحث تحقیق اقسام التابع)

## (۲) الفصل الاول فی النعت

**فَصْل:** اَلنَّعْتُ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ مَتْبُوْعِهٖ نَحْوُ جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ[۲] اَوْفِيْ مُتَعَلِّقِ مَتْبُوْعِهٖ[۱] نَحْوُ جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ[۳] وَيُسَمّٰى صِفَةً اَيْضًا[۴]۔

**ترجمة:** نعت وہ تابع ہے جو ایسے معنی پر دلالت کرے جو معنی اس کے متبوع میں ہے جیسے جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ (آیا میرے پاس ایسا مرد جو عالم ہے) یا ایسے معنی پر جو اس کے متبوع کے متعلق میں ہے جیسے جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ (آیا میرے پاس ایسا مرد کہ اسکا باپ عالم ہے) اور اس کا صفت بھی نام رکھا جاتا ہے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** توابع کی یہ پہلی فصل ہے جو کہ نعت کے بیان میں ہے۔ یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے ا۔نعت کی تعریف مع بیان اقسامہ بالامثلۃ (اَلنَّعْتُ تَابِعٌ...... صِفَةً اَيْضًا) ۲۔نعت کی قسمین کی تفصیل ("وَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ...... الظَّالِمِ اَهْلُهَا") ۳۔فائدۃ النعت (وَفَائِدَةُ النَّعْتِ...... نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ) ۴۔فائدۃ مھمّۃ (اِعْلَمْ وَالنَّكِرَةُ ...... وَلَا يُوْصَفُ بِهٖ) لیکن مذکورہ عبارۃ میں صرف اول بحث مذکور ہے۔ بقیہ مباحث دوسری عبارت میں مذکور ہونگی۔

---

نحوی ترکیب: (۱) النعت مرفوع مبتداء تابع صیغہ صفت اسم فاعل موصوف یدل صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ھو ضمیر غائب راجع بسوئے تابع مرفوع محلا فاعل علی جار معنی موصوف فی جار متبوع مجرور مضاف ہ ضمیر غائب راجع بسوئے تابع مجرور محلا مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ "فی متعلق متبوعہ" معطوف "فی متبوعہ" معطوف علیہ، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن محذوف کے جو کہ صفت ہے موصوف معنی کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یدل فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ہوئی موصوف تابع کی موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۲) نحو مرفوع لفظا مضاف جاء فعل ماضی معلوم نون وقایہ یاء ضمیر متکلم منصوب محلا مفعول بہ مقدم رجل مرفوع لفظا موصوف عالم مرفوع لفظا صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل ھذا الترکیب مجرور محلا مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتداء محذوف جو کہ مثلہ ہے مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) نحو بشرح سابق مضاف جاءنی بشرح سابق فعل رجل موصوف عالم صیغہ صفت اسم فاعل ابو مضاف ہ ضمیر راجع بسوئے رجل مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل عالم صیغہ صفت اپنے فاعل سے ملکر صفت، موصوف صفت ملکر فاعل جاءنی کا فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء محذوف مثلہ کی مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۴) واؤ استنافیہ یسمّٰی صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع مجہول ھو ضمیر غائب راجع بسوئے نعت مرفوع محلا نائب للفاعل صفۃ منصوب لفظا مفعول بہ دوم فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شد۔ ایضا مفعول مطلق ہے فعل اٰض مقدر کا، آض فعل ماضی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب ھو ضمیر در وستتر فاعل فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شد۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف النعت مع بیان اقسامه بالامثلة** ("اَلنَّعْتُ ...... صِفَةً اَیْضاً):

النعت لغت میں فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب کی مصدر بمعنی تعریف کرنا، کلمہ کی صفت لانا اور تعریف کرنے والے کو ناعت اور جسکی تعریف کی جائے اسے منعوت کہتے ہیں۔ نحویوں کی اصطلاح میں نعت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع سے ملکر اس معنی پر جو متبوع یا متعلق متبوع میں ہے، دلالت کرے اور یہ دلالت کسی مادہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ اور اسکا دوسرا نام صفت بھی ہے۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ نعت یا صفت کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ نعت بحال المنعوت ۲۔ نعت بحال متعلق المنعوت۔

اول قسم کی تعریف یہ ہے کہ وہ تابع جو اپنے متبوع سے ملکر اس معنی پر دلالت کرے جو اسکے متبوع میں پایا جاتا ہے اس کو نعت بحالہٖ بھی کہتے ہیں جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس عالم مرد آیا) اس مثال میں ''رَجُلٌ'' موصوف ہے اور عالم تابع یعنی صفت ہے اور اس معنی علم پر دلالت کی جو کہ رجُلٌ میں ہے۔

دوسری قسم کی تعریف یہ ہے کہ وہ تابع جو اپنے متبوع سے ملکر اس معنی پر دلالت کرے جو اسکے متبوع کے متعلق میں پایا جائے۔ اسکو نعت بحال متعلقہٖ بھی کہتے ہیں جیسے جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْهُ (میرے پاس مرد آیا جس کا باپ عالم ہے) اس مثال میں رَجُلٌ موصوف ہے اور عالمٌ ابوهُ شبہ جملہ ہوکر صفت ہے اور عالم نے اس معنی علم پر ''جو کہ رجل متبوع کے متعلق اَبٌ میں پائے جاتے ہیں'' دلالت کی ہے اس لئے کہ صفتِ علم اَبْ کی ذات میں قائم ہے نہ کہ رجل کی ذات میں۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** مذکورہ عبارت میں لفظ النعت معرَّف ہے اور تابع الخ تعریف ہے اور تعریف میں لفظ ''تابع'' درجہ جنس ہے تمام توابع کو شامل ہے۔ یدل علی معنی الخ یہ فصل ہے اس سے نعت کے علاوہ تمام توابع (بدل، عطف بالحرف، تاکید اور عطف بیان) خارج ہو گئے کیونکہ وہ اس معنی پر دلالت نہیں کرتے جو متبوع یا متعلقِ متبوع میں ہے۔ اور اس قید سے مقصود بھی یہی ہے۔

(ف) شرح میں تعریف کے اندر دو لفظوں (اپنے متبوع سے ملکر، کسی مادہ کے ساتھ خاص نہ ہو) کا اضافہ کیا ہے وجہ یہ ہے کہ نعت تنہا نہ تو معنی وصفی پر اور نہ متبوع کے معنی پر دلالت کرتی ہے مگر جب متبوع کے ساتھ ملکر ہو تو متبوع کے معنی پر دلالت کرتی ہے اور ''کسی مادہ کے ساتھ نہ ہو'' کی قید سے مقصود ''اَعْجَبَنِی زیدٌ عِلْمُهٗ '' (میں علمہٗ بدل زید سے ہے اور اس معنی پر جو کہ متبوع (زید) میں ہے دلالت کرتا ہے لیکن یہ دلالت اس مادہ کے ساتھ خاص ہے) کو خارج کرنا ہے۔

**وَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ یَتْبَعُ مَتْبُوْعَهٗ فِی عَشْرَةِ اَشْیَآءَ فِی الْاِعْرَابِ وَالتَّعْرِیْفِ وَالتَّنْکِیْرِ وَالْاِفْرَادِ وَالتَّثْنِیَةِ وَالْجَمْعِ وَالتَّذْکِیْرِ وَالتَّانِیْثِ نَحْوُ جَاءَ نِی رَجُلٌ عَالِمٌ وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ عَالِمُوْنَ وَزَیْدُنِ الْعَالِمُ وَامْرَاَةٌ عَالِمَةٌ وَالْقِسْمُ الثَّانِی اِنَّمَا**

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ القسم موصوف الاول صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء یتبع صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم ہو ضمیر غائب راجع بسوئے القسم الاول مرفوع محلا فاعل متبوع مضاف ہ ضمیر غائب راجع بسوئے قسم اول مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ فی جار عشرة اسم عدد مبہم ممیز اشیاء تمیز ممیز تمیز ملکر مجرور جار مجرور ملکر مبدل منہ، فی جار الاعراب مجرور لفظا معطوف علیہ واؤ عاطفہ التعریف معطوف الاعراب معطوف علیہ واؤ عاطفہ التنکیر معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الافراد معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ التثنیة معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الجمع معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ التذکیر (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

يَتبَعُ مَتبُوعَهُ فِي الْخَمسَةِ الْأُوَلِ فَقَطْ اَعنِيْ الْإِعْرَابَ وَالتَّعْرِيْفَ وَالتَّنكِيْرَ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا.

**ترجمة:** اور پہلی قسم اپنے متبوع کے دس چیزوں میں یعنی اعراب اور تعریف و تنکیر اور افراد اور تثنیہ اور جمع میں اور تذکیر اور تانیث میں تابع ہوتی ہے جیسے جاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ الخ اور دوسری قسم سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے متبوع کے پہلی پانچ میں فقط تابع ہوتی ہے۔ مراد لیتا ہوں اعراب کو اور تعریف و تنکیر کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول "مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا"۔

## تشریح: البحث الثاني في تفصيل القسمين ("وَالْقِسْمُ الْاَوَّلُ......اَهْلُهَا"):

نعت کی دونوں قسمیں نعت بحال المنعوت، نعت بحال متعلق المنعوت، یہ دونوں اپنے متبوع کے موافق ہوتی ہیں البتہ اول قسم اپنے متبوع کے دس چیزوں میں موافق ہوتی ہے اعراب یعنی رفع، نصب جر اور تعریف و تنکیر افراد تثنیہ جمع اور تذکیر و تانیث لیکن بیک وقت چار چیزوں میں مطابقت ہوگی، رفع نصب جر میں سے ایک، افراد تثنیہ، جمع میں سے ایک، تعریف و تنکیر میں سے ایک۔ تذکیر و تانیث میں سے ایک جیسا کہ متن میں بیان کردہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

(ف) صفت کا موصوف کے ساتھ ان مذکورہ بالا دس چیزوں میں مطابق ہونا ضروری ہے جب کہ مندرجہ ذیل چیزوں سے خالی ہو۔

---

(سابقہ بقیہ) معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ التانیث معطوف تمام معطوفات ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر بدل، مبدل منہ بدل ملکر ظرف لغو متعلق یتبع کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء القسم الاول کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲): نحو مرفوع لفظا مضاف جاءنی جاء فعل ماضی معلوم نون وقایہ یاء ضمیر متکلم منصوب محلا مفعول بہ مقدم رجل موصوف عالم صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ رجلان موصوف عالمان صفت، موصوف صفت ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ رجال موصوف عالمون صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ زید موصوف العالم صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ امراۃ موصوف عالمۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر فاعل ہوا جاءنی کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل ہذا الترکیب مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر ہوئی مبتداء محذوف مثلہ کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ شد۔

(۳) واؤ عاطفہ القسم الثانی معطوف القسم الاول معطوف علیہ القسم الثانی موصوف صفت ملکر مبتداء انما حرف حصر یتبع فعل مضارع معلوم ہو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے القسم الثانی مرفوع محلا فاعل متبوعہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فی جار الخمسۃ اسم عدد مبہم ممیز الاول تمیز ممیز اپنی تمیز سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یتبع فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فاء جزائیہ قط اسم فعل بمعنی انتہی فعل با فاعل فعل فاعل ملکر جزاء شرط محذوف کی شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ۔ اعنی صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم فعل با فاعل الاعراب منصوب معطوف علیہ واؤ عاطفہ التعریف معطوف ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ التنکیر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۴) کاف مثلیہ جارہ قول مضاف ہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی ذوالحال تعالیٰ صیغہ واحد مذکر فعل ماضی معلوم ہو ضمیر راجع بسوئے اللہ فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ہوا ذوالحال کا ذوالحال حال ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر قول من جار ھذہ اسم اشارہ القریۃ موصوف الظالم صیغہ صفت اھلھا مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل صیغہ صفت اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت ہوئی، موصوف اپنی صفت سے ملکر مشار الیہ ہوا ھذہ کا اسم اشارہ اپنے مشار الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق فعل مذکور کے فعل فاعل اور متعلق سے ملکر مقولہ، قول اپنے مقولہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے مثلہ مبتداء محذوف کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

ا۔صفت کا ایسا صیغہ ہونا جو مذکر ومؤنث میں برابر ہے جیسے فعیل کا وزن بمعنی مفعول یا فعول کا وزن بمعنی فاعل کے ۲۔صفت ایسی مؤنث ہو جو مذکر ومؤنث دونوں پر بولی جائے جیسے علامۃ ۳۔صفت کا صیغہ ایسا مذکر ہو جو مؤنث کے ساتھ خاص ہے۔جیسے حائض، حاملٌ ۴۔مصدر کا صفت واقع ہونا ہے جیسے رجلٌ عدلٌ رِجَالٌ عَدْلٌ۔ اگر ان صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی گئی تو مطابقت موصوف وصفت کی ضروری نہیں۔

نعت کی ثانی قسم یعنی نعت بحال متعلق المنعوت اپنے متبوع کے پانچ چیزوں یعنی رفع،نصب جر اور تعریف وتنکیر میں مطابق ہوگی اور بیک وقت دو چیزیں پائی جائینگی رفع ،نصب ،جر میں سے ایک تعریف وتنکیر میں سے ایک جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا'' اس قول میں القریۃ موصوف ہے اور الظالم اس کی صفت ہے اور اھلھا الظالم کا فاعل ہے۔اور الظالم اپنے موصوف القریۃ کے ساتھ دو چیزوں یعنی جر اور تعریف میں مطابقت رکھتا ہے اور یہ لفظ کے اعتبار سے اگر چہ القریۃ کی صفت ہے لیکن حقیقت میں قریۃ کے متعلق ''اھل'' کی صفت ہے۔

وَفَائِدَةُ النَّعتِ تَخصِيصُ الْمَنْعُوتِ اِنْ كَانَا نَكِرَتَيْنِ نَحوُ جَاءَ نِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَتَوضِيحُهٗ اِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ نَحوُ جَاءَ نِي زَيْدُ الفَاضِلُ. وَقَدْ يَكُونَ لِمُجَردِ الثَّنَاءِ وَالْمَدح نَحوُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلذَّمِّ نَحوُ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ وَقَدْ يَكُونُ لِلتَّاكِيْدِ نَحوُ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ.

**ترجمة:** اور نعت کا فائدہ منعوت کی تخصیص ہے اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے جاءنی رجلٌ عالم اور اس منعوت کی توضیح ہے اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے جاءنی زید الفاضل اور کبھی کبھار نعت محض ثناء اور مدح کیلئے ہوتی ہے جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کبھی کبھی نعت محض مذمت کیلئے ہوتی ہے جیسے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔اور کبھی محض تاکید کیلئے ہوتی ہے جیسے نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ فائدۃ مرفوع لفظاً مضاف النعت مجرور لفظاً مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء تخصیص مرفوع لفظاً مضاف المنعوت مجرور لفظاً مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جزاء مقدم ان شرطیہ کان فعل از افعال ناقصہ ا ضمیر متکلم اسم نکرتین منصوب لفظاً خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر شرط جزاء مقدم کی شرط اپنی جزاء مقدم سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ توضیحہ معطوف تخصیص المنعوت معطوف علیہ توضیحہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوئی بواسطہ عطف مبتداء فائدۃ النعت کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جزاء مقدم ان کانا معرفتین بشرح سابق شرط، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا

((۲) (۳) دونوں جملہ کی ترکیب گذر چکی ہے وہاں دیکھ لی جائے ظفر)

(۴) واؤ استنافیہ قد حرف تحقیق بر مضارع برائے تقلیل یکون فعل از افعال ناقصہ میطلبد اسم مرفوع خبر منصوب راھو ضمیر در و مستتر راجع بسوئے النعت مرفوع محلاً اسم یکون لام جار مجرد مجرور لفظاً مضاف الثناءِ معطوف علیہ واؤ عاطفہ المدح معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف کے جو کہ خبر ہے یکون کی فعل یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ قد یکون معطوف قد یکون معطوف علیہ یکون فعل از افعال ناقصہ میطلبد اسم مرفوع خبر منصوب راھو ضمیر مستتر مرفوع محلاً اسم یکون لام جار الذم مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا کے جو کہ خبر ہے یکون کی، یکون اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ قد یکون للتاکید بشرح سابق معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر معطوف ہوا معطوف علیہ کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔ (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی فوائد النعت** (وَفَائِدَةُ...... نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ):

مذکورہ عبارت میں نعت/صفت کے فوائد کو ذکر کیا گیا ہے۔ نعت یا صفت کے مصنفؒ نے پانچ فوائد ذکر فرمائے ہیں ا۔منعوت میں تخصیص ۲۔منعوت میں توضیح ۳۔منعوت کی محض ثناء و مدح ۴۔منعوت کی محض مذمت ۵۔منعوت کی محض تاکید۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اگر نعت اور منعوت دونوں نکرہ ہوں تو نعت منعوت میں تخصیص کو پیدا کرتی ہے۔ اور تخصیص اصطلاح میں "تَقْلِيْلُ الْاِشْتِرَاكِ فِي النَّكِرَاتِ" کا نام ہے یعنی نکرہ کے افراد میں کمی ہو جانا جیسے "جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ" میں رجل صفت سے پیشتر اپنے افراد میں سے ہر فرد عالم اور جاہل سب کو شامل تھا لیکن عالم صفت کے آنے سے جاہل نکل گیا اور اشتراک میں کمی آگئی۔

۲۔ اور اگر نعت اور منعوت دونوں معرفہ ہوں تو نعت منعوت کی توضیح پیدا کرتی ہے اور توضیح اصطلاح میں "رَفْعُ الْاِجْمَالِ فِي الْمَعَارِفِ" کا نام ہے یعنی معرفہ کے اجمال کو دور کرنا جیسے "جَاءَ نِيْ زَيْدُ الْفَاضِلُ" (میرے پاس زید آیا جو کہ فاضل ہے) زید میں صفت سے پہلے اجمال تھا کہ نہ معلوم کونسا زید آیا فاضل یا غیر فاضل پس الفاضل کہنے سے زید سے یہ اجمال دور ہو گیا۔

۳۔ اگر منعوت جس نعت وصفت کے ساتھ موصوف ہے وہ صفت مخاطب کو معلوم ہے تو یہ نعت منعوت میں محض ثناء اور مدح کیلئے ہوگی اور اس سے نہ تو تخصیص مطلوب ہوگی اور نہ ہی توضیح جیسے "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" اس مثال میں لفظ رحمٰن اور الرحیم یہ دونوں لفظ اللہ کی صفتیں ہیں اور ان سے مقصود محض اللہ تعالیٰ کی ثناء ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف معلوم ہے۔

۴۔ اور اسی طرح جب منعوت جس نعت کے ساتھ متصف ہے وہ صفت مخاطب کو معلوم ہے یہ نعت کبھی محض منعوت کے ذم کیلئے لائی جاتی ہے جیسے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" اس مثال میں الرجیم الشیطان کی صفت ہے اور مخاطب کو معلوم ہے اور محض مذمتِ شیطان کیلئے لائی گئی ہے۔

۵۔ اگر منعوت خود اس معنی پر دلالت کرے جو نعت کا معنی ہے تو اس وقت منعوت کی صفت کا لانا محض تاکید کیلئے ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد "نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ" اس مثال میں نفخۃ کی وحدت نفخۃ کی تاء سے سمجھی جاتی ہے اور لفظ واحدۃ کا فائدہ محض معنی مذکور کی تاکید ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ النَّكِرَةَ تُوْصَفُ بِالْجُمْلَةِ الْخَبَرِيَّةِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْهُ[1]. وَالْمُضْمَرُ لَا يُوْصَفُ وَلَا يُوْصَفُ بِهٖ[2].**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ نکرہ جملہ خبریہ کے ساتھ موصوف ہو سکتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ یا قَامَ اَبُوْهُ اور ضمیر نہ موصوف ہو سکتی ہے اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جا سکتی ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استینافیہ اعلم فعل امر حاضر معلوم فعل با فاعل ان حرف از حروف مشبہ بالفعل النکرۃ منصوب لفظا اسم ہوا توصف فعل مضارع مجہول ھی ضمیر النکرۃ نائب الفاعل باجار الجملۃ موصوف الخبر یہ صفت موصوف صفت ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق توصف فعل مضارع اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ بتاویل مفرد خبر، ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر قائمقام دو مفعول اعلم کے، اعلم فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ خبریہ انشائیہ ہوا (امثلہ کی ترکیب واضح ہے)

(۲) واؤ استینافیہ المضمر مرفوع لفظا مبتداء۔ لا یوصف فعل مضارع منفی مجہول ھو ضمیر راجع بسوئے المضمر نائب الفاعل فعل اپنے نائب الفاعل سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یوصف بہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

**تشریح:** **البحث الرابع فی فائدة مهمة** ("وَاعْلَمْ اَنَّ......وَلَا یُوْصَفُ بِه"):

اس عبارت کے دو حصے ہیں پہلے حصے کا تعلق اس بات کے ساتھ ہے کہ اسم نکرہ کی صفت جملہ لائی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور دوسرے حصہ کا تعلق اس بات سے ہے کہ اسم ضمیر موصوف یا صفت واقع ہوسکتا ہے یا نہیں۔

پہلے حصۂ عبارت کی تفصیل یہ ہے کہ اسم نکرہ کی جملہ خبریہ صفت بن سکتا ہے عام ہے اسمیہ ہو یا فعلیہ لیکن جملہ انشائیہ نہیں بن سکتا اگر چہ جملہ کا صفت ہونا خلاف قیاس ہے کیونکہ جملہ بحیثیت جملہ مستقل کلام ہے ماقبل اور مابعد سے ربط نہیں رکھتا بخلاف صفت کے وہ اپنے موصوف کے ساتھ ربط رکھتی ہے تاہم جملہ انشائیہ کا صفت واقع ہونا صحیح نہیں ہے اس لئے کہ وہ صدق اور کذب کے ساتھ متصف نہیں ہوتا جبکہ صفت وہ جملہ بن سکتا ہے جو صدق وکذب کے ساتھ متصف ہو اور وہ صرف جملہ خبریہ ہی ہے لہٰذا صفت واقع ہوسکتا ہے اور صفت بھی نکرہ کی بن سکتا ہے نہ کہ معرفہ کی کیونکہ جملہ من حیث الجملۃ نہ معرفہ ہے اور نہ نکرہ اور اس میں معرفہ کی علامات موجود نہیں تو وہ نکرہ کے حکم میں ہوگا لہٰذا نکرہ کے حکم میں ہونے کی وجہ سے جملہ خبریہ نکرہ کی صفت واقع ہوسکتا ہے اور اس وقت اس میں ضمیر ہوگی جو موصوف کے ساتھ ربط قائم کرنے کیلئے موصوف کی طرف لوٹے گی جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ عَالِمٌ اس مثال میں رجل نکرہ موصوفہ ہے اور اس کی صفت "ابوہٗ عالم" جملہ اسمیہ ہے اور ہٗ ضمیر ابوہٗ کی رجل کی طرف راجع ہے یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے۔ جملہ فعلیہ کی مثال " مَرَرْتُ بِرَجُلٍ قَامَ اَبُوْه" (گزرا میں ایسے مرد کے پاس سے کہ اس کا باپ کھڑا ہے) اس مثال میں رجل موصوف ہے اور قَامَ اَبُوْهُ جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہے اور اس میں ابوہٗ کی ہٗ ضمیر رجل موصوف کی طرف ربط پیدا کرنے کیلئے لوٹ رہی ہے۔

دوسرے حصۂ عبارت کی تفصیل سے قبل ایک دو باتیں بطور تمہید یہ ہیں کہ ۱۔ موصوف مقصود ہوتا ہے اور صفت غیر مقصود ہوتی ہے بلکہ وہ محض تخصیص (نکرہ میں) یا توضیح (معرفہ میں) پیدا کرنے کیلئے لائی جاتی ہے۔ ۲۔ تمام معارف میں اعرف ضمیر ہے پھر اعلام پھر اسماء اشارہ پھر اسم موصول اور معرّف باللام اور مضاف مضاف الیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

ان دو باتوں کے سمجھنے کے بعد اس حصہ عبارت کی تفصیل یہ ہے کہ تمام ضمائر خواہ غائب ہوں یا متکلم یا مخاطب نہ تو کسی اسم کی صفت بن سکتی ہیں اور نہ ہی کسی صفت کیلئے موصوف ہوسکتی ہیں۔ ضمیر موصوف اس لئے نہیں ہوسکتی کہ ضمیر اعرف المعارف ہے اور صفت معرفہ کی توضیح کیلئے ہوتی ہے اور اعرف کو توضیح کی حاجت نہیں لہٰذا ضمیر موصوف نہیں ہوسکتی اور ضمیر صفت بھی نہیں لائی جاسکتی اس لئے کہ ضمیر کا موصوف دو حال سے خالی نہیں یا ضمیر ہوگی یا غیر ضمیر اگر ضمیر ہے تو اس کا موصوف نہ ہونا پہلے معلوم ہوچکا اور اگر غیر ضمیر ہے تو دو حال سے خالی نہیں معرفہ ہوگا یا نکرہ اگر نکرہ ہے تو غیر مقصود کا اعلیٰ ہونا لازم آئے گا یہ جائز نہیں ہے اور اگر معرفہ ہے تو غیر اعرف ہوگا جبکہ موصوف کا اخص ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا صفت بھی نہیں بن سکتی بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ضمیر اس لئے صفت نہیں بن سکتی کہ اس میں معنی وصفیت موجود نہیں ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ لغت کا اپنے متبوع کے ساتھ کتنی اور کونسی چیزوں میں مطابق ہونا ضروری ہے؟ (دیکھئے البحث الثانی فی تفصیل القسمین) ۲۔ لغت کے فوائد پر روشنی ڈالیں۔ (دیکھئے البحث الثالث فی فوائد النعت) ۳۔ توضیح اور تخصیص کا

کیا مطلب ہے۔(دیکھئے البحث الثالث) ۴۔والمضمر لایوصف ولا یوصف بہ کی وضاحت کریں۔(دیکھئے البحث الرابع فی فائدۃ مہمۃ)

## (۳) اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ بَیَانِ عَطْفٍ بِالْحُرُوْفِ

فَصْلٌ: اَلْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ تَابِعٌ یُنْسَبُ اِلَیْهِ مَانُسِبَ اِلٰی مَتْبُوْعِهٖ[1] وَکِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْکَ النِّسْبَةِ[2] وَیُسَمّٰی عَطْفَ النَّسَقِ[3].

**ترجمة:** عطف بالحروف وہ تابع ہے جس کی طرف وہ چیز منسوب ہو جو اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے اور وہ دونوں (تابع اور متبوع) اس نسبت سے مقصود ہوں اور وہ عطف نسق بھی نام رکھا جاتا ہے۔

**خُلَاصَةِ الْمَبَاحِث:** توابع کی یہ دوسری فصل عطف بالحروف کے بیان میں ہے۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے۔

۱۔البحث الاول فی التعریف مع التوضیح بالمثال (اَلْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ تَابِعٌ......عَطْفُ نَسَقٍ) ۲۔البحث الثانی فی بیان شرائط جوازہ (وَشَرْطُهٗ اَنْ یَکُوْنَ ......اِنْ شَاءَ اللّٰه) ۳۔البحث الثالث فی المسائل المتفرقہ (وَاِذَا عُطِفَ...... اِلٰی آخِرِ الْفَصْلِ) (مذکورہ بالا عبارت میں اول بحث مذکور ہے)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی التعریف مع التوضیح بالمثال**

("اَلْعَطْفُ بِالْحُرُوْفِ......عَطْفُ نَسَقٍ"):

مذکورہ عبارت میں مصنفؒ نے عطف بالحرف کی تعریف کی ہے عطف کا لغوی معنی جوڑنا، مائل ہونا معطوف جوڑا ہوا عطف کو عطف اس لئے کہتے ہیں کہ معطوف کو معطوف علیہ کے حکم میں جوڑا گیا ہوتا ہے اور اصطلاح میں عطف بالحرف وہ تابع ہے جس کی طرف اس حکم کو منسوب کیا گیا ہو جو معطوف علیہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اس حکم کے منسوب ہونے میں وہ دونوں مقصود ہوں جیسے "جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَ عَمْرٌو" اس مثال میں جس طرح مجیئت کی نسبت زید کی طرف کی گئی ہے اسی طرح معطوف یعنی عمرو کی طرف بھی کی گئی ہے اور متکلم کا مقصود اس سے دونوں کی طرف مجیئت کی نسبت کرنا ہے اور دونوں کی مجیئت کو ثابت کرنا ہے۔

---

نحوی ترکیب: (۱) العطف موصوف بالحروف جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائن کے جو کہ صفت ہے، موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء تابع موصوف یُنْسَبُ فعل مضارع مجہول الی جار "ہ" ضمیر راجع بسوئے تابع مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یُنْسَبُ ما موصولہ نسب فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل الی جار متبوع مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق نُسِبَ، فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مفرد ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ کلاھما مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مقصودان صیغہ مشبہ با جار تلک النسبۃ اسم اشارہ مشار الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق مقصودان جو کہ خبر ہے مبتداء کلاھما کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ یا استنافیہ یُسَمّٰی فعل مضارع مجہول ہو ضمیر راجع بسوئے عطف بالحرف نائب الفاعل عطف النسق مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ثانی فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول بہ ثانی سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔عطف بالحرف تابع ہوگا ۲۔جو حکم معطوف علیہ کی طرف منسوب ہے وہی حکم معطوف کی طرف منسوب ہوگا ۳۔اس حکم کے منسوب ہونے میں دونوں مقصود ہونگے۔

**تعریف و معرف / فوائد قیود:** العطف بالحروف معرَّف ہے تابع الخ یہ تعریف ہے اس میں تابع کا لفظ جنس کا درجہ رکھتا ہے توابع کی پانچوں اقسام کو شامل ہے "وَكِلَاهُمَا مَقْصُوْدَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ" یہ فصل ہے اس سے عطف بالحرف کے علاوہ سب خارج ہو گئے کیونکہ نعت، تاکید، عطف بیان میں نسبت سے مقصود صرف متبوع ہوتا ہے اور بدل میں نسبت سے مقصود صرف تابع ہوتا ہے متبوع محض توطیہ اور تمہید کیلئے لایا جاتا ہے۔عطف بالحرف کو عطف نسق بھی کہتے ہیں اور عطف بالحرف سے مراد معطوف بالحرف ہے۔نسق کا معنی ترتیب دینا چونکہ بعض مواضع میں معطوف، معطوف علیہ کے بعد ترتیب سے آتا ہے اس لئے اسے عطف نسق کہتے ہیں۔

وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتْبُوْعِهِ اَحَدُ حُرُوْفِ الْعَطْفِ[1] وَسَيَأْتِيْ ذِكْرُهَا فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو[2].

**ترجمة:** اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے (معطوف بحرف) اور اس کے متبوع (معطوف علیہ) کے درمیان حروف عطف میں سے کوئی ایک ہو اور عنقریب ان کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ تیسری قسم میں آجائے گا۔جیسے قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو۔

**تشریح:** **البحث الثاني في بيان شرائط جوازه** (وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُوْنَ...... اِنْ شَاءَ اللّٰهُ):

مصنفؒ نے اس حصہ عبارت میں توابع کی ثانی قسم معطوف بالحرف کی شرائط کو ذکر کیا ہے۔معطوف بالحرف کے جواز کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عطف میں سے ایک حرف ضرور ہو اور ان حروف عطف کا بیان ان شاء اللہ تیسری قسم میں آئیگا۔حرف عطف سے پہلے جو متبوع ہوتا ہے اس کو معطوف علیہ کہتے ہیں (اس پر عطف کیا) اور حرف عطف کے بعد جو تابع ہوتا ہے اسے معطوف کہتے ہیں (عطف کیا) جیسے قَامَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو (زید اور عمرو کھڑے ہوئے) اس مثال میں عمرو کا زید پر عطف ہے پس زید معطوف علیہ اور عمرو معطوف ہے اور واؤ حرف عطف ہے۔

وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ يَجِبُ تَاكِيْدُهُ بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتُ اَنَا وَزَيْدٌ اِلَّا اِذَا فُصِّلَ نَحْو ضَرَبْتُ الْيَوْمَ وَزَيْدٌ[1] وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَجْرُوْرِ يَجِبُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ شرطہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ان مصدر یہ ناصبہ یکون فعل از افعال ناقصہ بینہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بین مضاف متبوعہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، بین مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر یکون مقدم۔احد مضاف حروف العطف مضاف مضاف الیہ مضاف الیہ احدٌ کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم ہوا یکون کا یکون اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے ملکر بتاویل مصدر ہو کر خبر مبتداء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) سیاتی فعل مضارع معلوم ذکرُها مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فی جار الثالث مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق سیاتی فعل مضارع اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔(بقیہ ترکیب واضح ہے)

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ اذا شرطیہ عُطِفَ فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل علی جار الضمیر موصوف المرفوع صفت اول المتصل صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق عطف کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر شرط۔ (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

وَبِزَيْدٍ(۲). وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْطُوفَ فِيْ حُكْمِ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ اَعْنِيْ إِذَا كَانَ الْاَوَّلُ صِفَةً لِشَيْءٍ اَوْ خَبَرًا لِاَمْرٍ اَوْصِلَةً اَوْحَالاً فَالثَّانِيْ كَذٰلِكَ اَيْضًا(۳). وَالضَّابِطَةُ فِيْهِ اَنَّهُ حَيْثُ يَجُوْزُ اَنْ يُقَامَ الْمَعْطُوْفُ مَقَامَ الْمَعْطُوفِ عَلَيْهِ جَازَ الْعَطْفُ وَحَيْثُ لا فَلا(۴). وَالْعَطْفُ عَلَى مَعْمُوْلَى عَامِلَيْنَ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ اِنْ كَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَيْهِ مَجْرُوْرًا مُقَدَّمًا وَالْمَعْطُوْفُ كَذٰلِكَ نَحْوُ فِي الدَّارِ زَيْدٌ وَالْحُجْرَةِ عَمْرٌو(۵) وَفِي هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ مَذْهَبَانِ اٰخَرَانِ وَهُمَا اَنْ يَجُوْزَ مُطْلَقًا عِنْدَ الفَرَّاءِ وَلا يَجُوْزُ مُطْلَقًا عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ(۶).

**ترجمة:** اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف ڈالا جائے تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید واجب ہوتی ہے جیسے ضَرَبْتُ اَنَا وَزَيْدٌ مگر جس وقت فاصلہ کیا جائے جیسے ضَرَبتُ اليوم وزيدٌ۔ اور جب ضمیر مجرور پر عطف ڈالا جائے تو حرف جر کا اعادہ واجب ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِكَ وَبِزَيْدٍ۔

اور جان لے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہے مراد لیتا ہوں کہ جب اول کسی چیز کی صفت ہوگا یا کسی امر کی خبر ہوگا یا صلہ یا حال تو ثانی بھی اسی طرح ہوگا اور ضابطہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ جہاں معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ پر ٹھہرانا درست ہے وہاں عطف جائز ہے اور جہاں ایسا نہیں پس عطف جائز نہیں۔

اور دو مختلف عاملوں کے دو معمولوں پر عطف جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف اسی طرح ہو جیسے فِي الدَّارِ

---

(سابقہ بقیہ) یجب فعل مضارع معلوم تاکیدُ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل باء جار الضمیر موصوف المنفصل صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق فعل یجب کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے)۔

(۲): واؤ عاطفہ اذا شرطیہ عطف فعل ماضی مجہول ھو ضمیر مستتر نائب الفاعل علی جار الضمیر موصوف المجرور صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق عطف کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط یجب فعل مضارع معلوم اعادۃ مضاف حرف الجر مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ اعادۃ کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا یجب کا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا (بقیہ ترکیب واضح ہے)۔

(۳): واؤ استنافیہ۔ اعلم فعل امر حاضر معلوم فعل با فاعل اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل المعطوف منصوب لفظا اسم ہوا اَنّ کا فی جار حکم مضاف المعطوف علیہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے جو کہ خبر ہے اَنّ کی اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مفسَّر اعنی صیغہ واحد متکلم فعل بافاعل اذا حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ الاول اسم صفۃ لشیٔ معطوف علیہ او عاطفہ خبرا لامر معطوف او عاطفہ صلۃ معطوف او عاطفہ حالا معطوف، معطوف علیہ تمام معطوفات سے ملکر خبر کان۔ کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط، فاء جزئیہ الثانی تقدیراً مرفوع مبتداء کذالک ایضا خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مفعول بہ ہوا اعنی کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر مفسِّر مفسَّر اپنے مفسِّر سے ملکر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔

(۴): واؤ استنافیہ الضابطۃ موصوف فی جار "ہ" ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق الکائنۃ صفت، موصوف صفت ملکر مبتداء، اَنّ حرف از حروف مشبہ بالفعل ۂ ضمیر غائب منصوب محلاً اسم اَنّ حیث ظرف متضمن معنی شرط یجوز فعل مضارع معلوم ان مصدر یہ ناصبہ یقام فعل مضارع مجہول العطف نائب الفاعل مقام المعطوف علیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور مفعول فیہ سے ملکر بتاویل مصدر ہوکر فاعل یجوز فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط جاز فعل ماضی معلوم العطف فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء، شرط اپنی جزاء سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ حیث لا فلا معطوف (حیث لا یجوز ان یقام المعطوف مقام المعطوف علیہ فلا یجوز العطف) معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر اَنّ کی اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر خبر مبتداء کی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

زَيْدٌ وَالْحُجرَةِ عَمرٌو۔ اور اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ دونوں یہ کہ فراء کے نزدیک مطلقاً عطف جائز ہے اور سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

**خُلَاصَةُ المَبَاحِثِ:** توابع کی دوسری فصل کی تیسری بحث مسائل متفرقہ کے بیان میں مذکورہ عبارت ہے۔ اس عبارت میں چار مسائل عطف کے متعلق مذکور ہیں ۱۔ اسم ظاہر کا مضمر پر عطف (وَاِذَا عُطِفَ...... وَبِزَيْدٍ) ۲۔ معطوف اور معطوف علیہ حکم میں یکسان (وَاعْلَمْ اَنَّ ...... اَيْضًا) ۳۔ عطف کے جواز اور عدم جواز میں ضابطہ (وَالضَّابِطَةُ فِيْهِ...... وَحَيْثُ لَافَلَا) ۴۔ دو مختلف عاملوں کے مختلف معمولوں پر ایک عاطف سے عطف کا حکم (وَالْعَطْفُ عَلٰى ...... عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ)۔

## تشریح: البحث الثالث فی المسائل المتفرقه (وَاِذَا عُطِفَ...... مُطْلَقًا عِنْدَ سِيْبَوَيْهِ):

اس بحث میں عطف کے متعلق چار اہم مسائل کی تفصیل ذکر کی گئی ہے ہر ایک مسئلہ کو الگ الگ بیان کیا جاتا ہے۔

**المسئلة الاولٰی: اسم ظاہر کا مضمر پر عطف (وَاِذَا عُطِفَ...... وَبِزَيْدٍ):** جب کسی اسم ظاہر کا ضمیر پر عطف ڈالا جائے تو وہ ضمیر دو حال سے خالی نہیں ضمیر متصل ہوگی یا منفصل اگر منفصل ہے خواہ مرفوع یا منصوب تو بلا شرط عطف جائز ہے جیسے اَنَا وَزَيْدٌ ذَاهِبَانِ، اور اگر متصل ہے تو تین حال سے خالی نہیں مرفوع ہوگی یا منصوب ہوگی یا مجرور ہوگی۔ اگر مرفوع ہے تو دو حال سے خالی نہیں معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان فصل ہوگا یا نہیں اگر فصل ہے تو بلا اعادۂ ضمیر منفصل عطف جائز ہے جس کو مصنف نے "الا اذا فصل" سے بیان کیا ہے کہ جب فصل ہو تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید لانا ضروری نہیں اور اگر فاصلہ نہیں ہے تو عام ہے بارز ہو یا مستتر عطف کے لئے ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید ضروری ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ اَنَا وَ زَيْدٌ اس کو ضَرَبْتُ وَ زَيْدٌ کہنا جائز نہیں۔ یہ ضمیر مرفوع متصل بارز کی مثال ہے اور مستتر کی مثال اللہ تعالیٰ کا قول "اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ" "اُسْكُنْ" میں انت ضمیر مستتر ہے اور انت اس کی ضمیر منفصل سے تاکید ہے۔ اول کی مثال ضَرَبْتُ الْيَومَ وَ زَيْدٌ اس مثال میں الیوم سے فصل لایا گیا ہے اسی کو مصنف نے "وَاِذَا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيْرِ الْمَرفُوْعِ الخ" سے بیان کیا ہے کہ جب ضمیر مرفوع متصل پر اسم ظاہر معطوف ہو تو ضمیر منفصل سے عطف ضروری ہے کیونکہ اتصال کی وجہ سے وہ ضمیر جزو کلمہ بن گئی اور جزو کلمہ پر اسم ظاہر کا عطف جائز نہیں ہاں جب تاکید منفصل کے ساتھ لائی جائے یا فصل واقع ہوگا تو ظاہراً اس تاکید پر عطف ہوگا جو کہ جزو کلمہ نہیں اگرچہ حقیقۃً اسی ضمیر پر معطوف ہوگا۔

---

(۵): واؤ استنافیہ العطف مرفوع لفظاً مصدر علی جار معمولی مضاف عاملین موصوف مختلفین صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق العطف مصدر اپنے متعلق سے ملکر مبتداء بجائز خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر جزاء مقدم۔ ان شرطیہ کان فعل از افعال ناقصہ المعطوف علیہ اسم کان مجرور اً موصوف مقدما صفت موصوف صفت ملکر خبر، کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر معطوف علیہ والمعطوف علی کذلک جملہ اسمیہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر شرط مؤخر شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے) ظفر

(۶): واؤ استنافیہ فی جار هذه اسم اشارہ موصوف المسئلۃ صفت موصوف صفت ملکر مجرور جار ظرف مستقر متعلق ثابتان خبر مقدم مذهبان موصوف اخران صفت موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مبتداء مؤخر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

واؤ عاطفہ هما ضمیر غائب مبتداء ان مصدریہ ناصبہ یجوز فعل مضارع معلوم ہو ضمیر فاعل عند الفراء مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یجوز مطلقا عند سیبویہ معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر بتاویل مصدر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ظفر۔

اور اگر ضمیر منصوب متصل ہو یا مجرور متصل ہو تو ضمیر منفصل کے ساتھ تاکید عطف کے لئے ضروری نہیں کیونکہ وہ بمنزلہ جزءِ کلمہ نہیں ہے جیسے ضَرَبْتُکَ وَزَیْداً۔ مَرَرْتُ بِکَ وبِزَیْدٍ اسی وجہ سے مصنف نے ضمیر کو مرفوع کی قید سے مقید کیا ہے البتہ مجرور متصل ہونے کی صورت میں ایک شرط ہے کہ اسم ظاہر میں جار کا اعادہ ضروری ہے کیونکہ جار اور مجرور اتصال کی وجہ سے کالکلمۃ الواحدۃ ہیں اور ایک جزو پر عطف جائز نہیں جیسے مَرَرْتُ بِکَ وَ بِزَیْدٍ اس کو مَرَرْتُ بِکَ وَزَیْدٍ کہنا جائز نہیں اسی کو مصنف نے ''وَاِذَا عُطِفَ عَلَی الضَّمِیْرِ الْمَجْرُوْرِ یَجِبُ اِعَادَةُ حَرْفِ الْجَرِّ الخ'' کہا ہے یعنی جب اسم ظاہر کا اسم ضمیر مجرور متصل پر عطف ڈالا جائے تو اسم ظاہر پر جار کا اعادہ ضروری ہے جیسا کہ امثلہ سے واضح ہے۔

## المسئلة الثانية: معطوف اور معطوف علیه حکم میں یکساں (وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَعْطُوْفَ ...... اَیْضاً):

اس عبارت میں دوسرا مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ معطوف معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے۔ یعنی پہلا (معطوف علیہ) اگر کسی شی کی صفت ہوگا یا کسی کی خبر ہوگا یا صلہ ہوگا یا حال ہوگا تو دوسرا (معطوف) بھی اسی شی کی صفت ہوگا یا خبر ہوگا یا صلہ ہوگا یا حال ہوگا۔ صفت کی مثال جیسے ''قَامَ زَیْدُنِ الْعَالِمُ وَالْعَاقِلُ'' اس مثال میں اول العالم زیدٌ کی صفت ہے اور معطوف علیہ ہے تو ثانی العاقل جو کہ معطوف ہے یہ بھی زید کی صفت ہے۔ خبر کی مثال ''زَیْدٌ عَاقِلٌ وَ شَاعِرٌ'' اس مثال میں عاقل جو کہ معطوف علیہ ہے زیدٌ کی خبر بن رہا ہے اور شاعر معطوف ہے عاقل پر اور یہ بھی عاقل کی طرح زیدٌ کی خبر واقع ہو رہا ہے۔ صلہ کی مثال ہے ''قَامَ الَّذِیْ صَلّٰی وَصَامَ'' اس مثال میں ''صلّی'' معطوف علیہ ہے اور ''الذی'' کا صلہ ہے اور ''صام'' معطوف ہے ''صلی'' پر اور یہ بھی ''الذی'' کا صلہ بن رہا ہے۔ حال کی مثال ''جَاءَنِیْ زَیْدٌ مَشْدُوْداً وَ مَضْرُوْباً'' اس مثال میں مشدوداً معطوف علیہ ہے اور زیدٌ سے حال واقع ہو رہا ہے اور ''مضروباً'' یہ معطوف ہے ''مشدوداً'' پر اور یہ بھی حال بن رہا ہے تو زیدٌ جس طرح ''مشدوداً'' کا ذوالحال ہے اسی طرح مضروباً کا بھی ذوالحال ہے۔

## المسئلة الثالثة: عطف کے جواز اور عدم جواز میں ضابطه (وَالضَّابِطَةُ فِیْهِ...... لافَلا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے عطف کے جواز اور عدم جواز کا ایک کلیہ بیان کیا ہے یعنی کہاں عطف جائز ہے اور کہاں عطف جائز نہیں اور وہ قاعدہ اور کلیہ یہ ہے کہ جس جگہ معطوف علیہ کو حذف کر کے معطوف کو اسکی جگہ رکھ دیا جائے اور معنی میں کوئی فساد پیدا نہ ہو تو عطف جائز ہے ورنہ ناجائز ہے تو اس صورت میں معطوف تقدیراً معطوف علیہ کے قائمقام کام کرے گا اور اس کا حکم لے لے گا۔ لہٰذا ''مَا زَیْدٌ قَائِمًا وَلَا ذَاهِبٌ عَمْرٌو'' میں ذاهب کو مرفوع پڑھنا عمروٌ مبتداء کی خبر مقدم کی بناء پر واجب ہے اس کا معنی یہ ہے کہ زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے اور نہ ہی عمرو جانے والا ہے۔ ما مشبہ بلیس ہے اور زید اس کا اسم ہے اور قائماً اس کی خبر ہے واؤ عاطفہ اور لا زائدہ ذاهب خبر اور عمروٌ مبتداء مؤخر ہو کر جملہ کا پہلے جملہ پر عطف ہے اور ذاهباً کو منصوب پڑھ کر قائماً پر عطف ڈالنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس وقت ذاهبا ما کی خبر ہوگا جیسے کہ قائماً ما کی خبر ہے لیکن قائما میں ضمیر ہے جو کہ ما کے اسم زیدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے مگر ذاهباً میں ضمیر نہیں جو کہ زید کی طرف لوٹے کیونکہ اسکا فاعل اسم ظاہر عمروٌ موجود ہے اس لئے کہ جانے والا عمرو ہے نہ کہ زید لہٰذا ذاهبٌ کا قائما پر عطف جائز نہیں اور ذاهبٌ کو مرفوع پڑھنا واجب ہوگا۔

## المسئلۃ الرابعۃ: دو مختلف عاملوں کے مختلف معمولوں پر ایک عاطف سے عطف کا حکم

(وَ الْعَطْفُ عَلٰی...... عِنْدُ سِیْبَوَیْہِ):

اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ ایک عاطف کے ذریعہ سے دو مختلف عاملوں کے دو مختلف معمولوں پر دو اسموں کا عطف جائز ہے یا کہ ناجائز؟ اس مسئلہ میں تین مذہب ہیں پہلا مذہب یہ ہے کہ یہ عطف جائز ہے بشرطیکہ دونوں معمولوں میں سے ایک معمول مجرور ہو اور مقدم ہو دوسرے معمول منصوب و مرفوع سے اور معطوف کے دو اسموں میں بھی مجرور اسم مرفوع و منصوب اسم پر مقدم ہو۔ جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَ الْحُجْرَۃِ عَمْروٌ (گھر میں زید ہے اور حجرہ میں عمرو ہے) اس مثال میں الحجرۃ اور عمروٌ دو اسم ہیں جو کہ فی الدار زیدٌ دو معمولوں پر ایک عاطف واؤ کے ذریعہ معطوف ہیں اور ان میں الدار اور الحجرۃ حرف ''جر فی'' کی وجہ سے مجرور ہیں اور مرفوع اسم (زیدٌ اور عمروٌ پر مقدم ہیں۔ اور ان دونوں (الدار اور زیدٌ) کے عامل بھی مختلف ہیں الدار کا عامل لفظی ''فی'' ہے اور زیدٌ کا مبتداء ہونے کی وجہ سے عامل معنوی ابتداء ہے لہٰذا الحجرۃ عمروٌ کا واؤ عاطف کے ذریعہ سے الدار زیدٌ پر عطف جائز ہے شرط کے پائے جانے کی وجہ سے۔

مجرور کے منصوب پر مقدم ہونے کی مثال اِنَّ فِی الدَّارِ زَیْداً وَالْحُجْرَۃِ عَمْرواً۔ اس مثال میں الحجرۃ عمرواً کا الدار زیداً پر عطف ہے اور عاطف واؤ ہے۔ اور جس طرح الدار فی کی وجہ سے مجرور ہے اسی طرح بواسطہ عطف الحجرۃ بھی مجرور ہے اور عمرواً کا زیداً پر عطف ہے اور ان میں عامل انّ ہے اور معطوف علیہ اور معطوف دونوں میں مجرور منصوب پر مقدم ہے لہٰذا عطف جائز ہے۔

دوسرا مذہب امام فراء کا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک عاطف کے ذریعے دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر دو اسموں کا عطف بلا کسی شرط جائز ہے یعنی خواہ معمول مجرور مرفوع و منصوب پر مقدم ہو یا نہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ وَ عَمْروٌ جالسٌ اسی طرح زَیْدٌ فِی الدَّارِ وَ عَمْروٌ فِی الحجرۃ میں سب جائز ہے۔

تیسرا مذہب سیبویہ کا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ عطف مذکور مطلقا ناجائز ہے خواہ مجرور معمول مقدم ہو یا مؤخر کیونکہ ایک عاطف ایک عامل کے قائمقام ہو سکتا ہے دو عاملوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتا ضعف کی وجہ سے لہٰذا فی الدار زیدٌ و الحجرۃ عمرو میں عطف جائز نہیں ایک اسم کا دوسرے اسم پر البتہ جملہ کا عطف جملہ پر جائز ہے اس طور پر کہ واؤ عاطفہ کے بعد فی عامل کو مقدر مانیں تو اصل عبارت فِی الدَّارِ زَیْدٌ وَفِی الْحُجْرَۃِ عَمْروٌ ہوگی اور عطف جملہ کا جملہ پر ہوگا۔

آخری دو مذہب بیان کرتے ہوئے مصنف نے کہا ''وفی ھذہ المسئلۃ مذھبان اٰخر ان الخ''۔

## اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ

۱۔ عطف بالحروف کی تعریف لکھنے کے بعد اس کے فوائد قیود ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول فی التعریف) ۲۔ والضابطۃ فیہ الخ کی عبارت کی وضاحت مثال سے کریں۔ (دیکھئے المسئلۃ الثالثۃ) ۳۔ واذا عطف علی الضمیر المرفوع الخ میں کونسا ضابطہ بیان کیا ہے؟ نیز اس ضابطہ کے فوائد قیود ذکر کریں۔ (دیکھئے المسئلۃ الاولی) ۴۔ وفی ھذہ المسئلۃ مذھبان اٰخران کی وضاحت کریں اور ھذہ المسئلۃ کے مشار الیہ کی نشاندہی کریں۔ (دیکھئے المسئلۃ الرابعۃ)

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِی التَّاکِیْدِ

فَصْلٌ: اَلتَّاکِیْدُ تَابِعٌ یَدُلُّ عَلٰی تَقْرِیْرِ الْمَتْبُوْعِ فِیْ مَانُسِبَ اِلَیْہِ اَوْ عَلٰی شُمُوْلِ الْحُکْمِ لِکُلِّ فَرْدٍ مِنْ اَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ.

**ترجمة:** تاکید وہ تابع ہے جومتبوع کواس چیز میں جواس کی طرف منسوب ہے کے پختہ کرنے پر یا متبوع کے افراد میں سے ہرفرد کیلئے حکم کے شمول پر دلالت کرے۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** یہ فصل تاکید کے بیان میں ہے اس بحث کا سمجھنا تین بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔تاکید کی لغوی اور اصطلاحی تعریف (اَلتَّاکِیْدُ تَابِعٌ......مِنْ اَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ) ۲۔تاکید کی تقسیم مع التفصیل (وَالتَّاکِیْدُ عَلٰی قِسْمَیْنِ......بَتَعٌ بَصَعٌ) ۳۔تاکید کے متعلق چند مسائل (وَاِذَا اَرَدتَّ...... بِدُوْنِہٖ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف التاکید** (اَلتَّاکِیْدُ تَابِعٌ......مِنْ اَفْرَادِ الْمَتْبُوْعِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تاکید کی اصطلاحی تعریف کو بیان کیا ہے لیکن سب سے پہلے تاکید کا لغوی معنی سمجھ لیں۔تاکید لغت کے اعتبار سے تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی مضبوط اور پختہ کرنا، پختہ کرنے والے کومؤکِّد اور جس کو پختہ کیا جائے مؤکَّد کہتے ہیں اور اصطلاح میں تاکید وہ تابع ہے جو سامع کے نزدیک متبوع کے حال کو پختہ کرے اس چیز میں جو متبوع کی طرف منسوب ہوئی تاکہ سامع کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے کہ یہ چیز متبوع ہی کی طرف منسوب ہے کسی اور کی طرف نہیں مطلب یہ ہے کہ متبوع کی طرف جو چیز منسوب ہے اس میں مجاز یا سہو و نسیان کا احتمال ہے تو یہ تاکید اس کو دور کردے گی جیسے جاءنی زیدٌ زیدٌ اگر صرف جاءنی زیدٌ کہا جاتا تو اس میں احتمال تھا کہ شاید زید نہ آیا ہو متکلم کو سہو یا نسیان ہو گیا تو دوسرے زید نے اس احتمال کو ختم کر دیا اور سامع کو معلوم ہو گیا کہ آنے کی نسبت زید کی طرف حقیقت ہے مجاز نہیں ہے۔یا وہ متبوع کے افراد میں سے ہر ہر فرد کیلئے حکم کے شامل ہونے پر دلالت کرے تاکہ سامع کو معلوم ہو جائے کہ تمام افرادِ متبوع مراد ہیں نہ کہ بعض۔مطلب یہ ہے کہ متبوع کے افراد کثیرہ ہونے کے باوجود یہ حکم سب کو شامل ہے کوئی فرد اس سے خارج نہیں۔

**تعریف و معرف / فوائد قیود:** اس عبارت میں لفظ التاکید معرَّف اور محدود ہے اور تابع الخ یہ تعریف اور حد ہے اور تعریف

---

نحوی ترکیب: التاکید مبتداء،تابع موصوف یدل فعل مضارع معلوم ہو ضمیر فاعل علی جار تقریر مصدر مضاف المتبوع مضاف الیہ لفظاً معنیٰ مفعول فی جار ما موصول بمعنی الذی نسب فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق نسب فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تقریر کے تقریر مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ۔او عاطفہ علی جار شمول مصدر مضاف الحکم مضاف الیہ لام جار کل مضاف فرد موصوف من جار افراد المتبوع مضاف مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن۔کائن اپنے فاعل و متعلق سے ملکر صفت موصوف صفت ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق شمول کے شمول مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق یدل کے فعل فاعل متعلق سے ملکر جملہ بتاویل مفرد صفت موصوف صفت ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ظفر۔

میں تابع کا لفظ جنس کا درجہ رکھتا ہے تمام توابع کو شامل ہے ''يَدُلُّ عَلٰى تَقْرِيرِ الْمَتْبُوْعِ'' یہ فصل اول ہے اس سے عطف بالحروف اور بدل خارج ہو گئے کیونکہ وہ امر متبوع کی تقریر نہیں کرتے۔ ''فِيمَا نُسِبَ اِلَيْهِ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے نعت اور عطف بیان خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگرچہ امر متبوع کی تقریر کرتے ہیں لیکن فیما نسب الی المتبوع کی تقریر نہیں کرتے بلکہ متبوع کی ذات کی تعیین کرتے ہیں۔ ''عَلٰى شَمُوْلِ الْحُكْمِ الخ'' تاکید کی ثانی قسم کو داخل کرنے کیلئے یہ جملہ تعریف میں ذکر کیا گیا ہے۔

وَالتَّاكِيْدُ عَلٰى قِسْمَيْنِ[1] لَفْظِيٌّ وَهُوَ تَكْرِيْرُ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ نَحوُ جَاءَ نِي زَيْدٌ زَيْدٌ وَجَاءَ جَاءَ زَيْدٌ[2] وَ مَعْنَوِيٌّ وَهُوَ بِاَلْفَاظٍ مَعْدُوْدَةٍ وَهِيَ النَّفْسُ وَالْعَيْنُ لِلْوَاحِدِ وَالْمُثَنّٰى وَالْمَجْمُوْعِ بِاخْتِلَافِ الصِّيْغَةِ وَالضَّمِيْرِ نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهٗ وَالزَّيْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّيْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ وَكَذٰلِكَ عَيْنُهٗ وَاَعْيُنُهُمَا اَوْ عَيْنَاهُمَا وَاَعْيُنُهُمْ جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُهَا وَجَاءَ تْنِيْ الْهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا وَجَاءَ تْنِي الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ وَكِلَا وَكِلْتَا لِلْمُثَنّٰى خَاصَةً نحو قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا وَقَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا[3] وَكُلٌّ وَاَجْمَعُ وَاَكْتَعُ وَاَبْتَعُ وَاَبْصَعُ لِغَيْرِ الْمُثَنّٰى بِاخْتِلَافِ الضَّمِيْرِ فِي كُلٍّ وَالصِّيْغَةِ فِي الْبَوَاقِي تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ وَقَامَتِ النِّسَآءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ[4].

**ترجمة:** اور تاکید دو قسم پر ہے ایک لفظی ہے اور وہ پہلے لفظ کا مکرر ہونا ہے جیسے جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اور جَاءَ جَاءَ زَيْدٌ اور دوسری معنوی ہے جو مخصوص گنے چنے الفاظ سے ہے اور وہ الفاظ نفس اور عین ہیں واحد اور مثنیٰ اور مجموع کیلئے صیغہ اور ضمیر کے اختلاف کے ساتھ جیسے جاء نی زیدٌ زیدٌ نفسهٗ الخ۔ اور کلا اور کلتا ہیں جو کہ مثنیٰ کے لئے خاص ہیں جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا اور قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ كِلْتَاهُمَا اور کل اور اجمع اور اکتع اور ابتع اور ابصع ہیں جو کہ مثنیٰ کے غیر کیلئے ہیں ''کل'' میں اختلافِ ضمیر اور باقی میں اختلافِ صیغہ کے ساتھ تو کہے گا جَاءَ نِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ الخ۔

## تشریح: البحث الثاني في اقسام التاكيد مع التفصيل

### (وَالتَّاكِيْدُ عَلٰى......بُتَعٌ بُصَعٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تاکید کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تفصیل کو امثلہ سے واضح کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ اس عبارت میں

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ التاکید مرفوع لفظا مبتداء علی جار قسمین مجرور، جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) لفظیٌ مرفوع لفظا خبر مبتداء احدھما محذوف کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا واؤ عاطفہ ھو ضمیر راجع بسوئے لفظی مبتداء تکریر مضاف اللفظ موصوف الاول صفت موصوف صفت ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳) واؤ عاطفہ معنویٌ خبر مبتداء محذوف ثانیھما مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ھو ضمیر مبتداء باء جار الفاظ موصوف معدودۃ صفت موصوف صفت ملکر مجرور جار ظرف مستقر متعلق کائن خبر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (بقیہ ترکیب بمع امثلہ کے واضح ہے) ظفر۔

(۴) واؤ عاطفہ کلٌّ معطوف علیہ واجمع واکتع وابتع وابصع تمام معطوفات ملکر مبتداء لام جار غیر مضاف المثنیٰ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے باء جار اختلاف مضاف الضمیر موصوف فی جار کل مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق الکائن کے صفت، موصوف صفت ملکر (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

مصنفؒ نے تاکید کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تفصیل کو امثلہ سے واضح کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ تاکید کی دو قسمیں ہیں ا۔تاکید لفظی جوکہ پہلے لفظ کو مکرر لانے سے حاصل ہوتی ہے خواہ وہ لفظ اسم ہو یا فعل ہو یا حرف ہو۔ جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ زَیْدٌ اس مثال میں زید ثانی اول زید کی تاکید ہے جوکہ زید اسم کو مکرر لانے سے حاصل ہوئی اسی طرح جَاءَ جَاءَ زَیْدٌ میں ثانی جاء اول جاء کی تاکید ہے اور جاء کو مکرر لانے سے حاصل ہوئی اور فعل میں تکرار ہے اسی طرح حرف کے تکرار کی مثال جیسے اِنَّ اِنَّ زَیْداً قائمٌ اس مثال میں دوسرا انّ پہلے کی تاکید ہے اور حرف ہے اور انّ کو مکرر لانے سے حاصل ہو رہی ہے۔

۲۔تاکید معنوی جو چند معدودہ الفاظ سے تاکید لائی جائے اور وہ نو ہیں۔ نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، کُلٌّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، ابتع، ابصع۔ان کے علاوہ سے تاکید حاصل نہیں ہوتی۔ان کی تفصیل یہ ہے کہ ان الفاظ میں سے پہلے دو لفظ یعنی نفس اور عین واحد، تثنیہ اور جمع سب کی تاکید کیلئے آتے ہیں۔ان میں صیغہ بھی تبدیل ہوتا ہے اور مؤکّد کی ضمیر بھی یعنی اگر مؤکّد مذکر مفرد ہے تو یہ بھی مفرد مذکر ہونگے اور ضمیر بھی مفرد ہوگی اور مؤکّد تثنیہ یا جمع ہے تو صیغہ بھی تثنیہ اور جمع کا ہوگا اور ضمیر بھی تثنیہ اور جمع کی ہوگی جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ وَعَیْنُهٗ اس مثال میں مؤکد کے مفرد ہونے کی وجہ سے صیغہ بھی مفرد ہے اور ضمیر جو کہ مؤکّد کی طرف لوٹ رہی ہے مفرد ہے اور مؤکّد کے مذکر ہونے کی وجہ سے صیغہ اور ضمیر بھی مذکر لائے گئے ہیں۔اسی طرح جَاءَ نِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا وَاَعْیُنُهُمَا یا نَفْسَاهُمَا اور عَیْنَاهُمَا اس مثال میں تثنیہ کی تاکید نفس اور عین سے تثنیہ اور جمع دونوں صیغوں کے ساتھ ذکر کی گئی ہے اور دونوں درست ہیں کیونکہ جمہور نحات کے نزدیک دونوں کے ساتھ تاکید لائی جاسکتی ہے لیکن ضمیر تثنیہ کی رہے گی اور بعض نحویوں کے نزدیک تثنیہ کی تاکید تثنیہ کے صیغہ سے لائی جائے گی باقی صیغہ تثنیہ سے نون تثنیہ کا ضمیر کی طرف اضافت کی وجہ سے گر گیا اور جمع کیلئے جَاءَ نِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ اَوْ اَعْیُنُهُمْ اس مثال میں بھی مذکر کی ضمیر اور جمع کی ضمیر اور صیغہ بھی جمع کا لائے بوجہ مؤکّد ومتبوع کے جمع مذکر ہونے کے۔یہ تمام تر امثلہ مذکر کی تھیں مؤنث ہونے کی صورت میں ضمیر میں تذکیر و تانیث کے اعتبار سے تبدیلی ہوگی۔مؤکّد ومتبوع مؤنث ہونے کی صورت میں یہ دونوں صیغے مؤنث نہیں ہونگے بلکہ مذکر ہی رہیں گے البتہ افراد تثنیہ اور جمع میں فرق ہوگا جیسے جَاءَ تْنِی هِنْدٌ نَفْسُهَا وَعَیْنُهَا جَاءَ تْنِی الْهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا یا اَعْیُنُهُمَا یا نَفْسَاهُمَا یا عَیْنَاهُمَا . جَاءَ تْنِی الْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ۔

اور کلا اور کلتا یہ دونوں صرف تثنیہ کی تاکید کیلئے آتے ہیں کلا تثنیہ مذکر کیلئے اور کلتا تثنیہ مؤنث کیلئے اور ان کی ضمیر متبوع کے غائب، مخاطب اور متکلم ہونے کی صورت میں بدلتی رہتی ہے غائب کیلئے غائب کی ضمیر مخاطب کیلئے مخاطب کی ضمیر اور متکلم کیلئے متکلم کی ضمیر جیسے قَامَ الرَّجُلَانِ کِلَاهُمَا قَامَتِ الْمَرْأَتَانِ کِلْتَاهُمَا قُمْتُمَا کِلَا کُمَا قُمْنَا کِلَانَا۔

اور تثنیہ سے مراد عام ہے خواہ اصطلاحی ہو جیسا کہ گذرا یا مفرد ہو لیکن بواسطہ عطف دو پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ وَ عَمْرٌو کِلَاهُمَا۔لہٰذا مفرد اور جمع کی تاکید کلا اور کلتا سے نہیں آئے گی اسی وجہ سے مصنفؒ نے کہا ''خاصۃً''۔

اور کل، اجمع، اکتع، ابتع، ابصع یہ پانچوں صرف مفرد اور جمع کی تاکید کیلئے آتے ہیں اور تثنیہ کی تاکید نہیں کرتے اور مذکر و مؤنث

---

(سابقہ بقیہ) معطوف علیہ واؤ عاطفہ الصیغۃ موصوف فی البواقی جار مجرور ظرف مستقر متعلق الکائنۃ صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ اختلاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق کائن مذکور کے جو کہ خبر ہے مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ظفر

دونوں کی تاکید کیلئے لائے جاتے ہیں البتہ "کل" کا لفظ تبدیل نہیں ہوتا ضمیر تبدیل ہوتی ہے یعنی اگر متبوع مفرد ہے تو ضمیر (جو کہ کل کا مضاف الیہ اور متبوع کی ضمیر ہے) بھی مفرد ہوگی اور اگر متبوع جمع ہے تو ضمیر بھی جمع ہوگی اور باقی چار الفاظ ان میں صرف صیغہ تبدیل ہوتا ہے جیسے جَآءَ نِی الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ یہ جمع مذکر کی صورت میں ہے اور مفرد کی صورت اجمع اکتع ابتع ابصع ہے اور جمع مؤنث کی صورت میں جُمَع کُتَع بُتَع بُصَع اور مفرد مؤنث کی صورت میں جَمْعَاءُ كَتْعَاءُ بَتْعَاءُ بَصْعَاءُ. "کل" کی مثال اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهُ ، جَاءَ نِی الْقَوْمُ كُلُّهُمْ قَرَأْتُ الصَّحِيفَةَ كُلَّهَا، وغیرہ۔

وَاِذَا اَرَدْتَّ تَاكِيْدَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَّصِلِ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنِ يَجِبُ تَاكِيْدُهٗ بِالضَّمِيْرِ الْمُنْفَصِلِ نَحْوُ ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ[1]. وَلَا يُؤَكَّدُ بِكُلٍّ وَاَجْمَعَ اِلَّا مَا لَهٗ اَجْزَاءٌ وَاَبْعَاضٌ يَصِحُّ اِفْتِرَاقُهَا حِسًّا كَالْقَوْمِ اَوْ حُكْمًا كَمَا تَقُوْلُ اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ وَلَا تَقُوْلُ اَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ[2] وَاعْلَمْ اَنَّ اَكْتَعَ وَاَبْتَعَ وَاَبْصَعَ اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعَ وَلَيْسَ لَهَا مَعْنًى هٰهُنَا بِدُوْنِهٖ فَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى اَجْمَعَ وَلَا ذِكْرُهَا بِدُوْنِهٖ[3].

**ترجمة:** اور جب تو ضمیر مرفوع متصل کی نفس اور عین کے ساتھ تاکید کا ارادہ کرے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لانا واجب ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ اور کل اور اجمع کے ساتھ تاکید نہیں لائی جاتی مگر اس چیز کی جس کیلئے ایسے اجزاء اور حصص ہوں جن کا جدا ہونا صحیح ہو حسی طور پر جیسے قوم یا حکم کے اعتبار سے جیسے تو کہے گا اِشْتَرَيْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ (خریدا میں نے کل غلام کو) اور نہیں کہے گا اَكْرَمْتُ الْعَبْدَ كُلَّهٗ (عزت کی میں نے کل غلام کی) اور جان لے کہ اکتع اور ابتع اور ابصع اجمع کے تابع ہیں اور ان کا اجمع کے سوا کوئی معنی نہیں پس ان کو اجمع پر مقدم کرنا جائز نہیں اور ان کو بغیر اس اجمع کے ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِثِ:** اس عبارت میں تاکید کے متعلق تین مسئلے ذکر کئے گئے ہیں ۱۔(وَاِذَا اَرَدْتَّ......نَفْسُكَ) ۲۔(وَلَا يُؤَكَّدُ......كُلَّهٗ) ۳۔وَاعْلَمْ...... بِدُوْنِهٖ)۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی المسائل المتعددة** (وَاِذَا اَرَدْتَّ...... بِدُوْنِهٖ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے تاکید کے متعلق متعدد مسائل کو ذکر کیا ہے۔

**المسئلة الاولٰی** (وَاِذَا اَرَدْتَّ......نَفْسُكَ): پہلا مسئلہ یہ ہے کہ جب لفظ نفس اور عین سے کسی ضمیر مرفوع متصل بارز ہو یا مستتر کی تاکید لائی جائے تو ضروری ہے کہ پہلے اس ضمیر کی منفصل سے تاکید لائی جائے پھر نفس اور عین سے تاکید لائی جائے وجہ یہ ہے کہ لفظ نفس اور عین اکثر فاعل واقع ہوتے ہیں جیسے زَيْدٌ ضَرَبَ نَفْسُهٗ (زید اس کی ذات نے مارا) عَمْرٌو جَاءَ عَيْنُهٗ (عمرو اس کی ذات آئی) پس اگر ضمیر منفصل کے بغیر نفس اور عین کے ساتھ تاکید لائی جائے ضمیر مرفوع متصل کی تو بعض صورتوں میں تاکید کا فاعل

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استئنافیہ اِذَا شرطیہ اردت صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل ماضی معلوم فعل با فاعل تاکید مضاف الضمیر موصوف المرفوع صفت اول المتصل الصفت الثانی موصوف دونوں صفتوں سے ملکر مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ با جار النفس معطوف علیہ واؤ عاطفہ العین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تاکید کے، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط یجب فعل مضارع معلوم تاکیدہٗ مضاف مضاف الیہ سے ملکر فاعل، باء جار الضمیر موصوف المنفصل صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ظرف لغو متعلق تاکیدہٗ کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

سے التباس ہوگا جیسے زیدٌ ضَرَبَنِیْ نَفْسُهٗ میں معلوم نہیں ہوتا کہ نفسہ ضربنی کا فاعل ہے یا اسکی ضمیر جو کہ فاعل ہے سے تاکید ہے تو اس التباس سے بچنے کیلئے ضمیر منفصل سے اولاً تاکید لائی جائے بعدہٗ نفسہ اور عینہٗ سے تاکید لائی جائے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ هُوَ نَفْسُهٗ ، ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُکَ۔

مصنفؒ نے ضمیر کو مرفوع کی قید کے ساتھ مقید کیا اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اگر نفس اور عین کے ساتھ ضمیر منصوب یا مجرور کی تاکید لائی جائے تو اس ضمیر کی منفصل ضمیر سے تاکید ضروری نہیں ہے جیسے ضَرَبْتُکَ نَفْسَکَ، مَرَرْتُ بِکَ نَفْسِکَ۔ پھر متصل کے ساتھ موصوف کیا اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ اگر ضمیر مرفوع منفصل کی تاکید لفظ نفس یا عین کے ساتھ لائی جا رہی ہو تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ ضروری نہیں ہے جیسے اَنْتَ نَفْسُکَ قَائِمٌ (تو بذاتِ خود کھڑا ہونے والا ہے)۔

**المسئلة الثانية (وَلَا یُؤَکَّدُ ...... کُلُّهٗ):** اس حصۂ عبارت میں تاکید کے متعلق دوسرا مسئلہ ذکر کیا ہے کہ لفظ "کل اور اجمع" سے اس چیز کی تاکید لائی جا سکتی ہے جس کے ایسے اجزاء اور ابعاض ہوں (حصے ہوں) جو باعتبار حس اور مشاہدہ کے ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہوں جیسے قوم اور رجال وغیرہ ان کے اجزاء اور افراد (زید، عمرو، بکر وغیرہ) باعتبار حس اور مشاھدہ کے جدا ہیں لہٰذا ان کی تاکید لفظ کل اور اجمع سے لائی جا سکتی ہے جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ.

یا باعتبار حکم کے وہ اجزاء اور ابعاض ایک دوسرے سے جدا ہو سکیں جیسے عبد کے اجزاء اگر چہ حسًّا تو جدا نہیں ہو سکتے لیکن جب شراء اور بیع وغیرہ کا حکم اس پر لگائیں گے تو اس حکم کے اعتبار سے اس کے اجزاء جدا ہو سکتے ہیں کہ نصف غلام کسی ایک نے خریدا ہو اور دوسرا نصف کسی دوسرے نے خریدا ہو۔ اگر کسی ایک نے سارا غلام خریدا تو وہ اس کی تاکید لفظ کل اور اجمع کے ساتھ لا سکتا ہے چنانچہ یوں کہیں گے۔ اِشْتَرَیْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ (میں نے پورا غلام خریدا) لیکن "اَکْرَمْتُ الْعَبْدَ کُلَّهٗ" کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اکرام عبد حکم کے اعتبار

---

(سابقہ بقیہ) متعلق سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے ظفر)

(۲) لایؤکد فعل مضارع منفی مجہول باء جار کل معطوف علیہ واؤ عاطفہ اجمع معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور جار مجرور ظرف لغو متعلق لایؤکد الا استثنائیہ مفرغ ما موصولہ لہ جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم اجزاءٌ معطوف علیہ واؤ عاطفہ ابعاض معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر موصوف یصح فعل مضارع مثبت معلوم افتراقھا مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل حسًا معطوف علیہ او عاطفہ حکما معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول مطلق افتراق مصدر بحذف موصوف افتراقا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مبتداء مؤخر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر مستثنیٰ مفرغ مستثنیٰ منہ محذوف شئی کا مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر نائب الفاعل فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (بقیہ ترکیب واضح ہے ظفر)

(۳) واؤ عاطفہ اعلم صیغہ واحد مذکر مخاطب فعل امر حاضر معلوم فعل بافاعل ان حرف مشبہ بالفعل اکتع وغیرہ اپنے معطوفات سے ملکر اسم اتابع لاجمع خبر ان اپنے اسم وخبر سے ملکر قائمقام دو مفعول اعلم کے فعل امر اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ انشائیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ لیس فعل از افعال ناقصہ لام جارہ ھا ضمیر غائب مجرور، جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن خبر مقدم معنیٰ ظھنا بدونہ اسم مؤخر لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ فاء تفریعیہ لایجوز فعل مضارع منفی معلوم تقدیم مصدر مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ علی اجمع جار مجرور متعلق تقدیم کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا نافیہ ذکر مضاف ھا ضمیر مضاف الیہ بدونہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق ذکر کے مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سے کل اور اجمع کے ساتھ تاکید لانا درست نہیں ہے۔

**المسئلة الثالثة (وَاعْلَمْ...... بِدُوْنِهٖ):** اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے تاکید کا تیسرا مسئلہ بیان کیا ہے کہ اکتع، ابتع، ابصع یہ تینوں استعمال کے اعتبار سے اجمع کے تابع ہیں جب یہ تاکید کیلئے استعمال ہوتے ہیں تو بغیر اجمع کے استعمال نہیں ہوتے اور ان کا اجمع کے بغیر کوئی معنی نہیں ہے یعنی جس طرح اجمع کا معنی ''تمام'' اور ''سب'' ہے اسی طرح ان تینوں کا یہ معنی تب ہوگا جب اجمع کے بعد مذکور ہونگے اگر ان سے پہلے اجمع کا لفظ نہیں ہے تو پھر ان تینوں الفاظ کا کوئی معنی نہیں ہے۔

جب یہ تینوں اجمع کے تابع ہوئے تو جس طرح تابع متبوع سے مقدم نہیں ہوتا اسی طرح یہ تینوں بھی کسی کلمہ کی تاکید لانے میں اجمع سے مقدم بھی نہیں ہوسکتے لہٰذا جس ترکیب میں یہ تینوں تاکید کیلئے استعمال ہونگے سب سے پہلے اجمع کو لایا جائیگا بعدہٗ ان کو ذکر کیا جائے گا۔ اور اسی طرح یہ تینوں اجمع کے ذکر کے بغیر بھی کسی کلمہ کی تاکید کیلئے ذکر نہ ہونگے۔ لہٰذا جاء نی القوم اجمعون اکتعون اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ تو کہا جاسکتا ہے لیکن جَاءَنِیْ الْقَوْمُ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ اسی طرح جَاءَنِی الْقَوْمُ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ اَجْمَعُوْنَ نہیں کہا جاسکتا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ تاکید کی تعریف لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ تاکید کی اقسام لکھ کر تاکید معنوی کی وضاحت امثلہ سے کریں (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ وَاعْلَمْ ''اَنَّ اَكْتَعَ اَبْتَعَ اَبْصَعَ اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعَ'' کا کیا مطلب ہے۔ (دیکھئے المسئلۃ الثالثۃ) ۴۔ کلا اور کلتا سے کس کی تاکید لائی جاتی ہے (دیکھئے البحث الثانی)

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي الْبَدَلِ

فَصْلٌ: اَلْبَدَلُ تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَا نُسِبَ اِلٰى مَتْبُوْعِهٖ[1] وَهُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَةِ دُوْنَ مَتْبُوْعِهٖ[2]

**ترجمة:** بدل وہ تابع ہے جس کی طرف نسبت کی جائے وہ چیز جو اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے اور نسبت سے وہی مقصود ہو نہ کہ اس کا متبوع۔

**خُلَاصَةُ الْمُبَاحِث:** یہ فصل بدل کے بیان میں ہے یہ تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ بدل کی تعریف (اَلْبَدَلُ تَابِعٌ...... مَتْبُوْعِهٖ) ۲۔ بدل کی اقسام ہر ایک قسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَاَقْسَامُ الْبَدَلِ...... حِمَارًا) ۳۔ ایک اہم فائدہ (وَالْبَدَلُ اِنْ كَانَ...... الْمُتَجَانِسَيْنِ)

---

نحوی ترکیب: (۱) البدل مرفوع لفظاً مبتداء تابع موصوف ینسب فعل مضارع مجہول الیہ جار مجرور ظرف لغو متعلق ینسب ما موصولہ نسب فعل ماضی مجہول ہو ضمیر نائب الفاعل الی متبوعہ جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق نسب کے فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر نائب الفاعل ینسب کا فعل مجہول اپنے نائب الفاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مفرد صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) واو عاطفہ ہو ضمیر غائب مبتداء المقصود صیغہ صفت با جار النسبۃ مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق المقصود کے، دون مضاف متبوعہ مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، المقصود اپنے متعلق اور مفعول فیہ سے ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف البدل** (اَلْبَدَلُ تَابِعٌ......مَتْبُوْعَہٗ):

اس عبارت میں بدل کی اصطلاحی تعریف ذکر کی گئی ہے۔ بدل کا لغت میں معنی عوض اور مقابل کے ہیں اور اس کے متبوع کو مبدل منہٗ کہتے ہیں نحویوں کی اصطلاح میں بدل وہ تابع ہے کہ جو حکم اس کے متبوع کی طرف منسوب ہے وہی حکم تابع کی طرف منسوب ہو اور اس نسبت سے وہی تابع مقصود ہو نہ کہ اسکا متبوع۔ اس تعریف سے ہم کو تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ بدل تابع ہوگا ۲۔ تابع اور متبوع دونوں کی طرف ایک ہی حکم منسوب ہوگا ۳۔ اس نسبت سے تابع مقصود ہوگا نہ کہ متبوع جیسے جاء نی زیدٌ اخوک (میرے پاس زید یعنی تیرا بھائی آیا) اس مثال میں زید کی طرف جو مجیئت کی نسبت کی گئی ہے وہی اخوک کی طرف ہے اور مقصود اخوک کی طرف نسبت کرنا ہے لفظ زید کو تمہید کیلئے لایا گیا ہے۔

**تعریف و معرف / فوائد قیود:** اس عبارت میں لفظ ''البدل'' معرَّف و محدود ہے اور تابع الخ یہ تعریف اور حد ہے اور اس میں ''تابع'' درجہ جنس کا ہے تمام توابع (معرَّف اور ان کے غیر سب) کو شامل ہے۔ ''وَھُوَ الْمَقْصُوْدُ بِالنِّسْبَۃِ'' یہ فصل اول ہے اس سے عطف بیان۔ تاکید اور نعت خارج ہو گئے کیونکہ ان میں تابع مقصود نہیں ہوتا بلکہ متبوع مقصود ہوتا ہے۔ ''دُوْنَہٗ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے عطف بحرف خارج ہو گیا کیونکہ اس میں تابع اور متبوع دونوں مقصود ہوتے ہیں۔

وَاَقْسَامُ الْبَدَلِ اَرْبَعَۃٌ بَدَلُ الْکُلِّ[1] مِنَ الْکُلِّ وَھُوَ مَا مَدْلُوْلُہٗ مَدْلُوْلُ الْمَتْبُوْعِ نَحْوُ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ[2] وَبَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْکُلِّ وَھُوَ مَا مَدْلُوْلُہٗ جُزْءُ مَدْلُوْلِ الْمَتْبُوْعِ نَحو ضَرَبْتُ زَیْداً رَأْسَہٗ[3] وَبَدَلُ الْاِشْتِمَالِ وَھُوَ مَا مَدْلُوْلُہٗ مُتَعَلِّقُ الْمَتْبُوْعِ کَسُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ[4] وَبَدَلُ الْغَلَطِ وَھُوَ مَا یُذْکَرُ بَعْدَ الْغَلَطِ نَحوَ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ جَعْفَرٌ وَرَأَیْتُ رَجُلاً حِمَاراً[5]۔

**ترجمۃ:** اور بدل کی اقسام چار ہیں ۱۔ بدل الکل من الکل وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کا مدلول ہو جیسے جاء زیدٌ اخوک اور بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْکُلِّ اور وہ وہ ہے کہ اس کا مدلول متبوع کے مدلول کی جزء ہو جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً رَأْسَہٗ اور بدل الاشتمال اور وہ وہ ہے کہ اسکا مدلول متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُہٗ اور بدل الغلط وہ وہ ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے

---

نحوی ترکیب: (۱) واو استنافیہ اقسام البدل مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء اربعۃ مبدل منہ بدل الکل من الکل اپنے معطوفات (بدل البعض وغیرہ) سے ملکر بدل، مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ ھو ضمیر غائب مبتداء ما موصول مدلولہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مدلول المتبوع مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔ (مثال کی ترکیب واضح ہے)

(۳) بَدَلُ الْبَعْضِ مِنَ الْکُلِّ خبر مبتداء ثانیھا جملہ اسمیہ ہوا واؤ استنافیہ ھو ضمیر غائب مبتداء ما موصول مدلولہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء، جزء مدلول المتبوع مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) بدل الاشتمال خبر مبتداء محذوف ثالثھا۔ واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء ما مدلولہ متعلق المتبوع بشرح سابق خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا (مثال کی ترکیب واضح ہے)

(۵) بدل الغلط مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء محذوف رابعھا۔ واؤ عاطفہ ھو ضمیر مبتداء ما موصولہ یذکر فعل مجہول ھو ضمیر نائب الفاعل بعد الغلط مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل مجہول نائب الفاعل اور مفعول فیہ ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ ہوا (ترکیب امثلہ کی واضح ہے)

جَاءَنِی زَیْدٌ جَعْفَرٌ وَرَأَیْتُ رَجُلاً حِمَاراً۔

## تشریح: البحث الثانی فی تقسیمہ مع تعریف کل قسم والتوضیح بالمثال

(وَاَقْسَامُ الْبَدَلِ ...... حِمَاراً):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے بدل کی تقسیم کی ہے اور ہر ایک قسم کی تعریف کو امثلہ سے واضح کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں بدل کی چار قسمیں ہیں ۱۔ بدل الکل من الکل ۲۔ بدل البعض من الکل ۳۔ بدل الاشتمال ۴۔ بدل الغلط۔

۱۔ بدل الکل من الکل وہ تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کا مدلول ہو یعنی تابع اور متبوع دونوں مدلول میں برابر ہوں جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ اَخُوْکَ۔ اس مثال میں زید کا جو مدلول (یعنی اس کی ذات) ہے وہی مدلول اخوک کا ہے ۲۔ بدل البعض من الکل وہ تابع ہے جس کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا کل تو نہ ہو بلکہ اسکا جزء اور بعض ہو جیسے ضَرَبْتُ زَیْداً رَأْسَهٗ اس مثال میں زید کا جو مدلول ہے رأسہٗ کا مدلول اس کی جزء ہے کل نہیں۔ ۳۔ بدل الاشتمال وہ تابع ہے کہ اسکا مدلول مبدل منہٗ یعنی متبوع کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ اس مثال میں زید کا مدلول جو کہ ذات زید ہے ثوب اس کا متعلق ہے نہ کل ہے اور نہ جزء ہے۔

۴۔ بدل الغلط وہ تابع ہے جو غلطی کے بعد واقع ہوا ہو۔ جیسے جَاءَ نِی زَیْدٌ جَعْفَرٌ اس مثال میں زید متبوع اور جعفر بدل و تابع ہے متکلم جَاءَنِیْ جَعْفَرٌ کہنا چاہتا تھا لیکن غلطی سے زیدٌ ادا ہو گیا۔ اسی طرح رَأَیْتُ رَجُلاً حِمَارًا میں کہنا تو حماراً چاہتا تھا لیکن غلطی سے رجلاً نکل گیا اس کے تدارک کیلئے حماراً کو بعد میں لائے۔

**وَالْبَدَلُ اِنْ کَانَ نَکِرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ یَجِبُ نَعْتُهٗ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی بِالنَّاصِیَةِ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ[1] وَلَا یَجِبُ ذٰلِکَ فِیْ عَکْسِهٖ وَلَا فِی الْمُتَجَانِسَیْنِ[2]۔**

**ترجمة:** اور بدل اگر نکرہ ہو معرفہ سے تو اس کی صفت لانا واجب ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بِالنَّاصِیَةِ نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ اور اس کے عکس میں واجب نہیں ہوتا اور نہ ہی متجانسین میں۔

## تشریح: البحث الثالث فی فائدة مھمة (وَالْبَدَلُ اِنْ کَانَ ...... الْمُتَجَانِسَیْنِ):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے بدل کے متعلق ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے کہ اگر بدل نکرہ ہو اور مبدل منہ معرفہ ہو تو نکرہ کی صفت لانا واجب ہے اور اگر اس کے برعکس ہو یعنی بدل معرفہ اور مبدل منہ نکرہ ہو یا دونوں متماثل ہوں یعنی بدل اور مبدل منہ دونوں معرفہ ہوں یا دونوں نکرہ ہوں تو بدل کی صفت لانا واجب نہ ہوگا۔ عقلی طور پر چار صورتیں بنتی ہیں ۱۔ بدل نکرہ مبدل منہٗ معرفہ ہو ۲۔ بدل معرفہ مبدل منہ نکرہ ہو ۳۔ بدل اور مبدل منہ دونوں معرفہ ہوں ۴۔ بدل اور مبدل منہٗ دونوں نکرہ ہوں۔ ان میں صرف پہلی

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ استنافیہ البدل مبتداء اِن حرف شرط کان فعل از افعال ناقصہ ھو ضمیر اسم نکرۃ خبر کان من معرفۃ متعلق نکرۃ کان اپنے اسم اور خبر سے ملکر شرط یجب فعل مضارع معلوم نعتہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جزاء شرط اپنی جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

(۲) واؤ عاطفہ لا یجب فعل مضارع منفی معلوم ھو ضمیر مستتر فاعل فی جار عکسہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا نافیہ فی المتجانسین معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر ظرف لغو متعلق لا یجب، فعل مضارع اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

صورت اس وقت درست ہوگی جب بدل کو کسی صفت کے ساتھ موصوف کریں گے، اس کی وجہ کا سمجھنا چند ضابطوں پر موقوف ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ بدل اور مبدل منہ میں مقصود بالذات بدل ہوتا ہے مبدل منہ محض تمہید کیلئے لایا جاتا ہے۔ ۲۔ مقصود کا غیر مقصود سے اعلیٰ یا برابر ہونا چاہیے۔ ۳۔ معرفہ نکرہ سے اعلیٰ ہے۔

جب یہ تین ضابطے سمجھ آگئے تو اب یہ بات سمجھنا آسان ہوگیا کہ مذکورہ بالا چاروں صورتوں میں سے صرف ایک صورت میں بدل کیلئے صفت لانا ضروری ہے باقیوں میں ضروری نہیں کیونکہ ان میں بعض میں بدل اور مبدل منہ مساوی ہیں اور بعض میں اعلیٰ ہے۔ صرف پہلی صورت میں نکرہ ہے اور یہ معرفہ سے ادنیٰ ہے تو اس کو معرفہ کے قریب کرنے کیلئے صفت لانا واجب ہے کیونکہ صفت نکرہ کو معرفہ کے قریب کردیتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ۔ اس مثال میں ناصیۃ بدل ہے ''الناصیۃ'' سے جو کہ معرفہ ہے تو اس کو ''کاذبۃ'' کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

دوسری صورت کی مثال جَاءَ نِی اَخٌ لَکَ زَیْدٌ تیسری صورت کی مثال جَاءَ نِی زَیْدٌ اَخُوکَ چوتھی صورت کی مثال جَاءَ نِی رَجُلٌ غُلَامٌ لَکَ۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ بدل کی کتنی اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف کریں اور مثال سے واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۲۔ بدل کی تعریف کریں اور مثال سے اس کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۳۔ تعریف میں بیان کردہ فوائد قیود پر روشنی ڈالیے۔ (دیکھئے البحث الاول) ۴۔ بدل اور مبدل منہ کے درمیان تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے یا نہیں؟ (دیکھئے البحث الثالث)

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِیْ عَطْفِ الْبَیَانِ

فَصْلٌ: عَطْفُ الْبَیَانِ تَابِعٌ غَیْرُ صِفَةٍ یُوْضِحُ مَتْبُوْعَهٗ[1] وَهُوَ اَشْهَرُ اِسْمَیْ شَیْءٍ نَحوُ قَامَ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ وَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَر[2].

**ترجمة:** عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ شئی کے دو ناموں میں سے مشہور ترین نام ہے۔ جیسے قَامَ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ اور قَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَر۔

---

نحوی ترکیب: (۱) عطف البیان مضاف مضاف الیہ مبتداء تابع موصوف غیر صفۃ مضاف مضاف الیہ ملکر صفت اول یوضح فعل مضارع معلوم ھو ضمیر راجع بسوئے تابع فاعل متبوعہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر خبر ہوئی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲) و عاطفہ ھو ضمیر غائب مبتداء اشہر مضاف اسمی شئی مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ (ترکیب و ضیح ے ظفر)

**خُلَاصَةُ الْمَبَاحِث:** یہ فصل عطف بیان کے ذکر میں ہے یہ تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔عطف بیان کی تعریف (عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ......شَيْءٍ) ۲۔مثالوں سے اس کی وضاحت (نَحو قَامَ......ابْنُ عُمَرَ) ۳۔ایک اہم فائدہ عطف بیان اور بدل کے درمیان فرق۔(ولا يلتبس......وقوعاً)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف عطف البیان** (عَطْفُ الْبَيَانِ تَابِعٌ......شَيْءٌ):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے عطف بیان کی تعریف ذکر کی ہے کہ عطف بیان وہ تابع ہے جو صفت نہ ہو (بلکہ اسم) ہو اور اپنے متبوع کی وضاحت کرے اور وہ شئی کے دو ناموں میں سے مشہور نام کے ساتھ ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ا۔عطف بیان اسم ہوگا صفت نہ ہوگا ۲۔متبوع کی وضاحت کرے گا ۳۔شئی کے دو ناموں میں سے مشہور نام ہوگا۔

**تعریف و معرف / فوائد قیود:** اس عبارت میں ''عطف البیان'' معرَّف ومحدود ہے اور ''تابع غیر صفۃ الخ'' یہ تعریف اور حد ہے اور اس میں ''تابع'' کا لفظ درجہ جنس ہے تمام توابع کو شامل ہے ''غیر صفت'' یہ فصل اول ہے اس سے نعت خارج ہو جائے گی کیونکہ وہ صفت ہوتی ہے ''يُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهٗ'' یہ ثانی فصل ہے اس سے بقیہ توابع (عطف بیان کے علاوہ) خارج ہو گئے کیونکہ وہ اپنے متبوع کی وضاحت نہیں کرتے۔ ''وَهُوَ اَشْهَرُ اسْمَى شَيْئٍ'' صاحب مفصل کی عبارت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ بھی عطف بیان کی تعریف کا حصہ ہے کہ عطف بیان کا دو ناموں میں سے اشہر ہونا ضروری ہے لیکن نحو کی بعض کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ عطف بیان کا متبوع سے اشہر ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ متبوع اور تابع کے اجتماع سے وہ وضاحت ہو جائے جو ایک کے ہونے سے نہ ہوتی ہو پس عطف بیان کا متبوع سے اوضح ہونا جائز ہے ضروری نہیں۔

**البحث الثانی فی التوضیح بالمثال** (نَحْوُ قَامَ......اِبْنُ عُمَرؓ): اس حصہ عبارت میں عطف بیان کی دو امثلہ کو ذکر کیا گیا ہے اول مثال ''قَامَ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ'' اس میں ''ابو حفص'' متبوع ہے اور ''عمر'' تابع ہے عطف بیان ہے اور علم ہے اور ''ابو حفص'' جو کہ کنیت ہے غیر واضح تھی اس کی ''عمر'' نے وضاحت کی اور یہ زیادہ مشہور ہے ابو حفص سے۔ دوسری مثال ''قام عبداللہ ابن عمرؓ'' اس میں عبداللہ متبوع ہے اور ابن عمر تابع عطف بیان ہے اور عبداللہ کی توضیح کیلئے لایا گیا ہے اور عبداللہ سے اشہر ہے۔

مصنفؒ نے دو مثالیں ذکر کی ہیں اول مثال نام کے اشہر ہونے کی اور ثانی کنیت کے زیادہ مشہور ہونے کی مثال ہے۔

وَلا يَلْتَبِسُ بِالْبُدَلِ لَفْظًا فِي مِثْلِ قَوْلِ الشَّاعِرِ۔ شعر. اَنَا ابْنُ التَّارِكِ الْبِكرِى بِشْرٍ :: عَلَيْهِ الطَّيْرُ تَرْقُبُهُ وُقُوْعًا.

**ترجمة:** اور وہ (عطف بیان) بدل کے ساتھ باعتبار لفظ کے ملتبس نہیں ہوتا شاعر کے قول انا ابن الخ کی مثل میں۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی الفرق بین البدل وعطف البیان مع التوضیح بالمثال** (وَلايَلْتَبِسُ......وَقُوْعاً):

بعض نحات کا مسلک ہے کہ توابع چار ہیں اور عطف بیان کوئی علیحدہ توابع کی قسم نہیں بلکہ وہ بدل ہے یہ حضرات بدل اور عطف

---

نحوی ترکیب: (۱) واؤ عاطفہ لا یلتبس فعل مضارع معلوم ھو ضمیر فاعل باء جار البدل مجرور جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لا یلتبس لفظاً تمیز فی جار مثل قول الشاعر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ولا یلتبس فعل اپنے فاعل اور تمیز اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ (شعر کی ترکیب تشریح میں گذر چکی ہے)

بیان میں کوئی فرق نہیں کرتے مصنفؒ نے اس عبارت میں ان کی تردید کی ہے کہ بدل اور عطف بیان میں فرق ہے ایک نہیں۔ اور عطف بیان لفظا اور معنیً بدل سے ملتبس نہیں ہوتا۔ چونکہ عطف بیان بدل کے ساتھ معنیً ملتبس نہ ہونے میں ظاہر تھا (کہ بدل میں تابع مقصود ہوتا ہے عطف بیان میں متبوع مقصود ہوتا ہے یہ اسکو بیان کرنے والا ہوتا ہے) اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا البتہ لفظی اعتبار سے ان کے مابین فرق مخفی تھا اس کو بیان کیا اور کہا "و لا یلتبس بالبدل الخ" یعنی عطف بیان بدل کے ساتھ اس شاعر کے قول انا ابن التارک الخ کی مثل میں لفظا بھی ملتبس نہیں ہوتا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر اس شعر میں بشر کو البکری کا عطف بیان بنائیں اور البکری اس کا متبوع ہو تو اس میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی لیکن اگر بشر کو البکری سے بدل بنائیں تو خرابی لازم آتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ بدل تکرارِ عامل کے حکم میں ہوتا ہے یعنی جو عامل مبدل منہ پر داخل ہوتا ہے وہی عامل بدل کا بھی ہوتا ہے تو اس مثال میں التارک بشر کی طرف مضاف ہوگا کیونکہ وہ البکری جو کہ مبدل منہ ہے کہ طرف مضاف ہو رہا ہے تو بشر کا بھی عامل بنے گا یہ جائز نہیں کیونکہ ترکیب میں الضارب زید کے قبیل سے بن جائے جو کہ ناجائز ہے بخلاف عطف بیان کے وہاں عامل مکرر نہیں ہوتا۔

## شعر (انا ابن التارك الخ) كی مكمل توضیح

**فائدة:** مصنفؒ نے اس جگہ ایک شعر کو نقل کیا ہے اگر چہ یہ اشعار کی کتاب نہیں لیکن خاص مقصد کی خاطر اس شعر کو ذکر کیا ہے اس مقصد کی توضیح کیلئے سات امور کا جاننا ضروری ہے۔ ا۔ شعر کا مفہوم و مطلب ۲۔ "فی مثل قول الشاعر" کی مراد ۳۔ شعر کے ذکر کرنے سے غرض ۴۔ محل استشهاد ۵۔ شاعر کا نام ۶۔ شعر کا ترجمہ ۷۔ شعر کی ترکیب۔ ان سب امور کی تفصیل حسب ذیل ہے:

**ا۔ شعر کا مفہوم و مطلب:** شاعر اس شعر میں اپنی اور اپنے باپ کی بہادری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اس بہادر کا بیٹا ہوں جو کہ بکری بشر جیسے بہادر کو قتل کرنے والا ہے جس کے گوشت کو نوچ کھانے کیلئے پرندے اس انتظار میں ہیں کہ اس کی روح اس کے جسم سے نکلے اور ہم اسے کھائیں اس لئے کہ انسان کے بدن میں جب تک تھوڑی سی روح ہوتی ہے پرندے اس کے پاس نہیں جاتے۔

**۲۔ "فی مثل قول الشاعر" کی مراد:** مثل قول الشاعر سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں عطف بیان کا متبوع وہ معرف باللام ہو جو کہ صیغہ صفت معرّف باللام کا مضاف الیہ ہو جیسے الضارب الرجل زید، اس مثال میں زید معطوف بعطفِ بیان ہے اور متبوع الرجل ہے جو کہ صیغہ صفت الضارب کا مضاف الیہ ہے۔

**۳۔ شعر کے ذکر سے غرض:** مصنفؒ نے اس شعر کو اس بات کی توضیح کیلئے ذکر کیا ہے کہ بدل اور عطف بیان لفظی اعتبار سے بھی ملتبس نہیں لہٰذا عطف بیان اور بدل کو یکساں سمجھنا درست نہیں ہے۔ تفصیل گذر چکی۔

**۴۔ محل الاستشهاد:** اس شعر میں جس حصہ سے استشهاد کیا ہے وہ یہ ہے۔ "التارک البکری بشر"

**۵۔ شاعر کا نام:** مذکورہ بالا شعر کے شاعر کا نام "المراری الاسدی" ہے۔

**۶۔ شعر کا ترجمہ:** میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بکری بشر جیسے بہادر کو میدانِ کارزار میں قتل کر کے چھوڑ دیتا ہے اس حال میں کہ پرندے

اس کے مرنے کا انتظار کر رہے ہیں دراں حالیکہ وہ پرندے اس کے اوپر ہوا میں موجود ہیں۔

**شعر کی ترکیب:** اَنَا ضمیر متکلم مبتداء ابن مضاف التارک بمعنی مصیّر مضاف الیہ پھر مضاف البکری معطوف علیہ بشر عطف بیان معطوف علیہ اپنے عطف بیان سے ملکر مجرور لفظا مضاف الیہ منصوب معنی مفعول بہ ہے التارک کا علی جار "ہٗ" ضمیر راجع بسوئے بشر یا البکری مجرور محلا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنۃ کے کائنۃ صیغہ صفت اسم فاعل ھی ضمیر راجع بسوئے الطیر جو کہ طائر کی جمع ہے مرفوع محلا ذوالحال الطیر مبتداء مؤخر ترقب صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ ھی ضمیر راجع بسوئے الطیر مرفوع محلا ذوالحال الطیر مبتداء مؤخر ترتب صیغہ واحدہ مؤنثہ غائبہ ھی ضمیر راجع بسوئے الطیر مرفوع محلا ذوالحال ہٗ ضمیر البکری کی منصوب محلا بہ وقوعا حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا ترقبہ کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال ہوا ذوالحال کا ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا کائنۃ صیغہ صفت کا صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مقدم مبتداء مؤخر الطیر کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر مفعول ثانی التارک کا التارک اپنے دونوں مفعولوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا ابن مضاف کا مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر مبتداء اَنَا کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔فی مثل قول الشاعر سے کونسی ترکیب مراد ہے؟ (دیکھئے البحث الثالث) ۲۔عطف بیان کی تعریف کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۳۔"ولا یلتبس بالبدل لفظا" سے مصنفؒ کیا سمجھانا چاہتے ہیں؟ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔شعر مذکور کی ترکیب لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث)

## الکأس الدھاق فی اسئلۃ الوفاق علٰی ترتیب الکتاب

۱۔توابع کے اقسام اور ہر قسم کی تعریف کرنے کے بعد ہر ایک کی مثال لکھیں نیز بدل کی اقسام مثالوں کے ساتھ ذکر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۱ھ، ص ۵۱ م۔ر،ح) ۲۔صفت کا اپنے موصوف کے ساتھ کتنی اور کونسی چیزوں میں مطابق اور تابع ہونا ضروری ہے (شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ ص ۵۱ م۔ر،ح)

۳۔ وفائدۃ النعت تخصیص المنعوت ان کانا نکرتین نحو جاء نی رجل عالم و توضیحہ ان کانا معرفتین نحو جاء نی زیدن الفاضل وقد یکون للتاکید (۱) عبارت کا ترجمہ اور تشریح کیجئے اور پوری عبارت پر اعراب لگائیے۔ (۲) اس عبارت کا تعلق توابع میں سے کس تابع سے ہے (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ ص ۵۲ م۔ر،ح) ۴۔ واذا عطف علی الضمیر المرفوع المتصل یجب تاکیدہٗ بالضمیر المنفصل نحو ضربت انا وزیدٌ الا اذا فصل نحو ضربت الیوم وزید (۱) عبارت کا ترجمہ کریں (۲) ضابطہ کے بیان میں مصنفؒ کی ذکر کردہ قیودات کے فوائد بیان کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص ۵۳)(للبنات) ۵۔ اعلم ان المعطوف فی حکم المعطوف علیہ اعنی اذا کان الاول صفۃ لشئ او خبراً لامر اوصلۃ اوحالا فالثانی کذلک ایضاً (ب) والضابطۃ فیہ انہٗ حیث یجوز ان یقام المعطوف مقام المعطوف علیہ جاز العطف وحیث لا فلا (ج) العطف علی معمولی عاملین مختلفین جائز ان کان المعطوف علیہ مجروراً مقدماً والمعطوف کذلک۔ عبارت کے تین حصے ہیں۔ ہر حصہ کے مفہوم کو امثلہ کے ساتھ واضح کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ ص ۵۳ م۔ر،ح) ۶۔اعلم ان المعطوف فی حکم المعطوف علیہ اعنی اذا کان الاول صفۃ لشئ او خبرًا لامر

اوصلة اوحالاً فالثانی کذالک والضابطة فیه انهٗ حیث یجوز ان یقام المعطوف مقام المعطوف علیه جاز العطف و حیث، لا فلا (۱) عبارت کا سلیس ترجمہ کریں (۲) عبارت کی تشریح کرتے ہوئے اس میں مذکورہ ضابطہ کی وضاحت مثال کے ذریعے کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ، ص ۵۳م۔رح) ۷۔ تاکید کی تعریف ذکر کر کے اس کی قسمیں سپردِ قلم کیجئے اور مثالیں تحریر کرنا ہرگز نہ بھولیے (صفر المظفر ۱۴۰۸ھ ص ۵۴م۔رح) ۸۔ بدل کی کتنے اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف مثالوں کے ساتھ بیان کرو (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ، ص ۵۶م۔رح)

۹۔ (۱) بدل کی تعریف ذکر کریں (۲) بدل کے اقسام بتائیں (۳) پھر ہر ایک کی تعریف مثالوں کے ساتھ ذکر کریں (۴) مبدل منہ جب معرفہ اور بدل نکرہ ہو تو کیا کرنا چاہیے؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ، ص ۵۶م۔رح) ۱۰۔ البدل تابع ینسب الیه مانسب الی متبوعهٖ وهو المقصود بالنسبة دون متبوعة (۱) بدل کی تعریف اور اس کے اقسام مع الامثلہ تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ، ص ۵۹م۔رح) (للبنات)

۱۱۔ البدل تابع ینسب الیه مانسب الی متبوعهٖ وهو المقصود بالنسبة دون متبوعهٖ و اقسام البدل اربعة، درج ذیل امور کا جواب لکھیں (۱) بدل کی تعریف (۲) بدل کی چاروں قسمیں مع تعریفات و مثالیں لکھیں (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ، ص ۵۶م۔رح) ۱۲۔ البدل تابع ینسب الیه مانسب الی متبوعه وهو المقصود بالنسبة دون متبوعهٖ (۱) بدل کی تعریف بیان کریں (۲) بدل کی اقسامِ اربعہ کی تعریف اور ہر ایک کی مثال بیان کریں (۳) بدل اور مبدل منہ میں تعریف اور تنکیر میں مطابقت ضروری ہے یا نہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ، ص ۵۶م۔رح) (للبنات)

۱۳۔ عطف البیان تابع غیر صفة یوضح متبوعه وهو اشهر اسمی شیٔ نحو قام ابو حفص عمر، وقام عبدالله بن عمر. ولا یلتبس بالبدل لفظاً فی مثل قول الشاعر " انا ابن التارک البکری بشرٍ، علیه الطیر ترقبه وقوعا" (۱) عبارت کی تشریح کرتے ہوئے شعر کا مطلب تحریر کریں (۲) اور فی مثل قول الشاعر سے کونسی ترکیب مراد ہے نیز شعر کی ترکیب لکھیں (شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ، ص ۵۷م۔رح) ۱۴۔ عطف بیان کی تعریف اور مثال بیان کرنے کے بعد ''ولا یلتبس بالبدل لفظًا فی مثل قول الشاعر انا ابن التارک البکری بشر: علیه الطیر ترقبه وقوعا کی مکمل تشریح کیجئے اور شعر کا مطلب بھی لکھیے (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ، ص ۵۷م۔رح) ۱۵۔ عطف البیان ......ولا یلتبس بالبدل لفظًا فی مثل قول الشاعر انا ابن التارک البکری بشر، علیه الطیر ترقبه وقوعًا (الف) عطف بیان کی تعریف کریں (ب) ولا یلتبس بالبدل لفظًا سے مصنفؒ کیا سمجھانا چاہتے ہیں واضح کریں (ج) شعر کا ترجمہ کریں، نحوی ترکیب کریں اور محلِ استشہاد متعین کر کے وضاحت کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص ۵۷م۔رح) (للبنات) ۱۶۔ ولا یلتبس بالبدل لفظًا فی مثل قول الشاعر، انا ابن التارک البکری بشر: علیه الطیر ترقبه وقوعا (۱) عطف بیان کی تعریف کر کے مثال سے واضح کریں (۲) عبارتِ مذکورہ میں ''فی مثل قول الشاعر'' میں مثل سے کیا مراد ہے؟ (۳) شعر مذکورہ کی اس طرح تشریح کریں جس سے بدل اور عطف بیان کے درمیان فرق واضح ہو جائے (۴) نیز پورے شعر کی ترکیب کریں (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ، ص ۵۷م۔رح)

# الباب السابع فی الاسم المبنی علی ضوء الخریطة

# اَلْبَابُ السَّابِعُ فِی الْاِسْمِ الْمَبْنِیّ

اَلْبَابُ الثَّانِي فِي الْاِسْمِ الْمَبْنِي وَهُوَ اِسْمٌ وَقَعَ غَيْرَ مُرَكَّبٍ مَعَ غَيْرِهٖ مِثْلُ ا ب ت ث ومِثْلُ وَاحِد وَاِثْنَان وَثَلٰثَةٌ وَكَلَفْظَةِ زَيْد وَحْدَهٗ فَاِنَّهٗ مَبْنِيٌّ بِالْفِعْلِ عَلَى السُّكُوْنِ وَمَعْرَبٌ بِالْقُوَّةِ اَوْ شَابَهَ مَبْنِيَّ الْاَصْلِ بِاَنْ يَكُوْنَ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى مَعْنَاهُ مُحْتَاجًا اِلٰى قَرِيْنَةٍ كَالْاِشَارَةِ نَحْوُ هٰؤُلَاءِ وَنَحْوِهَا اَوْ يَكُوْنَ عَلٰى اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْرُفٍ اَوْ تَضَمَّنَ مَعْنَى الْحَرْفِ نَحْوُ ذَا وَمَنْ وَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَةَ وَهٰذَا الْقِسْمُ لَا يَصِيْرُ مُعْرَبًا اَصْلًا۔

**ترجمه:** دوسرا باب اسم بنی کے بیان میں ہے۔ اور وہ (اسم مبنی) ایسا اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے ا۔ ب، ت، ث اور جیسے واحد، اثنان اور ثلاثہ اور جیسے لفظ زید صرف کیونکہ یہ زید مبنی بالفعل علی السکون ہے اور معرب بالقوہ ہے یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو بایں صورت کہ اپنی معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ مثل ہؤلاء اور اس کے مثل یا تین حرفوں سے کم پر ہو یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے ذا اور احد عشر سے تسعۃ عشرۃ تک اور یہ قسم بالکل معرب نہیں ہوگی۔

**خُلَاصَةُ الْمُبَاحِث:** القسم الاول کے اول باب کی تفصیل سے فارغ ہو کر مصنفؒ دوسرے باب کی تفصیل کو بیان کرتے ہیں جو کہ اسم مبنی کے بیان میں ہے یہ باب ایک تمہید اور آٹھ فصول پر مشتمل ہے۔ مذکورہ بالا عبارت تمہید کے طور پر مصنفؒ نے ذکر فرمائی ہے یہ چار ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ اسم مبنی کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (وهو اسم...... مبنی الاصل) ۲۔ مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجوہ (بِاَنْ يَكُوْنَ ...... تِسْعَةَ عَشَرَ) ۳۔ اسم مبنی کا حکم (حُكْمُهٗ ...... وَقْفًا) ۴۔ مبنی کی اقسام کی تحقیق اور ان کی دلیل حصر (وَهُوَ ...... الظُّرُوْف)

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الاسم المبنی مع توضیح بالامثلة** (وَهُوَ اِسْمٌ...... مَبْنِي الْاَصْل):

مبنی لغت میں بنی یبنی کا اسم مفعول ہے بناء مصدر سے ہے بمعنی بنیاد ڈالنا اور مبنی کا معنی بنیاد ڈالا ہوا۔ مبنی کو مبنی اس لئے کہتے ہیں چونکہ بنیاد میں تحرک نہیں ہوتا تو اسی طرح اسم مبنی پر عامل کے مختلف ہونے کے باوجود اعراب کی تبدیلی کا تحرک پیدا نہیں ہوتا۔

چونکہ اصطلاحی لحاظ سے اسم مبنی کی دو قسمیں ہیں اسی وجہ سے مصنفؒ نے ہر ایک کی الگ تعریف کی ہے۔ اول کی تعریف یہ ہے کہ اسم مبنی ہر وہ اسم ہے جو اپنے غیر یعنی عامل کے ساتھ مرکب نہ ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ اسم ہوگا ۲۔ مرکب نہ ہوگا ۳۔ اپنے عامل کے ساتھ مرکب نہ ہوگا۔ لہٰذا یہ تینوں باتیں جس کلمہ میں موجود ہوں گی وہ اسم مبنی کی اول قسم کہلائے گی جیسے ا ب ت ث لیکن ان سے مراد حروف ہجا نہیں بلکہ انکے مسمّیات ہیں یعنی الف، باء وغیرہ اور جیسے لفظ واحد، اثنان وغیرہ اور جیسے اکیلا زید اسم مبنی کی یہ قسم مبنی بالفعل اور معرب بالقوۃ ہے یعنی فی الحال تو مبنی ہے لیکن ان میں معرب بننے کی صلاحیت موجود ہے لہٰذا اگر یہ امثلہ کسی عامل کے ساتھ مرکب ہو جائیں تو معرب بن جائیں گی جیسے جَاءَ زَيْدٌ، هٰذَا وَاحِدٌ، كَتَبْتُ اَلِفًا وغیرہ اب ان پر اعراب عامل کے مختلف ہونے سے مختلف ہوگا لہٰذا جب رَاَيْتُ زَيْدًا کہیں گے تو زَيْدًا پر نصب پڑھیں گے اسی طرح مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وعلی هذا القياس۔

دوسری قسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم مبنی وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہو۔ اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں

۱۔اسم ہوگا ۲۔مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھتا ہوگا۔اور مبنی الاصل تین چیزیں ہیں ۱۔جملہ حروف ۲۔فعل ماضی معلوم ۳۔امر حاضر معروف جیسے ھٰؤلاءِ کا لفظ قام ھٰؤُلاءِ کے جملہ میں۔اس مثال میں ھٰؤلاء کا لفظ اسم ہے اور مبنی الاصل کے ساتھ احتیاج میں مشابہت رکھتا ہے اس لئے مبنی ہے۔یہ قسم بالکل معرب نہیں بن سکتی بلکہ ہمیشہ مبنی ہی رہے گی۔

## البحث الثانی فی بیان وجوہ المشابھۃ بمبنی الاصل (بِاَنْ یَکُوْنَ......اِلٰی تِسْعَۃَ عَشَرَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجوہ کو بیان کیا ہے جو کہ تین ہیں ۱۔مشابہت فی الاحتیاج ۲۔مشابہت فی تعداد الحروف ۳۔مشابہت فی تضمن المعنی۔لیکن نحویوں نے بہت تتبع اور تلاش کے بعد سات وجوہ بیان کی ہیں۔مصنفؒ نے جن تین صورتوں کو بیان کیا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

### ۱۔ مشابھت فی الاحتیاج (بِاَنْ یَکُوْنَ......وَنَحْوِھَا):

اس عبارت میں مشابہت اور مناسبت مؤثرہ کی پہلی وجہ کو بیان کیا ہے کہ وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینے کا محتاج ہو جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں دوسرے کلمہ کا محتاج ہوتا ہے اسی طرح اسم اشارہ مشارٌ الیہ کا محتاج ہے جیسے اسم اشارہ ھٰذا، ھٰؤلاءِ یہ اپنے معنی بتلانے میں اشارہ حسیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور اپنے معنی پر دلالت نہیں کر سکتے جب تک ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ نہ کریں تو ہاتھ اور آنکھ یہ قرینہ ہوئے۔ونحوھا سے مصنف نے قرینہ کی دوسری مثال کی طرف اشارہ کیا ہے جیسے اسم موصول یہ بھی بغیر صلہ کے اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا یہ بھی صلہ کا محتاج ہوتا ہے مثل حرف کے جیسے اَلَّذِیْ قَامَ فَلَہٗ دِرْھَمٌ (جو شخص کھڑا ہوا ہے اس کیلئے ایک درہم ہے) اس مثال میں الذی اپنے معنی پر اس وقت تک دلالت نہیں کر سکتا جب تک اس کے بعد قام ''جو کہ صلہ ہے'' ذکر نہ کیا جائے۔

### ۲۔ مشابھت فی تعداد الحروف (اَوْ یَکُوْنَ......اَحْرُفٍ):

اس عبارت میں دوسری وجہ بیان کی ہے کہ وہ اسم تین حرفوں سے کم ہو جس طرح کہ حرف جار فی اور من تین حرفوں سے کم ہیں۔جیسے ذَا، مَنْ یہ اسم ہیں حرف کے ساتھ تعداد حروف میں مشابہ ہیں لہٰذا مبنی ہیں۔

### ۳۔ مشابھت فی تضمن المعنی (اَوْ تَضَمَّنَ......تِسْعَۃَ عَشَرَ):

اس عبارت میں تیسری وجہ کا بیان ہے کہ وہ اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے احد عشر سے لے کر تسعۃ عشر تک یہ اصل میں احد و عشر الخ تھے درمیان سے واؤ کو حذف کر دیا اور دونوں اسموں کو بمنزلہ ایک کلمہ کے کر دیا چونکہ یہ واؤ حرف عطف کے معنی کو متضمن ہیں ان کا معنی ایک اور دس یعنی گیارہ الخ تو یہ اسم مبنی ہوئے۔

وَحُکْمُہٗ اَنْ لَا یَخْتَلِفَ اٰخِرُہٗ بِاخْتِلَافِ الْعَوَامِلِ وَحَرَکَاتُہٗ تُسَمّٰی ضَمًّا وَفَتْحاً وَکَسْراً وَسُکُوْنُہٗ وَقْفًا وَھُوَ عَلٰی ثَمَانِیَۃِ اَنْوَاعٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَاَسْمَاءُ الْاِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتُ وَاَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ وَالْاَصْوَاتِ وَالْمُرَکَّبَاتُ وَالْکِنَایَاتُ وَبَعْضُ الظُّرُوْفِ.

**ترجمۃ:** اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے مختلف ہونے سے مختلف نہ ہو اور اس کی حرکات ضمہ اور فتحہ اور کسرہ نام رکھی جاتی ہیں اور اس کا سکون وقف نام رکھا جاتا ہے وہ آٹھ اقسام پر ہے پہلا مضمرات دوسرا اسماء الاشارات تیسرا موصولات اور چوتھا اسماء الافعال پانچواں اصوات اور چھٹا مرکبات ساتواں کنایات اور آٹھواں بعض الظروف۔

## تشریح: البحث الثالث فی حکم الاسم المبنی والقابہ (وَحُکْمُہٗ......وَقْفًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم مبنی کے حکم کو بیان کیا ہے اور یہ حکم اسم مبنی کی ثانی قسم (جوکہ مبنی الاصل کے مشابہ ہے) کا ہے اور حکمہٗ کی ہٗ ضمیر کا مرجع بھی ثانی قسم ہے نہ کہ مطلق اسم مبنی۔ تو اس کا حکم یعنی اس پر مرتب ہونے والا اثر یہ ہے کہ عوامل کے عمل میں مختلف ہونے سے اس کا آخر مختلف نہ ہو جیسے ھٰؤلاء کالفظ قَامَ ھٰؤُلاءِ وَرَأَیْتُ ھٰؤُلاءِ وَمَرَرْتُ بِھٰؤُلاءِ اس مثال میں عامل رافع ناصب اور جارہ ھٰؤلاء پر داخل ہوئے لیکن اس کا آخر تبدیل نہیں ہوا۔

مصنفؒ نے مبنی کے القاب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے حرکات کو ضمہ فتحہ اور کسرہ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور اس کے سکون کو وقف کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں جبکہ اسم معرب کے القاب رفع، نصب جر اور اس کے سکون کو جزم کہتے ہیں۔

## البحث الرابع فی تحقیق اقسامہٖ مع دلیل الحصر (وَھُوَ ......الظُّرُوْفُ):

اس عبارت میں اسم مبنی مطلق کی اقسام کو بیان کیا گیا ہے اور ھو ضمیر مطلق اس مبنی کی طرف راجع ہے ورنہ اسماء اصوات جو کہ مشابہت کی وجہ سے مبنی نہیں بلکہ عدم ترکیب کی وجہ سے مبنی ہیں خارج ہو جائیں گے۔ نیز اس کے ضمن میں ان اقسام ثمانیہ کی دلیل حصر بھی بیان کی جائے گی تاکہ اقسام کا ضبط رہے۔ چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ اسم مبنی کی آٹھ انواع واقسام ہیں ۱۔مضمرات ۲۔اسماء اشارات ۳۔اسماء موصولات ۴۔اسماء افعال ۵۔اصوات ۶۔مرکبات ۷۔کنایات ۸۔بعض الظروف، انکی دلیل حصر حسب ذیل ہے:

**دلیل الحصر:** اسم مبنی کی بناء دو حال سے خالی نہیں یا تو بسبب عدم ترکیب کے ہوگی یا بسبب مشابہت مبنی الاصل ہوگی۔ اگر اسم مبنی کی بناء بسبب عدم ترکیب ہوگی تو وہ اسماء حروف تہجی، اسماء اصوات اور اسماء عدد ہیں اگر اسم مبنی کی بناء بسبب مشابہت ہے تو وہ تین حال سے خالی نہیں۔ وہ اسم فعل امر کے مشابہ ہوگا یا ماضی کے مشابہ ہوگا یا حرف کے مشابہ ہوگا۔ اگر اسم مبنی کی مشابہت فعل امر یا ماضی کے ساتھ ہوگی تو اسماء افعال ہیں۔ اگر حرف کے ساتھ مشابہت ہو تو وہ دو حال سے خالی نہیں مشابہت من حیث الصورۃ ہوگی یا من حیث المعنی ہوگی اگر مشابہت من حیث الصورۃ ہے تو وہ اسماء کنایات ہیں اور اگر مشابہت من حیث المعنی ہے تو وہ دو حال سے خالی نہیں تضمن بمعنی الحرف یا تضمن بمعنی الاحتیاج اول قسم مرکبات اور اگر بمعنی الاحتیاج ہے تو دو حال سے خالی نہیں احتیاجی جملہ کی طرف ہوگی یا غیر جملہ کی طرف اگر اول قسم ہے تو اسماء موصولات ہیں اور اگر احتیاجی غیر جملہ کی طرف ہے تو دو حال سے خالی نہیں محتاج الیہ مذکور ہوگا یا مذکور نہیں ہوگا اگر محتاج الیہ مذکور نہ ہو تو وہ بعض الظروف ہیں۔ اگر محتاج الیہ مذکور ہے تو محتاج الیہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اشارہ حسیہ ہے یا قرینہ غَیْبَۃٌ یا تخاطب یا تکلم ہے اول اسم اشارہ ثانی مضمرات۔
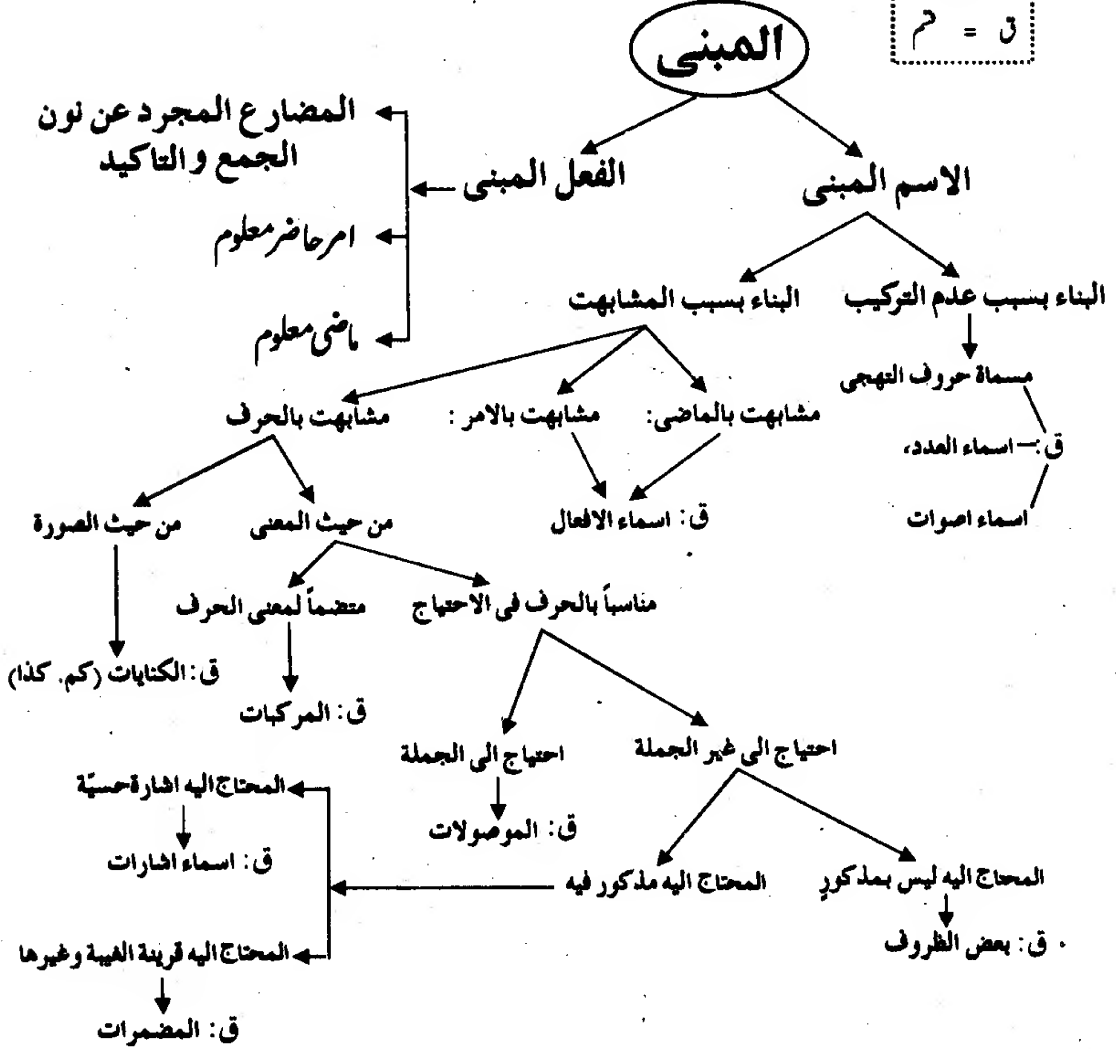
**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضُوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** اسم مبنی کی تعریف اوراس کی اقسام تحریر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی کتنی وجوہ ہیں مصنف نے جو بیان کی ہیں تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔اسم مبنی کا کیا حکم ہے؟ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔مبنی کی اقسام اوراُنکی دلیل حصر لکھیں۔ (البحث الرابع)

**فائده:** مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت یعنی مناسبت مؤثرہ کی نحویوں کے نزدیک سات وجوہ ہیں ان میں سے تین ماقبل میں گذر چکی ہیں۔اجمالاً ان کا ذکر کیا جاتا ہے ا۔وہ اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو جیسے این اسم ہے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہے ۲۔وہ اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے میں قرینہ کا محتاج ہو۔اسکی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ ۳۔وہ اسم مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہو جیسے نزالِ اسم فعل انزل کی جگہ پر واقع ہے۔ ۴۔وہ اسم اس اسم کا ہمشکل ہو جو مبنی الاصل کی جگہ پر واقع ہے جیسے فَجَارِ نزال کے ہم شکل ہے جو

مبنی الاصل امر حاضر کی جگہ پر واقع ہے۔ ۵۔ وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ کی جگہ پر واقع ہو جیسے منادی مضموم یا زید یہ ک اسمی کی جگہ پر واقع ہے جو کہ ادعوک میں ہے اور یہ کاف اسمی کاف حرفی کے مشابہ ہے۔ ۶ مبنی الاصل کی طرف مضاف ہونے والا اسم بلا واسطہ یا بالواسطہ جیسے یومئذ جو کہ یوم اذا کان کذا تھا ۷۔ وہ اسم جس کی بناء تین حرفوں سے کم ہو جیسے ذا۔ مَن (تفصیل گذر چکی ہے)۔

# الفصل الاوّل فی المضمر

**فَصْلٌ: اَلْمُضْمَر اِسْمٌ وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلٰى مُتَكَلِّمٍ اَوْ مُخَاطَبٍ اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُهُ لَفْظًا اَوْ مَعْنًى اَوْ حُكْمًا وَهُوَ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُتَّصِلٌ وَهُوَ مَالا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ ضَرَبْتُ اِلٰى ضَرَبْنَ اَوْ مَنْصُوْبٌ نحو ضَرَبَنِىْ اِلٰى ضَرَبَهُنَّ وَاِنَّنِىْ اِلٰى اِنَّهُنَّ وَمَجْرُوْرٌ نَحْوُ غُلَامِىْ وَلِىْ اِلٰى غُلَامِهِنَّ وَلَهُنَّ وَمُنْفَصِلٌ وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهُ اِمَّا مَرْفُوْعٌ نَحْوُ اَنَا اِلٰى هُنَّ اَوْ مَنْصُوْبٌ نَحْوُ اِيَّاىَ اِلٰى اِيَّاهُنَّ فَذَالِكَ سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا۔**

**ترجمة:** **فصل:** مضمر وہ اسم ہے جو متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو جس غائب کا ذکر لفظی یا معنوی یا حکمی طور پر ہو چکا ہو اور وہ دو قسموں پر ہے ان میں سے ایک متصل ہے اور وہ (متصل) وہ ہے جو اکیلے استعمال نہ کیا جاتا ہو یا مرفوع ہوگا جیسے ضربت سے ضَربْنَ تک یا منصوب ہوگا جیسے ضَرَبَنِیْ سے ضَرَبَهُنَّ تک اور اِنَّنِیْ سے اِنَّهُنَّ تک اور مجرور ہوگا جیسے غلامی اور لی سے غلامھن اور لھن تک اور دوسرا منفصل ہے اور وہ (منفصل) وہ ہے جو اکیلے استعمال کیا جا سکتا ہے یا مرفوع ہوگا جیسے انا سے لیکر ھن تک یا منصوب ہوگا جیسے ایای سے ایاھن تک، پس یہ ساٹھ ضمیریں ہیں۔

**خلاصة المباحث:** یہ باب ثانی (جو کہ مبنی میں ہے) کی پہلی فصل اسم ضمیر کے بیان میں ہے۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ اسم مضمر کی تعریف (اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ...... اَوْحُكْمًا) ۲۔ اسم مضمر کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف مع توضیح بالامثلۃ (وَهُوَ عَلٰى...... سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا) ۳۔ اہم فوائد۔ (وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ...... اَلرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف الاسم المضمر** (اَلْمُضْمَرُ اِسْمٌ...... اَوْ حُكْمًا):

مشابہ مبنی الاصل کی آٹھ قسموں میں سے پہلی قسم جو کہ اسم مضمر کے بیان میں ہے۔ اس قسم کو بقیہ اقسام پر اس وجہ سے مقدم کیا کہ یہ تمام ضمیریں بلا خلاف مبنی ہیں اور مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ احتیاج میں حروف کے مشابہ ہیں جیسے حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں متعلق کا محتاج ہوتا اسی طرح ضمیر غائب اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ذکر مرجع کی محتاج ہے اور ضمیر متکلم اور مخاطب بھی تکلم اور خطاب کی محتاج ہے۔

**مضمر کی تعریف:** مضمر افعال باب الاضمار کا اسم مفعول ہے اور اضمار کا معنی چھپانا اور مضمر کا معنی چھپایا ہوا اور اس پر جو الف لام ہے بمعنی الذی کے ہے تو اصل عبارت یوں ہوگئی الاسم الذی یضمر اور اس کو ضمیر بھی کہا جاتا ہے تو اس لحاظ سے مضمر اور ضمیر مترادف ہیں۔ اور نحویوں کی اصطلاح میں مضمر یا ضمیر وہ اسم ہے جو وضع کیا گیا ہو متکلم یا مخاطب یا غائب پر دلالت کرنے کیلئے ایسا غائب جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو لفظاً یا معنیً یا حکماً۔ اس تعریف سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ مضمر یا ضمیر اسم ہوگی ۲۔ موضوع ہوگی ۳۔ متکلم یا مخاطب یا غائب کیلئے موضوع ہوگی ۴۔ ان تینوں پر دلالت کرے گی ۵۔ اگر ضمیر غائب ہو تو اس کا پہلے لفظاً یا معنیً یا حکماً ذکر ہو چکا ہو۔

**تقدم لفظی، معنوی، حکمی کی تعریف:** **(الف) تقدم لفظی:** کا معنی یہ ہے کہ غائب کی ضمیر کا مرجع اس ضمیر سے پہلے لفظوں میں موجود ہو حقیقۃً یا تقدیراً پہلے کی مثال ضَرَبَ زَيْدٌ غُلَامَهُ (زید نے اپنے غلام کو مارا) اس مثال میں غلامہٗ کی ہٗ ضمیر کا مرجع زیدٌ ہے جو لفظوں میں صراحۃً پیچھے مذکور ہے۔ دوسرے کی مثال ضَرَبَ غُلَامَهُ زَيْدٌ۔ اس مثال میں غلامہٗ کی ہٗ ضمیر زید کی طرف راجع ہے اس لئے کہ زیدٌ فاعل ہے جو کہ مفعول یہ غلامہ پر رتبۃً مقدم ہے اگر چہ لفظوں میں مؤخر ہے۔

**(ب) تقدم معنوی:** یہ ہے کہ غائب کی ضمیر کا مرجع اس سے پہلے باعتبار معنی مذکور ہو نہ کہ بطور لفظ جیسے اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى (تم عدل کرو کہ عدل تقویٰ سے زیادہ قریب ہے) اس مثال میں ھو ضمیر غائب اس عدل کی طرف لوٹ رہی ہے جو کہ اعدلوا کے معنی سے سمجھا جارہا ہے۔ اور وہ پہلے لفظوں میں مذکور نہیں ہے۔

**(ج) تقدم حکمی:** کا معنی یہ ہے کہ ضمیر غائب جو ضمیر شان یا ضمیر قصہ کی ہے ایسے مرجع کی طرف لوٹے جو کہ پہلے نہ تو لفظوں میں مذکور ہو اور نہ ماقبل کے معنی سے سمجھ جائے بلکہ مَاحَضَرَ فِي الذِّهْنِ کی طرف لوٹے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اے نبی فرما دیجئے شان یہ ہے کہ اللہ ایک ہے) اس مثال میں ھو ضمیر شان کی ہے اس کا مرجع اگر چہ لفظا اور معنی پہلے مذکور نہیں لیکن حکما پہلے مذکور ہے۔

**تعریف و معرف /فوائد قیود:** اس عبارت میں المضمر معرَّف اور محدود ہے اور اسم وضع الخ تعریف و حد ہے اور تعریف میں چونکہ ایک جنس (جو کہ معرَّف اور اس کے غیر کو شامل ہوتی ہے) ہوتی ہے اور کئی فصول جو کہ جدائی کا فائدہ دیتی ہیں یعنی معرَّف سے غیر کو جدا کر دیتی ہیں لہٰذا اس میں اسم درجہ جنس ہے تمام اسماء کو شامل ہے۔ مصنفؒ کا قول لیدل علی متکلم یہ فصل اول ہے اس سے لفظ متکلم اور لفظ مخاطب جو متکلم اور مخاطب پر دلالت کرتے ہیں تعریف سے خارج ہو گئے۔ اس لئے کہ یہ ان پر باعتبار صیغہ دلالت کرتے ہیں نہ کہ باعتبار مادہ کے۔ تقدم ذکرہٗ فصل ثانی ہے اس سے اسماء ظاہرہ خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگر چہ غائب کیلئے وضع کئے گئے ہیں لیکن غائب کا پہلے مذکور ہونا شرط نہیں ہے۔

**البحث الثانی فی بیان اقسامه مع التفصيل بالامثلة** (وَهُوَ عَلٰی......سِتُّوْنَ ضَمِيْرًا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ضمیر کی اقسام بیان کی ہیں۔ مضمر یا ضمیر کی ابتداء دو قسمیں ہیں ا۔ متصل، وَهُوَ مَالَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ (وہ ضمیر ہے جو اکیلے استعمال نہ ہو) ۲۔ منفصل جدا ہونے والی اصطلاح میں "وَهُوَ مَا يُسْتَعْمَلُ وَحْدَهٗ" (وہ ضمیر ہے جو کہ اکیلے استعمال ہو) پھر ضمیر متصل کی تین قسمیں ہیں ا۔ مرفوع متصل ۲۔ منصوب متصل ۳۔ مجرور متصل۔ اور منفصل کی دو قسمیں ہیں ا۔ مرفوع منفصل ۲۔ منصوب منفصل لیکن مجرور منفصل نہیں ہوتی کیونکہ ضمیر منفصل اپنے عامل سے مقدم بھی ہو سکتی ہے اگر مجرور منفصل ہوتی تو اپنے جار سے مقدم ہوتی تو مجرور کا جار پر مقدم ہونا لازم آتا اور یہ جائز نہیں لہٰذا مجرور منفصل نہیں ہوتی تو اس طور پر کل پانچ قسمیں ہوئیں۔ ہر ایک کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

**ا۔ مرفوع متصل** وہ ضمیر ہے جو کہ مرفوع المحل ہو اور کسی کلمہ کے ساتھ متصل ہو اور یہ قسم ہمیشہ فعل کے ساتھ متصل ہوتی ہے یا شبہ فعل کے ساتھ پھر اس کی دو قسمیں ہیں ا۔ بارز، ۲۔ مستتر بارز وہ ضمیر ہے جو الفاظ میں ظاہر ہو اور مستتر جو الفاظ میں ظاہر نہ ہو بلکہ

پوشیدہ ہو۔ اور یہ کل چودہ ضمیریں ہیں ان میں ماضی کے اندر دو ضمیریں مستتر ہوتی ہیں اور مضارع میں پانچ ضمیریں مستتر ہوتی ہیں۔ باقی بارز ہوتی ہیں ماضی میں دو واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ اور مضارع میں واحد مذکر غائب واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم باقی سب بارز ہوں گی۔ جیسے ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ، الخ۔

**۲۔ منصوب متصل** وہ ضمیر ہے جو کہ محل کے اعتبار سے منصوب ہو اور کسی کلمہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور کبھی فعل کے ساتھ اور کبھی حرف کے ساتھ ملی ہوتی ہے اس طور پر اس کی دو قسمیں ہوئیں منصوب متصل بالفعل یعنی وہ ضمیر جو فعل کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور دوسری منصوب متصل بالحرف یعنی وہ ضمیر جو منصوب ہو اور حرف کے ساتھ ملی ہوئی ہو اول کی مثال ضَرَبَنِی تا ضَرَبَهُنَّ ثانی کی مثال اِنَّنِی سے اِنَّهُنَّ ہر ایک کی چودہ چودہ ضمیریں ہیں۔

**۳۔ مجرور متصل** وہ ضمیر ہے جو کہ محل کے لحاظ سے مجرور ہو اور کسی کلمہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو پھر اس کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مجرور متصل بالحرف الجر ۲۔ مجرور متصل بالمضاف، ہر ایک کی چودہ چودہ ضمیریں ہیں اول کی مثال لِی سے لَهُنَّ تک ثانی کی مثال غُلامِیْ سے غُلامُهُنَّ تک۔

**٤۔ مرفوع منفصل** وہ ضمیر ہے جو کہ مرفوع محلاً ہو اور کسی کلمہ کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو اس کے بھی چودہ صیغے آتے ہیں جیسے انا نَحْنُ سے هُنَّ تک۔

**۵۔ منصوب منفصل:** وہ ضمیر ہے جو کہ محل کے اعتبار سے منصوب ہو اور کسی کلمہ کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو جیسے ایای ایانا سے ایاهن تک۔

**فائدہ:** اس تفصیل کے مطابق کل ضمائر کے صیغے اٹھانوے (98) بنتے ہیں اور کل قسمیں سات بنتی ہیں ۱۔ مرفوع متصل ۲۔ منصوب متصل بالفعل ۳۔ منصوب متصل بالحرف ۴۔ مجرور متصل بالحرف الجر ۵۔ مجرور متصل بالمضاف ۶۔ مرفوع منفصل ۷۔ منصوب منفصل۔ اور ہر ایک کے چودہ صیغے ہیں تو چودہ کو سات کے ساتھ ضرب دینے سے اٹھانوے ضمیریں بنتی ہیں اور اگر ان میں تثنیہ کے صیغہ کا تکرار حذف کر دیا جائے تو کل ضمیریں چوراسی بنیں گی۔

اگر تثنیہ کے تکرار کو حذف کر کے اور منصوب متصل اور مجرور متصل کی دو دو قسموں کی بجائے ایک ایک قسم شمار کی جائے تو ساٹھ (60) ضمیریں بنتی ہیں اسی لحاظ سے مصنفؒ نے بھی '' ذٰلِکَ سِتُّوْنَ ضَمِیْراً '' (یعنی یہ ساٹھ ضمیریں ہیں) فرمایا ہے۔ اور اگر تثنیہ کے تکرار کو حذف نہ کریں تو کل ستر (70) ضمیریں ہونگی اس تفصیل سے واضح ہو گیا کہ جن کتب نحو میں ستر کا قول ہے وہ بھی درست ہے اور جن میں چوراسی کا قول ہے وہ بھی مذکورہ بالا تفصیل کے اعتبار سے درست ہے۔ اور جن میں ساٹھ کا قول ہے وہ بھی صحیح ہے۔

**(نوٹ):** مضمر کی جمیع اقسام کا نقشہ احقر کی تالیف ''ہدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات'' میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ الْمُتَّصِلَ خَاصَّةً يَكُوْنُ مُسْتَتِراً فِي الْمَاضِيْ لِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَضَرَبَ اَیْ هُوَ وَضَرَبَتْ اَیْ هِیَ وَفِي الْمُضَارِعِ الْمُتَكَلِّمِ مُطْلَقًا نَحْوُ اَضْرِبُ اَیْ اَنَا وَنَضْرِبُ اَیْ نَحْنُ وَلِلْمُخَاطَبِ كَتَضْرِبُ اَیْ اَنْتَ وَلِلْغَائِبِ وَالْغَائِبَةِ كَيَضْرِبُ اَیْ هُوَ وَتَضْرِبُ اَیْ هِیَ وَفِي الصِّفَةِ اَعْنِیْ اِسْمَ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَغَيْرَهُمَا مُطْلَقًا. وَلَا يَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُ الْمُنْفَصِلِ اِلَّا عِنْدَ تَعَذُّرِ الْمُتَّصِلِ كَاِيَّاكَ نَعْبُدُ وَمَا ضَرَبَكَ اِلَّا اَنَا وَاَنَا زَيْدٌ وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِمًا.**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ ضمیر مرفوع متصل خاص کر ماضی میں غائب اور غائبہ کیلئے مستتر ہوتی ہے جیسے ضَرَبَ یعنی ھواور ضَرَبَتْ یعنی ھی اور مضارع متکلم میں مطلقا جیسے اَضْرِبُ یعنی انا اور نَضْرِبُ یعنی نحن اور مخاطب کیلئے جیسے تَضْرِبُ یعنی انت اور غائب اور غائبہ کیلئے جیسے یضرب یعنی ھو اور تَضْرِبُ یعنی ھی اور صیغہ صفت میں مراد لیتا ہوں اسم فاعل اور مفعول اور ان دونوں کے علاوہ مطلقا۔ اور منفصل کا استعمال جائز نہیں مگر متصل کے تعذر کے وقت جیسے ایاک نعبد اور ماضربک الا انا اور انا زیدٌ اور ما انت الا قائماً۔

**تشریح: البحث الثالث فی الفوائد المهمة** (وَاعْلَمْ اَنَّ الْمَرْفُوْعَ ......اَلرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم مضمر کے متعلق کچھ فوائد ذکر کئے ہیں۔ مذکور بالا عبارت دو فوائد کے متعلق ہے۔

**الفائدة الاولیٰ** (وَاعْلَمْ ......مُطْلَقاً): ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں ۱۔ مستتر ۲۔ بارز۔ ضمیر بارز وہ ہے جو زبان سے ادا کی جائے اور لفظوں میں موجود ہو اور ضمیر مستتر وہ ضمیر ہے جو زبان سے ادا نہ کی جائے بلکہ پوشیدہ ہو۔ فعل ماضی کے چودہ صیغوں میں سے صرف دو صیغے ایسے ہیں جن میں ضمیر مستتر ہوتی ہے جو کہ واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائبہ ہیں جیسے ضَرَبَ ای ھو اور ضَرَبَتْ یعنی ھی باقی تمام صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے۔ جیسے ضَرَبَا میں الف اور ضَرَبُوْا میں واو۔ اسی طرح فعل ماضی مجہول کا حال ہے۔ اور مضارع (خواہ معلوم ہو یا مجہول) میں بھی پانچ صیغوں کے اندر ضمیر مستتر ہوگی۔ دو متکلم یعنی واحد متکلم جیسے اَضْرِبُ یعنی انا اور جمع متکلم جیسے نَضْرِبُ یعنی نحن جس کو مصنفؒ نے متکلم مطلقا سے تعبیر کیا ہے۔ اور واحد مذکر مخاطب جیسے تَضْرِبُ یعنی انت اور ایک غائبہ جیسے یَضْرِبُ ای ھو اور ایک واحدہ مؤنثہ غائبہ جیسے تَضْرِبُ یعنی ھی۔ باقی نو صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے جیسے یضربان، تَضْرِبُون الخ۔

باقی صیغہ صفت میں یعنی اسم فاعل، اسم مفعول صفت مشبہ اور اسم تفضیل کے تمام صیغوں میں مطلقا مستتر ہوتی ہے خواہ مذکر ہوں یا مؤنث خواہ واحد ہوں خواہ تثنیہ یا جمع جب اسم ظاہر کی طرف منسوب نہ ہو جیسے زیدٌ ضاربٌ میں ھو ضمیر ہے اَلزَّيْدَانِ ضَارِبَانِ اَلزَّيْدُوْنَ ضَارِبُوْنَ میں ھما ضمیر اور ھم ضمیر مستتر ہے باقی الف اور واو علامتیں ہیں تثنیہ اور جمع کی فاعل نہیں کیونکہ وہ یاء سے تبدیل ہو جاتی ہیں۔

**الفائدة الثانية** (وَلَايَجُوْزُ اِسْتِعْمَالُ......وَمَا اَنْتَ اِلَّا قَائِماً): اس عبارت میں اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ ضمیر منفصل کب لائی جاسکتی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ضمیر منفصل خواہ مرفوع منفصل ہو یا منصوب منفصل اس کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر جب ضمیر متصل کا لانا متعذر اور مشکل ہو کیونکہ ضمیر متصل اخف اور مختصر ترین ہے جب تک مقصود مختصر لفظ کے ذریعہ سے حاصل ہو سکے گا اس وقت تک ثقیل اور طویل لفظ کو استعمال نہیں کریں گے لہٰذا ضربت ایاک نہیں کہیں گے بلکہ ضَرَبْتُکَ کہیں گے کیونکہ متصل ضمیر کے لانے میں کوئی تعذر نہیں ہے۔ اور ضمیر کے متعذر ہونے کی کئی صورتیں ہیں جن کو مصنف نے امثلہ سے واضح کیا ہے۔ تفصیل یہ ہے۔

۱۔ جب ضمیر کو عامل سے مقدم کر دیا جائے حصر پیدا کرنے کیلئے تو اس وقت ضمیر متصل لانا متعذر ہے لہٰذا منفصل لائیں گے۔ جیسے اِيَّاکَ نَعْبُدُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) اگر ضمیر کو مؤخر کرتے اور نَعْبُدُکَ کہتے تو حصر فوت ہو جاتی۔

۲۔ جہاں عامل اور ضمیر کے درمیان فصل ہو جائے تو اس وقت بھی ضمیر متصل متعذر ہوتی ہے لہٰذا ضمیر منفصل لائی جاتی ہے جیسے مَاضَرَبَکَ اِلَّا اَنَا (تجھے نہیں مارا مگر میں نے) اس مثال میں انا اور اس کے عامل ضَرَبَ کے درمیان الا کا فاصلہ ہے۔ اور یہ فاصلہ

ضروری ہے وگرنہ کلام کا حصر باطل ہوتا ہے اور معنی الٹ ہو جاتا کہ میں نے تجھے نہیں مارا جب کہ مقصود متکلم یہ تھا کہ اے مخاطب تجھے میں نے ہی مارا ہے اور کسی نے نہیں مارا۔

۳۔ جب ضمیر کا عامل معنوی ہو یعنی ضمیر مبتداء یا خبر واقع ہو رہی ہو تو اس وقت بھی ضمیر متصل کا لانا متعذر ہے لہٰذا ضمیر منفصل لائی جائیگی۔ جیسے اَنَا زَیْدٌ (میں زید ہوں) اس مثال میں انا مبتداء ہے اور اس کا عامل معنوی جو کہ ابتداء ہے۔

۴۔ جب ضمیر کا عامل حرف ہو اور ضمیر مرفوع ہو تو اس وقت ضمیر متصل لانا متعذر ہے اس لئے ضمیر منفصل لائی جائے گی جیسے مَا اَنْتَ اِلاَّ قَائِمًا (نہیں تو مگر کھڑا ہونے والا) اس مثال میں انت ضمیر مرفوع ہے اور اس کا عامل حرف ما نفی ہے۔ بخلاف ضمیر منصوب یا مجرور کے وہ حرف کے ساتھ متصل ہو سکتی ہیں۔

**(نوٹ):** یہ چاروں صورتیں مصنفؒ نے امثلہ کے ضمن میں بیان کر دی ہیں لیکن بعض حضرات نے تعذر کی دو اور صورتیں ان چار کے علاوہ لکھیں بغرض افادہ عرض کی جاتی ہیں۔

۵۔ جب ضمیر کا عامل محذوف ہو تو اس وقت ضمیر متصل لانا متعذر ہوتا ہے لہٰذا منفصل ضمیر لائی جاتی ہے جیسے اِیَّاکَ وَالشَّرَ۔ اس مثال میں ایاک ضمیر منفصل لائی گئی ہے اور اس کا عامل اتق فعل محذوف ہے۔

۶۔ جب صیغہ صفت کا ضمیر کی طرف مسند ہو رہا ہو اور وہ صیغہ صفت مبتداء کی خبر واقع ہو رہا ہو یا موصول کا صلہ بن رہا ہو تو اس وقت ضمیر متصل لانا متعذر ہے لہٰذا منفصل ہی لائیں گے جیسے ھندٌ زید ضاربة ھی اس مثال میں ھی ضمیر کی طرف ضاربۃ مسند ہو رہا ہے اور صیغہ صفت بھی ہے اور خبر بھی ھند کی بن رہا ہے۔ لہٰذا ضمیر منفصل لائیں گے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ ضَمِيْراً يَقَعُ قَبْلَ جُمْلَةٍ تُفَسِّرُهُ وَيُسَمّٰى ضَمِيْرَ الشَّانِ فِي الْمُذَكَّرِ وَضَمِيْرَ الْقِصَّةِ فِي الْمُؤَنَّثِ نَحوُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاِنَّهَا زَيْنَبُ قَائِمَةٌ.**

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ ان نحویوں کے نزدیک ایک ایسی ضمیر ہے جو ایسے جملہ کے پہلے واقع ہوتی ہے جو اس کی تفسیر کرتا ہے اور مذکر میں ضمیر شان اور مؤنث میں ضمیر قصہ کہلاتی ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ۔

**تشریح: الفائدة الثالثة فی بیان ضمیر الشان والقصة (وَاعْلَمْ اَنَّ لَهُمْ......قَائِمَةٌ):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے تیسرا فائدہ ذکر کیا ہے جو کہ ضمیر شان اور ضمیر قصہ کے متعلق ہے۔ نحویوں کے نزدیک ایک قسم ضمیر کی وہ ہے جو کہ جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اور جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔ وہ ضمیر مفرد کی ہوگی غائب کیلئے ہوگی اور مجرور بھی نہیں ہوگی۔ لہٰذا اگر پانچ باتیں کسی ضمیر میں پائی جائیں گی تو وہ اگر مذکر ہے تو ضمیر شان کہلائے گی اور اگر مؤنث کی ضمیر ہے تو ضمیر قصہ کہلائے گی۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں ۱۔ ضمیر مفرد ہو ۲۔ غائب کیلئے ہو ۳۔ مجرور نہ ہو ۴۔ اس کے بعد جملہ ہو ۵۔ وہ جملہ اس ضمیر کی تفسیر کر رہا ہو۔

**ترکیبی احتمالات (ضمیر شان و قصه):** ضمیر شان اور ضمیر قصہ میں ترکیبی احتمالات دو ہیں اول یہ کہ لا محل لھا من الاعراب (ان کیلئے اعراب کا کوئی محل نہیں ہے) ۲۔ یہ ضمیریں مبتداء ہوں اور بعد والا جملہ جو ان کی تفسیر کر رہا ہوتا ہے مفرد کی تاویل میں ہو کر اس کی خبر بنے جیسے ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' اس مثال میں ھو ضمیر شان ہے کیونکہ مفرد بھی ہے اور غائب کیلئے ہے مجرور بھی

نہیں بلکہ مرفوع ہے اور اس کے بعد اللّٰہُ اَحَدٌ جملہ اسمیہ ہے اس کی تفسیر کر رہا ہے تو ھو مبتداء اول اور اللّٰہ احدٌ مبتداء خبر ملکر بتاویل مفرد کے ہوکر مبتداء اول کی خبر بن رہا ہے اور ضمیر قصہ کی مثال اِنَّها زَیْنَب قَائِمَةٌ۔ اس میں ھا ضمیر قصہ کی ہے مفرد مؤنث ہے اور منصوب ہے مجرور نہیں اور اس کے بعد جملہ اسمیہ ''زَیْنَبُ قَائِمَةٌ'' اس ضمیر کی تفسیر کر رہا ہے۔

**وَیَدْخُلُ بَیْنَ الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ صِیْغَةُ مَرْفُوْعٍ مُنْفَصِلٍ مُطَابِقٍ لِلْمُبْتَدَاءِ اِذَا کَانَ الْخَبَرُ مَعْرِفَةً اَوْ اَفْعَلَ مِنْ کَذَا وَیُسَمّٰی فَصْلاً لِاَنَّهٗ یَفْصِلُ بَیْنَ الْخَبَرِ وَالصِّفَةِ نَحوُ زَیْدٌ هُوَ الْقَائِمُ وَکَانَ زَیْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ اللّٰہ تَعَالٰی کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔**

**ترجمة:** اور مبتداء اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل مبتداء کے مطابق داخل ہوتا ہے جب خبر معرفہ ہو یا افعل من کذا ہو اور وہ صیغہ فصل نام رکھا جاتا ہے اس لئے کہ وہ خبر اور صفت کے درمیان فرق ہے جیسے زَیْدٌ هُوَ الْقَائِمُ (زید وہ کھڑا ہونے والا ہے) کَانَ زَیْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو (زید وہ عمرو سے افضل ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ (آپ ان پر نگہبان تھے)

**تشریح: الفائدة الرابعة فی بیان ضمیر الفصل مع شرائطه** (وَیَدْخُلُ بَیْنَ......اَلرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ):

اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ مبتداء اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل واقع ہوتا ہے اور وہ ضمیر فصل کہلاتا ہے اور یہ مبتداء کے تذکیر و تانیث افراد تثنیہ اور جمع کے مطابق لایا جاتا ہے۔ لیکن اس کیلئے دو شرطیں ہیں جن میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے ۱۔ جب مبتداء معرفہ ہو اور اس کی خبر بھی معرفہ ہو تاکہ مبتداء کی خبر اور صفت میں التباس نہ ہو سکے جیسے زَیْدٌ هو اَلْقَائِمُ اس میں زیدٌ مبتداء معرفہ اور القائم خبر ہے اور معرفہ ہے اور درمیان میں ضمیر ھو مرفوع منفصل مبتداء کے مطابق فصل کیلئے لائی گئی ہے اگر اس ضمیر کو نہ لاتے تو القائم کے متعلق یہ احتمال ہوتا کہ زید کی صفت ہے اور یہ بھی احتمال ہوتا کہ خبر ہے اس التباس سے بچنے کیلئے یہ ضمیر فصل لائے چنانچہ اس ضمیر کی وجہ سے یہ بات متعین ہوگئی کہ القائم خبر ہے دوسرا کوئی احتمال نہیں ہے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ خبر افعل من کذا ہو یعنی جب مبتداء کی خبر افعل من کذا ہو تو درمیان میں صیغہ مرفوع منفصل مبتداء کے مطابق داخل ہوتا ہے۔ افعل من کذا کا معنی یہ ہے کہ اسم تفضیل کا وہ صیغہ جو کہ افعل کے وزن پر ہو اور اس کا استعمال من کے ساتھ ہو۔ جیسے ''کَانَ زَیْدٌ هُوَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو'' اس مثال میں ھو ضمیر فصل ہے خبر اور صفت کے درمیان التباس کے واقع ہونے سے بچانے کیلئے لائی گئی ہے۔ اور مبتداء کے مطابق ہے۔ اور خبر افعل من کذا ہے۔ اگر یہ ضمیر نہ ہوتی تو یہ احتمال بھی ہوسکتا تھا کہ افضل من عمرو زیدٌ کی صفت ہے لیکن ھو ضمیر فصل نے اس احتمال کو ختم کر دیا۔ دوسری مثال کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ۔ مصنف نے بیان کی ہے اس بات کو واضح کرنے کیلئے کہ جس طرح مبتداء کی خبر جب معرفہ ہو تو التباس سے بچانے کیلئے ضمیر غائب کو بطور فصل کے لایا جاسکتا ہے اسی طرح ضمیر مخاطب کو بھی فصل کی غرض سے لایا جاسکتا ہے جیسا کہ ضمیر انت مثال مذکور میں فصل کیلئے لائی گئی ہے۔

**فائدہ:** مصنفؒ نے ''صیغة مرفوع منفصل'' کہا ہے ضمیر فصل نہیں کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ نحویوں میں اس بارے اختلاف ہے کہ بعض اس کو حرف اور بعض اس کو اسم کہتے ہیں تو مصنف نے اختلاف سے بچتے ہوئے یہ جملہ ''صیغة مرفوع منفصل'' ذکر کیا ہے۔ اور کسی مذہب کو ترجیح نہیں دی۔ یہ صیغہ مبتداء کے مطابق ہوگا یعنی افرد تثنیہ جمع میں اور تذکیر و تانیث میں جیسے زید ھو

القائم، الزيدان هما القائمان، الزيدون هم القائمون، هند هی القائمة وغيره۔

اس صیغہ کے لانے کی شرط یہ لگائی کہ خبر معرفہ ہو یا افعل من کذا ہو جو کہ معرفہ کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ اگر خبر نکرہ ہو تو صفت اور خبر میں التباس نہ ہونے کی وجہ سے اس فصل کا لانا ضروری نہیں ہے اس لئے کہ مبتداء معرفہ ہوتی ہے اور موصوف وصفت میں مطابقت تعریف وتنکیر کے لحاظ سے ضروری ہے جیسا کہ آپ نے امثلہ میں دیکھا۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضُوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔مضمر کی تعریف کر کے تقدم لفظی اور حکمی کی مراد واضح کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔مضمر کی اقسام گنا کر ''ذٰلک ستون ضمیرا'' کی تحقیق فرمائیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ضمیر شان اور ضمیر قصہ کا کیا مطلب ہے وضاحت فرمائیں۔ (دیکھئے الفائدة الثالثة) ۴۔جملہ اسمیہ میں فصل کب ضروری ہے اور اس کی کیا شرائط ہیں وضاحت کریں۔(دیکھئے الفائدة الرابعة)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ اَسْمَاءِ الْاِشَارَۃِ

فَصْلٌ: اَسْمَاءُ الْاِشَارَۃِ مَاوُضِعَ لِیَدُلَّ عَلٰی مُشَارٌ اِلَیْهِ وَهِیَ خَمْسَۃُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّۃِ مَعَانٍ وَذٰلِکَ ذَا لِلْمُذَکَّرِ وَذَانِ وَذَیْنِ لِمُثَنَّاہُ وَتَاوَتِیْ وَذِیْ وَتِہٗ وَذِہٗ وَتِهِیْ وَذِهِیْ لِلْمُؤَنَّثِ وَتَانِ وَتَیْنِ لِمُثَنَّاہُ وَاُوْلَاءِ بِالْمَدِّ وَالْقَصْرِ لِجَمْعِهِمَا وَقَدْ یُلْحَقُ بِاَوَائِلِهَا هَاءُ التَّنْبِیْهِ نَحْوُ هذا وَهٰذَانِ وَهٰؤُلَاءِ وَیَتَّصِلُ بِاَوَاخِرِهَا حَرْفُ الْخِطَابِ وَهُوَ اَیْضًا خَمْسَۃُ اَلْفَاظٍ لِسِتَّۃِ مَعَانٍ نَحْوُکَ، کُمَا، کُمْ کِ کُنَّ فَذَالِکَ خَمْسَۃٌ وَعِشْرُوْنَ الْحَاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَۃٍ فِیْ خَمْسَۃٍ وَهِیَ ذَاکَ اِلٰی ذَاکُنَّ وَذَانِکَ اِلٰی ذَانِکُنَّ وَکَذٰلِکَ الْبَوَاقِیْ. وَاعْلَمْ اَنَّ ذَا لِلْقَرِیْبِ وَذٰلِکَ لِلْبَعِیْدِ وَذَاکَ لِلْمُتَوَسِّطَۃِ.

**ترجمة:** اسماء اشارہ وہ اسماء ہیں جن میں سے ہر ایک کو وضع کیا گیا ہوتا کہ مشار الیہ پر دلالت کرے اور وہ پانچ الفاظ چھ معانی کیلئے ہیں اور وہ ذا ہے مذکر کیلئے اور ذان اور ذین تثنیہ مذکر کیلئے اور تا اور تی اور ذی اور تہ اور ذہ اور تہی اور ذھی مؤنث کیلئے اور تان اور تین اس کے مثنیٰ کیلئے اور اُوْلَاءِ مد کے ساتھ اور قصر کے ساتھ ان دونوں کے جمع کیلئے۔اور کبھی کبھی ان کے شروع میں ھاء تنبیہ کا لاحق کیا جاتا ہے جیسے ھذا اور ھذان اور ھؤلاء اور کبھی ان کے آخر میں حرف خطاب متصل ہوتا ہے اور وہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کیلئے جیسے کَ، کُما، کُمْ، کِ، کُنَّ۔پس یہ پچیس ہیں جو پانچ کو پانچ سے ضرب دینے سے حاصل ہونے والے ہیں اور وہ ذاک سے ذاکن تک اور ذانک سے ذانکن تک اور اسی طرح ہیں باقی اور جان لیجئے کہ ذا قریب کیلئے ہے اور ذلک بعید کیلئے اور ذاک متوسط کیلئے۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل اسم اشارہ کے بیان میں ہے اور یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔اسم اشارہ کی تعریف (مَا وُضِعَ ...... مُشَارٌ اِلَیْهِ) ۲۔اسماء اشارہ کی تحقیق اور امثلہ سے ان کی تفصیل (وَهِیَ خَمْسَۃٌ ...... وَالْبَوَاقِیْ) ۳۔ایک اہم فائدہ (وَاعْلَمْ اَنَّ ذَا ...... لِلْمُتَوَسِّطِ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف اسم الاشارة (مَاوُضِعَ......مُشَارٌ اِلَیْهِ):

اس حصہ عبارت میں مصنفؒ نے اسم اشارہ کی تعریف کی ہے۔اسم اشارہ وہ اسم ہے جو کہ مشارٌ الیہ پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔اسم اشارہ اسم ہوگا ۲۔موضوع ہوگا ۳۔مشارٌ الیہ پر دلالت کرنے کیلئے موضوع ہوگا۔

اشارہ کرنے والے کو مشیر جس کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارٌ الیہ اور جن کلمات سے اشارہ کیا جائے ان کو اسماء اشارہ کہا جاتا ہے۔

**تعریف ومعرف/فوائد قیود:** اس عبارت میں **اسماء الاشارۃ** معرّف ہے اور **ما وضع الخ** یہ تعریف ہے اور اس تعریف میں **ما** درجہ جنس کا ہے جو کہ اسم سے عبارت ہے۔ معرّف اور غیر معرّف سب کو شامل ہے۔ ''**لِيَدُلَّ عَلَى مُشَارٍ اِلَيْه**'' یہ فصل ہے اس سے اسماء اشارہ کے علاوہ تمام اسماء خارج ہو گئے۔

**فائدہ:** اسماء اشارہ کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اسماء احتیاج میں حروف کے مشابہ ہیں یعنی جس طرح حروف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں غیر یعنی متعلق کے محتاج ہیں اسی طرح یہ اسماء بھی اپنے معنی پر دلالت کرنے میں اشارہ حسیہ کے محتاج ہیں۔

## البحث الثانی فی تحقیق اسماء الاشارۃ مع التفصیل بالامثلۃ (وَهِيَ خَمْسَةٌ.....وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِي):

اس عبارت میں اسماء اشارہ کے بارے تحقیق وتفصیل کو بیان کیا گیا ہے۔ اسماء اشارہ کے پانچ الفاظ ہیں اور چھ معانی کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ مشارٌ الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکر ہوگا یا مؤنث پھر ہر ایک تین حال سے خالی نہیں مفرد ہوگا یا تثنیہ ہوگا یا جمع ہوگا تو کل چھ صورتیں بنتی ہیں تین مذکر کی اور تین مؤنث کی۔ اس لحاظ سے ہر ایک کیلئے ایک اسم اشارہ ہونا چاہیے تھا تو کل چھ اسماء ہوتے لیکن جمع مذکر اور مؤنث کیلئے چونکہ ایک ہی اسم اشارہ استعمال ہوتا ہے اور دونوں کیلئے ایک ہی اسم وضع کیا گیا ہے تو اس طور پر پانچ اسماء ہوئے۔ تفصیل یہ ہے کہ ذا واحد مذکر کیلئے ہے اور ذان حالت رفعی اور ذَیْنِ حالت نصبی وجری میں تثنیہ مذکر کیلئے ہے اور تا، تی وغیرہ واحدہ مؤنثہ کیلئے اور تان حالتِ رفعی میں تَیْنِ نصبی وجری حالت میں تثنیہ مؤنث کیلئے ہے اور اولآء مد کے ساتھ اور اولیٰ قصر کے ساتھ دونوں جمع مذکر ومؤنث دونوں کیلئے وضع کیا گیا ہے خواہ مشارٌ الیہ جمع مذکر ومؤنث ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول ہوں۔

**فائدہ:** ''تا'' اسم اشارہ (جو کہ مشارٌ الیہ واحدہ مؤنثہ کیلئے ہے) کی مصنفؒ نے کئی صورتیں ذکر فرمائی ہیں ا۔ تاء کو اپنے حال پر چھوڑتے ہوئے الف کو یاء سے بدل دیا تو ''تی'' ہو گیا ۲۔ تاء اور الف دونوں کو بدل دیا تاء کو ذال سے اور الف کو یاء سے بدل دیا جیسے ''ذی''۔ ۳۔ تاء کو اپنے حال پر رکھ کر الف کو ھاء سے بدل دیا تو تِہ ہو گیا ۴۔ تاء کو ذال سے اور الف کو ھاء سے بدل دیا تو ذِہ ہو گیا ۵۔ تاء کو اپنے حال پر رکھتے ہوئے الف کو ھاء سے بدل کر آخر میں یاء بڑھا دی جیسے تِہِی ۶۔ تاء کو ذال سے بدل کر الف کو ھاء سے بدلا اور آخر میں یاء کا اضافہ کر دیا۔

**وَقَدْ يَلْحَقُ الخ:** مذکورہ بالا تفصیل وتحقیق اسم اشارہ کی اس وقت تھی جبکہ اس کے شروع میں یا آخر میں کوئی کلمہ لاحق نہ ہو لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان اسماء کے اول میں ھاء تنبیہ داخل کر دیا جاتا ہے (اگرچہ مصنف نے لحوق کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے لیکن اس جگہ لحوق اپنے اصلی معنی میں نہیں بلکہ اسکا مجازی معنی دخول مراد ہے کیونکہ لحوق کا تعلق کلمہ کے آخر کے ساتھ ہے اور ھاء تنبیہ کلمہ کے شروع میں لایا جاتا ہے۔) اس سے مخاطب کو مشارٌ الیہ پر تنبیہ کرنی مقصود ہوتی ہے تا کہ مخاطب اس سے غافل نہ ہو جیسے ھٰذا، ھٰذان ھٰؤلاء وغیرہ۔

**وَيَتَّصِلُ بِاَوَاخِرِهَا الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ کبھی کبھی اسماء اشارہ کے آخر میں کاف خطاب بھی لایا جاتا ہے تا کہ مخاطب کے مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر ومؤنث ہونے پر دلالت کرے اور یہ حرف خطاب بھی پانچ الفاظ ہیں

چھ معانی کیلئے۔ اگرچہ قیاس کا تقاضا یہی تھا کہ چھ معانی ہوتے ہیں مگر تثنیہ مذکر و مؤنث کیلئے ایک ہی حرف ہے جو کہ کما ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ کَ مذکر مفرد کیلئے کما، تثنیہ مذکر و مؤنث کیلئے اور کم جمع مذکر کیلئے اور کن جمع مؤنث کیلئے اور کِ (بالکسر) واحدہ مؤنث کیلئے ہے۔ اب پانچ اسماء اشارہ ہیں اور پانچ حرف خطاب ہیں جب یہ پانچوں حرف خطاب ہر ایک اسم اشارہ کے ساتھ ملیں تو کل اسم اشارہ کی تعداد پچیس (۲۵) ہو جائیگی اور یہ پانچ کو پانچ سے ضرب دینے سے حاصل ہوئی جیسے ذاک سے ذاکن، تک، تاک سے تاکن تک، ذانک سے ذانکن تک اسی طرح تانک سے تانکن تک اور اُولئک سے اولئکنَّ تک۔

**البحث الثالث فی فائدة مهمة** (واَعْلَمْ اَنَّ......لِلْمتوسِّطِ): اس عبارت سے مصنفؒ نے ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے کہ ذا مشار الیہ قریب کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ وہ قلیل الحرف ہے اور ذالک مشارٌ الیہ بعید کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ وہ کثیر الحروف ہے اور ذاک مشارٌ الیہ متوسط کیلئے لایا جاتا ہے کیونکہ قلیل و کثیر الحروف کے درمیان ہے۔ جیسے ذا زیدٌ . ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَارَیْبَ فِیْهِ، ذَاکَ عَمروٌ۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** اسم اشارہ کی تعریف ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ اسماء اشارہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ ویتصل باواخرھا الخ سے کیا مراد ہے تفصیل لکھیں (دیکھئے البحث الثانی)۔

# الفصل الثالث فی الاسم الموصول

فصل. اَلْمَوْصُوْلُ اِسْمٌ لَایَصْلَحُ اَنْ یَکُوْنَ جُزْأً تَامًا مِنْ جُمْلَةٍ اِلَّا بِصِلَةٍ بَعْدَهٗ وَالصِّلَةُ جُمْلَةٌ خَبَرِیَّةٌ وَلَا بُدَّ مِنْ عَائِدٍ فِیْهَا یَعُوْدُ اِلَی الْمَوْصُوْلِ مِثَالُهُ الَّذِیْ فِیْ قَوْلِنَا جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْهُ قَائِمٌ اَوْ قَامَ اَبُوْهُ.

**ترجمة:** موصول وہ اسم ہے جو بغیر صلہ کے جملہ کی تام جزء بننے کی صلاحیت نہ رکھے ایسا صلہ جو اس کے بعد ہے اور صلہ جملہ خبریہ ہے اور اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹے اس کی مثال وہ الذی ہے جو ہمارے قول جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْهُ قَائِمٌ یاقَامَ اَبُوْهُ میں ہے۔

**خلاصة المباحث:** اسم مبنی کی تیسری فصل اسم موصول کے بیان میں ہے یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ اسم موصول کی تعریف مع توضیح بالمثال (اَلْمُوصُوْلُ اِسْمٌ ......قَامَ اَبُوْهُ) ۲۔ اسماء موصول کی تحقیق مع امثلہ (وَهُوَ الَّذِیْ ......اَلْمضرُوْبُ غُلَامُهٗ) ۳۔ اسم موصول کے متعلق چند اہم فوائد (وَیَجُوْزُ حَذْفُهٗ ......اَیْ هُوَ اَشَدُّ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الاسم الموصول مع المثال** (اَلْموصُوْلُ اِسْمٌ ......قَامَ اَبُوْهُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم موصول کی تعریف کو ذکر فرمایا ہے۔ لغت میں موصول وصل سے مشتق ہے بمعنی، ملانا، جوڑنا تو موصول کا معنی جوڑا ہوا اور ملایا ہوا اور اسم موصول کا معنی وہ اسم جو ملایا ہوا ہو چونکہ اسم موصول صلہ کے ساتھ ملا ہوتا ہے اس لئے اس کو اسم موصول کہتے ہیں۔

نحویوں کے نزدیک اسم موصول وہ اسم ہے جو اس صلہ کے بغیر جو اس کے بعد ہوتا ہے جملہ کی تام جزء نہ بن سکے۔ اور جزء تام سے مراد مسند الیہ یا مسند یا فاعل وغیرہ ہو۔ اور صلہ جملہ خبریہ ہوگا عام ہے کہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو اور اس جملہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے

جو کہ موصول کی طرف لوٹے کیونکہ صلہ کا موصول کے ساتھ تعلق ہے اور جملہ من حیث الجملہ مستقل کلام ہے ماقبل اور مابعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ تو اس تعلق کو قائم کرنے کیلئے عائد ضروری ہے۔ صلہ جملہ خبریہ ہوگا جملہ انشائیہ واقع نہیں ہوسکتا کیونکہ صلہ کا موصول کے ساتھ ربط ہوتا ہے اور جملہ انشائیہ ربط کو قبول نہیں کرتا ہے البتہ جملہ خبریہ قبول کرتا ہے اس لئے جملہ خبریہ صلہ بن سکتا ہے۔

صلہ جب جملہ اسمیہ ہو اس کی مثال "جَاءَ الَّذِیْ اَبُوْهُ قَائِمٌ" اس مثال میں الذی اسم موصول ہے اور اس کے بعد "ابوہ قائم" جملہ اسمیہ صلہ ہے اور اس میں ہ ضمیر ہے جو کہ الذی کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ موصول اپنے صلہ سے ملکر جملہ فعلیہ کی جزو تام جو کہ فاعل ہے جاء کی بن رہی ہے۔

جملہ فعلیہ کے صلہ ہونے کی مثال "جَاءَ الَّذِیْ قَامَ اَبُوْهُ" اس مثال میں بھی الذی اسم موصول ہے اور "قَامَ اَبُوْهُ" جملہ فعلیہ ہے اور صلہ بن رہا ہے اور ربط کیلئے اس میں ہ ضمیر ہے جو کہ موصول الذی کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہ موصول صلہ ملکر فاعل بن رہا ہے جاء فعل کا جو کہ جملہ فعلیہ کا تام جزو ہے۔

**تعریف و معرف /فوائد قیود:** مذکورہ عبارت میں الموصول معرَّف اور محدود ہے اور اسم الخ یہ تعریف وحد ہے اور اس تعریف میں اسم درجہ جنس ہے تمام اسماء کو شامل ہے خواہ معرَّف ہوں یا غیر معرَّف۔ "لا یَصْلُحُ اَنْ یَکُوْنَ الخ" یہ فصل ہے اس سے وہ تمام اسماء (مبتداء، خبر وغیرہ) خارج ہوگئے جو کہ بغیر صلہ کے جملہ کی تام جزو بنتے ہیں جیسے زَیْدٌ رَجُلٌ اس مثال میں ہر ایک اسم بغیر صلہ کے جملہ کی تام جزو ہے۔ لہٰذا ان کو اسم موصول نہیں کہیں گے۔

وَالَّذِیْ لِلْمُذَکَّرِ وَاللَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ لِمُثَنَّاهُ وَالَّتِیْ لِلْمُؤَنَّثِ وَاللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ لِمُثَنَّاهَا وَالَّذِیْنَ وَالْاُوْلٰی لِجَمْعِ الْمُذَکَّرِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَاللَّاءِ وَاللَّائِیْ، لِجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَیَّةٌ وَذُوْ بِمَعْنَی الَّذِیْ فِیْ لُغَةِ بَنِیْ طَیٍّ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ. "فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ، وَبِیْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ وَذُوْطَوَیْتُ": اَیْ الَّذِیْ حَفَرْتُهٗ وَالَّذِیْ طَوَیْتُهٗ وَالْاَلِفُ وَاللَّامُ بِمَعْنَی الَّذِیْ صِلَتُهٗ اِسْمُ الْفَاعِلِ وَاِسْمُ الْمَفْعُوْلِ نَحْوُ جَاءَ نِی الضَّارِبُ زَیْدًا اَیْ الَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا اَوْ جَاءَ نِیْ الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهٗ.

**ترجمة:** اور الذی مذکر کیلئے ہے اور الذان اور الذین اس کے مثنٰی کیلئے اور التی مؤنث کیلئے اور اللتان اور اللتین اس کے تثنیہ کیلئے اور الذین اور الاُلٰی جمع مذکر کیلئے اور اللاتی اور اللواتی اور اللاء اور اللائی جمع مؤنث کیلئے اور ما اور من اور ایّ اور ایّۃ ہیں اور ذو بمعنی الذی بنوطی کی لغت میں شاعر کے قول کی مثل۔ فَاِنَّ الْمَاءَ الخ یعنی اَلَّذِیْ حَفَرْتُهٗ اور اَلَّذِیْ طَوَیْتُهٗ، اور وہ الف ولام جو بمعنی الذی کے ہے اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہے جیسے جَاءَ نِی الضَّارِبُ زَیْدًا یعنی اَلَّذِیْ یَضْرِبُ زَیْدًا یا جَاءَ نِی الْمَضْرُوْبُ غُلَامُهٗ۔

**تشریح:** **البحث الثانی فی تحقیق الاسماء الموصول مع الامثلة**

**(وَهُوَ الَّذِیْ ......اَلْمَضْرُوْبُ غُلَامُهٗ):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے ان اسماء کی تفصیل بیان فرمائی ہے جو اسم موصول کے طور پر استعمال ہوتے ہیں ان میں سے تین مذکر کیلئے الذی واحد مذکر کیلئے الذان اور الذین تثنیہ مذکر کیلئے ہیں لیکن الذان رفعی حالت میں اور الذین نصبی اور جری حالت میں استعمال

ہوتا ہے۔ اور الذین اور الألی یہ جمع مذکر کیلئے لایا جاتا ہے اور تین مؤنث کیلئے ہیں التی واحد مؤنث کیلئے اور اللتان اور اللتین تثنیہ مؤنث کیلئے اللتان رفعی حالت میں اور اللتین نصبی اور جری حالت میں اور اللاتی اور اللواتی الملاء اور اللائی یہ جمع مؤنث کیلئے لائے جاتے ہیں۔

اسی طرح دو لفظ ما اور من بھی اسم موصول ہیں اگر چہ لفظ کے اعتبار سے مفرد ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے مفرد تثنیہ اور جمع مذکر و مؤنث سب کیلئے مستعمل ہیں البتہ مَنْ ذو العقول میں استعمال ہوتا ہے اور ما غیر ذوی العقول میں مستعمل ہے لیکن یہ باعتبار حقیقت اور اصل کے ہے لیکن کبھی کبھی من غیر ذو العقول میں اور ما ذوی العقول میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ مجازاً ہوتا ہے۔ خلاصۃ المرام اینکہ من کا ذو العقول میں استعمال ہونا حقیقت ہے اور غیر ذوی العقول میں استعمال ہونا مجاز ہے اور ما کا غیر ذوی العقول میں استعمال حقیقت ہے اور ذو العقول میں مجاز ہے۔ اسی طرح اَیٌّ اور اَیَّۃٌ بھی اسم موصول ہیں اور بمعنی الذی اور التی کے ہیں اول مذکر کیلئے اور ثانی مؤنث کیلئے استعمال ہوتا ہے جیسے اِضْرِبْ اَیُّھُمْ فِی الدَّارِ (ان میں سے جو شخص دار میں ہے مار تو) ایھم بمعنی الذی ہے اور ایّۃ کی مثال اِضْرِبْ اَیَّتُھُنَّ فِی الدَّارِ (ان عورتوں میں سے جو دار میں ہے مار تو) اَیَّتُھُنَّ بمعنی اَلَّتِی ہے۔

اسماء موصول میں سے ایک اسم ذو ہے۔ ذو دراصل دو معانی میں استعمال ہوتا ہے ایک بمعنی صاحب اور دوسرا بمعنی الذی لغت بنی طی میں وہ ذو جو بنی طی کی لغت میں بمعنی الذی کے ہے وہ اسم موصول ہے۔ اول جو بمعنی صاحب کے ہے جیسے ذو مال یعنی صاحب المال یہ معرب ہے اور اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے۔ اور بمعنی الذی مبنی ہے اور واحد تثنیہ جمع مذکر و مؤنث غائب حاضر سب کیلئے آتا ہے جیسے جاء ذو قام بمعنی الذی قام (آیا وہ شخص جو کھڑا ہے) رایت ذو قام (میں نے اس شخص کو دیکھا جو کھڑا ہے) جیسے شاعر تمیمی نے ذو بمعنی الذی الذی کے استعمال فرمایا ہے۔ فَاِنَّ الْمَاءَ مَاءُ اَبِیْ وَجَدِّیْ : وَبِیْرِیْ ذُوْ حَفَرْتُ و ذُوْ طَوَیْتُ

## شعر (فان الماء الخ) کی مکمل تشریح:

چونکہ شعر کی وضاحت کیلئے متعدد امور قابل حل ہوتے ہیں اس لئے اس شعر کی تفصیل ان امور پر مشتمل ہے جو کہ حسب ذیل ہیں:

**۱۔ شاعر کا نام:** اس شعر کا کہنے والا سنان بن الفحل ہے (بعض نے کہا ہے کہ یہ شعر عبد المطلب کا ہے)

**۲۔ محل استشھاد:** اس شعر میں محل استشہاد ''ذو حفرت ذو طویت'' ہے۔

**۳۔ غرض ذکر شعر:** مذکورہ بالا شعر کو اس کتاب میں ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ جو لوگ ذو بمعنی الذی کو اسم موصول کہتے ہیں ان کی دلیل بیان کرنا ہے۔

**٤۔ شعر کا ترجمہ:** بے شک متنازع فیہ پانی میرے باپ اور دادا کا پانی ہے اور متنازع فیہ کنواں میرا وہ کنواں ہے جس کو میں نے کھودا اور اس کی منڈیر بنائی ہے۔

**٥۔ شعر کا مطلب:** شاعر اس میں یہ بتلانا چاہتا ہے کہ لوگ جس پانی پر جھگڑا کر رہے ہیں وہ تو میرے باپ اور دادا کا پانی ہے جو کہ مجھے میراث میں ملا ہے اور جس کنویں پر لوگ تنازع کر رہے ہیں وہ میرا وہ کنواں ہے جس کو میں نے کھودا ہے اور اس کے ارد گرد پتھروں سے منڈیر بنائی ہے۔

**٦۔ شعر کی ترکیب:** فاء تعلیلیہ انّ حرف از حروف مشبہ بالفعل الماء اسم ماء مضاف ابی مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ

واؤ عاطفہ جدی مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر خبر اِنّ کی۔ان اپنے اسم وخبر سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بیری مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ذو بمعنی الذی عند بنی طی موصول حضرت فعل فاعل ھا ضمیر مفعول بہ محذوف فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ محذوف سے ملکر صلہ، موصول صلہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ذو بمعنی الذی عند بنی طی موصول طویت صیغہ واحد متکلم فعل با فاعل ھا ضمیر مفعول بہ محذوف فعل فاعل اور مفعول بہ محذوف سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

**نوٹ:** (لفظ مثل اس جگہ مذکور نہیں اس لئے اس کا مصداق مذکور نہیں ہوا)۔ظفر

اسی طرح وہ الف لام جو کہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے اور بمعنی الذی کے ہوتا ہے وہ بھی اسماء موصول میں سے ہوگا اور وہ اسم فاعل اور اسم مفعول اس کا صلہ ہوگا۔اگر اسم فاعل ومفعول صیغہ واحد مذکر ہے تو الف لام بمعنی الذی اور اگر تثنیہ ہے تو اَلّذان اور اگر جمع ہے تو بمعنی الذین کے ہوگا اور اگر واحدہ مؤنثہ ہے تو التی اور اگر تثنیہ ہے تو اللتان الخ جیسے جَاءَ نِی الضَّارِبُ زَیْداً۔اس مثال میں الضارب کا الف لام بمعنی الذی کے ہے اور ضارب زیداً اسکا صلہ ہے اور یہ موصول صلہ ملکر جاء کا فاعل بن رہے ہیں۔اور مفعول کی مثال جاءنی المضروب غلامُہٗ اس مثال میں المضروب کا الف لام بمعنی الذی کے ہے اور مضروب غلامہٗ اسکا صلہ ہے یہ موصول صلہ ملکر جاءنی کا فاعل ہے۔اصل عبارت یوں بن گئی جَاءَ نِی الَّذِیْ یُضْرَبُ غُلامُہٗ۔

وَیَجُوْزُ حَذْفُ الْعَائِدِ مِنَ اللَّفْظِ اِنْ کَانَ مَفْعُوْلاً نَحْوُ قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ اَیْ اَلَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ وَاعْلَمْ اَنَّ اَیًّا وَاَیَّۃً مُعْرَبَۃٌ اِلَّا اِذَا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِہَا کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ کُلِّ شِیْعَۃٍ اَیُّہُمْ اَشَدُّ عَلَی الرَّحْمٰنِ عِتِیًّا اَیْ ھُوَ اَشَدُّ.

**ترجمة:** اور عائد کا حذف لفظ سے جائز ہے اگر مفعول ہو جیسے قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ یعنی الذی ضربتہٗ اور جان لیجیے کہ ایاً اور ایۃً معرب ہیں مگر جب اس کے صلہ کا صدر حذف کر دیا گیا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم لننزعنّ من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمٰن عتیًا ای ھو اشدُّ۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی الفوائد المهمة** (وَیَجُوْزُ حَذْفُ ......ھُوَ اَشَدُّ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم موصول کے متعلق چند فوائد کو ذکر کیا ہے۔پہلا فائدہ موصول کے صلہ کے متعلق ہے۔یعنی جب صلہ میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو موصول کی طرف لوٹے تو یہ عائد لفظوں میں موجود ہوگا اور جب وہ عائد مفعول کی ضمیر ہو تو اس وقت اس عائد کو لفظ سے حذف کرنا جائز ہے لیکن معنی کا اعتبار ملحوظ رہے گا جیسے قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُ اصل میں قَامَ الَّذِیْ ضَرَبْتُہٗ اس مثال میں ہٗ ضمیر عائد ہے جو کہ مفعول بہ ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے مگر معنی میں باقی ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ اَیًّا الخ:** اس عبارت میں دوسرا فائدہ بیان کیا گیا ہے جو ایٌّ اور ایۃ کے متعلق ہے کہ یہ دونوں جمیع صورتوں میں معرب ہیں مگر ایک صورت میں مبنی ہیں اور اسم موصول میں سے ہیں اور وہ صورت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ مذکور ہو اور صدر صلہ محذوف ہو۔دراصل ایٌّ اور ایۃٌ کی چار حالتیں ہیں ان کی تفصیل یہ ہے یہ دونوں ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں اور انکا مضاف الیہ دو حال سے خالی نہیں مذکور ہوگا یا محذوف ہوگا پھر ان دونوں میں سے ہر ایک کی دو دو حالتیں ہیں صدر صلہ مذکور ہوگا یا محذوف ہوگا تو کل چار حالتیں بنتی ہیں

۱۔مضاف الیہ مذکور اور صدر صلہ مذکور ہو جیسے جَاءَ نِي أَيُّهم هو قَائِمٌ ۲۔مضاف الیہ مذکور نہ ہو اور صدر صلہ بھی مذکور نہ ہو جیسے جاءَ نی ایٌّ قَائِمٌ ۳۔مضاف الیہ محذوف ہو اور صدر صلہ مذکور ہو جیسے جاءَنی ایٌّ هُوَ قَائِمٌ ان تینوں حالتوں میں معرب ہوگا عامل کے مختلف ہونے سے اسکا اعراب مختلف ہوگا ۴۔مضاف الیہ مذکور ہو اور صدر صلہ محذوف ہو جیسے جاء نی اَيُّهُمْ قائمٌ اس صورت میں مبنی برضم ہوگا عامل کے بدلنے سے اس کا اعراب نہیں بدلے گا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ثُمَّ لَنَنْزِ عَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحمٰنِ عِتِيًّا اَیْ هُوَ اَشَدُّ اس مثال میں لفظ ایّ ھم ضمیر کی طرف مضاف ہے اور اشدُّ علي الرحمٰن الخ یہ اسکا صلہ ہے اور اس کا صدر یعنی جزو اوّل محذوف ہے جو ھو ہے تو یہ ایُّ مبنی برضم ہوا بوجہ موصول ہونے کے۔

**الاعادة علي ضوء الاسئلة** ۱۔اسم موصول کی تعریف بمع مثال لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔اسماء موصولہ کی تحقیق پر روشنی ڈالئے۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ذو کے متعلق پوری تفصیل لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ایّ اور ایّۃ کی کتنی حالتیں ہیں اور مبنی کونسی حالت میں ہے۔(دیکھئے البحث الثالث)۔

# اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِي اسمَاءِ الْاَفْعَالِ

فَصْلٌ. اَسْمَاءُ الْاَفْعَالِ هُوَ كُلُّ اِسْمٍ بِمَعْنَى الْاَمْرِ وَالْمَاضِيْ نَحْوُ رُوَيْدَ زَيْدًا اَیْ اَمْهِلْهُ وَهَيْهَاتَ زَيْدٌ اَیْ بَعُدَ اَوْ كَانَ عَلٰى وَزْنِ فَعَالِ بِمَعْنَى الْاَمْرِ وَهُوَ مِنَ الثُّلَاثِيْ قِيَاسٌ كَنَزَالِ بِمَعْنَى اِنْزِلْ وَ تَرَاكِ بِمَعْنَى اُتْرُكْ وَيَلْحَقُ بِهٖ فَعَالِ مَصْدَرًا مَعْرِفَةً كَفَجَارِ بِمَعْنَى الْفُجُوْرِ اَوْ صِفَةً لِلْمُؤَنَّثِ نَحْوُ يَا فَسَاقِ بِمَعْنٰى فَاسِقَةُ وَيَا لَكَاعِ بِمَعْنٰى لَاكِعَةِ اَوْ عَلَمًا لِلْاَعْيَانِ الْمُؤَنَّثَةِ كَقَطَامِ وَغَلَابِ وَحَضَارِ وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ لَيْسَتْ مِنْ اَسْمَاءِ الْاَفْعَالِ وَاِنَّمَا ذُكِرَتْ هٰهُنَا لِلْمُنَاسَبَةِ.

**ترجمة:** اسماء افعال ہر وہ اسم ہے جو بمعنی امر اور ماضی کے ہو جیسے رویدَ زیداً یعنی امھلہٗ اور ھیھات زیدٌ یعنی بعد یا فعال کے وزن پر ہو بمعنی امر اور وہ ثلاثی سے قیاسی ہے جیسے نزال بمعنی انزل اور تراک بمعنی اترک اور اس کو فعال لاحق ہوتا ہے دراں حالیکہ مصدر معرفہ ہو جیسے فجار بمعنی الفجور یا مؤنث کیلئے صفت ہو جیسے یا فساق بمعنیٰ فاسقۃ اور یا لکاع بمعنی لاکعۃ یا اعیانِ مؤنث کیلئے علم ہو جیسے قطام اور غلاب اور حضار اور یہ تینوں اسماء افعال میں سے نہیں اور سوائے اس کے نہیں اس جگہ مناسبت کی وجہ سے ذکر کئے گئے ہیں۔

**خلاصة المباحث:** یہ اسم مبنی کی چوتھی فصل اسماء افعال کے بیان میں ہے یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔اسماء افعال کی تعریف اور مثال سے وضاحت (هُو كُلُّ اِسْمٍ...... اَیْ بَعُدَ) ۲۔اسماء افعال مع تفصیل کل قسم (اَوْ كَانَ......بِمَعْنٰى اُتْرُكْ) ۳۔تحقیق وزن فعالِ (وَيَلْحَقُ بِهٖ ......وَحَضَارِ) ۴۔ایک اہم فائدہ (وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ ......لِلْمُنَاسَبَةِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی التعریف مع التوضیح بالامثلة** (هُوَ كُلُّ اِسْمٍ ......اَیْ بَعُدَ):

اس عبارت سے مصنفؒ نے اسم فعل کی تعریف ذکر کی ہے۔اسماء جمع اسم کی افعال جمع فعل کی اسم فعل ہر وہ اسم ہے جو فعل ماضی کا معنی دے یا امر کا معنی دے یا اس فعالِ کے وزن پر ہو جو بمعنی امر کے ہو۔اس تعریف سے دو باتیں معلوم ہوئیں کہ اسم فعل ۱۔اسم ہوگا ۲۔فعل ماضی یا امر کے معنی میں ہوگا یا اس فعالِ کے وزن پر ہوگا جو بمعنی امر کے ہے۔

## البحث الثاني في الاقسام مع تفصيل كل قسم (اَوْ كَانَ ......بِمَعْنٰى اُتْرُكْ):

مذکورہ بالا تعریف سے معلوم ہوا کہ اسم فعل کی تین اقسام ہیں ۱۔اسم فعل بمعنی ماضی یعنی وہ اسم جو ماضی کا معنی دے جیسے هيهات زيدٌ بمعنی بَعُدَ زَيْدٌ (زید دور ہوا) اس مثال میں هيهات اسم فعل ہے اور بَعُدَ کے معنی میں ہے جو کہ ماضی ہے۔اور زیدٌ اسکا فاعل ہے ۲۔اسم فعل بمعنی امر حاضر یعنی وہ اسم جو امر حاضر کا معنی دے جیسے رُوَيْدَ زَيْداً بمعنی اَمْهِلْهُ (تو زید کو مہلت دے) اس مثال میں رُوَیْدَ اسم فعل ہے اور امر حاضر امھل کے معنی میں ہے اور زیداً کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دے رہا ہے۔

۳۔فعالِ بمعنی امر حاضر یعنی وہ صیغہ جو فَعَالِ کے وزن پر ہو اور امر حاضر کا معنی دے وہ بھی اسم فعل ہوگا جیسے نزالِ بمعنی انزل اور تراک بمعنی اُترک اور ضَرَابِ بمعنی اِضْرِبْ اول قسم کیلئے تین اسم مشہور ہیں ۱۔هَيْهَاتَ ۲۔سَرْعَانَ ۳۔شَتَّانَ ثانی کیلئے رُوَيْدَ، بَلْهَ، حَيَّهَلْ هَلُمَّ، عَلَيْكَ، دُوْنَكَ یہ سب مشہور ہیں ان کے علاوہ غیر مشہور بھی ہیں۔

## البحث الثالث في تحقيق وزن فعال (وَيُلْحَقُ بِهٖ ......وَحَضَارِ):

اس عبارت میں اس بات کو ذکر کیا گیا ہے کہ وہ صیغہ جو فعالِ کے وزن پر ہو اور بمعنی امر حاضر کے ہو اس کے ساتھ کچھ اور صیغے لاحق ہوتے ہیں جو کہ فعالِ کے وزن پر ہیں لیکن معنی اور ہے۔تو اس لحاظ سے فَعَالِ کی ایک اعتبار سے چار اور ایک اعتبار سے پانچ قسمیں ہیں ۱۔فَعَالِ بمعنی امر حاضر جیسے نزالِ بمعنی انزل ۲۔فَعَالِ بمعنی مصدر معرفہ جیسے فجارِ بمعنی الفجور یہ مصدر معرفہ کے معنی میں ہے۔ ۳۔فَعَالِ مؤنث کی صفت جیسے یا فَسَاقِ بمعنی فاسقة یا لكاع بمعنی لاكعة ۴۔وہ فَعَالِ جو اعیان مؤنث کا علم ہو لیکن غیر ذوات الراء یعنی آخر حرف راء نہ ہو جیسے قطامِ اور غلابِ ۵۔وہ فَعَالِ جو اعیان مؤنث کا علم ہو لیکن ذوات الراء ہو جیسے حَضَارِ، تَمَارِ۔ یہ چاروں آخری اقسام اول قسم فعالِ بمعنی امر کے ساتھ لاحق ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں اور صرف لحوق وزن میں ہے اسماء افعال ہونے میں نہیں کیونکہ یہ چاروں اقسام اسماء افعال سے نہیں ہیں صرف اول قسم فَعَالِ بمعنی امر حاضر اسم فعل ہے۔باقی وہ فعال جو اعیان مؤنث کا علم ہے اگر ان کی ایک قسم شمار کی جائے تو کل فَعَالِ کی اقسام چار بنتی ہیں جن میں سے ایک قسم اسماء افعال سے ہے بقیہ تینوں اقسام اسماء افعال سے نہیں۔

## البحث الرابع في فائدة مهمة (وَهٰذِهِ الثَّلَاثَةُ ......لِلْمُنَاسِبَةِ):

اس عبارت سے مصنفؒ نے ماقبل کی تفصیل پر ہونے والے سوال کا جواب دیا ہے۔سوال کی تقریر یہ ہے کہ جب فعالِ کی صرف ایک قسم اسماء افعال میں سے ہے بقیہ تینوں اقسام ان سے نہیں تو ان اقسام کو اسماء افعال کے عنوان میں کیوں ذکر کیا؟

**الجواب:** تو مصنفؒ نے جواب دیا کہ فَعَالِ بمعنی امر کے علاوہ اگر چہ تمام اقسام اسماء افعال سے نہیں ہیں لیکن ان کی فَعَالِ بمعنی امر حاضر کے ساتھ مناسبت ہے وزن اور عدل میں وزن میں مناسبت واضح ہے کہ جس طرح فَعَالِ بمعنی امر کا وزن ہے اسی طرح فَعَالِ کی بقیہ اقسام کا ہے۔اور عدل میں مناسبت یہ ہے کہ جس طرح فعال بمعنی امر مبالغہ کیلئے امر سے معدول ہے اسی طرح بقیہ تینوں یا چاروں اقسام معدول ہیں مبالغہ کی وجہ سے جیسے فجار الفجور سے معدول ہے قطام قاطمة سے الخ۔

**الاعادة على ضوء الاسئلة** ۱۔اسماء افعال کی تعریف لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔اس تعریف سے اسماء افعال

کی کتنی قسمیں معلوم ہوئیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔فَعَالِ کی اقسام بمعہ امثلہ لکھو(دیکھئے البحث الثالث) ۴۔فَعَالِ بمعنی امر کے علاوہ بقیہ اقسام اسماء افعال میں داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل نہیں تو اس بحث میں کیوں ذکر کیا؟(دیکھئے البحث الرابع)۔

# اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِي الْاَصْوَاتِ

فَصْلٌ. اَلْاَصْوَاتُ كُلُّ لَفْظٍ حُكِيَ بِهٖ صَوْتٌ كَغَاقٍ لِصَوْتِ الْغُرَابِ اَوْ صُوِّتَ بِهٖ الْبَهَائِمُ كَنَخٍ لِاِنَاخَةِ الْبَعِيْرِ.

**ترجمة:** اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعہ سے آواز نقل کی گئی ہے جیسے غاق کوے کی آواز اور اس کے ذریعہ سے جانوروں کو آواز دی جائے جیسے اونٹ کو بٹھانے کیلئے نخ بولتے ہیں۔

**خلاصة المباحث:** اسم مبنی کی پانچویں فصل ہے یہ فصل دو ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔اسم صوت کی تعریف(الاصوات کُلُّ لَفْظٍ ......البَهائِم) ۲۔امثلہ سے وضاحت(کنخ ......البعیرِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الاصوات** (اَلْاَصْوَاتُ كُلُّ......اَلْبَهَائِمُ):

اس بحث میں اصوات کی تعریف کی گئی ہے اصوات صوت کی جمع ہے بمعنی آواز یا آواز دینا اور اصطلاح میں اسم صوت وہ لفظ ہے جس کے ذریعہ کسی کی آواز کو نقل کیا جائے یا اس کے ذریعہ سے جانوروں کو آواز دی جائے۔اس تعریف سے ایک تو معلوم ہوا کہ صوت لفظ ہوگا دوسرا کسی کی آواز کو اس کے ذریعہ نقل کیا گیا ہوگا یا کسی جانور کی آواز نقل کی گئی ہوگی۔

**البحث الثانی فی التوضیح بالامثلة** (كَغَاقٍ ......البَعِيْرِ): مصنفؒ نے دو امثلہ ذکر کی ہیں ایک غاقٍ، کوے کی آواز کو نقل کرتے وقت یہ لفظ بولا جاتا ہے۔اور دوسری مثال نخٍ اونٹ کو بٹھاتے وقت اس لفظ سے آواز دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ اور بھی بہت سے الفاظ ہیں لیکن چونکہ مصنف کی بیان کردہ تعریف سے دو قسموں کی طرف اشارہ ملتا ہے ایک وہ لفظ جس سے کسی جانور کی آواز نقل کی جائے اس کے لئے غاق کو ذکر کیا۔دوسرا وہ لفظ جس سے کسی جانور کو آواز دی جائے جیسے نخٍ۔چونکہ یہ کسی کے ساتھ مرکب نہیں لہٰذا یہ مبنی کی اول قسم میں شامل ہے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة:** ۱۔اصوات کی تعریف لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔غاقٍ اور نخٍ کی وضاحت کریں۔(دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِي الْمُرَكَّبَاتِ

فَصْلٌ. اَلْمُرَكَّبَاتُ كُلُّ اِسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَتْ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ فَاِنْ تَضَمَّنَ الثَّانِي حَرْفًا يَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الْفَتْحِ كَاَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ اِلَّا اِثْنَيْ عَشَرَ فَاِنَّهَا مُعْرَبَةٌ كَالْمُثَنّٰى وَاِنْ لَمْ يَتَضَمَّنْ ذٰلِكَ فَفِيْهَا لُغَاتٌ اَفْصَحُهَا بِنَاءُ الْاَوَّلِ عَلَى الْفَتْحِ وَاِعْرَابُ الثَّانِيْ غَيْرُ مُنْصَرِفٍ كَبَعْلَبَكَّ نَحْوُ جَاءَ نِيْ بَعْلَبَكُّ وَرَاَيْتُ بَعْلَبَكَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَكَّ.

**ترجمة:** مرکبات ہر وہ اسم ہے جو ایسے دو کلموں سے مرکب ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو۔پس اگر دوسرا کلمہ کسی حرف کو

متضمن ہوتو دونوں کا مبنی او پرفتحہ کے ہونا واجب ہوگا جیسے احد عشر سے تسعۃ عشر تک مگر اثنی عشر کیونکہ وہ معرب ہے مثل مثنیٰ کے اگر وہ متضمن نہ ہوتو اس میں کئی لغات ہیں فصیح ترین لغت اول کا فتح پر مبنی ہونا ہے اور ثانی کا معرب غیر منصرف ہونا ہے جیسے بَعْلَبَکُّ مثل جَاءَ نِی بَعْلَبَکُّ وَرَأَیْتُ بَعْلَبَکَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَکَّ۔

**خلاصة المباحث:** اسم مبنی کی چھٹی فصل مرکبات کے بیان میں ہے یہ فصل دو ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔ اسم مرکب کی تعریف (کُلُّ اِسْمٍ ...... نِسْبَةٌ) ۲۔ اسم مرکب کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تفصیل بمع امثلہ (فَإِنْ تَضَمَّنَ ...... بِبَعْلَبَکَّ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف الاسم المرکب (كُلّ اِسْمٍ ...... نِسْبَةٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مرکب کی تعریف کو بیان کیا ہے۔ مرکبات جمع ہے مرکب کی یہ اسم مفعول ہے تفعیل باب کی ترکیب کا معنی جوڑنا اور ملانا مرکب کا معنی جوڑا ہوا یا ملایا ہوا عبارت میں المرکبات اگر چہ جمع کا صیغہ ہے لیکن الف لام جنسی داخل ہونے کی وجہ سے اس میں جمعیت والا معنی باطل ہونے کی بناء پر المرکب کے معنی میں ہے کل اسم الخ سے اصطلاحی تعریف ذکر کی ہے کہ مرکب ہر وہ اسم ہے جو ایسے دو کلموں سے مرکب ہو جن کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو نہ نسبت اسنادی نہ اضافی نہ توصیفی: اور کلمتین کہنے سے بخت نصر اور سیبویہ داخل ہیں۔

**فوائد قیود/ تعریف و معرف:** المرکبات بوجہ الف لام جنسی کے جمعیت سے خالی ہونے کی وجہ سے معرف ہے اور کل اسم الخ یہ تعریف ہے اور کل اسم درجہ جنس ہے سب اسماء کو شامل ہے خواہ معرَّف ہوں یا غیر معرَّف۔ ''لَیْسَتْ بَیْنَهما نِسْبَةٌ'' یہ فصل ہے اس سے تَأَبَّطَ شَرًّا، عَبْدُ اللّٰهِ اور رَجُلٌ عَالِمٌ جیسی مثالیں معرف سے خارج ہو گئیں کیونکہ ان میں نسبت موجود ہے۔ اول میں اسنادی، ثانی میں اضافی اور ثالث میں توصیفی ہے۔

## البحث الثانی فی اقسامه مع حکم کل قسم (فَإِنْ تَضَمَّنَ ...... بِبَعْلَبَکَّ):

اس عبارت سے مصنفؒ مرکب کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تفصیل کو بیان کرتے ہیں۔ اسم مرکب کی دو قسمیں ہیں ۱۔ وہ اسم جو دو کلموں سے مرکب ہو اور ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو اور ثانی کلمہ کسی حرف کو متضمن ہو ۲۔ وہ اسم جو دو کلموں سے مرکب ہو اور ان کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو اور ثانی کسی حرف کو متضمن نہ ہو۔ ہر ایک کی تفصیل یہ ہے کہ اسم مرکب دو حال سے خالی نہیں اگر ثانی کلمہ کسی حرف کو متضمن ہے یعنی کسی حرف کے بعد لایا گیا ہو تو مرکب کی دونوں جزئیں مبنی برفتحہ ہونگی اول بوجہ ترکیب وسطِ کلام میں ہونے کی وجہ سے اعراب کا محل نہ رہا اور دوسرا حرف کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے۔ جیسے احد عشر سے لے کر تسعۃ عشر تک کہ ہر دو جزو مبنی برفتحہ ہیں سوائے اثنی عشر کے کہ اس کا صرف اول جزو معرب کیونکہ یہ تثنیہ مضاف کے مشابہ ہے حذف نون میں جیسے مُسْلِمَا مِصْرٍ میں تثنیہ کا نون اضافت کی وجہ سے گر گیا اسی طرح اثنا عشر میں بھی نون گر گیا۔ احد عشر اصل میں احد وعشر تھا اسی طرح اثنان وعشر تھا ان کے درمیان واؤ حرف عطف کو حذف کر دیا گیا پھر دونوں کلموں کو ایک کر دیا گیا تو دوسرا کلمہ حرف عطف کو متضمن ہے۔

اور اگر ثانی کلمہ کسی حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں کئی لغتیں ہیں جن میں افصح لغت یہ ہے کہ جزءِ اول کو مبنی برفتحہ اور دوسرا جزو

معرب غیر منصرف ہو جیسے بَعْلَبَکُ ایک شہر کا نام ہے بعل جو کہ ایک بت کا نام تھا اور بک ایک بادشاہ کا نام تھا جو اس شہر کا بانی تھا تو جب شہر بن گیا تو اسکا نام بت اور اپنے نام کو ملا کر رکھدیا۔ جیسے جاء نی بَعْلَبَکُ و رأیت بَعْلَبَکَّ و مررت بِبَعْلَبَکَّ اس کا اول جز مبنی برفتحہ ہے اور یہ وسطِ کلمہ میں آنے کی وجہ سے مبنی بنا دیا گیا اور دوسرے جزء میں مبنی ہونے کا کوئی سبب نہیں اس لئے معرب ہے اور غیر منصرف کے دو سبب ترکیب اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔اسم مرکب کی تعریف لکھیں اور مثال سے واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔اسم مرکب کی کتنی اقسام ہیں ہر ایک کی مثال ذکر کریں (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔اسم مرکب کی دونوں قسمیں اعراب و بناء کے لحاظ سے کیا حکم رکھتی ہیں۔ (البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِی الْکِنَایَاتِ

فَصْلٌ: اَلْکِنَایَاتُ هِیَ اَسْمَاءٌ تَدُلُّ عَلٰی عَدَدٍ مُبْهَمٍ وَهِیَ کَمْ وَکَذَا اَوْ حَدِیْثٍ مُبْهَمٍ وَهُوَ کَیْتَ ذَیْتَ.

**ترجمة:** کنایات وہ ایسے اسماء ہیں جو مبہم عدد پر دلالت کریں اور وہ کم اور کذا ہیں یا بات مبہم پر اور وہ کیت اور ذیت ہیں۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل اسم مبنی کی ساتویں فصل ہے جو کنایات کے بیان میں ہے اور یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے۔

۱۔کنایات کی تعریف اور اسکے اقسام کی وضاحت (اَلْکِنَایَاتُ هِیَ ...... ذَیْتَ) ۲۔کم کے اقسام کی تفصیل (وَاعْلَمْ اَنَّ کَمْ ...... اَنْفَقْتُهٗ) ۳۔کنایات کی تمیز کی تفصیلِ حذف (وَقَدْ یُحْذَفُ ...... ضَرَبْتُ) ۴۔کم کے اعراب کا بیان (وَاعْلَمْ اَنَّ کَمْ فِیْ ...... صُوْمِیْ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف الکنایات مع توضیح تقسیمها

(اَلْکِنَایَاتُ هِیَ ...... ذَیْتَ):

اس عبارت میں کنایات کی تعریف اور اقسام کی تفصیل ذکر کی ہے۔ الکنایات یہ جمع ہے کنایۃ کی اور اس کا معنی اشارہ کرنا اور اسم کنایہ سے مراد وہ لفظ جس سے اشارہ کیا جائے اور اس جگہ الکنایات سے بعض الکنایات مراد ہیں کیونکہ تمام کنایات مبنی نہیں بلکہ بعض معرب ہیں یہی وجہ ہے کہ الکنایات کے لفظ پر جو الف لام ہے وہ مضاف کے عوض میں ہے جو کہ بعض ہے یعنی بعض الکنایات۔

نحویوں کی اصطلاح میں اسم کنایہ وہ اسم ہے جو عدد مبہم یا ذات مبہم پر دلالت کرے اور وہ کم و کذا اور کیت ذیت ہیں۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ اسم کنایہ کی دو قسمیں ہیں۔ اول وہ اسم جو عدد مبہم پر دلالت کرے جیسے کم، کذا کہا جاتا ہے کَمْ مَالاً عِنْدَکَ، کَذَا مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ۔ اول مثال میں مال کی تعداد میں ابہام ہے اور ثانی میں بھی مال کی تعداد کو بتلانے میں ابہام ہے۔ اول کی مثال کا مطلب تیرے پاس کتنا مال ہے اور ثانی مثال میں اتنا مال میں نے خرچ کیا۔ ثانی وہ اسم جو حدیث مبہم پر دلالت کرے جیسے کَیْتَ، ذَیْتَ، یعنی کَیْتَ قُلْتُ، ذَیْتَ قُلْتُ۔ میں نے اتنی اتنی بات کہی۔

وَاعْلَمْ اَنَّ کَمْ عَلٰی قِسْمَیْنِ اِسْتِفْهَامِیَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ عَلَی التَّمِیِیْزِ نَحْوُ کَمْ رَجُلاً عِنْدَکَ وَخَبَرِیَّةٌ وَمَا بَعْدَهَا مَجْرُوْرٌ مُفْرَدٌ نَحْوُ کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ اَوْ مَجْمُوْعٌ نَحْوُ کَمْ رِجَالٍ لَقِیْتُهُمْ وَمَعْنَاهُ التَّکْثِیْرُ وَتَدْخُلُ مِنْ

فِيهِمَا تَقُولُ كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتُهُ وَكَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ وَقَدْ يُحْذَفُ التَّمْيِيزُ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ نحوُ كَمْ مَالُكَ اَىْ كَمْ دِينَارًا مَالُكَ وَكَمْ ضَرَبْتَ اَىْ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتُ.

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ کم دوقسموں پر ہے ان میں سے ایک استفہامیہ اور اسکا مابعد تمیز پر مفرد منصوب ہوگا جیسے کم رجلا عندک۔ اور دوسرا خبریہ ہے اور اسکا مابعد مفرد مجرور ہوگا جیسے کم مال انفقتهٗ یا مجموع ہوگا جیسے کم رجال لقیتهم اور اسکا معنی تکثیر ہے اور من ان دونوں میں داخل ہوتا ہے تو کہے گا کم من رجل لقیتهٗ اور کم من مال انفقتهٗ اور کبھی کبھار تمیز وقت موجود ہونے قرینہ کے حذف کردی جاتی ہے جیسے کم مالک ای کم دینارا مالک اور کم ضربت یعنی کم ضربته ضربت۔

## تشریح: البحث الثانی فی تفصیل اقسام کم و تمییزہ (وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ ...... اَنْفَقْتُهٗ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کم کے اقسام کی تفصیل کو بیان کیا ہے۔کم کی دو قسمیں ہیں ۱۔کم استفہامیہ ۲۔کم خبریہ: کم استفہامیہ وہ کم ہے جس کے ذریعہ سے عدد مبھم کے بارے سوال کیا جائے اور کم خبریہ وہ کم ہے جس کے ذریعہ عدد مبھم کی خبر دی جائے۔ اول کی مثال كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ اور ثانی کی مثال كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ (میں نے اتنا مال خرچ کیا) کم استفہامیہ کی تمیز مفرد منصوب ہوگی جیسے كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) اس مثال میں کم استفہامیہ ہے اور مبھم مُمَیَّز ہے اور رَجُلاً تمیز ہے یہ مفرد ہے اور منصوب ہے۔اور کم خبریہ کی تمیز مفرد مجرور ہوگی جیسے كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ (میں نے بہت سا مال خرچ کیا) اس مثال میں مالٍ تمیز ہے مفرد ہے اور مجرور ہے۔اور کبھی کم خبریہ کی تمیز جمع مجرور آتی ہے جیسے كَمْ رِجَالٍ لَقِيْتُهُمْ (میں بہت سے مردوں کو ملا) اس مثال میں رجالٍ کم خبریہ کی تمیز ہے اور جمع مجرور ہے۔اس وقت یہ تکثر معنی یعنی کثرت پر دلالت کرنے کیلئے ہوگا جیسا کہ امثلہ کے ترجمہ سے واضح ہے۔

اور کبھی کبھی کم خبریہ اور استفہامیہ کی تمیز پر من داخل ہوتا ہے اس وقت دونوں کی تمیز مجرور ہوگی اور کم خبریہ اور استفہامیہ کے مابین فرق کلام کے سیاق وسباق اور معنی سے معلوم ہوگا جیسے كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيْتَهٗ (تو نے کتنے آدمیوں سے ملاقات کی) اس مثال میں کم استفہامیہ کی تمیز پر من داخل ہے اور كَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهٗ (میں نے بہت سا مال خرچ کیا) اس مثال میں کم خبریہ ہے اور اس کی تمیز پر من داخل ہے۔

## البحث الثالث فی تفصیل تمییز الکنایات (وَقَدْ يُحْذَفُ ......ضَرَبْتُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کم کی تمیز کے متعلق تفصیل ذکر کی ہے۔عبارت میں حرف قد مضارع پر داخل ہے جس سے دو باتوں کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حکم خلاف اصل ہے اصل اور ہے اور یہ حکم قلیل الاستعمال ہے کثیر الاستعمال حکم اور ہے۔ چنانچہ اس عبارت میں یہ بیان کیا گیا کہ کم خبریہ اور کم استفہامیہ کی تمیز کا اصل اور کثیر الاستعمال یہ ہے کہ مذکور ہو لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو تو اس وقت تمیز (ان دونوں کی) حذف کی جاتی ہے۔کم استفہامیہ کی مثال كَمْ مَالُكَ ای کم دیناراً مَالُكَ (تیرا مال کتنا دینار ہے) اس مثال میں دینارا جو کہ تمیز ہے محذوف ہے اور اس کی حذفیت پر قرینہ یہ ہے کہ کم معرفہ پر داخل نہیں ہوتا اور اس جگہ معرفہ پر داخل ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ دیناراً وغیرہ تمیز محذوف ہے۔کم خبریہ کی مثال جیسے كَمْ ضَرَبْتُ ای كَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ (میں نے بہت مارا مارنا) اس مثال میں کم خبریہ کی تمیز کو حذف کیا گیا ہے حذف پر قرینہ یہ ہے کہ کم فعل پر داخل نہیں ہوتا اور اس

جگہ فعل پر داخل ہے لہٰذا معلوم ہوا یہاں تمیز محذوف ہے اور وہ ضربۃ ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ فِي الْوَجْهَيْنِ يَقَعُ مَنْصُوْبًا اِذَا كَانَ بَعْدَهُ فِعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِيْرِهِ نَحْوُ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ وَكَمْ غُلَامٍ مَلَكْتُ مَفْعُوْلاً بِهِ وَنَحْوُ كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ وَكَمْ ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ مَصْدَراً وَكَمْ يَوْماً سِرْتَ وَكَمْ يَوْمًا صُمْتُ مَفْعُوْلاً فِيْهِ وَمَجْرُوْراً اِذَا كَانَ قَبْلَهُ حَرْفُ جَرٍّ اَوْ مُضَافٌ نَحْوُ بِكَمْ رَجُلاً مَرَرْتَ وَعَلٰى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ وَغُلَامَ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ وَمَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ وَمَرْفُوْعًا اِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مِنَ الْاَمْرَيْنِ مُبْتَدَاءً اِنْ لَمْ يَكُنْ ظَرْفًا نَحْوُ كَمْ رَجُلاً اَخُوْكَ وَكَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ وَخَبَراً اِنْ كَانَ ظَرْفًا نَحْوُ كَمْ يَوْمًا سَفْرُكَ وَكَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ.

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ کم دونوں وجھوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جب اس کے بعد ایسا فعل ہو جو اس کی ضمیر میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس سے اعراض کرنے والا نہ ہو جیسے کَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ (تو نے کتنے آدمیوں کو مارا) اور کَمْ غُلَامٍ مَلَكْتُ (میں بہت سے غلاموں کا مالک ہوں) دراں حالیکہ مفعول بہ ہے اور جیسے کَمْ ضربةً ضَرَبْتَ اور کم ضَرْبَةٍ ضربتُ دراں حالیکہ مفعول مطلق ہے اور کَمْ يَوْمًا سِرْتَ اور کَمْ یوم صُمتُ دراں حالیکہ مفعول فیہ ہے۔

اور مجرور ہوگا جب اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے بِكَمْ رَجُلاً مَرَرْتَ اور عَلٰى كَمْ رَجُلٍ حکمتُ اور غُلامَ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ اور مَالُ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ اور کم مرفوع ہوگا جب ان دونوں امروں میں کوئی نہ ہو مبتداء ہو کر اگر ظرف نہ ہو جیسے كَمْ رَجُلاً اَخُوْكَ اور كَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ اور خبر ہو کر اگر ظرف ہو جیسے کم یوماً سَفْرُكَ اور كَمْ شَهْرٍ صَوْمِيْ۔

## تشریح: البحث الرابع فی بیان اعراب کم (وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ ...... صَوْمِيْ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کم کے اعراب کو بیان کیا ہے۔ اور کم خواہ استفہامیہ ہو یا خبریہ دونوں صورتوں میں مرفوع اور منصوب اور مجرور ہوگا لیکن یہ محلاً اعراب دیا جائے گا۔ مصنفؒ نے ہر ایک کا موقع بتلایا ہے تفصیل یہ ہے کہ کم دو حال سے خالی نہیں اس کے بعد ایسا فعل ہوگا جو اس کی ضمیر میں عمل کر کے اس سے اعراض کرنے والا نہ ہو یا ایسا نہ ہوگا اگر اول صورت ہے یعنی کم استفہامیہ یا خبریہ کے بعد ایسا فعل ہو جو اس کم کی ضمیر میں عمل کر کے اسی میں عمل کرنے سے اعراض کرنے والا نہ ہو بلکہ اس کم میں عمل کر رہا ہے تو اس وقت وہ کم منصوب ہوگا محلاً۔ پھر دیکھیں گے کہ اگر کم کی تمیز میں مفعول بہ بننے کی صلاحیت ہے تو وہ کم اپنی تمیز سے ملکر فعل مذکور بعدہٗ کا مفعول بہ ہوگا اور مقدم ہوگا اور اگر وہ تمیز مفعول مطلق کی صلاحیت رکھتی ہے تو کم اپنی تمیز سے ملکر بعد والے فعل مذکور کیلئے مفعول مطلق مقدم ہوگا اسی طرح اگر وہ مفعول فیہ بننے کی صلاحیت رکھتی ہے تو کم اپنی تمیز سے ملکر بعد والے فعل کیلئے مفعول فیہ ہوگا۔

**کم کے مفعول بہ واقع ہونے کی مثال:** كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ (تو نے کتنے آدمیوں کو مارا) یہ کم استفہامیہ کے مفعول بہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم مبھم ممیّز ہے اور رجلاً تمیز ہے اور اس میں مفعول بہ بننے کی صلاحیت ہے لہٰذا کم اپنی تمیز سے ملکر بعد والے فعل ضَرَبْتَ کیلئے مفعول بہ مقدم ہے۔ كَمْ غُلَامٍ مَلَكْتُ (میں بہت سے غلاموں کا مالک ہوا) یہ کم خبریہ کے مفعول بہ واقع ہونے کی مثال ہے اس مثال میں کم مبھم ممیّز مضاف ہے اور غلام تمیز مضاف الیہ ہے اور اس میں مفعول بہ بننے کی صلاحیت موجود ہونے کی وجہ سے مضاف مضاف الیہ ملکر مَلَكْتُ فعل کا مفعول بہ مقدم ہے۔

## کم کے مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال:

كَمْ ضَرْبَةً ضَرَبْتَ (تونے کتنی مارنیاں ماری ہیں) یہ کم استفہامیہ کے مفعول مطلق ہونے کی مثال ہے اس مثال میں کم مبھم ممیز ہے اور ضربۃ تمیز ہے اور مفعول مطلق واقع ہونے کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے ممیز تمیز ملکر ضَرَبْتَ فعل مؤخر کیلئے مفعول مطلق مقدم ہے۔ كم ضَرْبَةٍ ضَرَبْتُ (میں نے بہت سے مارنیاں ماری ہیں) یہ کم خبریہ کے مفعول مطلق واقع ہونے کی مثال ہے اس مثال میں کم مبھم ممیز ہے اور ضَرْبَةٍ تمیز ہے جو کہ مفعول مطلق واقع ہونے کی صلاحیت رکھتی ہے لہذا ممیز تمیز ملکر بعد والے فعل ضَرَبْتُ کا مفعول مطلق مقدم ہے۔

## کم کے مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال:

''كَمْ يَوْمًا سِرْتَ '' (تونے کتنے دن سیر کی) یہ کم استفہامیہ کے مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے اس میں کم مبھم ممیز ہے اور یوما تمیز ہے اور مفعول فیہ واقع ہونے کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے ممیز تمیز ملکر فعل سِرْتَ کا مفعول فیہ مقدم ہے۔ اسی طرح كَمْ يَوْمٍ صُمْتُ '' (میں نے بہت دنوں میں روزہ رکھا) یہ کم خبریہ کے مفعول فیہ واقع ہونے کی مثال ہے۔ اس میں کم مبھم ممیز ہے اور یوم تمیز ہے اور مفعول فیہ واقع ہونے کی صلاحیت رکھنے کی وجہ سے ممیز تمیز ملکر آنے والے فعل صُمْتُ کیلئے مفعول فیہ واقع ہو رہا ہے۔

اور اگر ثانی صورت ہے تو کم استفہامیہ یا خبریہ دو حال سے خالی نہیں اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہوگا یا حرف جر مضاف نہ ہوگا اور نہ ہی اسکے بعد فعل یا شبہ فعل ہوگا جو اس کی ضمیر میں عمل کر کے اس کی ذات میں عمل کرنے سے اعراض کرنے والا ہے۔ اگر پہلی صورت ہے یعنی اس کم (استفہامیہ یا خبریہ) سے پہلے حرف جر ہے یا مضاف ہے تو اس وقت یہ کم مجرور ہوگا محل کے اعتبار سے جیسے بِكَمْ رَجُلاً مَرَرْتَ (تو کتنے آدمیوں کے پاس سے گزرا) یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے اور اس پر حرف جر داخل ہے۔ با جارہ اور کم مبھم ممیز اور رجلا تمیز ہو کر ممیز تمیز ملکر محلا مجرور ہے جار مجرور ظرف لغو فعل مؤخر کے متعلق ہے۔ عَلَى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ (میں نے بہت سے آدمیوں پر حکم کیا) یہ کم خبریہ کے مجرور بحرف جر ہونے کی مثال ہے اس کی ترکیب بھی حسب سابق ہے۔ غُلامَ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ۔ (تو نے کتنے آدمیوں کے غلاموں کو مارا) یہ کم استفہامیہ کے مجرور بالمضاف ہونے کی مثال ہے اس مثال میں غلام مضاف اور کم اپنی تمیز سے ملکر مضاف الیہ ہے اور مضاف مضاف الیہ ملکر آنے والے فعل کا مفعول بہ ہے۔ مَالَ كَمْ رَجُلٍ سَلَبْتُ (میں نے بہت سے آدمیوں کا مال چھینا) یہ کم خبریہ کے مجرور بالمضاف ہونے کی مثال ہے۔ اور حسب سابق اس کی ترکیب ہے۔

اور اگر کم خبریہ یا استفہامیہ کے بعد نہ تو ایسا فعل ہے جو اس کی ضمیر میں عمل کر کے اس کم میں عمل کرنے والا نہ ہو اور نہ ہی اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہے تو اس وقت کم (استفہامیہ اور خبریہ) مرفوع ہوگا پھر اگر کم کی تمیز ظرف نہ ہو تو مبتداء ہو کر مرفوع ہوگا کیونکہ مبتداء کی تعریف اس پر سچی آتی ہے کہ اسم ہے اور عوامل لفظیہ سے خالی ہے جیسے كم رَجُلاً أَخُوكَ (کتنے مرد تیرے بھائی ہیں) یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے اور کم مبھم ممیز ہے اور رَجُلاً تمیز ہے یہ دونوں ملکر اخوک کیلئے مبتداء ہیں اور وہ خبر ہے۔ كَمْ رَجُلٍ ضَرَبْتُهُ (میں نے بہت سے مردوں کو مارا) یہ کم خبریہ کی مثال ہے کم مبھم ممیز اپنی تمیز رجل سے ملکر مضاف مضاف الیہ ہو کر مبتداء ہے اور ضربتہ جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔

اور اگر کم کی تمیز ظرف ہو تو اس صورت میں کم اپنی تمیز سے ملکر خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا کیونکہ ظرف مبتداء واقع نہیں

ہوسکتا اور خبر کی تعریف اس پر نہیں آتی ہے جیسے کَمْ یَوْمًا سَفَرُکَ (تیرا سفر کتنے دن ہے) یہ کم استفہامیہ کی مثال ہے۔ کم مبہم ممیز یَوْمًا تمیز سے ملکر خبر اور سفرک یہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مؤخر ہے۔ کَمْ شَھْرٍ صَوْمِیْ (میرا روزہ رکھنا بہت سے مہینوں میں ہے) یہ کم خبریہ کی مثال ہے اپنی تمیز شہر سے ملکر مضاف مضاف الیہ ہوکر خبر مقدم ہے اور صومی مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مؤخر ہے۔

**الاعادۃ علی ضوء الاسئلۃ** ۱۔کنایات کی تعریف لکھیں اور ان کے اقسام کی وضاحت کریں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔کم کی کتنی اقسام ہیں اور اس کی تمیز پر کیا اعراب ہوتا ہے۔(دیکھئے، البحث الثانی) ۳۔کم کے اعراب کو تفصیل سے لکھیں۔(دیکھئے۔البحث الرابع)

# اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِی الظُّرُوْفِ الْمَبْنِیَّۃِ

فَصْلٌ، اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِیَّۃُ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْھَا مَا قُطِعَ عَنِ الْاِضَافَتِ بِاَنْ حُذِفَ الْمُضَافُ اِلَیْہِ کَقَبْلُ وَبَعْدُ وَفَوْقُ وَتَحْتُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اَیْ مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ وَمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ ھٰذَا اِذَا کَانَ الْمَحْذُوْفُ مَنْوِیًّا لِلْمُتَکَلِّمِ وَاِلَّا لَکَانَتْ مُعْرَبَۃً وَعَلٰی ھٰذَا قُرِئَ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ وَتُسَمَّی الْغَایَاتِ.

**ترجمۃ:** ظروف مبنیہ چند اقسام پر ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو اضافت سے منقطع ہوگئے بایں طور کہ مضاف الیہ حذف کیا گیا ہو جیسے قبلُ اور بعدُ اور فوق اور تحتُ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ یَعْنِیْ مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ وَمِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ۔ یہ اس وقت ہے کہ جب محذوف متکلم کے لئے منوی ہو ورنہ معرب ہونگے اور اسی پر لِلّٰہِ الامر من قبلٍ و بعدٍ ہے اور یہ غایات نام رکھے جاتے ہیں۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل باب مبنی کی آخری فصل ہے جو کہ الظروف المبنیۃ کے بیان میں ہے۔اس کی تفصیل تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔ظروف کی تعریف مع اقسام کی وضاحت (یہ بحث افادۂ طلباء کے لئے ضمنا ذکر کی جاتی ہے) ۲۔ظروف مبنیہ کی تفصیل (مِنْھَا مَا قُطِعَ......لا اَضْرِبُہٗ عَوَضُ) ۳۔ایک اہم فائدہ(وَاعْلَمْ اَنَّہٗ......اَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف الظروف مع توضیح الاقسام:**

اس بحث میں طلباء کے فائدہ کی غرض سے ظروف کی تعریف اور ان کے اقسام کی وضاحت کی جارہی ہے۔ظروف یہ جمع ہے ظرف کی۔ظرف کا معنی برتن (لغت کے اعتبار سے) اور اصطلاح میں ظرف اس زمان یا مکان کا نام ہے جس میں فعل صادر ہو یعنی وہ اسماء جو فاعل سے فعل کے صادر ہونے کا وقت یا جگہ بتلائیں اگر وقت بتلائیں تو وہ ظروف زمان کہلائیں گے اور اگر جگہ بتلائیں تو ظروف مکان کہلائیں گے۔ پھر اعراب و بناء کے لحاظ سے بھی دو قسمیں ہیں ۱۔ظروف مبنیۃ ۲۔ظروف معربۃ۔اس جگہ چونکہ مبنیات کی بحث چل رہی ہے اس لئے یہ ساری تفصیل ان ظروف کے بیان میں ہوگی جو کہ مبنی ہیں اسی وجہ سے مصنفؒ نے شروع فصل میں لکھا ہے ''اَلظُّرُوْفُ الْمَبْنِیَّۃُ عَلٰی اَقْسَامٍ'' تو معلوم ہوا یہ تفصیل مبنی کے بارے ہے۔

**البحث الثانی فی اقسام الظروف المبنیّۃ مع تفصیل کل قسم** (وَالظُّرُوْفُ الْمَبْنِیَّۃُ......عَوَضُ):

اس عبارت میں ظروف مبنیہ کی تقسیم کے ساتھ ساتھ ان کی تفصیل کو ذکر کیا گیا ہے چنانچہ فرمایا ظروف مبنیہ کئی قسم پر ہیں۔

**القسم الاول** (وَمِنْھَا مَا قُطِعَ......اَلْغَایَاتِ): اس عبارت میں ظروف مبنیہ کی متعدد اقسام میں سے پہلی قسم کی تفصیل کو

بیان کیا جارہا ہے۔ وہ اسماء جو کہ اضافت سے منقطع ہوں بایں طور کہ انکا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا ہو جیسے قَبْلُ، بَعْدُ، فَوْقَ، تَحْتَ؛ تفصیل ان کی یہ ہے کہ یہ اسماء لازم الاضافت ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ مذکور ہے یا محذوف ہے اگر مذکور ہے تو یہ معرب ہونگے جیسے جئت من قبلِ زیدٍ وغیرہ اور اگر محذوف ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں محذوف نسیًا منسیًا ہوگا یا محذوف منوی یعنی متکلم کی نسبت میں باقی ہوگا اگر اول صورت ہے تو معرب ہونگے جیسے رُبَّ بَعْدٍ کَانَ خَیْراً مِنْ قَبْلٍ۔ (بہت سی بعد والی چیزیں پہلے والی سے بہتر ہوتی ہیں) اور اگر مضاف الیہ محذوف مَنْوِیْ ہو تو مبنی بر ضم ہونگے کیونکہ اس وقت انہیں مضاف الیہ کی طرف احتیاجی ہوگی اور حروف کی احتیاجی میں مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہونگے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ اصل میں مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیْءٍ اور مِنْ بَعْدِ کُلِّ شَیْءٍ تھا۔ کُلّ شَیْءٍ کو لفظوں سے حذف کر دیا گیا لیکن متکلم کی نیت میں باقی ہے۔

خلاصہ یہ کہ صرف ایک صورت میں یہ اسماء مبنی ہیں جبکہ مضاف الیہ محذوف منوی ہو باقی دو صورتیں مضاف الیہ مذکور ہونے کی صورت میں معرب ہونگے اسی طرح مضاف الیہ محذوف نسیًّا مَنْسِیًّا ہونے کی صورت میں بھی معرب ہوگا جیسے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ بھی پڑھا گیا ہے اور ان کا غایات نام رکھا گیا ہے جب یہ اسماء مقطوع عن الاضافت ہوں۔ کیونکہ غایت نام ہے انتہاء شئی کا اور ان کے بولنے کے بعد توقع ان کے مضاف الیہ کی ہوتی ہے کہ ان کے مضاف الیہ کے بولنے پر تکلم پورا ہوگا لیکن جب انکا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا تو خلاف توقع ان کا تکلم انہی پر ختم ہو گیا تو گویا نطق اور تکلم میں یہ آخر ہو گئے۔ اس لئے ان کو غایات کہا گیا۔

وَمِنْهَا حَيْثُ بُنِيَتْ تَشْبِيْهُهَا لَهَا بِالْغَايَاتِ لِمُلَازَمَتِهَا الْإِضَافَةُ اِلَى الْجُمْلَةِ فِي الْاَكْثَرِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ وَقَدْ يُضَافُ اِلَى الْمُفْرَدِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ ۔ اَمَا تَرٰى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعًا. اَىْ مَكَانَ سُهَيْلٍ فَحَيْثُ هٰذَا بِمَعْنٰى مَكَانٍ وَشَرْطُهٗ اَنْ يُضَافَ اِلَى الْجُمْلَةِ نَحْوُ اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ.

**ترجمة:** اور ان ظروف مبنیہ میں سے حیث ہے جو کہ غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی پڑھا گیا بوجہ اکثر استعمال میں اسکے اضافت کو جملہ کی طرف لازم پکڑنے کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ'' اور حیث کبھی کبھی مفرد کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ جیسے شاعر کا قول اَمَا تَرٰی الخ پس حیث یہ بمعنی مکان کے ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ جملہ کی طرف مضاف ہو جیسے اِجْلِسْ حَيْثُ يَجْلِسُ زَيْدٌ۔

**تشریح:** **القسم الثانی (وَمِنْهَا حَيْثُ ...... يَجْلِسُ زَيْدٌ):** ظروف مبنیہ میں سے ایک قسم حیث ہے۔ یہ مبنی بر ضم ہے اور جمہور کے نزدیک مکان کیلئے آتا ہے اور اخفش کے نزدیک کبھی زمان کیلئے بھی آتا ہے۔ اور یہ غایات کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مبنی ہے یعنی جس طرح غایات کو اضافت لازم ہے اسی طرح حیث کو بھی اضافت لازم ہے۔ کیونکہ یہ اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے اور جملہ خود بحیثیت جملہ کے نہ مضاف ہوتا ہے نہ مضاف الیہ مگر بتاویل مصدر ہو کر مضاف الیہ ہو جاتا ہے تو یہاں بھی جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر کے مضاف الیہ بنائیں گے تو اس وقت دیکھنے میں تو جملہ مضاف الیہ ہے لیکن حقیقت میں مضاف الیہ مصدر ہے جو کہ عبارت میں مذکور نہیں تو جب حیث کا حقیقی مضاف الیہ مصدر ہوا اور وہ مذکور نہیں تو حیث اس کی طرف محتاج ہوا اس لحاظ سے حیث احتیاج میں غایات کے مشابہ ہو گیا وہ غایات جو مقطوع عن الاضافت ہیں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہے تو جس طرح وہ مبنی بر ضم ہیں اسی طرح یہ بھی

مبنی برضم ہوئے۔ جیسے اِجْلِسْ حَیْثُ زَیْدٌ جَالِسٌ (بیٹھ تو جہاں زید بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں زَیْدٌ جَالِسٌ جملہ اسمیہ ہے دیکھنے میں مضاف الیہ ہے حیث کا مگر زَیْدٌ جَالِسٌ مصدر کی تاویل میں ہے یعنی جُلُوْسُ زَیْدٍ گویا کہ اصل میں اِجْلِسْ حَیْثُ جُلُوْسُ زَیْدٍ اَیْ مَکَانَ جُلُوْسِ زَیْدٍ۔ حیث بمعنی مکان مضاف اور جلوس زید مضاف الیہ معنی یہ ہے کہ بیٹھ زید کے بیٹھنے کی جگہ میں۔

دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ (عنقریب مہلت دیں گے ہم ان کو ایسی جگہ سے کہ وہ نہیں جانتے ہونگے) اس مثال میں حیث مضاف جملہ فعلیہ کی طرف ہے جو کہ "لَا یَعْلَمُوْنَ" ہے بظاہر "لَا یَعْلَمُوْنَ" مضاف الیہ معلوم ہوتا ہے لیکن اصل میں عدم علمهم مصدر مضاف الیہ ہے جو کہ لَا یَعْلَمُوْنَ سے سمجھا جارہا ہے۔

**وَقَدْ یُحْذَفُ الخ:** مصنفؒ کی اس عبارت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ماقبل میں جو حکم بیان کیا گیا ہے (کہ حیث جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے) وہ اکثر ہے از روئے استعمال کے لیکن کبھی کبھار حیث مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے۔ اور بمعنی مکان کے ہوتا ہے اور مبنی برضم ہوتا ہے لیکن بعض کے نزدیک معرب ہوتا ہے۔ مصنفؒ نے اس کی مثال شاعر کے قول کے ایک مصرعہ سے دی ہے۔ "اَمَا تَرٰی حَیْثُ سُهَیْلٍ طَالِعًا"۔

**(نوٹ):** چونکہ شرح هذا میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ جہاں کوئی شعر مذکور ہوگا اس کے حل کیلئے متعدد امور کو ذکر کرنا ہوتا ہے لہٰذا یہاں بھی متعدد امور مذکور ہونگے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

## شعر (اَمَا تَرٰی الخ) کی مکمل تشریح:

۱۔ **مصرع کی تکمیل** (مکمل شعر) یعنی اگر مصنفؒ نے کسی نحوی کے استشهاد کیلئے شاعر کا مکمل شعر نہیں لکھا بلکہ ایک مصرعہ لکھ دیا تو اس کی تکمیل ضروری ہے۔ جیسا کہ مذکورہ مثال میں۔ اَمَا تَرٰی حَیْثُ سُهَیْلٍ طَالِعًا : نَجْمًا یُضِیْءُ کَالشِّهَابِ سَاطِعًا۔

**شاعر کا نام:**

۳۔ **محل استشهاد:** اس مصرع میں محل استشهاد "حَیْثُ سُهَیْلٍ" ہے اس میں حیث سہیل کی طرف مضاف ہو رہا ہے اور سہیل مفرد لفظ ہے اور حیث کا مضاف الیہ ہے۔

٤۔ **غرض از ذکر شعر:** مصنفؒ نے شعر کا یہ مصرع اس غرض کیلئے ذکر کیا تا کہ اس بات کی مثال پیش کر سکے کہ حیث کبھی کبھی مفرد کی طرف بھی مضاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ اوپر اس کی تفصیل گذری ہے۔

۵۔ **شعر کا ترجمہ:** کیا تو سہیل کی جگہ کو نہیں دیکھتا اس حال میں کہ وہ سہیل طلوع اور بلند ہو رہا ہے اور وہ ایک ستارہ ہے جو آگ کے شعلہ کی مانند چمک رہا ہے۔

٦۔ **شعر کا مطلب:** شاعر اس شعر میں سہیل نامی ستارہ کے طلوع ہونے کے وقت اس کی جگہ کو دیکھنے کی طرف مخاطب کو متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ سہیل نامی ستارہ ایسا ستارہ جس کی روشنی پھیلنے والے آگ کے شعلہ کی مانند ہے۔

۷۔ **شعر کی ترکیب:** ہمزہ استفہامیہ ما نافیہ تری فعل انت ضمیر مستتر فاعل حیث مضاف سہیل ذوالحال طالعا حال، ذوالحال حال ملکر مضاف الیہ ہوا حیث کا، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا تریٰ کا نجما منصوب لفظا موصوف یضیء فعل ھو ضمیر درو مستتر راجع بسوئے نجم

فاعل کاف حرف جر الشهاب ذوالحال ساطعا حال، ذوالحال حال ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یمشی کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صفت، موصوف اپنی صفت سے ملکر مفعول بہ ہے تری کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
اور حیث کو مرفوع بناء بر مبتداء محذوف الخبر بھی پڑھا جا سکتا ہے اور حیث کا مضاف الیہ جملہ اسمیہ ہوگا۔

**وَشَرطُهٗ اَنْ یُضَافَ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے حیث کے اکثر استعمال کی بناء پر شرط کو بیان کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حیث کے اکثر استعمال کی شرط یہ ہے کہ وہ جملہ کی طرف مضاف ہو عام ہے کہ جملہ اسمیہ ہو یا جملہ فعلیہ ہو اول کی مثال اِجلِس حَیثُ زَیدٌ جَالِسٌ اور ثانی کی مثال اِجلِس حَیثُ یَجلِسُ زَیدٌ دونوں مثالوں کی توضیح ماقبل میں گذر چکی ہے۔

وَمِنْهَا اِذَا وَهِیَ لِلْمُسْتَقْبِلِ وَاِذَا دَخَلَتْ عَلَی الْمَاضِی صَارَ مُسْتَقْبِلاً نَحوُ اِذَا جَاءَ نَصرُ اللّٰهِ وَفِیهَا مَعْنَی الشَّرْطِ وَیَجُوزُ اَنْ تَقَعَ بَعْدَهَا الْجُمْلَةُ الْاِسْمِیَّةُ نَحوُ اٰتِیْکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ وَالْمُخْتَارُ الْفِعْلِیَّةُ نَحو اٰتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَدْ تَکُوْنُ لِلْمُفَاجَاةِ فَیَخْتَارُ بَعْدَهَا الْمُبْتَدَاءُ نَحوُ خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ. وَمِنْهَا اِذْ وَهِیَ لِلْمَاضِیْ وَتَقَعُ بَعْدَهَا الْجُمْلَتَانِ الْاِسْمِیَّةُ وَالْفِعْلِیَّةُ نَحوُ جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ.

**ترجمة:** اور ان ظروف مبنیہ میں سے اذا ہے اور وہ مستقبل کیلئے ہے اور جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو ماضی مستقبل بن جاتی ہے جیسے اذا جاء نصر الله اور اس میں شرط کا معنی ہے اور اسکے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو جائز ہے جیسے اٰتِیْکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہونے والا ہوگا) اور مختار جملہ فعلیہ ہے جیسے اٰتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا) اور کبھی کبھار مفاجاۃ کیلئے آتا ہے پس اس کے بعد مختار مذہب میں مبتداء ہوتا ہے (یعنی جملہ اسمیہ) جیسے خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ۔

اور ان ظروف مبنیہ میں سے اذ ہے اور وہ ماضی کیلئے ہے اور اسکے بعد دونوں جملے اسمیہ اور فعلیہ واقع ہوتے ہیں جیسے جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الخ:

**تشریح:** **القسم الثالث (وَمِنْهَا اِذَا ......وَاقِفٌ):** ظروف مبنیہ کی تیسری قسم اذا ہے یہ ظرف زمان میں سے ہے اور اکثر استعمال میں مستقبل کیلئے آتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے لیکن کبھی کبھی ماضی پر داخل ہو تو وہ ماضی ماضی ہی رہتی ہے جیسے حتّٰی اذا بلغ مَغْرِبَ الشَّمْسِ (حتی کہ جب سورج کے غروب ہونے کی جگہ کو پہنچا) اس مثال میں اذا ماضی پر داخل ہے لیکن ماضی کو مستقبل کے معنی میں نہیں کیا بلکہ ماضی کے معنی میں ہی ہے۔ جب اذا ماضی پر داخل ہو اور مستقبل کے معنی میں کر دے اس کی مثال اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ (جب اللہ تعالیٰ کی مدد آئیگی) تو اس وقت اذا شرط کے معنی میں ہوتا ہے اور اس کے بعد جملہ ہوتا ہے اور وہ جملہ کبھی اسمیہ ہوتا ہے جیسے اٰتِیْکَ اِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ۔ اذا جملہ پر داخل ہے اور جملہ اسمیہ ہے اور کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے جیسے اٰتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔ اس مثال میں اذا جملہ پر داخل ہے اور وہ جملہ فعلیہ ہے۔ لیکن ان میں اذا کا جملہ فعلیہ پر داخل ہونا اولیٰ ہے۔ کیونکہ یہ شرط کا معنی دیتا ہے اور شرط جملہ فعلیہ ہوتی ہے۔

**وَقَدْ تَکُوْنُ لِلْمُفَاجَاةِ الخ:** اس عبارت سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اذا کا معنی شرط میں اصل ہے اور قلیل

الاستعمال اور خلافِ اصل یہ ہے کہ مفاجات کا معنی بھی دیتا ہے۔ مفاجاۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے اور مہموز اللام سے ہے بمعنی اچانک اور ناگاہ کسی چیز کو لے لینا یعنی اذا اس وقت اچانک کسی چیز کے ہونے اور ملنے پر دلالت کرتا ہے۔ چونکہ اس وقت اس میں شرط کے معنی نہیں ہوتے لہٰذا اس کے بعد مبتداء کا آنا مختار اور اولیٰ ہے تاکہ اِذَا شرطیہ اور اذا مفاجاتیہ میں فرق ہو جائے جیسے خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ (میں نکلا کہ اچانک درندہ کھڑا ہونے والا تھا) اس مثال میں اذا مفاجاتیہ ہے اور اس کے بعد جملہ اسمیہ ہے جو کہ ''السَّبُعُ واقفٌ'' ہے۔

**خلاصة الكلام:** یہ ہوا کہ جب اِذَا ظرف زمانیہ شرط کے معنی میں ہو تو اس کا جملہ فعلیہ پر داخل ہونا مختار اور اولیٰ ہے جبکہ جملہ اسمیہ بھی لایا جاسکتا ہے جیسا کہ امثلہ بالا میں گذرا اور جب اذا مفاجاتیہ ہو تو اس کا جملہ اسمیہ پر داخل ہونا اولیٰ ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔

**القسم الرابع (وَمِنْهَا اِذْ وَهِيَ..... طالعةٌ):** ظروف مبنیہ کی چوتھی قسم اِذْ ہے یہ ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ مستقبل پر داخل ہو۔ یعنی اگر فعل مضارع پر داخل ہو تو اس کو بھی ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے اور یہ بھی اِذَا کی طرح جملہ فعلیہ اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے۔ جملہ فعلیہ کی مثال جِئْتُکَ اِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، اس مثال میں طلعتِ الشمس جملہ فعلیہ ہے اور ماضی ہے اور اس پر اذ داخل ہے معنی ہے (میں تیرے پاس آیا جب سورج نکلا) جملہ اسمیہ کی مثال جِئْتُکَ اِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ (میں تیرے پاس آیا جب سورج نکلنے والا تھا) اس میں الشَّمْسُ طَالِعَةٌ جملہ اسمیہ ہے۔ اور اسکا مبنی ہونا حرفِ من اور فی کے ساتھ بناء کی مشابہت کے باعث ہے۔ وہ بھی تین حرفوں سے کم ہیں اور یہ بھی۔

وَمِنْهَا اَيْنَ وَاَنّٰى لِلْمَكَانِ بِمَعْنَى الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَيْنَ تَمْشِيْ وَاَنّٰى تَقْعُدُ وَبِمَعْنَى الشَّرْطِ نَحْوُ اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ وَاَنّٰى تَقُمْ اَقُمْ وَمِنْهَا مَتٰى لِلزَّمَانِ شَرْطًا وَاِسْتِفْهَامًا نَحْوُ مَتٰى تَصُمْ اَصُمْ وَمَتٰى تُسَافِرُ وَمِنْهَا كَيْفَ لِلْاِسْتِفْهَامِ حَالاً نَحْوُ كَيْفَ اَنْتَ اَىْ فِيْ اَىِّ حَالٍ اَنْتَ وَمِنْهَا اَيَّانَ لِلزَّمَانِ اِسْتِفْهَامًا نَحْوُ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ.

**ترجمة:** اور ان ظروف مبنیہ میں سے این اور انی ہیں جو مکان کیلئے ہونے والے ہیں اس حال میں کہ وہ استفہام کے معنی کے ساتھ ہیں جیسے این تمشی الخ اور شرط کے معنی کے ساتھ جیسے این تجلس اجلس الخ۔ اور ان ظروف مبنیہ میں سے متی ہے جو کہ زمان کیلئے ہونے والا ہے باعتبار شرط اور باعتبار استفہام کے جیسے متی تصم اصم الخ۔ اور ان میں سے کیف ہے جو استفہام کے کیلئے ہونے والا ہے باعتبار حال کے جیسے کیف انت یعنی فی ایّ حال انت (تو کس حالت میں ہے) اور ان میں سے ایان ہے جو زمان کے واسطے ہونے والا ہے باعتبار استفہام کے جیسے ایان یوم الدین (جزاء کا دن کب ہوگا؟)

**تشریح: القسم الخامس (وَمِنْهَا اَيْنَ وَاَنّٰى ......اَقُمْ):** ظروف مبنیہ کی پانچویں قسم این اور انّٰی ہے یہ ظروف مکان کیلئے ہیں اور مبنی بر فتح ہوتے ہیں۔ اور ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حرف استفہام اور حرف شرط کے معنی کو متضمن ہیں اور جو مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہوتا ہے وہ مبنی ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی مبنی ہیں۔ اگر استفہام کے معنی کو متضمن ہوں تو ان کا معنی ''کہاں'' ہوگا اور جب شرط کے معنی کو متضمن ہوں تو معنی ''جہاں'' ہوگا اور شرط کے معنی دینے کی صورت میں دو جملوں پر داخل ہونگے اول کو شرط اور ثانی کو جزاء کہیں گے۔ استفہام کی مثال اَيْنَ تَمْشِيْ (تو کہاں جارہا ہے) اَنّٰى تَقْعُدُ (تو کہاں بیٹھا ہے) دونوں مثالوں میں این اور انی

استفہام کے معنی میں ہیں۔شرط کی مثال، اَیْنَ تَجلِسْ اَجْلِسْ (تو جہاں بیٹھے گا میں وہاں بیٹھوں گا اَنّٰی تَقُمْ اَقُمْ (تو جہاں کھڑا ہوگا میں وہاں کھڑا ہونگا) ان دونوں امثلہ میں این اور انی شرط کے معنی میں ہونے کی وجہ سے دو جملوں پر داخل ہیں۔(ف) انّی کبھی کیف کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے اَنّٰی شِئْتُمْ (جس طرح چاہو)۔

**القسم السادس (وَمِنْهَا مَتٰی ......تُسَافِرُ):** ظروف مبنیہ کی چھٹی قسم متٰی ہے۔ یہ ظروف زمان میں سے ہیں اور شرط یا استفہام کے معنی میں استعمال ہونے کی وجہ سے حرف شرط اور حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہے جس کے سبب مبنی ہے یہ بھی اگر شرط کے معنی کو متضمن ہو تو دو جملوں پر داخل ہوگا اول شرط ثانی جزاء بنے گا جیسے شرط کی مثال متٰی تَصُمْ اَصُمْ (جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا) اور استفہام کی مثال متٰی تُسَافِرُ (تو کب سفر کرے گا) اول مثال میں دو جملے ہیں اور ثانی میں ایک جملہ ہے۔

**القسم السابع (و منها كيف ......انت):** ظروف مبنیہ کی ساتوین قسم کیف ہے یہ حال کے دریافت کرنے کیلئے آتا ہے جیسے كيف انت (تو کس حالت میں ہے) یہ حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔

**القسم الثامن (وَمِنْهَا اَيَّانَ......يَوْمُ الدِّيْنِ):** ظروف مبنیہ کی آٹھویں قسم ایان ہے اور ظرف زمان کیلئے ہے اور اس زمان سے استفہام کیلئے خاص ہے۔اس میں شرط کے معنی نہیں حرف استفہام کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے مبنی ہے جیسے اَيَّانَ يَوْمُ الدين (یوم جزاء کب ہوگا)۔

**(فائده) ایان اور متی کے درمیان فرق:** یہ ہے کہ ایان صرف زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے اور امور عظام یعنی بڑی چیزوں کے متعلق سوال کرنے کیلئے آتا ہے جیسے اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ لهٰذا اَيَّانَ يوم قيام زيد (زید کے کھڑے ہونے کا دن کونسا ہے) کہنا درست نہیں بخلاف متی کے وہ عام ہے زمانہ ماضی و مستقبل دونوں کیلئے آتا ہے اور ہر بڑی چھوٹی چیز کے دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔

وَمِنْهَا مُذْ وَمُنْذُ بِمَعْنٰى اَوَّلِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِمَتٰى نَحْوُ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ مَتٰى مَا رَأَيْتَ زَيْدًا اَىْ اَوَّلُ مُدَّةِ انْقِطَاعِ رُؤْيَتِىْ اِيَّاهُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَبِمَعْنٰى جَمِيْعِ الْمُدَّةِ اِنْ صَلُحَ جَوَابًا لِكَمْ نَحْوُ مَا رَأَيْتُهُ مُذْ اَوْ مُنْذُ يَوْمَانِ فِيْ جَوَابِ مَنْ قَالَ كَمْ مُدَّةً مَا رَأَيْتَ زَيْدًا اَىْ جَمِيْعُ مُدَّةِ مَا رَأَيْتُهُ يَوْمَانِ.

**ترجمة:** اور ان ظروف مبنیہ میں سے مذ اور منذ ہیں جو اول مدۃ کے معنی کے ساتھ ہونے والے ہیں اگر متی کیلئے جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے ما رايتهٗ مذ او منذ يوم الجمعة اس شخص کے جواب میں جس نے کہا متی ما رايت زيدا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدائی مدۃ جمعہ کا دن ہے۔اور جمیع مدۃ کے معنی کے ساتھ ہونے والے ہیں اگر کم کے لئے جواب بننے کی صلاحیت رکھیں جیسے ما رايتهٗ مذ او منذ يومان اس شخص کے جواب میں جس نے کہا كَمْ مُدَّةً مَارَأَيْتَ زَيْدًا (تو نے زید کو کتنی مدت نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ساری مدت دو دن ہے۔

**تشريح: القسم التاسع (وَمِنْهَا مُذْوَمُنْذُ ...... يَوْمَانِ):** ظروف مبنیہ کی نویں قسم مذ اور منذ ہیں اول مبنی بر سکون اور ثانی مبنی بر ضم ہے۔اور ان کا استعمال دو طرح کا ہے ایک بطور حرف جر اور ایک بطور اسم ظرف جب یہ حرف جر ہونگے تو ان کا مبنی ہونا واضح ہے اور جب یہ اسم ظرف ہونگے تو ان کا مبنی ہونا اس وجہ سے ہے کہ یہ حرف جر کے مشابہ ہیں۔یا اس لئے مبنی ہیں کہ مذ کی بنا تین

حرفوں سے کم پر ہے اور من اور فی حرف جر کی طرح ہیں۔ اور منذ مذ پر محمول ہے۔

منذ اور مذ جب اسم ظرف ہوں تو ان کے دو معنی آتے ہیں ایک اول مدۃ کے معنی میں اور دوسرا جمیع مدت کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی پہلے والے فعل کی شروع مدت بتلاتے ہیں یا فعل مذکور جتنے زمانہ میں ہوا وہ پوری مدت بتلاتے ہیں۔ اب رہا یہ معلوم کرنا کہ اول معنی کب ہوگا اور ثانی معنی کب ہوگا تو اس بارے میں مصنفؒ نے تفصیل بیان کی ہے کہ یہ مذ اور منذ متی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھیں گے یا کم کا جواب بننے کی استعداد رکھیں گے اگر ان میں سے ہر ایک متی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھے گا تو ہر ایک اول مدت کے معنی میں ہوگا جیسے کسی نے کہا مَتٰی مَا رَأَیْتَ زَیْدًا (تو نے زید کو کب سے نہیں دیکھا) تو اس کے جواب میں کہا مَا رَأَیْتُهٗ مُنْذُ اَوْ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ (میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتدائی مدت جمعہ کا دن ہے۔ تو اس مثال میں مذ اور منذ متی کا جواب واقع ہوئے ہیں اسی وجہ سے انکا معنی اول مدت کیا گیا ہے۔

اسی طرح اگر مذ اور منذ کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھیں گے تو ان کا معنی جمیع مدت ہوگا جیسے کسی نے پوچھا کَمْ مُدَّةً مَا رَأَیْتَ زَیْدًا (تو نے زید کو کتنی مدت نہیں دیکھا) تو اس کے جواب میں کہا گیا ''مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ یومان اور منذ یَوْمَانِ اَیْ جَمِیْعُ مُدَّةِ اِنْقِطَاعِ رُؤْیَتِیْ اِیَّاهُ یَوْمَانِ (میں نے اس کو دو دن نہیں دیکھا یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی جمیع مدت دو دن ہیں) ان دونوں مثالوں میں مذ اور منذ کم کے جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس لئے ان کا معنی جمیع مدت ہے۔

**وَمِنْهَا لَدٰی وَلَدُنْ بِمَعْنٰی عِنْدَ نَحْوُ اَلْمَالُ لَدَیْکَ وَالْفَرْقُ بَیْنَهُمَا اَنَّ عِنْدَ لَا یُشْتَرَطُ فِیْهِ الْحُضُوْرُ وَیُشْتَرَطُ ذٰلِکَ فِیْ لَدٰی وَلَدُنْ وَجَاءَ فِیْهِ لُغَاتٌ اُخَرُ لَدْنِ وَلُدْنِ وَلَدَنْ وَلَدْ وَلُدْ وَلُدُ وَمِنْهَا قَطُّ لِلْمَاضِیْ الْمَنْفِیْ نَحْوُ مَا رَأَیْتُهٗ قَطُّ وَمِنْهَا عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبَلِ الْمَنْفِیْ نَحْوُ لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا اُضِیْفَ الظُّرُوْفُ اِلَی الْجُمْلَةِ اَوْ اِلٰی اِذْ جَازَ بِنَاؤُهَا عَلَی الْفَتْحِ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی هٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ کَیَوْمَئِذٍ وَحِیْنَئِذٍ وَکَذٰلِکَ مِثْلُ وَغَیْرُ مَعَ مَا وَاَنْ تَقُوْلُ ضَرَبْتُهٗ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَیْدٌ وَغَیْرَ اَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ وَمِنْهَا اَمْسِ بِالْکَسْرِ عِنْدَ اَهْلِ الْحِجَازِ۔**

**ترجمة:** اور ان ظروف مبنیہ میں سے لدی اور لدن ہیں جو عند کے معنی میں ہیں جیسے اَلْمَالُ لَدَیْکَ (مال تیرے پاس ہے) اور فرق ان دونوں کے درمیان یہ ہے کہ عند میں چیز کا حاضر ہونا شرط نہیں کیا گیا اور وہ لدی اور لدن میں شرط کیا جاتا ہے۔ اور اس میں دوسری لغات آئی ہیں لدن الخ اور ان ظروف میں سے قط ہے جو کہ ماضی منفی کیلئے ہونے والا ہے جیسے مَارَأَیْتُهٗ قَطُّ اور ان میں سے عوض ہے جو مستقبل منفی کیلئے ہونے والا ہے جیسے لَا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ اور جان لیجئے کہ شان یہ ہے کہ جب ظروف کی جملہ کی طرف اضافت کی جائے یا اِذْ کی طرف تو ان کا مبنی برفتحہ ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم اور جیسے یومئذٍ اور حینئذٍ اور اسی طرح مثل اور غیر ما، اَنْ اور اَنَّ کے ساتھ تو کہے گا ضَرَبْتُهٗ مثل ما ضرب زید (میں نے اس کو مارا زید کو مارنے کی مثل) اور غیر اَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ (میں نے اس کو مارا زید کے مارنے کے بغیر) اور ان ظروف مبنیہ میں سے اَمس (بالکسر) ہے اہل حجاز کے نزدیک۔

**تشریح:** **القسم العاشر (وَمِنْهَا لَدٰی وَلَدُنْ ......وَلُدُ):** مصنفؒ نے ظروف مبنیّہ کی اقسام میں سے دسویں قسم جو کہ لدی اور لدن ہیں کو بیان کر رہے ہیں اور یہ دونوں عند کے معنی میں ہوتے ہیں البتہ لدیٰ اور لَدُنْ اور عند کے درمیان فرق

یہ ہے کہ عند کے وقت اس چیز کا جس کیلئے عند کا مضاف الیہ ظرف بن رہا ہے حاضر ہونا شرط ہے اور لدی اور لدن میں یہ شرط نہیں۔ لہٰذا اَلْمَالُ عِنْدَکَ اس وقت کہا جاسکتا ہے جب مال مخاطب کے پاس سامنے پڑا ہو یا خزانے میں موجود ہو یا اس کے پاس نہ ہو لیکن اَلْمَالُ لَدَیْکَ اور لدن کے بارے میں چند لغتیں ہیں جن کو آپ عبارت میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ باقی ان کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لدن کے بعض لغات میں دو حرف ہیں اور اس کی بناء تین حرفوں سے کم ہونے کے باعث من اور فی کے مشابہ ہے جو کہ حرف ہیں باقی اسی پر محمول ہوتے ہوئے مبنی ہیں۔

**القسم الحادی عشر (وَمِنْهَا قَطُّ ......قَطُّ):** اور ان ظروف کی ایک قسم قطُّ ہے یہ فقط ماضی منفی میں استغراقِ نفی کیلئے آتا ہے جیسے مارأیتہٗ قَطّ (میں نے اسکو کبھی نہیں دیکھا) اگر یہ مضارع منفی پر داخل ہو تب بھی اس کو ماضی منفی کے معنی میں کردے گا جیسے مَا اَضْرِبُهٗ قط (میں نے اس کو کبھی نہیں مارا) اسی طرح حدیث پاک میں ہے "لم یَتَمَعَّرْ وَجْهُهٗ قَطُّ (اسکا چہرا کبھی بھی تبدیل نہیں ہوا) یہ قلت بناء میں حرف کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔

**القسم الثانی عشر (وَمِنْهَا عَوضُ ......عَوضُ):** ظروف مبنیہ کی بارہویں قسم عوض ہے یہ مضارع منفی میں استغراق نفی کیلئے آتا ہے۔ جیسے لا اَضْرِبُهٗ عَوْضُ (میں اسے کبھی بھی نہیں ماروں گا) اس کے مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا مضاف الیہ قبل اور بعد کی طرح محذوف منوی ہوتا ہے لہٰذا مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے حرف کے مشابہ ہے۔

**القسم الثالث عشر (ومنها اَمْسِ ......اَهْلُ الحِجَازِ):** ان ظروف مبنیہ میں سے ایک اَمْسِ ہے جو کہ کسرہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ اہل حجاز کے نزدیک مبنی ہے لیکن بعض حضرات کے ہاں معرب معرفہ ہے لیکن جب مضاف ہو یا معرف باللام ہو اور اگر نکرہ کیا جائے تو بالاتفاق معرب ہوگا جیسے مَضٰی اَمْسُنَا (ہمارا کل گزر گیا) مَضٰی الْاَمْسُ الْمُبَارَکُ (کل گذشتہ مبارک گذر گیا) کُلُّ غَدٍ صَارَ امسًا (ہر آنے والا کل کوئی اور کل گذشتہ ہو جاتا ہے)۔

**البحث الثالث فی فائدة مهمة (وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا اُضِیْفَ ......اَنْ ضَرَبَ زَیْدٌ):**

اس عبارت میں مصنفؒ نے ان ظروف کے متعلق بناء کی صورت بیان کی ہے جو کہ مبنی نہیں بلکہ معرب ہیں لیکن بعض صورتوں میں وہ بھی مبنی بن جاتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ وہ ظروف جو مبنی نہیں جب جملہ یا کلمہ اذ کی طرف مضاف ہوں (پھر یہ اذ جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے) تو ان ظروف کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ ظروف جملہ مضاف الیہ سے بنا کر حاصل کرلیں گے اور جملہ صاحب مفصل کے ہاں مبنی ہے۔ جیسے هٰذَا یَوْمَ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُهُمْ میں یوم کا جملہ کی طرف مضاف ہونے کی وجہ سے مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح یَوْمَئِذٍ اور حِیْنَئِذٍ میں یوم اور حین کو بوجہ اذ کی طرف مضاف ہونے کے جائز ہے مبنی برفتحہ پڑھنا۔ نیز جواز سے یہ معلوم ہوتا ہے ان کو مبنی برفتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ معرب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ اسی طرح جب لفظ مثل اور غیر کو مبنی برفتحہ پڑھنا جائز ہے واجب نہیں جب ان کے بعد ما ہو یا اَنْ مصدریہ ہو یا اَنَّ ثقیلہ ہو جیسے ضَرَبْتُهٗ مِثْلَ مَاضَرَبَ زیدٌ، غیر ان ضَرَب زیدٌان میں مثل اور غیر کو فتحہ پر مبنی کرتے ہوئے بھی پڑھا جاسکتا ہے اور ان کو معرب بھی پڑھ سکتے ہیں چونکہ یہ جملہ کی طرف محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہیں لہٰذا مبنی پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور چونکہ اصل اسم میں معرب ہونا ہے اس وجہ سے معرب پڑھنا بھی جائز ہے۔

اگر چہ مثل اور غیر ظروف نہیں لیکن مضاف الیہ کی طرف محتاج ہونے اور مبنی برفتحہ کے جواز میں ظروف کے مشابہ ہیں اس وجہ سے ان کو ظروف کی بحث میں ذکر کر دیا۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة:** ۱۔ظروف مبنیہ کی تعریف ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔قبل اور بعد اور ان کے نظائر کی کتنی حالتیں ہیں اور کونسی حالت مبنی ہے اور کیوں؟(دیکھئے البحث الثانی والقسم الاول) ۳۔عند، اور لدیٰ کا فرق مثالوں سے واضح کریں(دیکھئے القسم العاشر) ۴۔ظروف غیر مبنیہ کو مبنی برفتحہ پڑھنا کب جائز ہے تفصیلاً لکھیے(دیکھئے البحث الثالث)

## الكأس الدهاق فی اسئلة الوفاق علی ترتيب الكتاب

۱۔ المضمر اسم وضع ليدل علی متكلم او مخاطب او غائب، تقدم ذكره لفظا او معنیً او حكمًا۔ مضمر کی تعریف اور اقسام تحریر کرو، تقدم لفظی، معنوی اور حکمی کی تعریف اور ان کی مثالیں لکھیے (شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ، ص ۵۸ م۔رح) ۲۔وما ومن وایّ وایّة وذو بمعنی الذی فی لغت بنی طی كقول الشاعر. فان الماء ماء ابی وجدی: وبئری ذو حفرت و ذو طويت (۱) ما اور من کا استعمال اور دونوں کے درمیان فرق مثالوں سے واضح کریں (۲) ایّ اور ایّۃ کے معرب اور مبنی ہونے کی صورتیں بیان کریں (۳) شعر کا ترجمہ اور ترکیب کریں۔(رجب المرجب ۱۴۲۳ھ) ص ۶۱، م۔رح (للبنات) ۳۔ فان الماء ماء ابی وجدی، وبيری ذو حفرت و ذو طويت. اس بیت کا سلیس ترجمہ کریں اور یہ بھی بتائیں کہ یہ شعر کس کی مثال ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ، ص ۶۲ م۔رح) ۴۔ فان الماء ماء ابی وجدی: وبيری ذو حفرت و ذو طويت یہ شعر لکھ کر اس پر اعراب لگائیں اردو یا فارسی میں ترجمہ کریں اور یہ بتائیں کہ یہ شعر کس چیز کی مثال ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ، ص ۶۲ م۔رح) ۵۔ اسماء الافعال ھو كل اسم بمعنی الامر والماضی، اسم فعل کی تعریف، اس کے احکام لکھیں اور بتائیں کہ قطام، غلاب اور حضار اسمائے افعال میں سے ہیں کہ نہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ، ص ۲۲۔۲۳ م۔رح)(للبنات) ۶۔کم کتنے اقسام پر ہے۔اس کی تمیز کو کونسی اعراب ہوتی ہے اور یہ بھی بتائیں کہ اس کی تمیز مفرد ہوتی ہے یا جمع؟ مثالوں کے ساتھ بیان کرو (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ، ص ۶۴ م۔رح)

## الباب الثامن فى الخاتمة على ضوء الخريطة
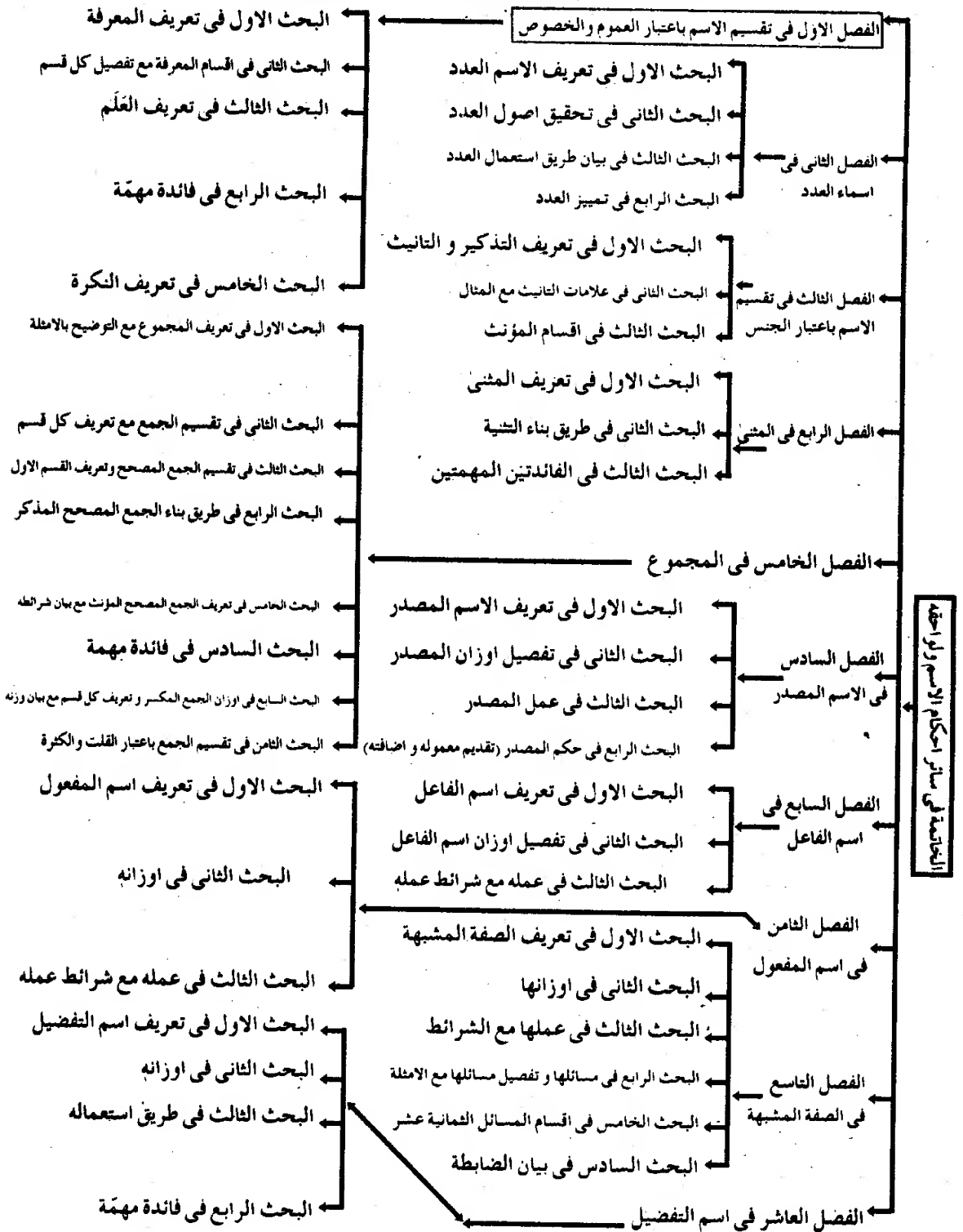
# اَلْبَابُ الثَّامِنُ فِی بَیَانِ الْخَاتِمَۃِ فِیْ سَائِرِ اَحْکَامِ الْاِسْمِ وَلَوَاحِقِہٖ غَیْرَ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ

اَلْخَاتِمَۃُ فِی سَائِرِ اَحْکَامِ الْاِسْمِ وَلَوَاحِقِہٖ غَیْرَ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَفِیْھَا فُصُوْلٌ.

**ترجمۃ:** اور خاتمہ اسم کے بقیہ احکام اور اس کے لواحق کے بیان میں ہے جو کہ اعراب و بناء کے غیر میں ہے اور اس میں چند فصول ہیں۔

تشریح: مصنفؒ نے اب تک قسم اول کے باب اول جو کہ اسم معرب کے بیان میں تھا اور باب ثانی جو کہ مبنی کے بیان میں تھا کو بیان کیا ہے۔ اب خاتمہ کے عنوان کے تحت اسم کے ان بقیہ احکام کو بیان فرماتے ہیں جو کہ اعراب و بناء کے علاوہ اسم پر طاری ہوتے ہیں جو کہ چند فصول پر مشتمل ہیں۔

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی تَقْسِیْمِ الْاِسْمِ بِاِعْتِبَارِ الْعُمُوْمِ وَالْخُصُوْصِ

فَصْلٌ. اِعْلَمْ اَنَّ الْاِسْمَ عَلٰی قِسْمَیْنِ مَعْرِفَۃٌ وَنَکِرَۃٌ اَلْمَعْرِفَۃُ اِسْمٌ وُضِعَ لِشَیْءٍ مُعَیَّنٍ وَھِیَ سِتَّۃُ اَقْسَامٍ اَلْمُضْمَرَاتُ وَالْاَعْلَامُ وَالْمُبْھَمَاتُ اَعْنِیْ اَسْمَاءَ الْاِشَارَاتِ وَالْمَوْصُوْلَاتِ وَالْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ وَالْمُضَافُ اِلٰی اَحَدِھَا اِضَافَۃً مَعْنَوِیَّۃً وَالْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْعَلَمُ مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ مُعَیَّنٍ لَایَتَنَاوَلُ غَیْرَہٗ بِوَضْعٍ وَاحِدٍ وَاَعْرَفُ الْمَعَارِفِ اَلْمُضْمَرُ الْمُتَکَلِّمُ نَحْوُ اَنَا وَنَحْنُ ثُمَّ الْمُخَاطَبُ نَحْوُ اَنْتَ ثُمَّ الْغَائِبُ نَحْوُ ھُوَ ثُمَّ الْعَلَمُ ثُمَّ الْمُبْھَمَاتُ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِاللَّامِ ثُمَّ الْمُعَرَّفُ بِالنِّدَاءِ وَالْمُضَافُ فِی قُوَّۃِ الْمُضَافِ اِلَیْہِ وَالنَّکِرَۃُ مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ غَیْرِ مُعَیَّنٍ کَرَجُلٍ وَفَرَسٍ.

**ترجمۃ:** جان لیجئے کہ تحقیق اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین شئی کیلئے وضع کیا گیا ہو اور وہ چھ اقسام ہیں المضمر ات، اور اعلام اور مبھمات مراد لیتا ہوں اسماء اشارات اور اسماء موصولات کو اور معرف باللام اور وہ اسم جو ان میں سے ایک اسم کی طرف مضاف ہو اضافت معنوی اور معرف بالنداء۔ اور علم وہ اسم ہے جو معین شئی کیلئے وضع کیا گیا ہو دراں حالیکہ ایک ہی وضع سے اس کے غیر کو شامل نہ ہو۔ اعرف المعارف ضمیر متکلم ہے جیسے انا نحن پھر مخاطب کی ضمیر پھر غائب جیسے ھو پھر علم پھر مبھمات پھر معرف باللام پھر معرف بالنداء اور مضاف مضاف الیہ کی قوت میں ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو جیسے رجل اور فرس۔

**خلاصۃ المباحث:** خاتمہ فی احکام سائر الاسم الخ کی پہلی فصل جو کہ اسم کی تقسیم میں ہے باعتبار عموم وخصوص کے اسم دو قسم پر ہے معرفہ اور نکرہ۔ یہ فصل پانچ ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔ معرفہ کی تعریف (اَلْمَعْرِفَۃُ اِسْمٌ...... مُعَیَّنٌ) ۲۔ اقسام معرفہ مع تفصیل کل قسم (وَھِیَ سِتَّۃٌ...... بِالنِّدَاءِ) ۳۔ علم کی تعریف: (وَالْعَلَمُ مَا ...... وَاحِدٍ) ۴۔ ایک اہم فائدہ (اَعْرَفُ الْمَعَارِفِ...... اَلْمُضَافُ اِلَیْہِ) ۵۔ نکرہ کی تعریف (وَالنَّکِرَۃُ مَاوُضِعَ ...... وَفَرَسٍ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف المعرفۃ** (اَلْمَعْرِفَۃُ اِسْمٌ...... مُعَیَّنٌ):

اس عبارت میں اسم معرفہ کی تعریف ذکر کی گئی ہے۔ معرفہ وہ اسم ہے جو کسی خاص شئی اور معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ معرفہ اسم ہوگا ۲۔ موضوع ہوگا ۳۔ معین چیز کیلئے وضع کیا گیا ہوگا جیسے زَیْدٌ۔ اسم بھی ہے

اور موضوع ہے اور معین شخص کیلئے موضوع ہے۔ اسی طرح مکہ، مدینہ وغیرہ۔

**تعریف و معرّف / فوائد قیود:** المعرفۃ معرّف ہے اور اسم الخ یہ تعریف ہے اور تعریف میں ایک جنس (جو کہ معرّف اور اس کے غیر کو شامل ہوتی ہے) ہے اور کئی فصول ہوتی ہیں جو کہ جدائی کا فائدہ دیتی ہیں۔ تو اس تعریف میں ''اِسْمٌ مَا وُضِعَ'' جنس ہے اور ''لِشَيْءٍ معيّنٍ'' یہ فصل ہے اس سے اسم نکرہ خارج ہو گیا۔

## البحث الثانی فی اقسام المعرفۃ مع تفصیل کل قسم (وَهِيَ سِتَّةٌ ...... بِالنِّدَاءِ):

معرفہ کی اقسام کے بارے میں دو قول ہیں بعض کہتے ہیں چھ ہیں اور بعض کہتے ہیں سات ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں دراصل بات یہ ہے کہ جو نحوی کہتے ہیں کہ چھ اقسام ہیں جیسا کہ مصنفؒ نے کہا ہے، وہ اسماء اشارات اور اسماء موصولات کو ایک قسم شمار کرتے ہیں اور انہیں مبہمات کہتے ہیں اور جو کہتے ہیں کہ سات اقسام ہیں وہ ان دونوں کو الگ الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ مصنفؒ نے چونکہ اول قول کو لیا ہے اس وجہ سے کہا ''وَهِيَ سِتَّةٌ'' یعنی وہ چھ اقسام ہیں۔ ۱۔مضمرات ۲۔اعلام ۳۔مبہمات (اسماء اشارات، اسماء موصولات) ۴۔معرفہ باللام، ۵۔وہ اسم جو ان چار میں سے کسی ایک اسم کی طرف مضاف ہو اضافت معنوی کے ساتھ ۶۔معرفہ بالنداء۔ چونکہ تمام اقسام کی تفصیل اسم غیر متمکن کی اقسام کے ضمن گزر چکی ہے البتہ اعلام کی تفصیل باقی تھی تو مصنفؒ نے اس کو بیان کیا باقی کو چھوڑ دیا۔ لہٰذا ہم بھی ان کی تفصیل کو بیان نہیں کرتے۔

## البحث الثالث فی تعریف العلم (وَالْعَلَمُ مَاوُضِعَ ...... وَاحِدٍ):

علم لغت میں علامت اور نشانی کو کہتے ہیں علم کا معنی جھنڈا اس لئے ہے کہ وہ بھی علامت ہوا کرتا ہے لیکن اصطلاح نحات میں علم وہ اسم ہے جو کہ معین شئی کیلئے وضع کیا گیا ہو اس طور پر کہ اس وضع کے ساتھ وہی مراد ہو کوئی اور شئی مراد نہ ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں کہ ۱۔علم اسم ہوگا ۲۔معین شئی کیلئے موضوع ہوگا ۳۔اسی وضع کے ساتھ اپنے غیر کو شامل نہ ہوگا۔

**تعریف و معرّف / فوائد قیود:** اس عبارت میں العلم معرّف ہے اور ماوضع الخ یہ تعریف ہے اور اس میں ماوضع الخ درجہ جنس ہے سب معارف کو شامل ہے لایتناول غیرہ یہ فصل ہے اس سے علم کے علاوہ سب معارف خارج ہو گئے۔

**بِوَضْعٍ وَاحِدٍ** کا مطلب یہ ہے کہ اس وضع کے ساتھ غیر کو شامل نہ ہو اگر غیر پر وہ اسم بولا جائے تو دوسری وضع کے ساتھ ہو۔ مثلاً زید کئی شخصوں کا نام ہے مگر ایک وضع کے اعتبار سے صرف ایک معین شخص کو شامل ہوگا اور دوسرے زید کو زید کہنا دوسری وضع کے اعتبار سے ہوگا نہ کہ پہلی وضع کے اعتبار سے۔

## البحث الرابع فی فائدۃ مھمۃ (اَعْرَفُ الْمَعَارِفِ ...... اَلْمُضَافُ اِلَيْهِ):

اس عبارت میں اس بات کو بتلایا گیا ہے کہ معرفہ کی اقسام کے درمیان کیا مراتب ہیں چنانچہ فرمایا سب سے اعلیٰ درجہ کا معرفہ ضمیر متکلم کی ہے جیسے انا اور نحن، اس سے کم درجہ مخاطب کی ضمیر جیسے انت پھر اس کے بعد غائب کی ضمیر جیسے ھو، ھی وغیرہ اس کے بعد علم ہے جیسے زیدٌ اس کے بعد مبہمات یعنی اسماء اشارات اور اسماء موصولات البتہ ان دونوں میں سے ہر ایک معرفہ ہونے میں مساوی درجہ رکھتے ہیں ایک دوسرے سے اعلیٰ نہیں جیسے ھذہ ھٰؤلاء، الذی وغیرہ۔ پھر وہ اسم جو کہ الف لام کے ساتھ معرفہ بنایا گیا جیسے الکتاب وغیرہ اس

کے بعد معرفہ بالنداء ہے۔ باقی وہ اسم جو پہلے چار اسموں کی طرف مضاف ہونے والا ہے اس کا مرتبہ مضاف الیہ کے اعتبار سے ہوگا یعنی جس مرتبہ کا مضاف الیہ ہوگا اسی مرتبہ کا مضاف ہوگا اگر مضاف متکلم کی ضمیر ہے تو مضاف کا حکم معرفہ ہونے میں متکلم کی ضمیر کی طرح ہے۔ جیسے غلامی، غلامنا وغیرہ۔

## البحث الخامس فی تعریف النکرۃ (وَالنَّکِرَۃُ مَاوُضِعَ ...... وَفَرَسٍ):

اس عبارت میں نکرہ کی تعریف کی گئی ہے۔ نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معیّن شئی کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ اس تعریف سے بھی تین باتیں معلوم ہوئیں ا۔اسم ہوگا ۲۔موضوع ہوگا ۳۔غیر معین چیز کیلئے موضوع ہوگا جیسے رَجُلٌ ، فَرَسٌ۔ اس تعریف میں ماوضع بہ درجہ جنس ہے تمام اسماء کو شامل ہے غیر معیّن یہ فصل ہے اس سے نکرہ کے علاوہ تمام اسماء خارج ہوگئے۔

**الاعادۃ علی ضوء الاسئلۃ** ا۔معرفہ اور نکرہ کی تعریف اور مثالیں لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول والخامس) ۲۔معرفہ کی اقسام کتنی ہیں اور نحات کا کیا اختلاف ہے (دیکھیے البحث الثالث) ۳۔اعرف المعارف کی بحث کو تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِیْ اَسْمَاءِ الْعَدَدِ

فَصْلٌ، اَسْمَاءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ لِیَدُلَّ عَلٰی کَمِیَّۃِ اٰحَادِ الْاَشْیَاءِ وَاُصُوْلُ الْعَدَدِ اِثْنَتَا عَشَرَۃَ کَلِمَۃً وَاحِدٌ اِلٰی عَشَرَۃٍ وَمِائَۃٌ وَاَلْفٌ.

**ترجمۃ:** اسماء العدد وہ اسم ہے جو اشیاء کے افراد کی مقدار پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو اور اصول عدد بارہ کلمے ہیں واحد سے عشرۃ تک اور مائۃ اور الف۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ خاتمہ کی دوسری فصل اسماء عدد کے بیان میں ہے۔ یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے ا۔اسم عدد کی تعریف (اَسْمَاءُ الْعَدَدِ مَا وُضِعَ ...... اَلْاَشْیَاءِ) ۲۔اصول عدد کی تحقیق (وَاُصُوْلُ الْعَدَدَ ...... والفٌ) ۳۔اسماء عدد کے استعمال کا طریقہ (وَاِسْتِعْمَالُہٗ ...... وَعَلَیْکَ بِالْقِیَاسِ) ۴۔اسم عدد کی تمیز (وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِد ...... وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف الاسم العدد (اسماء العدد ...... اَلْاَشْیَاءِ):

اسماء جمع ہے اسم کی عدد کا لغوی معنی گننا گنتی تو اسماء العدد کا معنی گنتی کے نام اور اصطلاح میں اسم عدد وہ اسم ہے جو اشیاء کے افراد کی کمیت ومقدار پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ا۔اسم ہوگا ۲۔اسم موضوع ہوگا ۳۔اشیاء کے افراد کی کمیت پر دلالت کرے گا۔

## البحث الثانی فی تحقیق اصول العدد (وَاُصُوْلُ الْعَدَدِ ...... وَاَلْفٌ):

عدد کے اصول بارہ الفاظ ہیں بقیہ اعداد انہیں سے مرکب ہیں۔ ان میں نو اکائیاں واحد سے تسعۃ تک اور ایک دھائی جو کہ عشرۃ ہے اور ایک سینکڑہ جو کہ مائۃ ہے اور ایک ہزار جو کہ الف ہے۔ تو کل بارہ کلمے ہیں اور باقی اعداد انہیں اصول کو جوڑ کر بصورت ترکیب کے جیسے اَحَدٌ و عِشْرُوْنَ یا بصورت اضافت کے جیسے ثَلاثُ مِائَۃٍ، اَرْبَعُ مِائَۃٍ بنائے جاتے ہیں۔

وَاِسْتِعْمَالُهُ مِنْ وَاحِدٍ اِلٰى اِثْنَيْنِ عَلَى الْقِيَاسِ اَعْنِىْ لِلْمُذَكَّرِ بِدُوْنِ التَّاءِ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ فِىْ رَجُلٍ وَاحِدٌ وَفِىْ رَجُلَيْنِ اِثْنَانِ وَفِىْ اِمْرَأَةٍ وَاحِدَةٌ وَفِىْ اِمْرَأَتَيْنِ اِثْنَتَانِ وَثِنْتَانِ وَمِنْ ثَلٰثَةٍ اِلٰى عَشْرَةٍ عَلٰى خِلَافِ الْقِيَاسِ اَعْنِىْ لِلْمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ تَقُوْلُ ثَلٰثَةُ رِجَالٍ اِلٰى عَشْرَةِ رِجَالٍ وَلِلْمُؤَنَّثِ بِدُوْنِهَا تَقُوْلُ ثَلٰثُ نِسْوَةٍ اِلٰى عَشْرِ نِسْوَةٍ وَبَعْدَ الْعَشْرَةِ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً وَاثْنَا عَشَرَ رَجُلاً و ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً اِلٰى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً وَاِحْدٰى عَشْرَةَ اِمْرَأَةً وَاثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً و ثَلاثَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً اِلٰى تِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً وَبَعْدَ ذٰلِكَ تَقُوْلُ عِشْرُوْنَ رَجُلاً وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً بِلا فَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ اِلٰى تِسْعِيْنَ رَجُلاً وَامْرَأَةً وَاَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً وَاثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً وَثَلاثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَثَلاثٌ وَّعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً اِلٰى تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ رَجُلاً وَتِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ اِمْرَأَةً ثُمَّ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَأَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَأَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ وَاَلْفَا رَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَأَةٍ بِلافَرْقٍ بَيْنَ الْمُذَكَّرِ وَالْمُؤَنَّثِ فَاِذَا زَادَ عَلَى الْمِائَةِ وَالْاَلْفِ يُسْتَعْمَلُ عَلٰى قِيَاسِ مَا عُرِفَ. وَيُقَدَّمُ الْاَلْفُ عَلَى الْمِائَةِ وَالْمِائَةُ عَلَى الْاٰحَادِ وَالْاٰحَادُ عَلَى الْعَشَرَاتِ تَقُوْلُ عِنْدِىْ اَلْفٌ وَمِائَةٌ وَاَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاَلْفَانِ وَمِائَتَانِ وَاِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً وَاَرْبَعَةُ الاٰفٍ وَتِسْعُمِائَةٍ وَّخَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اِمْرَأَةً وَعَلَيْكَ بِالْقِيَاسِ.

**ترجمة:** اور اس کا استعمال واحد سے اثنین تک قیاس پر ہے مراد لیتا ہوں میں مذکر کیلئے بغیر تاء کے اور مؤنث کیلئے تاء کے ساتھ تو رجل میں ''واحد'' کہے گا اور رجلین میں ''اثنان'' کہے گا اور امرأۃ میں ''واحدۃ'' اور امرأتین میں ''اثنتان وثنتان'' اور ثلاث سے عشرۃ تک خلاف القیاس مراد لیتا ہوں مذکر کیلئے تاء کے ساتھ تو کہے گا ثلاثۃ رجال سے عشرۃ رجال تک اور مؤنث کیلئے بغیر تاء کے تو کہے گا ثلاث نسوۃ سے عشر نسوۃ تک۔ اور عشرہ کے بعد تو کہے گا اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً اور اِثْنَاعَشَرَ رَجُلاً اور ثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً سے تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً اور اِحْدٰى عَشْرَةِ اِمْرَأَةً اور اِثْنَتَا عَشْرَةَ اِمْرَأَةً سے تِسْعَ عَشْرَةَ اِمْرَأَةً۔

اس کے بعد تو کہے گا عِشْرُوْنَ رَجُلاً اور عِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً مذکر اور مؤنث کے درمیان بغیر فرق کے تِسْعُوْنَ رَجُلاً تک اور احد عشرون رجلا اور اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ امْرَأَةً اور اثنان وعشرون رَجُلاً اور اِثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً اور ثَلاثَةٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً اور ثلاث وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَةً تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ رَجُلاً اور تِسْعٍ وَّتِسْعون اِمْرَأَةً تک۔

پھر کہے گا مِائَةُ رَجُلٍ اور مِائَةُ اِمْرَأَةٍ اور اَلْفُ رَجُلٍ اور اَلْفُ اِمْرَأَةٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَأَةٍ اور اَلْفَا رَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَأَةٍ مذکور ومؤنث کے درمیان فرق کئے بغیر۔ پس جب عدد مائۃ اور الف پر زائد ہونگے تو اس قیاس پر استعمال کیا جائیگا جو آپ پہچان چکے ہیں۔

اور الف مائۃ پر مقدم ہوگا اور مائۃ احاد پر اور اکائیاں دہائیوں پر مقدم ہوں گی تو کہے گا عندی الف و مائة واحد و عشرون رجلاً (میرے پاس ایک ہزار ایک سو اکیس مرد ہیں) اور الفان و مائتان و اثنان و عشرون رجلا (دو ہزار دو سو بائیس مرد ہیں) الخ۔

## تشریح: البحث الثالث فی بیان طریق استعمال العدد (وَاسْتِعْمَالُهُ ...... بِالْقِيَاسِ):

ا۔ اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم عدد کے استعمال کا طریقہ بیان فرمایا ہے کہ اسم عدد واحد اور اثنان قیاس کے مطابق ہوگا یعنی اگر معدود

مذکر ہےتو عدد بھی مذکر ہوگا اور اگر معدود مؤنث ہےتو عدد بھی مؤنث ہوگا جیسے رجل میں واحد اور امرأۃ میں واحدۃ کہے گا۔اسی طرح اثنان اور اثنتان میں ہے۔

۲۔تین سے لیکر دس تک خلاف قیاس ہوگا یعنی اگر معدود مذکر ہےتو عدد مؤنث اور اگر معدود مؤنث ہےتو عدد مذکر ہوگا جیسے ثلاثۃ رجال سے عشرۃ رجال تک اسی طرح ثلاث نسوۃ سے عشر نسوۃ تک۔

۳۔گیارہ اور بارہ قیاس کے مطابق ہوگا یعنی اگر معدود مذکر ہےتو اسم عدد کی دونوں جزیں مذکر ہونگی اور اگر معدود مؤنث ہےتو اسم عدد کی دونوں جزئیں مؤنث ہوں گی جیسے احد عشر رجلاً اثنا عشر رجلا احدیٰ عشرۃ امرأۃ ، اثنتا عشرۃ امرأۃ۔

۴۔تیرہ سے نیس تک خلاف قیاس ہوگی پہلی جزء البتہ دوسری جزء قیاس کے مطابق ہوگی یعنی اگر معدود مذکر ہےتو اسم عدد کی اول جزء مؤنث ہوگی اور اگر معدود مؤنث ہےتو اسم عدد کی اول جزء مذکر ہوگی جیسے ثلاثۃ عشر رجلا، ثلاث عشرۃ امرأۃ. ھکذا القیاس۔

۵۔عشرون، ثلاثون سے تسعون تک تمام دہائیاں مذکر ومؤنث میں یکساں ہیں یعنی معدود خواہ مذکر ہو یا مؤنث اسم عدد ایک ہی طرح استعمال ہوگا (مذکر) جیسے عشرون رجلا. عشرون امرأۃ الخ۔

۶۔اکیس اور بائیس قیاس کے مطابق ہونگے یعنی اگر معدود مذکر ہےتو اسم عدد کی اول جز بھی مذکر ہوگی اور اگر معدود مؤنث ہےتو اول جزء بھی مؤنث ہوگی جیسے احد و عشرون رجلاً، احدیٰ وعشرون امرأۃً۔

۷۔تیئس سے ننانوے تک اول جز خلاف قیاس ہوگی یعنی معدود مؤنث کیلئے عدد کی اول جز مذکر ہوگی اور معدود مذکر کیلئے عدد کی اول جزء مؤنث ہوگی امثلہ عبارت میں واضح ہیں۔

مائۃ اور الف اسی طرح ان کا تثنیہ مذکر ومؤنث میں یکساں ہے یعنی اگر معدود خواہ مذکر ہو یا مؤنث ہو عدد ایک رہتا ہے تبدیل نہیں ہوتا۔امثلہ عبارت میں ملاحظہ فرمائیں۔

۸۔یہ تفصیل اسماء اعداد کے استعمال کی اس وقت ہے جب صرف اکائی لکھی جائے یا دہائی لیکن اگر اعداد میں اکائیاں اور دہائیاں اور سینکڑے اور ہزار بھی ہوں تو اس کے لکھنے کا طریقہ اور ہے جس کو مصنفؒ نے وَيُقَدَّمُ الْاَلُفُ الخ سے بیان کیا ہے۔یعنی سب سے پہلے الف کو لائیں گے پھر مائۃ اور پھر اکائی اس کے بعد دہائی جیسے ایک ہزار ایک سو اکیس ہے اسکو الف و مائة واحد و عشرون رجلا کہیں گے اسی پر دیگر امثلہ ہیں جن کو آپ عبارت کتاب اور اس کے ترجمہ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ وَالْاِثْنَيْنِ لَامُمَيِّزَ لَهُمَا لِاَنَّ لَفْظَ الْمُمَيِّزِ يُغْنِيْ عَنْ ذِكْرِ الْعَدَدِ فِيْهِمَا تَقُوْلُ عِنْدِيْ رَجُلٌ وَرَجُلَانِ وَاَمَّا سَائِرِ الْاَعْدَادِ فَلَابُدَّلَهَا مِنْ مُمَيِّزٍ فَتَقُوْلُ مُمَيِّزُ الثَّلٰثَةِ اِلَى الْعَشَرَةِ مَخْفُوْضٌ مَجْمُوْعٌ تَقُوْلُ ثَلٰثَةُ رِجَالٍ وَثَلٰثُ نِسْوَةٍ اِلَّا اِذَا كَانَ الْمُمَيِّزُ لَفْظَ الْمِائَةِ فَحِيْنَئِذٍ يَكُوْنُ مَخْفُوْضًا مُفْرَدًا تَقُوْلُ ثَلٰثُ مِائَةٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَالْقِيَاسُ ثَلَاثُ مِاٰتٍ اَوْمِئِيْنَ وَمُمَيِّزُ اَحَدَ عَشَرَ اِلٰى تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ مَنْصُوْبٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً وَاِحْدٰى عَشَرَةَ اِمْرَاَةً وَتِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ رَجُلاً وَتِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ اِمْرَاَةً وَمُمَيِّزُ مِائَةٍ وَاَلْفٍ وَتَثْنِيَتُهُمَا وَجمعِ الْاَلْفِ مَخْفُوْضٌ مُفْرَدٌ تَقُوْلُ مِائَةُ رَجُلٍ وَمِائَةُ اِمْرَاَةٍ وَاَلْفُ رَجُلٍ وَاَلْفُ اِمْرَاَةٍ وَمِائَتَا رَجُلٍ وَمِائَتَا اِمْرَاَةٍ وَاَلْفَارَجُلٍ وَاَلْفَا اِمْرَاَةٍ وَثَلٰثَةُ الَافِ**

رَجُلٍ وَثَلٰثُ الافِ اِمْرَأَةٍ وَقِسْ عَلٰی هٰذَا.

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ واحد اور اثنین کیلئے کوئی تمیز نہیں ہے اس لئے کہ لفظ ممیز ان دونوں میں عدد کے ذکر کرنے سے بے پرواہ کر دیتا ہے تو کہے گا عندی رجل ورجلان۔ لیکن باقی اعداد کیلئے پس ضروری ہے تمیز پس تو کہے گا ثلاثہ سے لیکر دس تک کی تمیز جمع مجرور ہے تو کہے گا ثلاثۃ رجال اور ثلاث نسوۃ مگر جب تمیز لفظ مائۃ ہو تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہوگی تو کہے گا ثلاث مائۃ اور تسع مائۃ حالانکہ قیاس ثلاث مِأت اور مئین ہے۔ اور احد عشر سے لیکر تسعۃ وتسعین کی تمیز مفرد منصوب ہوتی ہے تو کہے گا احد عشر رجلاً الخ اور مائۃ اور الف اور ان کے تثنیہ اور الف کی جمع کی تمیز مفرد مجرور ہوتی ہے۔ تو کہے گا مائۃ رجلٍ الخ۔

## تشریح: البحث الرابع فی تمییز العدد (وَاعْلَمْ اَنَّ الْوَاحِدَ......وَقِسْ عَلٰی هٰذَا)

اسماء عدد کی تمیز کے متعلق یہ بحث ہے۔ اسماء عدد میں سے واحد اور اثنین کی تمیز نہیں لائی جاتی اس طور پر کہ عدد ذکر کیا جائے اور اسکے بعد تمیز لائی جائے مثلاً یوں کہا جائے واحد رجلا واحدۃ امرأۃ یہ جائز نہیں کیونکہ جب واحد اور اثنین کی تمیز کو ذکر کر دیا جائے تو اس سے عدد بھی سمجھا جاتا ہے اور ذات بھی لہٰذا جب رجل یا رجلان مثال کے طور پر بولتے ہیں تو یہ اپنے مادہ کے اعتبار سے ذات پر اور اپنے صیغہ کے اعتبار سے ایک ہونے اور دو ہونے پر دلالت کرتے ہیں لہٰذا عندی رجل اور عندی رجلان کہا جائیگا عندی واحد رجلا، عندی اثنان رجلین نہیں کہا جائیگا۔

البتہ واحد اور اثنان کے علاوہ بقیہ اعداد کی تمیز ضروری ہے۔ ثلاثہ سے لیکر عشرۃ تک کی تمیز دو حال سے خالی نہیں یا تو ان کی تمیز لفظ مائۃ ہوگی یا اسکا غیر ہوگی۔ ان اعداد کی تمیز لفظ مائۃ کا غیر ہے تو جمع مجرور ہوگی جیسے ثَلَاثَۃُ رِجَالٍ اور ثَلَاثُ نِسْوَۃٍ یہ ایسی جمع کی مثال ہے جو کہ لفظوں میں ہے اگر معنی کے اعتبار سے جمع ہو جیسے ثَلَاثَۃُ رَھْطٍ۔ اس مثال میں رھط اگر چہ لفظ کے اعتبار سے مفرد ہے لیکن معنی کے اعتبار سے جمع ہے۔ اور اگر تمیز لفظ مائۃ ہو تو اس وقت تمیز جمع مجرور ہوگی جیسے ثَلَاثُ مِائَۃٍ تا تِسْعُ مِائَۃٍ حالانکہ قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ اس کی تمیز یا تو جمع مؤنث سالم ہوتی یعنی مِأت یا جمع مذکر سالم مئین لیکن عدد کی اضافت جمع مذکر سالم یا جمع مؤنث سالم کی طرف درست نہیں ہے۔

احد عشر سے لیکر تسعۃ وتسعین کی تمیز مفرد منصوب ہوگی جیسے اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً تا تسعۃ و تسعون رَجُلاً اسی طرح مؤنث کی صورت میں۔ اور اگر عدد مائۃ یا الف ہو یا ان دونوں کا تثنیہ ہو یا الف کی جمع یعنی الاف ہو تو ان کی تمیز مفرد مجرور ہوگی مجرور اضافت کی وجہ سے اور مفرد اصل ہونے کی وجہ سے جبکہ اسم عدد خود کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ امثلہ متن کی عبارت میں دیکھ لی جائیں۔

**الاعادۃ علی ضوء الاسئلۃ** ا۔ اسماء عدد کی تعریف تحریر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ اسماء عدد کا استعمال نوٹ کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ اصول عدد بیان کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز کیا ہوتی ہے پوری تفصیل بمع امثلہ لکھیں۔ (دیکھئے البحث الرابع)

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي تَقْسِيمِ الْاِسْمِ بِاِعْتِبَارِ الْجِنْسِ

فَصْلٌ، اَلْاِسْمُ اِمَّا مُذَكَّرٌ وَاِمَّا مُؤَنَّثٌ فَالْمُؤَنَّثُ مَافِيْهِ عَلَامَةُ التَّانِيْثِ لَفْظًا اَوْ تَقْدِيْرًا وَالْمُذَكَّرُ مَا بِخِلَافِهِ وَعَلَامَةُ التَّانِيْثِ ثَلٰثَةٌ اَلتَّاءُ كَطَلْحَةَ وَالْاَلِفُ الْمَقْصُوْرَةُ كَحُبْلٰى وَالْاَلِفُ الْمَمْدُوْدَةُ كَحَمْرَاءَ وَالْمُقَدَّرَةُ اِنَّمَا هُوَ التَّاءُ فَقَطْ كَاَرْضٍ وَدَارٍ بِدَلِيْلِ اُرَيْضَةٍ وَدُوَيْرَةٍ ثُمَّ الْمُؤَنَّثُ عَلٰى قِسْمَيْنِ حَقِيْقِيٌّ وَهُوَ مَا بِاِزَائِهِ ذَكَرٌ مِنَ الْحَيَوَانِ كَامْرَأَةٍ وَنَاقَةٍ وَلَفْظِيٌّ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهِ كَظُلْمَةٍ وَعَيْنٍ وَقَدْ عَرَفْتَ اَحْكَامَ الْفِعْلِ اِذَا اُسْنِدَ اِلَى الْمُؤَنَّثِ فَلَا نُعِيْدُهَا.

**ترجمة:** اسم یا مذکر ہوگا یا مؤنث پس مؤنث وہ ہے جس میں تانیث کی علامت ہو لفظاً یا تقدیراً اور مذکر وہ ہے جو اس کے خلاف ہو اور تانیث کی علامتیں تین ہیں تاء جیسے طلحۃ اور الف مقصورہ جیسے حبلیٰ اور الف ممدودہ جیسے حمراء اور مقدرہ سوائے اس کے نہیں وہ تاء ہے فقط جیسے ارض اور دار اریضۃ اور دویرۃ کی دلیل کے ساتھ پھر مؤنث کی دو قسمیں ہیں حقیقی اور وہ وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو جیسے امرأۃ اور لفظی اور وہ وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظلمۃ اور عین اور تحقیق تو فعل کے احکام جب وہ مؤنث کی طرف مسند ہوں پہچان چکا ہے پس ہم اسے نہیں لوٹاتے۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل اسم کی باعتبار جنس کے تقسیم کے بیان میں ہے اور اسم جنس کے اعتبار سے دو قسم پر ہے مذکر اور مؤنث۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔ مؤنث اور مذکر کی تعریف مع المثال (فالمؤنث مافیہ ...... بخلافہ) ۲۔ علامات التانیث مع المثال (وعلامة التانیث ...... دویرة) ۳۔ اقسام المؤنث مع تفصیل کل قسم (ثم المؤنث ...... فلا نعیدها)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف المؤنث والمذکر** (فَالْمُؤَنَّثُ مَافِيْهِ ...... بِخِلَافِهِ):

اسم کی دو قسمیں ہیں مذکر اور مؤنث، مؤنث وہ ہے جس میں تانیث کی علامت ہو خواہ وہ علامت لفظوں میں ہو یا تقدیری ہو یعنی زبان سے نہ پڑھی جاتی ہو بلکہ عقل سے سمجھی جاتی ہو جیسے طلحۃ، ارض اور مذکر وہ اسم ہے جو اس کے خلاف ہو یعنی اس میں علامت تانیث نہ پائی جائے جیسے رجل وغیرہ۔

**البحث الثانی فی علامات التانیث مع المثال** (وَعَلَامَةُ التَّانِيْثِ ...... دُوَيْرَةٌ):

تانیث کی علامات کے متعلق نحویوں کے دو قول ہیں بعض کے نزدیک چار ہیں اور بعض کے نزدیک تین ہیں اور یہی قول مصنفؒ کا ہے لیکن یہ اختلاف محض لفظی ہے اصل میں جو نحوی تاء ملفوظہ اور مقدرہ کو ایک قسم شمار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تانیث کی تین علامتیں ہیں اور جو ان کو الگ الگ قسم شمار کرتے ہیں وہ چار کہتے ہیں۔ اور مصنفؒ نے فرمایا تانیث کی علامتیں تین ہیں: ا۔ تاء جو حالت وقف میں هاء بن جائے جیسے طلحۃ ۲۔ الف مقصورہ جیسے حبلیٰ (حاملہ عورت) ۳۔ الف ممدودہ یہ وہ الف ہے جس کے بعد ہمزہ ہو جیسے حمراء (سرخ عورت)

**وَالْمُقَدَّرَةُ الخ:** مصنفؒ نے مؤنث کی تعریف میں بیان کیا تھا کہ مؤنث وہ ہے جس میں علامت تانیث ہو لفظاً یا تقدیراً۔ اور علامت تانیث تین ہیں جو کہ اوپر مذکور ہوئیں تو اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ تاء علامتِ تانیث جس طرح ملفوظہ ہوتی ہے اور مقدرہ بھی ہوتی اسی طرح الف ممدودہ اور الف مقصور بھی ملفوظہ اور مقدرہ ہوتی ہیں۔ تو مصنفؒ نے اس وہم کو دور کرنے کیلئے یہ بتلایا کہ علامت تانیث میں سے صرف تاء علامت ملفوظہ اور مقدرہ ہوتی ہے باقی الف ممدودہ اور الف مقصورہ جو علامت تانیث ہوتی ہیں یہ صرف ملفوظہ

ہوتی ہیں مقدرہ نہیں ہوتیں جیسے ارض اصل میں ارضۃ تھا اس کی دلیل اس کی تصغیر اریضۃ ہے اسی طرح دار اصل میں دارۃ تھا بدلیل دویرۃ کے کیونکہ تصغیر کلمہ کو اصل کی طرف لوٹاتی ہے۔تو معلوم ہوا اصل میں ارضۃ اور دارۃ تھے۔

## البحث الثالث فی اقسام المؤنث مع تفصیل کل قسم (ثُم الْمُؤَنَّثُ ......فَلانُعِیْدُهَا):

مؤنث کی دو قسمیں ہیں ا۔حقیقی ۲۔لفظی،مؤنث حقیقی وہ ہے جس کے مقابلے میں جاندار مذکر ہو(خواہ اس میں الف ممدودہ ہو جیسے نفساء یا الف مقصورہ ہو جیسے حبلیٰ یا تاء لفظی ہو جیسے امرأۃ یا تا مقدرہ ہو جیسے ھند)۔جیسے امرأۃ اس کے مقابلے میں رجل ہے اور ناقۃ اس کے مقابلہ میں جمل ہے۔

مؤنث لفظی یا غیر حقیقی وہ ہے جو مؤنث حقیقی کے خلاف ہو۔یعنی اسکے مقابلے کوئی جاندار مذکر نہ ہو خواہ علامت تانیث لفظوں میں موجود ہے یا مقدر ہے۔جیسے ظلمۃ اس کے مقابلہ میں اگر چہ نور ہے لیکن وہ حیوان نہیں اور اس میں تاء تانیث جو کہ علامت ہے لفظوں میں موجود ہے۔یا مقدر ہو جیسے عین اس کی تصغیر عیینۃ آتی ہے۔اور اس کے مقابلے میں مذکر نہیں ہے یا تانیث کی علامت حکمی ہو جیسے عقرب اس کا چوتھا حرف تانیث کے حکم میں ہے۔یہ اگر چہ حیوان ہے لیکن اس کے مقابلے میں مذکور نہیں ہے۔باقی فعل کی مؤنث کی طرف نسبت کرنے سے جو فعل کے احکام ہیں ان کو فاعل کی بحث میں تفصیلاً بیان کر چکے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ا۔مذکر و مؤنث کی تعریف بمع امثلہ ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الاول)۲۔علاماتِ تانیث کتنی ہیں اور کونسی ہر ایک کی مثال لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی)۳۔مؤنث غیر حقیقی اور حقیقی کا فرق مثال سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثالث)

# اَلفَصلُ الرَّابِعُ فِی الْمُثَنّٰی

اَلْمُثَنّٰی اِسْمٌ اُلحِقَ بِاٰخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْیَاءٌ مَفْتُوحٌ مَاقَبْلَهَا وَنُونٌ مَكْسُورَةٌ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهُ اٰخَرَ مِثْلَهٗ نَحْوُ رَجُلانِ وَرَجُلَيْنِ هٰذَا فِي الصَّحِيحِ اَمَّا الْمَقْصُورُ فَاِنْ كَانَتِ اَلِفُهٗ مُنْقَلِبَةً عَنْ وَاوٍ وَكَانَ ثُلاثِيًا رُدَّ اِلٰى اَصْلِهٖ كَعَصَوَانِ فِي عَصَا وَاِنْ كَانَتْ عَنْ يَاءٍ اَوْ وَاوٍ وَهُوَ اَكْثَرُ مِنَ الثُّلاثِيِّ اَوْ لَيْسَتْ مُنْقَلِبَةً عَنْ شَيْءٍ تُقْلَبُ يَاءً كَرَحَيَانِ فِي رَحٰى وَمَلْهَيَانِ فِيْ مَلْهٰى وَحُبَارَيَانِ فِي حُبَارٰى وَحُبْلَيَانِ فِي حُبْلٰى وَاَمَّا الْمَمْدُودُ فَاِنْ كَانَتْ هَمْزَتُهٗ اَصْلِيَّةً تَثْبُتُ كَقُرَّا اٰنِ فِي قُرَّاءٍ وَاِنْ كَانَتْ لِلتَّانِيثِ تُقْلَبُ وَاوًا كَحَمْرَاوَانِ فِي حَمْرَاء وَاِنْ كَانَتْ بَدْلاً مِنْ اَصْلٍ وَاوًا اَوْ يَاءً جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ كِكِسَاوَانِ وَكِسَاآنِ.

**ترجمة:** مثنیٰ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ لاحق کیا گیا ہو تا کہ یہ لحوق اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس جیسا اور بھی ہے۔جیسے رجلان اور رجلین اور یہ صورت صحیح میں ہے۔لیکن اسم مقصور پس اگر اس کا الف واؤ سے تبدیل شدہ ہے اور وہ ثلاثی ہے تو لوٹایا جائیگا اس کے اصل کی طرف جیسے عصوان عصا میں اور اگر یاء سے تبدیل شدہ ہے یا واؤ سے ہے اور وہ ثلاثی سے اکثر ہے یا کسی شئی سے تبدیل شدہ نہیں ہے تو تبدیل کیا جائیگا یا کے ساتھ جیسے رحیان رحی میں الخ اور لیکن اسم ممدود پس اگر اس کا ہمزہ اصلیہ ہے تو ثابت رکھا جائیگا جیسے قراان قراء میں اور اگر تانیثی ہے تو بدلا جائیگا واؤ کے ساتھ جیسے حمراوان حمراء میں اور اگر اصل سے تبدیل شدہ ہے یعنی واؤ سے یا یاء سے تو اس میں دونوں صورتیں جائز ہیں جیسے کساوان اور کساان۔

**خلاصة المباحث:** یہ چوتھی فصل مثنٰی کے بیان میں ہے یہ تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔مثنٰی کی تعریف مع المثال (اَلْمُثَنّٰی اِسْمٌ ...... رَجُلَيْنِ) ۲۔مثنٰی کے بناء کا طریق (هٰذَا فِي الصَّحِيْحِ ...... كِسَاانِ) ۳۔دواہم فائدے (وَيَجِبُ حَذْفُ ...... وَمَعْنًى)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المثنیٰ مع المثال (اَلْمُثَنّٰی اِسْمٌ ...... رَجُلَيْنِ):

مثنٰی باب تفعیل کا اسم مفعول ہے بمعنی لوٹایا ہوا اور المثنٰی پر الف لام بمعنی الذی ہو تو الذی یُثَنّٰی یعنی وہ جو لوٹایا جائے۔نحات کی اصطلاح میں مثنٰی وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف ونون مکسورہ رفعی حالت میں اور یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ نصبی وجری حالت میں لاحق کیا گیا ہو تاکہ دلالت کرے اس بات پر کہ اس جیسا ایک اور بھی اس کے ساتھ ہے۔اس تعریف سے پانچ باتیں معلوم ہوئیں ۱۔اسم ہوگا ۲۔اس کے آخر میں الف اور نون یا یاء اور نون لاحق کیا گیا ہوگا ۳۔ ماقبل اس کا مفتوح ہوگا ۴۔آخر میں نون مکسورہ لاحق ہوگا ۵۔اس بات پر دلالت کرے کہ اس جیسا ایک اور اس کے ساتھ ہے جیسے رَجُلَانِ وَ رَجُلَيْنِ اول مثال رفعی حالت کی اور ثانی نصبی اور جری حالت کی ہے۔اول مثال میں آخر میں الف اور نون مکسورہ ہے اور دوسری مثال میں یاء ماقبل مفتوح اور آخر میں نون مکسورہ ہے۔

## البحث الثانی فی طریق بناء التثنیة (هٰذَا فِي الصَّحِيْحِ ...... كِسَاانِ):

اس عبارت میں مثنٰی کے بناء کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔وہ اسم جس سے مثنٰی بنانا مقصود ہے دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ اسم صحیح ہوگا یا غیر صحیح ہوگا اگر اسم صحیح ہے یعنی اس کے لام کلمہ میں کوئی حرف علت نہیں ہے تو اس سے تثنیہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے واحد کے آخر میں الف رفعی حالت میں اور یاء ماقبل مفتوح نصبی اور جری حالت میں لاؤ اور آخر میں نون مکسورہ لاحق کر دو جیسے رَجُلَانِ رَجُلٌ سے، اسی طرح مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَيْنِ وغیرہ۔

اور اگر وہ اسم غیر صحیح ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں اسم مقصور ہوگا یا ممدود ہوگا اگر اسم غیر صحیح ہو اور اس کے آخر میں الف مقصورہ ہوگا پھر دو حال سے خالی نہیں وہ الف کسی سے بدلا ہوا ہوگا یا نہ بدلا ہوا ہوگا۔اگر وہ الف بدلا ہوا نہ ہو تو تثنیہ بناتے وقت اس الف کو یاء سے بدل دیں گے جیسے حُبْلٰی سے حُبْلَيَانِ اگر الف بدلا ہوا ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں واؤ سے منقلب ہے یا یاء سے اگر واؤ سے منقلب ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں ہے ثلاثی ہے یا زائد از ثلاثی ہے اگر ثلاثی ہے تو ردًّ الی اصلہ یعنی تثنیہ بناتے وقت اصل یعنی واؤ کی طرف لوٹاتے ہیں جیسے عَصًی سے عَصَوَانِ اور اگر زائد از ثلاثی ہے تو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے مَلْهٰی سے مَلْهَيَانِ۔

اور اگر اسم غیر صحیح کے آخر میں الف مقصورہ ہے اور یاء سے تبدیل شدہ ہے پھر دو حال سے خالی نہیں ثلاثی ہے یا زائد از ثلاثی ہے اگر ثلاثی ہے تو اس کو یاء سے بدل دیں گے جیسے رَحًی سے رَحَيَانِ اور اگر زائد از ثلاثی ہے۔تو پھر بھی یاء سے تبدیل کر دیں گے جیسے حُبَارٰی سے حُبَارَيَانِ۔

اور وہ اسم جس سے تثنیہ بنانا مقصود ہے اسم ممدود ہے تو دو حال سے خالی نہیں اس کا ہمزہ اصلی ہوگا یا تانیثی ہوگا۔اگر ہمزہ اصلی ہے دو حال سے خالی نہیں منقلبہ ہے یا غیر منقلبہ اگر غیر منقلبہ ہے تو تثنیہ بناتے وقت اس ہمزہ کو باقی رکھتے ہیں جیسے قُرَّاءٌ سے قُرَّاءَانِ اور اگر منقلبہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں واؤ سے تبدیل شدہ ہے یا یاء سے دونوں صورتوں میں دو دو وجہ پڑھنا جائز ہے ہمزہ کو باقی رکھنا اور واؤ سے تبدیل کرنا كِسَاءٌ وَ كِسَاءَانِ پڑھنا اور كِسَاوَانِ پڑھنا دونوں جائز ہیں۔اسی طرح رداءٌ کو رداءَان اور رداوان پڑھ سکتے ہیں۔

اور اگر اسم ممدود کا ہمزہ تانیثی ہو تو تثنیہ بناتے وقت واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے حمراءٌ سے حمراوَانِ۔

# طريق بناء التثنيّة علٰى ضوء الخريطة
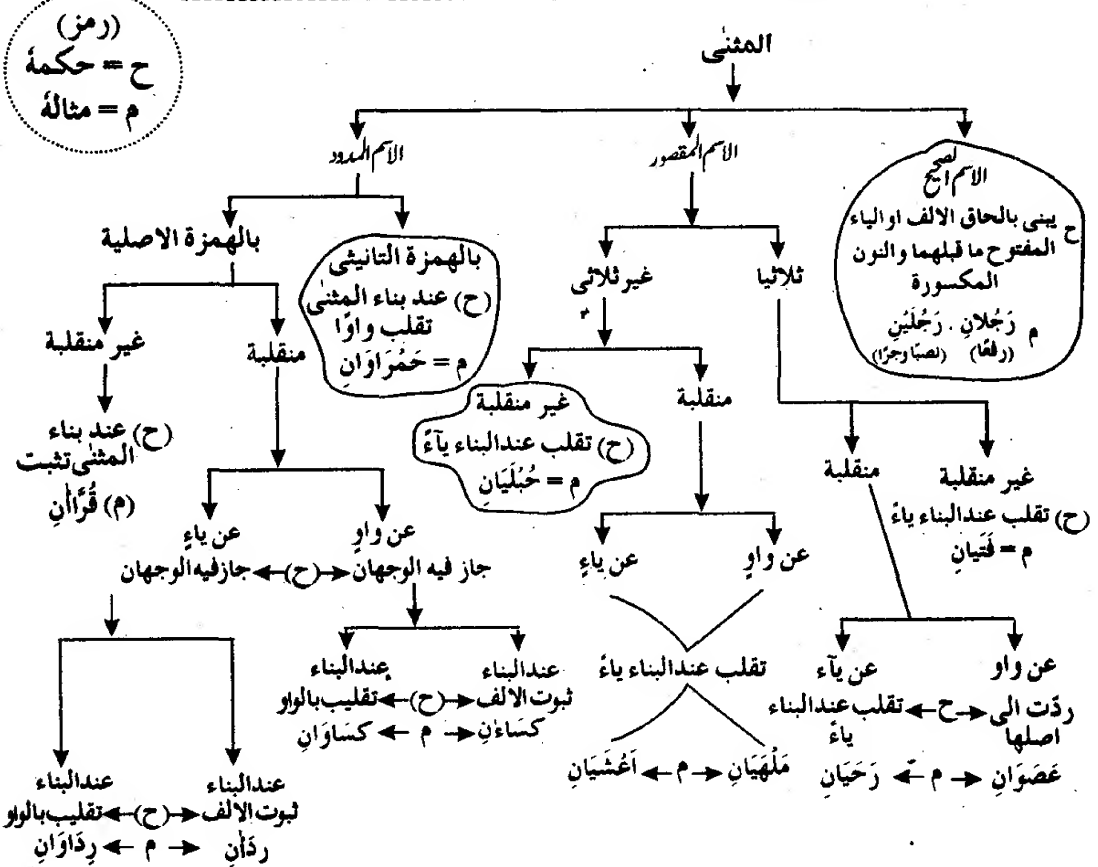
وَيَجِبُ حَذْفُ نُونِهِ عِنْدَ الْاِضَافَةِ تَقُوْلُ جَاءَ نِيْ غُلَامَا زَيْدٍ وَمُسْلِمَا مِصْرٍ وَكَذٰلِكَ تُحْذَفُ تَاءُ التَّانِيْثِ فِيْ تَثْنِيَّةِ الْخُصِيَةِ وَالْاِلْيَةِ خَاصَةً تَقُوْلُ خُصْيَانِ وَاِلْيَانِ لِاَنَّهُمَا مُتَلَازِمَانِ فَكَاَنَّهُمَا شَيْءٌ وَاحِدٌ وَاعْلَمْ اَنَّهُ اِذَا اُرِيْدَ اِضَافَةُ مُثَنَّى اِلَى الْمُثَنّٰى يُعَبَّرُ عَنِ الْاَوَّلِ بِلَفْظِ الْجَمْعِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا وَفَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا وَذٰلِكَ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ تَثْنِيَّتَيْنِ فِيْمَا تَاَكَّدَ الْاِتِّصَالُ بَيْنَهُمَا لَفْظًا وَمَعْنًى.

**ترجمة:** اور اس تثنیہ کے نون کو اضافت کے وقت حذف کرنا واجب ہوتا ہے تو کہے گا جَاءَ نِیْ غُلَامَا زَیْدٍ اور مُسْلِمَا مِصْرٍ اور اسی طرح خصیہ اور الیہ کے تثنیہ میں خاص کر تانیث کی تاء حذف کی جاتی ہے تو کہے گا خصیان والیان اس لئے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو لازم ہیں گویا کہ وہ دونوں شی واحد ہیں۔

اور جان لیجیے کہ شان یہ ہے کہ جب مثنیٰ کا مثنیٰ کی طرف اضافت کا ارادہ کیا گیا ہو تو اول کو جمع کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا اور فَاقْطَعُوْا اَیْدِیَهُمَا اور یہ دو تثنیوں کے اجتماع کے مکروہ ہونے کی وجہ سے ان چیزوں میں جن میں اتصال لفظا اور معنی پختہ ہو چکا ہے۔

## تشریح: البحث الثالث فی الفائدتین المهمّتین (وَيَجِبُ حَذْفُ ......وَمعنًى):

اس عبارت میں مصنفؒ نے مثنّی کے متعلق دو فائدے بیان کئے ہیں۔ اول فائدہ ویجب حذف سے واعلم تک اور دوسرا فائدہ واعلم سے آخر تک ہے۔

**الفائدة الاولٰی:** اس کے دو حصے ہیں اول حصے کا تعلق تثنیہ کے نون کے اضافت کے وقت حذف کے ساتھ ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نون تثنیہ بوقت اضافت حذف کردیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ تنوین کی طرح نون تثنیہ بھی اسم کے تام ہونے کی علامت ہے جو کہ موجب انفصال ہے اور اضافت موجب اتصال ہے لہٰذا ان دونوں میں منافات کی وجہ سے نون کو اضافت کے وقت حذف کردیا جاتا ہے۔ جیسے غُلامَا زَيْدٍ (زید کے دو غلام) اصل میں غلامان تھا اور جیسے مُسْلِمَا مِصْرٍ (شہر کے دو مسلمان) اصل میں مُسْلِمَانِ تھا اضافت کی وجہ سے دونوں تثنیوں میں سے نون تثنیہ کو حذف کردیا گیا ہے۔

پہلے فائدہ کے دوسرے حصے کا تعلق لفظ خُصیہ اور الیہ کے تثنیہ کے ساتھ ہے تفصیل یہ ہے کہ جس طرح اضافت کے وقت تثنیہ کے نون کو حذف کردیا جاتا ہے اسی طرح ان دونوں لفظوں کو تثنیہ بناتے وقت ان سے تاء تانیث کو حذف کردیا جاتا ہے جیسے خصیۃ سے خصیان اور الیۃ سے اِلْیَان۔ اگرچہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تاء کو حذف نہ کیا جائے جیسے شجرۃ کا تثنیہ شجرتان ہے اس میں تاء حذف نہیں ہوئی تاکہ مؤنث کے تثنیہ کا مذکر کے تثنیہ کے ساتھ التباس نہ ہو۔ لیکن خلاف قیاس بالاتفاق صرف لفظ خصیۃ اور الیۃ سے تثنیہ میں تاء کو حذف کرنا جائز ہے اور ثابت رکھنا بھی جائز ہے لہٰذا خصیتان اور الیتان کہنا بھی جائز ہے اور تثنیہ اس تاء کے حذف کا جواز کا سبب یہ ہے کہ خصیان اور الیان اگرچہ دو چیزیں ہیں لیکن دونوں خصیوں میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے اسی طرح الیتان میں سے ہر ایک دوسرے کو لازم ہے ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے لہٰذا دونوں شدت اتصال کی وجہ سے شی واحد ہیں تو ان کے تثنیہ کو بمنزلہ مفرد کے کیا گیا ہے گویا کہ یہ تثنیہ حکما مفرد ہے اب اگر تاء نیث کو باقی رکھا جائے تو تاء تانیث مفرد حکمی کے اندر وسط میں آجائے گا جو کہ ناجائز ہے۔

**الفائدة الثانية (وَاعْلَمْ اَنَّهُ ......وَمَعْنًى):** اس عبارت میں مصنفؒ نے مثنّیٰ کے متعلق دوسرا فائدہ ذکر فرمایا کہ جب کسی اسم ظاہر مثنّیٰ کی اضافت مثنّیٰ کی ضمیر کی طرف کردی جائے عام ہے کہ وہ اسم ظاہر مذکر ہو یا مؤنث مرفوع ہو یا منصوب یا مجرور تو اسے (اسم ظاہر کی جمع سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا اس میں قلبان کی کما ضمیر تثنیہ کی طرف اضافت کی گئی ہے اس لئے اس کو جمع لایا گیا ہے اسی طرح فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا اس آیت میں بھی ایدی جو کہ جمع ہے ید کی ھما ضمیر تثنیہ کی طرف اضافت کرتے وقت جمع لائے جبکہ اصل میں تثنیہ تھا۔

اول تثنیہ کے جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ میں لفظا اور معنی اتصال مؤکد ہے اور ایسی دو چیزوں جن میں لفظا اور معنی اتصال مؤکد ہو اور متماثل اور مساوی ہوں تو ان کا جمع ہونا مکروہ ہے تو مذکورہ بالا صورت میں دونوں تثنیہ متماثل اور مساوی ہیں جب اضافت ہوجائے تو لفظا اور معنی اتصال مؤکد ہوگا جو کہ ناجائز ہے لفظا اتصال اس اعتبار سے کہ ان میں اضافت ہے اور معنی اتصال اس اعتبار سے ہے کہ مضاف مضاف الیہ کا جزو ہوتا ہے۔ لہٰذا اول تثنیہ کو جمع کے ساتھ تعبیر کرنا ضروری ہے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔ مثنیٰ کی تعریف اور امثلہ سے اس کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ مثنیٰ کے بنانے کا طریقہ تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ خصیۃ والیۃ کی تاء کو مثنیٰ بناتے وقت کیوں حذف کرتے ہیں اسی طرح تثنیہ کے نون کا عندالاضافت کیا حکم ہے؟ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔ واعلم انہٗ اذا ارید الخ میں کونسا قاعدہ بیان ہوا تفصیل سے بیان کریں۔ (دیکھئے الفائدۃ الثانیۃ)

# اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِی الْمَجْمُوْعِ

فَصْلٌ، اَلْمَجْمُوْعُ اِسْمٌ دَلَّ عَلٰی اٰحَادٍ مَقْصُوْدَةٍ بِحُرُوْفِ مُفْرَدَةٍ بِتَغَيُّرٍ مَّا اِمَّا لَفْظِیٌّ كَرِجَالٍ فِیْ رَجُلٍ اَوْ تَقْدِيْرِیٌّ كَفُلْكٍ عَلٰی وَزْنِ اُسْدٍ فَاِنَّ مُفْرَدَهٗ اَيْضًا فُلْكٌ لٰكِنَّهٗ عَلٰی وَزْنِ قُفْلٍ فَقَوْمٌ وَرَهْطٌ وَنَحْوُهٗ وَاِنْ دَلَّ عَلٰی اٰحَادٍ لٰكِنَّهٗ لَيْسَ بِجَمْعٍ اِذْ لَا مُفْرَدَ لَهٗ ثُمَّ الْجَمْعُ عَلٰی قِسْمَيْنِ مُصَحَّحٌ وَهُوَ مَالَمْ يَتَغَيَّرْ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ وَمُكَسَّرٌ وَهُوَ مَا يَتَغَيَّرُ فِيْهِ بِنَاءُ وَاحِدِهٖ۔

**ترجمة:** مجموع وہ اسم ہے جو افراد مقصودہ پر دلالت کرے مفرد حروف میں تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یہ تبدیلی یا تو لفظی ہوگی جیسے رجال رجل میں یا تقدیری ہوگی جیسے فلک او پر وزن اسد کے کیونکہ اس کا مفرد بھی فلک ہے لیکن قفل کے وزن پر ہے پس قوم اور رھط اور ان کے مثل اگر چہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن وہ جمع نہیں اس لئے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے۔ پھر جمع دو قسم پر ہے ایک جمع مصحح اور وہ وہ ہے کہ اس کے واحد کی بناء تبدیل نہ ہو اور دوسری جمع مکسر اور وہ وہ ہے جس میں اس کے واحد کی بناء تبدیل ہو۔

**خلاصة المباحث:** یہ پانچویں فصل اسم مجموع کے بیان میں ہے۔ یہ فصل سات ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ اسم مجموع کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (اَلْمَجْمُوعِ اِسْمٌ دَلَّ ...... لامُفْرَدَ لَهٗ) ۲۔ جمع کی تقسیم اور ہر ایک قسم کی تعریف (ثم الجَمْعُ ...... بِنَاءُ وَاحِدِهٖ) ۳۔ جمع مصحح کی تقسیم اور اول قسم کی تعریف (والمصح علی قسمین ......مُسْلِمِيْنَ) ۴۔ جمع مصحح مکسر کی بناء کا طریقہ (وهٰذَا فِی الصَّحِيْحِ ......فَشَاذٌ) ۵۔ فائدہ مهمة (وَيَجِبَ اَنْ ...... مسلموا مصرٍ) ۶۔ جمع مصحح مونث کی تعریف اور اس کی شرائط (وَمُؤَنَّثٌ وَهُوَ ...... كهندات) ۷۔ جمع مکسر کے اوزان (والمكسر صِيغَتُهٗ ......فِی التَّصْرِيْفِ) ۸۔ جمع کی تقسیم باعتبار قلت وکثرت کے اور ہر ایک قسم کی تعریف اور اسکا وزن (ثم الجمع اَيْضًا ......اَلْاَبْنِيَّةُ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تعریف المجموع مع التوضیح بالامثلة

### (المجموع اِسْمٌ دَلَّ ......لا مُفْرَدَ لَهٗ):

المجموع لغت میں اسم مفعول ہے جمعاً مصدر سے بمعنی اکٹھا کرنا اور مجموع کا معنی اکٹھا کیا ہوا اور جمع کرنے والے کو جامع اور جمع اکٹھ کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں مجموع یا جمع وہ اسم ہے جو افراد مقصودہ پر دلالت کرے اس کے مفرد میں تھوڑی سے تبدیلی کے ساتھ عام ہے کہ وہ تبدیلی لفظوں میں ہو یا معنی میں ہو۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ مجموع اسم ہوگا ۲۔ افراد مقصودہ پر دلالت کرے گا ۳۔ اس کا مفرد ہوگا ۴۔ اس کے مفرد میں تبدیلی کی گئی ہوگی۔ جس کی چھ قسمیں ہیں۔ تغیر مفرد پر زیادتی حرف کے ساتھ بغیر شکل کی تبدیلی کے جیسے صِنْوٌ سے صِنْوَانٌ ۲۔ مفرد میں تبدیلی حرف کے کم کرنے کے ساتھ بغیر شکل کی تبدیلی کے جیسے تُخْمَةٌ سے تُخَمٌ ۳۔ مفرد

میں تبدیلی محض شکل میں بغیر بڑھانے اور کم کرنے حرف کے حقیقۃً جیسے اَسَدٌ سے اُسُدٌ یا تقدیراً جیسے فُلْکٌ ۴۔مفرد میں تبدیلی حرف کی زیادتی اور شکل میں تبدیلی کے جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ ۵۔مفرد میں تبدیلی حرف کے کم کرنے اور شکل کو بدلنے کے جیسے رَسُوْلٌ سے رُسُلٌ ۶۔مفرد میں حرف بڑھانے اور کم کرنے کے ساتھ تبدیلی اور شکل میں بھی تبدیلی ہو جیسے غُلَامٌ سے غِلْمَانٌ۔

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ مجموع کی باعتبار مفرد میں تبدیلی کے دو قسم پر ہے اول قسم وہ جس کے مفرد میں لفظی تبدیلی ہو جیسے رجال یہ رجل کی جمع ہے۔ رجل کے حروف میں تھوڑا سا تغیر ہوا کہ راء کو کسرہ دیا جیم کو فتحہ دی اور اس کے بعد ایک الف کو زائد کیا تو رجال ہوا۔ ثانی کی مثال فُلْکٌ (بہت کشتیاں) اس کا مفرد بھی فلک ہے (بمعنی ایک کشتی) جمع اور مفرد میں لفظ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں صرف تقدیری فرق ہے کہ فلک جمع بروزن اُسُدٌ فرض کیا گیا جو کہ اسد کی جمع ہے اور مفرد کی صورت میں فلک کو بروزن قُفْلٌ بمعنی تالا فرض کیا گیا۔

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ وہ کلمہ جمع جس کا مفرد ہو اور اس کے مفرد میں تبدیلی کی گئی ہو اور افراد مقصود پر دلالت کر رہا ہو تو وہ کلمہ جمع کہلائے گا لہٰذا اگر لفظ ایسا ہے کہ افراد مقصودہ پر دلالت کر رہا ہے لیکن اسکا مفرد نہیں ہے اسکو جمع نہیں کہیں گے جیسے قوم اور رھط وغیرہ اسی وجہ سے مصنفؒ نے فرمایا فقوم و رھط الخ۔ یعنی قوم اور رھط کا لفظ اگرچہ افراد پر دلالت کرتا ہے لیکن جمع نہیں اس لئے کہ اسکا مفرد نہیں۔

## البحث الثاني في تقسيم الجمع مع تعريف كل قسم (ثُمَّ الْجَمْعُ ......بِنَاءُ وَاحِدِہٖ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے جمع کی تقسیم کی ہے کہ جمع کی دو قسمیں ہیں ۱۔جمع مصحح ۲۔جمع مکسر ۱۔جمع مصحح یہ تفعیل باب کا اسم مفعول ہے بمعنی صحیح کیا ہوا چونکہ اس میں واحد کی شکل صحیح و سالم ہوتی ہے اس لئے مصحح کہتے ہیں اور اصطلاح میں جمع مصحح وہ اسم ہے جس میں اس کے واحد کی شکل و بناء صحیح و سالم ہو متغیر نہ ہوئی ہو اس کو جمع سالم اور جمع صحیح اور جمع سلامت بھی کہتے ہیں جیسے مُسْلِمُوْنَ یہ مُسْلِمٌ کی جمع ہے اور جمع میں اس کل شکل بعینہٖ موجود ہے۔

۲۔جمع مکسر، باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی ٹوٹا ہوا چونکہ اس میں واحد کی شکل و بناء ٹوٹی ہوئی ہوتی ہے اسلئے مکسر کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں اس کے واحد کی شکل سالم نہ ہو بلکہ ٹوٹی ہوئی ہو جیسے رِجَالٌ یہ رَجُلٌ کی جمع ہے اور اس میں واحد کی شکل ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور اس کا دوسرا نام جمع تکسیر، جمع غیر صحیح، غیر سالم بھی ہے۔

وَالْمُصَحَّحُ عَلٰى قِسْمَيْنِ مُذَكَّرٌ وَهُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِہٖ وَاوٌ مَضْمُوْمٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ مَفْتُوْحَةٌ كَمُسْلِمُوْنَ اَوْ يَاءٌ مَكْسُوْرٌ مَا قَبْلَهَا وَنُوْنٌ كَذٰلِكَ لِيَدُلَّ عَلٰى اَنَّ مَعَهٗ اَكْثَرَ مِنْهُ نَحْوُ مُسْلِمِيْنَ وَهٰذَا فِى الصَّحِيْحِ اَمَّا الْمَنْقُوْصُ فَتُحْذَفُ يَاؤُهٗ مِثْلُ قَاضُوْنَ وَدَاعُوْنَ وَالْمَقْصُوْرُ يُحْذَفُ اَلِفُهٗ وَيَبْقٰى مَا قَبْلَهَا مَفْتُوْحًا لِيَدُلَّ عَلَى الْاَلِفِ مَحْذُوْفَةٍ مِثْلُ مُصْطَفَوْنَ وَيُخْتَصُّ بِاُوْلِى الْعِلْمِ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ سِنُوْنَ وَاَرَضُوْنَ وَثُبُوْنَ وَقِلُوْنَ فَشَاذٌّ.

**ترجمة:** اور مصحح دو قسم پر ہے۔ ایک مذکر اور وہ وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ لاحق کیا گیا ہو جیسے مسلمون یا یاء ماقبل مکسور اور نون اسی طرح (مفتوحہ) تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس سے زائد ہیں جیسے مُسْلِمِیْن اور یہ طریقہ اسم صحیح میں ہے اور لیکن اسم منقوص اس کی یاء کو حذف کیا جائیگا جیسے قاضون اور داعون اور اسم مقصور اس کے الف کو حذف کیا جائیگا اور اسکا ماقبل مفتوح باقی رکھا جائیگا تا کہ الف محذوف پر دلالت کرے جیسے مصطفون اور وہ (جمع کا واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور نون

مفتوحہ کا آخر میں آنا) اولوالعلم یعنی ذوی العقول کے ساتھ خاص ہے۔لیکن ان کا قول سنون، ارضون، ثبون اور قلون پس شاذ ہے۔

## تشریح: البحث الثالث فی تقسیم الجمع المصحح و تعریف القسم الاول

(وَالْمُصَحَّ عَلٰی ......مُسْلِمِیْنَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے جمع مصحح کی تقسیم کی ہے اور اول قسم مذکر کی تعریف اور مثال سے وضاحت کی ہے۔تفصیل یہ ہے کہ جمع مصحح کی دو قسمیں ہیں ا۔جمع مصحح مذکر ۲۔جمع مصحح مؤنث۔جمع مصحح مذکر وہ اسم ہے جس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ لاحق کیا جائے (رفعی حالت میں) یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ لاحق کیا جائے (نصبی اور جری حالت میں) اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کہ اس کے ساتھ اور بھی بہت سے ہیں۔جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِیْنَ اول مثال واؤ ماقبل مضموم نون مفتوحہ کے لاحق ہونے کی اور دوسری مثال یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ کے آخر میں لاحق ہونے کی ہے۔

## البحث الرابع فی طریق بناء الجمع المصحح المذکر (وَھٰذَا فِی الصَّحِیْحِ ......فَشَاذٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے جمع مصحح بنانے کا طریقہ ذکر کیا ہے۔تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ اسم جس کی جمع مصحح بنانا مطلوب ہے وہ تین حال سے خالی نہیں اسم صحیح ہوگا یا اسم منقوص ہوگا یا اسم مقصور ہوگا۔اگر اسم صحیح ہے تو اس کا طریقہ وہی ہے جو کہ تعریف میں گذر چکا اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنفؒ نے فرمایا"ھذا فی الصحیح" (یعنی یہ طریقہ کہ مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ لاحق کی گئی ہو، اسم صحیح میں ہے) اور اگر اسم منقوص ہو یعنی وہ اسم مفرد جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو خواہ وہ یاء ملفوظ ہو یا مقدر یا واؤ ماقبل مضموم ہو تو جمع مصحح بناتے وقت اس یاء کو گرادیں گے جیسے قَاضُوْنَ اصل میں قَاضِیُوْن تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا یاء کے ماقبل کی حرکت دور کر کے اس کا ضمہ ماقبل کو دے دیا پھر التقاء ساکنین ہوا یاء حذف ہوگئی۔اسی طرح داعون اصل میں دَاعِوُوْنَ واؤ کو اولا یاء کیا دَاعِیُوْنَ ہوا یاء پر ضمہ ثقیل تھا ماقبل سے حرکت دور کر کے ضمہ اس کو دے دیا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔

اگر وہ اسم جس کی جمع مصحح بنانا ہے اسم مقصور ہو (یعنی وہ اسم مفرد جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ ملفوظ جیسے المصطفٰی خواہ مقدر جیسے مُصْطَفًی) تو جمع مصحح یا سالم بناتے وقت اس کا الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجائیگا اور ماقبل کے فتحہ کو باقی رکھیں گے تا کہ الف محذوفہ پر دلالت کرے جیسے مُصْطَفَوْنَ اصل میں مُصْطَفَیُوْنَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگیا۔

**ویختص باولی العلم الخ:** مصنفؒ نے اس عبارت سے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جمع مصحح کے بناء کی جو تفصیل آپ نے اوپر پڑھی ہے یہ مطلق نہیں ہے بلکہ ان اسماء کے ساتھ خاص ہے جن کا اطلاق ذوی العقول پر ہے لہٰذا وہ اسماء جو کہ غیر ذوالعقول ہیں ان کی جمع مصحح کا یہ طریقہ نہیں ہے۔

**واما قولھم سنون الخ:** اس عبارت سے ماقبل کے ضابطہ پر ہونے والے اعتراض کا جواب ہے۔اعتراض یہ ہے کہ آپ نے قاعدہ بیان کیا کہ واؤ نون سے جمع مصحح ہر اس اسم کی آتی ہے جس کا اطلاق ذوی العقول پر ہو لیکن یہ ضابطہ ارضون (زمینیں) سنون

(سالہا سال) ثبون (گروہ اور جماعتیں) قلون (گلی ڈنڈے) یہ ایسے اسماء ہیں جو کہ غیر ذوی العقول ہیں لیکن جمع مصحح واؤ نون سے لائے گئے ہیں۔ ارضون ارض کی جمع ہے سنون سنة کی جمع ہے قلون قلة کی جمع ہے۔

**الجواب:** مصنفؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ الفاظ خلاف قیاس جمع لائے گئے ہیں۔

**وَيَجِبُ اَنْ لَايَكُوْنَ اَفْعَلَ مُؤَنَّثُهُ فَعْلَاء كَاَحْمَرَ وَحَمْرَاءَ وَلَا فَعْلَانَ مُؤَنَّثُهُ فَعْلٰى كَسَكْرَانَ وَسَكْرٰى وَلَا فَعِيْلاً بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ كَجَرِيْحٍ بِمَعْنٰى مَجْرُوْحٍ وَلَا فَعُوْلاً بِمَعْنٰى فَاعِلٍ كَصَبُوْرٍ بِمَعْنٰى صَابِرٍ وَيَجِبُ حَذْفُ نُوْنِهٖ بِالْاِضَافَةِ نَحْوُ مُسْلِمُوْ مِصْرٍ.**

**ترجمة:** اور واجب ہوگا یہ کہ نہ ہو افعل جس کی مؤنث فعلا ہے جیسے احمر اور حمراء اور نہ فعلان جس کی مؤنث فعلی ہے جیسے سکران اور سکریٰ اور نہ ہی فعیلا بمعنی مفعول جیسے جریح بمعنی مجروح اور نہ فعول بمعنی فاعل جیسے صبور بمعنی صابر اور اضافت کی وجہ سے اس کے نون کو حذف کرنا واجب ہوگا جیسے مُسْلِمُوْ مِصْرٍ۔

## تشریح: البحث الخامس فی فائدة مهمة (وَيَجِبُ اَنْ ...... مُسْلِمُوْ مِصْرٍ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے جمع مصحح کے متعلق ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اسم جس سے جمع مصحح یا سالم بنانا مقصود ہے دو حال سے خالی نہیں یا تو اسم ذات ہوگا (یعنی محض ذات پر دلالت کرے گا کسی وصف کا اس میں اعتبار نہ ہوگا) یا اسم صفت ہوگا (یعنی وہ اسم ذات کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی وصف پر بھی دلالت کرے گا جیسے قائم) اگر وہ اسم ذات ہے تو جمع مصحح بنانے کیلئے تین شرطیں ہیں

۱۔ مذکر ہو یعنی ایسا اسم ہو کہ اس میں تاء تانیث نہ ہو نہ ملفوظ ہو نہ مقدر لہٰذا طلحہ اور عین کی جمع سالم نہیں آسکتی کیونکہ طلحہ میں تاء ملفوظ ہے اور عین میں تاء مقدر ہے۔

۲۔ وہ علم ہو، لہٰذا رجل جو کہ مذکر عاقل ہے اس کی جمع مصحح واؤ نون سے نہیں آئے گی کیونکہ علم نہیں ہے۔

۳۔ اسم کا مسمّٰی عاقل ہو یعنی وہ علم مذکر ایسے مسمّٰی پر بولا جائے جو کہ ذوالعقول میں سے ہو لہٰذا اعوج جو کہ ایک گھوڑے کا علم ہے اس کی جمع سالم نہیں آئے گی کیونکہ اسکا مسمّٰی ذوالعقول میں سے نہیں ہے۔ یہ شرط اس لئے لگائی کہ واؤ نون وغیرہ کے ساتھ یہ جمع سالم تمام جموع سے اشرف ہے اور وہ اسم جو مذکر ہو اور عاقل کا علم ہو یہ بھی تمام اسموں سے اشرف ہے لہٰذا اشرف کیلئے اشرف جمع کو خاص کیا جیسے زید کی جمع زَيْدُوْنَ ہے۔

اور اگر وہ اسم صفت ہے مثلاً اسم فاعل اسم مفعول وغیرہ تو اس کی جمع سالم بنانے کیلئے چھ شرطیں ہیں ۱۔ مذکر عاقل ہو ۲۔ وہ اسم صفت تائے تانیث کے ساتھ نہ ہو جیسے علامة وغیرہ باقی چار شرطیں کتاب میں مصنفؒ نے ذکر کی ہیں۔

۱۔ وہ اسم صفت اس افعل کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلاء کے وزن پر آتی ہو جیسے احمر بروزن افعل ہے اور اس کی مؤنث حمراء بروزن فعلاء ہے لہٰذا اس کی جمع سالم نہیں آئیگی تا کہ وہ افعل جو اسم تفضیل کا ہے اور اس افعل کے مابین فرق ہو جائے جیسے اَضْرَبُ کی جمع سالم اَضْرَبُوْنَ اور اَفْضَلُ کی اَفْضَلُوْنَ آتی ہے۔

۲۔ وہ اسم صفت اس فعلان کے وزن پر نہ ہو جس کی مؤنث فعلیٰ آتی ہے جیسے سکران اس کی مؤنث سکریٰ آتی ہے لہٰذا اس کی جمع سالم نہیں

آئے گی تا کہ اس فعلان میں اور اس فعلان میں جس کی مؤنث فعلانہ آتی ہے فرق ہو جائے جیسے ندمان اس کی مؤنث ندمانۃ آتی ہے اس کی جمع مذکر سالم ندمانون آتی ہے لہٰذا اب اس فعلان جس کی مؤنث فَعْلیٰ ہے جیسے سکران اس کی جمع سالم نہیں آئے گی۔

۳۔وہ اسم صفت اس فعیل کے وزن پر نہ ہو جو بمعنی مفعول کے ہے جیسے جَرِیْحٌ بمعنی مَجْرُوْحٌ۔

۴۔وہ اسم صفت اس فعول کے وزن پر نہ ہو جو بمعنی فاعل کے ہے جیسے صَبُوْرٌ بمعنی صابر کے لہٰذا ان دونوں کی جمع سالم نہیں آتی اس لئے کہ فعیل اور فعول ایسے وزن ہیں جو کہ مذکر و مؤنث میں برابر ہیں کہا جاتا ہے **رجل صبور وامرأۃ صبور** اسی طرح **رجل جریحٌ وامْرأۃٌ جَرِیْحٌ** اگر اسم صفت کی جمع واؤ نون کے ساتھ لائیں تو اس کا مذکر کے ساتھ اختصاص لازم آئے گا حالانکہ دونوں برابر ہیں۔اور نہ ہی الف وتاء کے ساتھ جمع مؤنث سالم لائی جاتی ہے تا کہ مؤنث کے ساتھ اختصاص لازم نہ آئے۔

**وَیَجِبُ حَذْفُ نُونِہٖ الخ:** اس عبارت میں جمع کے متعلق فائدہ کا دوسرا حصہ بیان کیا ہے کہ جب جمع صحیح کی دوسرے کلمہ کی طرف اضافت کی جائے تو اس وقت نون جمع کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے تا کہ اسم کے تام ہونے کی علامت کو حذف کر دیا جائے اور اضافت صحیح ہو جیسے مُسْلِمُو مِصْرَ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا مصر کی طرف مضاف کرنے سے نون جمع حذف کر دیا گیا۔

**وَمُؤَنَّثٌ وَھُوَ مَا اُلْحِقَ بِاٰخِرِہٖ اَلِفٌ وَتَاءٌ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ وَشَرْطُہٗ اِنْ کَانَ صِفَۃً وَلَہٗ مُذَکَّرٌ اَنْ یَکُوْنَ مُذَکَّرُہٗ قَدْ جُمِعَ بِالْوَاوِ وَالنُّوْنِ نَحْوُ مُسْلِمُوْنَ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ مُذَکَّرٌ فَشَرْطُہٗ اَنْ لَا یَکُوْنَ مُؤَنَّثًا مُجَرَّدًا عَنِ التَّاءِ کَالْحَائِضِ وَالْحَامِلِ وَاِنْ کَانَ اِسْمًا غَیْرَ صِفَۃٍ جُمِعَ بِالْاَلِفِ وَالتَّاءِ بِلَا شَرْطٍ کَھِنْدَاتٍ وَالْمُکَسَّرُ صِیْغَتُہٗ فِی الثُّلَاثِیْ کَثِیْرَۃٌ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ کَرِجَالٍ وَاَفْرَاسٍ وَفُلُوْسٍ وَفِیْ غَیْرِ الثُّلَاثِیْ عَلٰی وَزْنِ فَعَالِلَ وَفَعَالِیْلَ قِیَاسًا کَمَا عَرَفْتَ فِی التَّصْرِیْفِ.**

**ترجمۃ:** اور مؤنث ہے اور وہ وہ ہے کہ اس کے آخر میں الف اور تاء لاحق کی گئی ہو جیسے مسلمات اور اسکی شرط اگر ہو صفۃ اور اسکے لئے مذکر ہو تو یہ ہے کہ اس کا مذکر واؤ اور نون سے جمع لایا گیا ہو جیسے مسلمون اور اگر اس کیلئے مذکر نہ ہو تو اس کی شرط یہ ہے کہ مؤنث تاء سے خالی نہ ہو جیسے حائض اور حامل اور اگر اسم غیر صفت ہو تو الف وتاء کے ساتھ بغیر کسی شرط کے جمع لائی جائے گی جیسے ھندات اور مکسر اسکا وزن ثلاثی سے کثیر ہے جو کہ سماع سے پہچانا جاتا ہے جیسے رجال وافراس اور فلوس اور غیر ثلاثی میں فعالل اور فعالیل کے وزن پر قیاسی طور پر ہوگا جیسا کہ تو نے صرف میں معلوم کیا۔

## تشریح: البحث السادس فی تعریف الجمع المصحح المؤنث مع بیان شرائطہٖ

(وَمُؤَنَّثٌ وَھُوَ ...... کَھِنْدَاتٍ):

اس عبارت میں جمع مصحح کی دوسری قسم مؤنث کی تعریف اور اس کی شرائط کا بیان ہے۔جمع مصحح مؤنث وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف اور تاء لاحق کی گئی ہو جیسے مسلمات یہ جمع ہے مسلمۃ کی۔

**جمع مصحح مؤنث کے الف اور تاء کے ساتھ لانے کی شرائط:** وہ اسم جس سے جمع مصحح مؤنث بنانا مقصود ہو وہ دو حال سے خالی نہیں اسم صفۃ ہوگا یا اسم غیر صفۃ ہوگا۔اگر اسم صفۃ ہے تو دو حال سے خالی نہیں اس کا مذکر ہے یا مذکر نہیں اگر مذکر ہے تو الف اور تاء کے ساتھ اسکی جمع لانے میں شرط یہ ہے کہ اس کے مذکر کی جمع واؤ اور نون سے لائی گئی ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ یہ مُسْلِمَۃٌ کی

جمع ہے اور مسلمۃ اسم صفت ہے اور اسکا مذکر بھی ہے جو کہ مسلم ہے اور اس کی جمع بھی واؤ اور نون سے لائی گئی ہے جیسے مسلمون تو اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لانا درست ہے۔ اور اگر اسم صفۃ کا مذکر نہیں تو اس کی جمع مصحح مؤنث الف اور تاء کے ساتھ لانے کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ مؤنث تاء سے خالی نہ ہو جیسے حائض اور حامل اس کی واحدہ مؤنث تاء کے ساتھ نہیں ہے لہٰذا ان کی جمع الف اور تاء کے ساتھ نہیں لائی جائے گی بلکہ ان کی جمع حوائض اور حوامل آئے گی البتہ اگر حائضۃ ہو یا حاملۃ ہو تو اس وقت شرط کے موجود ہونے کی وجہ سے الف اور تاء کے ساتھ لائی جائے گی جیسے حائضات اور حاملات وجہ یہ ہے کہ اسم صفۃ تاء تانیث والے کلموں کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے اگر خالی عن التاء اسم صفۃ کلموں کی جمع بھی الف اور تاء کے ساتھ آئے تو التباس ہو جائے گا۔ اور معلوم نہ ہو سکے گا کہ یہ خالی عن التاء کلمہ کی جمع ہے یا تاء والے کلمہ کی جمع ہے جیسے حائضات اور حاملات معلوم نہیں ہوگا کہ حائضۃ، حاملۃ کی جمع ہے یا حائض اور حامل کی جمع ہے پھر ان میں فرق بھی ضروری ہے کیونکہ معنی کے اعتبار سے فرق ہے کہ حائض اس بالغہ عورت کو کہتے ہیں جس میں حیض کی صلاحیت ہو خواہ بالفعل اس وقت حیض نہ ہو اور حائضۃ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو بالفعل حیض آ رہا ہو اسی طرح حامل اور حاملۃ ہے۔ حامل وہ عورت جو حمل کی صلاحیت رکھے اور حاملۃ وہ عورت جو بالفعل اس وقت حمل والی ہو۔

اور وہ اسم جس کی جمع مصحح مؤنث بنائی ہوا گر اسم غیر صفت ہو تو اس کی الف اور تاء کے ساتھ جمع مؤنث سالم لانے میں کوئی شرط نہیں ہے وہ بلا شرط الف اور تاء کے ساتھ جمع لائی جاسکتی ہے جیسے ھندؔ کی جمع ھندات اور طلحۃ کی جمع طلحات اور زینب کی جمع زینبات وغیرہ آتی ہے۔

## البحث السابع فی اوزان المكسر (وَالمكَسَّر صِيغَتُهُ ...... فِي التَّصْرِيفِ):

مصنفؒ جمع مصحح وسالم کی دونوں قسموں کے بیان کرنے کے بعد اب جمع مکسر کے اوزان کو بیان کرتے ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ جمع مکسر دو حال سے خالی نہیں ثلاثی مجرد سے ہوگا یا اس کے غیر سے اگر ثلاثی مجرد سے ہے تو اس کے اوزان کثیرہ ہیں اور سماع سے تعلق رکھتے ہیں کسی قاعدہ اور قانون کے ذریعے معلوم نہیں ہو سکتے جیسے رجال، افراس اور فلوس اور غیر ثلاثی مجرد سے فَعَالِلُ اور فَعَالِيْل کے وزن پر آتے ہیں قیاسی طور پر جیسا کہ آپ نے علم الصرف میں تفصیلا معلوم کر لیا۔ جیسے دراھم بروزن فعالل یہ درھم کی جمع ہے اور دنانیر بروزن فعالیل یہ دینار کی جمع ہے۔

**ثُمَّ الْجَمْعُ اَيْضًا عَلٰى قِسْمَيْنِ جَمْعُ قِلَّةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلَى الْعَشْرَةِ فَمَا دُوْنَهَا وَاَبْنِيَّتُهُ اَفْعُلٌ وَاَفْعَالٌ وَاَفْعِلَةٌ وَفِعْلَةٌ وَجَمْعَا الصَّحِيْحِ بِدُوْنِ اللَّامِ كَزَيْدُوْنَ وَمُسْلِمَاتٍ وَجَمْعُ كَثْرَةٍ وَهُوَ مَا يُطْلَقُ عَلٰى مَافَوْقَ الْعَشْرَةِ وَاَبْنِيَّتُهُ مَا عَدَا هٰذِهِ الْاَبْنِيَّةِ.**

**ترجمة:** پھر جمع بھی دو قسم پر ہے، جمع قلۃ اور وہ وہ ہے کہ جس کا اطلاق دس یا اس سے کم پر ہو اور اسکے اوزان افعل، افعال اور افعلۃ اور فعلۃ ہیں اور صحیح کی دو جمعیں ہیں بغیر الف لام کے جیسے زیدون اور مسلمات اور جمع کثرت ہے اور وہ وہ ہے جو دس سے اوپر پر بولی جائے اور اس کے اوزان وہ ہیں جو ان اوزان کے ماسوا ہیں۔

## تشریح: البحث الثامن فی تقسیم الجمع باعتبار القلت والکثرة وتعریف کل قسم مع بیان اوزانه (ثم الجمع ايضا ...... هٰذِهِ الْاَبْنِيَّةِ):

جمع باعتبار قلت و کثرت کے دو قسم پر ہے جمع قلت اور جمع کثرت، جمع قلت وہ ہے جو دس یا اس سے کم افراد پر بولی جائے اور

اس کے اوزان چھ ہیں ۱۔اَفْعُلٌ جیسے اَكْلُبٌ ۲۔اَفْعَالٌ جیسے اَقْوَالٌ ۳۔ اَفْعِلَةٌ جیسے اَعْوِنَةٌ ۴۔فِعْلَةٌ جیسے غِلْمَةٌ ۵۔اور جمع مذکر صحیح جو بغیر الف لام کے ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ ۶۔اور جمع مؤنث سالم جو کہ بغیر الف لام کے ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ اور جمع کثرت وہ ہے جو دس سے زائد افراد پر بولی جائے اور اس کے اوزان وہ ہیں جو کہ مذکورہ بالا چھ اوزان میں سے نہ ہوں۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔جمع کی تعریف ذکر کریں اور مثال سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔جمع مصحح مذکر کے بنانے کا طریقہ اور اس کی شرائط بیان کریں۔(دیکھئے البحث الثالث والرابع) ۳۔واما قولهم سنون الخ کا مطلب واضح کریں۔(دیکھئے البحث الرابع) ۴۔جمع کی باعتبار قلت وکثرت کے کتنی قسمیں ہیں ہر ایک قسم کی تعریف اور اوزان لکھیں۔(دیکھئے البحث الثامن)

# اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِي الْاِسْمِ الْمَصْدَرِ

فَصْلٌ، اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ يَدُلُّ عَلَى الْحَدَثِ فَقَطْ وَيَشْتَقُّ مِنْهُ الْاَفْعَالُ كَالضَّرْبِ وَالنَّصْرِ مَثَلاً وَاَبْنِيَتُهُ مِنَ الثُّلَاثِي الْمُجَرَّدِ غَيْرُ مَضْبُوْطَةٍ تُعْرَفُ بِالسَّمَاعِ وَمِنْ غَيْرِهِ قِيَاسِيَّةٌ كَالْاِفْعَالِ وَالْاِنْفِعَالِ وَالْاِسْتِفْعَالِ وَالْفَعْلَلَةِ وَالتَّفَعْلُلِ مَثَلاً.

**ترجمة:** مصدر وہ اسم ہے جو فقط حدث پر دلالت کرے اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے ضرب اور نصر مثال کے طور پر اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے ضبط شدہ نہیں سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور اس کے غیر سے قیاسی ہیں جیسے افعال اور انفعال اور استفعل اور فعللة اور تفعلل مثال کے طور پر۔

**خلاصة المباحث:** یہ چھٹی فصل اسم مصدر کے بیان میں ہے یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔مصدر کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت (اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ ......وَالنَّصْرِ مِثْلاً) ۲۔اسم مصدر کے اوزان (وَاَبْنِيَتُهُ ......مَثَلاً) ۳۔اسم مصدر کا عمل (فَالْمَصْدَرُ اِنْ لَمْ يَكُنْ ......عَمْرًوا) ۴۔مصدر پر اس کے معمول کی تقدیم اور معمول کی طرف اضافت کا حکم (لَايَجُوْزُ تَقْدِيْم ......ضَرْب عَمْرٍو زَيْدٌ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف الاسم المصدر** (اَلْمَصْدَرُ اِسْمٌ ......وَالنَّصْرُ مَثَلاً):

لغت میں مصدر ظرف کا صیغہ ہے صَدَرَ يَصْدُرُ سے بمعنی نکلنا اور مصدر کا معنی نکلنے کی جگہ اور مصدر کو مصدر بھی اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے کئی صیغے نکلتے ہیں اور اصطلاح میں مصدر وہ اسم ہے جو صرف معنی حدثی پر دلالت کرتا ہے کسی اور چیز پر دلالت نہیں کرتا اور اس سے افعال مشتق ہوں۔اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔مصدر اسم ہوگا ۲۔معنی حدثی پر دلالت کرے گا ۳۔اس سے افعال مشتق ہونگے جیسے اَلضَّرْبُ (مارنا) النَّصْرُ (مدد کرنا)۔

**البحث الثانی فی تفصیل اوزان المصدر** (وَاَبْنِيَتُهُ ......مثلاً):

مصدر دو حال سے خالی نہیں ثلاثی مجرد سے ہوگا یا اس کے غیر سے اگر ثلاثی مجرد سے ہے تو اس کے اوزان غیر منضبط ہیں اہل عرب کے سماع سے معلوم ہوتے ہیں قیاس کو ان میں کوئی دخل نہیں اور اگر غیر ثلاثی مجرد سے ہے یعنی ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے ہیں تو اس کے اوزان اہل عرب کے سماع پر موقوف نہیں بلکہ قیاسی ہیں ان کیلئے مخصوص اوزان مقرر ہیں مثلاً جس کی ماضی افعل کے وزن پر ہو اس کا مصدر افعال کے وزن پر آتا ہے اور جس کی ماضی انفعل ہے اس کی مصدر انفعال کے وزن پر ہوگی اسی طرح

جس کی ماضی اِسْتَفْعَلَ کے وزن پر ہو اس کا مصدر استفعال آتا ہے اور جس باب کی ماضی فعلل کے وزن پر ہو اس کی مصدر فعللة کے وزن آتی ہے اور جس کی ماضی تفعلَلَ کے وزن پر ہو اس کی مصدر تَفَعْلُلٌ کے وزن پر آتی ہے۔

فَالْمَصْدَرُ اِنْ لَمْ يَكُنْ مَفْعُوْلاً مُطْلَقًا يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهٖ اَعْنِيْ يَرْفَعُ الْفَاعِلَ اِنْ كَانَ لاَزِمًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ قِيَامُ زَيْدٍ وَيَنْصِبُ مَفْعُوْلاً اَيْضًا اِنْ كَانَ مُتَعَدِّيًا نَحْوُ اَعْجَبَنِيْ ضَرْبُ زَيْدٍ عَمْرًوا وَلا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ مَعْمُوْلِ الْمَصْدَرِ عَلَيْهِ فَلا يُقَالُ اَعْجَبَنِيْ زَيْدٌ ضَرْبُ عَمْرٍو وَلا عَمْرًوا ضَرْبُ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ اِضَافَتُهٗ اِلَى الْفَاعِلِ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَرْبَ زَيْدٍ عَمْرًوا وَاِلَى الْمَفْعُوْلِ بِهٖ نَحْوُ كَرِهْتُ ضَربَ عَمْرٍو زَيْدٌ وَاَمَّا اِنْ كَانَ مَفْعُوْلاً مُطْلَقًا فَالْعَمَلُ لِلْفِعْلِ الَّذِيْ قَبْلَهٗ نَحْو ضَرَبْتُ ضَرْبًا عَمْرًوا فَعمرو مَنْصُوْبٌ بِضَرَبْتُ.

**ترجمة:** پس مصدر اگر مفعول مطلق نہ ہو تو اپنے فعل کا سا عمل کرے گا مراد لیتا ہوں میں کہ فاعل کو رفع کرے گا اگر لازم ہو جیسے اعجبنی قیام زید اور نصب دیتا ہے مفعول بہ کو بھی اگر متعدی ہو جیسے اَعْجَبنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًوا۔ اور مصدر کے معمول کو مصدر پر مقدم کرنا جائز نہیں ہوتا پس نہیں کہا جائے گا اَعْجَبنی زیدٌ ضرب عمروًا اور نہ عمروًا ضَربُ زیدٌ اور مصدر کی فاعل کی طرف اضافت جائز ہوتی ہے جیسے کرھت ضرب زید عمروا اور مفعول بہ کی طرف جیسے کرھت ضرب عمرو زیدٌ اور لیکن اگر وہ مصدر مفعول مطلق ہو تو عمل اس فعل کیلئے ہے جو اس سے پہلے ہے جیسے ضَربت ضربا عمروًا پس عمرو ضربت کی وجہ سے منصوب ہے۔

## تشریح: البحث الثالث فی عمل المصدر (فَالْمَصْدَرُ اِنْ كَانَ ...... عَمْرًوا):

اس عبارت میں مصدر کے عمل کے متعلق ذکر کیا گیا ہے کہ یہ عامل ہے یا نہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ مصدر دو حال سے خالی نہیں مفعول مطلق واقع ہو رہا ہوگا یا نہ اگر مفعول مطلق واقع نہ ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں یا تو لازمی ہوگا یا متعدی دونوں صورتوں میں اپنے فعل کا سا عمل کریں گے۔ اگر مصدر مفعول مطلق واقع نہ ہو رہا ہو اور لازمی ہو تو فاعل کو رفع کرے گا جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ (مجھے زید کے کھڑے ہونے نے تعجب میں ڈالا) اس میں قیام مصدر مفعول مطلق واقع نہیں ہو رہا اور لازمی ہے جس نے زید کو بنا بر فاعل رفع دیا ہے۔ اور اگر مصدر متعدی ہو تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو بھی نصب دے گا جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زید عمروًا (مجھے زید کے عمرو کو مارنے نے تعجب میں ڈالا) اس مثال میں ضرب مصدر متعدی ہے زید کو بنا بر فاعل کے رفع دیا اور عمرو کو بنا بر مفعول بہ کے نصب دیا۔

اور اگر صدر مفعول مطلق واقع ہو رہا ہو تو اس مصدر سے پہلے جو فعل مذکور ہو تا اس کا معمول ہوگا جیسے ضربت ضربًا عمروًا پس عمروًا ضربت کے سبب سے منصوب ہے نہ کہ ضربًا کی وجہ سے بلکہ ضربًا خود ضربت کی وجہ سے منصوب ہے اور اسکا مفعول مطلق واقع ہو رہا ہے۔ اسی بات کو مصنفؒ نے وَاَمَّا اِنْ كَانَ مَفْعُوْلاً الخ سے بیان کیا۔

## البحث الرابع فی حکم المصدر (تقديم معموله و اضافته) (وَلا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُ ...... عَمْرٍو زَيْدٌ):

یہ عبارت مصدر کے حکم (اپنے معمول کے مقدم ہونے اور اپنے معمول کی طرف مضاف ہونے) کے بارے میں ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ مصدر کا معمول خواہ فاعل ہو یا مفعول بہ ہو اس مصدر سے مقدم نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مصدر عامل ضعیف ہے اور ضعیف عامل اپنے مقدم معمول پر عمل نہیں کر سکتا لہٰذا اَعْجَبَنِیْ زیدٌ ضرب عمروًا اسی طرح عمروًا ضَرْبٌ زَیْدٌ نہیں کہا جا سکتا۔

البتہ مصدر کی اپنے معمول ''خواہ فاعل ہو یا مفعول بہ'' کی طرف اضافت جائز ہے۔ اگر فاعل کی طرف مصدر مضاف ہو رہا ہو تو وہ فاعل لفظا مجرور ہوگا اور اگر مفعول بہ بھی ہو تو منصوب ہوگا جیسے کَرِھْتُ ضَرْبَ زَیْدٍ عَمْرًوا (میں نے زید کے عمرو کو مارنے کو مکروہ سمجھا) اس مثال ضَرب مصدر زید فاعل کی طرف مضاف ہے اور مصدر کی اضافت اگر مفعول بہ کی طرف ہو جائز ہے اس وقت فاعل مذکور ہے تو مرفوع ہوگا اور مفعول بہ لفظا مضاف الیہ ہونے کے باعث مجرور ہوگا لیکن حقیقتاً مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جیسے کَرِھْتُ ضَرْبَ عَمرٍو زَیْدٌ۔ اس مثال میں ضرب عمرو کی طرف مضاف ہے جو کہ ضرب مصدر کا مفعول بہ ہے لیکن اضافت کی وجہ سے مجرور ہے لفظا لیکن معنی منصوب ہے مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اور زیدٌ فاعل ہونے کے باعث مرفوع ہے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ا۔ مصدر کی تعریف اور مثال ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ مصدر کے اوزان پر روشنی ڈالئے اور امثلہ سے وضاحت بھی کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ مصدر کا کیا عمل ہے تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔ مصدر عامل ہے یا نہیں؟ (دیکھئے البحث الرابع)

## اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِیْ اِسْمِ الْفَاعِلِ

**فَصْلٌ، اِسْمُ الْفَاعِلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِیَدُلَّ عَلٰی مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَی الْحُدُوْثِ وَصِیْغَتُهٗ مِنَ الثُّلَاثِیِّ الْمُجَرَّدِ عَلٰی وَزْنِ فَاعِلٍ کَضَارِبٍ وَنَاصِرٍ وَمِنْ غَیْرِهٖ عَلٰی صِیْغَةِ الْمُضَارِعِ مِنْ ذٰلِکَ الْفِعْلِ بِمِیْمٍ مَضْمُوْمٍ مَکَانَ حَرْفِ الْمُضَارِعَةِ وَکَسْرِ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ کَمُدْخِلٍ وَمُسْتَخْرِجٍ.**

**ترجمة:** اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ من قام بہ الفعل پر دلالت کرے حدوث کے معنی کے ساتھ اور اسکا صیغہ اور وزن ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر ہے جیسے ضارب اور ناصر اور اس کے علاوہ اس فعل کا صیغہ مضارع پر ہے حرف مضارعۃ کی جگہ میم مضموم کے ساتھ اور آخر کے ماقبل کے کسرہ کے ساتھ جیسے مدخل مستخرج۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل اسم فاعل کے بیان میں ہے اور یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔ اسم فاعل کی تعریف (اِسْمُ الْفَاعِلِ اِسْمٌ ...... بِمَعْنَی الْحُدُوْثِ) ۲۔ اسم فاعل کے صیغہ اور اوزان کے متعلق تفصیل (وَصِیْغَتُهٗ مِنْ ...... مُسْتَخْرِجٌ) ۳۔ اسم فاعل کا عمل اور عمل کی شرائط (وَھُوَ یَعْمَلُ عَمَلَ ...... اَوْ اَمْسِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف اسم الفاعل** (اِسْمُ الْفَاعِلِ اِسْمٌ ...... بِمَعْنَی الْحُدُوْثِ):

اس بحث میں مصنفؒ نے اسم فاعل کی تعریف ذکر کی ہے۔ اسم الفاعل وہ اسم ہے جو فعل (مصدر) سے مشتق ہو اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کہ یہ فعل اس کے ساتھ بطریق حدوث قائم ہے۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ا۔ اسم فاعل اسم ہوگا ۲۔ فعل (مصدر) سے مشتق ہوگا ۳۔ فعل اس کے ساتھ قائم ہوگا واقع نہیں ہوگا ۴۔ تجدد اور حدوث کا معنی دے گا۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** اسم الفاعل معرَّف ہے اور اسم مشتق الخ سے تعریف ہے اور ''اسم'' کا لفظ جنس ہے معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے ''مشتق من فعل'' یہ فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہوگیا کیونکہ وہ کسی سے مشتق نہیں ہوتا۔ اس جگہ فعل سے مراد فعل لغوی ہے جو کہ مصدر ہے کیونکہ اسم فاعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے۔ ''لیدل علی من قام بہ الفعل'' یہ

ثانی فصل ہے اس سے اسم تفضیل اور اسم مفعول خارج ہو گئے کیونکہ اسم مفعول من وقع علیہ الفعل پر دلالت کرتا ہے اور اسم تفضیل من قام بہ الفعل پر اگر چہ دلالت کرتا ہے لیکن مع الزیادات۔ "بمعنی الحدوث" یہ فصل ثالث ہے اس سے صفت مشبہ خارج ہو گیا اس لئے کہ اگر چہ وہ "من قام بہ الفعل" پر دلالت کرتا ہے لیکن بمعنی الحدوث نہیں ہوتا بلکہ بمعنی دوام ہوتا ہے۔

## البحث الثانی فی تفصیل اوزان اسم الفاعل (وَصِيغَتُهُ ...... ومُسْتَخْرِجٌ):

اسم فاعل دو حال سے خالی نہیں ثلاثی مجرد سے ہوگا یا غیر ثلاثی مجرد سے ہوگا۔ اگر ثلاثی مجرد سے ہے تو اس کا صیغہ ہمیشہ "فاعل" کے وزن پر آئے گا جیسے ضارب، ناصر وغیرہ اور غیر ثلاثی مجرد سے اسی فعل کے مضارع کے واحد مذکر غائب سے اس طریقہ پر آتا ہے کہ علامت مضارع کی جگہ میم مضموم کو رکھیں اور آخر کے ماقبل کو کسرہ دے دیں جیسے مُدخِلٌ اور مستخرج وغیرہ مدخل افعال باب کا اسم فاعل ہے اور مستخرج استفعال باب کا اسم فاعل ہے۔ یہ دونوں یُدخِلُ اور یستخرج میں مذکورہ بالا تبدیلی لانے کے بعد اسم فاعل بنا دیئے گئے۔

وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ الْمَعْرُوفِ اِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْحَالِ اَوِ الْاِسْتِقْبَالِ وَمُعْتَمِداً عَلَى الْمُبْتَدَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ اَوْ ذِي الْحَالِ نَحْوُ جَاءَ نِي زَيْدٌ ضَارِبًا اَبُوْهُ عَمْرًوا اَوْ مَوْصُوْلٍ نَحْوُ مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ اَبُوْهُ عَمْرًوا اَوْ مَوْصُوْفٍ نَحْوُ عِنْدِیْ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرواً اَوْ هَمْزَةِ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَائِمٌ زَيْدٌ اَوْ حَرْفِ النَّفِي نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيْدٌ فَاِنْ كَانَ بِمَعْنَى الْمَاضِيْ وَجَبَتِ الْاِضَافَةُ مَعْنًى نَحْوُ زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ هٰذَا اِذَا كَانَ مُنَكَّراً اَمَّا اِذَا كَانَ مُعَرَّفًا بِاللَّامِ يَسْتَوِیْ فِيْهِ جَمِيْعُ الْاَزْمِنَةِ نَحْوُ زَيْدُنِ الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًوا نِ الْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمْسِ.

**ترجمة:** اور وہ (اسم فاعل) اپنے فعل معروف کا سا عمل کرتا ہے اگر حال یا استقبال کے معنی کے ساتھ ہو اور مبتداء پر سہارا لینے والا ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ ذوالحال پر جیسے جَاءَ نِیْ زَيْدٌ ضَارِبًا اَبُوْهُ عمرًوا یا موصول پر جیسے مَرَرْتُ بِالضَّارِبِ اَبُوْهُ عَمْروًا یا موصوف پر جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرواً یا ہمزہ استفہام پر جیسے اَقَائِمٌ زَيْدٌ یا حرف نفی پر جیسے مَاقَائِمٌ زَيْدٌ اور اگر وہ (اسم فاعل) ماضی کے معنی میں ہو تو اضافت معنوی واجب ہے جیسے زَيْدٌ ضَارِبُ عَمْرٍو اَمْسِ یہ تفصیل اس وقت ہے جب اسم فاعل نکرہ ہو لیکن جب وہ معرفہ ہو لام کے ساتھ تو اس میں تمام زمانے یکساں اور اور مساوی ہیں۔ جیسے زيدنِ الضَّارِبُ ابوهُ عمرًوا الأن الخ۔

## تشریح: البحث الثالث فی عمله مع شرائط عمله (وَهُوَ يَعْمَلُ عَمَلَ ......اَوْ اَمْسِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم فاعل کے عمل اور اسکی شرائط کو بیان کیا ہے۔ اسم فاعل اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے یعنی اگر اسم فاعل لازمی باب سے ہے تو فعل لازم والا عمل کرے گا کہ فقط فاعل کو رفع کرے گا اگر فعل متعدی ہوگا تو فعل متعدی کا سا عمل کرے گا یعنی فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب کرے گا۔ لیکن اس کے عمل کیلئے دو شرطیں ہیں ا۔ حال یا استقبال کا معنی دے یہ شرط اس لئے کہ اسم فاعل فعل مضارع کے ساتھ صورۃ اور معنی مشابہ ہونے کی وجہ سے عمل کرتا ہے لہٰذا حال اور استقبال کے معنی میں ہوتا کہ مشابہت قوی ہو جائے۔

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مذکورہ چھ چیزوں میں سے کسی ایک کا سہارا لینے والا ہو یعنی اسم فاعل سے پہلے مبتداء ذوالحال موصوف وغیرہ میں سے کوئی ایک ہو اور مبتداء وغیرہ کے ساتھ وہ اسم فاعل تعلق رکھتا ہو یعنی اگر مبتداء ہے تو یہ اسم فاعل اس کی خبر ہو۔ اگر موصوف ہے تو یہ اس کی صفت واقع ہوگا اور اگر ذوالحال ہے تو یہ حال واقع ہوگا علی ہذا ان کی وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے اسم فاعل کی مشابہت فعل کے

ساتھ قوی ہو جاتی ہے جیسے مبتداء کے بعد فعل آ جائے تو اسی مبتداء کی خبر بنتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی اور حرف استفہام اور حرف نفی اکثر فعل پر داخل ہوتے ہیں تو ان کے بعد اسم فاعل ہوگا تو فعل کے ساتھ مشابہت قوی ہو جائے گی۔

**مبتداء پر سہارا کرنے کی مثال:** زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ (زید اس کا باپ کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں زیدٌ مبتداء ہے اور قائمٌ اسم فاعل ہے اور زیدٌ مبتداء پر اعتماد کرتے ہوئے اَبُوْہُ میں عمل کر رہا ہے اور یہ شبہ جملہ ہو کر مبتداء کی خبر بنے گا۔

**ذوالحال پر سہارا کی مثال:** جَاءَ نِیْ زَیْدٌ ضَارِبًا اَبُوْہُ عَمْرًوا (میرے پاس زید آیا اس حال میں کہ اس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) اس مثال میں زیدٌ ذوالحال ہے اور ضاربًا اسم فاعل زید پر سہارا لیتے ہوئے ابوہٗ کو رفع اور عمرؤا کو نصب دے رہا ہے اور یہ شبہ جملہ ہو کر حال ہے زیدٌ سے اور ذوالحال حال ملکر جاء کا فاعل ہیں۔

**موصول پر سہارا کی مثال:** مررتُ بالضَّارِبِ اَبُوْہُ عَمْرًوا (میں اس شخص کے پاس سے گذرا کہ اس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) اس مثال میں بالضارب پر جو الف لام ہے اسم موصول بمعنی الذی کے ہے اور ضارب اسم فاعل ہے اور ابوہ عمروا میں اسم موصول پر سہارا لیتے ہوئے عمل کر رہا ہے اور موصول صلہ ملکر مجرور ہوگا باء الخ۔

**موصوف پر اعتماد کی مثال:** عِنْدِیْ رَجُلٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عمرًوا۔ (میرے پاس ایسا مرد ہے جس کا باپ عمرو کو مارنے والا ہے) اس مثال میں رجلٌ موصوف ہے اور ضارب اسم فاعل اس پر سہارا لے کر ابوہٗ عمروًا پر عمل کر کے شبہ جملہ ہو کر صفت بن رہا ہے رجل کی جو کہ مبتداء مؤخر ہے عندی خبر کی۔

**همزه استفهام پر سہارا لینے کی مثال:** قائمٌ زیدٌ (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے) قائمٌ اسم فاعل ہے زید میں عامل ہے ہمزہ استفہام پر سہارا لیتے ہوئے۔

**حرف نفی پر سہارا لینے کی مثال:** مَاقَائِمٌ زَیْدٌ (زید کھڑا ہونے والا نہیں) اس مثال میں قائم اسم فاعل ہے اور حرف نفی ما پر اعتماد اور سہارا پکڑتے ہوئے زیدٌ کو رفع دے رہا جو کہ اسکا فاعل ہے۔

**فان کان بمعنی الماضی الخ:** اس عبارت سے اس بات کو بیان کرنا چاہتے ہیں کہ جب اسم فاعل حال یا استقبال کا معنی نہ دے رہا ہو بلکہ ماضی کے معنی میں ہو تو اس وقت اضافت معنویہ واجب ہے یعنی اسم فاعل متعدی ہے اور مفعول بہ مذکور ہے اور کسی قرینہ سے اسم فاعل ماضی کا معنی دے رہا ہے تو اس وقت اسم فاعل مفعول بہ میں عمل نہیں کرے گا بلکہ اس کی طرف اضافت معنویہ کے ساتھ مضاف ہوگا۔ کیونکہ اضافت لفظیہ تو اس وقت ہوتی ہے جب صیغہ صفت اپنے معمول فاعل، مفعول کی طرف مضاف ہو یہاں ایسا نہیں ہے اس لئے اضافت معنویہ ہوگی جیسے زیدٌ ضاربُ عمرو اَمْسِ۔ (زید نے عمرو کو کل گذشتہ مارا)

**هذا اذا کان منکر الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ اسم فاعل جب حال یا استقبال کا معنی دے تو عامل ہوگا بشرط اعتماد اور جب ماضی کا معنی دے عامل نہ ہوگا یہ اس وقت ہے جب اسم فاعل منکر یعنی نکرہ ہو اگر اسم فاعل معرفہ ہو یعنی اسم فاعل پر الف لام داخل ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہیں حال ہو یا استقبال یا ماضی تینوں صورتوں میں اسم فاعل مفعول بہ میں عامل ہوگا اور کسی چیز پر اعتماد کی شرط بھی نہیں ہے کیونکہ اسم فاعل پر الف لام داخل ہونے کے بعد وہ الف لام الذی کے معنی میں ہو کر موصول بن گیا

اوراسم فاعل باعتبار معنی کے فعل ہوگیا۔اگر چہ صورۃ اسم فاعل ہے اور فعل کے عمل کرنے میں تمام زمانے برابر ہیں۔جیسے زیدن الضارب ابوہ عمروًا الأن او غدا او امس۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ا۔اسم فاعل کی تعریف اور فوائد قیود لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔اسم فاعل کے اوزان کی تفصیل لکھیں (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔اسم فاعل کا عمل کیا ہے؟اوراس کی کیا شرائط ہیں۔ (دیکھئے البحث الثالث)

## اَلفَصلُ الثَّامِنُ فِیْ اِسمِ المَفعُولِ

فَصلٌ، اِسمُ المَفعُولِ اِسمٌ مُشتَقٌ مِنْ فِعلٍ مُتَعَدٍ لِیَدُلَّ عَلٰی مَنْ وَقَعَ عَلَیهِ الفِعلُ وَصِیغَتُهٗ مِنْ مُجَرَّدِ الثُّلَاثِیْ عَلٰی وَزنِ مَفعُولٍ لَفظًا کَمَضرُوبٍ اَوْ تَقدِیرًا کَمَقُولٍ وَمَرمِیٍّ وَمِنْ غَیرِہٖ کَاِسمِ الفَاعِلِ بِفَتحِ مَاقَبلَ الاٰخِرِ کَمُدخَلٍ وَمُستَخرَجٍ وَیَعمَلُ عَمَلَ فِعلِهِ المَجهُولِ بِالشَّرَائِطِ المَذکُورَةِ فِی اِسمِ الفَاعِلِ نَحوُ زَیدٌ مَضرُوبٌ غُلَامُهٗ الْاٰنَ اَوْ غَدًا اَوْ اَمسِ.

**ترجمة:** اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ من وقع علیہ الفعل (اس ذات پر جس پر فعل واقع ہو) پر دلالت کرے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر ہے خواہ لفظا ہو جیسے مَضرُوبٌ یا تقدیراً جیسے مقول اور مرمیٌّ اور اس کے غیر سے آخر کے ماقبل کے فتح کے ساتھ جیسے مدخل، مستخرج اور وہ اپنے فعل مجہول کا سا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو ذکر کردہ ہیں اسم فاعل میں جیسے زیدٌ مضروبٌ غلامه الأن الخ۔

**خلاصة المباحث:** خاتمہ کی آٹھویں فصل اسم مفعول کے بیان میں ہے اور یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔اسم مفعول کی تعریف (اسم المفعول کل اسم ......علیه الفعل) ۲۔اسم مفعول کا وزن (وَصِیغَتُهٗ ......ومستخرج) ۳۔اسم مفعول کا عمل اور عمل کی شرائط (وَیَعمَلَ ......او اِمسِ)

**تشریح: البحث الاول فی تعریف اسم المفعول** (اِسمُ المَفعُولِ اِسمٌ ...... عَلَیهِ الفِعلُ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم مفعول کی تعریف کی ہے لغت کے اعتبار سے المفعول پر الف لام بمعنی الذی کے موصول ہے اور مفعول صیغہ صفت کا اسم مفعول ہے اصل عبارت یوں بن گئی اسم الذی فعل الفعل علیہ (اس کا نام جس پر فعل کیا گیا) نحویوں کی اصطلاح میں اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ من وقع علیہ الفعل پر دلالت کرے یعنی اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا۔اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ا۔اسم مفعول اسم ہوگا ۲۔مشتق ہوگا ۳۔فعل متعدی سے مشتق ہوگا ۴۔من وقع علیہ الفعل پر دلالت کرے گا۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** اس عبارت میں اسم المفعول کا لفظ معرّف ہے اسم مشتق الخ یہ تعریف ہے۔اسم کا لفظ درجہ جنس ہے معرّف اور غیر معرّف تمام اسماء کو شامل ہے۔مشتق فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہوگئے''من فعلٍ متعدٍ''اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ اسم مفعول فعل لازم سے مشتق نہیں ہوتا۔''لیدل علی من وقع علیہ الفعل'' یہ فصل ثانی ہے اس سے اسم فاعل صفت مشبہ اور اسم تفضیل خارج ہوگئے۔

## البحث الثانی فی اوزان اسم المفعول (وَصِيغَتُهُ ...... مُسْتَخْرَجٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم مفعول کے وزن کے متعلق بحث کی ہے کہ اسم مفعول دو حال سے خالی نہیں فعل ثلاثی مجرد ہوگا یا غیر ثلاثی مجرد ہوگا اگر اسم مفعول ثلاثی مجرد سے ہوگا تو ہمیشہ مفعولٌ کے وزن پر ہوگا عام ہے کہ وہ مفعول کا وزن لفظوں میں ہوگا جیسے مَضْرُوْبٌ بروزن مفعولٌ اور کبھی مفعولٌ کا وزن تَقْدِیْرًا ہوتا ہے جیسے مقول اور مرمی اصل میں مقوول اور مرموی تھے دونوں میں تعلیل ہوئی تو یہ تعلیل کی وجہ سے مقول اور مرمی ہو گئے۔

اور اگر غیر ثلاثی مجرد (ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ) ہے تو اس کا اسم مفعول اسی باب کے اسم فاعل کے وزن پر ہوگا تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ یعنی اسم فاعل میں آخر کے ماقبل پر کسرہ ہے اور اسم مفعول میں آخر کے ماقبل پر فتح ہوگی جیسے مُدْخَلٌ، مُسْتَخْرَجٌ۔

## البحث الثالث فی عمله مع شرائط عمله (وَيَعْمَلُ عَمَلَ ......اَوْ اَمْسِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اسم مفول کا عمل اور عمل کی شرائط کو بیان کیا ہے۔ اسم مفعول اپنے فعل مجہول والا عمل کرے گا یعنی جس طرح فعل مجہول بجائے فاعل کے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اسی طرح یہ بھی بجائے فاعل کے مفعول بہ کو رفع دے گا البتہ شرائط میں اسم فاعل کے ساتھ ہے یعنی جس طرح اسم فاعل کے عمل کیلئے دو شرطیں حال یا استقبال کا معنی اور چھ میں سے کسی ایک پر اعتماد تھیں اسی طرح اسم مفعول کے عمل کیلئے بھی یہی دو شرطیں ہیں۔ اور پہلے مفعول بہ کو رفع اور مابقیہ کو نصب کرے گا جیسے زیدٌ مضروبٌ غلامُه الأن او غداً او اَمْسِ۔ اس مثال میں غلامُہٗ نائب الفاعل ہے اور بقیہ الأن وغیرہ مفعول فیہ ہے۔ بقیہ تفصیل منکر و معرّف کے اعتبار سے اسم مفعول کی بھی وہی ہے جو کہ اسم فاعل کے منکر و معرّف ہونے کی صورت میں تھی۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔اسم مفعول کی تعریف بمع فوائد قیود تحریر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔اسم مفعول کے اوزان ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔اسم مفعول کا عمل کیا ہے اور منکر اور معرّف باللام ہونے کی صورت میں جو تفصیل ہے ذکر کریں۔ (دیکھئے بحث اسم فاعل، اسم مفعول البحث الثالث)

# اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِی الصِّفَةِ الْمُشَبَّهَةِ

**فَصْلٌ، اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ وَصِيغَتُهَا عَلٰى خِلَافِ صِيغَةِ اِسْمِ الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ وَاِنَّمَا تُعْرَفُ بِالسِّمَاعِ كَحَسَنٍ وَصَعْبٍ وَظَرِيْفٍ وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهَا مُطْلَقًا بِشَرْطِ الْاِعْتِمَادِ الْمَذْكُوْرِ.**

**ترجمة:** صفت مشبہ وہ اسم ہے جو کہ فعل لازم سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہو ساتھ معنی ثبوت اور اسکا صیغہ اور وزن اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن کے خلاف پر ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ سماع سے پہچانا جاتا ہے جیسے حسن اور صعب اور ظریف اور وہ اپنے فعل کا سا عمل کرتا ہے مطلقا اعتماد مذکور کی شرط کے ساتھ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل صفت مشبہ کے بیان میں ہے اس فصل میں چھ ابحاث ہیں ۱۔صفت مشبہ کی تعریف (اَلصِّفَةُ الْمُشَبَّهَةُ اِسْمٌ ......الثُّبُوْتِ) ۲۔صفت مشبہ کے اوزان (وَصِيْغَتُهَا ......ظَرِيْفٍ) ۳۔صفت مشبہ کا عمل اور اس کی شرائط (هِيَ تَعْمَلُ ......الْمَذْكُوْرِ) ۴۔صفت مشبہ کے مسائل کی تفصیل مع امثلہ (وَمَسَائِلُهَا ......وَحَسَنَ وَجْهِهِ) ۵۔صفت مشبہ کے مسائل ثمانیہ عشر کی اقسام (وَهِيَ عَلٰى ......فِيْهِ ضَمِيْرٌ) ۶۔بیانِ ضابطہ (وَالضَّابِطَةُ ......وَجْهِهِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف الصفة المشبهة** (الصفةُ المُشَبَّهةُ اِسْمٌ ......اَلثُّبُوْتِ):

الصفۃ موصوف ہے اور المشبھۃ صیغہ صفت کا ہے اس پر الف لام بمعنی التی کے ہے اصل عبارت یوں ہے الصفۃ التی تشبہ باسم الفاعل (وہ صفت جو اسم فاعل کے ساتھ تشبیہ دی گئی تثنیہ جمع اور مذکر مؤنث لانے میں اور نحویوں کی اصطلاح میں صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم (مصدر) سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہے بمعنی الثبوت نہ کہ بمعنی الحدوث۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔صفت مشبہ اسم ہوگا ۲۔مشتق ہوگا جامد نہ ہوگا ۳۔فعل لازم سے مشتق ہوگا متعدی سے نہ ہوگا ۴۔من قام بہ الفعل پر دلالت کرے بمعنی الثبوت کے ہو۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** الصفت المشبھۃ معرَّف ہے اسم مشتق الخ یہ تعریف ہے ''اسم'' درجہ جنس کا معرف اور غیر معرَّف دونوں کو شامل ہے۔ ''مُشْتَقٌّ'' فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہو گیا۔ ''مِنْ فِعْلٍ لَازِمٍ'' دوسری فصل ہے اس سے وہ اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم تفضیل خارج ہو گئے۔ ''لِيَدُلَّ عَلٰى مَنْ قَامَ بِهِ الْفِعْلُ'' یہ تیسری فصل ہے اس سے اسم مفعول جو فعل لازمی سے مشتق ہے اور اسم زمان و مکان اور اسم آلہ خارج ہو گئے کیونکہ یہ اگرچہ فعل لازم سے مشتق ہیں مگر اس ذات پر دلالت نہیں کرتے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ ''بِمَعْنَى الثُّبُوْتِ'' یہ چوتھی فصل ہے اس سے وہ اسم فاعل اور اسم تفضیل خارج ہو گئے جو فعل لازمی سے مشتق ہوتے ہیں کیونکہ ان کا قیام بطور ثبوت و ہمیشگی کے نہیں ہوتا بلکہ بطور تجدد اور حدوث کے ہوتا ہے یعنی عارضی قیام ہوتا ہے۔

**فائدہ: اسم فاعل اور صفت مشبہ میں فرق:** ۱۔اسم فاعل تجدد اور حدوث پر اور صفت مشبہ دوام اور استمرار پر دلالت کرتا ہے ۲۔اسم فاعل لازم اور متعدی سے آئیگا صفت مشبہ صرف لازم سے آتا ہے ۳۔اوزان اسم فاعل قیاسی ہیں بخلاف صفت مشبہ کے ۴۔اسم فاعل چھ چیزوں پر اعتماد کریگا اور مشبہ پانچ چیزوں پر اسی لئے اس پر داخل ہونے والا ال موصول نہ ہوگا کما سیأتی ۵۔یہ ہے کہ اسم فاعل میں صفت عارضی ہوتی ہے اور صفت مشبہ میں لازمی اور دائمی ہوتی ہے جیسے ضارب اس شخص کو کہا جائے گا جس میں صفت مارنے کی پہلے نہ تھی اب پیدا ہوگئی اور تھوڑی دیر بعد ختم ہو جائیگی لیکن حَسَنٌ صفت مشبہ اس شخص کیلئے کہا جائیگا جس میں صفت حسن ہر وقت پائی جائے۔

**البحث الثانی فی اوزانها** (وَصِيْغَتُهَا ......وَظَرِيْفٌ): صفت مشبہ کا وزن اسم فاعل اور اسم مفعول کے وزن کے خلاف ہوگا، اور اسکا وزن محض سماع سے معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ مسلکِ جمہور نحات کا ہے مگر ابن مالک نحوی کے ہاں کبھی اسم فاعل اور کبھی اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ جیسے شَاحِطٌ بمعنی شَحِيْطٌ یعنی بعید اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغے قیاسی ہیں لیکن صفت مشبہ کے صیغے سماعی ہیں یعنی جیسے اہل عرب سے سنا گیا ویسے ہی بولے گئے جیسے حَسَنٌ بروزن فَعَلٌ (خوب نیک صاحب جمال) صَعْبٌ بروزن

فَعُلٌ مشکل اور دشوار کام۔ ظریف بروزن فعیل خوش طبع عقل مند۔

## البحث الثالث فی عملها مع الشرائط (وَهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ ...... اَلْمَذْكُوْر):

صفت مشبہ مطلقا یعنی بغیر زمانہ حال یا استقبال کی شرط کے اپنے فعل لازم کا سا عمل کرتا ہے کیونکہ اس میں ثبوت و دوام کا معنی ہوتا ہے زمانہ حال یا استقبال کی شرط وہاں لگائی جاتی ہے جہاں تجدد اور حدوث ہو اور یہ معنی اسم فاعل اور اسم مفعول میں ہے صفت مشبہ میں نہیں اس لئے وہاں شرط ہے یہاں شرط نہیں ہے۔ لیکن اس کے عمل کرنے میں ایک شرط ہے وہ چھ چیزوں مذکورہ میں سے کسی ایک پر اعتماد ہو البتہ اسم موصول پر صفت مشبہ سہارا نہ لے گا کیونکہ صفت مشبہ پر جو الف لام داخل ہوتا ہے وہ بمعنی الذی اسم موصول نہیں ہے بالاتفاق بلکہ وہ الف لام حرفی ہے۔ اور اسم فاعل اور اسم مفعول میں الف لام بمعنی الذی اسم موصول ہوتا ہے لہٰذا وہاں اعتماد والی شرط موصول کی معتبر ہے اور صفت مشبہ میں معتبر نہیں لہٰذا صفت مشبہ جب پانچ چیزوں میں سے کسی ایک پر اعتماد رکھے گا تو اپنے فعل والا عمل کرے گا وہ پانچ چیزیں، مبتداء، موصوف، ذوالحال، حرف استفہام، حرف نفی ہیں۔

وَمَسَائِلُهَا ثَمَانِيَةَ عَشَرَ لِاَنَّ الصِّفَةَ اِمَّا بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدَةٌ عَنْهُمَا وَمَعْمُوْلُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اِمَّا مُضَافٌ اَوْ بِاللَّامِ اَوْ مُجَرَّدٌ عَنْهُمَا فَهٰذِهٖ سِتَّةٌ وَمَعْمُوْلُ كُلٍّ مِنْهَا اِمَّا مَرْفُوْعٌ اَوْ مَنْصُوْبٌ اَوْ مَجْرُوْرٌ فَذٰلِكَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ وَتَفْصِيْلُهَا نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ اَلْحَسَنُ وَجْهُهٗ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ وَكَذٰلِكَ اَلْحَسَنُ الْوَجْهُ وَالْحَسَنُ وَجْهٍ وَحَسَنُ وجهه وحسن الْوَجْهُ وَحَسَنَ وَجْهٍ وَهِيَ عَلٰى خَمْسَةِ اَقْسَامٍ مِنْهَا مُمْتَنِعٌ اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ وَالْحَسَنُ وَجْهِهٖ وَمُخْتَلَفٌ فِيْهِ حَسَنُ وَجْهِهٖ وَالْبَوَاقِيْ اَحْسَنُ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَاحِدٌ وَحَسَنٌ اِنْ كَانَ فِيْهِ ضَمِيْرَانِ وَقَبِيْحٌ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ ضَمِيْرٌ وَالضَّابِطَةُ اَنَّكَ مَتٰى رَفَعْتَ بِهَا مَعْمُوْلَهَا فَلَا ضَمِيْرَ فِي الصِّفَةِ وَمَتٰى نَصَبْتَ اَوْ جَرَرْتَ فَفِيْهَا ضَمِيْرُ الْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهِهٖ.

**ترجمة:** اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں اس لئے کہ صفت یا تو لام کے ساتھ ہوگی یا اس سے خالی ہوگی اور ان دو میں سے ہر ایک کا معمول یا تو مضاف ہوگا یا لام کے ساتھ ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا پس یہ چھ ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہے یا منصوب یا مجرور پس یہ اٹھارہ ہیں۔ اور ان کی تفصیل جیسے جاء نی زید الخ اور مسائل پانچ اقسام پر ہیں ان میں سے ممتنع الحسن وجه والحسن وجهه ہے اور مختلف فیه حسن وجهه ہے۔ اور باقی احسن ہیں اگر اس میں ایک ضمیر ہو اور حسن ہے اگر اس میں دو ضمیریں ہوں اور قبیح ہے اگر کوئی ضمیر اس میں نہ ہو۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ جب تو اس کے ذریعے اس کے معمول کو رفع دے پس صفت میں کوئی ضمیر نہیں اور جب نصب دے یا جر دے تو اس میں موصوف کی ضمیر ہے جیسے زید حسن وجهه۔

## تشریح: البحث الرابع فی مسائلها و تفصیل مسائلها مع الامثلة

(وَمَسَائِلُهَا ...... حَسَنٌ وَجْهِهٖ):

اس عبارت میں صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل اور ان کی تفصیل کو مثالوں سے واضح کیا گیا ہے۔ صفت مشبہ کے کل مسائل اٹھارہ ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ دو حال سے خالی نہیں یا تو معرّف باللام ہوگا یا مجرد عن اللام ہوگا یعنی الف لام سے خالی ہوگا۔

پھر ہر ایک کی تین تین قسمیں ہیں کہ ان کا معمول مضاف ہوگا یا معرّف باللام ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا تو کل چھ قسمیں ہوگئیں پھر ہر ایک معمول تین حال سے خالی نہیں ہے مرفوع ہوگا یا منصوب ہوگا یا مجرور تو اس طور پر چھ کو تین سے ضرب دینے سے کل اٹھارہ اقسام بن گئے ہر ایک کی تفصیل بمع امثلہ مندرجہ ذیل نقشہ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

احقر کی مؤلفہ ''ھدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات'' میں ایک تفصیلی نقشہ صفت مشبہ کے مسائل کا بھی موجود ہے۔

## نقشہ اقسام صفت مشبہ مع الحکم

| نمبر شمار | قسم صفت مشبہ | قسم معمول اسم تفضیل | رفع بوجہ فاعلیت | حکم | نصب بوجہ تشبیہ مفعول بہ یا بوجہ تمیز | حکم | جر بوجہ اضافت | حکم |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | جبکہ معرف باللام | معمول مضاف ہو | زیدٌ الحسن وَجْهُهٗ | احسن | زَیْدٌ الْحَسَنُ وَجْهَهٗ | حسن | زَیْدٌ نِ الْحَسَنُ وَجْهِهٖ | ممنوع |
| ۲ | ایضا | معمول معرف باللام ہو | زَیْدُنِ الْحَسَنُ الوَجْهُ | قبیح | زَیْدُنِ الْحَسَنَ الْوَجْهَ | احسن | زَیْدٌ الحَسَنُ الْوَجْهِ | احسن |
| ۳ | ایضا | معمول دونوں سے خالی | زَیْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهٌ | قبیح | زَیْدٌ الْحَسَنُ وجهًا | احسن | زَیْدُنِ الْحَسَنُ وَجْهٍ | ممنوع |
| ۴ | جبکہ غیر معرف باللام ہو | معمول مضاف ہو | زیدٌ حَسَنٌ وَجْهُهٗ | احسن | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهَهٗ | حسن | زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهِهٖ | مختلف فیہ |
| ۵ | ایضا | معمول معرف باللام ہو | زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهُ | قبیح | زَیْدٌ حَسَنٌ الْوَجْهَ | احسن | زَیْدٌ حَسَنُ الْوَجْهِ | احسن |
| ۶ | ایضا | معمول ان دونوں سے خالی ہو | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهٌ | قبیح | زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْهًا | احسن | زَیْدٌ حَسَنُ وَجْهٍ | احسن |

## البحث الخامس فی اقسام المسائل الثمانیۃ عشر (وَهِيَ عَلٰی خَمْسَةٍ.....فیه ضمیر)

صفت مشبہ کی یہ اٹھارہ مسائل واقسام حسن احسن اور قبیح وغیرہ کے اعتبار سے پانچ اقسام پر ہیں ان میں سے دو صورتیں ممتنع ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اَلْحَسَنُ وَجْهٍ، یعنی صیغہ صفت معرف باللام ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ معمول مجرور مجرد عن اللام والا ضافۃ ہو۔ وجہ امتناع یہ ہے کہ یہ اضافت مفید تخصیص نہیں اس ترکیب میں معرفہ کی اضافت نکرہ کی طرف ہو رہی ہے جو کہ اضافت معنویہ میں نا جائز اور ممتنع ہے

لہٰذا اس اضافت لفظیہ میں بھی مشابہت کی وجہ سے ممتنع ہوگی۔

۲۔ اَلْحَسَنُ وَجْهِهٖ، یعنی صیغہ صفت کا معرف باللام ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو اور پھر معمول بھی ضمیر کی طرف مضاف ہو جو صیغہ صفت کے موصوف کی طرف لوٹ رہی ہو جیسے جاء نی زیدٌ الحَسَنُ وَجْهِهٖ اس مثال میں وجہ کی ہ ضمیر الحسن کے موصوف زید کی طرف لوٹ رہی ہے۔ امتناع کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اضافت سے کچھ تخفیف نہیں ہوئی کیونکہ صفت مشبہ میں تخفیف یا تو حذف تنوین سے ہوتی ہے جیسے حسن وجہ یا نون تثنیہ یا نون جمع کے حذف کرنے سے یا موصوف کی طرف لوٹنے والی ضمیر جو صیغہ صفت کے معمول فاعل میں ہے اس کو حذف کرنے سے جیسے الحسن وجہ اصل میں الحسن وجھہ تھا اضافت کی وجہ سے وجہ کی ضمیر حذف کر کے الحسن میں مستتر کر دی گئی لیکن مذکورہ مثال میں اضافت کی وجہ سے تخفیف کی صورتوں میں سے کسی صورت کا فائدہ نہیں ہوا کیونکہ تنوین الف لام کی وجہ سے گر گئی اور وجھہ کی ضمیر اپنے حال پر باقی ہے۔

ایک صورت مختلف فیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ صیغہ صفت کا معرف باللام نہ ہو اور معمول کی طرف مضاف ہو اور معمول موصوف کی ضمیر کی طرف مضاف ہو جیسے حَسَنُ وَجْهِهٖ۔ یہ ترکیب سیبویہ اور بصریین کے ہاں قباحت کے ساتھ ساتھ ضرورت شعری میں جائز ہے پھر قباحت کی وجہ یہ ہے کہ اضافت لفظیہ تخفیف کا فائدہ دیتی ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کی ہونی چاہیے اور اعلیٰ درجہ کی تخفیف تب ہوگی کہ مضاف سے تنوین گرے اور مضاف الیہ سے ضمیر حذف ہو لیکن یہاں ادنیٰ درجہ کی تخفیف ہوئی کہ صرف مضاف سے تنوین گر گئی مضاف الیہ سے ضمیر حذف نہیں ہوئی حالانکہ اعلیٰ درجہ کی تخفیف ممکن تھی لہٰذا اعلیٰ درجہ کی تخفیف پر قدرت کے باوجود ادنیٰ درجہ پر اکتفاء کرنا قبیح ہے۔ اور نحاۃ کوفہ کے ہاں یہ ترکیب بلا قباحت جائز ہے کیونکہ جواز کیلئے فی الجملہ (کچھ نہ کچھ) تخفیف کافی ہے اور وہ یہاں تنوین کے حذف کی وجہ سے حاصل ہے۔

**وَالْبَوَاقِيْ اَحْسَنُ الخ:** اٹھارہ صورتوں میں سے جب تین کی تفصیل معلوم ہوگئی باقی پندرہ بچ گئیں ان میں تفصیل یہ ہے کہ وہ صورتیں جن میں ایک ضمیر ہے وہ احسن ہے خواہ وہ ضمیر صفت میں ہو یا مضاف الیہ میں اور جن صورتوں میں دو ضمیریں ہیں وہ حسن ہیں اور جن میں کوئی ضمیر نہیں وہ قبیح ہیں ان پندرہ میں سے نو صورتیں احسن کی ہیں دو حسن اور چار قبیح ہیں، تفصیل نقشہ میں ملاحظہ کریں۔ باقی احسن اس لئے ہیں کہ موصوف کے ساتھ ربط دینے کیلئے ایک ضمیر کافی ہے۔ اور حسن کی وجہ یہ ہے کہ ایک ضمیر تو ربط کیلئے ضروری ہے لہٰذا ایک ضمیر کی وجہ سے احسن ہوئی اور دوسری ضمیر جو معمول میں ہے یہ قسم غیر احسن ہے۔ اور قبیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ صیغہ صفت کا اپنے موصوف کے ساتھ ربط دینے والی چیز نہ ہونے کی وجہ سے ربط نہیں ہے۔

## البحث السادس فی بیان الضابطة (وَالضَّابِطَةُ...... حَسَنُ وَجْهِهٖ):

مصنفؒ نے صفت مشبہ میں ضمیر کے ہونے اور نہ ہونے کیلئے جو ضابطہ بیان کیا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ صفت مشبہ جب اپنے معمول کو رفع دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں کوئی ضمیر نہیں ہوگی اس لئے کہ اس وقت اس کا معمول وہ اسم ہوگا جس کو وہ رفع دے رہا ہے اور جب صفت مشبہ اپنے معمول کو نصب یا جر دے گا تو اس وقت صفت مشبہ میں ضمیر ہوگی جو کہ موصوف کی طرف لوٹے گی اور وہ ضمیر اس کا فاعل ہوگی اس وقت صفت مشبہ تذکیر و تانیث میں اور افراد تثنیہ جمع میں موصوف کے مطابق ہوگی کیونکہ ضمیر کا اپنے مرجع کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ جیسے زَیْدٌ حَسَنَ وَجْهَهٗ، هِنْدٌ حَسَنَةٌ وَجْهَهَا الخ۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔صفت مشبہ کی تعریف اور فوائد قیود ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔صفت مشبہ کا عمل اور اسکے عمل کی کیا شرائط ہیں؟لکھیں۔(دیکھئے البحث الثالث) ۳۔صفت مشبہ کا ایک مثالی نقشہ بنا کر ان کے مسائل میں احسن، حسن، قبیح وغیرہ کی نشاندہی کریں۔(دیکھئے البحث الرابع) ۴۔مصنفؒ نے والضابطۃ سے جو تفصیل ذکر کی ہے واضح کریں۔(دیکھئے البحث السادس)

# اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِی اِسْمِ التَّفْضِیْلِ

فَصْلٌ، اِسْمُ التَّفْضِیْلِ اِسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لِیَدُلَّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ بِزِیَادَةٍ عَلٰی غَیْرِهٖ وَصِیْغَتُهٗ اَفْعَلُ فَلا یُبْنٰی اِلَّا مِنَ الثُّلاثِیِّ الْمُجَرَّدِ الَّذِیْ لَیْسَ بِلَوْنٍ وَلا عَیْبٍ نَحْوُ زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ فَاِنْ کَانَ زَائِدًا عَلَی الثُّلاثِیِّ اَوْ کَانَ لَوْنًا اَوْ عَیْبًا یَجِبُ اَنْ یُبْنٰی اَفْعَلَ مِنْ ثُلاثِیٍّ مُجَرَّدٍ لِیَدُلَّ عَلٰی مُبَالَغَةٍ وَشِدَّةٍ وَکَثْرَةٍ ثُمَّ یُذْکَرُ بَعْدَهٗ مَصْدَرُ ذٰلِکَ الْفِعْلِ مَنْصُوْبًا عَلَی التَّمْیِیْزِ کَمَا تَقُوْلُ هُوَ اَشَدُّ اِسْتِخْرَاجًا وَاَقْوٰی حُمْرَةً وَاَقْبَحُ عَرَجًا وَقِیَاسُهٗ اَنْ یَکُوْنَ لِلْفَاعِلِ کَمَا مَرَّ وَقَدْ جَاءَ لِلْمَفْعُوْلِ قَلِیْلاً نَحْوُ اَعْذَرُ وَاَشْغَلُ وَاَشْهَرُ.

**ترجمة:** اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جو اپنے غیر سے معنی مصدری کے ساتھ زیادہ متصف ہو اور اس کا صیغہ افعل ہے پس نہیں بنایا جاتا مگر اس ثلاثی مجرد سے جس میں لون اور عیب والا معنی نہ ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے زیادہ اچھا ہے) پس اگر زائد از ثلاثی مجرد ہو یا لون اور عیب والا معنی دے رہا ہو تو اس وقت واجب ہوگا کہ ثلاثی مجرد کے ان الفاظ یعنی شدت، کثرت ضعف اور مبالغہ وغیرہ سے افعل کے وزن پر صیغہ بنایا جائے تاکہ مبالغہ اور شدت اور کثرت پر دلالت کرے پھر اس کے بعد اس فعل کی مصدر ذکر کی جائے منصوب علی التمیز جس سے اسم تفضیل لانا مقصود ہے۔ جسے تو کہے گا هو اشد منه استخراجاً الخ اور اس کا قیاس یہ ہے کہ وہ فاعل کیلئے ہو جیسا کہ گذرا اور کبھی کبھی مفعول کیلئے بھی آیا ہے تھوڑا جیسے اعذر اور اشغل اور اشھر (زیادہ معذور، زیادہ مصروف، زیادہ مشہور)۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل اسم تفضیل کے بیان میں ہے اس فصل میں چار بحثیں ہیں ۱۔اسم تفضیل کی تعریف (اِسْمُ التَّفْضِیْلِ اِسْمٌ ......عَلٰی غَیْرِهٖ) ۲۔اسم تفضیل کے اوزان (وَصِیْغَتُهٗ ......وَاَشْهَرُ) ۳۔اسم تفضیل کے استعمال کا طریق (وَاسْتِعْمَالُهٗ ......اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو) ۴۔ایک اہم فائدہ (وَعَلَی الْاَوْجِهِ ......وههُنَا بَحْثٌ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تعریف اسم التفضیل** (اِسْمُ التَّفْضِیْلِ اِسْمٌ ......عَلٰی غَیْرِهٖ):

تفضیل یہ تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی فضیلت دینا اور جس پر فضیلت دی گئی اس کو مُفَضَّل علیہ اور جس کو فضیلت دی گئی اسے مُفَضَّلْ کہتے ہیں۔ چنانچہ زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو میں زید مفضَّل ہے اور عمرو مُفَضَّل علیہ ہے۔ لیکن نحویوں کے نزدیک اسم تفضیل وہ اسم ہے جو کہ فعل (مصدر) سے مشتق ہو اس بات پر دلالت کرنے کیلئے کہ موصوف اس کے غیر سے ایک زائد معنی موجود ہے جیسے جاء نی زیدٌ افضل القوم اس مثال میں موصوف یعنی زید جس ذات اور معنی پر دلالت کر رہا ہے اسم تفضیل افضل القوم بھی اس ذات پر دلالت کر رہا ہے لیکن موصوف کی نسبت سے اس میں ایک زائد معنی موجود ہے۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔اسم تفضیل اسم ہوگا

۲۔مشتق ہوگا ۳۔فعل (مصدر) سے مشتق ہوگا ۴۔موصوف کے معنی پر دلالت کرے گا موصوف کے معنی میں تھوڑی سی زیادتی کے ساتھ۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** مذکورہ عبارت میں اسم التفضیل معرَّف ہے اسم مشتق الخ یہ تعریف ہے اور ''اسم'' کا لفظ جنس کا درجہ رکھتا ہے معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے۔ ''مشتق'' یہ فصل اول ہے اس سے اسم جامد خارج ہوگیا۔ ''لِیَدُلَّ عَلَی الْمَوْصُوْفِ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے اسم زمان و مکان، اسم آلہ خارج ہوگئے کیونکہ یہ معنی مصدری کے ساتھ متصف نہیں ہوتے۔ ''بِزِیَادَةٍ عَلٰی غَیْرِہٖ'' یہ فصل ثالث ہے اس قید سے اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت مشبہ خارج ہوگئے کیونکہ ان میں زیادتی والا معنی نہیں ہوتا اسی طرح وہ اسم فاعل جو مبالغے کیلئے وضع کیا گیا وہ بھی خارج ہوگیا جیسے ضَرَّابٌ ضَرُوْبٌ کیونکہ یہ اگرچہ زیادتی والے معنی پر دلالت کرتے ہیں لیکن زیادتی علی الغیر کا لحاظ اس میں نہیں ہوتا جبکہ اسم تفضیل میں غیر پر زیادتی کا لحاظ ہوتا ہے۔

## البحث الثانی فی اوزان اسم التفضیل وطریق بنائہ (وَصِیْغَتُهٗ ......وَاَشْهَرُ):

اس عبارت میں اسم تفضیل کے صیغہ کا وزن اور اسکے بناء کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اسم تفضیل کا صیغہ مذکر سے اَفْعَلُ کے وزن پر اور مؤنث سے فُعْلٰی کے وزن پر آتا ہے۔ اور یہ اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرد کے ان ابواب سے آتا ہے جو کہ لون اور عیب کا معنی دیتے ہوں لہٰذا ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جو لون اور عیب کا معنی دیتے ہیں یا ثلاثی مزید فیہ اسی طرح رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ سے اسم تفضیل نہیں آتا اگر ان ابواب سے اسم تفضیل کا معنی مراد لینا مقصود ہو تو اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ لفظ شدت یا کثرت یا قوۃ یا ضعف یا قباحت و حسن وغیرہ سے جو مقصود کے موافق ہو ثلاثی مجرد سے اَفعل یا فُعلٰی کا وزن بنائیں تا کہ وہ مبالغہ اور شدت و کثرت پر دلالت کرے پھر اس باب کی مصدر کو جس باب سے اسم تفضیل والا معنی مراد لینا ہے اور اس سے اسم تفضیل بنانا ممتنع تھا بناء بر تمیز منصوب کریں جیسے هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ استخراجًا (وہ اس سے ازروئے نکلنے کے زیادہ سخت ہے) جیسے هُوَ اَقْوٰی حُمْرَةً، هُوَ اَقْبَحُ عَرَجًا ان امثلہ میں استخراجًا ، حُمْرَة اور عَرَجًا ان افعال کی مصدریں ہیں جن سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا اور ان کو بطور تمیز کے لا کر منصوب پڑھا گیا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ ثلاثی مجرد کا وہ باب جو لون یا عیب کا معنی دیتے ہیں ان سے اسم تفضیل کا صیغہ نہیں آتا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس ثلاثی مجرد میں عیب یا رنگ کے معنی ہوں ان کا افعل صفتی استعمال ہوتا ہے اگر افعل تفضیلی بھی استعمال ہو تو التباس ہوگا جیسے اسود (سیاہ رنگ والا) اس کی مؤنث سوداء ہے اسی طرح اَبْیَضُ اس کی مؤنث بیضاء آتی ہے۔ جیسے اَعْوَرُ (کانا) اس کی مؤنث عَوْراء ہے اگر ان کا اسم تفضیل بھی استعمال ہو تو معلوم نہیں ہوگا کہ اسود کا معنی سیاہ رنگ والا ہے یا زیادہ سیاہ رنگ والا۔

**وقیاسهٗ ان یکون الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ اصل اور قاعدہ تو یہ ہے کہ اسم تفضیل فاعل کے معنی میں آتا ہے لیکن کبھی کبھار اور قلیل الاستعمال خلاف اصل یہ ہے کہ وہ مفعول کے معنی میں لایا جاتا ہے۔ اس کی امثلہ حسب ذیل ہیں۔ اَعْذَرُ (زیادہ معذور)، اَشْغَلُ (زیادہ مشغول) اَشْهَرُ (زیادہ مشہور)۔

وَاسْتِعْمَالُهٗ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَوْجُهٍ اِمَّا مُضَافٌ كَزَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اَوْ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ زَيْدُنِ الْاَفْضَلُ اَوْ بِمِنْ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو وَيَجُوْزُ فِی الْاَوَّلِ الْاِفْرَادُ وَمُطَابَقَةُ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ لِلْمَوْصُوْفِ نَحْوُ زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

وَالزَّيْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَاَفْضَلا الْقَوْمِ وَالزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وَاَفْضَلُوْا الْقَوْمِ وَفِي الثَّانِيْ يَجِبُ الْمُطَابِقَةُ نَحْوُ زَيْدُنِ الْاَفْضَلُ وَالزَّيْدَانِ الْاَفْضَلانِ وَالزَّيْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ وَفِي الثَّالِثِ يَجِبُ كَوْنُهُ مُفْرَدًا مُذَكَّراً اَبَدًا نَحْوُ زَيْدٌ وَهِنْدٌ وَالزَّيْدَانِ وَالْهِنْدَانِ وَالزَّيْدُوْنَ وَالْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو.

**ترجمة:** اور اس کا استعمال تین وجوہ پر ہے یا مضاف جیسے زيد افضل القوم یا معرف باللام جیسے زيدن الافضل یا من کے ساتھ جیسے زيد افضل من عمرو اور اول قسم میں اسم مفرد لانا اور موصوف کے مطابق لانا جائز ہوگا جیسے زيد افضل القوم الخ اور دوسری قسم میں مطابقت واجب ہوتی ہے نحو زيدن الافضل الخ اور تیسری قسم میں اسکا مفرد مذکر ہونا واجب ہوگا ہمیشہ جیسے زيدٌ وهند الخ۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی طریق استعماله** (وَاِسْتِعْمَالُهُ ......اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو):

اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ ہوتا ہے ۱۔اسم تفضیل کا معرف باللام کی طرف مضاف ہوگا ۲۔جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (زید قوم میں سے زیادہ فضیلت والا ہے) ۲۔اسم تفضیل کا خود معرف باللام ہو جیسے زَيْدُنِ الْاَفْضَلُ ۳۔یا اسم تفضیل من کے ساتھ مستعمل ہو جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔ان تین اقسام میں سے اصل من کے ساتھ استعمال ہونا ہے پھر اضافت کے ساتھ پھر الف لام کے ساتھ اور ان تینوں میں سے کسی ایک سے خالی ہونا جائز نہیں لہٰذا زَيْدٌ افضل کہنا درست نہ ہوگا البتہ اگر مفضل علیہ قرائن سے معلوم ومتعین ہو تو وہاں مقدر کرنا جائز ہے۔جیسے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اصل میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ تو كل شيءٍ مفضل علیہ ہے اس کے معلوم ہونے پر قرینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر چیز سے بڑا ہونا معلوم ومتعین ہے۔

اسم تفضیل کی ان تینوں قسموں میں سے اول قسم اپنے موصوف کے مطابق بھی لائی جا سکتی ہے اور ہر حال میں اسم تفضیل کو مفرد بھی لایا جا سکتا ہے۔یعنی موصوف اگر مفرد ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو اسم تفضیل مفرد ہی لایا جاتا ہے اسی طرح موصوف کے مطابق بھی لا سکتے ہیں کیونکہ اسم تفضیل کی یہ قسم صفت ہے اور موصوف وصفت میں مطابقت ہونی چاہیے جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ ، اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ الْقَوْمِ (عدم مطابقت کی صورت میں) اور اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُوْا الْقَوْمِ (مطابقت کی صورت میں) اسی طرح اگر مؤنث ہو تو مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہیں۔عدم مطابقت کی صورت میں کہیں گے۔هِنْدٌ فُضْلَى النِّسَآءِ ان سب امثلہ میں موصوف اگر چہ بدلتا گیا لیکن اسم تفضیل مفرد ہی رہا۔مطابقت کی صورت میں کہیں گے اَلْهِنْدَانِ فُضْلَيَا النِّسَآءِ اور اَلْهِنْدَاتُ فُضْلَيَاتِ النِّسَآءِ ۔ان دونوں امثلہ میں موصوف کے تثنیہ اور جمع ہونے کی صورت میں اسم تفضیل کو بھی اس کے مطابق لایا گیا ہے۔

اسم تفضیل کے استعمال کی دوسری قسم (اسم تفضیل معرّف باللام ہو) موصوف کے مطابق ہوگی یعنی اسم تفضیل جب معرّف باللام ہو تو موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے افراد تثنیہ جمع اور تذکیر وتانیث میں اس لئے کہ اسم تفضیل صفت ہے اور صفت کا موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ اور اس مطابقت کیلئے کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے۔ جیسے زَيْدُنِ الْاَفْضَلانِ، اَلزَّيْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْن، هِنْدُنِ الْفُضْلَى اَلْهِنْدَانِ الْفُضْلَيَانِ، اَلْهِنْدَاتُ الْفُضْلَيَاتُ.

اسم تفضیل کی تیسری قسم میں جو کہ من کے ساتھ استعمال ہوتی ہے اسم تفضیل ہمیشہ مفرد لایا جائے گا خواہ اس کا موصوف تثنیہ ہو یا

جمع ہو یا مذکر ہو یا مؤنث ہو کیونکہ تثنیہ وجمع اور تانیث کی علامتیں اگر موصوف کے تثنیہ، جمع اور مؤنث ہونے کی صورت میں لگائیں تو دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہوگی یا من سے پہلے یا بعد میں اور دونوں جائز نہیں کیونکہ اگر من سے پہلے لائیں گے تو علامت کا وسط کلمہ میں لازم آئے گا جبکہ علامت کلمہ کے آخر میں ہوتی ہے کیونکہ من شدت اتصال کی وجہ سے وہ بمنزلہ اسم تفضیل کی جزء کے ہے۔ اور اگر من کے بعد لائیں تو بھی جائز نہیں کیونکہ من حقیقت میں الگ کلمہ ہے تو اس وقت ایک کلمہ کی علامت کا دوسرے کلمہ کے آخر میں لاحق ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی قبیح ہے۔ جیسے زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، اَلزَّيْدَانِ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور اَلزَّيْدُوْنَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، هِنْدٌ اَفْضَلُ مِنْ زَيْنَبَ، اَلْهِنْدَانِ اَفْضَلُ مِنْ زَيْنَبَ اور اَلْهِنْدَاتُ اَفْضَلُ مِنْ زَيْنَبَ۔ ان امثلہ میں اگرچہ موصوف بدلتا گیا لیکن اسم تفضیل بدستور مفرد اور مذکر ہی رہا ہے۔

**وَعَلَى الْاَوْجُهِ الثَّلٰثَةِ يُضْمَرُ فِيْهِ الْفَاعِلُ وَهُوَ يَعْمَلُ فِيْ ذٰلِكَ الْمُضْمَرِ وَلَا يَعْمَلُ فِي الْمُظْهَرِ اَصْلاً اِلَّا فِيْ مِثْلِ قَوْلِهِمْ مَا رَاَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ فَاِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِاَحْسَنَ وَهٰهُنَا بَحْثٌ.**

**ترجمة:** اور تینوں وجوہ پر اس میں فاعل مضمر ہوگا اور وہ اسم تفضیل اس مضمر میں عمل کرے گا اور مظہر میں بالکل عمل نہیں کرتا مگر ان کے قول ما رأیت رجلا الخ کی مثل میں کیونکہ الکحل احسن کا فاعل ہے اور اس جگہ بحث ہے۔

**تشریح: البحث الرابع في فائدة مهمة** (وَعَلَى الْاَوْجُهِ ...... هٰهُنَا بَحْثٌ):

اس عبارت میں اسم تفضیل کے متعلق ایک اہم فائدہ ذکر کیا ہے۔ وہ فائدہ یہ ہے کہ اسم تفضیل مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں ہمیشہ ضمیر مستتر میں عمل کرے گا جو اس کا فاعل ہوگا اور اسم ظاہر میں کبھی بھی عمل نہیں کرے گا اور اسم ظاہر سے مراد اسم ملفوظ ہے عام ہے کہ وہ اسم ظاہر ہو یا ضمیر بارز ہو لہٰذا عبارت مذکور میں المظہر المضمر مستتر کے مقابلہ میں ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اسم تفضیل ضمیر مستتر میں بلا شرط عمل کرتا ہے اور ضمیر بارز اور اسم ظاہر میں بلا شرط عمل نہیں کرتا کیونکہ ضمیر مستتر معمول ضعیف ہے اور اسم تفضیل عامل ضعیف ہے اور اسم ضمیر بارز اور اسم ظاہر معمول قوی ہیں اور ضعیف عامل ضعیف معمول میں عمل تو کرسکتا ہے۔ لیکن قوی معمول میں عمل نہیں کرتا لہٰذا اسم تفضیل مستتر ضمیر میں عامل ہوگا ضمیر بارز اور اسم ظاہر میں عامل نہیں ہوگا۔ البتہ اسم ظاہر میں اس وقت عمل کرے گا جب اس میں شرائط موجود ہوں گی جس کو مصنفؒ نے الا فی مثل ما رأیت الخ سے بیان کی ہیں۔

**مثل کا مصداق:** عبارت مذکورہ بالا میں جو لفظ مثل کا مذکور ہے اس سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جس میں مندرجہ ذیل تین شرائط موجود ہوں ۱۔ اسم تفضیل باعتبار لفظ کے ایک شئی کی صفت ہو اور باعتبار معنی کے اس شئی کے متعلق کی صفت ہو ایسا متعلق کہ وہ اس شئی میں اور دوسری کسی شئی میں مشترک ہو۔ ۲۔ وہ متعلق شئی ایسا ہو جو اس شئی کے اعتبار سے مفضل ہو اور دوسری شئی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہو ۳۔ وہ اسم تفضیل منفی ہو پھر متعلق شئی کا اس کے اعتبار سے مفضل ہو نفی کے داخل ہونے سے پہلے ہو لیکن نفی کے داخل ہونے کے بعد معنی برعکس ہونگے جیسا کہ مثال سے واضح ہوگا۔

**مثال:** مَارَاَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِيْ عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِيْ عَيْنِ زَيْدٍ. (میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا کہ اس کی آنکھ میں سرمہ زیادہ خوبصورت ہو اس سرمہ سے جو زید کی آنکھ میں ہونے والا ہے)۔

اس مثال میں اولاً اثبات کے معنی کا لحاظ کریں گے تاکہ کلام کا معنی خوب ظاہر ہو جائے پھر اس کے بعد نفی کے معنی کا لحاظ کریں گے تو اس مثال میں احسن اسم تفضیل ہے جو باعتبار لفظ ایک شئی یعنی "رجلا" کی صفت ہے اور باعتبار معنی کے رجل کے متعلق یعنی الکحل کی صفت ہے اور یہ کحل رجل اور زید کی آنکھ میں مشترک ہے اور یہ کحل باعتبار عین رجل مفضل ہے اور باعتبار عین زید مفضل علیہ ہے اور اس وقت معنی یہ ہیں "میں نے ایک مرد کو دیکھا جس کی آنکھ میں سرمہ زید کی آنکھ کے سرمہ سے زیادہ اچھا ہے" اس میں نفی کے سوا باقی سب شرطیں ظاہر ہو گئیں لیکن جب اس پر نفی داخل ہوگئی تو اب اسم تفضیل مثبت سے منفی ہو جائے گا اور تینوں شرطیں پائی جائیں گی اور نفی کے بعد کحل باعتبار عین رجل مفضل علیہ ہے اور باعتبار عین زید مفضل ہے اور نفی کے بعد مقصود زید کے آنکھ کے سرمہ کی تعریف ہے۔ اس مثال میں ما نافیہ رأیت فعل با فاعل رجلاً مفعول بہ احسن اسم تفضیل جو کہ الکحل اسم ظاہر میں عمل کر رہا ہے اور الکحل احسن کا فاعل ہے جیسا کہ مصنفؒ نے کہا فان الکحل فاعل لاحسن۔

اس جگہ احسن بمعنی حَسن کے ہو کر الکحل میں عمل کر رہا ہے کیونکہ اسم تفضیل میں زیادتی والا معنی ایک قید ہے اور ضابطہ ہے جب مقید بالقید کی نفی ہوتی ہے تو قید کی نفی ہوتی ہے۔ تو اس جگہ نفی حسن کی نہیں بلکہ زیادتی حسن کی ہے تو مَارَأَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ کا معنی مارأیتُ رَجُلاً حَسُنَ ہو جائیگا ورنہ اسم تفضیل اپنے معنی میں رہ کر اسم ظاہر میں عمل نہیں کر سکتا۔

**وهٰهنا بحث:** اس جملہ میں مصنفؒ نے مثال مذکور پر ہونے والے اعتراض کی طرف اشارہ کیا۔ وہ یہ ہے کہ اس مثال میں موجودہ عبارت کی بجائے مختصر عبارت بھی ہو سکتی ہے اور معنی میں بھی کوئی فرق نہیں آتا اور وہ مختصر عبارت یہ ہے کہ "مَا رَأَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِي عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْ عَيْنِ زَيْدٍ" اس مثال میں منہ کی ہ ضمیر غائب اور لفظ فی کو حذف کیا گیا ہے۔ اور مزید اختصار کی گنجائش بھی ہے جو کہ بڑی کتب میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

**الاعادة علی ضوء الاسئلة** ۱۔ اسم تفضیل کی تعریف اور فوائد قیود لکھیں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے طریقے ہیں اور کون سے طریقہ میں مطابقت واجب اور کس میں جائز ہے۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ اسم تفضیل کبھی مفعول کے معنی میں آتا ہے اس کی امثلہ ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ مصنفؒ کی عبارت "وهٰهنا" بحث کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الرابع)

## الکاس الدهاق فی اسئلة الوفاق علی ترتیب الکتاب

۱۔ معرفہ اور نکرہ کی تعریف بیان کریں۔ معرفہ کے جمیع اقسام ذکر کریں اور یہ بھی بتائیں کہ کونسی اضافت تعریف کا فائدہ دیتی ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ، ص ۶۹ م۔ رح) ۲۔ "اسماء العدد ما وضع لیدل علی کمیة احاد الاشیاء" اسمائے عدد کی تعریف لکھ کر یہ تحریر کریں کہ ایک سے سو تک مذکر مؤنث کی گنتی کیسے کی جائے گی؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ، ص ۷۰ م۔ رح) ۳۔ آپ کو معلوم ہے کہ واحد، اثنین کے علاوہ ہر عدد کو تمیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ بتائیے کہ وہ تمیز مفرد ہوتی ہے یا جمع منصوب ہوتی ہے یا مجرور؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ، ص ۷۲ م۔ رح) ۴۔ واعلم انّهٗ اذا ارید اضافة مثنی الی المثنٰی یعبر عن الاول بلفظ الجمع کقوله فقدصغت قلو بکما وفاقطعوا ایدیهما (۱) ترجمہ اور مطلب بیان کریں (۲) اس قاعدہ میں لفظ اول کو جمع کے ساتھ لانے کی کیا وجہ ہے؟ وضاحت کیجئے (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص ۷۵ م۔ رح) ۵۔ جمع مذکر

سالم کی تعریف مع المثال بیان کیجئے ،اسم منقوص ،اسم مقصور جیسے قاضون ، داعون اور مصطفون پر پہلے اعراب لگائیے پھر یہ بتلائیں کہ ان مثالوں میں سے پہلی دو میں یاء اور تیسری میں الف کو کیوں گرایا گیا ہے؟ مصنف کا قول ''واما قولھم سنون و ارضون و ثبون و قلون فشاذ'' کا کیا مطلب ہے اور ان الفاظ کے معانی کیا ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ،ص۷۶م۔رح) ۶۔ اسم الفاعل اسم مشتق من فعل لیدل علی من قام به الفعل بمعنی الحدوث۔اسم فاعل کی تعریف لکھیں ،اسم فاعل کے صیغے کیسے بنائے جاتے ہیں ،اسم فاعل کا عمل اور عمل کی شرائط کیا ہیں؟ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ، ص۷۹م۔رح) ۷۔اسم فاعل کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کس وزن پر آتا ہے؟ (۲) اسم فاعل کیا عمل کرتا ہے اور اس کے عمل کے لئے کیا شرائط ہیں؟ تفصیل سے مثالوں کے ساتھ تحریر کریں (شعبان المعظم المعظم ۱۴۲۱ھ،ص۷۹م۔رح) ۸۔ صفت مشبہ کی تعریف کر کے یہ بتائیں کہ صفت مشبہ کیا عمل کرتا ہے اور اس کے عمل کیلئے کیا شرائط ہیں؟ صفت مشبہ کی کتنی صورتیں ہیں؟ تمام صورتیں ان کے احکام سمیت مثالوں کے ساتھ تحریر کریں (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ،ص۸۰،۸۱م۔رح) ۹۔ مسائلها ثمانیة عشرة، صفت مشبہ کے اٹھارہ مسائل ہیں۔ایک مثالی نقشہ بنا کر صرف یہ بتاؤ کہ ان میں ممتنع مختلف فیہ، قبیح ،احسن اور حسن کونسے ہیں تفصیل میں نہ جائیے (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ،ص۸۱ م۔رح) ۱۰۔اسم تفضیل کا استعمال کتنے طریقوں پر ہوتا ہے وہ کون سا طریقہ ہے جس میں موصوف کے ساتھ مطابقت واجب ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ،ص۸۳م۔رح) ۱۱۔اسم تفضیل بنانے کا طریقہ کیا ہے،اسم تفضیل کے استعمال کے کتنے اور کونسے طریقے ہیں اور کون سے طریقے میں افراد یا مطابقت لازم ہے یا دونوں جائز ہیں۔اسم تفضیل کبھی کبھی مفعول کے معنی میں آتا ہے اس کی مثالیں ذکر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ،ص۸۲۔۸۳ م۔رح) ۱۲۔اسم تفضیل کے استعمال کے طریقے کتنے ہیں اور بتائیں کہ اسم تفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ مطابقت ضروری ہے یا نہیں؟ مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ،ص۸۳م۔رح)

# الباب التاسع في الفعل على ضوء الخريطة
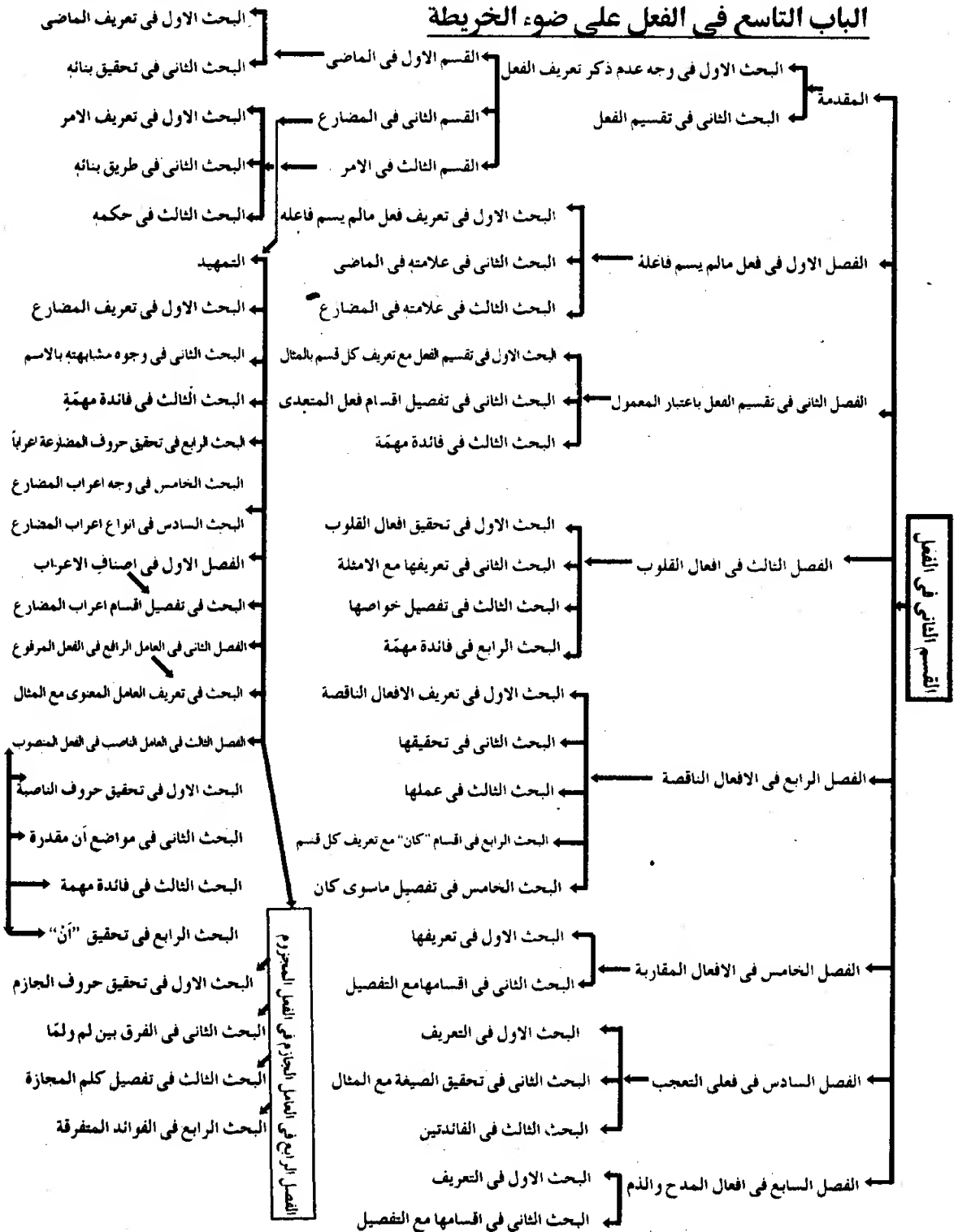
# الباب التاسع فی بیان القسم الثانی فی الفعل

(التمهید) وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُهُ وَاَقْسَامُهُ ثَلٰثَةٌ مَاضٍ وَمُضَارِعٌ وَاَمْرٌ.

**ترجمة:** نواں باب دوسری قسم کے بیان میں ہے جو کہ فعل کے بیان میں ہے اور تحقیق فعل کی تعریف گزر چکی ہے اور اس کی اقسام تین ہیں۔ پہلی قسم ماضی، دوسری قسم مضارع اور تیسری قسم اَمر ہے۔

**خلاصة المباحث:** مصنفؒ قسم اوّل جو کہ اسم کے بیان میں تھی اس سے فارغ ہو کر دوسری قسم (جو کہ فعل کے بیان میں ہے) کو شروع کر رہے ہیں۔ یہ قسم ایک تمہید اور سات فصول پر مشتمل ہے۔ تمہید میں دو بحثیں ہیں: (۱) فعل کی تعریف نہ کرنے کی وجہ (وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيْفُهُ)، (۲) فعل کی تقسیم اور اس کی دلیل حصر (وَاَقْسَامُهُ ....... اَمْرٌ)

نوٹ: دلیل حصر افادہ طلباء کی غرض سے لکھی جائے گی، اگرچہ مصنف نے ذکر نہیں کی۔

## تشریح: البحث الاول فی وجه عدم تعریف الفعل (وَقَدْ سَبَقَ الخ):

مصنف نے اس حصہ عبارت میں اس اشکال کو رفع فرمایا ہے کہ قسم ثانی جو کہ فعل کے بیان میں ہے۔ چاہئے یہ تھا کہ سب سے پہلے فعل کی تعریف کو ذکر کرتے، بعدہٗ اس کی تقسیم کو بیان کرتے، کیونکہ شئے کی تقسیم اس کی تعریف سے پہلے مجہول کی تقسیم ہے اور مجہول کی تقسیم باطل ہے۔ لہٰذا مصنفؒ کا فعل کی تعریف سے پہلے اس کی اقسام کو ذکر کرنا مجہول کی تقسیم کرنا ہے جو کہ جائز نہیں۔

**جواب نمبر ۱:** مصنفؒ نے اس سوال کو رفع کرتے ہوئے فرمایا کہ فعل کی تعریف اسم کی بحث میں گزر چکی ہے۔ اب دوبارہ ذکر کرنا بے فائدہ تکرار تھا۔ اس لئے دوبارہ ذکر نہیں کی۔

**جواب نمبر ۲:** ضابطہ ہے کہ شئے کی تقسیم سے قبل اس کی تعریف فی الجملہ کافی ہے جو کہ شئے کے نام کو ذکر کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا مصنفؒ کے "القسم الثانی فی الفعل" کہنے سے یہ مقصود حاصل ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے تقسیم میں شروع ہونا درست ہوا۔

## البحث الثانی فی تقسیم الفعل (وَاَقْسَامُهُ ..... اَمْرٌ): اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل کی تقسیم کی ہے۔

چنانچہ فرمایا کہ فعل کی تین قسمیں ہیں: (۱) فعل ماضی، (۲) فعل مضارع، (۳) فعل امر۔ ان کی دلیل حصر یہ ہے کہ فعل دو حال سے خالی نہیں، یا تو اخباری ہو گا یا انشائی۔ اگر انشائی ہے تو وہ امر ہے اور اگر اخباری ہے تو اس کے شروع میں یا تو حروف اتین میں سے کوئی ایک حرف ہو گا یا نہ۔ اوّل مضارع ہے اور ثانی ماضی ہے۔

# اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ فِي الْمَاضِيْ

اَلْاَوَّلُ الْمَاضِيُّ وَهُوَ فِعْلٌ دَلَّ عَلٰى زَمَانٍ قَبْلَ زَمَانِكَ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى الْفَتْحِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ ضَمِيْرٌ مَرْفُوْعٌ مُتَحَرِّكٌ وَلَا وَاوٌ كَضَرَبَ وَمَعَ الضَّمِيْرِ الْمَرْفُوْعِ الْمُتَحَرِّكِ عَلَى السُّكُوْنِ كَضَرَبْتُ وَعَلَى الضَّمِّ مَعَ الْوَاوِ كَضَرَبُوْا.

ترجمہ: پہلی قسم ماضی ہے اور وہ (ماضی) وہ فعل ہے جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جو تیرے زمانے سے پہلے ہے اور وہ مبنی علی الفتح

ہوگی۔ اگر اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک نہ ہو اور نہ واو ہو جیسے ضَرَبَ اور ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی علی السکون ہوگی، جیسے ضَرَبْتُ اور واؤ کے ساتھ مبنی علی الضم ہوگی، جیسے ضَرَبُوْا۔

**خلاصة المباحث:** قسم اوّل جو کہ ماضی کے بیان میں ہے یہ دو ابحاث پر مشتمل ہے۔ پہلی بحث فعل ماضی کی تعریف (وَهُوَ فِعْلٌ .... زَمَانِکَ)، دوسری بحث اس کے مبنی ہونے کی تحقیق (وَهُوَ مَبْنِيٌّ ...... کَضَرَبُوْا)

**تشریح: البحث الاوّل فی تعریف الماضی** (وَهُوَ فِعْلٌ .... زَمَانِکَ): اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل ماضی کی تعریف کو بیان کیا ہے۔ ماضی اسم فاعل کا صیغہ ہے مضی یمضو مضوًا سے بمعنی گزرنا۔ تو ماضی کا لغت میں معنی ہے گزرنے والا اور نحویوں کی اصطلاح میں فعل ماضی وہ فعل ہے جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جو اے مخاطب تیرے زمانے سے پہلے ہے، یعنی مخاطب جس زمانے میں موجود ہے اس سے پہلے جو زمانہ تھا اس پر دلالت کرے۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں: (۱) ماضی فعل ہوگا، (۲) زمانے پر دلالت کرے گا، (۳) موجودہ زمانے سے پہلے زمانے پر دلالت کرے گا، جیسے ضَرَبَ (اس نے مارا) لہٰذا اگر کوئی اسم گزشتہ زمانے پر دلالت کرے گا تو ماضی نہ ہوگا، جیسے اَمْسِ، کیونکہ یہ اسم ہے اور ماضی فعل ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ فعل بھی ماضی نہیں کہلائے گا جو استعمال میں اس زمانے پر دلالت کرے جو مخاطب کے زمانے سے پہلے ہو، جیسے لَمْ یَضْرِب. اسی طرح اِنْ ضربت ضربت میں دونوں ماضی ہیں، اگرچہ استعمال میں آئندہ زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔

**البحث الثانی فی تحقیق بنائه** (وَهُوَ مَبْنِيٌّ ..... کَضَرَبُوْا): اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل ماضی کے مبنی ہونے کو بیان کیا ہے کہ فعل ماضی مبنی ہوگی، کیونکہ فعل میں اصل بناء ہے اور اصل میں بناء کی وجہ یہ ہے کہ اس میں فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت والا معنی جو کہ معرب میں ہوتا ہے نہیں پائے جاتے اور فعل ماضی یا تو مبنی برفتحہ ہوگی یا مبنی برسکون ہوگی یا مبنی برضم، ماضی کے مبنی برفتحہ ہونے کی شرط یہ ہے کہ اس کے متصل نہ تو ضمیر بارز مرفوع متحرک ہو اور نہ واؤ ہو، جیسے ضَرَبَ اور مبنی برسکون کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک ہو، جیسے ضَرَبْتُ اور مبنی برضم ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ واؤ کے ساتھ ہو، جیسے ضَرَبُوْا۔

## اَلْقِسْمُ الثَّانِیُ فِی الْمُضَارِعِ (اَلتَّمْهِیْدُ)

**وَالثَّانِی الْمُضَارِعُ وَهُوَ فِعْلٌ یُشْبِهُ الْاِسْمَ بِاِحْدٰی حُرُوْفِ اَتَیْنَ فِیْ اَوَّلِهٖ لَفْظًا فِی اِتِّفَاقِ الْحَرَکَاتِ وَالسَّکَنَاتِ نَحْوُ یَضْرِبُ وَیَسْتَخْرِجُ کَضَارِبٍ وَمُسْتَخْرِجٍ وَفِیْ دُخُوْلِ لَامِ التَّاکِیْدِ فِیْ اَوَّلِهِمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَیْدًا لَیَقُوْمُ کَمَا تَقُوْلُ اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ وَفِی تَسَاوِیْهِمَا فِیْ عَدَدِ الْحُرُوْفِ وَمَعْنًی فِیْ اَنَّهٗ مُشْتَرَکٌ بَیْنَ الْحَالِ وَالْاِسْتِقْبَالِ کَاسْمِ الْفَاعِلِ وَلِذٰلِکَ سَمَّوْهُ مُضَارِعًا، وَالسِّیْنُ وَالسَّوْفَ تُخَصِّصُهٗ بِالْاِسْتِقْبَالِ نَحْوُ سَیَضْرِبُ وَسَوْفَ یَضْرِبُ وَاللَّامُ الْمَفْتُوْحَةُ بِالْحَالِ نَحْوُ لَیَضْرِبُ.**

ترجمہ: اور دوسری قسم مضارع ہے اور وہ (مضارع) وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہ ہو حروف اتین میں سے کسی ایک کے اس کے اوّل میں آنے کی وجہ سے خواہ وہ مشابہت لفظی ہو حرکات وسکنات کے اتفاق میں، جیسے یضرب ویستخرج مثل ضارب ومستخرج کے اور ان کے اوّل میں لام تاکید کے داخل ہونے میں تو کہے گا ان زیدًا لیقوم، جیسا کہ تو کہتا ہے اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ اور عدد حروف میں ان کے مساوی

ہونے میں اور خواہ مشابہت معنوی ہو اس بات میں کہ وہ فعل مشترک ہو حال اور استقبال میں، جیسے اسم فاعل اور اسی وجہ سے اس کا نام مضارع رکھا اور سین اور سوف اس کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں، جیسے سَیَضْرِبُ اور سَوْفَ یَضْرِبُ اور لام مفتوحہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لَیَضْرِبُ.

**خلاصۃ المباحث:** اس عبارت میں فعل کی دوسری قسم فعل مضارع کا بیان ہے۔ یہ ایک تمہید اور چار فصول پر مشتمل ہے اور تمہید میں چھ بحثیں ہیں: (۱) فعل مضارع کی تعریف (وَهُوَ فِعْلٌ .... فِیْ اَوَّلِهٖ)، (۲) مضارع کی اسم کے ساتھ مشابہت کی وجوہ/اقسام (لَفْظًا فِیْ ..... مُضَارِعًا)، (۳) ایک اہم فائدہ (وَالسِّیْنُ .... کَیَضْرِبُ)، (۴) حروف مضارع کی تحقیق اعراب کے لحاظ سے (وَحُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ ..... وَیَسْتَخْرِجُ)، (۵) مضارع کے معرب ہونے کی وجہ (اِنَّمَا اُعْرِبُوْهُ ...... جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ)، (۶) اعراب المضارع کے انواع (اِعْرَابُهٗ ...... وَلَمْ یَضْرِبْ)

**تشریح: البحث الاوّل فی تعریف المضارع** (وَهُوَ فِعْلٌ ..... فِیْ اَوَّلِهٖ): مصنفؒ نے اس عبارت سے فعل مضارع کی تعریف کی ہے۔ فعل مضارع کو امر پر اس وجہ سے مقدم کیا کہ فعل مضارع اصل ہے، کیونکہ امر مضارع سے بنتا ہے۔ مضارع لغت میں مشابہ کو کہتے ہیں۔ یہ مضارعۃ سے مشتق ہے بمعنی مشابہ ہونا۔ تو مضارع بمعنی مشابہت والا، چونکہ یہ فعل اسم کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اس وجہ سے مضارع کہتے ہیں۔

اصطلاح میں مضارع وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہ ہو۔ حروف اتین میں سے کسی ایک حرف کے شروع میں آنے کی وجہ سے۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں: (۱) فعل ہوگا، (۲) اسم کے ساتھ مشابہت رکھے گا، (۳) حروف اتین میں سے کوئی ایک حرف اس کے شروع میں ہو، جیسے یَضْرِبُ، اَضْرِبُ وغیرہ۔

**البحث الثانی فی وجوہ مشابهتہٖ بالاسم** (لَفْظًا فِیْ .... مُضَارِعًا): اس عبارت میں فعل مضارع کے اسم کے ساتھ مشابہت کی وجوہ اور اقسام کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ فعل مضارع اسم کے ساتھ دو طرح سے مشابہت رکھتا ہے: (۱) لفظی، (۲) معنوی۔

(الف) مشابہت لفظی کا معنی یہ ہے کہ فعل مضارع اسم کے ساتھ لفظوں میں مشابہت رکھے اور یہ مشابہت تین طرح کی ہے:

(۱) پہلی مشابہت لفظی فعل مضارع اور اسم دونوں حرکات وسکنات میں متفق ہوں، یعنی جتنے حروف مضارع میں متحرک ہیں اور جتنے ساکن ہیں اتنے حروف اسم میں بھی متحرک اور ساکن ہوں، جیسے یَضْرِبُ یَسْتَخْرِجُ اور ضارب اور مُسْتَخْرِجٌ. اس مثال میں یضرب مضارع میں ایک حرف ساکن اور تین متحرک ہیں۔ اسی طرح ضارب میں بھی ایک حرف ساکن اور تین متحرک ہیں۔

(۲) دوسری مشابہت لفظی لام تاکید کے داخل ہونے میں ہے، یعنی جس طرح اسم فاعل پر لام تاکید داخل ہوتا ہے اسی طرح فعل مضارع پر بھی لام تاکید داخل ہوتا ہے۔ جیسے ان زیدًا لیقوم اور ان زیدًا لقائم. اس مثال میں لیقوم مضارع ہے، لام تاکید داخل ہے اسی طرح لقائم میں بھی اسم فاعل پر لام تاکید داخل ہے۔

(۳) تیسری مشابہت لفظی عدد حروف میں ہے۔ یعنی جتنے حروف اسم فاعل میں ہیں اتنے فعل مضارع میں ہوتے ہیں۔ جیسے

يَضْرِبُ ضَارِبٌ وغیرہ۔ یضرب فعل مضارع میں چار حروف ہیں۔اسی طرح ضارب اسم میں چار حروف ہیں۔

(ب) معنوی مشابہت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل زمانہ حال اور استقبال میں مشترک ہے،اسی طرح فعل مضارع بھی زمانہ حال اور استقبال میں مشترک ہے۔اسی مشابہت کی وجہ سے مضارع کو مضارع کہتے ہیں، کیونکہ مضارع ضرع سے مشتق ہے بمعنی مشابہ تو فعل مضارع اسم سے مذکورہ امور میں مشابہ ہے۔

**البحث الثالث فی فائدة مهمة** (وَالسِّيْنُ ..... لَيَضْرِبُ): اس عبارت میں فعل مضارع پر داخل ہونے والے تین حروف کے متعلق ایک فائدہ بیان فرماتے ہیں کہ سین اور سوف جب فعل مضارع کے شروع میں آتے ہیں تو فعل مضارع کو (جو کہ حال اور استقبال کا معنی دینے میں مشترک ہے) استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔ پھر سین استقبال قریب اور سوف استقبال بعید کیلئے آتا ہے۔اسی طرح لام مفتوحہ جب فعل مضارع کے شروع میں آئے تو وہ مضارع کو حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے سَيَضْرِبُ (عنقریب مارے گا) سَوْفَ يَضْرِبُ (عنقریب وہ مارے گا) لَيَضْرِبُ (وہ مارتا ہے)۔

(فائدہ) نحویوں کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ مضارع جب ان علامات مذکورہ سے خالی ہو تو وہ حال اور استقبال کے معنی میں مشترک ہے یا نہیں۔اس میں تین قول ہیں ۱۔ دونوں میں مشترک ہے یعنی حال والا معنی بھی حقیقی ہے اور استقبال والا معنی بھی حقیقی ہے ۲۔ بعض نحوی کہتے ہیں کہ حال والا معنی فعل مضارع کا حقیقی ہے اور استقبال والا معنی مجازی ہے لہٰذا قرینہ کے ہوتے ہوئے یہ معنی مراد ہوگا ۳۔ بعض نحویوں کے نزدیک استقبال کے معنی میں حقیقت ہے اور حال کے معنی میں مجاز ہے لہٰذا حال والا معنی مراد لینے میں مضارع سے قرینہ ضروری ہوگا۔واللہ اعلم۔

وَحُرُوْفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُوْمَةٌ فِي الرُّبَاعِيِّ نَحْوُ يُدَحْرِجُ وَيُخْرِجُ لِاَنَّ اَصْلَهٗ يُأَخْرِجُ وَمَفْتُوحَةٌ فِي مَاعَدَاهُ كَيَضْرِبُ وَيَسْتَخْرِجُ وَاِنَّمَا اَعْرَبُوْهُ مَعَ اَنَّ اَصْلَ الْفِعْلِ الْبِنَاءُ لِمُضَارَعَتِهٖ اَيْ لِمُشَابَهَتِهِ الْاِسْمَ فِي مَا عَرَفْتَ وَاَصْلُ الْاِسْمِ الْاِعْرَابُ وَذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَتَّصِلْ بِهٖ نُوْنُ تَاكِيْدٍ وَلَا نُوْنُ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ وَاِعْرَابُهٗ ثَلٰثَةُ اَنْوَاعٍ رَفْعٌ وَنَصْبٌ وَجَزْمٌ نَحْوُ هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ.

**ترجمة:** اور حروف المضارعۃ رباعی میں مضموم ہوتے ہیں جیسے یدحرج ویخرج اس لئے کہ اس کا اصل یأخرج ہے اور اس کے ماسوا میں مفتوح ہوتے ہیں جیسے یضرب ویستخرج۔سوائے اس کے نہیں کہ نحویوں نے مضارع کو معرب بنا دیا باوجود یکہ فعل کا اصل بناء ہے (مبنی ہونا ہے) بوجہ اس کے مضارع کے یعنی اس کے اسم سے مشابہ ہونے کے اس تفصیل میں جو پہچان چکا۔اور اسم کا اصل معرب ہونا ہے اور وہ اس وقت ہے جب اس کے ساتھ نون تاکید متصل نہ ہو اور نہ ہی نون جمع مؤنث۔اور اس کے اعراب تین قسم پر ہیں رفع اور نصب اور جزم جیسے هو یضرب اور لن يَضْرِبَ اور لم يَضْرِبْ۔

**تشریح:** **البحث الرابع فی تحقيق حروف المضارعة اعرابا**

(وَحُروفُ الْمُضَارِعَةِ ......وَيَسْتَخْرِجُ):

اس عبارت میں حروف مضارعۃ اور علامت مضارع پر اعراب کی تحقیق کو بیان کرتے ہیں کہ کب اور کس صیغہ میں علامت

مضارع پر کونسی حرکت آتی ہے چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ اگر مضارع رباعی ہو (یعنی اس کی ماضی کے چار حروف ہوں خواہ چاروں اصلی ہوں جیسے یدحرج جس کی ماضی دحرج ہے اور چار حرفی ہے اور چاروں اصل ہیں یا کوئی ایک حرف زائدہ ہو جیسے یخرج جو اصل میں یُأخرج تھا اس کی ماضی اَخرَجَ ہے اس میں چار حرف ہیں لیکن ایک زائدہ ہے۔) تو اس وقت علامت مضارعۃ اور حروف مضارعۃ مضموم ہونگے جیسا کہ گذشتہ امثلہ میں آپ نے ملاحظہ کیا ہے اور اگر اس کے ماسوا ہے یعنی ایسا مضارع جس کی ماضی چار حرفی نہیں خواہ ثلاثی ہے یا خماسی یا سداسی ہے تو اس وقت حروف مضارعۃ مفتوح ہونگے جیسے یَضرِبُ یَکتَسِبُ یَستَخرِج وغیرہ۔

## البحث الخامس فی وجہ اعراب المضارع (وَاِنَّمَا اُعْرِبُوْهُ ......جَمْعُ الْمُؤَنَّثِ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل مضارع کو معرب کہنے کی وجہ بتلائی ہے چنانچہ فرمایا کہ فعل مضارع کو نحویوں نے معرب کہا ہے حالانکہ فعل میں اصل مبنی ہونا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ فعل مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت ہے جیسا کہ ماقبل میں آپ نے تفصیل سے اس کو معلوم کرلیا اور اسم میں اصل معرب ہونا ہے۔ لہٰذا فعل مضارع مشابہت کی وجہ سے معرب ہے باقی مضارع کا مطلقا معرب ہونا نہیں ہے بلکہ ایک شرط ہے کہ فعل مضارع نون تاکید (ثقیلہ وخفیفہ) اور نون جمع مؤنث سے خالی ہو کیونکہ اگر مضارع اس مذکورہ نون کے ساتھ ہوگا تو مبنی ہوگا کیونکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید شدتِ اتصال کی وجہ سے جزوکلمہ ہے اگر اعراب اس نون سے پہلے حرف پر جاری کرتے ہیں تو اعراب کا وسط کلمہ پر جاری ہونا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں اور اگر نون پر جاری کرتے ہیں تو دوسرے کلمہ پر اعراب کا جاری ہونا لازم آئے گا جو کہ جائز نہیں ہے۔

## البحث السادس فی انواع اعراب المضارع (وَاِعْرَابُهٗ ......وَلَمْ یَضْرِبْ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل مضارع کے اعراب کی اقسام کو بیان کیا ہے کہ فعل مضارع کے اعراب کی تین انواع اور اقسام ہیں رفع، نصب اور جزم اس میں رفع اور نصب اسم اور فعل کے اعراب میں مشترک ہے یعنی اسم کی رفعی حالت اور فعل کی رفعی حالت اسی طرح اسم کی نصبی حالت اور فعل کی نصبی حالت ایک ہی اعراب سے معرب ہے البتہ اسم اور فعل مضارع کی جری حالت مختلف ہے فعل کی جزمی حالت ہے اور اسم کی جری حالت ہے۔ رفع کی مثال ھو یَضرِبُ ، لَنْ یَضرِبَ ، لَمْ یَضرِبْ یہ نصب اور جزم کی مثالیں ہیں۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** (۱) مضارع کی اسم فاعل کے ساتھ مشابہت کی وجوہ لکھیں۔ (البحث الثانی)
(۲) حروف مضارعۃ پر کب اور کونسی حرکت آتی ہے؟ (البحث الثالث) (۳) اعراب المضارع کی وجہ ذکر کریں۔ (البحث الخامس)
(۴) مضارع کے اعراب کی انواع بیان کریں۔ (البحث السادس)

# اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِی اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْفِعْلِ الْمُضَارِعِ

**فَصْلٌ فِی اَصْنَافِ اِعْرَابِ الْفِعْلِ وَهِیَ اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِالسُّكُوْنِ وَیُخْتَصُّ بِالْمُفْرَدِ الصَّحِیْحِ غَیْرِ الْمُخَاطَبَةِ تَقُوْلُ هُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَّضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ وَالثَّانِیْ اَنْ یَّكُوْنَ الرَّفْعُ بِثُبُوْتِ النُّوْنِ وَالنَّصْبُ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِهَا وَیُخْتَصُّ بِالتَّثْنِیَةِ وَجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَالْمُفْرَدَةِ الْمُخَاطَبَةِ صَحِیْحًا كَانَ اَوْ غَیْرَهٗ تَقُوْلُ هُمَا یَفْعَلَانِ وَهُمْ یَفْعَلُوْنَ وَاَنْتِ تَفْعَلِیْنَ وَلَنْ یَّفْعَلَا وَلَنْ یَّفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِیْ وَلَمْ تَفْعَلَا**

وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ.

**ترجمة:** یہ فصل فعل کے اعراب کی اقسام میں ہے اور وہ چار ہیں پہلا یہ کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ۔ اور وہ قسم مختص ہوگی مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے ساتھ تو کہے گا ھو یَضْرِبُ وَلَنْ یَضْرِبَ ولم یَضْرِبْ اور دوسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت نون کے اثبات کے ساتھ اور نصب و جزم اس نون کے حذف کے ساتھ اور وہ مختص ہوگی تثنیہ اور جمع مذکر اور مفردہ مخاطبہ کے ساتھ صحیح ہوگا یا غیر صحیح تو کہے گا ھما یفعلان الخ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل فعل مضارع کے اعراب کی اقسام کے بیان میں ہے اور اس فصل کی ایک ہی بحث ہے جو کہ فعل مضارع کے اعراب کے اقسام کی تفصیل میں ہے (وَهِيَ اَرْبَعَةٌ ...... وَلَمْ يَسْعَ)۔

## تشریح: البحث فی تفصیل اقسام اعراب المضارع (وَهِيَ اَرْبَعَةٌ ...... وَلَمْ يَسْعَ):

اس فصل میں فعل مضارع کے اعراب کی اقسام کو بیان کر رہے ہیں جو کہ چار ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ رفع ساتھ ضمہ کے نصب ساتھ فتحہ کے اور جزم ساتھ سکون کے۔ اور یہ قسم اعراب کی مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے ساتھ خاص ہے۔ مفرد سے مراد تثنیہ جمع نہ ہو اور صحیح سے مراد یہ ہے کہ اس کا لام کلمہ حرف علت نہ ہو یعنی ناقص یائی اور واوی نہ ہو۔ اور اسی طرح معتل الفی بھی نہ ہو جن کا اعراب آگے آ رہا ہے۔ غیر المخاطبہ سے واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کا صیغہ خارج ہو گیا اس کا اعراب بھی آگے آ رہا ہے مفرد صحیح غیر مخاطبہ کے صیغے جن کا یہ اعراب ہوگا واحد مذکر غائب، واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم و جمع متکلم ہیں۔ مثلا هُوَ يَضْرِبُ وَلَنْ يَضْرِبَ وَلَمْ يَضْرِبْ۔

دوسری قسم یہ ہے کہ رفع ثبوتِ نون کے ساتھ ہو اور نصب و جزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ ہو اور یہ قسم مختص ہے تثنیہ اور جمع مذکر اور مفردہ مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ خواہ صحیح ہو یا غیر صحیح۔ یعنی یہ قسم اعراب کی سات صیغوں کے ساتھ خاص ہے چار تثنیہ کے (تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر مخاطب، تثنیہ مؤنث مخاطب) دو جمع مذکر کے (جمع مذکر غائب، جمع مذکر مخاطب) اور ایک واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کا جیسے هُوَ يَفْعَلَانِ وهم يَفْعَلُوْنَ وَاَنْتِ تَفْعَلِيْنَ وَلَنْ يَفْعَلَا وَلَنْ يَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلِيْ وَلَمْ تَفْعَلَا وَلَمْ تَفْعَلُوْا وَلَمْ تَفْعَلِيْ۔ اسی طرح معتل کے ان سات صیغوں پر یہی اعراب ہوگا خواہ معتل واوی ہو یا یائی ہو یا الفی ہو۔

وَالثَّالِثُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ لَفْظًا وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْيَائِيْ وَالْوَاوِيْ غَيْرَ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ تَقُوْلُ هُوَ يَرْمِيْ وَيَغْزُوْ وَلَنْ يَرْمِيَ وَيَغْزُوَ وَلَمْ يَرْمِ وَيَغْزُ وَالرَّابِعُ اَنْ يَكُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِيْرِ الضَّمَّةِ وَالنَّصْبُ بِتَقْدِيْرِ الْفَتْحَةِ وَالْجَزْمُ بِحَذْفِ اللَّامِ وَيَخْتَصُّ بِالنَّاقِصِ الْاَلِفِيْ غَيْرَ تَثْنِيَةٍ وَجَمْعٍ وَمُخَاطَبَةٍ نَحْوُ هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى وَلَمْ يَسْعَ.

**ترجمة:** اور تیسری قسم یہ کہ رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب فتحہ لفظی کے ساتھ اور جزم لام کے حذف کے ساتھ ہو اور یہ اعراب مختص ہوگا ناقص واوی اور یائی کے ساتھ دراں حالیکہ وہ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کا غیر ہو تو کہے گا ھو یرمی ویغزو الخ اور چوتھی قسم یہ کہ رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ ہو اور نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جزم لام کے حذف کے ساتھ اور یہ قسم ناقص الفی کے ساتھ مختص ہوگی دراں حالیکہ تثنیہ اور جمع اور مخاطبہ کا غیر ہوں جیسے هُوَ يَسْعٰى وَلَنْ يَسْعٰى و لَمْ يَسْعَ۔

**تشریح:** اس عبارت میں فعل مضارع کے اعراب کی تیسری اور چوتھی قسم کو بیان کیا گیا ہے فعل مضارع کے اعراب کی تیسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوگی اور نصبی حالت فتحہ لفظی کے ساتھ ہوگی اور جزمی حالت لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگی اور یہ قسم اعراب کی ناقص واوی اور ناقص یائی کے ان صیغوں کے ساتھ ہوگی جو تثنیہ اور جمع اسی طرح واحد مؤنثہ مخاطبہ کے علاوہ ہوں اور وہ پانچ ہیں واحد مذکر غائب واحدہ مؤنثہ غائبہ، واحد مذکر مخاطب، واحد متکلم اور جمع متکلم۔ ان کے بقیہ صیغوں کا اعراب پہلے گذر چکا ہے۔ (امثلہ ترجمہ میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اور چوتھی قسم کا اعراب یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ اور نصبی حالت بھی فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جزمی حالت لام کلمہ کے حذف کے ساتھ ہوگی اور یہ قسم اعراب کی بھی ان پانچ صیغوں کے ساتھ مختص ہے جو کہ اوپر گذر چکے ہیں اور ان کی امثلہ ترجمہ میں ملاحظہ فرماویں۔

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِی الْعَامِلِ الرَّافِعِ فِی الْفِعْلِ الْمَرْفُوْعِ

فَصْلٌ اَلْمَرْفُوْعُ عَامِلُهٗ مَعْنَوِیٌّ وَهُوَ تَجَرُّدُهٗ عَنِ النَّاصِبِ وَالْجَازِمِ نَحْوُ هُوَ یَضْرِبُ وَیَغْزُوْ وَیَرْمِیْ وَیَسْعٰی

**ترجمہ:** مضارع مرفوع اس کا عامل معنوی ہے اور وہ عامل معنوی اس مضارع کا ناصب اور جازم سے خالی ہونا ہے جیسے هو یضرب ویغزو ویرمی ویسعٰی۔

## تشریح: البحث فی تعریف العامل المعنوی مع المثال (المرفوع عاملهٗ ...... ویسعٰی)

اس فصل میں صرف ایک بحث ہے جو کہ مضارع مرفوع کے عامل معنوی کی تعریف اور اس کی مثال کے بیان میں ہے۔ المرفوع یہ صفت ہے موصوف محذوف المضارع کی تو اصل عبارت المضارع المرفوع عاملہ معنوی (مضارع مرفوع اس کا عامل معنوی ہے) پھر مصنفؒ نے عامل معنوی کی تعریف کی ہے کہ مضارع مرفوع کا عامل معنوی مضارع مرفوع کا عامل ناصب اور جوازم سے خالی ہونا ہے جیسے هو یضرب ویغزو وغیرہ۔ اور یہ مذہب کوفیوں کا ہے اور مصنفؒ کا بھی پسندیدہ مذہب ہے لیکن بصریوں کا مذہب یہ ہے کہ مضارع کا اسم معرب کی جگہ میں واقع ہونا صحیح ہو یہی اس کا عامل معنوی ہے جو کہ اس مضارع کو رفع دیتا ہے۔

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِی الْعَامِلِ النَّاصِبِ فِی الْفِعْلِ الْمَنْصُوْبِ

فَصْلٌ، اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُهٗ خَمْسَةُ اَحْرُفٍ اَنْ وَلَنْ وَكَیْ وَاِذَنْ وَاَنِ الْمُقَدَّرَةُ نَحْوُ اُرِیْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَیَّ وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَکَ وَاَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَاِذَنْ یَّغْفِرَاللّٰهُ لَکَ وَتُقَدَّرُ اَنْ فِیْ سَبْعَةِ مَوَاضِعَ بَعْدَ حَتّٰی نَحْوُ اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَلَامِ کَیْ نَحْوُ قَامَ زَیْدٌ لِیَذْهَبَ وَلَامِ الْجَحْدِ نَحْوُ مَاکَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَالْفَاءِ الْوَاقِعَةِ فِیْ جَوَابِ الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالنَّفْیِ وَالتَّمَنِّیْ وَالْعَرْضِ نَحْوُ اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ وَلَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ وَهَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ وَمَا تَزُوْرُنَا فَنُکْرِمَکَ وَلَیْتَ لِیْ مَالاً فَاُنْفِقَهٗ وَاَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْراً وَبَعْدَ الْوَاوِ الْوَاقِعَةِ فِیْ جَوَابِ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ کَذٰلِکَ نَحْوُ اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ اِلٰی آخِرِهٖ وَبَعْدَ اَوْ بِمَعْنٰی اِلٰی اَنْ اَوْ اِلَّا اَنْ نَحْوُ لَاَحْبِسَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ وَوَاوِ الْعَطْفِ اِذَا کَانَ الْمَعْطُوْفُ عَلَیْهِ اِسْماً صَرِیْحاً نَحْوُ اَعْجَبَنِیْ قِیَامُکَ وَتَخْرُجَ۔

**ترجمہ:** فعل مضارع منصوب کے عامل پانچ حرف ہیں اَنْ اور لن اور کی اور اذن اور اَنْ مقدرة جیسے اریداَن تُحسِنَ اِلیَّ (میں

ارادہ کرتا ہوں کہ تو میری طرف احسان کرے) وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَکَ (اور میں ہرگز تجھے نہیں ماروں گا) اور اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اور اِذَنْ یَغْفِرَ اللّٰهُ لَکَ (اس وقت اللہ تعالیٰ تجھے بخش دیں گے) اور اَنْ سات جگہوں میں مقدر ہوتا ہے حتی کہ بعد جیسے اَسْلَمْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور لام کَیْ کے بعد جیسے قَامَ زَیْدٌ لِیَذْهَبَ اور لام جحد کے بعد جیسے مَاکَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ اور فاء کے بعد جو امر اور نہی اور استفہام اور نفی اور تمنی اور عرض کے جواب میں واقع ہو جیسے اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ الخ اور اس واؤ کے بعد جو ان جگہوں کے جواب میں واقع ہونے والی ہے اسی طرح جیسے اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ الخ اور اس او کے بعد جو بمعنی الی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے ہو جیسے لاحبسنک او تعطینی حقی اور عطف کی واؤ کے بعد جبکہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُکَ وَ تَخْرُجَ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل فعل مضارع منصوب کے عامل سے متعلق ہے اور یہ چار ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔حروف ناصبہ کی تحقیق (عَامِلُهٗ خَمْسَةُ اَحْرُفٍ ..... لَکَ) ۲۔اَنْ مقدرہ کے مواضع کی تفصیل (وَتُقَدَّرُ اَنْ ..... وَتَخْرُجَ) ۳۔ایک اہم فائدہ (وَیَجُوْزُ ..... لِئَلَّا یَعْلَمَ) ۴۔اَنْ کی تحقیق (وَاعْلَمْ اَنَّ اَنْ ..... سَیَقُوْمُ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف الناصبة (اَلْمَنْصُوْبُ عَامِلُهٗ خَمْسَةٌ ..... لَکَ):

فعل مضارع منصوب کو نصب دینے والے حروف عاملہ پانچ ہیں ۱۔اَنْ، ۲۔لَن ۳۔کَیْ ۴۔اِذَنْ اَن کو شاعر نے ایک شعر میں بند کیا ہے۔

**شعر:** اَنْ ولن پس کَیْ اِذَنْ ایں چار حرف معتبر نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضاء

۱۔ان حروف میں سے پہلا جو کہ ''اَنْ'' ہے یہ فعل مضارع کو نصب دینے میں اصل ہے۔باقی حروف اَنْ پر محمول ہیں اور یہ فعل مضارع کو حتمی طور پر نصب دیتا ہے بشرطیکہ باب عَلِمَ اور ظَنَّ کے بعد نہ ہو اگر ظَنَّ اور عَلِمَ کے بعد واقع ہو تو اس کی تفصیل آئندہ آرہی ہے۔اور یہ صرف فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے جیسے اُرِیْدُ اَنْ تُحْسِنَ اِلَیَّ۔

۲۔دوسرا حرف ''لَنْ'' یہ فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے اور مضارع میں نفی کے معنی کے ساتھ ساتھ نفی کی تاکید کو بھی پیدا کرتا ہے جیسے اَنَا لَنْ اَضْرِبَکَ (میں تجھے ہرگز نہیں ماروں گا)

۳۔تیسرا حرف ''کَیْ'' ہے یہ سببیت کا معنی دیتا ہے یعنی کَیْ یہ بتلاتا ہے کہ میرا ماقبل میرے مابعد کیلئے سبب ہے جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تا کہ جنت میں داخل ہو جاؤں) اس مثال میں کَیْ نے یہ بتلایا کہ میرا اسلام لانا دخول جنت کا سبب ہے۔

۴۔چوتھا حرف ''اِذَنْ'' ہے یہ فعل مضارع کو دو شرطوں کے ساتھ نصب دیتا ہے ایک یہ کہ اس کا مابعد اپنے ماقبل پر اعتماد نہ کئے ہوئے ہو یعنی اسکا مابعد اپنے ماقبل کا معمول نہ ہو۔دوسری یہ کہ مضارع مستقبل ہو حال کا معنی نہ دے رہا ہو لہٰذا اگر اذن کا مابعد اپنے ماقبل کا معمول ہے یا مضارع استقبال والا معنی نہ دے رہا ہو تو اذن فعل مضارع کو نصب نہ دے گا۔جیسے تم نے اَسْلَمْتُ کہا اور اس کے جواب میں کسی نے اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ کہا۔اس مثال میں دونوں شرطیں موجود ہیں اذن کا مابعد ماقبل پر اعتماد بھی نہیں کر رہا اور فعل مضارع میں بھی استقبال والا معنی موجود ہے۔

اگر اول شرط نہ پائی جائے اسکی مثال کہ تو انا اتیک کے جواب میں اِذَنْ اُکْرِمُکَ کہے۔اس مثال میں انا مبتداء ہے اور

اِذَنْ اُکْرِمُکَ اس کی خبر ہے۔ اگر دوسری شرط نہ پائی جائے اس کی مثال جیسے تم کسی سے بات کرتے وقت کہو اِذَنْ اَظُنُّکَ کَاذِبًا (میں اس وقت تجھے کاذب خیال کرتا ہوں) اس مثال میں مضارع کا استقبال والامعنی نہ دینے کی وجہ سے اذن نصب نہیں دے رہا۔

۵۔ پانچواں حرف اَنْ مقدرۃ ہے۔ یہ بھی ان ملفوظ کی طرح فعل مضارع کونصب دیتا ہے۔ چونکہ اَنْ مقدرہ کے متعدد مواضع تھے اس لئے ان مواضع کے ضمن میں اَنْ مقدرہ کی مثالیں لائے اس جگہ مثال ذکرنہیں کی۔

## البحث الثانی فی بیان مواضع اَنْ مقدرة (وَتُقَدَّرُ اَنْ ......وَتَخرُجَ):

اس عبارت میں ان کے مقدر ہونے کے مواضع کو بیان کیا ہے چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ ان سات جگہوں پر مقدر ہوتا ہے اور وہ فعل مضارع کونصب کرتا ہے۔

ا۔حتی کے بعد جیسے اَسْلَمْتُ حتّٰی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ (میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوں) اس مثال میں ان کے مقدر ہونے کا قرینہ یہ ہے کہ حتی فعل پر داخل ہے حالانکہ حتی فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ اسم پر داخل ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس جگہ اَنْ مقدر ہے جو فعل کو بتاویل مصدر کے کردیتا ہے۔

۲۔لام کَیْ کے بعد جیسے قَامَ زَیْدٌ لِیَذْهَبَ (زید کھڑا ہوا تاکہ جائے) لام کَیْ سے مراد وہ لام ہے جو بمعنی کَیْ ہو اور اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہو اس کے بعد اَنْ مقدر ہوگا اور فعل مضارع کونصب دے گا۔ جیسا کہ مذکورہ مثال میں یذھب سے پہلے جو لام ہے یہ لام کَیْ ہے اور اس کے بعد اَنْ مقدر ہے جو یذھب کونصب دے رہا ہے۔

۳۔لام جحد کے بعد، جحد کا معنی انکار کرنا لام جحد سے مراد وہ مکسور لام ہے جو کان منفیہ کے بعد واقع ہو اور اس کان منفی کی خبر پر داخل ہو کر نفی کی تاکید کرے جیسے ما کان اللّٰه لِیُعَذِّبَهُمْ اس مثال میں لیعذبهم کے لام کے بعد ان مقدر ہے اور یعذبهم کونصب دے رہا ہے اصل میں ما کان اللّٰه لان یُعَذِّبَھم تھا۔ ان دونوں حروف کے بعد اَنْ کے مقدر ہونے پر قرینہ یہ ہے کہ یہ حروف جارہ ہیں اور حرف جار فعل پر داخل نہیں ہوتا بلکہ اسم پر داخل ہوتا ہے اس جگہ فعل پر داخل ہے معلوم ہوا ان کے بعد اَن مقدر ہے جو فعل مضارع کو بتاویل مصدر کے بنادیتا ہے۔ اور لام کا مصدر پر داخل ہونا جائز ہے۔

۴۔وہ فاء جو چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اس کے بعد اَن مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کونصب دیتا ہے ایک اور شرط کے ساتھ کہ اس فاء کا ماقبل مابعد کیلئے سبب ہو وہ چھ چیزیں حسب ذیل ہیں۔

(الف) وہ فاء جو امر کے جواب میں واقع ہو اس کے بعد اَن مقدر ہوگا اور فعل مضارع کونصب دے گا جیسے اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ (تو اسلام لا تاکہ سلامت رہے) فاء کا ماقبل یعنی اسلام اس کے مابعد یعنی سلامتی کیلئے سبب ہے اور فاء امر کے جواب میں واقع ہے تو اس فاء کے بعد اَن مقدر ہے جو تَسْلَمَ کونصب دے رہا ہے اصل میں اَسْلِم فَاَنْ تَسْلَم تھا۔

(ب) نہی کے جواب میں فاء واقع ہو اس کے بعد اَن مقدر ہوگا اور فعل مضارع کونصب دے گا جیسے لَاتَعْصِ فَتُعَذَّبَ اس مثال میں بھی فاء نہی کے جواب میں واقع ہے اور اسکا ماقبل یعنی نافرمانی مابعد یعنی عذاب کیلئے سبب ہے لہٰذا اس فاء کے بعد اَن مقدر ہے جو کہ تعذب کونصب دے رہا ہے اصل میں فَاَنْ تُعَذَّبَ تھا۔

(ج) نفی کے بعد جو فاء واقع ہو اس کے بعد بھی ان مقدر ہوگا اور فعل مضارع کو نصب دے گا جیسے مَاتَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ (تو ہماری زیارت نہیں کرتا کہ ہم تیرا اکرام کریں) اس مثال میں فاء کا ماقبل (زیارت) مابعد (اکرام) کیلئے سبب ہے اور فاء نفی کے بعد واقع ہے لہٰذا اس فاء کے بعد اَن مقدر ہے اور نکرمک کو نصب دے رہا ہے اصل میں فَاَنْ نُكْرِمَكَ تھا۔

(د) فاء تمنّی کے جواب میں واقع ہو تو اس فاء کے بعد اَن مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دے گا جیسے لَيْتَ لِيْ مَالاً فَاُنْفِقَهُ (کاش کہ میرے پاس مال ہوتا کہ میں اس کو خرچ کرتا) اس مثال میں فاء کا ماقبل (مال کا ہونا) مابعد (خرچ کرنا) کیلئے سبب ہے اور فاء تمنی کے جواب میں واقع ہے اس لئے اس فاء کے بعد ان مقدر ہے اور انفقہ کو نصب دے رہا ہے اصل میں فَاَنْ اُنْفِقَهُ تھا۔

(ہ) فاء عرض کے جواب میں واقع ہو تو اس فاء کے بعد بھی ان مقدر ہوگا اور فعل مضارع کو نصب دے گا جیسے الا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (تو ہمارا مہمان کیوں نہیں ہوتا تا کہ بھلائی کو پہنچے) اس مثال میں فاء کا ماقبل (یعنی مہمان ہونا) مابعد (یعنی خیر کو پہنچنا) کیلئے سبب ہے۔ اور یہ فاء عرض کے جواب میں واقع ہے اس لئے فاء کے بعد اَن مقدر ہے اور تصیب کو نصب دے رہا ہے اصل میں فَاَنْ تُصِيْبَ تھا۔

(و) استفہام کے بعد اگر فاء واقع ہو تو اس کے بعد بھی اَن مقدر ہوگا اور فعل کو نصب دے گا جیسے هَلْ تَعَلَّمْ فَتَنْجُوَ (کیا تو سیکھتا ہے کہ نجات پا جائے) اس مثال میں بھی فاء کا ماقبل (سیکھنا) مابعد (نجات پانا) کیلئے سبب ہے اور استفہام کے جواب میں واقع ہے اس لئے فاء کے بعد اَن مقدر ہے اور فعل مضارع تنجو کو نصب دے رہا ہے اصل میں فَاَنْ تَنْجُوَ تھا۔

(۵) وہ واؤ جو مذکورہ چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اس واؤ کے بعد بھی اَن مقدر ہے اور فعل مضارع کو نصب دے گا ان کی امثلہ وہی ہیں جو اوپر گذر چکی ہیں البتہ فرق یہ ہے کہ وہاں فاء تھی یہاں واؤ ہوگی۔

۶۔ اس اَوْ کے بعد بھی اَنْ مقدر ہوتا ہے جو بمعنیٰ ''اِلَّا اَنْ'' یا ''اِلٰی اَنْ'' کے ہو یعنی وہ اَو اِلَّا یا الی کے معنی میں ہو یہ مطلب نہیں کہ وہ او اِلَّا اَن یا الی اَن کے معنی میں ہو اور اس کے بعد دوسرا اَن مقدر ہو جیسے لَاَحْبِسَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ۔ اگر اَوْ بمعنی الی اَن کے ہو تو اصل عبارت یوں ہے لَاَحْبِسَنَّكَ اِلٰى اَنْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (البتہ ضرور ضرور تجھے روکے رکھوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق مجھے دے) اور اگر اَوْ بمعنی اِلَّا اَن کے ہو تو اصل عبارت یوں ہوگی لَاَحْبِسَنَّكَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ اِلَّا فِيْ وَقْتِ اَنْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ (البتہ ضرور بالضرور تجھے روکے رکھوں گا ہر وقت میں مگر اس وقت میں کہ تو مجھے میرا حق دے)

۷۔ ساتویں جگہ جہاں اَن مقدر ہوتا ہے وہ عطف کی واو ہے اس کے بعد بھی اَن مقدر ہوگا بشرطیکہ اس کا معطوف علیہ اسم صریح ہوتا کہ فعل کا عطف اسم صریح پر اور جملہ کا عطف مفرد پر لازم نہ آئے جیسے اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ اس مثال میں قیامک اسم مفرد صریح معطوف علیہ ہے اور تخرج فعل معطوف ہے فعل کا عطف مفرد پر اور جملہ فعلیہ کا عطف مفرد پر لازم آ رہا ہے جو نا جائز ہے۔ لہٰذا واؤ عاطفہ کے بعد اَن مقدر ہوگا جس کی وجہ سے فعل تخرج بتاویل مصدر مفرد بن جائیگا تو اسم مفرد تاویلی کا عطف اسم صریح پر ہوگا اور یہ جائز ہے۔ اب اصل عبارت یوں بن گئی اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ اى خُرُوْجُكَ۔ تیرے کھڑے ہونے اور نکلنے نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ اور اس واؤ کو واؤ صرف بھی کہتے ہیں۔

وَيَجُوْزُ اِظْهَارُ اَنْ مَعَ لامِ كَیْ نَحْوُ اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَمَعَ وَاوِ الْعَطْفِ نَحْوُ اَعْجَبَنِیْ قِيَامُکَ وَاَنْ تَخْرُجَ وَيَجِبُ اِظْهَارُ اَنْ فِیْ لَامِ كَیْ اِذَا اتَّصَلَتْ بِلا النَّافِيَةِ نَحْوُ لِئَلَّا يَعْلَمَ وَاعْلَمْ اَنَّ اَنِ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الْعِلْمِ لَيْسَتْ هِیَ النَّاصِبَةُ لِلْفِعْلِ الْمُضَارِعِ وَاِنَّمَا هِیَ الْمُخَفَّفَةُ مِنَ الْمُثَقَّلَةِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَاَنِ الْوَاقِعَةَ بَعْدَ الظَّنِّ جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ النَّصْبُ بِهَا وَاَنْ تَجْعَلَهَا كَالْوَاقِعَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ نَحْوُ ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ.

**ترجمه:** اور اَن کا لام کَیْ کے ساتھ ظاہر کرنا جائز ہوگا جیسے اسلمت لان ادخل الجنۃ اور عطف کی واؤ کے ساتھ جیسے اعجبنی قیامک وان تخرج اور لام کَیْ میں اَن کا ظاہر کرنا واجب ہوگا جب لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو جیسے لئلاَّ یعلم، اور جان لیجیے کہ اَن جو باب عَلِمَ کے بعد واقع ہونے والا ہے فعل مضارع کو نصب دینے والا نہیں ہے اور سوائے اس کے نہیں وہ مخففہ من المثقلہ ہے جیسے علمت ان سیقوم۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى اور وہ اَن جو ظَنَّ کے بعد واقع ہونے والا ہے اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب دینا اس کے ساتھ اور یہ کہ تو اسے بنا دے اس اَن کی مانند جو عَلِمَ کے بعد واقع ہونے والا ہے جیسے ظننت ان سیقوم۔

## تشریح: البحث الثالث فی فائدة مهمّة (وَيَجُوْزُ اِظْهَارُ......لِئَلَّا يَعْلَمَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے ایک اہم فائدہ بیان کیا ہے کہ کہاں اَن کو ظاہر کرنا جائز ہے اور کہاں اَن کا اظہار واجب ہے چنانچہ مصنفؒ فرماتے ہیں دو مقام اور مواضع ایسے ہیں جہاں اَن کا اظہار جائز ہے

۱۔ لام کَیْ کے بعد اَن کا اظہار جائز ہے جیسے اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ اور اس کو اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

۲۔ واو العطف کے بعد بھی اَن کا اظہار جائز ہے جیسے اَعْجَبَنِیْ قِيَامُکَ وَاَنْ تَخْرُجَ اس کو اَعْجَبَنِیْ قِيَامُکَ وَتَخْرُجَ بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اور جب لام کَیْ لا نافیہ کے ساتھ متصل ہو تو اَن کا اظہار واجب ہے کیونکہ اگر اَن کو ظاہر نہ کریں تو دو لاموں کا اجتماع لازم آئے گا جو کہ موجب ثقل ہے جیسے لِئَلَّا يَعْلَمَ۔ اس مثال میں لام کَیْ کے بعد اَن کو ظاہر کیا گیا ہے بعد میں نون اور لام قریب المخرج ہونے کی وجہ سے نون لام سے بدل کر لام میں مدغم ہوگئی۔

## البحث الرابع فی تحقیق اَنْ (وَاعْلَمْ اَنَّ اَنْ ......اَنْ سَيَقُوْمُ):

اس عبارت میں اَن کے بارے تحقیق کی گئی ہے کہ اگر یہ اَنْ عَلِمَ يعلم کے باب کے بعد مذکور ہو تو وہ اَنْ مصدریہ نہیں کہ فعل مضارع کو نصب دے بلکہ ان مخففہ من المثقلۃ ہے کیونکہ باب عَلِمَ یعلم یقین کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ اس کے بعد جو اَن ہے وہ مصدریہ نہ ہو بلکہ مخففہ ہو جو یقین کیلئے مفید ہے جیسے عَلِمْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد علم ان سیکونُ منکم مرضیٰ۔ اور وہ اَن جو باب ظَنّ کے بعد واقع ہونے والا ہے اس میں دو وجہیں جائز ہیں یعنی اس کو اَن مصدریہ بنا کر مضارع کو منصوب پڑھیں یہ بھی جائز ہے اور یہ کہ اَن مخففہ من المثقلہ ہو جیسے علم یعلم کے بعد واقع ہوتا ہے یعنی یہ اَن فعل مضارع کو نصب نہ دے جیسے ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ اس میں اگر ان مصدریہ بنائیں تو سیقوم پر نصب پڑھی جائے گی اور اگر ان مخففہ من المثقلہ بنائیں تو سیقوم پر رفع ہوگا۔

**فائده نمبر ۱:** علم یعلم کے بعد جب فعل مضارع پر ان مخففہ من المثقلہ داخل ہو تو اس وقت اس کے بعد والے فعل پر چار حروف میں سے کوئی ایک حرف ضرور داخل ہوگا۔ سین یا سوف یا قد یا حرف نفی تا کہ شروع ہی سے ان مصدریہ اور اَن مخففہ من المثقلہ میں فرق ظاہر

ہو جائے ورنہ تو آخر میں فرق ظاہر ہوگا اعراب کی وجہ سے باقی ان چار حروف سے فرق اس طور پر واضح ہوگا کہ ان مصدر یہ اور فعل کے درمیان ان چار حروف میں سے کوئی حرف فاصل نہیں ہوسکتا جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی، عَلِمْتُ اَنْ سَوْفَ یَکُوْنُ، یَعْلَمُ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا، عَلِمْتُ اَنْ لَمْ تَقُمْ۔

**فائدہ نمبر ۲:** علم اور ظن کے باب کے علاوہ رجاء، طمع، خشیت، شک و وہم کے ابواب کے بعد اَن آئے تو وہ مصدریہ ہی ہوتا ہے نہ کہ اَن مخففہ مِنَ المثقلہ جیسے رَجَوتُ ان تَقُوْمَ (مجھے تیرے کھڑے ہونے کی امید ہوئی) خَشِیْتُ اَنْ تَرجِعَ (مجھے تیرے لوٹنے کا خوف ہوا) وغیرہ ذٰلک۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ا۔فعل مضارع کو نصب دینے والے عامل کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔ان مقدرہ کے مواضع کو تفصیل سے لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔اَن کا اظہار کہاں جائز اور کہاں واجب ہے امثلہ سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الرابع)

## اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِی الْعَامِلِ الْجَازِمِ فِی الْفِعْلِ الْمَجْزُوْمِ

فَصْلٌ، اَلْمَجْزُوْمُ عَامِلُہٗ لَمْ وَلَمَّا وَلامُ الْاَمْرِ وَلا فِی النَّھْیِ وَکَلِمُ الْمُجَازَاتِ وَھِیَ اِنْ وَمَھْمَا وَاِذْمَا وَحَیْثُمَا وَاَیْنَ وَمَتٰی وَمَا وَمَنْ وَاَیٌّ وَاَنّٰی وَاِنِ الْمُقَدَّرَۃُ نَحْوُ لَمْ یَضْرِبْ وَلَمَّا یَضْرِبْ وَلِیَضْرِبْ وَلا تَضْرِبْ وَاِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ ٥١۔

**ترجمۃ:** مضارع مجزوم کا عامل لم اور لما وغیرہ الخ ہیں۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل مضارع مجزوم کے عامل جازم کی تفصیل کے بیان میں ہے۔اور یہ فصل چار ابحاث پر مشتمل ہے۔

ا۔حروف جازم کی تحقیق (المجزوم عَامِلُہٗ لَمْ......اَضْرِبْ) ۲۔لم اور لما کے درمیان فرق (وَاعْلَمْ اَنَّ لَمْ ......وَلَمْ)

۳۔کلم المجازات کی تفصیل (واَمّا کَلِمُ ......اُکْرِمُکَ) ۴۔فوائد متفرقہ (وَاعْلَمْ اَنَّہٗ ......تَدْخُلِ النَّارَ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تحقیق حروف الجازم** (المجزُوْمُ عَامِلُہٗ لَمْ......اَضْرِبْ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل مضارع مجزوم کے عوامل کو بیان فرمایا ہے۔چنانچہ فرمایا کہ مضارع مجزوم کے عامل لم، لما، لام امر اور لائے نہی اور کلم المجازاۃ ہیں۔ان کو شاعر نے ایک شعر میں بند کیا ہے۔

**شعر:** اِنْ ولَمْ و لَمّا لام امر لائے نہی نیز ایں پنج حرف جازم فعل اند ہر یک بے دغا

کلم المجازاۃ میں لفظ کلم کلمۃ کی جمع ہے مصنفؒ نے حرف المجازاۃ نہ کہا بلکہ کلم کا لفظ ذکر کیا ہے کیونکہ ان میں سے بعض حروف ہیں اور بعض اسماء تاکہ دونوں کو شامل ہو جائے۔اور کلم المجازاۃ کا معنی یہ ہے کہ وہ کلمات جو دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں اول جملہ کے شرط اور ثانی جملہ کے جزاء ہونے پر دلالت کرتے ہیں ان کو کلمات شرط و جزاء بھی کہتے ہیں۔وہ کلمات مجازاۃ اِنْ، (جسکو شاعر نے ذکر کیا ہے اور اس سے ان سب کو شامل کیا جو ان کے معنی میں ہے) مھما، اذما، حیثما، این، متیٰ، ما، من ایٌّ، اور انّٰی اور اِنْ مقدرۃ۔

ان عوامل میں سے چار (لم، لمّا، لام امر، لائے نہی) ایک فعل مضارع کو فقط جزم دیتے ہیں لیکن کلمات مجازاۃ یعنی کلمات

شرط وجزاء دوفعلوں کو جزم دیتے ہیں۔جیسے لَمْ يَضْرِبْ، لَمَّا يَضْرِبْ، لِيَضْرِبْ، وَلا تَضْرِبْ، اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔بقیہ کلمات مجازاۃ کی امثلہ اِس پر قیاس کرتے ہوئے تلاش کی جاسکتی ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّ لَمْ تَقْلِبُ الْمُضَارِعَ مَاضِيًا مَنْفِيًا وَلَمَّا كَذٰلِكَ اِلَّا اَنَّ فِيْهَا تَوَقُّعًا بَعْدَهُ وَدَوَامًا قَبْلَهُ نَحْوُ قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ وَاَيْضًا يَجُوْزُ حَذْفُ الْفِعْلِ بَعْدَ لَمَّا خَاصَةً تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اَیْ وَلَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ وَلا تَقُوْلُ نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ.

**ترجمۃ:** اور جان لیجیے کہ لم مضارع کو ماضی منفی میں تبدیل کر دیتا ہے اور لما اسی طرح مگر یہ کہ لما میں اس کے بعد امید ہوتی ہے اور اس سے پہلے دوام ہوتا ہے جیسے قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ اور نیز لما کے بعد فعل کا حذف جائز ہوتا ہے خاص کر تو کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا یعنی وَلَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ اور نہیں کہے گا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ۔

**تشریح: البحث الثانی فی الفرق بین لم ولما** (وَاعْلَمْ اَنَّ......وَلَمْ):

اس عبارت میں لم اور لما کے درمیان فرق کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ مصنفؒ نے فرمایا کہ لم جب مضارع پر داخل ہوتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے اور لما بھی اسی طرح مضارع پر داخل ہونے کی صورت میں ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔البتہ لم اور لما کے درمیان چار فرق ہیں ا۔لما میں زمانہ تکلم کے بعد اس فعل منفی کے ثبوت کی توقع ہوتی ہے یعنی لما اکثر اس فعل میں استعمال ہوتا ہے جس کے زمانہ مستقبل میں وقوع کی امید ہو اور لم میں ایسا نہیں۔

۲۔لما میں زمانہ تکلم سے پہلے دوام ہوتا ہے یعنی نفی انتفاء کے وقت سے لیکر تکلم کے وقت تک ماضی کے سارے اوقات کو شامل ہوتی ہے بخلاف لم کے اس میں ایسی چیز نہیں جیسے آپ ایک شخص سے جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہے یہ کہیں قَامَ الْاَمِيْرُ لَمَّا يَرْكَبْ (امیر کھڑا ہے ابھی تک سوار نہیں ہوا) یعنی اس کے زمانہ مستقبل میں سوار ہونے کی امید ہے۔اور ماضی میں عدم الرکوب کا استمرار ہے۔

۳۔لما کے فعل کو قرینہ کے پائے جانے کے وقت حذف کرنا جائز ہے بخلاف لم کے جیسے زید کے پشیمان ہونے کا ذکر ہو رہا تھا تو اس وقت تم نے کہا نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اصل میں ولما يَنْفَعْهُ النَدَمُ (زید پشیمان ہوا لیکن ندامت نے اس کو نفع نہ دیا) اس کو نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمْ کہنا جائز نہیں ہے۔(مذکورہ تینوں شرطیں کتاب میں مذکور ہیں)۔

۴۔(یہ شرط کتاب میں مذکور نہیں) لمّا پر حرف شرط اِنْ داخل نہیں ہوتا بخلاف لم کے اس پر حرف شرط داخل ہو سکتا ہے لہٰذا اِن لَمَّا يَضْرِبْ کہنا درست نہیں البتہ اِنْ لَمْ يَضْرِبْ کہنا جائز ہے تو ماضی منفی ان کا مدخول ہو کر شرط کا معنی دے گا۔اِنْ وُجد عدمُ ضربِ زيدٍ فکذا.

وَاَمَّا كَلِمُ الْمُجَازَاتِ حَرْفًا كَانَتْ اَوْ اِسْمًا فَهِیَ تَدْخُلُ عَلَ الْجُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلٰى اَنَّ الْاُوْلٰى سَبَبٌ لِلثَّانِيَةِ وَتُسَمَّى الْاُوْلٰى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً ثُمَّ اِنْ كَانَ الشَّرْطُ وَالْجَزَاءُ مُضَارِعَيْنِ يَجِبُ الْجَزْمُ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ تُكْرِمْنِیْ اُكْرِمْكَ وَاِنْ كَانَا مَاضِيَيْنِ لَمْ تَعْمَلْ فِيْهِمَا لَفْظًا نَحْوُ اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ وَاِنْ كَانَ الْجَزَاءُ وَحْدَهُ مَاضِيًا يَجِبُ الْجَزْمُ فِی الشَّرْطِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِیْ ضَرَبْتُكَ وَاِنْ كَانَ اَلشَّرْطُ وَحْدَهُ مَاضِيًاجَازَ فِی الْجَزَاءِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ اِنْ جِئْتَنِیْ اُكْرِمْكَ.

**ترجمۃ:** اور لیکن کلم المجازات خواہ حرف ہوں یا اسم پس یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اس بات پر دلالت کریں کہ پہلا

دوسرے کیلئے سبب ہے اور اول کا نام شرط رکھا جاتا ہے اور دوسرا جزاء پھر اگر شرط اور جزاء دونوں فعل مضارع ہوں تو ان دونوں میں لفظا جزم واجب ہوتی ہے جیسے اِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمْكَ اور اگر دونوں ماضی ہوں تو وہ (کلمات مجازات) لفظا عمل نہیں کریں گے جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ اور اگر جزاء اکیلے ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہوگی جیسے اِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ اور اگر شرط اکیلے ماضی ہو تو جزاء میں دونوں امر (جزم، رفع) جائز ہیں جیسے اِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمْكَ۔

## تشریح: البحث الثالث فی تفصیل کلم المجازات (واَمّا كَلِمُ ...... اُكْرِمْكَ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے کلم المجازات کے متعلق تفصیل بیان کی ہے۔ کلمات مجازات جو کہ کلمات شرط و جزاء کہلاتے ہیں خواہ حرف ہوں یا اسم دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں پہلا سبب ہوتا ہے دوسرا مسبب پہلے کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔ چونکہ جملہ فعلیہ یا فعل ماضی سے ہوگا یا فعل مضارع سے تو عقلی طور پر چار صورتیں بنتی ہیں ۱۔ شرط اور جزاء دونوں فعل مضارع ہوں تو اس صورت میں شرط اور جزاء لفظا مجزوم ہوں گے جیسے اِنْ تُكْرِمْنِيْ اُكْرِمْكَ (اگر تو میری عزت کرے گا میں بھی تیری عزت کروں گا) ۲۔ شرط اور جزاء دونوں فعل ماضی ہوں تو اس صورت میں یہ کلمات لفظی عمل نہیں کریں گے کیونکہ ماضی مبنی ہوتی ہے لفظوں میں عامل کا عمل اور اثر ظاہر نہیں ہوگا البتہ معنوی اثر ظاہر ہوگا جو کہ مستقبل کا معنی دے گا جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ (اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا) ۳۔ جزاء فعل ماضی اور شرط فعل مضارع ہو تو اس وقت شرط میں جزم لفظا واجب ہوگی اور جزاء میں نہیں کیونکہ مبنی ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْنِيْ ضَرَبْتُكَ (اگر تو مجھے مارے گا میں بھی تجھے ماروں گا) ۴۔ جزاء مضارع ہو اور شرط ماضی تو اس صورت میں جزاء میں دونوں صورتیں جائز ہیں ایک جزم دوسری رفع جزم اس لئے کہ جزاء مضارع معرب ہے اور جزم کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اور رفع اس لئے کہ جب شرط پر اس کے ماضی ہونے کی وجہ سے جزم لفظا نہیں تو اس کے تابع ہو کر جزاء میں بھی جزم لفظا نہ ہونی چاہیے جیسے اِنْ جِئْتَنِيْ اُكْرِمْكَ (اگر تو میرے پاس آئے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا) اس مثال میں اکرمک پر جزم اور رفع دونوں جائز ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الْفَاءُ فِيْهِ نَحْوُ اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا وَاِنْ كَانَ مُضَارِعًا مُثْبَتًا اَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ نَحْوُ اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ. اَوْ فَاَضْرِبُكَ وَاِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ اَوْ فَلَا اَضْرِبُكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْجَزَاءُ اَحَدَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُوْرَيْنِ. فَيَجِبُ الْفَاءُ فِيْهِ وَذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ صُوَرٍ الْاُوْلٰى اَنْ يَكُوْنَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا مَعَ قَدْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ وَالثَّانِيَةُ اَنْ يَكُوْنَ مُضَارِعًا مَنْفِيًّا بِغَيْرِ لَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَالثَّالِثَةُ اَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَالرَّابِعَةُ اَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً اِنْشَائِيَّةً اِمَّا اَمْرًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاِمَّا نَهْيًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ.

**ترجمة:** اور جان لیجئے کہ شان یہ ہے کہ جب جزاء ماضی بغیر قد کے ہو تو اس میں فاء جائز نہیں جیسے اِنْ اَكْرَمْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (اور جو شخص اس میں (بیت اللہ) داخل ہوا وہ امن والا ہوگیا) اور اگر جزاء فعل مضارع مثبت یا منفی بلا ہو تو اس میں دونوں وجہیں جائز ہیں جیسے اِنْ تَضْرِبْنِيْ اَضْرِبْكَ یا فَاَضْرِبُكَ (اگر تو مجھے مارے گا تو میں بھی تجھے ماروں گا) اور اِنْ تَشْتِمْنِيْ لَا اَضْرِبْكَ یا فَلَا اَضْرِبُكَ (اگر تو مجھے گالی دے گا تو میں تجھے نہیں ماروں گا) اور اگر جزاء ان

مذکورہ دوقسموں میں سے کوئی ایک قسم نہ ہوتو اس جزاء پر فاء کالانا واجب ہے۔اور وہ چارصورتوں میں ہے پہلی یہ ہے کہ جزاء ماضی ہوقد کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهُ مِنْ قَبْلُ اور دوسری یہ کہ جزاء مضارع منفی بغیر لا کے ہو جیسے ارشاد باری ہے وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ اور تیسری یہ کہ وہ جزاء جملہ اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اور چوتھی صورت یہ کہ وہ جملہ انشائیہ ہو یا تو امر ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ اور یا نہی ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔

## تشریح: البحث الرابع فی الفوائد المتفرقة (وَاعْلَمْ اَنَّهُ ......تَدْخُلِ النَّارَ):

مصنفؒ نے کلم المجازات کی تفصیل کے بعد ان کے متعلق متفرق فوائد کو بیان کیا ہے جو کہ تقریباً تین ہیں۔

### ''الفائدة الاولى'' جزاء پر فاء کے لانے اور نہ لانے کی صورتیں (وَاعْلَم اَنَّهُ ......اِلَى الْكُفَّار):

اس عبارت میں جزاء پر فاء کے لانے نہ لانے کی صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ تفصیل یہ ہے کہ جزاء دو حال سے خالی نہیں جملہ خبریہ ہوگی یا جملہ انشائیہ اگر جملہ خبریہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں جملہ اسمیہ ہوگی یا فعلیہ ہوگی اگر جزاء جملہ فعلیہ ہے تو دو حال سے خالی نہیں فعل ماضی ہے یا فعل مضارع اگر جزاء جملہ فعلیہ ماضی سے ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں ماضی مثبت ہوگی یا منفی اگر ماضی مثبت ہے تو دو حال سے خالی نہیں قد کے ساتھ ہے یا بغیر قد کے اگر بغیر قد کے ہے تو اس پر فاء کا لانا جائز نہیں جس کو مصنفؒ نے بیان کیا وَاِذَا كَانَ الْجَزَاءُ مَاضِيًا الخ سے جیسے اِنْ اَكْرَمْتَنِىْ اَكْرَمْتُكَ اگر قد کے ساتھ ہے تو جزاء پر فاء کا لانا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ یہ مثال قد ملفوظ کی ہے اس میں ''اِنْ يَّسْرِقْ'' شرط ہے ''فَقَدْ سَرَقَ الخ'' جزاء ہے جو کہ ماضی مثبت قد کے ساتھ ہے اور قد ملفوظ ہے۔ یا قد مقدر ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ اصل میں فقد صَدَقَتْ تھا۔ اس مثال میں ان كان الخ شرط ہے فَصَدَقَتْ جزاء ہے اس میں قد مقدر ہے اس پر بھی فاء موجود ہے اسی بات کو مصنفؒ نے بیان کرتے ہوئے کہا اَلْاُوْلٰى اَنْ يَكُوْنَ الْجَزَاءُ الخ۔

اگر جزاء جملہ فعلیہ فعل مضارع سے ہو تو دو حال سے خالی نہیں مضارع مثبت ہوگا یا منفی اگر مثبت ہے تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جزاء پر فاء کا لانا اور فاء کا نہ لانا جیسے ان تَضْرِبْنِىْ اَضْرِبْكَ او فَاَضْرِبُكَ اس مثال میں جزاء مضارع مثبت ہے جو کہ اَضْرِبْكَ ہے اس کو اسی طرح پڑھنا بھی جائز ہے اور فَاَضْرِبُكَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور اگر جزاء مضارع منفی ہے تو دو حال سے خالی نہیں منفی بلا ہوگی یا مضارع منفی بغیر لا (ما،لن) کے ہوگی اگر جزاء مضارع منفی بلا ہے تو اس میں بھی دو وجہیں جائز ہیں یعنی جزاء پر فاء کا لانا بھی اور نہ لانا بھی جائز ہے جیسے اِنْ تَشْتِمْنِىْ لَا اَضْرِبْكَ یا فَلَا اَضْرِبُكَ کہا جاسکتا ہے۔ اسی کو مصنف نے بیان کیا اَوْ مَنْفِيًّا بِلَا جَازَ فِيْهِ الْوَجْهَانِ الخ سے۔

اور اگر جزاء جملہ فعلیہ مضارع منفی بغیر لا کے ہے تو اس وقت جزاء پر فاء کا لانا واجب ہے برابر ہے کہ حرف نفی ما ہے یا لن جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ۔ اس مثال میں من يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ الخ شرط ہے فَلَنْ يُّقْبَلَ الخ یہ جزاء ہے اور اس پر فاء داخل ہے۔ اسی بات کو مصنف نے وَالثَّانِيَةُ اَنْ يَكُوْنَ مُضَارِعًا الخ سے بیان کیا ہے۔

اور اگر جزاء جملہ اسمیہ ہو تو اس وقت بھی جزاء پر فاء کا لانا واجب ہے جیسے مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اس مثال

میں مَنْ جَاءَ الخ یہ شرط ہے فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا جزاء ہے اور جملہ اسمیہ ہے اس پر فاء کو داخل کیا گیا ہے۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے مصنفؒ نے کہا وَالثَّالِثَةُ اَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً الخ۔

اور اگر جزاء جملہ انشائیہ ہو تو دو حال سے خالی نہیں امر کے ضمن میں ہوگا یا نہی کے ضمن میں، دونوں صورتوں میں فاء کا لانا جزاء پر واجب ہے امر کی مثال قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ اس مثال میں اِنْ كُنْتُمْ الخ شرط ہے اور فَاتَّبِعُوْنِیْ جزاء ہے امر ہے اور اس پر فاء داخل ہے۔ نہی کی مثال فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَی الْكُفَّارِ اس مثال میں فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ الخ شرط ہے فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ الخ جزاء ہے اور نہی ہے اس پر فاء داخل ہے۔ اسی بات کو بیان کرتے ہوئے مصنفؒ نے فرمایا وَالرَّابِعَةُ اَنْ يَكُوْنَ جُمْلَةً الخ۔ یہ تفصیل ان چار صورتوں کی ہے جہاں جزاء پر فاء کا لانا واجب ہے۔ فتفکر

**الضابطة:** جس جگہ حرف شرط جزاء پر بالکل اثر نہ کرے وہاں جزاء پر فاء کا لانا واجب ہے جیسا کہ مصنفؒ نے چار صورتیں بیان کی ہیں۔ اور جہاں حرف شرط جزاء پر کچھ اثر کرے اور کچھ نہ کرے وہاں جزاء میں فاء کا لانا اور نہ لانا دونوں برابر ہیں اور جہاں حرف شرط جزاء پر پورا اثر کرے وہاں فاء کا لانا جائز نہیں۔ تاثیر کا معنی یہ ہے کہ حرف شرط اس فعل کو مستقبل کے معنی میں کر دے۔
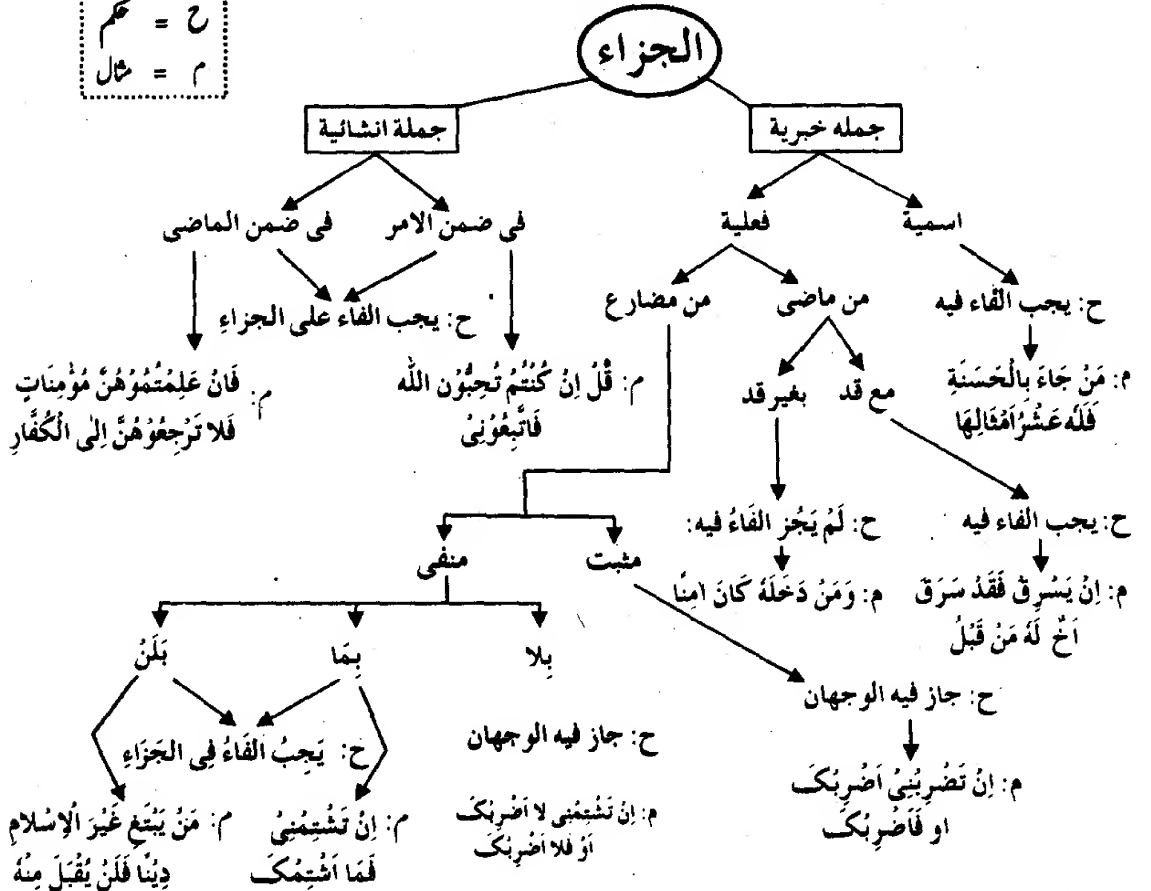
وَقَدْ يَقَعُ اِذَا مَعَ الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ مَوْضِعَ الْفَاءِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ وَاِنَّمَا تُقَدَّرُ اِنْ بَعْدَ الْاَفْعَالِ الْخَمْسَةِ الَّتِيْ هِيَ الْاَمْرُ نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجُ وَالنَّهْيُ نَحْوُ لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ وَالْاِسْتِفْهَامُ نَحْوُ هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَكَ عِنْدِيْ اَخْدِمْكَ وَالْعَرْضُ نَحْوُ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا وَبَعْدَ النَّفْيِ فِيْ بَعْضِ الْمَوَاضِعِ نَحْوُ لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَكَ وَذٰلِكَ اِذَا قُصِدَ اَنَّ الْاَوَّلَ سَبَبٌ لِلثَّانِيْ كَمَا رَأَيْتَ فِي الْاَمْثِلَةِ فَاِنَّ مَعْنٰى قَوْلِنَا تَعَلَّمْ تَنْجُ هُوَ اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ وَكَذٰلِكَ الْبَوَاقِيْ فَلِذٰلِكَ اِمْتَنَعَ قَوْلُكَ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ لِاِمْتِنَاعِ السَّبَبِيَّةِ اِذْ لَا يَصِحُّ اَنْ يُقَالَ اِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ.

**ترجمة:** اور کبھی کبھی اذا جملہ اسمیہ کے ساتھ فاء کی جگہ واقع ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ۔ اور سوائے اس کے نہیں اِنْ اُن پانچ افعال کے بعد مقدر ہوتا ہے جو کہ امر ہے جیسے تعلّم تنج اور نہی جیسے لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ اور استفہام جیسے هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ اور تمنی جیسے لَيْتَكَ عِنْدِيْ اَخْدِمْكَ والعرض جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْرًا اور نفی کے بعد بعض جگہوں میں اِنْ مقدر ہوتا ہے جیسے لَا تَفْعَلْ شَرًّا يَكُنْ خَيْرًا لَكَ اور یہ اس وقت ہے جب ارادہ کیا جائے کہ اول ثانی کیلئے سبب ہے جیسا کہ تو نے امثلہ میں دیکھا کیونکہ ہمارے قول تعلّم تنج کا معنی یہ ہے کہ اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ اور اسی طرح بواقی ہیں پس اسی لئے تیرا کہنا لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ ممتنع ہے بوجہ سببیت کے ممتنع ہونے کے اس لئے کہ یہ صحیح نہیں کہ کہا جائے اِنْ لَا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ۔

## تشریح: **الفائدة الثانية** (وَقَدْ يَقَعُ ...... يَقْنَطُوْنَ):

مصنف کی اس عبارت میں قد مضارع پر داخل ہے اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب جزاء جملہ اسمیہ ہو تو اس پر فاء کا لانا واجب ہے۔ لیکن کبھی کبھی اس فاء کی جگہ اذا مفاجاتیہ بھی لایا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ۔ (اور اگر ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے جو ان کے گناہوں کے سبب سے ہے جو ان کے ہاتھ آگے بھیج چکے ہیں تو وہ اچانک ناامید ہو جاتے ہیں) اس آیت میں هم يقنطون جملہ اسمیہ ہے اور وَاِنْ تُصِبْهُمْ الخ شرط کی جزاء ہے اور اس پر فاء کی بجائے اذا مفاجاتیہ داخل ہے وجہ یہ ہے کہ اذا مفاجاتیہ میں بھی فاء کا معنی پایا جاتا ہے۔

## الفائدة الثالثة: **اِنْ مقدر کے مواضع** (وَاِنَّمَا تُقَدَّرُ ...... تَدْخُلِ النَّارَ):

مصنفؒ نے ماقبل میں یہ بیان کیا کہ فعل مضارع اِن شرطیہ مقدرہ کی وجہ سے بھی مجزوم ہوتا ہے اب اس عبارت سے مصنفؒ ان کے مواضع کو بیان کرتے ہیں۔ ان شرطیہ اپنی شرط سمیت پانچ افعال کے بعد مقدر کیا جاتا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ امر کے بعد اِنْ مقدر ہوتا ہے جیسے تعلّم تَنْجُ یعنی تَعَلَّمْ ان تتعلّم تنج (تو سیکھ اگر تو سیکھے گا تو نجات پائے گا)

۲۔ نہی کے بعد جیسے لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ یعنی لَا تَكْذِبْ ان لَا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْرًا لَكَ (جھوٹ مت بول اگر تو جھوٹ نہیں بولے گا تو یہ تیرے لئے بہتر ہوگا)

۳۔ استفہام کے بعد جیسے هَلْ تَزُوْرُنَا نُكْرِمْكَ یعنی هَلْ تَزُوْرُنَا اِنْ تَزُرْنَا نُكْرِمْكَ (کیا تو ہماری زیارت کرے گا اگر تو ہماری

زیارت کرے گا تو ہم تیری عزت کریں گے۔
۴۔تمنی کے بعد جیسے لَیْتَکَ عِنْدِیْ اَخْدِمُکَ یعنی لَیْتَکَ عِنْدِی اِنْ تَکُنْ عِنْدِیْ اَخْدِمُکَ (کاش تو میرے پاس ہوتا اگر تو میرے پاس ہوتا تو میں تیری خدمت کرتا)
۵۔عرض کے بعد جیسے اَلا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَیْراً یعنی اَلا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَیْراً (کیوں نہیں اترتے آپ ہمارے پاس اگر آپ ہمارے پاس اترتے تو آپ بھلائی کو پہنچتے)۔

یہ وہ پانچ جگہیں ہیں جہاں اِن مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو جزم دیتا ہے۔اسی طرح بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں نفی کے بعد بھی اِن مقدر ہوتا ہے اور فعل مضارع کو جزم کرتا ہے جیسے لاتفعلُ شرًّا یَکُنْ خَیراً لکَ اصل میں تھا لا تفعلُ شرًّا اِنْ لا تفعلْ شرًّا یکُنْ خَیراً لکَ (اگر چہ یہ بات بطور سہو کے ہے کیونکہ اس میں طلب کے معنی نہیں)

مصنفؒ نے آخر میں اس بات کو بیان کیا ہے کہ اشیاء مذکورہ کے بعد ان کا مقدر کرنا اس وقت ہے جب یہ قصد کرلیا جائے کہ اول ثانی کیلئے سبب ہے جیسا کہ آپ نے مذکورہ بالا امثلہ میں ملاحظہ کیا پس ہمارے قول تَعَلَّمْ تَنْجُ کا معنی یہ ہے کہ اِنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجُ (اگر تو سیکھے گا نجات پائے گا) اب سیکھنا نجات کا سبب ہے اسی طرح باقی امثلہ ہیں۔اسی وجہ سے لا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ کہنا ممتنع ہے کیونکہ اول کی سببیت ممتنع ہے۔اور اِن کے مقدر کی یہی شرط ہے کہ اول ثانی کیلئے سبب ہو اس جگہ ایسا نہیں ہے کیونکہ اس کی اصل یہ بنے گی لا تکفُرْ اِنْ لا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ (کفر مت کر اگر تو کفر نہیں کرے گا تو جہنم میں داخل ہو جائے گا) یہ معنی فاسد ہیں کیونکہ کفر نہ کرنا دخول جنت کا سبب ہے نہ کہ دخول جہنم کا۔لیکن بعض کے ہاں عرف عام میں یہ معنی ہوتا ہے لا تَکْفُر اِنْ تَکْفُر تَدخُلِ النَّارَ (کفر نہ کر اگر کفر کرے گا جہنم میں داخل ہو جائے گا) اگر یہ معنی ہوں تو پھر یہ معنی صحیح ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ا۔فعل مضارع کو جزم دینے والے حروف کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں مع امثلہ ذکر کریں۔(دیکھئے بحث اول) ۲۔کلمات مجازات کون سے ہیں ان کی کیا تفصیل ہے۔(دیکھئے بحث اول و دوم) ۳۔اِن جو مقدر ہو کر فعل مضارع کو جزم دیتا ہے کے مواضع بیان کریں (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔کیا اذا مفاجاتیہ بھی فاء کی جگہ آسکتا ہے؟ (دیکھئے فائدہ ثانیہ)

## اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ فِی الْاَمْرِ

وَالثَّالِثُ الْاَمْرُ وَهُوَ صِیغَةٌ یُطْلَبُ بِهَا الْفِعْلُ مِنَ الْفَاعِلِ الْمُخَاطَبِ بِاَنْ تَحْذِفَ مِنَ الْمُضَارِعِ حَرْفَ الْمُضَارَعَةِ ثُمَّ تَنْظُرُ فَاِنْ کَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ الْمُضَارَعَةِ سَاکِنًا زِدتَّ هَمْزَةَ الْوَصْلِ مَضْمُومَةً اِنِ انْضَمَّ ثَالِثُهُ نَحْوُ اُنْصُرْ وَمَکْسُورَةً اِنِ انْفَتَحَ اَوْ انْکَسَرَ کَاِعْلَمْ وَاِضْرِبْ وَاِسْتَخْرِجْ وَاِنْ کَانَ مُتَحَرِّکًا فَلا حَاجَةَ اِلَی الْهَمْزَةِ نَحْوُ عِدْ وَحَاسِبْ وَالْاَمْرُ مِنْ بَابِ الْاِفْعَالِ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِیْ وَهُوَ مَبْنِیٌّ عَلٰی عَلامَةِ الْجَزْمِ کَاِضْرِبْ وَاُغْزُوَارْمِ وَاسْعَ وَاِضْرِبَا وَاِضْرِبُوْا وَاِضْرِبِیْ.

**ترجمه:** اور تیسری قسم امر ہے اور وہ امر ایسا صیغہ ہے جس کے ذریعہ سے مخاطب فاعل سے فعل طلب کیا جائے بایں صورت کہ مضارع سے حرف مضارعۃ کو حذف کردے پھر دیکھ پس اگر حرف مضارعۃ کا مابعد ساکن ہو تو ہمزۃ الوصل مضموم زیادہ کر اگر اس کا تیسرا

حرف مضموم ہو جیسے انصر اور مکسور ہمزہ زیادہ کر، اگر تیسرا حرف مفتوح یا مکسور ہو جیسے اعلم اور اضرب اور استخرج اور اگر متحرک ہو تو ہمزہ کی حاجت نہیں جیسے عد اور حاسبْ، باب افعال سے امر دوسری قسم سے ہے۔ اور وہ امر علامتِ جزم پر مبنی ہوتا ہے جیسے اضرب اور اغز اور ارم اور اسع اور اِضْرِ با، اضر بوا اور اِضْرِ بی۔

**خلاصۃ المباحث:** فعل کی تیسری قسم امر ہے اور یہ تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ امر کی تعریف (وَهُوَ صِيْغَةٌ ......الْمُخَاطَبِ) ۲۔ (امر کے بنانے کا طریقہ (بِاَنْ تَحْذِفَ ......مِنَ الْقِسْمِ الثانی) ۳۔ فعل امر کا حکم (وَهُوَ مَبْنِيٌّ......اِضْرِبِيْ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف الامر (وَهُوَ صِيْغَةٌ...... الْمُخَاطَبِ):

امر لغت میں حکم کردن یعنی حکم کرنا لیکن نحویوں کی اصطلاح میں امر کا لفظ غائب مخاطب اور متکلم تینوں پر بولا جاتا ہے خواہ معروف ہوں یا مجہول لیکن امر حاضر معروف کو امر بالصیغہ اور باقیوں کو امر بالحرف کہتے ہیں۔ مصنفؒ نے جس عبارت سے تعریف کی ہے وہ امر بالصیغہ یعنی امر حاضر معروف کی تعریف ہے۔ اسی طرح جو بناء کا طریقہ بیان کیا ہے وہ بھی امر حاضر معروف کا ہے تو مصنفؒ نے امر کی تعریف یہ کی ہے کہ امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعے سے فاعل مخاطب سے فعل کا صدور طلب کیا جائے۔ اس تعریف سے چار باتیں معلوم ہوئیں ۱۔ صیغہ ہوگا ۲۔ فعل کا صدور مطلوب ہوگا ۳۔ فاعل سے ہوگا ۴۔ فاعل مخاطب سے مطلوب ہوگا۔

**فوائد قیود / تعریف و معرَّف:** اس عبارت میں ھو ضمیر کا مرجع الامر ہے جو کہ معرَّف ہے اور الصیغۃ الخ سے تعریف کی گئی ہے چونکہ تعریف میں ایک جنس اور کئی فصول ہوتی ہیں لہٰذا صیغہ کا لفظ درجہ جنس کا ہے معرَّف اور غیر معرَّف سب کو شامل ہے۔ ''يُطْلَبُ بِهَا'' فصل اول ہے اس سے ماضی، مضارع خارج ہو گئے کیونکہ ان میں طلب نہیں ہے۔ ''اَلْفِعْلُ'' یہ دوسری فصل ہے اس سے نہی خارج ہوگئی کیونکہ اس سے ترک فعل کو طلب کیا جاتا ہے ''من الفاعل'' یہ تیسری فصل ہے اس سے امر مجہول خارج ہو گیا کیونکہ اس میں (امر مجہول میں) فاعل سے نہیں بلکہ مفعول سے فعل کو طلب کیا جاتا ہے۔ ''المخاطب'' چوتھی فصل ہے اس سے امر غائب معروف اور امر متکلم معروف خارج ہو گئے کیونکہ ان میں فاعل غائب یا متکلم سے فعل طلب کیا جاتا ہے نہ کہ فاعل مخاطب سے۔

## البحث الثانی فی طریق بنائہ (بِاَنْ تَحْذِفَ ......اَلْقِسْمِ الثَّانِيْ):

اس عبارت میں مصنفؒ امر حاضر معروف کی بناء کا طریقہ بتلاتے ہیں کہ امر حاضر بناتے وقت ''جو کہ مضارع حاضر سے بنتا ہے'' حرف مضارعت کو گرا دے پھر اس کے بعد دیکھ کہ مابعد حرف مضارعۃ کا ساکن ہے یا متحرک اگر ساکن ہے تو پھر دیکھ کہ عین کلمہ مضموم ہے یا مکسور و مفتوح اگر مضموم ہے تو شروع میں ہمزۃ الوصل مضموم لا اور اگر مفتوح یا مکسور ہے تو ہمزہ الوصل مکسور لا اول کی مثال تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور ثانی کی مثال تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ تَعْلَمُ سے اِعْلَمْ تَسْتَخْرِجُ سے اِسْتَخْرِجْ اور اگر حرف مضارعۃ کا مابعد متحرک ہے تو شروع میں ہمزۃ الوصل لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور تُحَاسِبُ سے حَاسِبْ۔

**وَالْاَمْرُ مِنْ بَابِ الخ:** اس عبارت کی غرض مذکورہ ضابطہ پر ایک ہونے والے اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض کی تقریر یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ اگر حرف مضارعۃ کے بعد والا حرف ساکن ہے تو حرف مضارعت کو گرانے کے بعد شروع میں ہمزۃ الوصل عین کلمہ کے مضموم ہونے کی صورت میں مضموم اور مفتوح یا مکسور ہونے کی صورت میں مکسور لائیں گے لیکن آپ کا یہ دعویٰ صحیح نہیں

ہے کیونکہ باب افعال میں تُکْرِمُ سے حرف مضارعۃ کو جب گرائیں تو بعد والاحرف ساکن ہے تو عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے شروع میں ہمزۃ الوصل مکسور ہونا چاہیے تھا جب کہ مفتوح ہے۔

**جواب:** مصنفؒ نے اس کا جواب دیا کہ ہمارا دعویٰ درست ہے آپ کا اعتراض بے جا ہے کیونکہ باب افعال کا امر دوسری قسم سے ہے یعنی حرف مضارعۃ کے گرانے کے بعد والاحرف متحرک ہے ساکن نہیں ہے کہ دعویٰ غلط ہو۔ کیونکہ اکرم امر تُکْرِمُ سے بنا ہے جب اس سے امر بنانے لگے تو اس کو اپنے اصل پر لے گئے اس کا اصل تُأَکْرِمُ تھا واحد متکلم اُأَکْرِمَ میں خلاف قیاس دوسرے ہمزہ کو حذف کر دیا پھر سب صیغوں میں حذف کیا گیا مگر جب اَمر بنایا تو اس کو اپنے اصل پر لا کر حرف مضارعۃ کو حذف کیا تو بعد والاحرف متحرک ہے اور یہ ہمزہ اصل کلمہ کا ہے جو کہ قطعی ہے وصلی نہیں ہے لہٰذا اَکْرِمْ کا لانا صحیح ہوا۔

**البحث الثالث فی حکمہ** (وَھُوَ مَبْنِیٌّ ...... اِضْرِبِیْ): مصنفؒ نے اس عبارت میں فعل امر حاضر معروف کا حکم بیان کیا ہے کہ وہ علامت جزم پر مبنی ہوگا اور علامت جزم مفرد صحیح صیغہ میں حرکت کا گرنا اور معتل واوی و یائی میں اور اسی طرح الفی میں حرف علت کا گرنا ہے اور غیر مفرد میں نون اعرابی کا حذف ہونا ہے۔ خواہ واحدہ مؤنثہ مخاطبہ ہو یا تثنیہ ہو یا جمع ہو اول کی مثال اِضْرِبْ تَضْرِبُ سے اور تَغْزُوْ سے اُغْزُ اور تَرْمِیْ سے اِرْمِ اور تَسْعٰی سے اِسْعَ اور ثانی کی مثال تَضْرِبَانِ سے اِضْرِبَا اور تَضْرِبُوْنَ سے اِضْرِبُوْا اور تَضْرِبِیْنَ سے اِضْرِبِیْ۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔ فعل امر حاضر معروف کی تعریف اور ان کے فوائد قیود ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول)
۲۔ امر حاضر بنانے کا جو طریقہ مصنفؒ نے ذکر کیا ہے بمع امثلہ ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ ''والامر من باب الافعال الخ'' کی غرض واضح کریں (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ فعل امر کا حکم بیان کریں اور امثلہ کے ساتھ اس کی وضاحت بھی کریں (دیکھئے البحث الثالث)۔

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ فِعْلِ مَا لَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ

فَصْلٌ، فِعْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ ھُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فَاعِلُہٗ وَاُقِیْمَ الْمَفْعُوْلُ مَقَامَہٗ وَیُخْتَصُّ بِالْمُتَعَدِّیْ وَعَلَامَتُہٗ فِی الْمَاضِیْ اَنْ یَّکُوْنَ اَوَّلُہٗ مَضْمُوْمًا فَقَطْ وَمَا قَبْلَ اٰخِرِہٖ مَکْسُوْرًا فِی الْاَبْوَابِ الَّتِیْ لَیْسَتْ فِیْ اَوَائِلِھَا ھَمْزَۃُ وَصْلٍ وَلَا تَاءٌ زَائِدَۃٌ نَحْوُ ضُرِبَ وَدُحْرِجَ وَاُکْرِمَ وَاَنْ یَّکُوْنَ اَوَّلُہٗ وَثَانِیْہِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِہٖ کَذٰلِکَ فِیْمَا فِیْ اَوَّلِہٖ تَاءٌ زَائِدَۃٌ نَحْوُ تُفُضِّلَ وَتُضُوْرِبَ وَاَنْ یَّکُوْنَ اَوَّلُہٗ وَثَالِثُہٗ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِہٖ کَذٰلِکَ فِیْ مَا فِیْ اَوَّلِہٖ ھَمْزَۃُ وَصْلٍ نَحْوُ اُسْتُخْرِجَ وَاُقْتُدِرَ وَالْھَمْزَۃُ تَتْبَعُ الْمَضْمُوْمَ اِنْ لَمْ تُدْرَجْ۔

**ترجمۃ:** فعل مالم یسم فاعلہٗ وہ ایسا فعل ہے جس کا فاعل حذف کیا گیا ہو اور مفعول کو اس کی جگہ ٹھہرایا گیا ہو اور وہ فعل متعدی کے ساتھ مختص ہے۔ اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کا اول فقط مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل مکسور ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی نہ ہو اور نہ ہی تا زائدہ جیسے ضُرِبَ اور دُحْرِجَ اور اُکْرِمَ اور یہ کہ اس کا اول اور دوسرا مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل اسی طرح (مکسور) ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں تا زائدہ ہے جیسے تُفُضِّلَ اور تُضُوْرِبَ اور یہ کہ اس کا پہلا اور اس

کا تیسرا حرف مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل اسی طرح (مکسور) ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزۂ وصلی ہے جیسے اُسْتُخْرِجَ اور اُقْتُدِرَ اور ہمزہ مضموم کے تابع ہوگا اگر درمیان میں نہیں لایا گیا۔

**خلاصة المباحث:** مصنفؒ نے ماقبل میں فعل کی باعتبار ذات کے تقسیم کی (ماضی، مضارع اور امر میں) اب فعل کی دوسری تقسیم جو کہ باعتبار فاعل کے ہے (فعل معروف اور فعل مجہول) اس کی دوسری قسم فعل مجہول کو بیان کرتے ہیں یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔فعل مجہول کی تعریف (هُوَ فِعْلٌ ......بِالْمُتَعَدِّیْ) ۲۔فعل مجہول کی ماضی میں علامات (وَعَلَامَتُهُ فِی الْمَاضِیْ ......اِنْ لَمْ تُدْرَجْ) ۳۔فعل مجہول کی مضارع میں علامات (وَعَلَامَتُهُ فِی الْمُضَارِعِ ......فِی التَّصْرِیفِ مُسْتَقْصًی)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف فعل ما لم یسم فاعلهٗ (هُوَ فِعْلٌ ......بِالْمُتَعَدِّیْ):

لغت میں فعل مالم الخ کا معنی اس مفعول کا فعل جس کے فاعل کا نام نہ لیا گیا ہو اور نحویوں کی اصطلاح میں مفعول مالم یسم فاعلہ (فعل مجہول) وہ فعل ہے جس کے فاعل کو حذف کیا گیا ہو اور اس کی جگہ مفعول بہ کو ٹھہرایا گیا ہو اور وہ فعل متعدی کے ساتھ مختص ہے۔ اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔فعل مالم یسم فاعلہٗ کے فعل کو حذف کیا گیا ہو ۲۔مفعول کو اس کی جگہ ٹھہرایا گیا ہو ۳۔وہ فعل متعدی ہو لازمی نہ ہو۔ مفعول کو اس کی جگہ ٹھہرانے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو رہی تھی اب وہی نسبت مفعول کی طرف کر دی۔ چونکہ مفعول کو فاعل کی جگہ ٹھہرانا ہوتا ہے اس لئے فعل مالم یسم فاعلہ فعل لازم سے نہیں آئے گا کیونکہ اس کا مفعول نہیں ہوتا بلکہ فاعل پر تام ہو جاتا ہے۔

## البحث الثانی فی علامته فی الماضی (وَعَلَامَتُهُ فِی الْمَاضِیْ ......اِنْ لَمْ تُدْرَجْ):

اس عبارت میں فعل ماضی مجہول کی علامات کا بیان ہے۔ فعل ماضی کے ابواب تین حال سے خالی نہیں یا تو وہ ابواب ہونگے جن کے شروع میں ہمزۂ وصل اور تا زائدہ مطردہ نہ ہو یا وہ ابواب ہونگے جن کے شروع میں ہمزہ وصل ہے یا وہ ابواب جن کے شروع میں تاء زائدہ مطردہ ہے۔ اگر ماضی کے وہ ابواب ہیں جن کے شروع میں نہ ہمزۂ وصل ہے نہ تاء زائدہ ہے تو ان میں ماضی مجہول کی علامت یہ ہے کہ اس کا اول حرف مضموم ہوگا فقط اور آخر کا ماقبل مکسور ہوگا جیسے ضُرِبَ (ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول کی مثال ہے اور دُحْرِجَ (رباعی مجرد سے ماضی مجہول کی مثال ہے) اور اُکْرِمَ (ثلاثی مزید فیہ سے ماضی مجہول کی مثال ہے) اور یہ تبدیلی مجہولؒ میں اس لئے ہے تاکہ معروف اور مجہول میں امتیاز ہو جائے مجہول میں تبدیلی بوجہ معروف کے تابع ہونے کے ہے۔ اسی بات کو مصنفؒ نے اَنْ یَکُوْنَ اَوَّلُهٗ مَضْمُوْماً الخ سے بیان کیا ہے۔

اگر ماضی کے وہ ابواب ہیں جن کے شروع میں تاء زائدہ ہے تو ان میں ماضی مجہول کی علامت یہ ہے کہ اس کا اول اور دوسرا حرف مضموم ہوگا اور آخر کا ماقبل مکسور ہوگا جیسے تُفُضِّلَ (باب تفعّل کے ماضی مجہول کی مثال ہے) اور تُضُوْرِبَ (باب تفاعل کی ماضی مجہول کی مثال ہے) اگر اس جگہ صرف پہلے حرف کو ضمہ دیتے تو باب تفعیل کے مضارع معروف کے ساتھ باب تفعّل کی ماضی مجہول کا التباس ہوتا اسی طرح باب تفاعل کی ماضی مجہول کا باب مفاعلہ کے مضارع معروف سے اور باب تفعلل کی ماضی مجہول کا فعللہ کے مضارع معروف سے التباس ہوتا۔ اس بات کو مصنف نے ''وَاَنْ یَکُوْنَ اَوَّلُهٗ وَ ثَانِیْهِ الخ'' سے ماقبل پر معطوف کر کے بیان کیا ہے۔

اگر ماضی کے وہ ابواب ہیں جن کے شروع میں ہمزۃ الوصل ہے تو ان میں ماضی مجہول کی علامت یہ ہے اس کا اول اور تیسرا حرف مضموم ہوگا اور اس کے آخر کا ماقبل اسی طرح مکسور ہوگا جیسے اُسْتُخْرِجَ (باب استفعال کی ماضی مجہول ہے) اُقْتُدِرَ (باب افتعال کی ماضی مجہول کی مثال ہے) اس کو مصنفؒ نے "وَاَنْ یَکُوْنَ اَوَّلُهٗ وَ ثَالِثُهٗ اَلخ" سے ماقبل والے ان یکون پر معطوف کر کے بیان کیا ہے۔

**وَالْهَمزَةُ تَتبَعُ الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ ماضی مجہول میں ہمزہ وصلی حرف مضموم کے تابع ہوگا حرف مکسور کے تابع نہ ہوگا اگرچہ ہمزہ وصلی ساکن کو جب حرکت دیں تو قاعدہ کے موافق کسرہ آنا چاہیے کیونکہ قاعدہ ہے السّاکن اذا حُرِّکَ حُرِّکَ بالکسر (ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی حرکت دی جاتی ہے) لہٰذا جب کسرہ دیں گے تو کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج لازم آئے گا اور عرب والوں کے ہاں یہ مکروہ ہے تو ضمہ کے تابع ہی کریں گے لہٰذا اگر ہمزہ وصلی درمیان کلام میں نہیں تو مضموم ہی ہوگا جیسے اُسْتُخْرِجَ، اُقْتُدِرَ میں آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔

اس صورت میں اگر تیسرے حرف کو ضمہ نہ دیتے تو درمیان کلام میں آنے کے وقت اسی باب کے امر سے التباس ہو جاتا کیونکہ ہمزہ وصلی گر جاتا جیسے ثم استخرج کیونکہ آخری حرف کا کوئی اعتبار نہیں۔

وَفِی الْمُضَارِعِ اَنْ یَّکُوْنَ حَرْفُ الْمُضَارِعَةِ مَضْمُوْمًا وَمَا قَبْلَ اٰخِرِهٖ مَفْتُوْحًا نَحْوُ یُضْرَبُ وَیُسْتَخْرَجُ اِلَّا فِیْ بَابِ الْمُفَاعَلَةِ وَالْاِفْعَالِ وَالتَّفْعِیْلِ وَالْفَعْلَلَةِ وَمُلْحَقَاتِهَا الثَّمَانِیَةِ فَاِنَّ الْعَلَامَةَ فِیْهَا فَتْحُ مَاقَبْلَ الْاٰخِرِ نَحْوُ یُحَاسَبُ وَیُدَحْرَجُ وَفِی الْاَجْوَفِ مَاضِیْهِ قِیْلَ وَبِیْعَ وَ بِالْاِشْمَامِ قِیْلَ وَبِیْعَ وَبِالْوَاوِ قُوْلَ وَبُوْعَ وَکَذَالِکَ بَابُ اُخْتِیْرَ وَاُنْقِیْدَ دُوْنَ اُسْتُخِیْرَ و اُقِیْمَ لِفَقْدِ فُعِلَ فِیْهِمَا وَفِیْ مُضَارِعِهٖ تُقْلَبُ الْعَیْنُ اَلِفًا نَحْوُ یُقَالُ وَیُبَاعُ کَمَا عَرَفْتَ فِی التَّصْرِیْفِ مُسْتَقْصًی.

**ترجمة:** اور مضارع میں علامت مجہول یہ ہے کہ حرف مضارعۃ مضموم ہو اور اس کے آخر کا ماقبل مفتوح ہو جیسے یُضْرَبُ اور یُسْتَخْرَجُ مگر مفاعلہ افعال اور تفعیل اور فعللۃ اور اسکے آٹھ ملحقات پس تحقیق ان میں علامت صرف آخر کا ماقبل مفتوح ہونا ہے جیسے یحاسب اور یدحرج اور اجوف میں اس کی ماضی قیل اور بیع ہے اور اشمام کے ساتھ قیل وبیع اور واؤ کے ساتھ قُول اور بُوع ہے اور اسی طرح باب اُختیر اور انقید نہ کہ اُستخیر اور اُقیم بوجہ ان دونوں میں فُعِلَ کے گم ہونے کے اور اس اجوف کے مضارع مجہول میں عین کلمہ الف سے بدل جائیگا خواہ عین کلمہ میں واؤ ہو یا یاء ہو جیسا کہ علم صرف میں پورے طریقہ پر آپ پہچان چکے ہیں۔

## تشریح: البحث الثالث فی علامته فی المضارع (وَفِی الْمُضَارِعِ ...... مُسْتَقْصًی):

وفی المضارع کا عطف ہے فی الماضی پر تو علامۃ کی عبارت ساتھ ملے گی معنی یہ ہے کہ فعل مجہول کی علامت فعل مضارع میں یہ ہے کہ حرف مضارعۃ مضموم ہوتا ہے اور آخر کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے جیسے یُضْرَبُ یُسْتَخْرَجُ وغیرہ یہ علامت تمام ابواب میں ہے سوائے چار ابواب کے "مفاعلہ، افعال، تفعیل فعللہ" اور فعللہ کے سات ملحقات (اگرچہ متن میں ثمانیہ کا لفظ ہے لیکن فعللہ کے ملحقات سات ہیں ہوسکتا ہے کہ ثمانیہ کا لفظ سہو ناسخ ہو) کیونکہ ان میں علامت صرف آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے۔ اس لئے کہ ان ابواب کے مضارع معلوم و مجہول میں حرف مضارعت مضموم ہی ہوتا ہے۔ جیسے یُحَاسَبُ یُکْرَمُ یُصَرَّفُ یُدَحْرَجُ، آخر کے ماقبل کا فتحہ اس لئے ہے تاکہ معروف و

مجہول میں امتیاز ہو جائے۔ فعللہ کے ملحقات یہ ابواب ہیں۔ جَلْبَبَ، قَلْنَسَ، جَوْرَبَ، سَرْوَلَ، شَرْيَفَ، حَيْعَلَ، قَلْسٰى۔

**وَفِي الْاَجْوَفِ الخ:** چونکہ اجوف خواہ واوی ہو یا یائی ہو ماضی مجہول اور اسی طرح مضارع مجہول میں کچھ لغات فصیح اور کچھ افصح تھیں اس لئے مصنفؒ نے ان کو بیان کیا چنانچہ فرماتے ہیں کہ اجوف خواہ واوی ہو یا یائی ثلاثی مجرد میں ماضی مجہول کو تین اور صورتوں میں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ افصح لغت کی بناء پر قیل اور بیع اصل میں قُوِلَ اور بُيِعَ تھے واؤ اور یاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دے دیا ماقبل کا ضمہ دور کر دیا گیا پھر قول میں میعاد والا قانون جاری کیا تو قیل اور بیع ہوئے۔

دوسری صورت اشمام ہے۔ اشمام سے مراد یہ ہے کہ فاء کلمہ کے کسرہ کو ضمہ کی طرف اور عین کلمہ جو یاء ہے اس کو تھوڑا سا واؤ کی طرف مائل کر کے پڑھنا تا کہ معلوم ہو جائے کہ اصل میں فاء کلمہ مضموم ہے جیسے قِيْلَ وَبِيْعَ۔

**اشمام کی تعریف:** یوں بھی کی جاتی ہے کہ ضمہ اور کسرہ دونوں کا کچھ کچھ حصہ لے کر دونوں سے ایک مرکب حرکت بنا لیتے ہیں جس میں ضمہ کا جزو پہلے ہوتا ہے پھر کسرہ کا۔

تیسری صورت واؤ ساکنہ کے ساتھ قُوْلَ بُوْعَ جو اصل میں قُوِلَ اور بُيِعَ تھے واؤ اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا گیا پھر بیع میں یُوْسر والا قانون جاری کیا تو قُوْلَ اور بُوْعَ ہوئے۔

**وَكَذٰلِكَ بَابُ أُخْتِيْرَ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ جس طرح اجوف کے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں تین صورتیں ہیں اسی طرح اجوف کے باب افتعال ثلاثی مزید فیہ اور انفعال کی ماضی مجہول میں بھی یہ تین صورتیں جاری ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ اول دو حرفوں کو ہٹا دیں تو فُعِلَ کا وزن تیار ہو جاتا ہے تو یہ فعل حکمی ہے جیسے اختیر سے تِيرَ انقید سے قِيدَ یہ قیل اور بیع کی طرح ہیں لہٰذا ان کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اجوف کے باب استفعال اور افعال کی ماضی مجہول میں یہ تین صورتیں جاری نہیں ہو سکتیں بلکہ ان میں صرف اول صورت جاری ہو سکتی ہے کیونکہ ان میں حروف علت کا ماقبل اصل کے اعتبار سے ساکن ہے اصل میں اُسْتُخْيِرَ اور اُقْوِمَ تھے ان میں فُعِلَ کا وزن نہیں پایا جاتا۔

**وَفِي مُضَارِعِهِ الخ:** اجوف کے مضارع میں مجہول کی صورت میں عین کلمہ الف سے بدل جائیگا خواہ عین کلمہ میں واؤ ہو یا یاء ہو جیسا کہ علم صرف میں پورے طریقے سے آپ پہچان چکے ہیں چنانچہ یقول کو یُقَالُ اور یبیع کو یُبَاعُ پڑھا جائے گا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ فعل مالم یسم فاعلہ کی تعریف لکھیں اور مثال سے وضاحت کریں (دیکھئے البحث الاول)

۲۔ ماضی مجہول کی علامت کو قلمبند کریں (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ مضارع مجہول کی علامت کو لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث)

۴۔ اجوف واوی اور یائی ماضی مجہول کی فصیح اور افصح لغت کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے بحث ثالث کا آخر)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فِيْ تَقْسِيْمِ الْفِعْلِ بِاِعْتِبَارِ الْمَعْمُوْلِ

فَصْلٌ، اَلْفِعْلُ اِمَّا مُتَعَدٍّ وَهُوَ مَا يَتَوَقَّفُ فَهْمُ مَعْنَاهُ عَلٰى مُتَعَلَّقٍ غَيْرِ الْفَاعِلِ كَضَرَبَ وَاِمَّا لَازِمٌ وَهُوَ مَا بِخِلَافِهِ كَقَعَدَ وَقَامَ. وَالْمُتَعَدِّيْ قَدْ يَكُوْنُ اِلٰى مَفْعُوْلٍ وَاحِدٍ كَضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرواً وَاِلٰى مَفْعُوْلَيْنِ كَاَعْطٰى زَيْدٌ عَمْرواً دِرْهَماً وَيَجُوْزُ فِيْهِ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى اَحَدِ مَفْعُوْلَيْهِ كَاَعْطَيْتُ زَيْدًا اَوْ اَعْطَيْتُ دِرْهَمًا بِخِلَافِ بَابِ عَلِمْتُ

وَاِلٰی ثَلاثَةِ مَفَاعِیلَ نَحْوُ اَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْداً عَمْروًا فَاضِلاً وَمِنْهُ اَرٰی وَاَنْبَأَ وَنَبَّأَ وَاَخْبَرَ وَخَبَّرَ وَحَدَّثَ وَهٰذِهِ السَّبْعَةُ مَفْعُوْلُهَا الْاَوَّلُ مَعَ الْاٰخِیْرَیْنِ کَمَفْعُوْلَی اَعْطَیْتُ فِیْ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰی اَحَدِهِمَا تَقُوْلُ اَعْلَمَ اللّٰهُ زَیْداً وَالثَّانِیْ مَعَ الثَّالِثِ کَمَفْعُوْلَیْ عَلِمْتُ فِیْ عَدَمِ جَوَازِ الْاِقْتِصَارِ عَلٰی اَحَدِهِمَا فَلا تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَیْداً خَیْرَ النَّاسِ بَلْ تَقُوْلُ اَعْلَمْتُ زَیْدًا عمروًا خَیْرَ النَّاسِ.

**ترجمة:** فعل یا متعدی ہوگا اور وہ وہ ہے کہ اس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق پر موقوف ہو جو فاعل کا غیر ہے جیسے ضرب اور یا لازم ہوگا اور وہ وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے قعد، قام اور متعدی کبھی ایک مفعول کی طرف (متعدی) ہوتا ہے جیسے ضرب زید عمروًا اور دو مفعولوں کی طرف جیسے اعطی زیدٌ عمرواً درهما اور اس میں دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا جائز ہے جیسے اَعْطَیْتُ زیداً یا اعطیت درهماً بخلاف باب علمت کے۔ اور تین مفعولوں کی طرف جیسے اعلم اللّٰه زیداً عمروا فاضلاً اور اسی قسم سے اریٰ وغیرہ ہیں۔ اور ان ساتوں فعلوں کا پہلا مفعول آخری دونوں کے ساتھ باب اعطیت کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے ان دو میں سے کسی ایک پر اکتفاء کرنے کے جواز میں تو کہے گا اعلم اللّٰه زیداً اور دوسرا مفعول تیسرے کے ساتھ باب علمت کے دونوں مفعولوں کی مانند ہے ان دو میں سے ایک پر اکتفاء کرنے کے عدم جواز میں پس نہیں کہے گا اعلمت زیداً خیر الناس۔ بلکہ تو کہے گا اعلمت زیدا عمروا خیر الناس۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل فعل کی باعتبار معمول کے تقسیم کے بیان میں ہے۔ یہ فصل تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ فعل کی تقسیم اور ہر قسم کی تعریف اور مثال سے وضاحت (اَلْفِعْلُ اِمَّا ...... وَقَامَ) ۲۔ فعل متعدی کے اقسام کی تفصیل (وَالْمُتَعَدِّیْ قَدْ یَکُوْنُ ...... عمروًا فَاضِلاً) ۳۔ ایک اہم فائدہ (وَهٰذِهِ السَّبْعة ...... خیر الناس)

## تشریح: البحث الاول فی تقسیم الفعل مع تعریف کل قسم بالمثال (اَلْفِعْلُ اِمَّا ...... وَقَامَ):

اس عبارت میں فعل کی ایک اور تقسیم باعتبار معمول کے بیان کی ہے۔ فعل اپنے معمول کے اعتبار سے دو قسم پر ہے ۱۔ فعل متعدی ۲۔ فعل لازم۔ فعل متعدی وہ فعل ہے کہ اس کے معنی کا سمجھنا ایسے متعلق خاص پر موقوف ہو جو کہ فاعل کے علاوہ ہے۔ اور متعلق خاص سے مراد مفعول بہ ہے جیسے ضَرَبَ اب اسکا معنی سمجھنا فاعل یعنی ضارب پر بھی موقوف ہے اور اس کے علاوہ مفعول بہ یعنی مضروب پر بھی موقوف ہے۔ بغیر مفعول بہ (مضروب) کے معنی نہیں سمجھا جاتا۔ اور فعل لازم وہ ہے جو فعل متعدی کے خلاف ہو یعنی اس کے معنی کا سمجھنا صرف فاعل پر موقوف ہو متعلق خاص یعنی مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو جیسے قَعَدَ اور قَامَ۔ اس فعل میں قعود اور قیام کے معنی کو سمجھنے کیلئے فقط قاعد و قائم کافی ہے کسی متعلق خاص کی ضرورت نہیں ہے۔

## البحث الثانی فی تفصیل اقسام الفعل المتعدی (وَالْمُتَعَدِّیْ قَدْ یَکُوْنُ ...... عمروًا فَاضِلاً):

مصنفؒ فعل متعدی کی اقسام اور ان کی تفصیل کو بیان کر رہے ہیں۔ فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں کبھی تو وہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا اور کبھی دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے عام ہے کہ باب اعطیت سے ہو یا باب علمت سے ہو اول کی مثال اَعْطٰی زَیْدٌ عَمْرواً دِرْهَمًا (زید نے عمرو کو درہم دیا) اس مثال میں عمرواً پہلا مفعول ہے اور درهماً دوسرا

مفعول ہے اور اعطی فعل دونوں کی طرف متعدی ہور ہا ہے۔ دوسری مثال عَلِمْتُ زَيْداً فَاضِلاً (میں نے زید کو فاضل جانا) اس مثال میں زیداً مفعول اول ہے اور فاضلاً مفعول ثانی ہے اور فعل عُلِمَ دونوں کی طرف متعدی ہے۔ البتہ ان دونوں قسموں میں فرق ہے متعدی بدو مفعول باب اعطیت کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک نہیں بلکہ اول کا مصداق اور ہے اور ثانی کا اور ہے۔ اور متعدی بدو مفعول باب علمت کے دونوں مفعولوں کا مصداق ایک ہے۔

**وَيَجُوزُ فِيهِ الْإِقْتِصَارُ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے ان دونوں قسموں کے درمیان فرق کو واضح کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ باب اعطیت میں (اس فعل میں جس کے دو مفعول ہوں اور ان دونوں کا مصداق ایک نہ ہو بلکہ ایک دوسرے کے مغایر ہوں) دو مفعولوں میں سے ایک مفعول پر اکتفاء جائز ہے یعنی ایک مفعول کو حذف کر دیا جائے اور ایک مفعول کو ذکر کیا جائے یہ جائز ہے لہٰذا اَعْطَيْتُ زيداً کہنا یا اعطیت درهماً کہنا جائز ہے بخلاف باب عَلِمْتُ (یعنی وہ فعل جس کے دو مفعول ہوں اور دونوں کا مصداق ایک ہو) اس میں ایک مفعول پر اکتفاء کرنا جائز نہیں یعنی ایک مفعول ذکر کیا جائے اور ایک کو حذف کر دیا جائے یہ جائز نہیں ہے لہٰذا عَلِمْتُ زَيْداً کہنا یا عَلِمْتُ فاضِلاً کہنا جائز نہیں کیونکہ یہ دونوں حقیقت میں مبتداء خبر ہیں اور مبتداء خبر ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں مبتداء بغیر خبر کے اور خبر بغیر مبتداء کے نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا عَلِمْتُ زیداً فَاضِلاً ہی کہیں گے۔

اور فعل متعدی کبھی تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے" اَعْلَمَ اللهُ زَيْداً عَمْرواً فَاضِلاً "(اللہ تعالیٰ نے زید کو بتلا دیا کہ عمرو فاضل ہے) اس مثال میں زیداً اول مفعول عمرواً ثانی اور فاضلاً تیسرا مفعول ہے اور اسی قسم سے یہ افعال ہیں اَرٰی اَنْبَأَ نَبَّأَ اَخْبَرَ خَبَّرَ اور حَدَّثَ۔

تو کل چار اقسام ہوئیں ۱۔ متعدی بیک مفعول ۲۔ متعدی بدو مفعول باب اعطیت ۳۔ متعدی بدو مفعول باب علمت ۴۔ متعدی بسہ مفعول۔

## البحث الثالث فی فائدة مهمة (وَهٰذِهِ السَّبْعَةُ ...... خَيْرَ النَّاسِ):

متعدی بسہ مفعول کے جو مذکورہ بالا سات فعل ہیں۔ ان کا پہلا مفعول ان کے آخری دو مفعولوں کے ساتھ اقتصار میں بابِ اعطیت کی مانند ہیں یعنی جس طرح باب اعطیت کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز ہے اسی طرح متعدی بسہ مفعول میں پہلے اور آخری دو مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء جائز ہے یعنی یہ بات بھی جائز ہے کہ اول مفعول کو باقی رکھا جائے اور آخری دو مفعولوں کو حذف کر دیا جائے اور یوں کہا جائے اَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا اور اسی طرح آخری دو مفعولوں کو باقی رکھا جائے اور اول کو حذف کر دیا جائے اور یوں کہا جائے اعلم الله عمرواً فَاضِلاً تو یہ جائز ہے۔

باقی متعدی بسہ مفعول کا دوسرا اور تیسرا مفعول یہ اقتصار میں باب علمت کی مانند ہیں یعنی جس طرح باب علمت کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک کو حذف کرنا اور دوسرے کو ذکر کرنا جائز نہیں بلکہ دونوں کو ذکر کرنا ضروری ہے اسی طرح متعدی بسہ مفعول کا دوسرا اور تیسرا مفعول ہے کہ ایک کو ذکر کریں اور ایک کو حذف کریں یہ جائز نہیں ہے یا تو آخری دونوں کو ذکر کریں گے یا حذف کریں گے لہٰذا اَعْلَمْتُ زَيْداً خَيْرَ النَّاسِ کہنا جائز نہیں بلکہ اَعْلَمْتُ زَيْداً عَمْرواً خَيْرَ النَّاسِ کہنا جائز ہوگا (میں نے زید کو بتلایا کہ عمرو لوگوں میں سے

سب سے اچھا ہے)

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ا۔فعل لازم ومتعدی کی تعریف اور امثلہ سے وضاحت کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔فعل کی معمول (مفعول بہ) کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں بمع امثلہ لکھیں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ان چاروں اقسام میں سے آخری تین کے بارے میں اقتصار کی تفصیل تحریر کریں (دیکھئے البحث الثانی والثالث)

## اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِیْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ

**فَصْلٌ، اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ عَلِمْتُ وَظَنَنْتُ وَحَسِبْتُ وَخِلْتُ وَرَأَيْتُ وَوَجَدْتُ وَزَعَمْتُ وَهِيَ اَفْعَالٌ تَدْخُلُ عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ فَتَنْصِبُهُمَا عَلَى الْمَفْعُوْلِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ زَيْداً عَالِمًا.**

**ترجمة:** افعالِ قلوب علمت اور ظَنَنْتُ الخ ہیں۔اور وہ ایسے افعال ہیں جو مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں ان دونوں کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیداً عالماً۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل افعال قلوب کے بیان میں ہے۔اور چار ابحاث پر مشتمل ہے ا۔افعال قلوب کی تحقیق (اَفْعَالُ الْقُلُوْبِ عَلِمْتُ ......زَعَمْتُ) ۲۔افعال قلوب کی تعریف مع الامثلہ (وَهِيَ اَفْعَالٌ ......عَالِمًا) ۳۔افعالِ قلوب کے خواص کی تفصیل (وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهٖ ......وَظَنَنْتُکَ فَاضِلاً) ۴۔ایک اہم فائدہ (وَاعْلَمْ اَنَّهٗ ......مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ)

**تشریح:** **البحث الاول فی تحقیق افعال القلوب** (اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ......زَعَمْتُ):

تتبع وتلاش کے بعد معلوم ہوا کہ افعال قلوب سات ہیں چونکہ ان افعال کا تعلق ظاہری اعضاء سے نہیں ہوتا بلکہ دل سے ہوتا ہے اس لئے ان کو افعال قلوب کہتے ہیں اور ان کو افعال یقین وشک بھی کہتے ہیں کیونکہ بعض افعال یقین کا معنی دیتے ہیں اور بعض شک کیلئے آتے ہیں چنانچہ علمت، رایت ، وجدت یقین کیلئے ہیں ظننت، حسبت اور خِلْتُ یہ شک کیلئے ہیں اور زعمت مشترک ہے کبھی یقین کا معنی دیتا ہے اور کبھی شک کا معنی دیتا ہے۔

**البحث الثانی فی تعریفها مع الامثلة** (وَهِيَ اَفْعَالٌ ......زَيْداً عَالِمًا):

اس عبارت سے مصنفؒ نے افعال قلوب کی تعریف کی ہے بلکہ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ مصنفؒ نے اس عبارت سے افعال قلوب کے عمل کو بیان کیا ہے۔بہرحال افعال قلوب کا معنی یہ ہے کہ افعال قلوب ایسے افعال میں جو مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں اور ان دونوں کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے عَلِمْتُ زَيْداً عالماً اس مثال میں زید عالم مبتداء خبر تھے اب علمت کے آنے کی وجہ سے منصوب ہوگئے اور علمت کے مفعول بن گئے اسی مثال پر بقیہ افعال کی امثلہ کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهِ الْاَفْعَالِ خَوَاصَّ مِنْهَا اَنْ لَّا تُقْتَصَرَ عَلٰی اَحَدِ مَفْعُوْلَيْهَا بِخِلَافِ بَابِ اَعْطَيْتُ فَلَا تَقُوْلُ عَلِمْتُ زَيْداً وَمِنْهَا جَوَازُ الْاِلْغَاءِ اِذَا تَوَسَّطَتْ نَحْوُ زَيْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ اَوْ تَاَخَّرَتْ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ ظَنَنْتُ وَمِنْهَا اَنَّهَا تُعَلَّقُ اِذَا وَقَعَتْ قَبْلَ الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَزَيْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو وَقَبْلَ النَّفْيِ نَحْوُ عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ فِی الدَّارِ وَقَبْلَ لَامِ الْاِبْتِدَاءِ نَحْوُ عَلِمْتُ لَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَمِنْهَا اَنَّهَا يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ فَاعِلُهَا وَمَفْعُوْلُهَا ضَمِيْرَيْنِ لِشَيْءٍ وَاحِدٍ نَحْوُ عَلِمْتُنِیْ**

مُنْطَلِقًا وَ ظَنَنْتُکَ فَاضِلاً.

**ترجمہ:** اور جان لیجیے کہ ان افعال کیلئے کچھ خواص ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء نہیں کیا جاتا بخلاف باب اعطیت کے پس تو نہیں کہے گا عَلِمْتُ زیداً اور ان میں سے ایک عمل کے لغو کرنے کا جواز جب درمیان میں آجائے یا مؤخر ہو جائے۔ اور ان میں ایک یہ ہے کہ ان کو معلق کیا جائے جب استفہام سے پہلے واقع ہوں جیسے علمت زید عندک ام عمرو اور نفی سے پہلے جیسے علمت ما زیدٌ فی الدار اور لام ابتدائیہ سے پہلے ہوں جیسے علمت لزیدٌ منطلق اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے فاعل اور ان کے مفعول کی دو ضمیریں ایک شئی کیلئے ہوں یہ جائز ہے۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی تفصیل خواصها** (وَاعْلَمْ اَنَّ لِهٰذِهٖ ...... فَاضِلاً):

افعال قلوب کے متعدد خواص ہیں مصنفؒ نے ان میں سے چند خواص کو ذکر فرمایا ہے۔ خواص جمع ہے خاصۃ کی خاصہ شئی کا وہ ہے جو اس میں پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے تو افعال قلوب کے چند خواص ہیں۔

**مِنْهَا اَنْ لَا تُقْتَصَر الخ:** اس عبارت میں پہلے خاصہ کا بیان ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء جائز نہیں یعنی ایک مفعول ذکر کیا جائے اور دوسرے کو حذف کر دیا جائے ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک دوسرے کو لازم ملزوم ہیں بوجہ مبتداء خبر ہونے کے حقیقت میں جیسا کہ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

**وَمِنْهَا جَوَازُ الْاِلْغَاءِ الخ:** یعنی افعال قلوب کے خواص میں سے دوسرا خاصہ یہ ہے کہ ان کے عمل کو لفظاً اور معنیً باطل کرنا جائز ہے جب کہ یہ افعال ان دونوں مفعولوں کے درمیان میں آجائیں جیسے زیدٌ ظَنَنْتُ قائمٌ یا دونوں سے مؤخر ہو جائیں جیسے زیدٌ قائم ظَنَنْتُ۔ ان دونوں امثلہ میں ظَنَنْتُ عمل نہیں کر رہا کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ جو عامل کمزور ہو وہ اسی ترتیب سے عمل کرے گا جس ترتیب سے اس کو عمل دیا گیا ہے اگر ترتیب بگڑ گئی تو عمل سے لغو ہو جائے گا چونکہ افعال قلوب کمزور عامل ہیں اور ان کے عمل کی ترتیب یہ ہے کہ دونوں مفعول اس کے آخر میں ہوں چنانچہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں یہ ترتیب موجود نہیں اس وجہ سے عمل سے لغو ہو جائیں گے اور یہ افعال قلوب مصدر کے معنی میں ہو کر ظرف ہونگے تو زَیْدٌ ظَنَنْتُ قَائِمٌ کا معنی ہوگا زَیْدٌ فِی ظَنِّی قَائِمٌ اور یہ ظرف قائم کے متعلق ہوگا۔

**وَمِنْهَا اَنَّهَا تُعَلَّقُ الخ:** تیسرا خاصہ بیان کیا ہے یعنی افعال قلوب کے خواص میں سے ایک خاصہ یہ ہے کہ ان کا عمل لفظوں میں تو لغو ہو جائے لیکن معنیً عمل کرتے رہیں یہ اس وقت ہوگا جب افعال قلوب استفہام سے پہلے واقع ہوں جیسے عَلِمْتُ اَزَیْدٌ عِنْدَکَ آم عَمْرٌو (میں نے جانا کیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو) یا حرف نفی سے پہلے واقع ہوں جیسے عَلِمْتُ مَا زَیْدٌفِی الدَّارِ (میں نے جانا کہ زید گھر میں نہیں) یا لام ابتداء سے پہلے ہوں جیسے عَلِمْتُ لَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ (میں نے جانا کہ البتہ زید چلنے والا ہے) ان تینوں صورتوں میں افعال قلوب کے عمل کو لفظ کے اعتبار سے باطل کرنا واجب ہے کیونکہ یہ تینوں چیزیں صدارتِ کلام کو چاہتی ہیں اور افعال قلوب کو عمل دینے سے ان کی صدارت فوت ہو جائیگی لہٰذا ان کا لفظاً عمل باطل ہوگا البتہ معنیً عمل کریں گے اور معنوی لحاظ سے ان کے مفعول ہونگے جیسا کہ امثلہ کے ترجمہ سے واضح ہو گیا ہے۔ اور اسی کو تعلیق و تعلق کہتے ہیں۔

**وَمِنْهَا اَنَّهَا یَجُوْزُ الخ:** چوتھا خاصہ کو بیان کیا ہے یعنی ان خواص میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ ان میں یہ بات

جائز ہے کہ فاعل اور مفعول بہ دونوں ضمیر متصل ہوں ایک ہی شئی کی۔ جیسے عَلِمْتُنِیْ مُنْطَلِقًا (میں نے اپنے آپ کو چلنے والا جانا) اس مثال میں فاعل اور مفعول دونوں متکلم کی ضمیریں ہیں جو متصل ہیں اور شئی واحد یعنی متکلم کی طرف لوٹتی ہیں اور جیسے ظَنَنْتُکَ فَاضِلًا (تو نے اپنے آپ کو فاضل گمان کیا) اس مثال میں فاعل اور مفعول بہ اول دونوں مخاطب کی ضمیریں ہیں اور متصل ہیں اور شئی واحد یعنی مخاطب کا مصداق ہیں۔ عَلِمَهُ مُنْطَلِقًا (اس نے اپنے کو چلنے والا جانا) اس مثال میں فاعل اور مفعول بہ اول دونوں غائب کی ضمیریں ہیں اور ایک ہی کا مصداق یعنی غائب کا اس کے علاوہ دوسرے افعال میں یہ جائز نہیں ہے۔ لہٰذا ضَرَبْتُنِیْ کہنا جائز نہیں ہے۔

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ یَکُوْنُ ظَنَنْتُ بِمَعْنٰی اِتَّهَمْتُ وَعَلِمْتُ بِمَعْنٰی عَرَفْتُ وَرَاَیْتُ بِمَعْنٰی اَبْصَرْتُ وَوَجَدْتُ بِمَعْنٰی اَصَبْتُ الضَّالَّةَ فَتَنْصِبُ مَفْعُوْلًا وَاحِدًا فَقَطْ فَلَا تَکُوْنُ حِیْنَئِذٍ مِنْ اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ.

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ شان یہ ہے کہ کبھی کبھی ظننت اتهمتُ کے معنی میں اور علمت عرفت کے معنی میں اور رأیت ابصرت کے معنی میں اور وجدت اصبت الضالّة کے معنی میں ہوتے ہیں پس اس وقت فقط ایک مفعول کو نصب دیں گے اور افعال قلوب سے نہیں ہونگے۔

## تشریح: البحث الرابع فی فائدة مهمّة (وَاعْلَمْ اَنَّهٗ ...... اَفْعَالِ الْقُلُوْبِ):

اس عبارت میں افعال قلوب کے متعلق ایک فائدہ بیان کرتے ہیں۔ ماقبل میں جو تفصیل افعال قلوب کی گذر چکی ہے وہ اصل اور کثیر الاستعمال ہے اور اس عبارت میں جو تفصیل بیان کی جارہی ہے یہ قلیل اور خلاف اصل ہے۔ چنانچہ افعال قلوب کی اصل یہ ہے کہ دو اسموں پر داخل ہوں اور ان کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیں اور یقین وشک کا معنی دیں لیکن خلاف اصل اور قلیل الاستعمال یہ ہے کہ کبھی کبھار ظَنَنْتُ اِتَّهَمْتُ کے معنی میں آتا ہے اور رأیت ابصرت کے معنی میں اور وجدت اصبت الضالة کے معنی میں آتا ہے۔ اس وقت یہ افعال قلوب نہیں ہونگے کیونکہ اس معنی میں ان کا تعلق قلب سے نہیں ہوگا بلکہ ظاہری اعضاء سے ہوگا اور یہ متعدی بیک مفعول ہونگے اور ایک مفعول بہ کا تقاضا کریں جیسے ظَنَنْتُ زَیْدًا (میں نے زید پر تہمت لگائی) عَلِمْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو پہچانا) ان امثلہ میں ایک مفعول پر بات پوری ہوگئی دوسرے مفعول کی ضرورت نہ ہوئی۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ افعال قلوب کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں ہر ایک کی مثال لکھیں (دیکھئے البحث الاول)
۲۔ افعال قلوب کے خواص تحریر کریں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ افعال قلوب کا دوسرا نام کیا ہے اور یہ کیا عمل کرتے ہیں (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔ ظننت، علمت، وجدت وغیرہ جب یقین وشک کا معنی نہ دیں تو اس وقت ایک مفعول کو چاہیں گے یا دو کو اور کیوں؟ (دیکھئے البحث الرابع)

# اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِی الْاَفْعَالِ النَّاقِصَةِ

فَصْلٌ، اَلْاَفْعَالُ النَّاقِصَةُ هِیَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِتَقْرِیْرِ الْفَاعِلِ عَلٰی صِفَةٍ غَیْرَ صِفَةِ مَصْدَرِهَا وَهِیَ کَانَ وَصَارَ وَظَلَّ وَبَاتَ اِلٰی اٰخِرِهَا تَدْخُلُ عَلَی الْجُمْلَةِ الْاِسْمِیَّةِ لِاِفَادَةِ نِسْبَتِهَا حُکْمَ مَعْنَاهَا فَتَرْفَعُ الْاَوَّلَ وَتَنْصِبُ الثَّانِیَ

فَتَقُولُ كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا. وَكَانَ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَقْسَامٍ نَاقِصَةٌ وَهِيَ تَدُلُّ عَلٰى ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا فِي الْمَاضِيْ اِمَّا دَائِمًا نَحْوُ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا اَوْ مُنْقَطِعًا نَحْوُ كَانَ زَيْدٌ شَابًّا وَتَامَّةٌ بِمَعْنٰى ثَبَتَ وَحَصَلَ نَحْوُ كَانَ الْقِتَالُ اَيْ حَصَلَ الْقِتَالُ وَزَائِدَةٌ لَا يَتَغَيَّرُ بِاِسْقَاطِهَا مَعْنَى الْجُمْلَةِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شعر: جِيَادُ ابْنِيْ اَبِيْ بَكْرٍ تَسَامٰى عَلٰى كَانَ الْمُسَوَّمَةِ الْعِرَابِ. اَيْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ

**ترجمة:** افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو کسی صفت پر جوان کے مصدر والی صفت کے علاوہ ہو ثابت اور پختہ کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہوں اور وہ کان اور صار الخ ہیں وہ افعال جملہ اسمیہ پر جملہ کی نسبت کو اپنے معنی کے اثر کا فائدہ دینے کیلئے داخل ہوتے ہیں اول کو رفع دیتے ہیں اور ثانی کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے گا کان زیدٌ قائماً اور کلمہ کان تین اقسام پر ہے۔ایک ناقصہ اور وہ اپنے فاعل کیلئے اپنی خبر کو زمانہ ماضی میں ثابت کرنے پر دلالت کرتا ہے خواہ وہ ثبوت دائمی ہو جیسے کان اللّٰه عليما حكيما یا منقطع ہو (یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو) جیسے کان زیدٌ شاباً اور دوسرا تامہ ہے بمعنی ثبت و حصل جیسے کان القتال یعنی حصل القتال (لڑائی ہوئی) اور تیسرا زائدہ ہے جس کے گرانے سے جملہ کا معنی تبدیل نہیں ہوتا جیسے شاعر کا قول جیاد ابنی الخ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل افعال ناقصہ کے بیان میں ہے یہ پانچ ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔افعال ناقصہ کی تعریف (هِيَ اَفْعَالٌ ......مَصْدَرِهَا) ۲۔افعال ناقصہ کی تحقیق (وَهِيَ كَانَ ......اٰخِرِهَا) ۳۔افعال ناقصہ کا عمل (تَدْخُلُ عَلٰى ......قَائِمًا) ۴۔''کان'' کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تعریف و مثال (وَكَانَ عَلٰى......اَيْ عَلَى الْمُسَوَّمَةِ) ۵۔کان کے ماسوی بقیہ افعال کی تفصیل (وَصَارَ ......فَلا نُعِيْدُهَا)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف الافعال الناقصة (هِيَ اَفْعَالٌ......مَصْدَرِهَا):

افعال فعل کی جمع ہے ناقصہ نقص سے مشتق ہے بمعنی ادھورا پن تو ناقصہ کا معنی ادھورا تو افعال ناقصہ کا معنی ادھورے افعال چونکہ یہ افعال دوسرے افعال کی طرح فقط فاعل سے تام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں اس لئے ان کو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔اصطلاح میں افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو فاعل کو ایسی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں جو صفت ان کے مصدری معنی والی صفت کا غیر ہو یعنی معنی مصدری والی صفت کے علاوہ ہو۔

**فوائد قیود/تعریف و معرَّف:** ھی ضمیر کا مرجع افعال ناقصہ ہیں یہ معرَّف ہے افعال وضعت الخ سے تعریف کی ہے اور تعریف میں افعال کا لفظ جنس ہے سب افعال کو شامل ہے خواہ معرَّف ہوں یا غیر معرَّف ''غير صفة مصدرها'' یہ فصل ہے اس سے افعال ناقصہ کے علاوہ سب افعال خارج ہو گئے کیونکہ وہ تمام افعال اپنے فا کو مصدر والی صفت پر ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں جیسے ضَرَبَ فعل اپنے فاعل کیلئے صفت ضرب ثابت کر رہا ہے۔اور شرف اپنے فاعل کیلئے صفت شرافت کو ثابت کر رہا ہے لیکن افعال ناقصہ فاعل کو اپنے معنی مصدری کے علاوہ اور صفت پر ثابت کرتے ہیں مثلاً کان زیدٌ قائماً (زید کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں کان نے اپنے فاعل زید کیلئے صفت قیام کو ثابت کیا ہے جو اس کی خبر ہے۔اور صفت قیام اس کے معنی مصدر والی صفت یعنی کینونت (بمعنی ہونا) کے علاوہ ہے۔

## البحث الثانی فی تحقیقها (وَهِیَ کَانَ...... اٰخِرِهَا):

افعال ناقصہ کی پوری تحقیق مرفوعات کی چھٹی فصل ''اسم کان واخواتها'' کی البحث الاول میں گذر چکی ہے لہٰذا دوبارہ ذکر نہیں کرتے۔

## البحث الثالث فی عملها (تَدْخُلُ عَلٰی......قائماً):

اس عبارت میں افعال ناقصہ کے عمل کو بیان کیا ہے۔افعال ناقصہ جملہ اسمیہ یعنی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اپنے معنی کا اثر جملہ اسمیہ میں جو نسبت ہے اس کو عطا کریں جیسے صار ہے اس کا معنی انتقال ہے صار زَیْدٌ غنیاً (زید غنی ہو گیا) اس مثال میں صار فعل ناقص ہے جملہ اسمیہ زَیْدٌ غَنِیٌّ پر داخل ہے اور اپنے معنی یعنی انتقال کا حکم اور اثر جملہ اسمیہ کی نسبت کو عطاء کر رہا ہے کہ زید ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو گیا ہے یعنی فقر سے غناء کی طرف منتقل ہو گیا ہے تو غناء کی نسبت جو زید کی طرف ہے وہ منتقل الیہ ہے اور زید منتقل ہونے والا ہے۔

تو یہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتداء کو رفع کرتے ہیں جو کہ اس کا اسم کہلاتا ہے اور ثانی جزء خبر اس کو نصب دیتے ہیں وہ ان کی خبر کہلاتی ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائمًا اس میں زَیْدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ تھا جب کان اس پر داخل ہوا تو اول جزء مبتداء کو رفع دیا اور ثانی جزء قائمٌ کو نصب دی تو زَیْدٌ کان کا اسم کہلایا اور قائماً کان کی خبر کہلائی علی هذا القياس۔

## البحث الرابع فی اقسام ''کان'' مع تعریف کل قسم (وَکَانَ عَلٰی......اَیْ عَلَی الْمُسَوَّمَةِ):

کلمہ کان کی تین قسمیں ہیں ۱۔کان ناقصہ کان ناقصہ وہ فعل ہے جو اپنے فاعل کیلئے زمانہ ماضی میں اپنی خبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرے یعنی یہ بتلائے کہ اس کی خبر اس کے فاعل کیلئے زمانہ ماضی میں ثابت ہے پھر عام ہے کہ یہ ثبوت دائمی ہو جیسے کَانَ اللّٰهُ علیماً حَکِیماً (اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے) اس مثال میں کان نے یہ بتلایا کہ علیم اور حکیم ہونا اللہ کیلئے ثابت ہے اور یہ ثبوت بھی دائمی ہے۔یا وہ ثبوت دائمی نہ ہو بلکہ منقطع ہو یعنی خبر اسم سے جدا ہونے والی ہو جیسے کَانَ زَیْدٌ شَابًّا (زید جوان تھا) اس مثال میں کان نے شابا کو زید کیلئے ثابت کیا ہے لیکن یہ ثبوت دائمی نہیں ہے۔

**۲۔کان تامه:** دوسری قسم کان کی کان تامہ ہے جو کہ بمعنی ثبت اور حصل کے ہو جیسے کان القتال ای حصل القتال (لڑائی ہوئی) اس کو تامہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اسم پر تام ہو جاتا ہے خبر کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔

**۳۔کان زائده:** کان زائدہ وہ ہے جس کو جملہ سے گرا دینے میں معنی کے اندر کوئی فساد نہ ہو اور معنی میں کوئی تبدیلی نہ آئے یعنی کان کے کلام میں ہوتے ہوئے جو معنی کلام کا تھا اس کو گرانے سے بھی وہی معنی کلام کا رہا کوئی تبدیلی نہیں آئی جیسے شاعر کا شعر ہے:

جِیَادُ ابْنِیْ ابی بکر تَسَامٰی علی کان المسوّمة العراب

اس شعر سے اگر کان کو گرا دیا جائے تو وہی معنی ہونگے جو اس کے ہوتے ہوئے ہیں۔

(نوٹ) چونکہ شعر کی توضیح چند امور کی وضاحت کرنے سے ہوتی ہے اور شرح ھذا میں اس کا اہتمام کیا گیا ہے لہٰذا اس شعر کی توضیح کی خاطر حسب ذیل امور کی وضاحت ضروری ہے۔

### شعر (جیاد ابنی الخ) کی کامل تشریح:

۱۔شعر کا ترجمہ: میرے بیٹے ابوبکر کے تیز رفتار گھوڑے ان عربی گھوڑوں پر جن پر عمدہ ہونے کے نشان لگائے گئے ہیں فوقیت رکھتے ہیں۔

۲۔اہم الفاظ کی تشریح: جیاد یہ جید کی جمع ہے اور جید نئی اور کھری چیز کو کہتے ہیں اس جگہ تیز رفتار اور عمدہ گھوڑے مراد ہیں کیونکہ نئی اور کھری چیز بھی عمدہ ہوتی ہے۔ ''تسامیٰ'' یہ مضارع سے واحدہ مؤنثہ غائبہ کا صیغہ ہے تفاعل باب سے اصل میں تتسامیٰ تھا ایک تاء کو تخفیفاً حذف کر دیا بمعنی ترفع (بلند ہو رہے ہیں) ''مُسَوَّمَۃٌ'' یہ اسم مفعول واحد مؤنث ہے تَسوِیم مصدر سے مشتق ہے بمعنی نشان و علامت لگانا تو مسوّمۃ کا معنی نشان و علامت لگائے ہوئے چونکہ عرب والے عمدہ اور تیز رفتار گھوڑوں پر عمدگی کا نشان لگاتے تھے اس لئے انہیں مسوّمہ کہا جاتا ہے مراد عمدہ گھوڑی ہے۔ ''عِرَاب'' بکسر عین عربی کی جمع ہے بمعنی عربی گھوڑا جس کو فارسی میں اسپ تازی کہتے ہیں۔

۳۔ شعر کا مطلب: اس شعر میں شاعر اپنے بیٹے ابوبکر اور اس کے گھوڑوں کی تعریف کرتا ہے کہ میرے بیٹے ابوبکر کے ایسے تیز رفتار گھوڑے ہیں جو ہر عام و خاص پر نہیں بلکہ عرب کے بہترین اور عمدہ گھوڑوں سے برتر ہیں۔

٤۔غرض ذکر شعر: کان کی تیسری قسم کان زائدہ کیلئے بطور مثال یہ شعر پیش کیا ہے کہ اس میں کان زائدہ ہے۔ اگر کلام سے حذف کر دیا جائے تو معنی میں خرابی پیدا نہیں ہوتی جیسا کہ مصنفؒ نے ای علی المسومۃ سے بیان کر دیا۔

۵۔محل استشھاد: اس شعر میں محل استشہاد ''علیٰ کان المسومۃ العراب'' ہے۔ جس کو مصنفؒ نے ای علی المسومۃ سے بیان کر دیا۔

٦۔ ترکیب: جیاد مضاف ابنی مضاف مضاف الیہ ملکر مبدل منہٗ ابی بکر مضاف مضاف الیہ ملکر بدل مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء مضارع معلوم تسامیٰ فعل مضارع معلوم ھی ضمیر مستتر راجع بسوئے جیاد ابنی فاعل علی جار کان زائدہ المسوّمۃ موصوف العراب صفت موصوف صفت ملکر مجرور علی جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تسامیٰ کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۷۔شاعر کا نام: معلوم نہ ہو سکا۔

(نوٹ) مثل کا لفظ چونکہ اس جگہ مذکور نہیں اس وجہ سے اس کی مراد کو ذکر نہیں کیا گیا۔

وَصَارَ لِلْاِنْتِقَالِ نَحْوُ صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَاَصْبَحَ وَاَمْسٰى وَاَضْحٰى تَدُلُّ عَلٰى اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِتِلْكَ الْاَوْقَاتِ نَحْوُ اَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِراً اَیْ كَانَ ذَاكِرًا فِیْ وَقْتِ الصُّبْحِ وَبِمَعْنٰى صَارَ نَحْوُ اَصْبَحَ زَيْدٌ غَنِيًّا وَ تَامَّةٌ بِمَعْنٰى دَخَلَ فِی الصَّبَاحِ وَالضُّحٰى وَالْمَسَا وَظَلَّ وَبَاتَ يَدُلَّانِ عَلٰى اِقْتِرَانِ مَضْمُوْنِ الْجُمْلَةِ بِوَقْتَيْهِمَا نَحْوُ ظَلَّ زَيْدٌ كَاتِبًا وَبِمَعْنٰى صَارَ وَمَازَالَ وَمَافَتِئَ وَمَا بَرِحَ وَمَا انْفَكَّ تَدُلُّ عَلٰى اِسْتِمْرَارِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا مُذْ قَبِلَهٗ نَحْوُ مَازَالَ زَيْدٌ اَمِيْراً وَيَلْزَمُهَا حَرْفُ النَّفْیِ وَمَا دَامَ يَدُلُّ عَلٰى تَوْقِيْتِ اَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوْتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا نَحْوُ اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِيْرُ جَالِسًا وَلَيْسَ يَدُلُّ عَلٰى نَفْیِ مَعْنَى الْجُمْلَةِ حَالاً وَقِيْلَ مُطْلَقًا وَقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ اَحْكَامِهَا فِی الْقِسْمِ الْاَوَّلِ فَلَا نُعِيْدُهَا.

ترجمۃ: اور صار انتقال کیلئے ہے جیسے صار زید غنیًّا اور اصبح اور امسی اور اضحی مضمون جملہ کے اپنے اوقات صبح و شام اور چاشت کے ساتھ مقترن ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسے اصبح زیدٌ ذاکراً یعنی وہ صبح کے وقت میں ذکر کرنے والا ہوا

اور بمعنی صار کے بھی ہوتے ہیں جیسے اصبح زیدٌ غنیاً اور تامہ بھی بمعنی دخل فی الصباح والمساء والضحی اور ظل اور بات دونوں مضمون جملہ کے اپنے وقتوں کے ساتھ مقترن ہونے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظل زیدٌ کاتباً اور بمعنی صار کے ہوتے ہیں اور مازال مافتی اور مابرح اور ماانفک اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جب سے اس کے فاعل نے اس کی خبر کو قبول کیا وہ خبر اس وقت سے اس کے فاعل کیلئے ثابت ہے جیسے مَازَالَ زَیْدٌ اَمِیْراً اور اس کو حرف نفی لازم ہوتا ہے اور مادام اپنے فاعل کیلئے اپنی خبر کے ثابت ہونے کی مدت کے ساتھ کسی چیز کو موقت کرنے پر دلالت کرتا ہے جیسے اقوم مادام الامیر جالساً (میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھنے والا ہے) اور لیس زمانۂ حال میں جملہ کے معنی کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور کہا گیا ہے مطلق نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اور تحقیق تو اس کے بقیہ احکام قسم ن میں پہچان چکا ہے پس ہم اس کو دوبارہ نہیں لوٹاتے۔

## تشریح: البحث الخامس فی تفصیل ماسوی کان (وَصَارَ ..... فَلا نُعِيْدُهَا):

افعال ناقصہ میں سے دوسرا فعل صار ہے یہ انتقال کیلئے آتا ہے اور انتقال کی کئی صورتیں ہیں کبھی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جیسے صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید غنی ہوگیا) یعنی اِنْتَقَلَ زَیْدٌ مِنَ الْفَقْرِ اِلَی الْغِنَاءِ (زید حالت فقر سے حالت غناء کی طرف منتقل ہوا) اور کبھی ایک حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف انتقال کیلئے آتا ہے جیسے صَارَ الطِّیْنُ حَجَراً (مٹی پتھر ہوگئی) اور کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف یا ایک ذات سے دوسری ذات کی طرف انتقال کیلئے آتا ہے۔ اس وقت الی کے ذریعہ سے متعدی ہوگا جیسے صَارَ زَیْدٌ مِنْ قَرْیَةٍ اِلٰی قَرْیَةٍ (زید ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف منتقل ہوگیا) اور جیسے صَارَ زَیْدٌ مِنْ خَالِدٍ اِلٰی عَمْرٍو (زید خالد سے عمرو کی طرف منتقل ہوگیا)۔

**واصبح وامسیٰ واضحی الخ:** افعال ناقصہ میں سے تیسرا چوتھا اور پانچواں فعل اصبح امسیٰ اور اضحیٰ ہیں۔ یہ تینوں افعال مضمون جملہ کو اپنے اوقات صبح، شام اور چاشت کے ساتھ مقترن ہونے پر دلالت کرتے ہیں یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ جملے کا مضمون ہمارے اوقات کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ جیسے اصبح زید ذاکرا (زید صبح کے وقت ذکر کرنے والا تھا) اور امسیٰ زیدٌ مسرورًا (زید شام کے وقت خوش ہونے والا تھا) اور اضحی زَیْدٌ حَزِیْنًا (زید چاشت کے وقت غمگین تھا)۔

یہ تینوں کبھی صار کے معنی میں ہوتے ہیں اس وقت ان کے معنی میں ان کے اوقات کا لحاظ نہیں ہوگا جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ غَنِیًّا (زید غنیا ہوگیا ھکذا اضحیٰ اور امسیٰ ہیں۔ اور یہ تینوں کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں اس وقت خبر کی طرف محتاج نہیں ہونگے بلکہ فاعل پر پورے ہوجائیں گے اور اس وقت اصبح کا معنی دَخَلَ فِی الصَّبَاحِ اور امسیٰ کا معنی دَخَلَ فِی المَسَا اور اضحیٰ کا معنی دخل فی الضحی ہوگیا مثلاً اَصْبَحَ زَیْدٌ کا معنی ہوگا دَخَلَ زَیْدٌ فِی وَقْتِ الصَّبَاحِ (زید صبح کے وقت میں داخل ہوا) اور اضحی زَیْدٌ کا معنی دَخَلَ زَیْدٌ فِیْ وَقْتِ الصَّبَاحِ (زید صبح کے وقت میں داخل ہوا) اور اضحی زَیْدٌ کا معنی دَخَلَ زَیْدٌ فِیْ وَقْتِ الضُّحیٰ (زید چاشت کے وقت میں داخل ہوا) اور اَمْسیٰ زَیْدٌ کا معنی دَخَلَ زَیْدٌ فِیْ وَقْتِ المَسَاءِ (زید شام کے وقت میں داخل ہوا)۔

**وَظَلَّ وَبَاتَ یَدُلّانِ الخ:** افعال ناقصہ میں سے چھٹا ظَلَّ اور ساتواں بَاتَ ہے یہ دونوں مضمونِ جملہ کو اپنے اپنے اوقات (دن، رات) کے ساتھ ملانے پر دلالت کرتے ہیں جیسے ظل زَیْدٌ کَاتِبًا یعنی حَصَلَ کِتَابَتُهٗ فِی النَّهَارِ (زید کی کتابت دن

میں حاصل ہوئی) اور جیسے بَاتَ زَيْدٌ نَائِمًا یعنی حَصَلَ نَوْمُهُ فِي اللَّيْلِ (زید کی نیند رات میں حاصل ہوئی) اور یہ دونوں کبھی صار کے معنی میں بھی ہوتے ہیں جیسے ظَلَّ زَيْدٌ غَنِيًّا یعنی صَارَ زَيْدٌ غَنِيًّا اور بَاتَ زَيْدٌ فَقِيرًا یعنی صَارَ زَيْدٌ فَقِيرًا۔ (زید فقیر ہوگیا)۔

**مَازَالَ وَمَا فَتِئَ وَمَابَرِحَ الخ:** افعال ناقصہ میں سے آٹھواں مازال اور نواں مافتئ اور دسواں مابرح اور گیارہواں ماانفک ہے اور یہ چاروں افعال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ان کی خبر ان کے فاعل کیلئے اس وقت سے ہے جب سے اس کی خبر کو اس کے فاعل نے قبول کیا یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ جب سے ہمارے فاعل نے ہماری خبر کو قبول کیا ہے اس وقت سے فاعل کیلئے خبر کا ثبوت دائمی ہے۔ جیسے مازال زَيْدٌ اَمِيرًا (زید ہمیشہ سے امیر ہے) یعنی جب سے زید نے امارت کو قبول کیا ہے اس وقت سے زید کی امارت دائمی ہے کبھی جدا نہیں ہوئی۔

**وَيَلْزَمُهَا حَرْفُ النَّفْيِ:** ان چاروں افعال کو حرف نفی لازم ہے یعنی جب ان افعال سے دوام اور استمرار کا ارادہ کیا جائے تو ان کو نفی لازم ہوگی اور نفی کی وجہ سے ان میں دوام واستمرار کا معنی پیدا ہوا ہے کیونکہ ان افعال میں نفی پائی جاتی ہے زال کا معنی زائل ہونا اسی طرح فتی اور برح کا معنی زائل ہونا اور انفک کا معنی جدا ہونا اور جب ان پر حرف نفی داخل ہوگیا تو نفی کی نفی ہوگئی اور ضابطہ ہے نفی النفی اثبات و استمرار یعنی نفی کی نفی سے ثبوت واستمرار ہوتا ہے۔

**مَادَامَ يَدُلُّ الخ:** بارھواں فعل افعال ناقصہ میں سے مادام ہے یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب تک میرے فاعل کیلئے میری خبر ثابت ہے اس وقت تک فلاں چیز بھی ثابت ہے جیسے اَقُوْمُ مَادَامَ الْاَمِيْرُ جَالِسًا (میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ امیر بیٹھنے والا ہے) اس مثال میں متکلم نے اپنے کھڑے ہونے کی مدت کو امیر کے بیٹھنے کی مدت کے ساتھ موقت و متعین کردیا۔

**فائدہ:** مادام میں ما مصدریہ ہے مادام اپنے اسم وخبر کے ساتھ ملکر بتاویل مصدر ہے اور اس سے پہلے لفظ زمان یا لفظ مدت مقدر ہے اصل عبارت یوں ہوگی اقوم زمان جلوس زید یا مدة دوام جلوس زيد پھر زمان یا مدة اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ ہے ماقبل والے فعل کا۔

**وَلَيْسَ يَدُلُّ الخ:** افعال ناقصہ میں سے تیرہواں فعل لیس ہے۔ یہ زمانہ حال میں مضمون جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ مطلق مضمونِ جملہ کی نفی کرتا ہے جیسے لَيْسَ زَيْدٌ قَائِمًا یعنی زید اس وقت کھڑا ہونے والا نہیں ہے اور ثانی قول کے مطابق ترجمہ یہ ہوگا کہ زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے۔ اول مذہب جمہور کا ہے۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ افعال ناقصہ کے بقیہ احکام قسم اول میں گذر چکے ہیں اس لئے یہاں ان کو دوبارہ ذکر نہیں کیا جائے گا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ افعال ناقصہ کی تعریف اور ان کے فوائد قیود ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ کان کی کتنی قسمیں ہیں نیز کان کے زائدہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ (دیکھئے البحث الرابع) ۳۔ جیاد ابنی الخ پورے شعر کا ترجمہ اور ترکیب کے ساتھ وجہ ذکر شعر بھی بیان کریں۔ (دیکھئے البحث الرابع) ۴۔ افعال ناقصہ میں مازال. ما انفک مافتئ، مابرح ہیں ان کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الخامس)

# اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِي الْاَفْعَالِ الْمُقَارِبَةِ

فَصْلٌ، اَفْعَالُ الْمُقَارِبَةِ هِيَ اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا وَهِيَ ثَلَاثَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ لِلرَّجَاءِ وَهُوَ عَسٰى وَهُوَ فِعْلٌ جَامِدٌ لَا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِيْ وَهُوَ فِي الْعَمَلِ مِثْلُ كَادَ اِلَّا اَنَّ خَبَرَهٗ فِعْلٌ مُضَارِعٌ مَعَ اَنْ نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ اَنْ يَّقُوْمَ وَيَجُوْزُ تَقْدِيْمُ الْخَبَرِ عَلٰى اِسْمِهٖ نَحْوُ عَسٰى اَنْ يَّقُوْمَ زَيْدٌ وَقَدْ يُحْذَفُ اَنْ نَحْوُ عَسٰى زَيْدٌ يَقُوْمُ وَالثَّانِيْ لِلْحُصُوْلِ وَهُوَ كَادَ وَخَبَرُهٗ مُضَارِعٌ دُوْنَ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ يَقُوْمُ وَقَدْ تَدْخُلُ اَنْ نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ اَنْ يَقُوْمَ وَالثَّالِثُ لِلْاَخْذِ وَالشُّرُوْعِ فِي الْفِعْلِ وَهُوَ طَفِقَ وَجَعَلَ وَكَرُبَ وَاَخَذَ وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ نَحْوُ طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ وَ اَوْشَكَ وَاِسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ عَسٰى وَكَادَ.

**ترجمة:** افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل کے قریب کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں اور وہ تین اقسام پر ہیں اول قسم رجاء کیلئے ہے اور وہ عسٰی ہے اور وہ جامد فعل ہے اس سے ماضی کے سوا استعمال نہیں ہوتا وہ عمل مین کاد کی طرح ہے مگر اس کی خبر فعل مضارع ان کے ساتھ ہوتی ہے جیسے عَسٰى زَيْدٌ اَنْ يَقُوْمَ اور خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے عسٰى ان يقوم زيدٌ اور کبھی کبھار حذف کر دیا جاتا ہے اَن کو جیسے عَسٰى زَيْدٌ يَقُوْمَ اور دوسری قسم حصول کیلئے ہے اور وہ کاد ہے اور اس کی خبر مضارع بغیر اَن کے جیسے کاد زيد يقوم اور کبھی کبھار ان داخل ہوتا ہے جیسے كَادَ زَيْدٌ يَّقُوْمَ اور تیسری قسم اخذ اور شروع فی الفعل کیلئے ہے اور وہ طَفِقَ اور جعل اور کرب اور اخذ ہیں ان کا استعمال کاد کی مانند ہے جیسے طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ اور اوشک ہے اور اس کا استعمال عسٰی اور کاد کی مثل ہے۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل افعال مقاربہ کے بیان میں ہے اور دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔افعال مقاربہ کی تعریف (هِيَ اَفْعَالٌ ...... لِفَاعِلِهَا) ۲۔افعال مقاربہ کی اقسام اور ان کی تفصیل (وَهِيَ ثَلَاثَةُ اَقْسَامٍ ...... عَسٰى وَكَادَ)۔

**تشريح:** **البحث الاول فی تعریف افعال المقاربة** (هِيَ اَفْعَالٌ ...... لِفَاعِلِهَا):

افعال مقاربہ کی تعریف یہ ہے کہ افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو خبر کو اپنے فاعل کے نزدیک کرنے پر دلالت کریں اس تعریف سے معلوم ہوا کہ افعال مقاربہ کی خبر ہوگی اور خبر کو اپنے فاعل کے قریب کرنے پر دلالت کریں گے۔ یہ افعال بھی افعال ناقصہ کی طرح ایک اسم کو رفع دوسرے کو نصب دیں گے اور خبر فعل ہوگی۔

**البحث الثانی فی اقسامها مع التفصیل** (وَهِيَ ثَلَاثَةُ اَقْسَامٍ ...... عَسٰى وَكَادَ):

افعال مقاربہ کی تین قسمیں ہیں ۱۔افعال مقاربہ رجاء کیلئے ۲۔افعال مقاربہ برائے حصول ۳۔افعال مقاربہ برائے اخذ والشروع۔

**۱۔افعال مقاربہ برائے رجاء:** یہ فقط ایک فعل ہے جو کہ عسٰی ہے اور یہ جامد فعل ہے ماضی کے علاوہ اس کا صیغہ نہیں آتا لہٰذا مضارع امر، نہی وغیرہ کے صیغے اس سے نہیں آتے۔ اور ماضی کے بھی چند صیغے آتے ہیں۔ رجاء کا لغت میں معنی امید ہے اور اس جگہ مراد یہ ہے کہ وہ عسٰی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم امید اور طمع رکھتا ہے نہ کہ یقین کہ خبر کا حاصل ہونا فاعل کے قریب ہے اور عسٰی کاد کی مانند عمل کرتا ہے یعنی جس طرح کاد ایک اسم کو رفع کرتا ہے اور وہ اس کا اسم کہلاتا ہے اور خبر فعل مضارع ہوتی ہے اسی طرح عسٰی بھی ایک اسم کو رفع کرتا ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ عسٰی کی خبر فعل مضارع اَن کے ساتھ ہوتی ہے اور کاد کی

خبر بغیر اَن کے ہوتی ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ (امید ہے کہ زید عنقریب کھڑا ہو) زیدٌ عسٰی کا اسم ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اَن یقوم فعل مضارع اَن کے ساتھ یہ عسٰی کی خبر ہے اور بتاویل مصدر ہو کر محلاً منصوب خبر ہے۔

عسٰی کی خبر کے متعلق ایک حکم یہ ہے کہ اس کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جیسے عَسٰی اَنْ یَقُوْمَ زَیْدٌ اس صورت میں ''ان یقوم'' عسٰی کا فاعل ہوگا اور زیدٌ یقوم کا فاعل ہوگا اور عسٰی تامہ ہوگا اس کو خبر کی ضرورت نہ ہوگی۔

اول صورت میں (عسٰی کے ناقصہ ہونے) کبھی اس کی خبر سے اَن کو حذف کر دیا جاتا ہے کاد کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے جیسے عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ۔ اس مثال میں یقوم خبر ہے عسٰی کی لیکن بغیر ان کے ہے۔

**۲۔ افعال مقاربہ برائے حصول:** افعال مقاربہ کی دوسری قسم حصول کیلئے یعنی وہ فعل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خبر کا حصول فاعل کیلئے یقیناً قریب ہے نہ کہ بطور امید کے اور وہ کاد ہے اس کی خبر فعل مضارع ہوگی بغیر اَن کے جیسے کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ (زید یقیناً کھڑا ہونے کے قریب ہے) اس مثال میں زیدٌ کاد کا اسم ہے اور یقوم منصوب محلاً کاد کی خبر ہے جو کہ فعل مضارع بغیر اَن کے ہے۔ اور کبھی اَن مصدریہ کاد کی خبر پر بھی داخل ہوتا ہے کیونکہ اس کی عسٰی کے ساتھ مشابہت ہے جیسے کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ۔

**۳۔ افعال مقاربہ برائے اخذ و الشروع:** افعال مقاربہ کی تیسری قسم فعل میں شروع ہونے کیلئے یعنی فاعل کیلئے خبر کے نزدیک ہونے کو باعتبار اخذ اور شروع بتلانا یعنی متکلم کو امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ فاعل نے خبر کو حاصل کرنا شروع کر دیا ہے اور وہ پانچ افعال ہیں طَفِقَ، جَعَلَ، کَرَبَ، اَخَذَ اور اَوْشَکَ لیکن ان میں سے پہلے چار کا استعمال کاد کی طرح ہے یعنی خبر مضارع بغیر اَن کے ہوگی جیسے طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ (زید نے یقیناً لکھنا شروع کر دیا) اور پانچواں فعل جو کہ اوشک ہے اس کا استعمال عسٰی اور کاد دونوں کی طرح ہے یعنی اس کی خبر کبھی تو عسٰی کی طرح فعل مضارع اَن کے ساتھ اور کبھی کاد کی طرح فعل مضارع بغیر ان کے جیسے اَوْشَکَ زَیْدٌ اَنْ یَقُوْمَ یا اَوْشَکَ زَیْدٌ یَقُوْمُ۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ افعال مقاربہ کی تعریف لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ افعال مقاربہ کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تفصیل لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِی فِعْلَیِ التَّعَجُّبِ

**فَصْلٌ: فِعْلَا التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ وَلَهُ صِيغَتَانِ مَا اَفْعَلَهُ نَحْوُ مَا اَحْسَنَ زَيْدًا اَیْ اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَيْدًا وَفِیْ اَحْسَنَ ضَمِيْرٌ وَهُوَ فَاعِلُهُ وَاَفْعِلْ بِهٖ نَحْوُ اَحْسِنْ بِزَيْدٍ وَلَا يُبْنَيَانِ اِلَّا مِمَّا يُبْنٰی مِنْهُ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ وَيُتَوَصَّلُ فِی الْمُمْتَنِعِ بِمِثْلِ مَا اَشَدَّ اِسْتِخْرَاجًا فِی الْاَوَّلِ وَاَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِهٖ فِی الثَّانِیْ كَمَا عَرَفْتَ فِیْ اِسْمِ التَّفْضِيْلِ وَلَا يَجُوْزُ التَّصَرُّفُ فِيْهِمَا بِتَقْدِيْمٍ وَلَا تَاخِيْرٍ وَلَا فَصْلٍ وَالْمَازِنِیُّ اَجَازَ الْفَصْلَ بِالظَّرْفِ نَحْوُ مَا اَحْسَنَ الْيَوْمَ زَيْدًا۔**

**ترجمۃ:** تعجب کے دو فعل، فعل تعجب وہ ہے جو انشاء تعجب کیلئے وضع کیا گیا ہو اس کیلئے دو صیغے ہیں ایک ما افعلہ جیسے ما اَحْسَنَ زیداً یعنی اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا (زید کو کس چیز نے حسین بنایا) اور احسن میں ضمیر ہے اور وہ اس کا فاعل ہے اور دوسرا اَفْعِلْ بِهٖ

جیسے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ۔ اور یہ دو صیغے نہیں بنائے جاتے مگر ان ابواب سے جن سے افعل التفضیل بنایا جاتا ہے۔ اور ممتنع میں ما اشدا استخراجاً اول میں اور اشدد باستخراجہ ثانی کی مثل سے ذریعہ بنایا جاتا ہے جیسا کہ اسم تفضیل میں آپ پہچان چکے ہیں۔ ان دونوں میں تقدیم کا اور نہ ہی تاخیر اور نہ ہی فصل کا تصرف جائز ہے۔ اور مازنی نے ظرف کے ذریعے فصل کو جائز کیا ہے جیسے ما احسن الیوم زیداً۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل تعجب کے دو فعلوں کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ فعل تعجب کی تعریف (مَاوُضِعَ ...... التَّعَجُّبِ) ۲۔ تعجب کے صیغوں کی تحقیق مع المثال (وَلَهُ صِيغَتَانِ ...... بِزَيْدٍ) ۳۔ دو اہم فائدے (وَلا يُبْنَيَانِ ...... اَلْيَوْمَ زَيْداً)۔

## تشریح: البحث الاول فی التعریف (مَاوُضِعَ ...... التَّعَجُّبِ):

فعلا التعجب دراصل فعلان تھا جب اس کی تعجب کی طرف اضافت ہوئی تو اضافت کی وجہ سے تثنیہ کا نون حذف کر دیا گیا۔ تعجب کا لغوی معنی نفس کا ایسی چیز کے ادراک کے وقت متأثر ہونا جس چیز کا سبب پوشیدہ ہو لیکن نحویوں کی اصطلاح میں فعل تعجب وہ فعل ہے جو تعجب کے انشاء اور ایجاد کیلئے وضع کیا گیا ہو نہ کہ تعجب کی خبر دینے کیلئے لہٰذا تعجّبتُ کا صیغہ خارج ہو گیا کیونکہ اس میں تعجب کی خبر دی گئی ہے۔

## البحث الثانی فی تحقیق صیغة التعجب مع المثال (وَلَهُ صِيغَتَانِ ...... بِزَيْدٍ):

تعجب کیلئے دو صیغے ہیں ایک مَا اَفْعَلَهُ جیسے مَا اَحْسَنَ زَيْداً اس میں ما استفہامیہ بمعنی اَیُّ شیءٍ کے ہو کر مبتداء ہے اَحْسَنَ فعل ماضی ہے اس میں ھو ضمیر مستتر ہے اور اس کا فاعل ہے اور زیداً اس کا مفعول بہ ہے یہ جملہ فعلیہ خبریہ ہوا اور یہ مذہب فراء کا ہے۔ دوسرا مذہب امام سیبویہ کا ہے ان کے نزدیک ما بمعنی شیءٌ کے ہے نکرہ مبتداء اَحْسَنَ زیداً جملہ فعلیہ خبریہ ہوا شَرٌّ اَهَرَّ ذَانَابٍ کی طرح شر کی صفت مقدر ہے اسی طرح ما بمعنی شی کی صفت مقدر جو کہ خفی ہے۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ ما بمعنی الذی اسم موصول ہے اور احسن زیداً یہ جملہ فعلیہ صلہ ہوا موصول صلہ ملکر مبتداء اور شئی عظیم خبر محذوف ہے (وہ چیز جس نے زید کو حسین بنایا وہ ایک بڑی چیز ہے۔ لیکن با محاورہ ترجمہ زید کیا ہی حسین ہے)۔

## البحث الثالث فی الفائدتین (وَلا يُبْنَيَانِ ...... اَلْيَوْمَ زَيْداً):

اس عبارت میں مصنفؒ نے فعل تعجب کے متعلق دو فائدے ذکر کئے ہیں پہلے فائدے کا تعلق صیغہ سے ہے اور دوسرے کا فصل و تقدیم و تاخیر سے ہے۔

### الفائدة الاولیٰ (وَلا يُبْنَيَانِ ...... اِسْمِ التَّفْضِيلِ):

فعل تعجب کے یہ دو صیغے ان ابواب سے بنائے جاتے ہیں جن ابواب سے اسم تفضیل کے صیغے بنائے جاتے ہیں یعنی صرف ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جو لون اور عیب کا معنی نہیں دیتے باقی ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد و مزید فیہ اور ثلاثی مجرد کے وہ ابواب جو لون اور عیب کا معنی دیتے ہیں ان سے یہ صیغے نہیں آتے اگر ان ابواب سے فعل تعجب بنانا مقصود ہو تو شدت، ضعف، حسن و قبح وغیرہ سے فعل تعجب کے یہ صیغے بنالو پھر جس ممتنع باب سے فعل تعجب کا صیغہ بنانا مطلوب ہو اس کے مصدر کو آگے ذکر کیا جائے مفعول بہ بنا کر اول میں اور با جار کا مجرور بنا کر ثانی میں جس طرح اسم تفضیل ان ابواب سے بنایا جاتا ہے جیسے مَا اشدَّ اِسْتِخْرَاجَا یہ اول کی مثال ہے ثانی کی مثال اَشْدِدْ بِاسْتِخْرَاجِهٖ ہے با محاورہ ترجمہ اس کا نکالنا کیا ہی سخت ہے۔

### الفائدة الثانیة (وَلا يَجُوزُ ...... اَلْيَوْمَ زَيْداً):

اس عبارت میں دوسرا فائدہ بیان کیا ہے کہ فعل تعجب کے دونوں صیغوں میں تقدیم و تاخیر کا تصرف جائز نہیں یعنی اول میں مفعول بہ کو مقدم کرنا اور ثانی میں جار مجرور کو مقدم کرنا جائز نہیں لہٰذا اما

زَیْدًا اَحْسَنَ یا بِزَیْدٍ اَحْسِنْ کہنا جائز نہیں اسی طرح ان دونوں صیغوں میں ان کے اور ان کے معمول کے درمیان فاصلہ بھی جائز نہیں لہٰذا ما احسن فی الدار زیداً یا احسن الیوم بزید کہنا جائز نہیں۔لیکن مازنی اس بارے میں خلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں صیغوں اور ان کے معمول کے درمیان ظرف کے ذریعے فصل جائز ہے کیونکہ ظرف میں وہ وسعت ہے جو غیر ظرف میں نہیں ہوتی لہٰذا ان کے ہاں ما اَحْسَنَ الْیَومَ زَیْداً (کس چیز نے آج زید کو صاحب حسن بنایا) کہنا جائز ہے۔اسی طرح اَحْسِنْ الْیَومَ بِزَیْدٍ کہنا بھی جائز ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔فعل تعجب کی تعریف لکھیں نیز فعلا التعجب کی ترکیب بھی واضح کریں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔فعل تعجب کے کتنے صیغے ہیں امثلہ سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ثلاثی مزید فیہ اور رباعی سے فعل تعجب بنانا ہو تو کس طرح بنائیں گے مثال سے واضح کریں۔(دیکھئے الفائدۃ الاولیٰ) ۴۔فعل تعجب اور ان کے معمول کے مابین فصل کے بارے جمہور نحاۃ اور علامہ مازنی کا کیا اختلاف ہے۔(دیکھئے الفائدۃ الثانیۃ)

# اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِی اَفْعَالِ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ

فَصْلٌ اَفْعَالُ الْمَدْحِ وَالذَّمِّ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ مَدْحٍ اَوْ ذَمٍّ اَمَّا الْمَدْحُ فَلَهٗ فِعْلَانِ نِعْمَ وَ فَاعِلُهٗ اِسْمٌ مُعَرَّفٌ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اَوْ مُضَافٌ اِلَی الْمُعَرَّفِ بِاللَّامِ نَحْوُ نِعْمَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ وَقَدْ یَکُوْنُ فَاعِلُهٗ مُضْمَرًا وَیَجِبُ تَمْیِیْزُهٗ بِنَکِرَةٍ مَنْصُوْبَةٍ نَحْوُ نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ اَوْ بِمَا نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَنِعِمَّا هِیَ اَیْ شَیْئًا هِیَ وَزَیْدٌ یُسَمّٰی الْمَخْصُوْصَ بِالْمَدْحِ وَحَبَّذَا نَحْوُ حَبَّذَا زَیْدٌ حَبَّ فِعْلُ الْمَدْحِ وَفَاعِلُهٗ ذَا وَالْمَخْصُوْصُ بِالْمَدْحِ زَیْدٌ وَیَجُوْزُ اَنْ یَقَعَ قَبْلَ مَخْصُوْصٍ اَوْ بَعْدَهٗ تَمْیِیْزٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَجُلاً زَیْدٌ وَحَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلاً اَوْ حَالٌ نَحْوُ حَبَّذَا رَاکِبًا زَیْدٌ وَحَبَّذَا زَیْدٌ رَاکِبًا وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَهٗ فِعْلَانِ اَیْضًا بِئْسَ نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو وَبِئْسَ غُلَامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو وَبِئْسَ رَجُلاً عَمْرٌو وَسَاءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ وَسَآءَ غُلَامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ وَسَآءَ رَجُلاً زَیْدٌ وَ سَآءَ مِثْلُ بِئْسَ فِی سَائِرِ الْاَقْسَامِ.

**ترجمۃ:** افعال المدح والذم وہ ہیں جن کو انشاء مدح وذم کیلئے وضع کیا گیا ہو لیکن مدح پس اس کیلئے دو فعل ہیں ایک نعم اور اس کا فاعل اسم معرّف باللام ہے جیسے نعم الرجل زیدٌ یا وہ اسم جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نعم غلام الرجل زیدٌ اور کبھی کبھی اسکا فاعل مضمر ہوتا ہے۔اور اس کی تمیز نکرہ منصوبہ کے ساتھ لانا واجب ہوگی جیسے نعم رجلا زیدٌ یا ما کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَنِعِمَّا ھی اَیْ نِعْمَ شَیْئًا ھِیَ اور زید مخصوص بالمدح نام رکھا جاتا ہے۔اور دوسرا حبذا ہے جیسے حبّذا زیدٌ حبّ مدح کا فعل ہے اور اسکا فاعل ذا ہے اور مخصوص بالمدح زیدٌ ہے اور جائز ہوگا یہ کہ مخصوص سے پہلے یا اس کے بعد تمیز واقع ہو جیسے حبذا رجلا زیدٌ اور حبذا زیدٌ رجلا یا حال جیسے حبذا راکباً زید اور حبذا زیدٌ راکبا اور لیکن ذم پس اس کیلئے بھی دو فعل ہیں ایک بئس ہے جیسے بئس الرجل عمروٌ اور بئس غلام الرجل عمروٌ وبئس رجلا عمروٌ اور دوسرا ساء ہے جیسے ساء الرجل زیدٌ اور سآء غلام الرجل زیدٌ اور ساء رجلا زیدٌ اور ساء تمام اقسام میں بئس کی طرح ہے۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل افعال مدح وذم کے بیان میں ہے اور دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔افعال مدح وذم کی تعریف

(اَفۡعَالُ الۡمَدۡحِ وَالذَّمِ ......اَوۡ ذَمٍ) ۲۔افعال مدح وذم کی اقسام اوران کی تفصیل (اَمَّا الۡمَدۡحُ ......اَلۡاَقۡسَامِ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف افعال المدح والذم

(اَفۡعَالُ الۡمَدۡحِ وَالذَّمّ ......اَوۡ ذَمّ):

افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جوانشاء مدح وذم کیلئے وضع کئے گئے ہوں اگرانشاء مدح کیلئے ہوں توان کوافعال مدح کہیں گے اور اگرانشاءذم کیلئے وضع کئے گئے ہوں ان کوافعال ذم کہیں گے۔انشاء کے لفظ سے مَدَحۡتُ زَیۡداً اسی طرح ذَمَّمۡتُ زَیۡداً خارج ہوگئے کیونکہ یہ افعال مدح اورذم کی خبردینے کیلئے وضع کئے گئے ہیں نہ کہ مدح وذم کے انشاء کیلئے۔

## البحث الثانی فی اقسامها مع التفصيل (اَمَّا الۡمَدۡحُ ......اَلۡاَقۡسَام):

اس عبارت میں مصنفؒ نے افعال المدح والذم کے اقسام کوتفصیل سے بیان کیا ہے۔افعال مدح وذم کی دوقسمیں ہیں جیسے کہ نام سے معلوم ہورہا ہے اول افعال مدح دوم افعال ذم اورافعال مدح دو ہیں۔ایک نعم دوسرا حبّذا ہرایک کی تفصیل یہ ہے کہ افعال مدح میں سے پہلافعل نِعۡمَ اسکافاعل یاتووہ اسم ہوگا جوکہ معرّف باللام ہے جیسے نِعۡمَ الرَّجُلُ زَیۡدٌ (زیداچھا آدمی ہے) یاایسااسم ہوگا جو کہ معرّف باللام کی طرف مضاف ہورہا ہوگا جیسے نِعۡمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَیۡدٌ (زیدمردکااچھاغلام ہے) نِعۡمَ اصل میں نَعِمَ تھافاءکلمہ کو ساکن کرکے عین کاکسرہ اسے دے دیا۔ترکیبی لحاظ سے اس جملہ کی دوترکیبیں زیادہ مشہور ہیں ایک نعم فعل الرجل،غلام الرجل فاعل اورفعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔اورزیدخبر مبتداء محذوف ھوکی جملہ اسمیہ ہوا۔دوسری ترکیب میں نعم فعل الرجل فاعل فعل فاعل ملکرخبرمقدم اورزیدٌ مبتداء مؤخرمخصوص بالمدح ہوا۔مبتداءخبرملکر جملہ اسمیہ بنا۔

**وَقَدۡ یَکُوۡنُ فَاعِلُهُ الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اصل تونعم کے فاعل میں یہ ہے کہ وہ مظہر ہولیکن کبھی کبھی فاعل مضمر بھی ہوتا ہے جوکہ اس نعم میں مستترضمیر ہوگی۔جب فاعل ضمیر مستتر ہوگی تواس وقت یہ بات واجب ہے کہ اس کی تمیز لائی جائے یاتونکرہ منصوبہ کے ساتھ جیسے نِعۡمَ رَجُلاً زَیۡدٌ (زیدازروئے مردہونے کے اچھا ہے) اس نعم میں ضمیر مستترمبھم اوررجلاً تمیز ہے ممیّزتمیزملکرفاعل نعم کااورزیدٌ مخصوص بالمدح ہے۔یااس کی تمیز لفظ ماہوگی جوکہ نکرہ ہے بمعنی شئی جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَنِعِمَّا هِیَ (وہ صدقات ازروئے شی ہونے کے اچھے ہیں) اس مثال میں نعم میں ضمیر مستترمبھم ہے اور مابمعنی شئی کے نکرہ ہے جوکہ اس کی تمیز ہے یہ ممیّزتمیزملکرفاعل ہے اورھی مخصوص بالمدح ہے۔اسی بات کوواضح کرنے کیلئے کہ فاعل کے بعد جواسم ہے وہ مخصوص بالمدح ہے "اگرافعال مدح کے فاعل کے بعد ہو" اوراگرافعالِ ذم کے فاعل کے بعد ہوتواس کومخصوص بالذم کہتے ہیں مصنفؒ نے مذکورہ امثلہ کی روشنی میں فرمایازید یسمّی الخ یعنی زیدمخصوص بالمدح ہے۔

الحاصل یہ کہ فاعل کے بعد جواسم ہوگا وہ افعال مدح میں مخصوص بالمدح اورافعالِ ذم میں مخصوص بالذم کہلائے گا اور یہ مخصوص بالمدح افراد،تثنیہ،جمع تذکیروتانیث میں فاعل کے موافق ہوگا یعنی فاعل مذکر ہے تویہ بھی مذکر ہوگا اگرمؤنث ہے تومخصوص بالمدح بھی مؤنث ہوگا۔جیسے نِعۡمَ الرَّجُلُ زیدٌیہ مفردمذکرکی مثال ہے۔ نِعۡمَ الرَّجُلانِ الزَّیۡدَانِ تثنیہ مذکرکی مثال ہے۔ نِعۡمَ الرِّجَالُ الزَّیۡدُوۡنَ جمع مذکرکی مثال ہے۔ نِعۡمَتِ النِّسَآءُ الۡهِنۡدَاتُ جمع مؤنث کی مثال ہے۔ان سب امثلہ میں مخصوص بالمدح اورفاعل مطابق ہیں افراداً و جمعاً وتذکیراً و تانیثاً۔

افعال مدح میں دوسرا فعل حَبَّذا ہے یہ حب اور ذا سے مرکب ہے اس کا فاعل ہمیشہ ''ذا'' ہی ہوگا یہ کبھی محذوف نہیں ہوتا نہ تبدیل ہوتا ہے مخصوص بالمدح چاہے مفرد ہو چاہے تثنیہ ہو یا جمع ہو مذکر ہو یا مؤنث ہو یہ اسی طرح رہے گا اور اس کے بعد جو اسم ہوگا وہ مخصوص بالمدح کہلائے گا جیسے حبّذا زیدٌ حَبَّذا الزیدَان حَبَّذا الزَّیْدُونَ حبّذا هِنْدٌ حبّذا الهِنْدَانِ حَبَّذَا الهِندَاتُ۔

**وَيَجُوزُ اَنْ يَقَعَ الخ:** اس عبارت سے فعل مدح حبذا سے متعلق ایک فائدہ کا بیان ہے۔ حبذا فعل کے مخصوص سے پہلے یا اس کے بعد تمیز یا حال لانا جائز ہے۔ اور یہ تمیز اور حال مخصوص بالمدح کے افراد تثنیہ جمع اور تذکیر و تانیث میں موافق ہوگی۔ عقلی طور پر چار صورتیں ہیں ۔ تمیز مخصوص بالمدح سے پہلے ہو ۲۔ تمیز مخصوص بالمدح کے بعد ہو ۳۔ حال مخصوص بالمدح سے پہلے ہو ۴۔ حال مخصوص بالمدح کے بعد ہو پھر ہر ایک کی چھ چھ صورتیں ہیں مخصوص کے مفرد، تثنیہ، جمع مذکر ہونے میں یا مؤنث ہونے میں تو کل چھ کو چار کے ساتھ ضرب دینے سے چوبیس صورتیں بنتی ہیں۔ امثلہ حسب ذیل ہیں۔ اگرچہ مصنفؒ نے اختصار کرتے ہوئے چار امثلہ ذکر کی ہیں۔ حبّذا رَجُلاً زَیْدٌ اور حَبَّذَا زَیْدٌ رَجُلاً رَجُلاً تمیز ہے اول مثال میں مخصوص سے پہلے ہے اور ثانی میں مخصوص کے بعد ہے۔ حَبَّذَا رَاكِبًا زَيْدٌ. حَبَّذَا زَيْدٌ رَاكِبًا یہ دونوں مثالیں حال کی ہیں اول میں حال مخصوص سے مقدم ہے اور ثانی میں مخصوص سے مؤخر ہے۔

یہ بات یاد رہے کہ یہ تمیز یا حال ''ذا'' فاعل سے ہونگے نہ کہ زید مخصوص بالمدح سے خواہ مقدم ہوں یا مؤخر اور تمیز کی صورت میں ''ذا'' میں جو ابہام ہے اس کو دور کر رہی ہونگی اور حال کی صورت میں عامل حَبَّ ہوگا اور ذوالحال ''ذا'' ہوگا۔

**وَاَمَّا الذَّمُّ فَلَهُ الخ:** افعال ذم کی تفصیل کو بیان کیا ہے کہ افعال ذم بھی دو ہیں ایک بئس اور دوسرا ساءَ ہے اول کی تفصیل یہ ہے کہ بئس کے فاعل کی وہی تفصیل ہے جو کہ نعم کے فاعل کی ہے یعنی اس کا فاعل بھی معرّف باللام ہوگا یا وہ اسم ہوگا جو معرف باللام کی طرف مضاف ہو رہا ہوگا یا فاعل ضمیر مستتر ہوگی جو کہ نکرہ منصوبہ کے ساتھ تمیز لائی گئی ہوگی، مصنف نے صرف امثلہ ذکر کر دی ہیں اور ساء کی امثلہ ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ ساءَ بھی تمام احکام میں بئس کی طرح ہے۔ جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ عَمْرٌو ، بِئْسَ غُلامُ الرَّجُلِ عَمْرٌو اور بِئْسَ رَجُلاً عَمْرٌو اسی طرح سَآءَ الرَّجُلُ زَيْدٌ، سَآءَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ اور سَآءَ رَجُلاً زَيْدٌ ان میں تین تین امثلہ ذکر کی ہیں۔ ایک جب فاعل معرف باللام ہو دوسری جب فاعل معرف باللام ہو کی طرف مضاف ہو رہا ہو اور تیسری جب فاعل ضمیر مستتر ہو اور نکرہ منصوبہ کے ساتھ تمیز لائی گئی ہو۔ اگرچہ تمیز ما بمعنی شئی کے ساتھ بھی لائی جا سکتی ہے لیکن مصنفؒ نے اس کی مثال نہیں دی نہ بئس میں نہ ساءَ میں۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ افعال مدح و ذم کی تعریف لکھیں اور یہ بتلائیں کہ انشاء کی قید کا کیا فائدہ ہے۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ مدح و ذم کے افعال کون کونسے ہیں اور ان کی تفصیل کیا ہے۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔ نعم الرجل زید کی مشہور ترکیبیں کونسی ہیں تحریر میں لائیں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

## الكاس الدهاق في اسئلة الوفاق على ترتيب الكتاب

۱۔ اعراب المضارع کے اقسام تفصیل کے ساتھ اور مثالوں کے ساتھ ذکر کریں۔ مندرجہ ذیل افعال میں سے دو پر ''لم'' اور دو پر ''لن'' داخل کر کے لکھیں تا کہ ان کا عمل ظاہر ہو۔ یَبلیٰ ، یدعُونَ، یُرجِیْ، یَمُدُّ، فعل مضارع کے نواصب اور جوازم ذکر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ، ص ۷۶ م۔ رح)

(۲) مندرجہ ذیل افعال کی اعراب لگائیں، يهدی، يقتلون، يرمی، ينصر (شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ،ص۸۶م۔رح) (۳) مندرجہ ذیل افعال کا رفع، نصب اور جزم کی حالت میں کیا اعراب ہوگا يطوی، يدعو. تقتلون، ننصر، ترضیٰ (شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ،ص۸۶) (۴) المنصوب عامله خمسة احرف، جو حروف فعل کو نصب دیتے ہیں انہیں بیان کرنے کے بعد بتائیں کہ اُن کتنی جگہوں پر مقدر ہو کر فعل کو نصب دیتا ہے، ہر ایک کی مثال بھی تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ،ص۸۷ م۔رح) (۵) حروف ناصبہ کی تعداد، امثلہ اور اُن کے سات جگہ مقدر ہونے کے مواضع مثالوں کے ساتھ لکھیے (صفر ۱۴۰۸ھ،ص۸۷۔۸۸ م۔رح) (۶) وہ کون سی سات جگہیں ہیں جہاں اَن مقدر مان کر فعل کو نصب دیا جاتا ہے مثالوں کے ساتھ بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۰ھ،ص۸۸م۔رح) (۷) المنصوب عامله خمسة احرف، انْ، ولن و كی واذن وان المقدرة۔ ا۔ مذکورہ پانچ حرف کس کو نصب دیتے ہیں مثالوں سے وضاحت کریں ۲۔ ان کہاں کہاں مقدر ہوتا ہے، مثالوں سے وضاحت کریں ۳۔ ان کے بعد فعل مضارع پر نصب اور رفع کس صورت میں جائز ہے؟ اس کی وضاحت کریں۔ (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ) ص ۸۷،۸۹۔م۔رح (للبنات) (۸) اعلم ان لم تقلب المضارع ماضيًامنفيًّا ولمّاكذلك الا ان فيها توقّعا بعده ودوامًا قبله نحوقام الاميرلمايركب وايضًايجوزحذف الفعل بعد لما خاصة تقول ندم زيد ولما ای ولمّا ينفعه الندم ولاتقول ندم زيد ولم۔ ا۔ عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں۔ ۲۔ عبارت کی تشریح کرتے ہوئے لم اور لمّا کے درمیان فرق کو واضح کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ،ص۹۰م۔رح) (۹) واعلم انه اذاكان الجزاء ماضيابغيرقد لم يجز الفاء فيه...... وان كان مضارعًا مثبتًااومنفيًّابلاجازفيه الوجهان وان لم يكن الجزاء احدالقسمين المذكورين فيجب الفاء فيه و ذلك فی اربع صور عبارت پر اعراب لگانے کے بعد مثالوں سے اس کی تشریح کریں اور مصنفؒ نے جو چار صورتیں ذکر کی ہیں وہ بیان کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ،ص۹۱م۔رح) (للبنات) (۱۰) افعال قلوب اور ان کا عمل بیان کرنے کے بعد ان کے وہ چار خواص تحریر کیجئے جو کتاب میں مذکور ہیں۔ (محرم الحرام ۱۴۰۹ھ،ص۹۶م۔رح) (۱۱) واعلم ان لهٰذه الافعال (افعال قلوب) خواص، افعال قلوب کتنے اور کون سے ہیں اور ان کے خواص تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ،ص۹۷م۔رح) (۱۲) ا۔ افعال قلوب کتنے اور کونسے ہیں ۲۔ ان کا عمل کیا ہے مثالیں بھی ذکر کریں ۳۔ افعال قلوب کے چار خواص (خاصیتیں) ہیں ان میں سے کم از کم دو ذکر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ،ص۹۷۔۹۶ م۔رح) (۱۳) افعال قلوب کتنے ہیں ان کے خواص مثالوں کے ذریعے واضح کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ،ص۹۷م۔رح) (للبنات) (۱۴) جيادابنی ابی بكر تسامیٰ = علی كان المسوّمة العراب. شعر کا ترجمہ کر کے بتائیں کہ کان کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا ہیں اور اس شعر میں کونسی قسم کا استعمال ہوا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ، ص۹۹م۔رح) (۱۵) جياد ابنی ابی بكر تسامی = علی كان المسوّمة العراب. اس شعر کا پہلے تو اردو یا فارسی میں ترجمہ کرو پھر ترکیب کرواسکے بعد یہ بتاؤ کہ یہ شعر کس بات کی مثال ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ،ص۹۹م۔رح) (۱۶) جياد ابنی ابی بكر تسامیٰ = علی كان المسوّمة العراب۔ ا۔ اس شعر کا اردو یا فارسی میں سلیس ترجمہ کریں۔ ۲۔ اس شعر کی ترکیب کریں۔ ۳۔ اور یہ بھی بتلائیں کہ یہ شعر کس چیز کی مثال کے طور پر ہدایۃ النحو میں ذکر کیا گیا ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ،ص۹۹م۔رح) (۱۷) و زائدة لا يتغيّر باسقاطها معنى الجمله كقول الشاعر: جياد ابنی ابی بكر تسامیٰ، علی كان المسومة العراب، (الف) کان کے زائدہ ہونے کا کیا مطلب ہے (ب) مصنف نے اس شعر کو کس مقصد کیلئے ذکر کیا ہے (ج) مذکورہ شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ،ص۹۹ م۔رح) (للبنات) (۱۸) افعال المدح والذم ماوضع لانشاء مدح او ذم ... افعال مدح وذم ذکر کریں "نعم" کا فاعل کیسا ہوتا ہے نکرہ ہوتا ہے یا معرفہ؟ مثالوں سے وضاحت کریں، نعم رجلا زیدٌ کی ترکیب کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ،ص۱۰۲م۔رح) (للبنات)

## الباب العاشر فی الحروف علی ضوء الخریطة

# اَلْبَابُ الْعَاشِرُ فِی بَیَانِ الْقِسْمِ الثَّالِثِ فِی الْحُرُوْفِ

(اَلتَّمْهِیْدُ) وَقَدْ مَضٰی تَعْرِیْفُهٗ وَاَقْسَامُهٗ سَبْعَةَ عَشَرَ حُرُوْفُ الْجَرِّ وَحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةِ بِالْفِعْلِ وَحُرُوْفُ الْعَطْفِ وَحُرُوْفُ التَّنْبِیْهِ وَحُرُوْفُ النِّدَاءِ وَحُرُوْفُ الْاِیْجَابِ وَحُرُوْفُ الزِّیَادَةِ وَحَرْفَا التَّفْسِیْرِ وَحُرُوْفُ الْمَصْدَرِ وَحُرُوْفُ التَّحْضِیْضِ وَحُرُوْفُ التَّوَقُّعِ وَحَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ وَحُرُوْفُ الشَّرْطِ وَحَرْفُ الرَّدْعِ وَتَاءُ التَّانِیْثِ السَّاکِنَةِ وَالتَّنْوِیْنُ وَنُوْنَا التَّاکِیْدِ.

**ترجمة:** اور تحقیق حرف کی تعریف گذر چکی ہے اور اس کے اقسام سترہ ہیں حروف الجر الخ۔

**خلاصة المباحث:** مصنفؒ دوسری قسم فعل کی بحث سے فارغ ہو کر اب تیسری قسم جو حرف کے بیان میں ہے شروع ہوتے ہیں۔ یہ قسم ایک تمہید اور سترہ فصول پر مشتمل ہے مذکورہ بالا عبارت تمہید کی ہے اس میں دو بحثیں ہیں ۱۔حرف کی تعریف نہ کرنے کی وجہ اور اس کی تعریف (وَقَدْ مَضٰی تَعْرِیْفُهٗ) ۲۔دوسری بحث حروف کے اقسام کی تحقیق میں (وَاَقْسَامُهٗ...... نُوْنَا التَّاکِیْدِ)

**تشریح:** **البحث الاول فی وجه عدم ذکر تعریف الحرف وتعریفه**

(وَقَدْ مَضٰی تَعْرِیْفُهٗ):

مصنفؒ نے اگرچہ فقط حرف کی تعریف ذکر نہ کرنے کی وجہ بیان کی ہے لیکن حرف کی تعریف کو بیان کئے ہوئے عرصہ ہو چکا استحضار کے طور پر یہاں بھی تعریف ذکر کی جاتی ہے تا کہ حروف کے احکام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

مصنفؒ نے فرمایا کہ حروف کی تقسیم میں شروع ہونا اس لئے صحیح ہے کہ حروف کی تعریف پہلے گذر چکی ہے لہٰذا اب تعریف کی ضرورت نہیں۔ اور حرف کی تعریف یہ ہے کہ حرف وہ کلمہ ہے جو بغیر ضم ضمیمہ کے اپنا معنی نہ بتلا سکے یعنی جب تک دوسرا کلمہ ساتھ نہ ملائیں اس کا معنی سمجھ میں نہ آسکے۔

**البحث الثانی فی تحقیق اقسام الحرف** (وَاَقْسَامُهٗ ......نُوْنَا التَّاکِیْدِ):

مصنفؒ نے بیان کیا ہے کہ حروف کی کل اقسام سترہ ہیں ۱.حروف الجر ۲.حروف المشبهة بالفعل ۳.حروف العطف ۴.حروف التنبيه ۵.حروف النداء ۶.حروف الايجاب ۷.حروف الزيادة ۸.حرفا التفسير ۹.حروف المصدر ۱۰.حروف التحضيض ۱۱.حرف التوقع ۱۲.حرفا الاستفهام ۱۳.حروف الشرط ۱۴.حرف الردع ۱۵.تاء التانيث الساكنة ۱۶.التنوين ۱۷.نونا التَّاكِيْدِ۔

## اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فِیْ حُرُوْفِ الْجَرِّ

فَصْلٌ، حُرُوْفُ الْجَرِّ حُرُوْفٌ وُضِعَتْ لِاِفْضَاءِ الْفِعْلِ وَشِبْهِهٖ اَوْ مَعْنَی الْفِعْلِ اِلٰی مَا تَلِیْهِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَاَنَا مَارٌّ بِزَیْدٍ وَهٰذَا فِی الدَّارِ اَبُوْکَ اَیْ اُشِیْرُ اِلَیْهِ فِیْهَا وَهِیَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا.

**ترجمة:** حروف الجر وہ حروف ہیں جو فعل اور شبہ فعل یا معنی فعل کو اس چیز کی طرف پہنچانے کیلئے وضع کئے گئے ہیں جس چیز کے ساتھ یہ حروف متصل ہیں جیسے مررت بزید اور انا مار بزید اور ھذا فی الدار ابوک یعنی اشیر الیہ فیھا اور وہ انیس حرف ہیں۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف جارہ کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔حروف جر کی تعریف اور مثال سے وضاحت (حَرُوْفُ الْجَرِّ ......فِيْهَا) ۲۔حروف جر کی تحقیق (کتنے ہیں، کون کون سے ہیں، کیا عمل کرتے ہیں) (وَهِيَ ......حَرْفًا)
۳۔ہر حرف جر کی تفصیل (وَمِنْ ......وَعَدَا بَكْرٍ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف حروف الجر مع الامثلة** (حَرُوْفُ الْجَرِّ ......فِيْهَا):
حروف الجر کا معنی جر کے حروف یعنی جر دینے والے حروف اور اصطلاح میں حروف الجر وہ حروف ہیں جو فعل اور شبہ فعل یا معنی فعل کو اس چیز تک پہنچانے کیلئے وضع کئے گئے ہوں جس چیز کے ساتھ یہ حروف متصل ہیں۔ اس تعریف سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حروف جر فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کو دوسرے تک پہنچانے کیلئے ہیں دوسرا یہ معلوم ہوا کہ یہ حروف موضوع ہونگے تیسرا یہ معلوم ہوا کہ فعل شبہ فعل اور معنی فعل کو اپنے مدخول تک پہنچائیں گے جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ۔ اس مثال میں باء حرف جر ہے اس نے فعل مرور کو کھینچ کر اپنے مدخول زید تک پہنچادیا ہے یعنی یہ بتلایا کہ متکلم سے جو فعل مرور صادر ہوا وہ زید کے پاس سے ہوا۔ تھا۔

**فائدہ:** ان حروف کو حروف جر اس لئے کہتے ہیں کہ جر کا معنی کھینچنا یہ بھی فعل یا شبہ فعل اور معنی فعل کو اپنے مدخول تک کھینچتے ہیں۔ اور انہیں حروف اضافت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اضافت کا معنی نسبت ہے اور یہ حروف بھی فعل اور شبہ فعل یا معنی فعل کی اپنے مدخول کی طرف نسبت کرتے ہیں۔

**فائدہ:** فعل سے مراد فعل اصطلاحی ہے نہ کہ لغوی اور شبہ فعل سے مراد وہ ہے جو فعل والا عمل کرے اور فعل کے مادہ سے ہو جیسے اسم فاعل، اسم مفعول صفت مشبہ، مصدر، اسم تفضیل اور معنی فعل سے مراد یہاں وہ چیز ہے جس سے فعل کے معنی سمجھے جائیں اور وہ فعل کے مادہ سے نہ ہو جیسے اسم اشارہ، حروف تنبیہ، حروف نداء، ظرف، جار مجرور، اسم فعل، حروف مشبہ بالفعل، تمنی، ترجی وغیرہ۔

فعل کی مثال مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گذرا) شبہ فعل کی مثال، انا مَارٌّ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گزرنے والا ہوں) اس مثال میں باء جارہ ہے اور مَارٌّ شبہ فعل اسم فاعل ہے۔ اس سے جو مرور سمجھا جا رہا ہے اس کو کھینچ کر اپنے مدخول زید تک پہنچا رہا ہے۔ معنی فعل کی مثال هٰذَا فی الدار ابوک (یہ تیرا باپ گھر میں ہے) اس مثال میں ھذا اسم اشارہ ہے اور اس سے اُشِيْرُ فعل کا معنی سمجھا جا رہا ہے تو ھذا فی الدار ابوک کا معنی اُشِيْرُ اِلٰى اَبِيْكَ فِي الدَّارِ ہے۔

**فائدہ:** اس جملہ کی ترکیب یوں ہے ھذا اسم اشارہ بمعنی اُشِيْرُ فعل با فاعل فی الدار جار مجرور ظرف لغو متعلق اشیر کے فعل فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مقدم اور ابوک مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

**البحث الثانی فی تحقیق حروف الجر** (وَهِيَ ......حَرْفًا):
مصنفؒ نے فرمایا کہ حروف جر انیس ہیں (من، الی، حتی، فی، باء لام، ربّ، واو ربّ، واو قسم، تاء قسم، باء قسم، عن، علیٰ، کاف، مذ، منذ، حاشا، عدا وخلا) ان سب کی آگے تفصیل بیان کریں گے۔ لیکن نحو میر والے نے سترہ لکھے

ہیں۔اس بارے میں تحقیق یہ ہے کہ علماءنحو کے درمیان حروف جر کی تعداد میں اختلاف ہے۔شیخ بہائیؒ نے جامع المقدمات میں فرمایا ''وَالْمَشْهُوْرُ مِنْ حَرُوْفِ الْجَرِّ اَرْبَعَةَ عَشَرَ حَرفًا'' (اورحروف جرمشہور چودہ ہیں) علامہ برخی کہتا ہے ''حروف جر سترہ ہیں۔محقق ملامحسن فیض کاشانی جامع المقدمات ص۳۱۰ پرفرماتے ہیں ''وَهِيَ عَلَى الْمَشْهُوْرِ سَبعَةَ عَشَرَ حرفًا'' اوروہ (حروف جر) مشہور قول پرسترہ حرف ہیں۔اسی وجہ سے بعض نے ان کوایک شعر میں بند کیا ہے۔

شعر: باوقاف و کاف و لام و واو و منذ و مذ خلا رُبَّ حاشا من عدا فی عن علی حتی الی

اورنحویوں کے ایک گروہ کے نزدیک حروف جر بیس ہیں۔علامہ ابن مالک صاحب الفیہ بھی اسی گروہ سے ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اشعار میں بیس کی تعداد کوگنوایا ہے۔

هٰاکَ حُرُوْفُ الْجَرِّ وَهِيَ، مِنْ اِلٰى حَتّٰى، خَلا، حَاشَا، عَدَا، فِيْ، عَنْ، عَلٰى

مُذْ، مُنْذُ، رُبَّ، اَللَّامُ، كَيْ، وَاو، تَاء وَالْكَافُ وَالْبَاءُ وَلَعَلَّ وَمَتٰى

الحاصل یہ کہ حروف جارہ کل مشہورقول کے مطابق سترہ ہیں اور مصنفؒ نے جو انیس کا قول کیا ہے یہ قول غیر مشہور ہے لہٰذا مصنف اپنے بیان کردہ اجمال کی آگے تفصیل بیان کرتے ہیں۔

مِنْ وَهِيَ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ وَعَلامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ فِيْ مُقَابَلَتِهِ الْاِنْتِهَاءُ كَمَا تَقُوْلُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ وَلِلتَّبْيِيْنِ وَعَلامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ وَضْعُ لَفْظِ الَّذِيْ مَكَانَهٗ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَلِلتَّبْعِيْضِ وَعَلامَتُهٗ اَنْ يَصِحَّ لَفْظُ بَعْضٍ مَكَانَهٗ نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَزَائِدَةٌ وَعَلامَتُهٗ اَنْ لا يَخْتَلَّ الْمَعْنٰى بِاِسْقَاطِهَا نَحْوُ مَا جَاءَ نِيْ مِنْ اَحَدٍ وَلا تُزَادُ مِنْ فِي الْكَلامِ الْمُوْجَبِ خِلافًا لِلْكُوْفِيِّيْنَ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ وَشِبْهُهٗ فَمُتَاَوَّلٌ.

**ترجمہ:** ان میں سے ایک مِن ہےاوروہ ابتداء غایۃ کیلئے ہےاوراس کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہا صحیح ہو جیسا کہ تو کہے گا سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ اوروہ تبیین کیلئے ہے۔اوراس کی علامت یہ ہے کہ لفظ الذی کواس کی جگہ رکھنا صحیح ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاجْتَنِبُوْا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ اور تبعیض کیلئے ہےاوراس کی علامت یہ ہے کہ لفظ بعض اس کی جگہ رکھنا صحیح ہو جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ اورزائدہ ہےاوراس کی علامت یہ ہے کہ اس کوگرانے سے معنی فاسد نہیں ہوتا جیسے مَاجَاءَ نِيْ مِنْ اَحَدٍ۔اور من کلام موجب میں زائدہ نہیں ہوتا بخلاف کوفیوں کےاورلیکن ان کا قول ''قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ'' اوراس کے مشابہ متاوّل ہے۔

**تشریح:** **البحث الثالث فی تفصیل کل حرف بالبسط** (وَمِنْ ......وَعَدَا بَكْرٍ)

اس پوری عبارت میں مصنفؒ نے حروف جرّ جو کہ انیس ہیں کی تفصیل کو بیان کیا ہے سب سے پہلے من کی تفصیل کو بیان کیا ہے چونکہ من ابتداء کیلئے ہےاورحروف کی تفصیل کی ابتداء ہورہی ہے اس لئے من کومقدم کیا۔

**الحرف الاول ''مِنْ'':** حروف جارہ میں سے پہلا حرف من ہےاور یہ کئی معانی کیلئے لایا جاتا ہےان میں سے ایک معنی ابتداء غایۃ یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل کے حکم کی ابتداء ہے۔اوراس معنی کی علامت یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہاء کا آنا صحیح ہو جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ۔(میں بصرہ سے کوفہ تک چلا) اس مثال میں من کا مدخول البصرہ چلنے کی ابتداء

ہے اور یہ من بتلا رہا ہے اور اس کے مقابلہ میں الی جو کہ غایت کیلئے ہے لایا گیا ہے اور اس کا غایت بننا بھی صحیح ہے۔
دوسرا معنی یہ ہے کہ من تبیین کیلئے آتا ہے۔ یعنی من یہ بتلاتا ہے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کا بیان ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرے ماقبل میں جو امر مقصود اور مبہم ہے وہ اس کا مابعد ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس مِنْ کی جگہ لفظ الذی کو لانا صحیح ہو یعنی من کی بجائے الذی ذکر کر دیا جائے تو معنی میں کوئی فساد پیدا نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ یعنی الذی ھی الاوثان (بچو تم گندگی سے یعنی بتوں سے) اس مثال میں من الاوثان کی بجائے الذی ھو الاوثان لائیں تو معنی صحیح بنتا ہے کوئی فساد لازم نہیں آتا۔
اور تیسرا معنی من کا تبعیض ہے یعنی من یہ بتلاتا ہے کہ میرے ماقبل والے فعل کا تعلق میرے مدخول کے بعض سے ہے کل سے نہیں۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ من کو حذف کر کے لفظ بعض کو اس کی جگہ پر لا کھڑا کریں تو معنی میں کوئی فساد نہ ہو جیسے اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاھِمِ یعنی بَعْضَ الدَّرَاھِمِ (میں نے بعض درہم لیے)
چوتھا معنی من کا زائدہ ہونا ہے مصنف کی عبارت 'وزائدۃ'' یہ مرفوع ہے بوجہ خبر ہونے کے مبتداء محذوف ھی کی یعنی من حروف جر زائدہ ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس من کو اگر کلام سے حذف کر دیا جائے تو معنی فاسد نہیں ہوتا جیسے مَاجَاءَ نِیْ مِنْ اَحَدٍ (میرے پاس کوئی ایک نہیں آیا) اگر اس مثال میں 'من'' کو گرا دیں اور مَاجَاءَ نِی اَحَدٌ کہیں تو معنی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

**وَلَا تُزَادُ مِنَ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ کلمہ من کا زائدہ ہونا کلام موجب میں نہیں ہوتا بلکہ کلام غیر موجب میں زائدہ ہوتا ہے اور کلام موجب وہ کلام ہے جس میں حرف نفی، نہی، استفہام نہ ہو اور یہ حکم بصریوں کے نزدیک ہے لیکن کوفی کہتے ہیں کلام موجب میں بھی من زائدہ ہوسکتا ہے۔ وہ دلیل کلام عرب کے ایک محاورہ سے دیتے ہیں۔ ''وَقَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ'' (تحقیق بارش ہوئی) اس مثال میں من زائدہ ہے اور کلام موجب ہے تو معلوم ہوا کہ کلام موجب میں بھی من زائدہ ہوتا ہے۔

**وَاَمَّا قَوْلُهُمْ قَدْ كَانَ الخ:** چونکہ مصنف اس مسئلہ میں بصریوں کے مذہب پر ہیں اس لئے وہ کوفیوں کی اس دلیل کا جواب دیتے ہیں کہ ان کا قول قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ اور اس جیسے دوسرے محاورے جن میں من زائدہ ہے اور کلام بھی موجب ہے وہ متاوّل ہے یعنی اس میں تاویل کی جاسکتی ہے۔ مثلاً مذکورہ محاورہ میں تاویل یہ ہے کہ من مطر میں من زائدہ نہیں ہے بلکہ تبعیضیہ ہے لہٰذا قَدْ كَانَ مِنْ مَطَرٍ کا معنی ہے قَدْ كَانَ بَعْضُ مَطَرٍ (کچھ بارش ہوئی)

**فائدہ:** من کے ان چار معانی کے علاوہ چند اور معانی بھی ہیں۔ مثلاً من کبھی بمعنی فی آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل کیلئے ظرف ہے۔ جیسے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ یعنی فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ اور کبھی بمعنی باء کے آتا ہے جو کہ الصاق کیلئے ہوتی ہے جیسے یَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِیٍّ یعنی بِطَرْفٍ خَفِیٍّ (وہ دیکھتے ہیں پوشیدہ آنکھ کے ساتھ) اور کبھی بمعنی بدل ہوتا ہے جیسے اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَۃِ یعنی بَدَلَ الْاٰخِرَۃِ (کیا تم راضی ہو دنیاوی زندگی پر آخرت کے بدلہ میں) اور کبھی من بمعنی علی کے آتا ہے جو کہ استعلاء کا معنی دیتا ہے جیسا کہ وَنَصَرْنَاہُ مِنَ الْقَوْمِ یعنی عَلَی الْقَوْمِ (ہم نے اس کی مدد کی قوم پر) اور کبھی من بمعنی قسم کے بھی آتا ہے جیسے مِنْ رَبِّیْ لَا فْعَلَنَّ كَذَا (اپنے رب کی قسم میں ضرور اس طرح کروں گا) اس مثال میں من بمعنی قسم کے ہے۔

وَاِلٰی وَھِیَ لِاِنْتِھَاءِ الْغَایَةِ كَمَا مَرَّ وَبِمَعْنٰی مع قَلِیْلًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

وَحَتّٰی وَهِیَ مِثْلُ اِلٰی نَحْوُ نِمْتُ الْبَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ وَبِمَعْنٰی مَعَ كَثِيْرًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُ حَتَّی الْمُشَاةِ وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَی الظَّاهِرِ فَلَا يُقَالُ حَتَّاهُ خِلَافًا لِلْمُبَرِّدِ وَقَوْلُ الشَّاعِرِ. شعر

فَلَا وَاللّٰهِ لَا يَبْقٰی اُنَاسٌ ۔ فَتًی حَتَّاكَ يَا ابْنَ اَبِیْ زِيَادِ ۔ شَاذٌ

**ترجمہ:** اور دوسرا الی ہے اور وہ انتہاء غایۃ کیلئے ہے جیسا کہ گذرا اور بمعنی مع کے آتا ہے قلیل آنا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ، اور تیسرا حتی ہے اور وہ الی کی مثل ہے جیسے نمت البارحة حتی الصباح اور بمعنی مع کثیر ہے از روئے استعمال کے جیسے قَدِمَ الحاج حتی المشاة اور نہیں داخل ہوتا مگر اسم ظاہر پر پس نہیں کہا جاتا حتاہ خلاف ہے امام مبرد کیلئے اور شاعر کا قول فَلَا وَاللّٰهِ الخ شاذ ہے۔

**تشریح:** **الحرف الثانی** (وَاِلٰی.....الْمَرَافِقِ): اس عبارت میں حروف جارہ میں سے دوسرے حرف کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ جو کہ الی ہے اور وہ انتہاء غایت کیلئے ہے اس کی مثال جیسا کہ گذری "سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْكُوْفَةِ"۔ اور یہ انتہاء کبھی مکان کے اعتبار سے ہوگی جیسا کہ مثال مذکورہ میں ہے اور کبھی زمان کے اعتبار سے جیسے اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَی اللَّيْلِ۔ (روزہ پورا کرو رات تک) اور الی بمعنی مع کے بھی آتا ہے لیکن اس معنی میں قلیل ہے از روئے استعمال کے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ یعنی مع المَرَافِقِ (ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوؤ)۔

**فائدہ:** قلیلا اسی طرح لفظ کثیرا ترکیب میں حال فعل محذوف کا مفعول مطلق یا مفعول فیہ ہے۔

**الحرف الثالث** (وَحَتّٰی وَهِیَ .....شَاذٌ): اس عبارت میں تیسرے حرف جر کا بیان ہے جو کہ حتی ہے یہ مثل الی کے انتہاء غایت کیلئے ہے خواہ غایت مکانی ہو یا زمانی جیسے نِمْتُ البَارِحَةَ حَتَّی الصَّبَاحِ (میں گذشتہ رات صبح تک سویا رہا) اور بمعنی مع کے بھی آتا ہے اور اس معنی میں کثیر ہے جیسے قَدِمَ الحَاجُ حَتَّی الْمُشَاةِ یعنی مع المُشَاةِ (حاجی لوگ آگئے پیدل چلنے والوں سمیت) اس مثال میں حتی بمعنی مع کے ہے۔

**وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَی الخ:** اس عبارت میں حتی اور الی کے درمیان فرق کو بیان کیا گیا ہے کہ حتی اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتا بخلاف الی کے وہ اسم ظاہر اور اسم ضمیر دونوں پر داخل ہوتا ہے لہٰذا "الیہ" اور "الی زید" کہا جاتا ہے "حتاہ" کہنا درست نہیں ہے۔ مگر مبرد کے ہاں حتی ضمیر پر بھی داخل ہوتا ہے۔ ان کی دلیل شاعر کا قول ہے فَلَا وَاللّٰهِ لَا يَبْقٰی الخ ہے اس میں حتاک کا لفظ ہے جس میں حتی "ک" ضمیر پر داخل ہے ۲۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ الی مع کے معنی میں قلیل ہے اور حتی مع کے معنی میں کثیر ہے۔

**وَقَوْلُ الشَّاعِرِ ...... شَاذٌ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے امام مبرد کی دلیل کا جواب دیا ہے کہ امام مبرد کا اس شعر سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس شعر میں حتی کا "ک" ضمیر پر داخل ہونا قانون اور قاعدے کے خلاف ہے اور اس پر کسی اور کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

## شعر "فَلَا وَاللّٰهِ الخ" کی مکمل تشریح ھدیۂ ناظرین

**۱۔ شعر کا ترجمہ** پس اللہ کی قسم زمین پر کوئی انسان اور نوجوان باقی نہیں رہے گا یہاں تک کہ تو اے [illegible] ابی زیاد (جو اپنی جوانی پر مغرور و نازاں ہے) "نہیں رہے گا"۔

۲۔اھم الفاظ کی وضاحت: ''فلا واللہ ''اس میں لا حرف زائد ہے جس طرح کہ لا اقسم میں حرف زائد ہے۔ '' أنَاسٌ ''نَاسٌ کی ایک لغت ہے بمعنی لوگ ''فتی'' ترکیبی لحاظ سے عاطف محذوف کے واسطہ سے اناسٌ پر معطوف ہوکر لایبقی کا فاعل ہے یاأنَاسٌ سے بدل ہے۔ مذکورہ بالا ترجمہ اول ترکیب کے لحاظ سے ہے ثانی ترکیب کے اعتبار سے ترجمہ ہوگا'' کوئی انسان یعنی نوجوان باقی نہیں رہے گا''

۳۔شعر کا مطلب: شاعر اس شعر میں یہ بتانا چاہ رہا ہے کہ اے عبداللہ بن ابی زیاد تجھے اپنی جوانی پر غرور و ناز ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی انسان (بوڑھا ہو یا بچہ) اور جوان باقی نہیں رہے گا حتی کہ تو بھی اے ابن زیاد موت کے چنگل سے نہیں نکل سکتا لہٰذا غرور اور تکبر نہ کر۔

دوسری ترکیب میں جبکہ فتی أنَاسٌ سے بدل ہوتو مطلب یہ ہوگا کہ اے ابن ابی زیاد اپنی جوانی پر متکبر اور نازاں کیوں ہے جبکہ نوجوان سب فناء ہو جائیں گے اور تجھے بھی یہ جوانی نہیں بچا سکے گی۔ جب جوانی میں بھی فناء ہے تو اترانہ اور تکبر کا کیا معنی۔

٤۔ غرض ذکر شعر: امام مبرد اور دیگر نحویوں کا اختلاف ہے کہ حتی اسم ضمیر پر داخل ہوتا ہے یا نہیں امام مبرد کے ہاں اسم ضمیر پر داخل ہوتا ہے۔ اور استدلال کیلئے مذکورہ بالا شعر کو ذکر کیا جس میں حتی اسم ضمیر پر داخل ہے تو مصنفؒ نے اس شعر کو اپنی کتاب میں ذکر کر کے جمہور نحات کی طرف سے اس استدلال کو رد کیا ہے کہ یہ شعر دلیل نہیں بن سکتا۔

٥۔ محل استشھاد: اس شعر میں امام مبرد کیلئے محل استشہاد 'حتاک یا ابن ابی زیاد' ہے کہ حتی ک ضمیر کے اوپر داخل ہے۔

٦۔ ترکیب: ''فلا'' میں لا زائدہ واللہ میں واؤ قسمیہ جارہ اللہ مقسم بہ مجرور جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق اقسم محذوف کے اُقسم فعل بافاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قسم، لایبقی فعل مضارع منفی اناسٌ معطوف علیہ، فتی بواسطۂ عاطف محذوف معطوف یا أنَاس مبدل منہٗ اور فتی یہ بدل، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر یا مبدل منہ اپنے بدل سے ملکر فاعل لایبقی کا حتاک جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لایبقی کا فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جوابِ قسم۔ یا حرف نداء ابن ابی زیاد منادیٰ، نداء اپنے منادیٰ سے ملکر جملہ ندائیہ یا، یا حرف نداء قائمقام ادعو کے ادعو فعل بافاعل ابن ابی زیاد مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ندائیہ انشائیہ ہوا۔

شاعر کا نام:

وَفِيْ وَهِيَ لِلظَّرْفِيَّةِ نَحْوُ زَيْدٌ فِي الدَّارِ وَالْمَاءُ فِي الْكُوْزِ وَبِمَعْنَى عَلٰى قَلِيْلاً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ.

ترجمة: اوران میں سے فی ہے اور وہ ظرفیۃ کیلئے ہے جیسے زید فی الدار والماء فی الکوز اور بمعنی علی کم ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ۔

تشریح: الحرف الرابع (وَفِيْ......النَّخْلِ): حروف جارہ میں سے چوتھا حرف فی ہے اور یہ ظرفیت کیلئے آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کیلئے ظرف ہے۔ پھر عام ہے کہ وہ ظرف حقیقی ہو جیسے زَيْدٌ فِي الدَّارِ (زید گھر

میں ہے) اس مثال میں فی کا مابعد دار اور ماقبل زید ہے اور فی نے یہ بتلایا کہ دار زید کیلئے ظرف اور زید مظروف ہے اسی طرح اَلْمَاءُ فِي الْكُوْزِ (پانی کوزہ میں ہے) اس مثال میں ماء جو کہ فی کا ماقبل ہے مظروف ہے اور الکوز ظرف ہے جو کہ فی کا مابعد ہے۔ اور خواہ ظرف مجازی ہو جیسے نَظَرْتُ فِي الْكِتَابِ (میں نے کتاب میں دیکھا) اس مثال میں کتاب ظرف اور دیکھنا مظروف ہے۔ اور یہ ظرف مجازی ہے حقیقی نہیں کیونکہ ظرف حقیقی مظروف سے خارج نہیں ہوتا اور نظر یعنی دیکھنا کتاب کے اندر بھی اور باہر بھی ہوتی ہے۔

اور فی کا دوسرا معنی علی بھی ہے لیکن یہ معنی استعمال میں قلیل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَا صَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوْعِ النَّخْلِ۔ (البتہ میں تمہیں کھجور کے تنوں پر ضرور بالضرور سولی دونگا) یہاں فی بمعنی علی کے ہے۔

وَالْبَاءُ وَهِيَ لِلْإِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اَىْ اِلْتَصَقَ مُرُوْرِىْ بِمَوْضِعٍ يَقْرُبُ مِنْهُ زَيْدٌ وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ وَقَدْ يَكُوْنُ لِلتَّعْلِيْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ وَلِلْمُصَاحَبَةِ كَخَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهٖ وَلِلْمُقَابَلَةِ كَبِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ وَلِلتَّعْدِيَةِ كَذَهَبْتُ بِزَيْدٍ وَلِلظَّرْفِيَّةِ كَجَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ وَزَائِدَةٌ قِيَاسًا فِي خَبَرِ النَّفْيِ نَحْوُ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُ هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَسَمَاعًا فِي الْمَرْفُوْعِ نَحْوُ بِحَسْبِكَ زَيْدٌ اَىْ حَسْبُكَ زَيْدٌ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا اَىْ كَفَى اللّٰهُ وَفِي الْمَنْصُوْبِ نَحْوُ اَلْقٰى بِيَدِهٖ اَىْ اَلْقٰى يَدَهٗ.

**ترجمة:** اور ان حروف میں سے باء ہے اور وہ الصاق کیلئے ثابت ہے جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ یعنی میرا گزرنا ایسی جگہ کے ساتھ ملصق ہے جس سے زید قریب ہوتا ہے۔ اور استعانت کیلئے ثابت ہے جیسے كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ اور کبھی کبھار تعلیل کیلئے ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ اور مصاحبت کیلئے ہے جیسے خَرَجَ زَيْدٌ بِعَشِيْرَتِهٖ اور مقابلہ کیلئے جیسے بِعْتُ هٰذَا بِذَاكَ اور تعدیہ کیلئے ہے جیسے ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ اور ظرفیت کیلئے ہے جیسے جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ اور کبھی کبھار زائدہ ہوتی ہے نفی کی خبر میں قیاسی طور پر جیسے مَازَيْدٌ بِقَائِمٍ اور استفہام میں جیسے هَلْ زَيْدٌ بِقَائِمٍ اور مرفوع میں سماعی طور پر جیسے بِحَسْبِكَ زَيْدٌ ای حَسْبُكَ زَيْدٌ اور كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا یعنی كَفَى اللّٰهُ اور منصوب میں جیسے اَلْقٰى بِيَدِهٖ اَىْ اَلْقٰى يَدَهٗ۔

**تشریح:** **الحرف الخامس** (وَالْبَاءُ..... اَلْقٰى يَدَهٗ): حروف جارہ میں سے پانچواں حرف باء ہے اور الصاق کیلئے ثابت ہے اور الصاق کا معنی متصل ہونا اور چمٹنا چمٹنے والے کو مُلْصِق اور جس کے ساتھ چمٹا گیا وہ ملصق بہ کہلاتا ہے۔ باء الصاق کا معنی یہ ہے کہ باء یہ بتلائے کہ کوئی چیز میرے مدخول کے ساتھ ملصق و متصل ہے پھر یہ الصاق دو طرح کا ہے کہ ایک الصاق حقیقی جیسے بِهٖ دَاءٌ (اس کے ساتھ بیماری ہے) دوسرا الصاق مجازی جیسے مَرَرْتُ بِزَيْدٍ (میں زید کے پاس سے گذرا) یہ گذرنا حقیقۃً زید کے ساتھ چمٹا ہوا نہیں ہے بلکہ حقیقۃً اس مکان کے ساتھ چمٹا ہوا ہے جس مکان کے قریب زید ہے تو گویا اس زید کے ساتھ بھی چمٹا ہوا ہے۔ یہ باء کا پہلا معنی ہے۔

اور باء کا دوسرا معنی استعانت ہے استعانت کا معنی مدد طلب کرنا جس سے مدد طلب کی جائے اس کو مُسْتَعَان اور مدد کرنے والے کو معین کہتے ہیں۔ تو باء مستعانت کا معنی یعنی باء یہ بتلاتی ہے کہ فاعل نے اپنے فعل کے کرنے میں میرے مدخول سے مدد طلب کی ہے یعنی اس کا مدخول ماقبل والے فعل کا آلہ ہوتا ہے۔ جیسے كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم کی مدد سے لکھا) اس مثال میں باء یہ بتلا رہی ہے

کہ القلم فعل کتابت کیلئے آلہ ہے۔
باء کا تیسرا معنی تعلیل ہے یعنی یہ باء کبھی کبھار تعلیل کیلئے ہوتی ہے یعنی وہ باء یہ بتلائے کہ میرا مابعد میرے ماقبل والے فعل کی علت اور سبب ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ (تحقیق تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب سے) اس آیت میں باء کا مدخول اتخاذِ عجل ہے اور یہ سبب ہے ماقبل والے فعل ظلمتم کا تو باء نے بتلایا کہ تمہارا اپنے آپ پر ظلم کرنا بچھڑے کو معبود بنانے کے سبب سے ہے۔
اور باء کا چوتھا معنی مصاحبت ہے یعنی باء بمعنی مع کے ہو اور یہ بتلائے کہ اس کا مدخول ماقبل والے فعل کے معمول کا ساتھی ہے یا یہ بتلائے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کے ساتھ ایک ہی حکم میں شریک ہے جیسے خَرَجَ زَیْدٌ بِعَشِیْرَتِہٖ اَیْ مَعَ عَشِیْرَتِہٖ (زید اپنے کنبے سمیت نکلا) اس مثال میں باء نے یہ بتلایا کہ عشیرتہ ''جو کہ باء کا مابعد ہے'' زید کے ساتھ ''جو کہ باء کا ماقبل ہے'' خروج کے حکم میں شریک ہے یعنی زید اور اس کا کنبہ ایک ساتھ نکلے ہیں۔
پانچواں معنی مقابلہ ہے یعنی باء یہ بتلائے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کے عوض اور مقابل ہے جیسے بِعْتُ ھٰذَا بِذَاکَ (میں نے اس کو اس کے مقابلے میں بیچا) باء نے اس مثال میں یہ بتلایا کہ ذاک عوض اور مقابل ہے ھذا کا۔
چھٹا معنی باء کا تعدیہ ہے۔ یعنی وہ باء جو فعل لازم کو متعدی بنادے جیسے ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ (میں زید کو لے گیا) ذھبت فعل لازم تھا باء کے ذریعے متعدی ہوگیا اب زید اگرچہ لفظاً مجرور ہے لیکن معنی منصوب مفعول بہ ہے۔
ساتواں معنی باء کا ظرفیت ہے یعنی بمعنی فی کے ہو اور یہ بتلائے کہ میرا مابعد میرے ماقبل کیلئے ظرف ہے جیسے جَلَسْتُ بِالْمَسْجِدِ (میں مسجد میں بیٹھا) اس مثال میں باء نے یہ بتلایا کہ المسجد میرے ماقبل جلوس متکلم کیلئے ظرف ہے۔
آٹھواں معنی باء کا زائدہ ہے۔ وَزَائِدَۃٌ الخ مصنفؒ کی یہ عبارت منصوب بھی پڑھی جاسکتی ہے اور مرفوع بھی اگر منصوب پڑھیں تو ماقبل میں جو تکون واقع ہے اس کی خبر ہے عبارت یوں ہوگی وَقَدْ تَکُوْنُ زَائِدَۃً قِیَاساً (اور کبھی کبھار وہ باء قیاسی طور پر زائدہ ہوگی) اور مرفوع ہونے کی صورت میں للالصاق پر معطوف ہوگی اور ھی مبتداء محذوف کی خبر ہے تو عبارت یوں ہوگی ھِیَ زَائِدَۃٌ قِیَاساً الخ (اور وہ باء زائدہ ہے قیاسی طور پر)۔ اور قیاساً اور سماعاً ترکیبی لحاظ سے یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف قِسْنَا قیاساً یا تکون محذوف کی خبر ہوگا اسی طرح سَمِعْتُ سِمَاعاً یا تَکُوْنُ سِمَاعاً اصل عبارت ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ باء کا ایک معنی زائدہ ہونا یعنی اس کے حذف کرنے سے معنی میں خلل واقع نہ ہو اور باء کے زائدہ ہونے کی دو قسمیں ہیں سماعی اور قیاسی اور باء کا زائدہ ہونا قیاسی طور پر یہ ہے کہ وہ لیس کی خبر پر ہو یا ماشبہ بلیس کی خبر پر جیسے لَیْسَ زَیْدٌ بِقَائِمٍ یا مَازَیْدٌ بِقَائِمٍ یا استفہام میں ہوتی ہے جیسے ھَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ (کیا زید کھڑا ہونے والا ہے) اور سماعی طور پر دو صورتوں میں زائدہ ہوتی ہے کبھی مرفوع میں جیسے بِحَسْبِکَ زَیْدٌ (زید تجھ کو کافی ہے) بِحَسْبِکَ میں حَسْبِکَ لفظاً مجرور ہے لیکن معنی مرفوع ہے مبتداء ہے اصل میں حَسْبُکَ زَیْدٌ ہے۔ اس باء کے گرانے سے معنی میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔ حَسْبُکَ زَیْدٌ کا جو معنی ہے وہی معنی بِحَسْبِکَ زَیْدٌ کا ہے۔ اور کبھی مرفوع فاعل ہوتا ہے جیسے کَفٰی بِاللہِ شَھِیْداً اس مثال میں اللہ لفظ کے اعتبار سے مجرور ہے لیکن معنی

کے لحاظ سے مرفوع ہے اور کفیٰ کا فاعل ہے۔ اس میں بھی باء زائدہ ہے کیونکہ کفیٰ اللّٰہ شَہِیْدًا کا معنی اور کَفٰی بِاللّٰہِ شہیدا کا معنی ایک ہے۔

اور یہ باء کبھی منصوب میں بھی زائدہ ہوتی ہے جیسے اَلْقٰی بِیَدِہٖ ای اَلْقٰی یَدَہٗ (اس نے اپنا ہاتھ ڈالا) یدہٗ اگر چہ لفظاً مجرور ہے باء کی وجہ سے لیکن معنی منصوب مفعول بہ ہے القیٰ کا۔ اور اَلْقٰی یَدَہٗ اور اَلْقٰی بِیَدِہٖ دونوں کا معنی ایک ہے بوجہ باء کے زائدہ ہونے کے۔

**فائدہ:** باء کا ایک معنی عن بھی ہے جیسے سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ اَیْ عَنْ عَذَابٍ (کسی سوال کرنے والے نے عذاب کے متعلق سوال کیا) اور ایک معنی باء کا من بھی آتا ہے۔ جیسے یوم تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ ای مِنَ الْغَمَامِ (جس دن آسمان بادل سے پھٹ جائے گا)

وَاللَّامُ وَهِيَ لِلْاِخْتِصَاصِ نَحْوُ اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ وَالْمَالُ لِزَيْدٍ وَلِلتَّعْلِيْلِ كَضَرَبْتُهٗ لِلتَّادِيْبِ وَزَائِدَةٌ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى رَدِفَ لَكُمْ اَيْ رَدِفَكُمْ وَبِمَعْنٰى عَنْ اِذَا اسْتُعْمِلَ مَعَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ وَفِيْهِ نَظَرٌ وَبِمَعْنَى الْوَاوِ فِي الْقَسَمِ لِلتَّعَجُّبِ كَقَوْلِ الْهُزَلِيِّ. شعر:

لِلّٰهِ يَبْقٰى عَلَى الْاَيَّامِ ذُوْحَيَدٍ بِمُشْمَخِرٍّ بِهِ الظَّيَّانُ وَالْاٰسُ

**ترجمہ:** ان حروف جارہ میں سے لام ہے۔ اور وہ اختصاص کیلئے ثابت ہے جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ اور اَلْمَالُ لِزَيْدٍ۔ اور تعلیل کیلئے ثابت ہے جیسے ضربتہٗ للتادیب اور زائدہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ رَدِفَ لَكُمْ ای رَدِفَكُمْ اور بمعنی عن بھی ہے جب قول کے ساتھ استعمال ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لو كَانَ خيراً مَا سَبَقُوْنَا اِلَيْهِ اور اس میں نظر ہے اور بمعنی الواو ہے قسم میں تعجب کیلئے جیسے ہُزَلِیْ کا قول لِلّٰهِ يَبْقٰى الخ ہے۔

**تشریح:** **الحرف السادس** (وَاللَّامُ ...... وَالْاٰسُ): حروف جارہ میں سے ساتواں حرف لام ہے۔ اور وہ اختصاص کیلئے ثابت ہے یعنی یہ بتلائے گا کہ میرے مدخول کے ساتھ میرا ماقبل خاص ہے پھر عام ہے کہ یہ اختصاص بطریق استحقاق ہو کہ مدخول اس کا مستحق ہو جیسے اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جل گھوڑے کے ساتھ مختص ہے) جل کا مستحق گھوڑا ہے گدھا نہیں ہے یا پھر اختصاص بطریق ملکیت ہو یعنی لام کا مدخول اس کے ماقبل کا مالک ہو جیسے اَلْمَالُ لِزَيْدٍ (مال زید کے ساتھ خاص ہے) یعنی اس کا مالک ہے۔

لام کا دوسرا معنی تعلیل ہے یعنی لام یہ بتلائے کہ میرا مدخول میرے ماقبل کی علت ہے جیسے ضَرَبْتُهٗ لِلتَّادِيْبِ (میں نے اسکو ادب سکھلانے کیلئے مارا) اس میں لام کا مابعد تادیب یہ سبب ہے ضرب کی۔

لام کا تیسرا معنی زائدہ ہونا ہے یعنی جس کو کلام سے گرا دینے میں کوئی خلل واقع نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول رَدِفَ لَكُمْ ای رَدِفَكُمْ (وہ تمہارا ردیف ہوا) یہ اس وقت ہے کہ جب فعل متعدی ہو جیسے ردف یہ خود متعدی ہے تو اس میں لام زائدہ ہے۔

چوتھا معنی لام کا بمعنی عن یہ اس وقت ہوگا جب لام قول یا اس کے مشتقات کے ساتھ مستعمل ہو یعنی ان کے بعد آئے تو اس وقت لام بمعنی عن ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بمعنی عَنِ الذين اٰمَنُوْا (کہا ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا ان لوگوں کے حق میں جو ایمان لائے کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو مومنین ہم پر اس دین کی طرف سبقت نہ کرتے) اس آیت میں لِلَّذِيْنَ

اٰمَنُوْا میں جولام ہے یہ عن کے معنی میں ہے قرینہ سبقونا غائب کا صیغہ ہونا ہے ورنہ سبقتمونا ہوتا۔

پانچواں معنی بمعنی واو جوتعجب پر قسم کیلئے ہے۔ اس جگہ قسم بمعنی مقسم بہ ہے مطلب یہ ہے کہ لام جارہ بمعنی واؤ قسم ہوتا ہے جس وقت کہ مقسم بہ ایسا امر ہو کہ اس کا جواب قسم امور عظام میں سے ہو جن سے تعجب کیا جاتا ہے جیسے لِلّٰهِ لا یُؤخِّرُ الْاَجَلُ۔ (اللہ کی قسم اجل مؤخر نہ ہوگی) مصنفؒ نے اس بات کو واضح کرنے کیلئے ''کہ لام بمعنی واؤ ہوتی ہے'' علامہ ھزلی کا ایک شعر پیش کیا ہے۔ للّٰہ یبقی الخ

## (شعر (لِلّٰهِ یبقی الخ) کی مکمل توضیح صاحب ذوق کی امنگوں کا ستارہ)

**ترجمۂ شعر:** اللہ کی قسم زمانے کے گزرنے پر سینگ والا پہاڑی بکرا نہیں رہے گا ایسے اونچے پہاڑ پر جہاں ظیان اور آس ہیں۔ یعنی چنبیلی اور ریحان ہیں۔

**اهم الفاظ کی وضاحت:** ''لِلّٰه'' اس میں لام بمعنی واؤ قسم یعنی اللہ کی قسم ''یبقی'' فعل مضارع معلوم ہے اس سے پہلے حرف نفی لا مقدر ہے اصل میں لایبقی ہے ''علی الایام'' الایام یوم کی جمع ہے اور اس کا الف لام مضاف محذوف کے عوض میں ہے اصل میں علی مرور الایام ہے۔ ''ذوحید'' ذو بمعنی صاحب حید بفتح حاء سینگ کو کہتے ہیں ذوحید کا معنی سینگ والا مراد پہاڑی بکرا جو لمبے سینگ والا ہوتا ہے۔ ''مُشْمَخِرٌ'' بروزن مُطْمَئِنٌ بلند پہاڑ۔ اس پر جو باء داخل ہے وہ بمعنی فی کے ہے۔ اور یہ موصوف ہے بہ الظیان الخ اس کی صفت ہے۔ الظیان بفتح ظا تشدید تحتانیہ بمعنی خوشبودار گھاس جسے چنبیلی کہتے ہیں۔ آس ریحان کا درخت۔

**مطلب شعر:** اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی آفات اور ہلاکتوں سے کوئی چیز نہیں بچ سکتی حتی کہ بلند و بالا پہاڑ پر رہنے والا بکرا جہاں چنبیلی اور ریحان اُگتی ہیں وہ بھی نہیں بچ سکے گا تو عالم میں کوئی اور چیز کسی جگہ بھی باقی نہیں رہے گی کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ہوگی۔

**غرض ذکر شعر:** مذکورہ بالا شعر کو ذکر کرنے سے غرض اس بات کی مثال کو بیان کرنا ہے کہ لام جارہ کبھی کبھی اس واؤ کے معنی میں لایا جاتا ہے جو قسم کیلئے ہوتی ہے اور اس کا جوابِ قسم امور عظام میں سے ہو جس پر تعجب کیا جائے۔ لہٰذا للّٰہ میں لام بمعنی واؤ کے ہے جو کہ قسم کیلئے ہے اور جواب قسم لا یبقی علی الایام الخ ہے جو کہ امور عظام سے ہے۔

**محل استشهاد:** اس شعر میں جس جگہ سے استشہاد کیا گیا وہ للّٰہ کا لام ہے۔

**ترکیب:** لِلّٰهِ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق اُقسم محذوف کے اُقسم صیغہ واحد متکلم فعل انا ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر قسم یبقی فعل مضارع منفی (لانفی کے مقدر ہونے کی وجہ سے) علی جار الایام مجرور، جار مجرور ملکر ظرف لغو متعلق لایبقی کے ذوحید مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل با جار مشمخرٍ موصوف بہ جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہو کر خبر مقدم الظیان معطوف علیہ واؤ عاطفہ الآس معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مبتداء مؤخر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور با جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یبقی کے فعل اپنے فاعل اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جواب قسم، قسم اپنے جواب قسم سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

شاعر کا نام:

وَرُبَّ وَهِیَ لِلتَّقْلِیْلِ کَمَا اَنَّ کَمِ الْخَبْرِیَّةَ لِلتَّکْثِیْرِ وَتَسْتَحِقُّ صَدْرَ الْکَلَامِ وَلَا تَدْخُلُ اِلَّا عَلٰی نَکِرَةٍ

مَوصُوفَةٍ نَحوُ رُبَّ رَجُلٍ كَرِيمٍ لَقِيتُهُ اَوْ مُضمَرٍ مُبهَمٍ مُفرَدٍ مُذَكَّرٍ اَبَدًا مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنصُوبَةٍ نَحوُ رُبَّهُ رَجُلاً وَرُبَّهُ رَجُلَينِ وَرُبَّهُ رِجَالاً وَرُبَّهُ امرَأَةً كَذٰلِكَ وَعِندَ الكُوفِيِّينَ يَجِبُ المُطَابَقَةُ نَحوُ رُبَّهُمَا رَجُلَينِ وَرُبَّهُم رِجَالاً وَرُبَّهَا امرَأَةً وَقَد تَلحَقُهَا مَا الكَافَّةُ فَتَدخُلُ عَلَى الجُملَتَينِ نَحوُ رُبَّمَا قَامَ زَيدٌ وَرُبَّمَا زَيدٌ قَائِمٌ وَلا بُدَّ لَهَا مِن فِعلٍ مَاضٍ لِاَنَّ رُبَّ لِلتَّقلِيلِ المُحَقَّقِ وَهُوَ لا يَتَحَقَّقُ اِلَّا بِهِ وَيُحذَفُ ذٰلِكَ الفِعلُ غَالِبًا كَقَولِكَ رُبَّ رَجُلٍ اَكرَمَنِي فِي جَوَابِ مَن قَالَ هَل لَقِيتَ مَن اَكرَمَكَ اَي رُبَّ رَجُلٍ اَكرَمَنِي لَقِيتُهُ فَاَكرَمَنِي صِفَةُ الرَّجُلِ وَلَقِيتُهُ فِعلُهَا وَهُوَ مَحذُوفٌ وَ وَاوُ رُبَّ وَهِيَ الوَاوُ الَّتِي تُبتَدَأُ بِهَا فِي اَوَّلِ الكَلامِ كَقَولِ الشَّاعِرِ وَبَلدَةٍ لَيسَ بِهَا اَنِيسٌ اِلَّا اليَعَافِيرُ وَاِلَّا العِيسُ

**ترجمة:** حروف جر میں سے ایک رب ہے اور وہ تقلیل کیلئے ہے جیسا کہ کم خبریہ تکثیر کیلئے ہے اور وہ کلام کی صدارت کا مستحق ہوتا ہے۔ اور وہ رب نہیں داخل ہوتا مگر نکرہ موصوفہ پر جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيمٍ لَقِيتُهُ یا ایسے مضمر مبہم پر جو مفرد مذکر ہوگی ہمیشہ نکرہ منصوبہ کے ساتھ تمیز لائی گئی ہو جیسے ربَّهٗ رَجُلاً وربهٗ رَجُلَين وربهٗ رجالا وربهٗ امرأة اسی طرح اور کوفیوں کے نزدیک مطابقت واجب ہوگی جیسے رُبَّهُمَا رَجُلَينِ الخ۔ اور کبھی کبھی اس رب کو ما کافہ لاحق ہوتا ہے پس دونوں جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے رُبَّمَا قَامَ زَيدٌ وَرُبَّمَا زَيدٌ قَائِمٌ۔ اور اس رب کیلئے فعل ماضی ضروری ہے اس لئے کہ رب تقلیل محقق کیلئے ہے اور وہ نہیں محقق ہوتی مگر فعل ماضی کے ساتھ اور حذف کیا جاتا ہے وہ فعل اکثر جیسے تیرا کہنا رُبَّ رَجُلٍ اَكرَمَنِي اس شخص کے جواب میں جس نے کہا هَل لَقِيتَ مَن اَكرَمَكَ یعنی رُبَّ رَجُلٍ اَكرَمَنِي لَقِيتُهُ پس اكرمني "الرجل" کی صفت ہے اور لقيتهٗ اسکا فعل ہے اور وہ محذوف ہے۔

اور ان میں سے واؤ رب ہے اور وہ وہ واؤ ہے جس کے ذریعے سے کلام کے شروع میں ابتداء کی جاتی ہے جیسے شاعر کا شعر، وَبَلدَةٍ لَيسَ الخ۔

**تشریح: الحرف السابع** (وَرُبَّ ...... مَحذُوفٌ): حروف جارہ میں سے ساتواں حرف ربّ ہے اور وہ انشاء تقلیل کیلئے آتا ہے یعنی اپنے مدخول میں تقلیل کا معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر چہ تکثیر کیلئے بھی بکثرت آتا ہے جیسا کہ کم خبریہ اپنے مدخول کے افراد میں کثرت پیدا کرتا ہے مگر یہ تقلیل کیلئے بالکل نہیں آتا اور ربّ کلام کی صدارت کا تقاضا کرتا ہے تاکہ شروع ہی میں انشاءِ تقلیل پر دلالت کرے۔

اور یہ رُبّ یا تو نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے جیسے رُبَّ رَجُلٍ كَرِيمٍ لَقِيتُهُ (میں نے چند بزرگ آدمیوں سے ملاقات کی) یا ایسی ضمیر مبہم پر داخل ہوتا ہے جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے اور یہ ضمیر ہمیشہ مفرد مذکر ہوتی ہے خواہ اس کی تمیز مثنیٰ ہو یا مجموع یا مذکر یا مؤنث جیسے رُبَّهٗ رَجُلَينِ اس میں تمیز مثنیٰ ہے مگر ضمیر اسی طرح مفرد مذکر ہے۔ رُبَّهٗ رِجَالا میں تمیز جمع ہے لیکن ضمیر مبہم مفرد مذکر ہے اسی طرح رُبَّهٗ امرأةً میں تمیز مؤنث ہے مگر ضمیر مبہم مفرد مذکر ہے۔ اسی طرح حال ربهٗ امرأتين اور رُبَّهٗ نِسَاءً کا ہے۔

**وَقَد تَلحَقُهَا مَا الخ:** اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کو ما کافہ لاحق ہوتا ہے اور اس کو عمل سے روک دیتا ہے اور اس وقت ما کو رُبّ کے ساتھ ملا کر لکھا جائیگا علیحدہ نہیں لکھا جائیگا اور اس وقت یہ دونوں جملوں (جملہ اسمیہ، فعلیہ) پر داخل ہوتا ہے جیسے رُبَّمَا قَامَ زَيدٌ جملہ فعلیہ کی مثال ہے اور رُبَّمَا زَيدٌ قَائِمٌ جملہ اسمیہ کی مثال ہے۔ اس وقت جملہ فعلیہ یا

اسمیہ میں نسبت کی تقلیل یا تکثیر کے لئے ہوگا۔

**وَلا بُدَّ لَهَا الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے بیان کیا ہے کہ جب رب کا تعلق فعل سے ہے تو اس فعل کا فعل ماضی ہونا ضروری ہے خواہ ربّ کو ما کافہ لاحق ہو یا نہ ہو وجہ یہ ہے کہ ربّ تقلیل محقق کیلئے آتا ہے اور تقلیل محقق اور واقعی فعل ماضی میں ہوسکتی ہے کسی اور میں نہیں جیسے رب رجل کریم لَقِیتُ اس کلام کے ذریعہ سے تم اس بات کی خبر دے رہے ہو کہ جن آدمیوں سے میں نے ملاقات کی ہے وہ تھوڑے ہیں۔ تم اس بات کو نہیں جانتے کہ آئندہ کن آدمیوں سے تم ملاقات کروگے وہ قلیل ہیں یا کثیر اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں معلوم ہوا رب تقلیل واقعی کیلئے آتا ہے۔ باقی رُبَمَا یَوَدُّ الخ میں جو مضارع پر داخل ہے وہ معنی میں وَدّ ماضی کے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ ہے کہ جو بات مستقبل میں یقیناً واقع ہونے والی ہو گویا کہ ہو چکی اس کو ماضی کے معنی میں کرتے ہیں۔

**وَيُحْذَفُ ذٰلِكَ الفِعْلُ الخ:** وہ فعل جس کے ساتھ رب کا تعلق ہو چکا ہو اکثر استعمالات میں قرینہ حالیہ یا مقالیہ کی وجہ سے حذف کیا جاتا ہے۔ جیسے تیرا قول رُبَّ رَجُلٍ اَكْرَمَنِیْ اصل میں اَكْرَمَنِیْ لقیتهٗ ہے اور لقیتہ رب کا فعل ہے اور سائل کے سوال کے قرینہ سے محذوف ہے کیونکہ سائل نے جس چیز کا سوال کیا ہے مجیب نے جواب اسی کا دیا ہے یہ قرینہ مقالیہ کی مثال ہے۔ اور اس مثال میں رجلٍ موصوف ہے اور اَکرمَنی اس کی صفت ہے۔ چونکہ ماقبل میں معلوم ہو چکا کہ رب نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے اور رب اکثر سوال مذکور یا مقدر کے جواب میں واقع ہوتا ہے، جیسا کہ آپ نے اوپر کی مثال میں اس کو خوب سمجھ لیا۔ فتفکر فلا تغفل.

- **الحرف الثامن (وَاوُ رُبَّ ...... اِلَّا الْعِيسُ):** حروف جارہ کا آٹھواں حرف واوَ ربّ ہے اور وہ وہ واوَ ہے جس کے ساتھ کلام کو شروع کیا جائے۔ واوَ ربّ ہمیشہ اسم ظاہر نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتی ہے یہ ضمیر مبہم پر داخل نہیں ہوتی اس کا متعلق بھی فعل ماضی ہوتا ہے اور اکثر محذوف ہوتا ہے اس کی مثال شاعر کا قول وَبَلْدَةٍ الخ ہے۔ اس میں واوَ بمعنی رُبَّ ہے اور نکرہ بلدۃ پر داخل ہے اور وہ لیس بها الخ کے جملہ سے موصوف ہے۔

## ﴿شعر (وبلدۃ لیس الخ) کی کامل تشریح ملاحظہ فرمائیے﴾

**شعر کا ترجمة:** میں نے بہت سے ایسے شہر طے کئے جہاں سوائے یعافیر (مٹیالے رنگ کے ہرن) اور عیس (سفید و سرخ بالوں والے اونٹوں) کے کوئی اُنس ومحبت رکھنے والا نہ تھا۔

**اهم الفاظ کی توضیح:** "بلدۃ" بمعنی شہر اس کی جمع "بلاد" آتی ہے۔ "اَنِیْسُ" بمعنی مُونس محبت واُنس کرنے والا الیعافیر یہ جمع ہے اس کا واحد یعفور ہے ہرن کا بچہ، "عیس" عَیساء کی جمع ہے بروزن حمراء سفید اونٹ جو مائل بہ سرخی ہو۔

**شعر کا مطلب:** اس شعر میں شاعر اپنی دلیری اور بہادری کو بیان کررہا ہے کہ میں جس طرف رخ کرتا ہوں انسان بھاگ جاتے ہیں میرا سامنا کوئی نہیں کرسکتا میں نے بہت سے مقامات ایسے طے کئے ہیں جہاں ہرن مٹیالے رنگ اور سفید مائل بہ سرخ اونٹوں کے کوئی میرا مونس ومددگار نہیں تھا۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے مذکورہ بالا شعر اپنی کتاب میں واوَ بمعنی ربّ کی مثال کیلئے ذکر کیا ہے جو کہ اس شعر کی ابتداء میں واوَ ہے وبلدة الخ۔

**محل استشهاد:** اس پورے شعر میں جو عبارت مثال کی غرض سے لائے وہ وَبَلْدَةٍ کی واؤ ہے جو بمعنی ربّ کے ہے۔

**ترکیب:** واؤ بمعنی ربّ جار بلدةٍ مجرور لفظاً موصوف لیس فعل از افعال ناقصہ باء جارہ ھا ضمیر مجرور متصل راجع بسوئے بلدة مجرور محلاً جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق کائنا محذوف کے جو کہ خبر مقدم ہے لیس کی انیس مستثنیٰ منہ الا استثنائیہ الیعافیر مستثنیٰ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الا العیس معطوف الا الیعافیر معطوف علیہ معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر اسم ہوا لیس کا لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر صفت ہوئی موصوف بلدة کی موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق ہوا وطت فعل کا جو کہ پہلے شعر میں موجود ہے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**شاعر کا نام:** شاعر کا نام ''عامر بن الحارث'' ہے۔

**وَ وَاوُ الْقَسَمِ وَهِيَ تُخْتَصُّ بِالظَّاهِرِ نَحْوُ وَاللّٰهِ وَالرَّحْمٰنِ لَاضْرِبَنَّ فَلا يُقَالُ وَكَ وَتَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تُخْتَصُّ بِاللّٰهِ وَحْدَهُ فَلا يُقَالُ تَالرَّحْمٰنِ وَقَوْلُهُمْ تَرَبِ الْكَعْبَةِ شَاذٌ وَبَاءُ الْقَسَمِ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الظَّاهِرِ وَالْمُضْمَرِ نَحْوُ بِاللّٰهِ وَ بِالرَّحْمٰنِ وَبِكَ وَلا بُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ وَهِيَ جُمْلَةٌ تُسَمَّى الْمُقْسَمُ عَلَيْهَا فَاِنْ كَانَتْ مُوْجَبَةً يَجِبُ دُخُوْلُ اللَّامِ فِي الْاِسْمِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَ وَاللّٰهِ لَافْعَلَنَّ كَذَا وَاِنَّ فِي الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ وَاِنْ كَانَتْ مَنْفِيَّةً وَجَبَ دُخُوْلُ مَا وَلا نَحْوُ وَاللّٰهِ مَا زَيْدٌ بِقَائِمٍ وَ وَاللّٰهِ لا يَقُوْمُ زَيْدٌ وَاعْلَمْ اَنَّهُ قَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِزَوَالِ اللَّبْسِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى تَاللّٰهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوْسُفَ اَىْ لا تَفْتَؤُ وَيُحْذَفُ جَوَابُ الْقَسَمِ اِنْ تَقَدَّمَ مَا يَدُلُّ عَلَيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ قَائِمٌ وَاللّٰهِ اَوْ تَوَسَّطَ الْقَسَمُ نَحْوُ زَيْدٌ وَاللّٰهِ قَائِمٌ.**

**ترجمۃ:** اور ان حروف جارہ میں سے واؤ قسم ہے اور وہ اسم ظاہر کے ساتھ مختص ہوتی ہے جیسے واللہ والرحمن لا ضربن پس نہیں کہا جاتا وک اور ان میں سے تاءِ قسم ہے اور وہ فقط لفظ اللہ کے ساتھ مختص ہوتی ہے پس نہیں کہا جائے گا تا لرحمن اور ان کا قول ترب الکعبة شاذ ہے۔ ان میں سے باءِ قسم ہے اور اسم ظاہر اور مضمر پر داخل ہوتی ہے جیسے باللہ بالرحمن اور بک اور قسم کیلئے جوابِ قسم ضروری ہے اور وہ جملہ ہے جس کا مقسم علیہا نام رکھا جاتا ہے اگر وہ جملہ مثبتہ ہو تو لام کا داخل ہونا واجب ہے جملہ اسمیہ اور فعلیہ میں جیسے واللہ لزیدٌ قائمٌ اور واللہ لافعلن کذا اور اسمیہ میں اِنّ جیسے واللہ اِنّ زیداً لقائمٌ اور اگر جملہ منفیہ ہو تو ما اور لا کا داخل ہونا واجب ہوگا جیسے واللہ ما زید بقائمٍ اور واللہ لایقوم زیدٌ۔

اور جان لیجئے کہ شان یہ ہے کہ کبھی کبھی التباس کے زائل ہونے کی وجہ سے حرف نفی حذف کر دیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ تاللہ تفتؤ تذکر یوسف ای لا تفتؤ اور حذف کر دیا جاتا ہے جواب قسم اگر وہ چیز جو اس پر دلالت کرتی ہے مقدم ہو جیسے زید قائم واللہ یا قسم درمیان میں آجائے جیسے زید واللہ قائمٌ۔

**تشریح:** **الحرف التاسع (وَ وَاوُ الْقَسَمِ ...... وَكَ):** حروف جارہ میں سے نویں قسم واؤ قسم ہے۔ اور یہ اسم ظاہر کے ساتھ مختص ہے یعنی اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی۔ پھر اسم ظاہر عام ہے کہ وہ لفظ اللہ ہو یا لفظ رحمٰن یا رحیم ہو۔ جیسے وَاللّٰهِ یا وَالرَّحْمٰنِ لَاضْرِبَنَّ (اللہ کی قسم، رحمٰن کی قسم میں ضرور بالضرور ماروں گا) لہٰذا واؤ کو ضمیر پر داخل کر کے وَکَ نہیں کہا جائے گا۔

**الحرف العاشر** (وَتَاءُ الْقَسَم......شاذٌ): حروف جارہ کی دسویں قسم تاءِ قسم ہے اور یہ صرف لفظ اللہ پر داخل ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اسم پر داخل ہو کر قسم کے معنی نہیں دیتی لہٰذا تالرّحمٰن نہیں کہا جائیگا یہ مذہب جمہور نحویین کا ہے۔ لیکن امام اخفش کے نزدیک لفظ اللہ کے علاوہ اسم ظاہر پر تاء قسم داخل ہو سکتی ہے ان کی دلیل ان عرب والوں کا قول تربِّ الکعبۃ ہے اس میں تاء قسم ہے اور لفظ اللہ کا غیر ہے البتہ اسم ظاہر ہے جو کہ رَبّ ہے تو معلوم ہوا لفظ اللہ کے علاوہ اسم ظاہر پر تاء قسمیہ داخل ہو سکتی ہے لیکن مصنفؒ نے اس کا جمہور کی طرف سے جواب دیا کہ ان کا مقولہ تربِ الکعبۃ خلاف قانون ہے جس سے استدلال درست نہیں۔

**الحرف الحادي عشر** (وَبَاءُ الْقَسَم......وبکَ): حروف جارہ میں سے گیارہواں حرف باء قسم ہے اور یہ اسم ظاہر اور اسم مضمر سب پر داخل ہوتا ہے جیسے باللہ اور بالرحمٰن اور بک پہلی دو امثلہ اسم ظاہر کی ہیں اور بک اسم مضمر کی مثال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ باء قسم میں اصل ہے تاء اور واؤ فرع ہیں۔ لہٰذا اصل کا عام ہونا ضروری ہے۔

**تاء، واؤ، باء قسم کے درمیان فرق:** ان تینوں حروف قسم کے درمیان فرق ہے وہ یہ کہ باء قسم عام ہے اسم ظاہر و اسم مضمر سب پر داخل ہوتی ہے۔ اور واؤ اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے اسم ضمیر پر داخل نہیں ہوتی اور تاء اخص الخاص ہے کہ وہ صرف لفظ اللہ پر داخل ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی اسم ظاہر پر بھی داخل نہیں ہوتی۔

**وَلا بُدَّ لِلْقَسَمِ مِنَ الْجَوَابِ الخ:** ان مذکورہ بالا تینوں حروف میں سے جب کوئی ایک حرف قسم کے معنی میں استعمال ہو تو اس وقت یہ بات ضروری ہے کہ اس کے لئے جواب قسم ہو اور یہ جواب قسم جملہ ہوگا اور اسکو مقسم علیہا بھی کہتے ہیں۔ پھر یہ جملہ دو حال سے خالی نہیں مثبتہ ہوگا یا منفیہ اگر مثبتہ ہو تو پھر دو حال سے خالی نہیں جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ۔ اگر جملہ مثبتہ اسمیہ ہے یا فعلیہ تو ان دونوں صورتوں میں اس جملہ پر لام کا داخل ہونا واجب ہوگا اسمیہ کی مثال واللّٰہ لَزَیْدٌ قائمٌ (اللہ کی قسم البتہ زید کھڑا ہونے والا ہے) جملہ فعلیہ کی مثال وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ کذا (اللہ کی قسم میں ضرور بالضرور اسی طرح کروں گا) اسی طرح جواب قسم جملہ مثبتہ اسمیہ ہونے کی صورت میں اِنّ کا داخل کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسے وَاللّٰہِ اِنَّ زَیْداً لَقَائِمٌ (اللہ کی قسم تحقیق زید البتہ کھڑا ہونے والا ہے)

خلاصۃ الکلام یہ کہ جواب قسم جملہ مثبتہ ہونے کی صورت میں لام تاکید کا لانا ضروری ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ البتہ اسمیہ کی صورت میں اِنّ کا لانا بھی ضروری ہے پھر یہ لام تاکید اور اِنّ دونوں داخل ہوتے ہیں اور کبھی ان دونوں میں سے کوئی ایک داخل ہوتا ہے۔

اور اگر جوابِ قسم جملہ منفیہ ہو خواہ جملہ اسمیہ یا فعلیہ تو اس وقت جواب قسم پر لفظ ما یا لا کا داخل کرنا ضروری ہے جیسے وَاللّٰہِ مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ (اللہ کی قسم زید کھڑا ہونے والا ہے) یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے اس پر حرف نفی ما داخل ہے۔ وَاللّٰہِ لا یَقُوْمُ زَیْدٌ (اللہ کی قسم زید کھڑا نہیں ہوگا) یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے اس پر حرف لا داخل ہے۔

**وَاعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ الخ:** اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ جب جواب قسم جملہ منفیہ ہو تو اس وقت کبھی کبھار حرف نفی کو حذف کر دیا جاتا ہے بوجہ التباس کے زائل ہونے کے یعنی جب حرف نفی کے حذف کرنے سے جملہ جواب قسم کے مثبت ہونے کا احتمال نہ آسکے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تاللّٰہ تفتؤ تذکر یوسف یعنی لاتفتؤ یہ جواب قسم ہے اس سے حرفِ نفی کو حذف کیا گیا ہے اصل میں لاتفتؤ تھا یہاں التباس کا خوف نہیں ہے کیونکہ جب مضارع مثبت جواب قسم ہوتا ہے تو اس میں لام تاکید یہ کا آنا ضروری ہے اس جگہ لام

تاکید یہ نہیں ہے لہٰذا معلوم ہوا مضارع مثبت نہیں بلکہ منفی ہے اور حرف نفی محذوف ہے۔

**وَيُحْذَفُ جَوابُ الْقَسَمِ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے یہ بتلایا کہ کبھی کبھار جوابِ قسم کو حذف بھی کیا جاتا ہے اگر قسم پر کوئی ایسی چیز مقدم ہو جو جوابِ قسم پر دلالت کرتی ہو جیسے زَيْدٌ قائمٌ واللهِ اصل میں واللهِ لَزَيْدٌ قائمٌ تھا چونکہ قسم سے پہلے زَيْدٌ قائمٌ جملہ اسمیہ جوابِ قسم پر دلالت کرتا ہے اس لئے جوابِ قسم کو حذف کر دیا گیا اور پہلے جملہ کو دال بر جوابِ قسم کہا جاتا ہے۔

اسی طرح جب جوابِ قسم پر دلالت کرنے والے جملہ کے درمیان میں قسم واقع ہو تو جوابِ قسم کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے زَيْدٌ واللهِ قائمٌ اصل میں وَاللهِ لَزَيْدٌ قَائِمٌ تھا یہاں بھی یہ جملہ جس کے مبتداء وخبر کے درمیان قسم آگئی جوابِ قسم پر دلالت کرتا ہے اس لئے جوابِ قسم کو حذف کر دیا گیا۔

**وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ وَقَدْ يَكُوْنُ عَنْ وَعَلٰى اِسْمَيْنِ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهِمَا مِنْ كَمَا تَقُوْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَنَزَلْتُ مِنْ عَلَى الْفَرَسِ وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو وَزَائِدَةً كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَقَدْ تَكُوْنُ اِسْمًا كَقَوْلِ الشَّاعِرِ (ع) يَضْحَكْنَ عَنْ كَالْبَرَدِ الْمُنْهَمِ.**

**ترجمة:** اور عن مجاوزۃ کیلئے ثابت ہے جیسے رميت السهم عن القوس الى الصيد اور علی استعلاء کیلئے ثابت ہے جیسے زید علی السطح اور کبھی عن اور علی اسم ہوتے ہیں جب ان پر من داخل ہو جیسا کہ تو کہے گا جلست من عن يمينه اور نزلت من على الفرس (میں اس کی دائیں جانب بیٹھا اور میں گھوڑے کی پیٹھ سے اترا) اور کاف تشبیہ کیلئے ثابت ہے جیسے زید كعمرٍو (زید عمر کی مانند ومشابہ ہے) اور زائدہ ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ليس كمثله شيء اور کبھی کبھار اسم ہوتا ہے جیسے شاعر کا کہنا۔ يضحكن عن كالبردِ الخ۔

**تشریح: الحرف الثانی عشر** (وَعَنْ لِلْمُجَاوَزَةِ ......اَلصَّيْدِ) حروف جارہ میں سے بارہواں حرف جر ''عن'' ہے جو کہ مجاوزۃ کیلئے ہے یعنی عن یہ بتلائے کہ میرا ماقبل میرے مدخول سے گزر کر دور ہو گیا ہے۔ جیسے رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ اِلَى الصَّيْدِ (میں نے تیر کو کمان سے شکار کی طرف پھینکا) اس مثال میں السهم جو کہ عن کا ماقبل ہے قوس سے جو کہ عن کا مابعد ہے گزر کر دور ہو گیا ہے۔

**فائدہ:** کسی چیز کا شی سے گذر کر دور ہونے کی تین صورتیں ہیں ١۔ اس طور پر کہ وہ چیز عن کے مدخول سے زائل ہو کر کسی دوسری چیز کی طرف چلی جائے جیسے گذشتہ مثال میں تیر کمان سے زائل ہو کر شکار کی طرف چلا گیا ٢۔ اس طور پر کہ وہ چیز عن کے مدخول سے بغیر زائل ہوئے دوسری چیز کی طرف چلی جائے جیسے اخذت عنهُ العلم (میں نے اس شخص سے علم سیکھا) اس مثال میں علم عن کے مدخول یعنی شخص سے زائل ہوئے بغیر متکلم تک چلا گیا۔ ٣۔ اس طور پر کہ وہ چیز عن کے مدخول تک پہنچے بغیر اس سے زائل ہو کر کسی دوسری چیز کی طرف چلی جائے۔ جیسے اَدَّيْتُ عنهُ الدَّيْنَ اِلَى خالدٍ (میں نے اس شخص کی طرف سے خالد کو قرض ادا کر دیا) اس مثال میں دین یعنی قرض عن کے مدخول شخص مقروض تک پہنچے بغیر اس سے زائل ہو کر خالد کی طرف چلا گیا۔

**الحرف الثالث عشر** (وَعَلٰی لِلاِسۡتِعۡلَاءِ ...... الفَرَس): تیرھواں حرف حروف جارہ میں سے علی ہے یہ استعلاء کیلئے آتا ہے۔ استعلاء عُلُو سے مشتق ہے استفعال باب سے ہے بمعنی طلبِ علُو یعنی بلندی کو طلب کرنا استعلاء کا اس جگہ معنی یہ ہے کہ علی یہ بتلائے کہ میرے مدخول کے اوپر کوئی دوسری چیز ہے خواہ اس کا ماقبل ہو یا اس کا غیر ہو۔ پھر یہ استعلاء کبھی تو حقیقی ہوتا ہے جیسے زَیۡدٌ عَلَی السَّطۡحِ (زید چھت پر ہے) یہ السطح پر زید کی بلندی حقیقی ہے۔ اور کبھی یہ استعلاء مجازی ہوتا ہے جیسے عَلَیۡهِ دَیۡنٌ (اس پر قرضہ ہے)۔

**وَقَدۡ یَکُوۡنُ عَنۡ وَعَلٰی الخ:** عن اور علی یہ دونوں کبھی اسمیت کا معنی دیتے ہیں عن بمعنی جانب وطرف اور علی بمعنی فوق لیکن ایک شرط کے ساتھ جب ان پر حرف من داخل ہو یعنی یہ حرف من کا مدخول ہوں تو بمعنی جانب وفوق کے ہونگے جیسے آپ کہیں جَلَسۡتُ مِنۡ عَنۡ یَمِیۡنِه یعنی من جانب یَمِیۡنِه (میں اس کی داہنی جانب بیٹھا) اور نَزَلۡتُ مِنۡ عَلَی الۡفَرَسِ یعنی مِنۡ فَوۡقِ الۡفَرَسِ (میں گھوڑے کے اوپر سے اترا)۔

**الحرف الرابع عشر** (وَالۡکَافُ ...... اَلۡمُنۡهَمِّ): حروف جارہ میں سے چودہواں حرف کاف ہے اور یہ تشبیہ کیلئے آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا ماقبل میرے مابعد ومدخول کے مشابہ ہے اور مثل ہے جیسے زَیۡدٌ کَعَمۡرٍو (زید عمرو کی مثل ہے) اس مثال میں کاف نے یہ بتلایا کہ زید میرے مدخول عمرو کے مشابہ اور مثل ہے۔

**فائدہ:** جس جگہ کاف تشبیہ کا استعمال ہو وہاں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے ۱۔ مشبہ جس کو تشبیہ دی گئی ہو ۲۔ مشبہ بہ وہ شئی جس سے کسی چیز کو تشبیہ دی گئی ہو ۳۔ وجہ شبہ جس کی وجہ سے ایک چیز کو دوسری کے ساتھ تشبیہ دی گئی ۴۔ حرف تشبیہ یا آلہ تشبیہ وہ حرف جس کے ذریعہ سے ایک کو دوسرے کے ساتھ تشبیہ دی اور وہ کاف تشبیہ ہی ہوگا تو مذکورہ بالا مثال میں زَیۡدٌ مشبہ ہے اور عمرو مشبہ بہ ہے شجاعت یا سخاوت وغیرہ وجہ تشبیہ ہے اور کاف حرف تشبیہ ہے۔

**کاف کا دوسرا معنی زائدہ ہونا** ہے کہ اگر کلام سے حذف کر دیا جائے تو معنی میں فساد و بگاڑ پیدا نہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَیۡسَ کَمِثۡلِه شَیۡءٌ یعنی لَیۡسَ مِثۡلُهٗ شَیۡئًا (اس کی مثل کوئی چیز نہیں) اس مثال میں مثلہٗ پر جو کاف داخل ہے وہ زائدہ ہے وگرنہ آیت کا معنی غلط ہوتا ہے۔

**وَقَدۡ تَکُوۡنُ الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے یہ بتلایا ہے کہ کاف جس طرح حرف کے معنی میں آتا ہے اور یہ اصل ہے اسی طرح کبھی کبھار اسم کے معنی میں بھی آتا ہے اور معنی میں مثل کے ہوگا لیکن جب اس پر کوئی حرف جر داخل ہو جیسے شاعر کا شعر یَضۡحَکۡنَ عَنۡ کَالۡبَرَدِ الخ اس مصرعہ میں البرد پر جو کاف داخل ہے مثل کے معنی میں ہے اور اسم ہے اور اس پر حرف جر عن داخل ہے۔

## (شعر (یضحکن الخ) کی مکمل تشریح ''ناظرین کی پُرتکلّف مہمانی'')

**۱۔ شعر کی تکمیل:** وَبِیۡضٌ ثَلَاثٌ کَنِعَاجِ جُمِّ یَضۡحَکۡنَ عَنۡ کَالۡبَرَدِ الۡمُنۡهَمِّ (جامع الشواہد)

اور بعض کتب میں مذکور ہے کہ یضحکن الخ یہ مصرعہ شعر کا پہلا مصرعہ ہے دوسرا اور ہے۔ تو پورا شعر ان کے نزدیک یوں ہے

یَضۡحَکۡنَ عَنۡ کَالۡبَرَدِ الۡمُنۡهَمِّ تَحۡتَ غَوَاصِیۡفِ الۡاُنُوۡفِ الشُّمِّ

**اهم الفاظ کی توضیح:** بِیض، یہ بیضاء کی جمع ہے اور موصوف محذوف نسآءٌ کی صفت ہے اصل میں نِسآءٌ بِیضٌ تھا معنی سفید خوبصورت عورتیں۔ نعاج بروزن کتاب نعجۃ کی جمع ہے بمعنی وحشی گائے۔ الجُمّ جماء کی جمع ہے اس وحشی گائے کو کہتے ہیں جس کے سینگ نہ ہوں۔ یضحکن فعل مضارع جمع مؤنث غائبات کا صیغہ ہے ضحک سے مشتق ہے بمعنی ہنستیں ہیں۔ ''البَرَد'' مثل فرس بمعنی اُولہ یا ژالہ۔ المُنهَمِ یہ اِنهِمام سے مشتق ہے بمعنی پگھلنا اور مُنهَم کا معنی پگھلنے والا۔

**۳۔ شعر کا ترجمہ:** تین سفید خوبصورت ایسی عورتیں جو بے سینگ وحشی گاؤں کی مانند ہیں ایسے دانتوں سے ہنستی ہیں جو پگھلنے والے اولے کی مانند ہیں۔

**شعر کا مطلب:** شاعر نے اس شعر میں دو تشبیہیں ذکر کی ہیں ایک تو ان کی سفیدی اور خوبصورتی کو سفید بے سینگ وحشی گاؤں کے ساتھ دوسرا لطافت اور نظافت میں ان کے دانتوں کو پگھلنے والے اولے کے ساتھ۔ شاعر کہتا ہے ایسی تین خوبصورت عورتیں جو وحشی گاؤں کی مانند ہیں سفیدی میں جب وہ ہنستی ہیں تو ان کے دانت سفید پگھلنے والے اولے نظر آتے ہیں یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اولے ہوں۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے شعر کے اس مصرعہ کو اس بات کے واضح کرنے اور اس کی مثال پیش کرنے کیلئے ذکر کیا کہ کبھی کاف اسمی ہوتا ہے اور مثل کے معنی میں لایا جاتا ہے۔

**محل استشهاد:** اس شعر میں جس لفظ سے استدلال کیا گیا ہے وہ کالبرد ہے اصل میں مثل البرد ہے۔

**ترکیب:** بِیضٌ صفت ہے موصوف محذوف نِساءٌ کی اسی طرح ثلاث بھی صفت ہے کنعاج جم جار مجرور ملکر ظرف مستقر متعلق کائن کے ہوکر یہ بھی صفت ہے موصوف اپنی تینوں صفتوں سے ملکر مبتداء اور یضحکن فعل مضارع ھن ضمیر نساء کی فاعل عن حرف جار کاف اسمی بمعنی مثل مضاف البرد موصوف المنھم صفت موصوف صفت ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق یضحکن کے فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

**شاعر کا نام:** یہ شعر عبداللہ بن رُؤبہ تمیمی کا ہے۔

**وَمُذْ وَمُنْذُ لِلزَّمَانِ اِمَّا لِلْاِبْتِدَاءِ فِي الْمَاضِيْ كَمَا تَقُوْلُ فِيْ شَعْبَانَ مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ رَجَبَ اَوْ لِلظَّرْفِيَّةِ فِي الْحَاضِرِ نَحْوُ مَا رَأَيْتُهٗ مُذْ شَهْرِنَا وَمُنْذُ يَوْمِنَا اَيْ فِيْ شَهْرِنَا وَفِيْ يَوْمِنَا وَخَلا وَعَدَا وَحَاشَا لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَاءَ نِي الْقَوْمُ خَلا زَيْدٍ وَحَاشَا عَمْرٍو وَعَدَا بَكْرٍ.**

**ترجمة:** اور مذ و منذ زمان کیلئے ہیں یا تو زمانہ ماضی میں ابتداء کیلئے ہیں جیسا کہ تو کہے شعبان میں ما رأيتهٗ مذ رجب یا ظرفیۃ کیلئے حاضر میں جیسے ما رأيتهٗ مذ شهرنا و منذ يومنا یعنی في شهرنا اور في يومنا اور خلا اور عدا اور حاشا استثنآء کیلئے ثابت ہیں۔ جیسے جآءَ نی القوم خلا زيد و حاشا عمرٍو وعدا بكرٍ۔

**تشریح: الحرف الخامس عشر والسادس عشر** (وَمُذْ وَمُنْذُ ...... فِي يَوْمِنَا):

حروف جارہ میں سے پندرہواں مذ اور سولہواں منذ ہے۔ اور یہ دونوں زمان کیلئے ثابت ہیں۔ پھر ان کی دو حیثیتیں ہیں ایک اسم

دوسرا حرف جر ہونے کی جب اسم ہوں تو یہ ظروف مبنیہ سے ہونگے تفصیل گذر چکی اور اس جگہ حرف جر کی حیثیت سے ذکر ہو رہے ہیں۔
یہ دونوں زمانہ ماضی میں فعل کی ابتداء کیلئے آتے ہیں جیسے شعبان میں آپ کہیں مَا رَأَیْتُهٗ مُذْ رَجَبَ (میں نے اس کو رجب کے مہینہ سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کی ابتداء رجب سے اب تک ہے) یا زمانہ حاضر میں ظرفیت محضہ کیلئے آتے ہیں یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ فعل کا تمام زمانہ یہی زمانہ حاضر ہے جیسے مَارَأَیْتُهٗ مُذْ شَهْرِنَا وَ مُنْذُ یَوْمِنَا (میں نے اس کو اپنے مہینہ سے اور اپنے دن سے نہیں دیکھا) یعنی میرے اس کو نہ دیکھنے کا پورا زمانہ یہی موجودہ مہینہ ہے یا موجود دن ہے۔

## الحرف السابع عشر والثامن عشر والتاسع عشر (وخَلا وَعَدَا ......وَعَدَا بَكْرٍ):

حروف جارہ کی سترہویں اور اٹھارہویں اور انیسویں قسم خلا، عدا اور حاشا ہیں جو استثناء کیلئے ثابت ہیں۔ یعنی یہ بتلاتے ہیں کہ ہمارا مابعد ماقبل کے حکم سے خارج ہے اس میں داخل نہیں ہے جیسے جاء نی القوم خَلا زَیْدِ (قوم میرے پاس آئی سوائے زید کے) جَاءَ نِی الْقَوْمُ عَدا بَكْرٍ (میرے پاس قوم آئی سوا بکر کے)

**فائدہ:** یہ حرف اگر اپنے مدخول کو جر دیں گے تو یہ حروف جارہ ہونگے اور اگر نصب دیں گے تو یہ فعل ہونگے اور اپنے مدخول کو نصب دیں گے وہ مفعول ہوگا اور فاعل اس میں مستتر ضمیر ہوگی۔

خلاصۃ الکلام یہ کہ یہ تینوں اور عن، علی اور کاف اسی طرح مذ اور منذ کبھی اسم ہونگے اور کبھی حرف جر ہونگے ان کے ماسوا تمام حروف جارہ ہونگے اسم نہیں ہوں گے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ حروف جر کی تعریف کریں، کلام موجب کیا ہے اس میں نحاۃ بصرہ وکوفہ کا کیا اختلاف ہے واضح کریں اور قد کان من مطر کا کیا معنی ہے۔ (دیکھئے البحث الاول والثالث) ۲۔ فلا یبقی اناس الخ اس شعر کی مکمل وضاحت لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۳۔ حتی اور الی کے مابین فرق لکھیے اور باء کے کتنے معانی مصنف نے ذکر کئے ہیں۔ (دیکھئے البحث الثالث) ۴۔ واؤ قسم، تاء قسم اور باء قسم کی تفصیل لکھنے کے بعد ان کے مابین فرق کو لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث)

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فِی الْحُرُوْفِ الْمُشَبَّهَةِ بِالْفِعْلِ

فصلٌ، اَلْحُروفُ الْمُشَبَّهَةُ بِالْفِعْلِ سِتَّةٌ اِنَّ وَاَنَّ وَكَاَنَّ وَلٰكِنَّ وَلَيْتَ وَلَعَلَّ هٰذِهِ الْحُرُوْفُ تَدخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ تَنْصِبُ الْاِسْمَ وَتَرْفَعُ الْخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ نَحْوُ اِنَّ زَيْداً قَائِمٌ وَقَدْ يَلْحَقُهَا مَا الْكَافَةُ فَتَكُفُّهَا عَنِ الْعَمَلِ وَحِيْنَئِذٍ تَدْخُلُ عَلَى الْاَفْعَالِ تَقُوْلُ اِنَّمَا قَامَ زَيْدٌ.

**ترجمة:** حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں اِنَّ اَنَّ الخ یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اسم کو نصب دیتے ہیں اور خبر کو رفع دیتے ہیں جیسا کہ تو نے پہچانا (مرفوعات کی بحث میں) جیسے اِنَّ زیدا قائمٌ اور کبھی کبھار ان کو ما کافہ لاحق ہوتا ہے پس وہ ان کو عمل سے روک دیتا ہے اور اس وقت وہ افعال پر داخل ہوتے ہیں تو کہے گا انما قائم زَیْدٌ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف مشبہ بالفعل کے بیان میں ہے اور سات ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ حروف مشبہ بالفعل کی

تحقیق اور عمل کی تفصیل (اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ سِتَّةٌ ......قَائِمٌ) ۲۔ایک اہم فائدہ (وَقَدْ يَلْحَقُهَا ......زَيْدٌ) ۳۔اِنّ (بالکسر) اَنّ (بالفتح) کے درمیان فرق (وَاعْلَمْ اَنَّ ......الْمُفْرَدِ) ۴۔اِنّ اور اَنَّ کے مواضع (وَلِذَالِکَ ......وعمروًا) ۵۔اِن اور اَن کے فرق پر تفریع (وَلِذَالِکَ ......وَعَمْرواً) ۶۔ان دونوں کی تخفیف کی تفصیل (واعلم اَنَّ اِنَّ المكسورة ......خبرها) ۷۔بقیہ حروف مشبہ بالفعل کی تفصیل (وَكَانَ......وَالْبَوَاقِي فُرُوعٌ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تحقیق الحروف المشبهة بالفعل مع تفصیل العمل (اَلْحُرُوْفُ الْمُشَبَّهَةُ......قَائِمٌ):

اس عبارت میں حروف مشبہ بالفعل کی تحقیق کو بیان کیا گیا کہ وہ چھ ہیں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو نصب کرتے ہیں وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور خبر کو رفع کرتے ہیں وہ ان کی خبر کہلاتی ہے۔ (نوٹ) اس کی مکمل تفصیل مرفوعات کی فصل سابع کی اول و ثانی بحث میں پوری بسط کے ساتھ گذر چکی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے۔

**البحث الثانی فی فائدة مهمّةٍ** (وَقَدْ يَلْحَقُهَا ......زَيْدٌ): اس عبارت میں حروف مشبہ بالفعل کے متعلق ایک اہم فائدہ ذکر کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ ان حروف مشبہ بالفعل کے آخر میں کبھی کبھی ما آتا ہے جس کو ما کافہ (یعنی عمل سے روکنے والا) کہتے ہیں تو اس وقت یہ حروف اپنا عمل کرنے سے رک جاتے ہیں۔ یعنی اس ما کی وجہ سے ملغیٰ عن العمل ہوجاتے ہیں تو اب جملہ اسمیہ پر داخل ہونے کی جو شرط تھی وہ بھی ختم ہوگئی بلکہ اس وقت جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوسکتے ہیں جیسے اِنّما قَامَ زَيْدٌ اس میں ان کو ما کافہ لاحق ہوا ہے اور قَامَ زَيْدٌ جملہ فعلیہ ہے اس پر داخل ہے۔ جملہ اسمیہ کی مثال اِنَّما اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ الْهَمْزَةِ لا تُغَيِّرُ مَعْنَى الْجُمْلَةِ بَلْ تُؤَكِّدُهَا وَاَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ الْهَمْزَةِ مَعَ مَا بَعْدَهَا مِنَ الْاِسْمِ وَالْخَبَرِ فِيْ حُكْمِ الْمُفْرَدِ۔

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ اِنَّ (المكسورة الهمزة) جملہ کے معنی کو تبدیل نہیں کرتا بلکہ اس کو پختہ کرتا ہے اور اَنّ (المفتوحة الهمزة) اپنے مابعد یعنی اسم وخبر کے ساتھ ملکر مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔

## تشریح: البحث الثالث فی الفرق بین اِنّ (بالکسر) وَاَنَّ (بالفتح) (وَاعْلَمْ اَنَّ......الْمُفْرَدِ):

اس عبارت سے مصنفؒ نے اِنّ اور اَنَّ کے درمیان فرق کو بیان کیا ہے اگرچہ لفظی فرق واضح تھا۔ وہ معنوی فرق یہ ہے کہ اِنّ جس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اس جملہ کے مضمون کو تبدیل نہیں کرتا بلکہ اس کو پختہ کرتا ہے بخلاف اَنّ کے وہ اپنی اسم وخبر کے ساتھ ملکر اس جملہ کو مفرد کے حکم میں کر دیتا ہے۔ مفرد کے حکم میں کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جملہ مفرد کی تاویل میں ہوجاتا ہے جیسے بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْداً مُنْطَلِقٌ معنی میں بلغنی اِنطلاق زَيْدٍ، زيدٌ منطلق جملہ تھا لیکن انطلاق زید کے معنی میں ہوگیا اَنّ کے آنے کی وجہ سے۔

وَلِذَالِکَ يَجِبُ الْكَسْرُ اِذَا كَانَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْكَلَامِ نَحْوُ اِنَّ زَيْدًا قَائِمٌ وَبَعْدَ الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ وَبَعْدَ الْمَوْصُوْلِ نَحْوُ مَا رَأَيْتُ الَّذِيْ اِنَّهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاِذَا كَانَ فِيْ خَبَرِهَا اللَّامُ نَحْوُ اِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ وَيَجِبُ

اَلْفَتْحُ حَيْثُ يَقَعُ فَاعِلاً نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْداً قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَفْعُولاً نَحْوُ كَرِهْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مُبْتَدَاءً نَحْوُ عِنْدِيْ اَنَّكَ قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مُضَافًا اِلَيْهِ نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْراً قَائِمٌ وَحَيْثُ يَقَعُ مَجْرُوْراً نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَكْراً قَائِمٌ وَبَعْدَ لَوْ نَحْوُ لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنَا لَاَكْرَمْتُكَ وَبَعْدَ لَوْ لا نَحْوُ لَوْ لا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ وَيَجُوْزُ الْعَطْفُ عَلٰى اِسْمِ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةِ بِالرَّفْعِ وَالنَّصْبِ بِاِعْتِبَارِ الْمَحَلِّ وَاللَّفْظِ مِثْلُ اِنَّ زَيْداً قَائِمٌ وَعَمْرٌو وَعَمْرًوا۔

**ترجمة:** اوراسی وجہ سے کسرہ واجب ہوتا ہے جب ابتداء کلام میں ہو جیسے ان زیدا قائمٌ اورقول کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ اورموصول کے بعد جیسے مَا رَاَيْتُ الَّذِيْ اِنَّهٗ فِي الْمَسَاجِدِ اور جس وقت اس کی خبر میں لام ہو جیسے اِنَّ زَيْداً لَقَائِمٌ اورفتح واجب ہوگی جب کہ فاعل واقع ہورہا ہو جیسے بَلَغَنِيْ اَنَّ زَيْداً قَائِمٌ اورجس جگہ مفعول واقع ہورہا ہو جیسے كَرِهْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ اور جہاں مبتداء واقع ہورہا ہو جیسے عِنْدِيْ اَنَّكَ قَائِمٌ اورجس جگہ مضاف الیہ واقع ہورہا ہو جیسے عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَكْراً قَائِمٌ اورجس جگہ مجرور واقع ہورہا ہو جیسے عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ بَكْراً قَائِمٌ اورلو کے بعد جیسے لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنَا لَاَكْرَمْتُكَ اور لَوْ لا کے بعد جیسے لَوْ لا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَيْدٌ اور اِنّ (المکسورة) کے اسم پر رفع اورنصب کے ساتھ عطف جائز ہوگا محل کے اعتبار سے اورلفظ کے اعتبار سے جیسے ان زیدا قائمٌ و عمرٌو وعمرًوا۔

## تشریح: البحث الرابع فی بیان التفریع علی الفرق بینهما (وَلِذٰلِکَ ......عمرًوا):

اس عبارت میں مصنفؒ نے اصل تو اِنَّ اور اَنَّ کے درمیان فرق کوواضح کرنے کیلئے تفریع بیان کی ہے اوراس کے ضمن میں اِنّ اوراَنّ کے مواضع کا بیان بھی ہوگیا۔تفریع یہ ہے کہ جب اِنّ جملہ کے مضمون میں تبدیلی نہیں کرتا بلکہ اس کو پختہ کرتا ہے تو شروع کلام میں اسی طرح دیگر جگہوں میں (جن کی تفصیل آئندہ بحث میں آرہی ہے) اِنّ پڑھنا واجب ہے اوراَنّ چونکہ مضمون جملہ کومفرد کی تاویل میں کردیتا ہے لہٰذا ان جگہوں میں جہاں مفرد ہونا چاہیے (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے) اَنّ لانا واجب ہے۔مواضع کے بیان کے بعد مصنفؒ نے ویجوز العطف الخ سے اسی فرق پرایک اورتفریع بیان کی ہے کہ جب اِنّ جملہ کے معنی میں تبدیلی نہیں لاتا بلکہ اس کو پختہ کرتا ہے تو اِنّ کے اسم پر کسی اسم ظاہر کا عطف ڈال کر معطوف کومعطوف علیہ کے محل کی رعایت کرتے ہوئے مرفوع پڑھنا اورلفظ کی رعایت کرتے ہوئے منصوب پڑھنا دونوں جائز ہیں۔کیونکہ اِنّ کا اسم لفظ کے اعتبار سے منصوب ہےاورمحل کے اعتبار سے مرفوع اس وجہ سے ہے کہ اصل میں یہ مبتداء ہےاورمبتداء مرفوع ہوتا ہے۔جیسے اِنَّ زَيْداً قَائِمٌ وعمرٌو محل کی رعایت کرتے ہوئے اورلفظ کی رعایت کرتے ہوئے ان زیداً قائمٌ وعمرًوا پڑھتے ہیں۔

## البحث الخامس فی بیان مواضعهما (اِنّ، اَنّ) (اذا کان ......لَغَابَ زَيْدٌ):

مصنفؒ نے پہلے اِنّ کے مواضع کو بیان کیا بعدۂ اَنّ کے مواضع کوذکر فرمایا۔ان کے چار مواضع ذکر کئے ہیں اگرچہ اوربھی ہیں ہم آٹھ مواضع ذکر کریں گے ۱۔ابتداء کلام میں اِنّ (مکسورہ) ہوگا کیونکہ یہ جملہ کی جگہ ہے جیسے اِنَّ زَيْداً قَائِمٌ ۲۔قول اوراسکے مشتقات کے بعد اِنّ ہوگا کیونکہ قول کا مقولہ جملہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تحقیق وہ گائے ہے) ۳۔موصول کے بعد جملہ ہوگا کیونکہ موصول کا صلہ جملہ ہوتا ہے) اور جملہ کے شروع میں اِنّ آتا ہے جیسے مَارَاَيْتُ الَّذِيْ

اِنَّهُ فِي الْمَسَاجِدِ (میں نے اس کو نہیں دیکھا بے شک وہ مساجد میں ہے) ۴۔ جب خبر پر لام تاکید یہ داخل ہو تو اِنّ ہوگا کیونکہ لام تاکید یہ جملہ کے معنی کی تاکید کیلئے آتا ہے۔ جیسے اِنَّ زَیْداً لَقَائِمٌ (بے شک زید البتہ کھڑا ہونے والا ہے) یہ چاروں مواضع مصنفؒ نے ذکر کئے ہیں مزید چار اور مواضع بیان کئے جاتے ہیں ۵۔ جواب قسم میں ان ہوتا ہے جیسے واللہ اِنَّ زَیْداً قائمٌ کیونکہ جواب قسم بھی جملہ ہوتا ہے ۶۔ نداء کے بعد بھی اِنّ ہوتا ہے جیسے یا بَنِیَّ اِنَّ اللہ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ۔

۷۔ حتی ابتدائیہ کے بعد اِنّ ہوتا ہے جیسے مَرِضَ فُلانٌ حَتّٰی اِنَّهُمْ لا یَرْجُوْنَهُ (فلاں بیمار ہوا یہاں تک کہ لوگ اس کی امید نہیں رکھتے) ۸۔ حروف تنبیہ کے بعد بھی اِنّ ہوتا ہے اَلا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلاهُمْ یَحْزَنُوْنَ (خبردار بے شک اولیاء اللہ پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے)

**حَیْثُ یَقَعُ فَاعِلاً الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ اَنّ (مفتوحہ) کے مواضع کو بیان کر رہے ہیں اور یہ وہاں ہوگا جہاں جملہ کو مفرد کی تاویل میں کیا گیا ہوگا اس کے بھی متعدد مواضع ہیں ۱۔ جس جگہ فاعل واقع ہو رہا ہو یعنی اَنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر فاعل بن رہا ہو تو اَن ہوگا جیسے بلغنی اَنَّ زیداً قَائِمٌ (مجھے یہ خبر پہنچی کہ زید کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں بلغ فعل ہے اور اَنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہے عبارت یوں ہے بَلَغَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ ۲۔ جس جگہ مفعول بہ واقع ہو رہا ہو یعنی اَن اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مفعول واقع ہو جیسے کرھت اَنَّکَ قَائِمٌ یعنی کرھت قِیَامَکَ (میں نے تیرے کھڑے ہونے کو مکروہ جانا)

۳۔ جس جگہ مبتداء واقع ہو یعنی اسم وخبر ملکر بتاویل مفرد ہو کر مبتداء واقع ہو جیسے عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ (میرے نزدیک تحقیق تو کھڑا ہونے والا ہے) عندی مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مقدم ہے۔ اَنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مبتداء مؤخر ہے یعنی عندی قِیَامُکَ۔

۴۔ جس جگہ مضاف الیہ واقع ہو یعنی اسم وخبر ملکر بتاویل مفرد ہو کر مضاف الیہ واقع ہو تو اَنَّ ہوگا جیسے عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّ بَکْراً قَائِمٌ یعنی عَجِبْتُ من طولِ قیام بکر (میں نے بکر کے قیام کے لمبے ہونے سے تعجب کیا)

۵۔ جس جگہ مجرور واقع ہو یعنی اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر مجرور واقع ہو تو اَنّ ہوگا جیسے عَجِبْتُ من اَنَّ بَکْراً قَائِمٌ یعنی عَجِبْتُ مِنْ قِیَامِ بَکْرٍ (مجھے بکر کے کھڑے ہونے سے تعجب ہوا) ان پانچوں صورتوں میں اَنَّ کو مفتوح پڑھنا ضروری ہے کیونکہ یہ سب مقام مفرد کے ہیں اور مفردؔ مقام میں اَنَّ مفتوحہ ہوتا ہے۔

۶۔ لو کے بعد بھی اَنّ ہوگا کیونکہ لو حرف شرط ہے جو فعل شرط کا تقاضا کرتا ہے خواہ وہ فعل لفظاً ہو یا تقدیراً ہو لہٰذا لو کے بعد اگر اَنَّ آئے گا تو وہ اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فعل محذوف کا فاعل ہوگا جیسے لَوْ اَنَّکَ عِنْدَنَا لَاَکْرَمْتُکَ (اگر تحقیق تو ہمارے پاس ہوتا تو البتہ میں تیرا اکرام کرتا) اس میں اَنَّ اپنے اسم کاف ضمیر خطاب اور خبر (عندنا) سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر فاعل ہے ثبت کا جو کہ محذوف ہے فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر شرط ہے۔ اور لَاَکْرَمْتُکَ جزاء ہے۔

۷۔ لَوْ لا کے بعد اَنّ ہوگا عام ہے کہ لولا امتناعیہ ہو یا لولا تحضیضیہ ہو جس کا ذکر آئندہ آرہا ہے کیونکہ لولا امتناعیہ کے بعد مبتداء ہوتا ہے لہٰذا اَنّ مفتوحہ اپنے اسم وخبر سے ملکر مبتداء ہوگا اور مبتداء ہونا واجب ہے جیسے لَو لا اَنَّهٗ حَاضِرٌ لَغَابَ زَیْدٌ (اگر وہ حاضر نہ ہوتا تو زید غائب ہو جاتا) اور لولا تحضیضیہ کے بعد ان اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہو کر اس فعل کا فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے جس پر لولا تحضیضیہ۔

کے بعد اِن اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر اس فعل یا فاعل یا مفعول بہ ہوتا ہے جس پر لولا تحضیضیہ کا داخل ہونا ضروری ہے۔ اور فاعل اور مفعول بہ مفرد ہوتے ہیں جیسے لَوْ لا اَنِّیْ مُعَاذ لَکَ زَعَمْتُ یعنی لَوْلا زَعَمْتُ اَنِّی مَعَاذٌ لَکَ اس میں انی مَعَاذُ لَکَ بتاویل مفرد ہوکر زَعَمْتُ کا مفعول ہے۔ (تو نے کیوں نہیں یقین کیا اس کا کہ میں آپ کے لئے جائے پناہ ہوں) یہ سات مواضع اَنّ مفتوحہ کے ہیں تو کل مواضع پندرہ مذکور ہوئے۔

**الحاصل:** جہاں موضع جملہ ہے وہاں اِنّ (مکسورہ) ہوگا جہاں مقام مفرد ہے وہاں اَنّ مفتوحہ ہوگا جیسا کہ اوپر کی تفصیل سے معلوم ہوا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ الْمَكْسُوْرَةَ يَجُوْزُ دُخُوْلُ اللَّامِ عَلٰى خَبَرِهَا وَقَدْ تُخَفَّفُ فَيَلْزَمُهَا اللَّامُ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُلًّا لَّمَا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ وَحِيْنَئِذٍ يَجُوْزُ اِلْغَاؤُهَا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُلٌّ لَّمَا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ وَيَجُوْزُ دُخُوْلُهَا عَلَى الْاَفْعَالِ عَلَى الْمُبْتَدَاءِ وَالْخَبَرِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ وَاِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَكَذٰلِكَ اَنَّ الْمَفْتُوْحَةَ قَدْ تُخَفَّفُ فَحِيْنَئِذٍ يَجِبُ اِعْمَالُهَا فِيْ ضَمِيْرِ شَانٍ مُقَدَّرٍ فَتَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنْ زَيْدٌ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ بَلَغَنِيْ اَنْ قَدْ قَامَ زَيْدٌ وَيَجِبُ دُخُوْلُ السِّيْنِ اَوْ سَوْفَ اَوْ قَدْ اَوْ حَرْفُ النَّفْيِ عَلَى الْفِعْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى وَالضَّمِيْرُ الْمُسْتَتِرُ اِسْمُ اَنَّ وَالْجُمْلَةُ خَبَرُهَا.

**ترجمۃ:** اور جان لیجئے کہ اِنّ (المکسورۃ) اس کی خبر پر لام کا داخل ہونا جائز ہوتا ہے اور کبھی کبھی وہ مخففہ ہوتا ہے تو اس کو لام لازم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان کلا لما لیوفینھم اور اس وقت اس کو لغو کرنا جائز ہوگا اور جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد وان کل لما جمیع لدینا محضرون اور اس کا ان افعال پر داخل ہونا جائز ہے جو افعال مبتداء خبر پر داخل ہونے والے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین وان نظنک لمن الکٰذبین اور اسی طرح کبھی کبھی اَن (المفتوحۃ) مخففہ ہوتا ہے پس اس وقت اس کا ضمیر شان مقدر میں عمل کرنا واجب ہوگا پس وہ جملہ پر داخل ہوگا اسمیہ ہو جیسے بلغنی ان زید قائمٌ یا فعلیہ جیسے بلغنی ان قد قام زید اور سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل ہونا واجب ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے علم اَن سیکون منکم مرضیٰ وضمیر مستتر اَنّ کا اسم اور جملہ اسکی خبر ہوگا۔

## تشریح: البحث السادس فی تفصیل تخفیفھما (وَاعْلَمْ اَنَّ اِنَّ...... خَبَرُهَا):

اس عبارت میں ابتداء تو اس بات کو بیان کیا کہ اِنّ (المکسورۃ) کی خبر پر لام ابتدائیہ کا لانا جائز ہے جو جملہ کی تاکید کیلئے لایا جاتا ہے بخلاف اَن (المفتوحہ) اس کی خبر پر لام ابتدائیہ نہیں لایا جاتا کیونکہ اِنّ تو جملہ کی پختگی کو پیدا کرنے کیلئے اور اَنّ اس کیلئے نہیں۔ بعد میں اِنّ اور اَنّ کی تخفیف کی بحث کو ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ کبھی اِنّ (مکسورہ) میں تخفیف کی جاتی ہے۔ اس وقت اس کی شکل ان نافیہ کی ہو جاتی ہے لہٰذا ان دونوں کے درمیان فرق کرنے کیلئے یہ بات ضروری ہے کہ اِنْ مخففہ کی خبر پر لام تاکید کا لانا ضروری ہے۔ پھر اس کو عمل دینا بھی جائز ہے یعنی تخفیف کے باوجود عمل سے لغو نہیں ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا قول وَاِنْ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ لما کی تخفیف والی قرأت شعبہؒ کے ساتھ اس آیت میں اِنْ مخففہ ہے اور کُلًّا کا منصوب ہونا اِن مخففہ من المثقلہ کے اسم ہونے کی وجہ سے ہے اور اس کی تنوین مضاف الیہ محذوف کے عوض میں ہے۔ اور لَيُوَفِّيَنَّهُمْ میں لام ابتدائیہ نہیں بلکہ وہ لام ابتدائیہ لما پر داخل ہے اور یہ لام جوابِ قسم کا ہے جو

کہ قسم محذوف ہے۔

اور جب اِن مخففہ من المثقلہ ہو تو اس کو عمل سے لغو کرنا بھی جائز ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِنْ کُلٌّ لَّمَا جَمِیْعٌ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن، اس آیت میں اِن (مکسورہ) مخففہ ہے اور اس تخفیف سے اس کا عمل باطل ہو گیا ہے اسی وجہ سے کلٌّ پر رفع ہے نصب نہیں ہے اور اس کی تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے اور لما پر لام ابتدائیہ ہے اِنْ مخففہ اور نافیہ کے درمیان فرق کرنے کیلئے لاگیا گیا ہے اور ما زائدہ تاکید کیلئے ہے گویا عبارت یوں ہو جائے گی ان کلھم لمجموعون یوم القیامۃ محضرون عندنا للحساب (تحقیق وہ سب کے سب قیامت کے دن حساب کیلئے جمع کئے جائیں گے ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے)۔

**وَيَجُوزُ دُخُولُهَا الخ:** اس عبارت کا عطف ''یجوز "الغاؤھا ''پر ہے یعنی جس وقت اِنْ مخففہ من المثقلہ ہوگا تو اس وقت اِنْ مخففہ کا ان افعال پر داخل ہونا جائز ہے جو افعال مبتداء خبر پر داخل ہوتے ہیں جیسے افعال ناقصہ اور افعال قلوب وغیرہ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَاِنْ کنت مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغَافِلِیْنَ۔ (تحقیق یہ کہ آپ اس سے پہلے ناواقف لوگوں میں سے تھے) اس آیت میں ان مخففہ ہے اور کنت فعل ناقص پر داخل ہے۔ دوسری مثل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِنْ نَظُنُّکَ لَمِنَ الْکٰذِبِیْنَ (تحقیق ہم تمہیں جھوٹ بولنے والوں میں سے گمان کرتے ہیں) اس آیت میں بھی ان مخففہ ہے اور ایسے فعل پر داخل ہے جو کہ مبتداء خبر پر داخل ہے اور یہ مثال افعال قلوب کی ہے۔ اسی وجہ سے مصنفؒ نے دو مثالیں ذکر کیں۔ ایک فعل ناقص دوسری فعل قلوب کی۔

**وكذٰلِكَ اِنَّ الْمَفْتُوحَةَ الخ:** اب تک اِنْ مخففہ من المثقلہ کی بحث تھی اب اَنْ مخففہ من المثقلہ کی تفصیل کو بیان کر رہے ہیں کہ جس طرح کبھی کبھی اِنّ (مکسورہ) میں تخفیف پیدا کی جاتی ہے اسی طرح اَنّ (مفتوحہ) میں بھی تخفیف کی جاتی ہے۔ اور یہ تخفیف کثرت استعمال کی وجہ سے ہوتی ہے اور یہ اس وقت بھی عامل ہی رہے گا اس میں عمل کا الغاء جائز نہیں ہے البتہ یہ ضمیر شان مقدر میں عمل کرے گا اور وہ اس کا اسم کہلائے گی چونکہ یہ جملہ پر داخل ہوگا خواہ اسمیہ یا فعلیہ ہو تو اس وجہ سے وہ جملہ اس کی خبر کہلائے گا۔ جملہ اسمیہ کی مثال بلغنی اَنْ زَیْدٌ قَائِمٌ (مجھے یہ بات پہنچی تحقیق شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہونے والا ہے) اس مثال میں ان مخففہ من المثقلہ ہے جو کہ ضمیر شان مقدر میں عمل کر رہا ہے اور زیدٌ قائمٌ جملہ اسمیہ ہے جو ضمیر شان کی تفسیر کر رہا ہے اور ان مخففہ کی خبر ہے۔

جملہ فعلیہ کی مثال جیسے بَلَغَنِیْ اَنْ قَدْ قَامَ زَیْدٌ مجھے یہ بات پہنچی کہ تحقیق شان یہ ہے کہ زید کھڑا ہے) اس مثال میں اَنْ مخففہ من المثقلہ ہے اور ضمیر شان مقدر جس کی جملہ فعلیہ تفسیر کر رہا ہے'' میں عمل کر رہا ہے اور وہ جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔ پھر جملہ فعلیہ میں فعل عام ہے کہ عام فعل ہو یا ایسا فعل جو مبتداء اور خبر پر داخل ہونے والا ہو۔

**وَيَجِبُ دُخُولُ السِّينَ الخ:** یہ عبارت ماقبل کا تتمہ ہے کہ جب اَن مخففہ من المثقلہ جملہ فعلیہ پر داخل ہو اور وہ فعل متصرفہ ہو تو اس وقت یہ بات لازمی ہے کہ جملہ فعلیہ کے فعل سے قبل ان چار میں سے کوئی ایک ضرور ہو سین، سوف یا حرف قد، حرف نفی ماقبل میں قد کی مثال بیان ہو چکی۔ سین کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَرْضٰی اس مثال میں اَن مخففہ ہے اور ضمیر شان مقدر میں عمل کر رہا ہے سیکون الخ جملہ فعلیہ ہے اس ضمیر شان کی تفسیر کر رہا ہے اور اَنْ مصدریہ اور اَنْ مخففہ کے مابین فرق کرنے کیلئے یکون پر سین کو داخل کیا گیا ہے اور یہ جملہ اَنَّ کی خبر ہے۔

یہ بات یادر ہے کہ ان حروف کا فعل پر داخل ہونا اس لئے ضروری ہے تا کہ اَنْ مخففہ تخفیف کی وجہ سے جو اَنْ مصدر یہ کے مشابہ ہو گیا تھا فرق کرنے کیلئے ان حروف میں سے کسی ایک حرف کالانا ضروری ہے تا کہ معلوم ہو سکے کہ یہ اَن مصدر یہ نہیں بلکہ مخففہ من المثقلہ ہے۔

وَكَانَّ لِلتَّشْبِيهِ نَحْوُ كَانَّ زَيْدًا الْاَسَدُ وَهُوَ مُرَكَّبٌ مِنْ كَافِ التَّشْبِيهِ وَاِنَّ الْمَكْسُورَةِ وَاِنَّمَا فُتِحَتْ لِتَقَدُّمِ الْكَافِ عَلَيْهَا تَقْدِيرُهُ اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ كَانْ زَيْدٌ اَسَدٌ وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيُتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلَامَيْنِ مُتَغَائِرَيْنِ فِي الْمَعْنٰى نَحْوُ مَا جَآءَ نِي الْقَوْمُ لٰكِنَّ عَمْرًوا جَاءَ وَغَابَ زَيْدٌ لٰكِنَّ بَكْرًا حَاضِرٌ وَيَجُوْزُ مَعَهَا الْوَاوُ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ وَلٰكِنَّ عمروًا قَاعِدٌ وَقَدْ تُخَفَّفُ فَتُلْغٰى نَحْوُ مَشٰى زَيْدُ لٰكِنْ بَكْرٌ عِنْدَنَا.

**ترجمة:** اور کانّ تشبیہ کیلئے ثابت ہے جیسے کان زیدا الاسدُ اور وہ کاف تشبیہ اور اِنَّ سے مرکب ہے اور جز ایں نیست فتح دیا گیا بوجہ مقدم ہونے کاف کے اس پر اس کی اصل اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ ہے اور کبھی کبھار مخفف بنایا جاتا ہے پس عمل سے لغو ہو جاتا ہے جیسے كَانْ زَيْدٌ اَسَدٌ اور لکن استدراک کے لئے ثابت ہے اور ایسی دو کلاموں کے درمیان میں آتا ہے جو کہ معنی میں متغایر ہوتی ہیں جیسے ماجآء نی القوم لکن عمروا جاء اور غاب زید لکنّ بکرا حاضر اور اس لکن کے ساتھ واؤ جائز ہوتا ہے جیسے قام زید ولکنّ عمروًا قاعِدٌ اور کبھی کبھار لکن مخففہ ہوتا ہے پس لغو ہو جاتا ہے جیسے مشی زید لکن بکر عندنا۔

## تشریح: البحث السابع فی تفصیل بقیة الحروف المشبهة بالفعل

(كَانَّ لِلتَّشْبِيهِ ...... فُرُوْعٌ):

اس عبارت میں اس فصل کی آخری بحث اَنَّ کے علاوہ بقیہ حروف مشبہ بالفعل کی تفصیل کو بیان کرنا ہے جو کہ کانّ، لکنّ لیت اور لعل ہیں۔ اور کانّ تشبیہ کیلئے ہے جیسے كَانَّ زَيْدًا الْاَسَدُ (گویا کہ زید شیر ہے) اور یہ کانّ کاف تشبیہ اور اِنّ (مکسورہ) سے مرکب ہے۔ تو گویا کہ لفظ کانّ مفرد نہیں بلکہ مرکب ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ مستقل حرف ہے مرکب نہیں۔

**اِنَّمَا فُتِحَتْ الخ:** یہ عبارت ایک سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ جب كَانَّ کاف تشبیہ اور اِنّ (مکسورہ) سے مرکب ہے تو اس کو مکسور پڑھنا چاہیے مفتوح کیوں پڑھتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ کاف تشبیہ حرف جر ہے اور اِنّ پر داخل ہے اور ان حرف کے بعد مفتوح ہوتا ہے اسی وجہ سے اِن مکسورہ کے کسرہ کو ختم کر کے فتحہ دے دی گئی اگر چہ معنی کے اعتبار سے اِنّ مکسورہ ہے۔ کان زیدا الاسَدُ اس کی تقدیر اِنَّ زَيْدًا كَالْاَسَدِ۔

**وَقَدْ تُخَفَّفُ الخ:** کبھی کبھی كَانَّ بھی مخفف ہوتا ہے اس وقت اس کا عمل بھی باطل ہو جائیگا کیونکہ آخری حرف ساکن ہونے کی وجہ سے فعل کے ساتھ اس کی مشابہت ختم ہو جائیگی اور فعل کی مشابہت کی وجہ سے یہ حروف مشبہ بالفعل والا عمل کرتے ہیں جب سبب ختم ہو گیا تو حکم بھی ختم ہو جائیگا جیسے كَانْ زَيْدٌ اَسَدٌ۔

**وَلٰكِنَّ لِلْاِسْتِدْرَاكِ الخ:** حروف مشبہ بالفعل میں سے چوتھا حرف لکنّ ہے یہ استدراک کیلئے ہے۔ استدراک کا معنی ہے پالینا اصطلاح میں جملہ سابقہ میں جو وہم پیدا ہو رہا تھا اس کے ذریعے سے اس کو دور کر دیا جائے یہی وجہ ہے کہ یہ دو جملوں کے درمیان میں واقع ہوتا ہے لیکن دونوں جملے معنی میں ایک دوسرے کے مغایر ہوں۔ جیسے آپ نے کہا جَاءَ نِي زَيْدٌ تو اس وقت سننے والے کو یہ وہم

پیدا ہوا کہ عمرو زید کا گہرا دوست ہے شاید عمرو بھی آیا ہو تو متکلم نے اس وہم کو دور کرنے کیلئے کہہ دیا لکِنَّ عَمروًا لَم یَجِئ۔

اب اول کلام معنی کے اعتبار سے مثبت ہے اور ثانی کلام عمروا لم یجئ یہ منفی ہے تو معنوی اور لفظی دونوں لحاظ سے مغایرت ہے یا فقط معنوی مغایرت ہو جیسے غَابَ زَیْدٌ ولٰکِنَّ بکراً حَاضِرٌ (زید غائب ہے لیکن بکر موجود ہے) اس مثال میں دونوں کلام مثبت ہیں لیکن معنی کے اعتبار سے تغایر ہے اول میں غیوبت کا اثبات اور ثانی میں حضوری کا اثبات ہے۔

**وَیَجُوزُ مَعَهَا الخ:** مصنفؒ لکن کے متعلق ایک فائدہ ذکر فرما رہے ہیں کہ لکن خواہ مخففہ ہو یا مشددہ کبھی کبھار اس کے ساتھ واؤ کو ذکر کرتے ہیں یہ جائز ہے اور اس سے لکن عاطفہ اور لکن مشبہ بالفعل میں فرق کرتے ہیں لہٰذا اگر واؤ ساتھ ہے تو لکن مشبہ کا ہوگا عاطفہ نہ ہوگا کیونکہ لکن عاطفہ کے ساتھ واؤ نہیں ہوتی۔ جیسے قَامَ زَیْدٌ ولٰکِنَّ عَمرًوا قَاعِدٌ۔ الا انهم هم المفسدون ولکن لا یشعرون۔

**وَقَدْ تُخَفِّفَ الخ:** اس عبارت سے لکن کے متعلق اور فائدہ ذکر کیا ہے کہ اس لکن میں کبھی کبھی تخفیف کر دی جاتی ہے اور اس وقت یہ ملغیٰ عن العمل ہو جاتا ہے کیونکہ فعل کے ساتھ جو مشابہت تھی ختم ہو گئی اور لکن حرف عطف کے مشابہ ہو گیا لفظاً بھی اور معنی بھی اور لکن عاطفہ عامل نہیں لہٰذا یہ مشابہت کی وجہ سے عامل نہ رہا جیسے مَشٰی زَیْدٌ لٰکِنْ بکرٌ عِنْدَنَا اس مثال میں لکن مخففہ ہے اور اس نے بکرٌ کو نصب نہیں دی بوجہ ملغیٰ عن العمل ہونے کے۔

وَلَیْتَ لِلتَّمَنِّیْ نَحْوُ لَیْتَ هِنْداً عِنْدَنَا وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ لَیْتَ زَیْداً قَائِمًا بِمَعْنٰی اَتَمَنّٰی وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّیْ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ: شعر أُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ لَعَلَّ اللّٰهَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا.

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا نَحْوُ لَعَلَّ زَیْدٍ قَائِمٌ وَفِیْ لَعَلَّ لُغَاتٌ عَلَّ وَعَنَّ وَاَنَّ لَاَنَّ وَلَعَنَّ وَعِنْدَ الْمُبَرِّدِ اَصْلُهٗ عَلَّ زِیْدَ فِیْهِ اللَّامُ وَالْبَوَاقِیْ فُرُوْعٌ.

**ترجمه:** اور لیت تمنی کیلئے ثابت ہے جیسے لیت هنداً عندنا اور امام فراء نے لیت زیدا قائما بمعنی اتمنی کے جائز قرار دیا ہے۔ اور لعل ترجی کیلئے ہے جیسے شاعر کا قول احب الصالحین الخ۔ اور لعل کے ذریعے جر دینا شاذ ہے جیسے لعلّ زَیْدٍ قائمٌ اور لعل میں کئی لغات ہیں علّ وعنّ الخ اور امام مبرد کے نزدیک اس کا اصل علّ ہے لام کو اس کے شروع میں زیادہ کیا گیا ہے اور باقی فروع ہیں۔

**تشریح:** **تفصیل، لیت، لعلّ** (وَلَیْتَ لِلتَّمَنِّیْ ...... والبواقی فُرُوعٌ):

اس عبارت میں مصنفؒ نے لیت اور لعل کی تفصیل ذکر کی ہے فرماتے ہیں لیت انشاءِ تمنی کیلئے ثابت ہے مطلب یہ ہے کہ لیت کے ذریعے کسی چیز کو محبت کے ذریعے طلب کرنا جیسے لَیْتَ هِنْداً عِنْدَنَا (کاش کہ هندہ ہمارے پاس ہوتی)

**وَاَجَازَ الْفَرَّاءُ الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ نے نحویوں کا ایک اختلاف بیان کیا ہے جمہور نحوی یہ کہتے ہیں کہ لیت حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے مبتداء کو نصب دیتا ہے اور وہ اسکا اسم کہلاتا ہے اور خبر کو رفع کرتا ہے اور وہ اس کی خبر کہلاتی ہے لہٰذا ان کے نزدیک لیت زیداً قائمٌ ہے لیکن امام فراء اس مثال میں لیت زیدا قائماً کہنا جائز قرار دیتے ہیں وہ کہتا ہے کہ لیت بمعنی اَتَمَنّٰی واحد متکلم کا صیغہ ہے زیدا اور قائماً یہ دونوں اسم اس کے مفعول ہیں لہٰذا منصوب ہیں۔

**وَلَعَلَّ لِلتَّرَجِّیْ الخ:** حروف مشبہ بالفعل میں سے ایک حرف لعل ہے اور یہ ترجی کیلئے ہے یعنی ایسا حرف ہے جو اس بات پر

دلالت کرتا ہے کہ متکلم کسی چیز کی امید کر رہا ہے۔ جیسے شاعر کا قول احب الصالحین الخ اس شعر میں لعل کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم اللہ تعالیٰ سے نیکی کی امید رکھے ہوئے ہے۔

## (مکمل شعر (اُحِبُّ الصَّالِحِینَ الخ) کی مکمل وضاحت ''ھدیہ ناظرین'')

**شعر کا ترجمة:** میں نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں ان سے نہیں ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صلاحیت عطا فرمادیں۔

**شعر کا مطلب:** شاعر اس شعر میں اپنی عاجزی وانکساری کو بیان کرتا ہے کہتا ہے کہ میں خود تو نیک نہیں ہوں البتہ نیکوکار لوگوں سے محبت رکھتا ہوں اور امید ہے کہ اس محبت رکھنے کے سبب اللہ تعالیٰ میرے اندر نیکی کی صلاحیت پیدا فرمادیں اور میں بھی ان نیکوکار لوگوں میں ہو جاؤں۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے لعل جو کہ ترجی کیلئے ہے کی مثال کو بیان کرنے کیلئے اس شعر کو ذکر کیا ہے۔

**محل استشهاد:** اس شعر میں ''لَعَلَّ اللّٰہ'' کے لفظ سے استدلال کیا گیا ہے۔

**شاعر کانام:** اہل سنت والجماعت اس شعر کو امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

**ترکیب شعر:** اُحِبُّ فعل مضارع معلوم واحد متکلم انا ضمیر مستتر فاعل الصالحین ذوالحال واؤ حالیہ لست فعل ناقص ٹ ضمیر اسم منھم جار مجرور ظرف مستقر متعلق کائنا کے خبر لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر مفعول بہ فعل اُحِبُّ کا۔ لعل حرف مشبہ بالفعل اللہ لفظا منصوب اسم یرزقنی فعل مضارع ھو ضمیر فاعل نون وقایہ ی ضمیر متکلم مفعول بہ اوّل صلاحا مفعول بہ ثانی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اول وثانی سے ملکر خبر لعل حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم وخبر سے ملکر مفعول لہ ہوا اُحِبُّ فعل کا۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا الخ:** اس عبارت میں لعل کے متعلق بعض نحاة کے رد کو بیان کیا ہے بعض نحوی جیسے ابن مالک وغیرہ کہتے ہیں کہ لعل حروف جر میں سے ہے اسی لئے انہوں نے اپنی کتاب ''الفیہ'' میں حروف جر میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے

مذ و منذربّ اللام کی واتو و تاء　　　والکاف والباء ولعلّ ومتی

لیکن مصنفؒ نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ لعل کے ذریعہ کسی اسم کو جر دینا شاذ ہے یعنی قلیل ہے یا خلاف قیاس ہے جیسے لَعَلَّ زَيْدٍ قائمٌ

**وَفِي لَعَلَّ لُغَاتٌ الخ:** اس عبارت میں مصنفؒ نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ لعل میں کئی لغات ہیں جن کی تفصیل عبارت کتاب میں موجود ہے البتہ امام مبرد اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہتے ہیں، لعل کا اصل عل ہے اس کے شروع میں لام کا اضافہ کر کے لعل پڑھا گیا ہے اور باقی جتنے الفاظ ہیں وہ سب عل میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے بنائے گئے ہیں اصل نہیں بلکہ عل کے فروعات میں سے ہیں۔ اگرچہ جمہور نحات کے نزدیک تمام اصل ہیں۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔حروف مشبہ بالفعل کتنے ہیں کیا عمل کرتے ہیں ہر ایک کی مثال لکھیں (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ اِنّ اور اَنّ کے درمیان کیا فرق ہے اس پر مصنفؒ نے جو تفریع بیان کی ہے واضح کریں (دیکھئے البحث الثالث والرابع)

۳۔انّ کے سات جگہ پر مقدر ہونے کے مواضع امثلہ کے ساتھ لکھیں (دیکھیے البحث الخامس) ۴۔أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ الخ پورے شعر کی تفصیل ذکر کریں نیز مصنفؒ نے کس غرض کیلئے اس شعر کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔(دیکھیے ''مکمل شعر کی وضاحت ھدیہ ناظرین'')

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فِيْ حُرُوْفِ الْعَطْفِ

فَصْلٌ، حُرُوْفُ الْعَطْفِ عَشَرَةٌ اَلْوَاوُ وَالْفَاءُ وَثُمَّ وَحَتّٰى وَاَوْ وَاِمَّا وَاَمْ وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ فَالْاَرْبَعَةُ الْاُوَلُ لِلْجَمْعِ فَالْوَا وُ لِلْجَمْعِ مُطْلَقًا نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَعَمْرٌو سَوَاءٌ كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّمًا فِي الْمَجِيْئِ اَوْ عَمْرٌو وَالْفَاءُ لِلتَّرْتِيْبِ بِلا مُهْلَةٍ نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو اِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَعَمْرٌو مُتَأَخِّراً بِلا مُهْلَةٍ وَثُمَّ لِلتَّرْتِيْبِ بِمُهْلَةٍ نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو اِذَا كَانَ زَيْدٌ مُتَقَدِّمًا وَبَيْنَهُمَا مُهْلَةٌ وَحَتّٰى كَثُمَّ فِي التَّرْتِيْبِ وَالْمُهْلَةِ اِلَّا اَنَّ مُهْلَتَهَا اَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمَّ وَيُشْتَرطُ اَنْ يَكُوْنَ مَعْطُوْفُهَا دَاخِلاً فِي الْمَعْطُوْفِ عَلَيْهِ وَهِيَ تُفِيْدُ قُوَّةً فِي الْمَعْطُوْفِ نَحْوُ مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ اَوْ ضُعْفًا نَحْوُ قَدِمَ الْحَاجُ حَتَّى الْمُشَاةُ.

**ترجمة:** حروف العطف دس ہیں واو الخ پس پہلے چار جمع کیلئے ثابت ہیں پس واؤ مطلق جمع کیلئے ہے جیسے جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو عام ہے کہ زید مقدم ہو آنے میں یا عمرو اور فاء ترتیب بلا مهلة کیلئے ہے جیسے قَامَ زَيْدٌ فَعَمْرٌو جب زید مقدم ہو اور عمرو مؤخر ہو بلا مهلة اور ثم ترتیب بمهلة کیلئے ہے جیسے دَخَلَ زَيْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو جب زید مقدم ہو اور ان دونوں کے درمیان مهلة ہو۔اور حتی ثم کی طرح ہے ترتیب اور مهلة میں مگر یہ کہ اس حتی کی مهلة ثم کی مهلة سے کم ہے اور شرط کیا گیا ہے کہ اس کا معطوف معطوف علیہ میں داخل ہو اور وہ معطوف میں قوۃ کا فائدہ دیتی ہے جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْاَنْبِيَاءُ یا ضعف کا جیسے قَدِمَ الْحَاجُ حَتَّى الْمُشَاةُ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف العطف کے بیان میں ہے اور یہ دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔حروف عطف کی تحقیق (حُرُوْفُ الْعَطْفِ ......وَلٰكِنْ) ۲۔ہرایک حرف عطف کی تفصیل (فَالْاَرْبَعَةُ الْاُوَلُ......لَمْ يَقُمْ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تحقیق حروف العطف** (حُرُوْفُ الْعَطْفِ ......وَلٰكِنْ):

کل حروف عطف دس ہیں ان کی مکمل تفصیل آئندہ آئے گی البتہ ان کے اسماء متن میں مذکور ہیں۔

(احقر کی مؤلفہ ''ھدایۃ النحو کے وفاقی سوالات کا حل'' میں حروف مشبہ بالفعل، حروف عطف، حروف تنبیہ، حروف زیادۃ کی تحقیق نقشوں کی مدد سے بیان کی گئی ہے۔باذوق حضرات کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔)

**البحث الثانی فی تفصیل کل حرف بالبسط** (فالاربعة الاُوَلُ ......لَمْ يَقُمْ):

اس عبارت سے آخر فصل تک تمام حروف عطف کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔فالاربعة الاُوَلُ میں چار حروف عطف واؤ، فاء، ثم اور حتی کی تفصیل کا بیان ہے یہ چاروں جمع کیلئے لائے جاتے ہیں یعنی اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو حکم معطوف علیہ کی طرف منسوب ہے اس حکم میں معطوف بھی داخل ہے البتہ پھر ان میں تفصیل ہے کہ واؤ مطلق جمع کیلئے ہے یعنی اس میں ترتیب اور معیّت کا لحاظ نہیں ہے جیسے جَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو (میرے پاس زید اور عمرو آیا) اس میں اس بات کا احتمال ہے کہ زید پہلے آیا اور عمرو بعد میں اور یہ احتمال بھی

ہے کہ دونوں اکٹھے آئے ہوں۔

اور دوسرا حرف فاء ہے یہ اگرچہ جمع کیلئے ہے لیکن ترتیب بلا مہلت کے لئے بھی ہے یعنی فاء یہ بتلاتی ہے کہ میرے ماقبل پر حکم پہلے لگا اور مابعد اس کے بعد شریک ہوا البتہ ان کے درمیان کوئی وقفہ اور مہلت نہیں تھی جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (زید میرے پاس آیا پس عمرو) یہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب زید پہلے آیا ہو اور عمرو اس کے فوراً بعد بغیر مہلت کے آیا ہو۔ اسی طرح قَامَ زَیْدٌ فَعَمْرٌو (زید کھڑا ہوا پس عمرو) یہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب زید پہلے کھڑا ہوا اس کے فوراً بعد عمرو بھی بغیر مہلت کے کھڑا ہوا۔

اور تیسرا حرف عطف ثم ہے یہ اگرچہ جمع کا معنی دیتا ہے لیکن ترتیب مع المھلة کیلئے بھی ہے یعنی ثم یہ بتلاتا ہے کہ میرا مابعد ماقبل کے حکم میں میرے ماقبل کے بعد شریک ہوا اور دونوں کے درمیان کچھ فرصت اور مہلت ہے۔ جیسے دَخَلَ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو (زید داخل ہوا پھر عمرو) یہ اس وقت کہا جاتا ہے کہ جب زید پہلے داخل ہوا اور عمرو اس کے بعد داخل ہوا اور ان دونوں کے داخل ہونے کے درمیان کچھ فاصلہ تھا۔

اور چوتھا حرف حتی ہے یہ ثم کی طرح ہے ترتیب و مہلت میں مگر ان دونوں میں فرق ہے حتی کی مہلت ثم کی مہلت سے کم ہوتی ہے اور حتی میں یہ شرط ہے کہ حتی کا معطوف اس کے معطوف علیہ میں داخل ہو کیونکہ حتی غایت کا معنی دیتا ہے اور غایت مغیا میں داخل ہوتی ہے۔ پھر حتی معطوف میں یا قوۃ کا فائدہ دیتا ہے یعنی حتی کا معطوف، معطوف علیہ کے اجزاء و افراد میں قوی فرد و جزو ہوتا ہے۔ جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتَّی الانبیاءُ (لوگ مر گئے حتی کے انبیاء علیہم السلام بھی وفات پا گئے) اسی طرح قَدِمَ الحَجَّاجُ حتی الْاَمِیْرُ (لشکر آ گیا یہاں تک کہ امیر بھی آ گیا) ان دونوں مثالوں میں حتی کا معطوف اس کے معطوف علیہ کے اجزاء میں سے قوی جزء ہے۔

یا ''حتی'' معطوف میں ضعف کا فائدہ دیتا ہے یعنی معطوف حتی معطوف علیہ کے اجزاء و افراد میں سے ضعیف جزء و فرد ہے جیسے قَدِمَ الْحَاجُ حَتّٰی الْمُشَاۃُ (حاجی آ گئے یہاں تک کہ پیادہ بھی آ گئے) اس مثال میں مشاۃ یہ ماشی کی جمع ہے بمعنی پیدل چلنے والے۔ اور یہ معطوف علیہ ''الحاج'' کے اجزاء میں سے ضعیف جزء ہے۔

**وَاَوْ وَ اِمَّا و اَمْ ثَلٰثَتُهَا لِثُبُوْتِ الحُکْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَیْنِ مُبْهَمًا لا بِعَیْنِهٖ نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوْ اِمْرَأَۃٍ وَاِمَّا اِنَّمَا تَکُوْنُ حَرْفُ الْعَطْفِ اِذَا تَقَدَّمَتْهَا اِمَّا اُخْرٰی نَحْوُ اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ وَیَجُوْزُ اَنْ یَتَقَدَّمَ اِمَّا عَلٰی اَوْ نَحْوُ زَیْدٌ اِمَّا کَاتِبٌ اَوْ اُمِّیٌّ.**

**ترجمه:** اور او اور اِمّا اور اَمْ ہیں یہ تینوں حروف دو چیزوں میں سے کسی ایک مبہم غیر معین چیز کیلئے حکم کو ثابت کرنے کی خاطر آتے ہیں جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اور اِمْرَأَۃٍ اور اِمّا سوائے اس کے نہیں حرف عطف ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا اِمّا ہو جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ اور اِمّا کا ''اَوْ'' پر مقدم ہونا جائز ہوگا جیسے زَیْدٌ اِمَّا کَاتِبٌ اَوْ اُمِّیٌّ۔

**تشریح:** **او، اما، ام کی تفصیل** (وَاَوْ وَ اِمَّا ......اَوْ اُمِّیٌّ): حروف عطف میں سے پانچواں، چھٹا اور ساتواں حرف او، اِمّا اور اَم ہیں۔ یہ تینوں حروف اس بات کو بیان کرنے کیلئے ہیں کہ حکم ان دو یعنی معطوف معطوف علیہ میں سے کسی ایک کیلئے ثابت ہے مبھم غیر معین طور پر اور اس کا متکلم کو بھی علم نہیں بلکہ مبھم غیر معین ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَوْ اِمْرَأَۃٍ (میں مردیا

عورت کے پاس سے گزرا) اس مثال میں گذرنے والا حکم مبہم غیر معین طور پر مرد یا عورت میں سے کسی ایک کیلئے ثابت ہے۔ اور وہ متکلم کے ہاں متعین نہیں ہے۔ ان تینوں میں سے اِمَّا حرف عطف تب ہوگا جب اس سے پہلے دوسرا اِمَّا ہوتا کہ شروع ہی سے معلوم ہو جائے کہ حکم دو چیزوں میں سے کسی ایک کیلئے ہے۔ جیسے اَلْعَدَدُ اِمَّا زَوْجٌ وَاِمَّا فَرْدٌ (عدد یا جفت ہے یا طاق ہے) اسی طرح اِمَّا کا ''اَوْ'' پر مقدم ہونا بھی جائز ہے جیسے زَیْدٌ اِمَا کَاتِبٌ اَوْ اُمِیٌّ (زید یا کاتب ہے یا ان پڑھ ہے) اور یہ بھی جائز ہے کہ اما ''اَوْ'' پر مقدم نہ ہو جیسے زَیْدٌ اِمَّا کَاتِبٌ او امیّ (زید کاتب ہے یا امی ہے) اور یہ بھی جائز ہے اَوْ سے پہلے اِمَّا نہ ہو جیسے زَیْدٌ کَاتِبٌ اَوْ اُمِیٌّ۔

**وَاَمْ عَلٰی قِسْمَیْنِ مُتَّصِلَۃٌ وَھِیَ مَا یُسْأَلُ بِھَا عَنْ تَعْیِیْنِ اَحَدِ الْاَمْرَیْنِ وَالسَّائِلُ بِھَا یَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِھِمَا مُبْھَمًا بِخِلَافِ اَوْ وَاِمَّا فَاِنَّ السَّائِلَ بِھِمَا لا یَعْلَمُ ثُبُوْتَ اَحَدِھِمَا اَصْلاً وَتُسْتَعْمَلُ بِثَلَاثَۃِ شَرَائِطَ اَلْاَوَّلُ اَنْ یَقَعَ قَبْلَھَا ھَمْزَۃٌ نَحْوُ اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو وَالثَّانِیْ اَنْ یَلِیَھَا لَفْظٌ مِثْلُ مَا یَلِی الْھَمْزَۃَ اَعْنِی اِنْ کَانَ بَعْدَ الْھَمْزَۃِ اِسْمٌ فَکَذٰلِکَ بَعْدَ اَمْ کَمَا مَرَّ وَاِنْ کَانَ بَعْدَ الْھَمْزَۃِ فِعْلٌ فَکَذٰلِکَ بَعْدَھَا نَحْوُ اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ فَلا یُقَالُ اَرَأَیْتَ زَیْداً اَمْ عَمْرًوا وَالثَّالِثُ اَنْ یَکُوْنَ اَحَدُ الْاَمْرَیْنِ الْمُسْتَوِیَیْنِ مُحَقَّقًا وَاِنَّمَا یَکُوْنُ الْاِسْتِفْھَامُ عَنِ التَّعْیِیْنِ فَلِذٰلِکَ یَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ جَوَابُ اَمْ بِالتَّعْیِیْنِ دُوْنَ نَعَمْ اَوْ لا فَاِذَا قِیْلَ اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو فَجَوَابُہٗ بِتَعْیِیْنِ اَحَدِھِمَا اَمَّا اِذَا سُئِلَ بِاَوْ وَاِمَّا فَجَوَابُہٗ نَعَم اَوْلا۔**

**ترجمة:** اور ام دو قسموں پر ہے ایک متصلہ ہے اور وہ وہ ہے جس کے ذریعہ سے امرین میں سے کسی ایک کی تعیین کے متعلق سوال کیا جائے اور اس ام کے ساتھ سوال کرنے والا ان میں سے کسی ایک کے ثبوت کو جانتا ہے مبہم طور پر بخلاف او اور اِمَّا کے کیوں کہ ان کے ساتھ سوال کرنے والا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ثبوت کو بالکل نہیں جانتا اور وہ ام متصلہ تین شرائط کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے۔ پہلی شرط یہ کہ اس سے پہلے ہمزہ واقع ہو جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْرٌو اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس ام کے ساتھ ویسا لفظ متصل ہو جیسا کہ ہمزہ کو متصل ہوتا ہے مراد لیتا ہوں اگر ہمزہ کے بعد اسم ہے تو وہ ام کے بعد ہو جیسا کہ گذرا اور اگر ہمزہ کے بعد فعل ہو تو اس ام کے بعد اسی طرح ہو جیسے اَقَامَ زَیْدٌ اَمْ قَعَدَ پس نہیں کہا جائے گا اَرَأَیْتَ زَیْداً اَمْ عَمْرًوا۔ اور تیسری شرط یہ ہے کہ امرین مستوبین میں سے کوئی ایک امر محقق وثابت ہو اور سوائے اس کے نہیں استفہام وسوال تعیین کے متعلق ہو پس اسی لئے جواب ام کا تعیین سے واجب ہوگا نہ کہ نعم یا لا سے پس جب کہا گیا ازید عندک ام عمرو تو اس کا جواب ان میں سے کسی ایک کی تعیین سے ہوگا لیکن جب او اور اِمَّا کے ذریعے سوال کیا گیا تو اس کا جواب نعم یا لا ہے۔

**خلاصة المباحث:** اس عبارت میں ام کے متعلق تفصیل بیان کی ہے اور یہ عبارت چار ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ ام کی تقسیم اور ام متصلہ کی تعریف (وَاَمْ عَلٰی قِسْمَیْنِ ......اَصْلاً) ۲۔ ام متصلہ کے استعمال کی شرائط (وَتُسْتَعْمَلُ ......اَوْلا) ۳۔ ام منقطعہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت (وَمُنْقَطِعَۃٌ وَھِیَ ......ھِیَ شَاۃٌ) ۴۔ ام منقطعہ کا استعمال (وَاعْلَمْ اَنَّ ......عَمْرٍو)۔

## تشریح: البحث الاول ام کی تقسیم اور ام متصله کی تعریف

(وَاَمْ عَلٰی قِسْمَیْنِ ......اَصْلاً):

مصنفؒ نے سب سے پہلے اَم کی تقسیم کی ہے کہ اَم کی دو قسمیں ہیں ۱۔ ام متصلہ ۲۔ ام منقطعہ۔ ام متصلہ وہ ہے جس کے

ذریعے سے دو چیزوں میں سے کسی ایک کی تعیین کا سوال کیا جائے اور اس ام کے ذریعے سوال کرنے والا ان دو میں سے ایک کے ثبوت کو مبہم طور پر جانتا ہو جیسے اَضَرَبْتَ زَيْدًا اَمْ اَكْرَمْتَهٗ (کیا تو نے زید کو مارا ہے یا اس کا اکرام کیا ہے) مطلب یہ ہے کہ سائل کہتا ہے میں یہ بات تو جانتا ہوں کہ تو نے زید کے ساتھ ان دو کاموں (ضرب یا اکرام) میں سے ایک کام ضرور کیا ہے، البتہ میں متعین کرانا چاہتا ہوں کہ تو نے مارا ہے یا عزت و اکرام کیا ہے۔ بخلاف او اور اِمّا کے ان دو کے ذریعے سوال کرنے والا دو چیزوں میں سے کسی ایک کے ثبوت کو بالکل نہیں جانتا کہ اس کے ذریعہ سوال کرنے والا ان میں سے کسی ایک کی تعیین کرائے بلکہ اس کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا ہے کہ ان دو میں سے کس کیلئے حکم ثابت ہے۔

## البحث الثاني ام متصله کے استعمال کی شرائط (وَتُسْتَعْمَلُ ......اَوْلَا):

اس عبارت میں ام متصلہ کے استعمال کی شرائط کو بیان کیا گیا ہے۔ ام متصلہ کا استعمال تین شرائط کے ساتھ ہے۔ اول شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ استفہام ہو اگر اس سے پہلے ہمزہ استفہام نہیں ہوگا تو ام متصلہ نہیں کہلائے گا جیسے ازَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو (کیا تیرے پاس زید ہے یا عمرو) یہ ہمزہ استفہام خواہ لفظا ہو جیسا کہ گذر چکا یا معنی جیسے ''صَدْرِیْ بِهَا اَفْضٰی اَمِ الْبَيْدَاءُ'' اصل میں اَصَدْرِیْ بِهَاالخ تھا (کیا میرا سینہ اس کے مقابلہ میں چوڑا ہے یا جنگل)۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ام متصلہ کے بعد وہ کلمہ واقع ہو جو اس کلمہ کی مثال ہو جو ہمزہ استفہام کے بعد واقع ہوا ہے یعنی اگر ہمزہ استفہام کے بعد اسم واقع ہے تو ام متصلہ کے ساتھ بھی اسم ہو اسی طرح اگر ہمزہ استفہام کے بعد فعل واقع ہوا ہے تو ام متصلہ کے بعد بھی فعل واقع ہو جیسے اَقَامَ زَيْدٌ اَمْ قَعَدَ (کیا زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے) چنانچہ اَرَاَيْتَ زَيْدًا اَمْ عَمْرًوا نہیں کہے گا کیونکہ ہمزہ استفہام کے بعد فعل ہے لیکن ام متصلہ کے بعد اسم ہے فعل نہیں ہے۔ لہٰذا دوسری شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے یہ ترکیب جائز نہ ہوگی۔

تیسری شرط یہ ہے کہ امرین مستوبین میں سے کوئی ایک امر محقق اور ثابت ہو یعنی معطوف اور معطوف علیہ میں سے کوئی ایک متکلم کے نزدیک ثابت ہو اب متکلم مخاطب سے تعیین کا سوال کر رہا ہے پس اس وجہ سے واجب ہے ام کا جواب تعیین سے، نہ کہ نعم اور لا سے یعنی چونکہ متکلم یہ جانتا ہے کہ ان دو امروں میں سے کوئی ایک امر ثابت ہے اب مخاطب سے صرف تعیین ہی کرانا چاہتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو متعین کرو اب اگر جواب تعیین سے ہوگا تو جواب درست ہوگا وگرنہ ناجائز ہوگا۔ پس جب کہا جائے زَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو (کیا زید تیرے پاس ہے یا عمرو) تو اس کا جواب ان دونوں میں سے کسی ایک کی تعیین کے ساتھ ہوگا یعنی جواب میں زید، عمرو ہوگا نعم یا لا نہیں ہوگا بخلاف او اور اما کے جب ان میں سے کسی ایک کے ذریعے سوال کریں تو جواب میں تعیین ضروری نہیں البتہ اس کا جواب نعم یا لا کے ساتھ ہوگا جیسے اَجَاءَكَ زَيْدٌ او عَمْرٌو یا اَجَاءَكَ زَيْدٌ امّا عَمْرٌو تو جواب نعم یا لا کے ساتھ ہوگا کیونکہ اس وقت مقصود یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس آیا ہے یا نہیں یہاں تعیین کا سوال نہیں ہو رہا۔

**وَمُنْقَطِعَةٌ وَهِيَ مَا تَكُوْنُ بِمَعْنٰى بَلْ مَعَ الْهَمْزَةِ كَمَا رَأَيْتَ شَبْحًا مِنْ بَعِيْدٍ فَقُلْتَ اِنَّهَا لَاِبِلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْقَطْعِ ثُمَّ حَصَلَ لَكَ شَكٌّ اَنَّهَا شَاةٌ فَقُلْتَ اَمْ هِيَ شَاةٌ تُقْصِدُ الْاِعْرَاضَ عَنِ الْاِخْبَارِ الْاَوَّلِ وَالْاِسْتِيْنَافِ بِسُؤَالٍ اٰخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ هِيَ شَاةٌ. وَاعْلَمْ اَنَّ اَمِ الْمُنْقَطِعَةَ لا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِي الْخَبَرِ كَمَا مَرَّ وَفِي الْاِسْتِفْهَامِ نَحْوُا عِنْدَكَ زَيْدٌ**

اَمْ عَمْرٌو وَسَأَلْتَ اَوَّلاً عَنْ حُصُوْلِ زَيْدٍ ثُمَّ اَضْرَبْتَ عَنِ السُّؤَالِ الْاَوَّلِ وَاَخَذْتَ فِي السُّؤَالِ عَنْ حُصُوْلِ عمروٍ.

**ترجمة:** اور دوسری قسم منقطعہ ہے اور وہ وہ ہے جو معنی بل کے ہو ہمزہ کے ساتھ جیسا کہ تو نے دور سے ایک صورت دیکھی تو نے کہہ دیا اِنَّهَا لَاِبِلٌ (بے شک وہ اونٹ ہے) یقین کے طریقے پر پھر تجھے شک ہوا کہ وہ بکری ہے تو کہا تو نے اَمْ هِيَ شَاةٌ (یا وہ بکری ہے) پہلی خبر دینے سے اعراض کرنے اور دوسرے سوال کے استیناف کا ارادکرتا ہے۔ مطلب اس کا بل ھی شاۃ ہے یعنی بل کہ وہ بکری ہے۔
اور جان لیجیے کہ ام منقطعہ نہیں استعمال ہوتا مگر خبر میں جیسا کہ گذرا اور استفہام میں جیسے اَعِنْدَکَ زَيْدٌ اَمْ عَمْرٌو تو نے پہلے زید کے حصول کا سوال کیا پھر اول سوال سے اعراض کر لیا اور عمرو کے حصول کے متعلق میں شروع ہوا۔

## تشریح: البحث الثالث، ام منقطعة کی تعریف اور مثال سے وضاحت

(وَمُنْقَطِعَةٌ وَهِيَ ......هِيَ شَاةٌ):

اس عبارت میں ام کی دوسری قسم ام منقطعہ کی تعریف اور مثال سے وضاحت کی گئی ہے۔ ام منقطعہ وہ ہے جو بمعنی بل کے ہو اور ہمزہ کے ساتھ ہو یعنی اس سے پہلے ہمزہ ہو یعنی ام منقطعہ میں اول کلام سے اعراض ہو اور ام کے بعد والی کلام سے استفہام ہو۔ جیسے آپ نے دور سے ایک شکل وصورت کو دیکھا اور یقین کر لیا کہ یہ اونٹ ہے تو آپ نیک کہا اِنها لَاِبِلٌ پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ قریب ہوا تو یقین ہو گیا کہ یہ اونٹ تو یقیناً نہیں پھر شک ہوا کہ شاید بکری ہو تو آپ نے کہہ دیا اَمْ هِيَ شَاةٌ (کیا وہ بکری ہے) اس سے آپ کا مقصود اول خبر سے اعراض اور دوسرے سوال کی ابتداء کرنا ہے تو ام ھی شاۃ کا معنی بَلْ هِيَ شَاةٌ (بلکہ وہ بکری ہے) ہے۔

## البحث الرابع، ام منقطعة کا استعمال (وَاعْلَمْ اَنَّ اَمْ......عمروٍ):

ام منقطعہ دو چیزوں میں استعمال ہوتا ہے یا تو اخبار میں جیسے کہ اوپر کی مثال میں گذرا یا استفہام میں یعنی ام منقطعہ بھی خبر کے بعد آتا ہے یا استفہام کے بعد اول کی مثال گذر چکی ہے ثانی یعنی جب متکلم کا ارادہ پہلے استفہام سے اعراض کر کے ام کے مابعد کے متعلق سوال کرنے کا ہو جیسے اَعِنْدَکَ زَيْدٌ اَمْ عَمْرٌو (کیا زید تیرے پاس ہے بلکہ عمرو تیرے پاس ہے) اس میں متکلم کا پہلے یہ خیال تھا کہ زید مخاطب کے پاس ہے اس لئے کہا اعندک زید پھر یقین ہو گیا کہ زید مخاطب کے پاس نہیں تو اب اس سوال سے اعراض کیا اور نیا استفہام وسوال کیا ام عمرو یعنی بل اعمرو عندک (بلکہ کیا عمرو تیرے پاس ہے)۔

وَلَا وَبَلْ وَلٰكِنْ جَمِيْعُهَا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ لِاَحَدِ الْاَمْرَيْنِ مُعَيَّنًا اَمَّا لَا فَلِنَفْيِ مَا وَجَبَ لِلْاَوَّلِ عَنِ الثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ لَا عَمْرٌو وَبَلْ لِلْاِضْرَابِ عَنِ الْاَوَّلِ وَالْاِثْبَاتُ لِلثَّانِيْ نَحْوُ جَاءَ نِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو وَمَعْنَاهُ بَلْ جَاءَ نِيْ عَمْرٌو وَمَا جَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ مَعْنَاهُ بَلْ مَاجَاءَ خَالِدٌ وَلٰكِنْ لِلْاِسْتِدْرَاكِ وَيَلْزَمُهَا النَّفْيُ قَبْلَهَا نَحْوُ مَا جَاءَ نِيْ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو جَاءَ اَوْ بَعْدَهَا نَحْوُ قَامَ بَكْرٌ لٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ.

**ترجمة:** اور لا اور بل اور لکن تمام امرین میں سے کسی ایک کیلئے حکم کے ثبوت کیلئے ہیں معین طور پر لیکن لا پس اس چیز کی ثانی سے نفی کیلئے ہے جو اول کیلئے ثابت ہے جیسے جاء نی زَيْدٌ لا عَمْرٌو اور بل اول سے اضراب اور ثانی کیلئے اثبات کی خاطر ثابت ہے جیسے جَاءَ نِيْ زَيْدٌ بَلْ عَمْرٌو اس کا معنی بَلْ جَاءَ نِيْ عَمْرٌو اور مَاجَاءَ بَكْرٌ بَلْ خَالِدٌ اس کا معنی مَاجَاءَ خَالِدٌ ہے اور لکن

استدراک کیلئے ثابت ہے اور اسے وہ نفی جو اس سے پہلے ہے لازم ہے جیسے مَاجَاءَ نِیُ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو جَاءَ یا وہ نفی جو اس کے بعد ہے جیسے قَامَ بَکْرٌ لٰکِنْ خَالِدٌ لَمْ یَقُمْ۔

## تشریح: لا، بل، لکن کی تفصیل (وَلا وَبَلْ الخ ......لَمْ یَقُمْ):

حروف عطف میں یہ آخری تینوں معطوف اور معطوف علیہ میں سے کسی ایک معین چیز کیلئے حکم کو ثابت کرنے کی خاطر آتے ہیں لیکن حرف عطف ''لا'' اس حکم کی معطوف سے نفی کیلئے آتا ہے جو حکم معطوف علیہ کیلئے ثابت ہے جیسے جَاءَ نِیُ زَیْدٌ لا عَمْرٌو (میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو) اس مثال میں مجیئت کا حکم جو کہ زید کیلئے ثابت ہے ''لا'' نے اس کی عمرو سے نفی کر دی۔ یعنی متکلم نے یہ کہا کہ میرے پاس زید آیا ہے عمرو نہیں آیا۔

**فائدہ:** ''لا'' عاطفہ کے ذریعے عطف صرف کلام موجب میں ہوگا منفی میں نہیں ہوگا لہٰذا مَا جَاءَ نِیُ زَیْدٌ وَلا عَمرٌو کہنا درست نہیں۔ اور لا کے بعد عامل کا اظہار بھی جائز نہیں لہذا جَاءَ نِیُ زَیْدٌ وَلاَ جَاءَ عَمْرٌو کہنا مناسب نہیں۔ اور لا کے ذریعہ اسم کا اسم پر عطف ہوتا ہے۔ فعل کا فعل پر عطف مناسب نہیں۔ اور کلمہ غیر کے بعد جو لا آتا ہے یہ لا عاطفہ نہیں بلکہ لا تاکید نفی کیلئے آتا ہے جیسے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلاَالضَّالِّیْنَ)

اور بل یہ اضراب کیلئے ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ جو حکم معطوف علیہ کیلئے ثابت تھا اس سے اعراض کر کے وہ حکم معطوف کیلئے ثابت ہے اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہے۔ یعنی اس سے حکم کی نہ تو نفی ہے اور نہ ہی حکم کا ثبوت ہے جیسے جَاءَ نِیُ زَیْدٌ بَلْ عَمْرٌو۔ (میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو) کا معنی بَلْ جَاءَ نِیُ عَمْرٌو ہے باقی زید کے بارے خاموشی ہے نہ مَجِیْئَتُ کا ثبوت ہے نہ نفی کا۔ منفی کی مثال مَا جَاءَ نِیُ بَکْرٌ بَلْ خَالِدٌ (بکر نہیں آیا بلکہ خالد) اس کا معنی یہ ہے کہ بَلْ مَا جَاءَ خَالِدٌ (بلکہ خالد نہیں آیا) اس میں بھی متکلم نے پہلے مَاجَاءَ بَکْرٌ کہا پھر اس سے اعراض کر کے بل خالد کہا تو معطوف علیہ سے اعراض اور معطوف کیلئے اس حکم کی نفی کا اثبات ہے۔

اور لٰکن استدراک کیلئے ہے یعنی کلام سابق میں جو وہم پیدا ہوا اس وہم کو رفع کرنے کیلئے آتا ہے۔ اور اس کو نفی لازم ہے کیونکہ یہ معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت پیدا کرنے کیلئے آتا ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے یا اس کے بعد نفی کا ہونا ضروری ہے اگر پہلے نفی ہوگی تو بعد والے کیلئے حکم کا اثبات ہوگا اور اگر پہلے اثبات ہوگا تو بعد والے سے حکم کی نفی ہوگی جیسے مَاجَاءَ نِیُ زَیْدٌ لٰکِنْ عَمْرٌو جَاءَ اس مثال میں نفی لٰکن سے پہلے ہے قَامَ بَکْرٌ لٰکِنْ خَالِدٌ لَمْ یَقُمْ (بکر کھڑا ہے لیکن خالد نہیں کھڑا) یہ مثال اس لٰکن کی ہے جس کے بعد نفی ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ حروف عطف کتنے اور کونسے ہیں ہر ایک کی مثال لکھیں۔ (دیکھئے البحث الاوّل) ۲۔ واؤ، فاء، ثم، لٰکن کن معانی میں مستعمل ہیں اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے۔ (دیکھیے البحث الثانی) ۳۔ ام کی کتنی قسمیں ہیں، ام متصلہ کی تعریف اور استعمال کی شرائط لکھیں۔ (دیکھیے بحث تفصیل ام) ۴۔ لا، بل، لٰکن کی تفصیل لکھیں۔ (دیکھیے بحث تفصیل لا، بل، لٰکن)

# اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ فِی حُرُوْفِ التَّنْبِیْهِ

**فَصْلٌ، حُرُوْفُ التَّنْبِیْهِ ثَلاثَةٌ اَلا وَاَمَا وَهَا وُضِعَتْ لِتَنْبِیْهِ الْمُخَاطَبِ لِئَلاَّ یَفُوْتَهُ شَیْءٌ مِنَ الْکَلامِ فَالا وَاَمَا لا**

يَدْخُلانِ اِلَّا عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَلا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شعر، اَمَا وَالَّذِیْ اَبْکٰی وَاَضْحَکَ وَالَّذِیْ اَمَاتَ وَاَحْیٰی وَالَّذِیْ اَمْرُهُ الْاَمْرُ = اَوْفِعْلِيَّةً نَحْوُ اَمَا لا تَفْعَلُ وَالا تَضْرِبُ وَالثَّالِثُ هَا تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ نَحْوُهَا زَيْدٌ قَائِمٌ وَالْمُفْرَدِ نَحْوُ هٰذَا وَهٰؤُلاءِ.

**ترجمة:** حروف تنبیہ تین ہیں اَلا، اَمَا اور ھَا یہ تینوں مخاطب کوتنبیہ کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں تا کہ کلام کا کچھ حصہ اس سے رہ نہ جائے پس اَلا اور اَمَا نہیں داخل ہوتے مگر جملہ پر اسمیہ ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ الا انهم الأية اور شاعر کا قول اَمَا وَالَّذِیْ الخ یافعلیہ ہو جیسے اَمَا لا تَفْعَلُ اور لا تَضْرِبُ اور تیسرا ھَا ہے جو کہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ھَا زیدٌ قائمٌ اور مفرد پر جیسے ھٰذا اور ھٰؤلاء۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف تنبیہ کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔حروف تنبیہ کی تحقیق (حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ ......هَا) ۲۔حروف تنبیہ کی تعریف (وُضِعَتْ ......الْكَلَامِ) ۳۔ ہر ایک حرف کی تفصیل (فَالا وَاَمَا...... وَهٰؤُلاءِ)۔

**تشریح:** **البحث الاول فی تحقیق حروف التنبیه** (حُرُوْفُ التَّنْبِيْهِ ......هَا):

حروف تنبیہ تین ہیں ۱۔اَلا (بفتح الهمزةِ واللام وتحفِيْفِهٖ) ۲. اَمَا (بفتح الهمزة وتخفيف الميم) ۳. هَا (بفتح الهَاء)

**(نوٹ)** حروف تنبیہ، حروف ایجاب، حروف زیادۃ، حروف مصدریہ اور حروف تحضیض کی جمیع تحقیق نقشوں کے عنوان سے۔ احقر کی مؤلفہ ''ھدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

**البحث الثانی فی تعریفها** (وُضِعَتْ ......الْكَلَامِ): حروف تنبیہ وہ حروف ہیں جو مخاطب کو خبردار کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں تا کہ مخاطب سے کلام کا کچھ حصہ فوت نہ ہو جائے۔ اس تعریف سے معلوم ہوا کہ حروف تنبیہ موضوع ہونگے اور مخاطب کو خبردار کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہونگے اور مخاطب کو کلام کے فوت ہونے سے بچائیں گے۔

**البحث الثالث فی تفصیل کل حرف** (فَالا وَاَمَا ......هٰؤُلاءِ): اس پوری عبارت میں حروف تنبیہ کی مکمل تفصیل بیان کی ہے سب سے پہلے اَلا، اور اَمَا کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ دونوں حروف جملہ پر ہی داخل ہوتے ہیں مفرد پر داخل نہیں ہوتے پھر جملہ کی دو قسمیں ہیں اسمیہ اور فعلیہ لہٰذا یہ دونوں حروف تنبیہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ مصنف نے اسمیہ کی دو مثالیں ذکر کی ہیں۔ ایک اَلا کی دوسری اَمَا کی جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ (خبردار وہی لوگ فساد کرنے والے ہیں) اس آیت میں اَلا جملہ اسمیہ پر داخل ہے وہ جملہ اسمیہ جس پر اِنّ کا دخول ہے اور جیسے شاعر کا قول اَمَا وَالَّذِیْ الخ اس شعر میں اَمَا حرف تنبیہ ہے اور جملہ اسمیہ پر داخل ہے۔ اور جملہ فعلیہ پر داخل ہونے کی مثال اَمَا لا تَفْعَلُ (خبردار مت کر) اَلا لاتَضْرِبُ (خبردار مت مار)

## شعر (اَمَا وَالَّذِیْ الخ) کی مکمل تشریح

**شعر کا ترجمة:** خبردار اس ذات کی قسم جو رلاتا ہے اور ہنساتا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کا حکم حکم ہے۔

**اهم الفاظ کی توضیح:** ''اَمَا'' حرف تنبیہ ہے جس کا ترجمہ خبردار، آگاہ رہو، اور سن لو سے کیا جاتا ہے اس کے بعد والی

واؤ جو کہ الذی پر داخل ہے قسمیہ ہے۔ ابکیٰ، اَضْحَکَ، اَمَاتَ، اَحْیٰی یہ چاروں صیغے واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم باب افعال سے ہیں، اول ناقص، ثانی صحیح، ثالث اجوف، رابع لفیف ہے۔ علی حسب ترتیب بُکَاءٌ، ضِحْکٌ، مَوْتٌ، حَیٌّ مصدر سے مشتق ہیں۔

**شعر کا مطلب:** اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ موت وحیات اس ذات کے قبضہ میں ہے جو حی وقیوم ہے جو انسانوں کے درمیان حالات کو بدلتا ہے۔ اور قیامت کے دن حکمرانی پوری کی پوری اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے یہ شعر حرف تنبیہ جو کہ اَمَا ہے اور جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اس کی مثال بیان کرنے کیلئے ذکر کیا ہے۔

**محل استشهاد:** اس شعر میں جس کلمہ سے استدلال کیا گیا ہے وہ اَمَا و الذی ہے جو کہ شعر کے شروع میں ہے۔

**ترکیب:** اَمَا حرف تنبیہ واؤ قسمیہ جارہ الذی اسم موصول ابکیٰ فعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ اضحک معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق اقسم محذوف کے جو کہ جملہ قسم ہے اسی طرح والذی امات واحییٰ کی ترکیب ہے اور والذی میں واؤ قسمیہ الذی اسم موصول اَمْرُہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء الامر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوکر صلہ، موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف مستقر متعلق اقسم محذوف کے اقسم فعل بافاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر قسم اور جواب قسم آئندہ شعر میں موجود ہے۔

**شاعر کا نام:** اس شعر کا کہنے والا ابوالفتح ھُزَلی ہے۔

**وَالثَّالِثُ هَا الخ:** حروف تنبیہ میں سے تیسرا حرف ھَا تنبیہ ہے جو بمعنی خبردار آگاہ رہو کے ہے یہ جملہ اور مفرد دونوں پر داخل ہوتا ہے لیکن جملہ میں صرف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے هَا زَيْدٌ قَائِمٌ (خبردار زید کھڑا ہونے والا ہے) اس میں ھا حرف تنبیہ ہے اور زید قائم جو کہ جملہ اسمیہ ہے اس پر داخل ہے۔ مفرد پر داخل ہونے کی مثال ھٰذا، ھٰؤلاء ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ حروف تنبیہ کتنے اور کونسے ہیں۔ ہر ایک کی مثال ذکر کریں۔ (دیکھیے البحث الاول) ۲۔ حروف تنبیہ مفرد پر داخل ہوتے ہیں یا جملہ پر تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھیے البحث الثانی) ۳۔ شعر کی پوری تفصیل ذکر کریں نیز اما والذی میں واؤ کونسی ہے۔ (دیکھیے شعر کی مکمل تشریح) ۴۔ ھا حرف تنبیہ اور اَلَا اَمَا کے درمیان کیا فرق ہے۔ (دیکھیے البحث الثالث)

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ فِيْ حُرُوْفِ النِّدَاءِ

**فَصْلٌ، حُرُوْفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ يَا وَاَيَا وَهَيَا وَاَیْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ فَاَیْ وَالْهَمْزَةُ لِلْقَرِيْبِ وَاَيَا وَهَيَا لِلْبَعِيْدِ وَيَا لَهُمَا وَلِلْمُتَوَسِّطِ وَقَدْ مَرَّ اَحْكَامُ الْمُنَادٰی.**

**ترجمة:** حروف النداء پانچ ہیں یا اور ایا اور ھیا اور ای اور ہمزہ مفتوحہ پس ای اور ہمزہ مفتوحہ قریب کیلئے ہیں اور ایا اور ھیا بعید کیلئے ہیں اور یا ان دونوں کیلئے اور متوسطہ کیلئے ہے اور منادی کے احکام تحقیق گذر چکے ہیں۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف نداء کے بیان میں ہے اور دو ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ حروف نداء کی تحقیق (حُرُوْفُ النِّدَاءِ ...... اَلْمَفْتُوْحَةِ) ۲۔ حروف نداء کے معنی کی تفصیل (فَاَیْ ...... الْمُنَادٰی)۔

**تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف النداء** (حُرُوْفُ النِّدَاءِ......اَلْمَفْتُوحَةِ):
کل حروف نداء پانچ ہیں ۱۔یا جیسے یا عَبْدَ اللّٰهِ ، یَا زَیْدُ ۲. اَیَا جیسے اَیَا غُلامَ زَیْدٍ ۳۔هَیَا جیسے هَیَا شَرِیْفَ الْقَوْمِ ۴۔اَیْ جیسے اَیْ اَفْضَلَ الْقَوْمِ ۵۔الهمزة المفتوحة جیسے اَعَبْدَ اللّٰهِ۔

**البحث الثانی فی تفصیل معناها** (فَاَیْ ......اَلْمُنَادٰی): اس عبارت میں حروف نداء کے معانی کے متعلق بحث کی ہے کہ حروف نداء معنوی لحاظ سے تین اقسام پر ہیں بعض وہ حروف ہیں جو منادیٰ قریب کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ دو ہیں ایک اَیْ اور دوسرا ہمزہ مفتوحہ۔بعض وہ حروف ہیں جو منادیٰ بعید کیلئے استعمال ہوتے ہیں اور یہ بھی دو ہیں ۱۔ایا ۲۔هَیَا اور ایک حرف نداء ایسا ہے جو منادیٰ قریب و بعید دونوں اور اسی طرح متوسط منادیٰ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے اور وہ یا ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔حروف نداء کتنے اور کون کونسے ہیں ہر ایک کی مثال بھی لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول)
۲۔حروف نداء معنی کے اعتبار سے کتنی اقسام پر منقسم ہے ہر ایک کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ السَّادِسُ فِیْ حُرُوْفِ الْاِیْجَابِ

فَصْلٌ، حُرُوْفُ الْاِیْجَابِ سِتَّةٌ نَعَمْ وَبَلٰی وَاَجَلْ وَجَیْرِ وَاِنَّ وَاِیْ اَمَّا نَعَمْ فَلِتَقْرِیْرِ کَلامٍ سَابِقٍ مُثْبَتًا کَانَ اَوْ مَنْفِیًّا نَحْوُاَ جَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَاَمَا جَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ نَعَمْ وَبَلٰی تَخْتَصُّ بِاِیْجَابِ مَا نُفِیَ اِسْتِفْهَامًا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی اَوْ خَبَراً کَمَا یُقَالُ لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ قُلْتَ بَلٰی اَیْ قَدْ قَامَ وَاِیْ لِلْاِثْبَاتِ بَعْدَ الْاِسْتِفْهَامِ وَیَلْزَمُهَا الْقَسَمُ کَمَا اِذَا قِیْلَ هَلْ کَانَ کَذَا قُلْتَ اِیْ وَاللّٰهِ وَاَجَلْ وَجَیْرِ وَاِنَّ لِتَصْدِیْقِ الْخَبَرِ کَمَا اِذَا قِیْلَ جَاءَ زَیْدٌ قُلْتَ اَجَلْ اَوْ جَیْرِ اَوْ اِنَّ اَیْ اُصَدِّقُکَ فِیْ هٰذَا الْخَبَرِ.

**ترجمة:** حروف الایجاب چھ ہیں۔ایک نعم اور بلی الخ لیکن نعم سابق کلام کو پختہ کرنے کیلئے آتا ہے خواہ وہ کلام مثبت ہو یا منفی جیسے اجاء زید تو نے کہا نعم،اور اما جاء زیدٌ تو کہے نعم اور بلیٰ اس چیز کو ثابت کرنے کے ساتھ مختص ہوتی ہے جس کی استفہاما نفی کی گئی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی یا خبرا جیسے کہا جاتا لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ تو کہے بلیٰ یعنی قد قام اور اِیْ استفہام کے بعد اثبات کیلئے ہے اور اس کو قسم لازم ہوتی ہے جیسا کہ جب کہا جائے هَلْ کَانَ کَذَا تو کہے اِیْ وَاللّٰهِ اور اجل اور جیر اور اِنَّ خبر کی تصدیق کیلئے ثابت ہے جیسا کہ جب کہا جائے جَاءَ زَیْدٌ تو کہے اجل یا جیر یا اِنّ یعنی اُصَدِّقُکَ فِیْ هٰذَا الْخَبَرِ (میں اس خبر میں تیری تصدیق کرتا ہوں)۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف ایجاب کے بیان میں ہے۔اور دو ابحاث پر مشتمل ہے۔ ۱۔حروف ایجاب کی تحقیق (حُرُوْفُ الْاِیْجَابِ ......اِیْ) ۲۔ہر ایک حرف کے محل کی تفصیل پوری وضاحت سے (اَمَّا نَعَمْ......اَلْخَبَرِ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف الایجاب** (حُرُوْفُ الْاِیْجَابِ ......اِیْ):
حروف ایجاب چھ ہیں ۱.نَعَم (بفتح النون و العین) ۲. بلیٰ ۳.اَجَلْ (بفتح الهمزة والجیم) ۴.جَیْرِ (بسکون الیاء و کسر الراء) ۵.اِنَّ (بالهمزة المکسورة والنون المشددة) ۶.اِی (بکسر الهمزة وسکون الیاء)۔ہر ایک

کی مثال تفصیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

**البحث الثانی فی تفصیل محل کل حرف** (اَمَّا نَعَمْ ......اَلْخَبَر): اس عبارت میں مصنفؒ نے ہرایک حرف کی محل کے اعتبار سے تفصیل بیان کی ہے ان میں سے پہلا حرف نعم ہے یہ گذشتہ کلام کو پختہ کرنے کیلئے لایا جاتا ہے۔ عام ہے کہ سابقہ کلام مثبت ہو یا منفی ہو مثبت کی مثال جیسے کسی نے کہا اَجَاءَ زَیْدٌ جواب میں تو نے کہا نعم تو اسکا معنی نَعَمْ جَاءَ زَیْدٌ اسی طرح کلام منفی کی مثال اَمَا جَاءَ زَیْدٌ تو نے جواب میں کہا نَعَمْ تو معنی یہ ہے نَعَمْ مَا جَاءَ زَیْدٌ۔

**فائدہ:** پھر اس میں تعمیم ہے کلام خواہ استفہام ہو یا خبر ہو استفہام کی امثلہ گذر چکی ہیں خبر کی مثال کلام مثبت میں قَامَ زَیْدٌ کسی نے کہا تو جواب میں آپ نے نعم کہہ یا یعنی نعم قام زَیْدٌ۔ کلام منفی میں مَا قَامَ زَیْدٌ کے جواب میں نعم یعنی نَعَمْ مَاقَامَ زَیْدٌ (ہاں زید کھڑا نہیں ہے)۔

دوسرا حرف بلیٰ ہے یہ اس چیز کے ثابت کرنے کے ساتھ مختص ہوتا ہے جس کی استفہاماً نفی کی گئی یعنی کلام منفی کے بعد آتا ہے اور اس نفی کو توڑ کر اسکو مثبت بنا دیتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بلیٰ (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو انہوں نے کہا کیوں نہیں بلیٰ آپ ہمارے رب ہیں) یہ خطاب ارواح کو تھا سب ارواح نے یہ جواب دیا۔ یا خبراً نفی کی گئی ہو جیسے لَمْ یقم زَیْدٌ (زید کھڑا نہیں ہوا) اس کے جواب میں آپ کہیں بلیٰ یعنی قَد قَامَ (کیوں نہیں تحقیق وہ کھڑا ہے)

تیسرا حرف اِیْ ہے یہ استفہام کے بعد اثبات کیلئے آتا ہے اور اسکو قسم لازم ہوتی ہے جیسے جب کہا جائے ھَلْ کَانَ کَذَا (کیا ایسا ہوا) تو آپ جواب میں کہیں اِیْ وَاللّٰہِ (ہاں اللہ کی قسم)۔ اِی کے ساتھ فعل قسم نہیں ہوگا البتہ حرف قسم واو ہوگی اور مقسم بہ اللہ، رب اور عمری ہوسکتا ہے جیسے اِیْ وَاللّٰہِ ای وربّی اور اِیْ لَعَمْرِیْ۔

آخری تینوں حرف اَجَل، جَیرِ اور اِنّ خبر کی تصدیق کیلئے آتے ہیں خبر مثبت ہو یا منفی ہو جیسے جب کہا جائے جَاءَ زیدٌ (زید آگیا) تو آپ اس کے جواب میں کہیں اجل یا جیر یا ان تو ان کا معنی یہ ہے کہ اُصَدِّقُکَ فِیْ ھٰذَا الْخَبَرِ یعنی میں اس خبر میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔ حروف ایجاب کتنے اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال ذکر کریں۔ (دیکھیے البحث الاول)

۲۔ حروف ایجاب کے محل استعمال کو واضح کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِیْ حُرُوْفِ الزِّیَادَۃِ

فَصْلٌ، حُرُوْفُ الزِّیَادَۃِ سَبْعَۃٌ اِنْ واَن وَمَا وَلا وَمِنْ وَالْبَاءُ وَاللَّامُ فَاِنْ تُزَادُ مَعَ مَا النَّافِیَۃِ نَحْوُ مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ وَمَعَ مَا مَصْدَرِیَّۃٍ نَحْوُ اِنْتَظِرْ مَا اِنْ یَجْلِسُ الْاَمِیْرُ وَمَعَ لَمَّا نَحْوُ لَمَّا اِنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ وَاَنْ تُزَادُ مَعَ لَمَّا کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ وَبَیْنَ لَوْ وَالْقَسَمِ الْمُتَقَدِّمِ عَلَیْھَا نَحْوُ وَاللّٰہِ اَنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ وَمَا تُزَادُ مَعَ اِذَا وَمَتٰی وَاَیِّ وَاَنّٰی وَاَیْنَ وَاِنْ شَرْطِیَّاتٍ کَمَا تَقُوْلُ اِذَا مَا صُمْتَ صُمْتُ وَکَذَا الْبَوَاقِیْ وَبَعْدَ بَعْضِ حُرُوْفِ الْجَرِّ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَعَمَّا قَلِیْلٍ لَّیُصْبِحُنَّ نَادِمِیْنَ وَمِمَّا خَطِیْئٰتِھِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا وَزَیْدٌ صَدِیْقِیْ کَمَا اَنَّ عَمْرًوا اَخِیْ وَلا تُزَادُ مَعَ الْوَاوِ بَعْدَ النَّفْیِ نَحْوُ مَا جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَلا عَمْرٌو وَبَعْدَ اَنِ الْمَصْدَرِیَّۃِ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی مَا مَنَعَکَ اَن

لَّا تَسۡجُدَ وَقَبۡلَ الۡقَسَمِ كَقَوۡلِهٖ تعالٰى لا اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ بِمَعۡنٰى اُقۡسِمُ وَاَمَّا مَنۡ وَالۡبَاءُ وَاللَّامُ فَقَدۡ مَرَّ ذِكۡرُهَا فِي حُرُوۡفِ الۡجَرِّ فَلا نُعِيۡدُهَا.

**ترجمة:** حروف الزیادۃ سات ہیں اِنۡ اور اَنۡ الخ پس اِنۡ ما نافیہ کے ساتھ زائدہ ہوتا ہے جیسے ما اِنۡ زید قائمٌ اور ما مصدریہ کے ساتھ جیسے اِنۡتَظِرۡ مَا اِنۡ يَجۡلِسُ الۡاَمِيۡرُ اور لما کے ساتھ جیسے لَمَّا اِنۡ جَلَسۡتَ جَلَسۡتُ اور اَن لما کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَمَّا اَنۡ جَاءَ الۡبَشِيۡرُ اور لو اور اس قسم کے درمیان جو اس لو پر مقدم ہے جیسے وَاللّٰهِ اَنۡ لَو قُمۡتَ قُمۡتُ اور ما زائدہ ہوتا ہے اذا اور متی اور ایّ اور انّی اور این اور ان کے ساتھ دراں حالیکہ وہ حروف شرط ہوں جیسا کہ تو کہے گا اِذَا مَا صُمۡتَ صُمۡتُ اور اسی طرح ہیں باقی اور بعض حروف جر کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فَبِمَا رَحۡمَةٍ مِنَ اللّٰهِ اور عَمَّا قَلِيۡلٍ لَيُصۡبِحُنَّ نَادِمِيۡنَ اور مِمَّا خَطِيۡئٰتِهِمۡ اُغۡرِقُوۡا فَاُدۡخِلُوۡا نَارًا اور زَيۡدٌ صَدِيۡقِيۡ كَمَا اَنَّ عَمۡرًوا اَخِيۡ۔ اور لا زائدہ ہوتا ہے اس واؤ کے ساتھ جو نفی کے بعد ہو جیسے مَاجَاءَ نِيۡ زَيۡدٌ وَلَا عَمۡرٌو اور ان مصدریہ کے بعد جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان مَا مَنَعَكَ اَنۡ لَّا تَسۡجُدَ اور قسم سے پہلے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان لَا اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ بِمَعۡنٰى اُقۡسِمُ اور لیکن من اور باء اور لام انکا ذکر حروف الجر میں گذر چکا پس ہم اسے نہیں لوٹاتے۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف زیادۃ کے بیان میں ہے یعنی وہ حروف جن کو کلام سے گرا دیں تو کلام کے معانی میں بگاڑ نہ پیدا ہو اور یہ فصل دو ابحاث پر مشتمل ہے ا۔حروف زیادۃ کی تحقیق (حُرُوفُ الزِّيَادَةِ ...... اللَّامُ) ۲۔ہر حرف کے زائدہ ہونے کے محل کی تفصیل (فَاِنۡ ...... نُعِيۡدُهَا)

**تشریح:** **البحث الاول فی تحقیق حروف الزیادة** (حُرُوۡفُ الزِّيَادَةِ ...... اللَّامُ):

حروف زائدہ سات ہیں ۱۔اِن (بکسر الھمزة) ۲۔اَنۡ (بفتح الھمزة) ۳۔ما ۴۔لا ۵۔مِنۡ ۶۔الباءُ ۷۔اللام۔ انکی امثلہ تفصیل کے ضمن آجائیں گی۔

تاہم انکی پوری تحقیق احقر کی مرتبہ ''ھدایۃ النحو کے حل شدہ وفاقی پرچہ جات'' میں نقشہ کے عنوان سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

**البحث الثانی فی تفصیل محل کل حرف بالبسط** (فَاِنۡ...... فَلَا نُعِيۡدُهَا):

ان حروف زیادۃ میں سے پہلا حرف اِنۡ ہے یہ ما نافیہ کے ساتھ زائدہ ہوتا ہے اور نفی کی تاکید کا فائدہ دیتا ہے جیسے مااِن زَيۡدٌ قَائِمٌ (زید کھڑا ہونے والا نہیں ہے) اور ما مصدریہ کے ساتھ زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے اِنۡتَظِرۡ مَا اِنۡ يَجۡلِسُ الۡاَمِيۡرُ (انتظار کر امیر کے بیٹھنے تک) اس مثال میں ما مصدریہ ہے اور یجلس کو مصدر جلوس کے معنی میں کر دیا اس کے بعد اِنۡ ہے جو کہ زائدہ ہے۔ اسی طرح اِنۡ لمّا کے ساتھ بھی زائدہ ہوتا ہے جیسے لما اِنۡ جَلَسۡتَ جَلَسۡتُ (جس وقت تو بیٹھا میں بیٹھا) اس لما کو لمّا حینیہ کہتے ہیں۔

**وَاَنۡ تُزَادُ الخ:** اس عبارت میں ان کے زائدہ ہونے کے مقام کو بیان کیا ہے ا۔اَنۡ لمّا حینیہ کے ساتھ زائدہ ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَمَّا اَنۡ جَاءَ الۡبَشِيۡرُ (جب کہ خوشخبری دینے والا آیا) ۲۔اَنۡ زائدہ ہوتا ہے جب لو اور اس قسم کے درمیان واقع ہو جو قسم اس لو سے مقدم ہو جیسے واللہ اَنۡ لو قُمۡتَ قُمۡتُ (اللہ کی قسم اگر تو کھڑا ہوتا تو میں بھی کھڑا ہوتا)۔

**وَمَا تُزَادُ مَعَ اِذَا الخ:** اس عبارت میں تیسرا حرف زیادۃ ما کی تفصیل بیان کی ہے کہ ما اگر اذا، متی اور ایٌّ اور انّی اور این اور اِنْ کے ساتھ ہو بشرطیکہ یہ کلمات شرط کے معنی میں استعمال ہو رہے ہوں تو ما زائدہ ہوگا جیسے اذا ما صُمْتَ صُمْتُ (جب تو روزہ رکھے گا میں روزہ رکھوں گا) اس میں ما اذا جو بمعنی شرط ہے کے ساتھ ہے اس لئے زائدہ ہے۔ اسی پر باقی کلمات کی مثالیں قیاس کی جاسکتی ہیں۔ وبعد بعض حروف الجر الخ ما کے زائدہ ہونے کا دوسرا محل ہے کہ بعض حروف جارہ جب ما پر داخل ہو جائیں تو اس وقت وہ ما زائدہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ (بس اللہ کی رحمت کے سبب ان کیلئے نرم ہوگئے) اس میں باء حرف جر ما پر داخل ہے اور ما زائدہ ہے۔ اور جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَمَّا قَلِيْلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِيْنَ۔ اس میں بھی ما حرف جر عن کے بعد آیا ہے زائدہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ومما خَطِيْئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا الخ اس آیت میں بھی ما حرف جر من کے بعد ہے اس لئے زائدہ ہے۔ اور زَيْدٌ صَدِيْقِيْ كَمَا اَنَّ عَمْرًوا اَخِيْ۔ اس مثال میں بھی کاف جر کے بعد آیا ہے لہٰذا ما زائدہ ہے۔

**ولاتزاد مع الواو الخ:** لا کے زائدہ ہونے کے محل کا بیان ہے تین محل بتلائے ہیں پہلا یہ کہ لا اس واؤ کے ساتھ زائدہ ہوگا جس واؤ کا وقوع نفی کے بعد ہو جیسے مَاجَاءَ نِيْ زَيْدٌ وَلَا عَمْرٌو اس مثال میں واؤ نفی کے بعد ہے اور اس واؤ کے ساتھ لا ہے لہٰذا زائدہ ہے دوسرا وہ لا زائدہ ہوگا جو اَنْ مصدریہ کے بعد واقع ہو جیسے مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ، اس مثال میں بھی لا ان مصدریہ "جو کہ اَنْ لَا تَسْجُدَ میں ہے" کے بعد واقع ہے اس لئے یہ لا بھی زائدہ ہوگا۔ تیسرا وہ لا جو لفظ قسم سے پہلے واقع ہو جیسے لَا اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ بِمَعْنٰى اُقْسِمُ کے ہے۔

**وَاَمَّا مِنْ الخ:** بقیہ تین حروف زوائد کا ذکر ہے مصنف فرماتے ہیں من، لام اور باء ان کا زائدہ ہونا حروف جر کی بحث میں مذکور ہوا لہٰذا دوبارہ ان کو نہیں دہراتے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ حروف زائدہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں ہر ایک کی مثال ذکر کریں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔ حروف زائدہ کے محل کی تفصیل بیان کریں۔ (دیکھئے البحث الثانی)

## اَلْفَصْلُ الثَّامِنُ فِيْ حَرْفَيِ التَّفْسِيْرِ

**فَصْلٌ، حَرْفَا التَّفْسِيْرِ اَيْ وَاَنْ فَاَيْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَيْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ كَاَنَّكَ تُفَسِّرُهٗ اَهْلَ الْقَرْيَةِ وَاَنْ اِنَّمَا يُفَسَّرُ بِهَا فِعْلٌ بِمَعْنَى الْقَوْلِ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ فَلَا يُقَالُ قُلْتُ لَهٗ اَنِ اكْتُبْ اِذْ هُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ لَا مَعْنَاهُ.**

**ترجمة:** تفسیر کے دو حرف ای اور اَن ہیں پس ای جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے واسْئَلِ الْقَرْيَةَ اَيْ اَهْلَ الْقَرْيَةِ گویا کہ تو نے اس کی اھل القریۃ کے ساتھ تفسیر کی اور اَن سوائے اس کے نہیں اس کے ساتھ تفسیر کیا جاتا ہے وہ فعل جو بمعنی القول ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ پس نہیں کہا جاتا قُلْتُ لَهٗ اَنِ اكْتُبْ اس لئے کہ وہ لفظ قول ہے نہ کہ اسکا معنی۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حرف تفسیر کے بیان میں ہے اور دو ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔ حروف تفسیر کی تحقیق (حَرْفَا التَّفْسِيْرِ ......اَنْ) ۲۔ ہر حرف کی تفصیل (فَاَيْ...... لَا مَعْنَاهُ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تحقیق حرفا التفسیر** (حَرفَا التَّفسِیر ......اَنْ):
مجمل اور مبہم کلام کی توضیح وتفسیر کیلئے صرف دوحرف استعمال کئے جاتے ہیں اسی وجہ سے مصنفؒ نے حرفا التفسیر فرمایا حروف التفسیر نہیں کہا اور وہ دوحرف ایک اَیْ ہے دوسرا اَنْ ہے ہر ایک کی تفصیل آیا چاہتی ہے۔

**البحث الثانی فی تفصیل کل حرف** (فَاَیْ ......لا مَعْنَاہُ): ان دوحرفوں میں پہلا حرف اَیْ ہے یہ ہر مبہم کلام کی تفسیر کیلئے آتا ہے خواہ وہ مبہم مفرد ہو یا جملہ ہو مفرد کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ میں قریۃ لفظ مفرد ہے اس میں ابہام ہے کہ اس سے کیا مراد ہے تو اَیْ اَھْلَ الْقَرْیَۃِ کہہ کر اس کی تفسیر کردی گئی کہ مراد بستی والے ہیں خود بستی نہیں ہے۔ مبہم جملہ کی مثال جیسے قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ (اس کا رزق ختم ہوگیا یعنی مرگیا) قطع رزقہ یہ جملہ ہے لیکن مبہم ہے ای مات سے اس کی تفسیر کردی گئی۔

**وَاَنْ اِنّما تُفَسَّرُ الخ:** دوسرا حرف تفسیر اَنْ ہے اس کے ساتھ اس فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو بمعنی قول ہو جیسے امر، نداء، کتابت وغیرہ للہٰذا لفظ نہ تو خود قول کے بعد واقع ہوگا اور نہ ہی اس فعل کی تفسیر کرے گا جو بمعنی قول نہ ہو بلکہ اس فعل کی تفسیر کرے گا جو بمعنی قول ہو اور فعل بمعنی قول کی تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ فعل بمعنی قول کے مفعول کی تفسیر کرتا ہے جو مفعول اکثر مقدر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ (آواز دی ہم نے اس کو اے ابراہیم، اس میں نداء بمعنی قول ہے کیونکہ نداء قول کے بغیر نہیں ہوتی تو نادیناہ بمعنی قلناہٗ (ہم نے اس کو کہا) اب اس فعل کا مفعول مقدر ہے ان یا ابراھیم اس کی تفسیر کر رہا ہے اصل میں گویا یوں تھا نادیناہ بلفظ ہم نے اسکو ایک لفظ کے ساتھ نداء کی وہ لفظ کیا ہے آگے ان یا ابراھیم نے اس کی تفسیر کی کہ وہ لفظ یا ابراھیم ہے۔

**فلایقال الخ:** چونکہ اَنْ خود قول کی تفسیر نہیں کرتا لہٰذا نہیں کہا جائے گا قلت لہ ان اکتب، کیونکہ قلت خود لفظ قول ہے نہ کہ اس کا معنی۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔حروف تفسیر کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں۔ (دیکھیے البحث الاول)
۲۔ ہر ایک حرف تفسیر کی تفصیل لکھیں کہ کون کس جگہ اور کس کی تفسیر کر سکتا ہے (دیکھیے البحث الثانی)

## اَلْفَصْلُ التَّاسِعُ فِی حُرُوْفِ الْمَصْدَرِ

فَصل، حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ثَلَاثَۃٌ مَا وَاَنْ وَاَنَّ فَالْاُوْلَیَانِ لِلْجُمْلَۃِ الْفِعْلِیَّۃِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِھَا وَقَوْلِ الشَّاعِرِ ؎ یَسُرُّ الْمَرْءَ مَا ذَھَبَ اللَّیَالِیْ وَکَانَ ذَھَابُھُنَّ لَہٗ ذَھَابًا وَاَنْ نَحْوُ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا اَیْ قَوْلُھُمْ وَاَنَّ لِلْجُمْلَۃِ الْاِسْمِیَّۃِ نَحْوُ عَلِمْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ اَیْ قِیَامَکَ.

**ترجمۃ:** حروف المصدر تین ہیں۔ ما اور اَنْ اور اَنَّ پس پہلے دو جملہ فعلیہ کیلئے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی بِرُحْبِھَا اور شاعر کا قول۔ یسر المرء الخ اور اَنْ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِہٖ اِلَّا اَنْ قَالُوْا یعنی قولھم اور اَنَّ جملہ اسمیہ کیلئے ہے جیسے عَلِمْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ یَعْنِیْ قِیَامَکَ۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل حروف المصدر کے بیان میں ہے اور دو ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔حروف مصدر کی تحقیق (حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ......اَنَّ) ۲۔ ہر حرف کی تفصیل (فَالْاُوْلَیَانِ......قِیَامَکَ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف المصدر** (حُرُوْفُ الْمَصْدَرِ ......اَنَّ):
وہ حروف جو فعل کو یا کسی جملہ کو مصدر کی تاویل میں کر دیتے ہیں وہ تین ہیں۔ ما، اَنْ اور اَنَّ، ہر ایک کی مثال تفصیل میں مذکور ہوگی۔

**البحث الثانی فی تفصیل کل حرف** (فَالْاُوْلَیَان ......قِیَامُکَ): حروف مصدریہ میں سے پہلے دو حرف ما اور اَنْ جملہ فعلیہ کے ساتھ خاص ہیں یعنی وہ صرف جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس کو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یعنی بِرُحْبِهَا۔ (زمین ان پر تنگ ہوگئی باوجود کشادہ ہونے کے) اس آیت میں ''بِمَا رَحُبَتْ'' والے جملہ میں ما مصدریہ ہے جس نے رَحُبَتْ فعل کو مصدر ''رُحب'' کی بتاویل میں کر دیا۔ اور جیسے شاعر کا شعر: یَسُرُّ الْمَرْءَ الخ اس میں بھی ''ما'' نے فعل کو مصدر کی تاویل میں کر دیا۔

## شعر (یَسُرُّ الْمَرْءَ الخ) کی مکمل تشریح ''هدیہ مشتاقین''

**شعر کا ترجمه:** راتوں کا گزرنا مرد کو خوش کرتا ہے حالانکہ ان راتوں کا گزرنا اس کا گذرنا ہے۔

**اهم الفاظ کی وضاحت:** یَسُرُّ: یہ باب نصر سے مضارع غائب کا صیغہ ہے سرور مصدر سے مشتق ہے بمعنی خوش کرنا۔
''ما ذهب اللیالی'' اس عبارت میں ما مصدریہ ہے اور فعل ماضی ذهب پر داخل ہو کر اس کو ذهاب کے معنی میں کر دیا ما ذهب اللیالی کا معنی ہوا ذهاب اللیالی یعنی راتوں کا گزرنا۔

**شعر کا مطلب:** شاعر اس شعر میں ہر ایک انسان کو اس بات پر تنبیہ کر رہا ہے کہ راتوں کے گذرنے سے خوش نہ ہونا چاہیے بلکہ رونا چاہیے کیونکہ ان راتوں کے گزرنے سے زندگی کم ہو رہی ہے اور جو وقت گزر جاتا ہے واپس نہیں آتا اور زندگی محدود ہونے کی وجہ سے ان راتوں کا گزرنا انسان کو قبر اور موت کے قریب کر رہا ہے لہٰذا فکر اور افسوس کا مقام ہے نہ کہ خوش ہونے کا۔

**غرض ذکر شعر:** مصنفؒ نے اس شعر کو اپنی کتاب میں ذکر کر کے اس بات کی مثال بیان کی ہے کہ ما مصدریہ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتا ہے اور اس جملہ فعلیہ کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے جیسا کہ شعر سے واضح ہے۔

**محل استشهاد:** اس شعر سے ما مصدریہ کے فعل پر داخل ہونے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کرنے پر جو استدلال کیا گیا ہے اس کا محل شعر کا جملہ ''ما ذهب اللیالی'' ہے۔ اس ''ما'' نے ذهب فعل کو ذهاب کے معنی میں کر دیا ہے۔

**ترکیب:** یَسُرُّ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم المرءَ مفعول بہ ما مصدریہ ذهب فعل اللیالی تقدیراً مرفوع فاعل فعل فاعل ملکر بتاویل مصدر ہو کر ذوالحال واؤ حالیہ کان فعل از افعال ناقصہ ذهابهن مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ہے کان کا لام جارہ ضمیر غائب مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق ذهاباً مؤخر کے جو کہ خبر ہے کان کی کان اپنے اسم و خبر سے ملکر حال ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل ہوا یَسُرُّ کا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ اللیالی سے وکان الخ بھی حال بن سکتا ہے۔

**شاعر کا نام:** غالباً حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔

دوسرا حرف اَنْ ہے یہ بھی فعل کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے جیسے فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ اِلَّا اَنْ قالوا یعنی قولهم اس آیت میں ان نے قالوا پر داخل ہو کر قول کے معنی میں کر دیا ہے۔

**وَاَنَّ للجملة الاسمية الخ:** اور تیسرا حرف مصدر یہ اَنّ ہے یہ صرف جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے جیسے عَلِمتُ اَنَّکَ قَائِمٌ اَیْ قِیَامَکَ اس مثال اَنّ قائم جملہ اسمیہ پر داخل ہے اور اس کو قیام کے معنی میں کر دیا۔

**حروف مصدریه کے مابین فرق:** اس تفصیل سے ما، اَنْ اور اَنّ کے درمیان فرق واضح ہو گیا کہ ما اور اَنْ جملہ فعلیہ کے ساتھ خاص ہیں اور اَنَّ جملہ اسمیہ کے ساتھ خاص ہے۔ یعنی ما اور اَنْ جملہ فعلیہ کو مصدر کی تاویل میں کرتے ہیں اور اَنّ جملہ اسمیہ کو مصدر کی تاویل میں کرتا جیسا کہ آپ نے امثلہ میں دیکھا۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ا۔حروف مصدر کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں۔ (دیکھیے البحث الاول)
۲۔مصنفؒ نے شعر یسوء المرء الخ کو کس مقصد کیلئے ذکر کیا اور شعر کا ترجمہ بھی لکھیں۔ (دیکھیے البحث الثانی) ۳۔حروف مصدر کے مابین فرق واضح کریں۔ (دیکھیے حروف مصدر کے مابین فرق)

## اَلْفَصْلُ الْعَاشِرُ فِیْ حُرُوْفِ التَّحْضِیْضِ

**حُرُوْفُ التَّحْضِیْضِ اَرْبَعَةٌ هَلَّا وَ اَلَّا وَلَوْلَا وَلَوْ مَا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَمَعْنَاهَا حَضٌّ عَلَى الْفِعْلِ اِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَاكُلُ وَلَوْمٌ اِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِیْ نَحْوُ هَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا وَحِیْنَئِذٍ لا تَكُوْنُ تَحْضِیْضًا اِلَّا بِاِعْتِبَارِ مَافَاتَ وَلا تَدْخُلُ اِلَّا عَلَى الْفِعْلِ كَمَا مَرَّوَاِنْ وَقَعَ بَعْدَهَا اِسْمٌ فَبِاِضْمَارِ فِعْلٍ كَمَا تَقُوْلُ لِمَنْ ضَرَبَ قَوْمًا هَلَّا زَیْدًا اَیْ هَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا وَجَمِیْعُهَا مُرَكَّبَةٌ جُزْءُ هَا الثَّانِیْ حَرْفُ النَّفْیِ وَالْاَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ اَوِالْاِسْتِفْهَامِ اَوْ حَرْفُ الْمَصْدَرِ. وَلِلَوْلا مَعْنًى اٰخَرَ هُوَ اِمْتِنَاعُ الْجُمْلَةِ الثَّانِیَةِ لِوُجُوْدِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰی نَحْوُ لَوْلا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وَحِیْنَئِذٍ تَحْتَاجُ اِلَی الْجُمْلَتَیْنِ اُوْلٰهُمَا اِسْمِیَّةٌ اَبَدًا.**

**ترجمة:** حروف تحضیض چار ہیں هلّا اور الّا اور لولا اور لو ما ان کیلئے کلام کی صدارت ہے اور ان کا معنی فعل پر ابھارنا ہے اگر مضارع پر داخل ہوں جیسے هلّا تاکل اور اگر ماضی پر داخل ہوں تو لوم ہے جیسے **هلا ضَرَبْتَ زیداً** اور اس وقت تحضیض نہ ہوگی مگر مافات کے اعتبار سے اور نہیں داخل ہونگے مگر فعل پر جیسا کہ گذرا۔ اور اگر ان کے بعد اسم واقع ہو تو فعل کے مقدر ہونے کے ساتھ ہوگا جیسا کہ تو کہے گا اس شخص سے جس نے لوگوں کو مارا هَلاّ زیداً یعنی هلاّ ضَرَبْتَ زَیْداً۔

اور یہ سارے کے سارے مرکب ہیں ان کا ثانی جزء حرف نفی اور اول جزء حرف شرط یا استفہام یا حرف مصدر ہے اور لولا کیلئے ایک دوسرا معنی ہے وہ دوسرے جملہ کا ممتنع ہونا پہلے جملہ کے وجود کی وجہ سے جیسے **لَوْ لَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ** اور اس وقت دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا ان میں سے پہلا ہمیشہ اسمیہ ہوگا۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف تحضیض کے بیان میں ہے اور چار ابحاث پر مشتمل ہے ا۔حروف تحضیض کی تحقیق اور ان کا حکم (حُرُوْفُ التَّحْضِیْضِ......صَدْرُ الْكَلَامِ) ۲۔ان کے معنی کی تفصیل (وَمَعْنَاهَا......زَیْدًا) ۳۔ان حروف کے متعلق ایک اہم فائدہ (وَجَمِیْعُهَا......حَرْفُ الْمَصْدَرِ) ۴۔لولا کے معنی کا بیان (وَلِلَوْلا......اَبَدًا)۔

## تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف التحضیض مع الحکم

(حُرُوْفُ التَّحْضِیْضِ ...... صَدْرُ الْکَلَامِ):

تحضیض کا لغت میں معنی ابھارنا اور برانگیختہ کرنا اصطلاح میں حروف تحضیض وہ حروف ہیں جو فعل کی تحضیض وتحریص پر دلالت کریں۔ حروف تحضیض چار ہیں ۱۔ھلاّ ۲۔الّا ۳۔لولا ۴۔لوما۔ ان حروف کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ کلام کے شروع میں آتے ہیں۔

**البحث الثانی فی تفصیل کل حرف** (وَمَعْنَاھَا......زیداً): اس عبارت سے حروف تحضیض کے معنی کو بیان کرتے ہیں حروف تحضیض دو حال سے خالی نہیں یا تو مضارع پر داخل ہونگے یا ماضی پر اگر مضارع پر داخل ہونگے تو اس وقت ان کا معنی فعل پر برانگیختہ کرنا ہے جیسے ھَلاَّ تَاکُلُ (تو کیوں نہیں کھاتا) یعنی تجھے کھانا چاہیے۔ اور اگر حروف تحضیض ماضی پر داخل ہوں تو اس وقت ان کا معنی فعل کے ترک اور چھوڑنے پر ملامت کرنا ہے جیسے ھَلاَّ ضَرَبْتَ زَیْداً (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا) یعنی تجھے زید کو مارنا چاہیے تھا۔ ان دونوں امثلہ سے یہ بات واضح ہورہی ہے کہ اول میں فعل کے کرنے پر ابھارا جارہا ہے اور ثانی میں فعل کے ترک پر ملامت کی جارہی ہے۔ جب یہ حروف ماضی پر داخل ہوں تو اسوقت تحضیض مافات کے اعتبار سے ہوگی کہ جو کام فوت ہوچکا اس پر برانگیختہ کرنا ہے یعنی یہ کام کرنا چاہیے تھا۔ تاکہ آئندہ احتیاط ہو وگرنہ فوت شدہ فعل پر تحضیض کا کوئی معنی نہ ہے۔ اس لئے اس وقت ان کو حروف تندیم کہا جاتا ہے۔

**وَلا تدخُلُ اِلَّا الخ:** یہ حروف تحضیض صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں کیونکہ ترغیب اور ملامت فعل پر ہی ہوتی ہے اور اگر ان کے بعد کہیں اسم آیا ہوا ہو تو وہاں فعل مقدر ہوگا اور وہ حرف تحضیض اس فعل پر داخل ہوگا اور یہ اسم اس فعل مقدر کا معمول ہوگا جیسے آپ اس شخص کو کہیں جس نے زید کے سوا ساری قوم کو مارا ھلاّ زیداً اس میں ھلا حرف تحضیض ہے اور زیداً اسم پر داخل ہے حالانکہ فعل پر داخل ہونا ضروری ہے لہٰذا یہاں فعل مقدر ہوگا اور زیداً اس کا مفعول بہ ہوگا یعنی ھَلاَّ ضَرَبْتَ زَیْداً۔

**البحث الثالث فی فائدۃ مھمۃ** (وَجَمِیْعُھَا ......حَرْفُ الْمَصْدَرِ): یہ تمام حروف تحضیض مفرد نہیں بلکہ مرکب ہیں۔ دو جزؤں سے جن میں سے دوسرا جزء حرف نفی ہے۔ اور پہلا جز وحرف شرط ہے یا حرف استفہام ہے یا حرف مصدر (جیسے لولا اور لوما میں حرف شرط ہے اور ھلاّ میں حرف استفہام ہے اور الاّ میں حرف مصدر ہے)

**البحث الرابع فی بیان معنی "لولا"** (وَلِلَوْلاَ ......اَبَداً): حروف تحضیض میں سے ایک حرف لولا اسکا ایک اور معنی ہے تحضیض کے علاوہ اور وہ معنی یہ ہے کہ لولا یہ بتلائے گا کہ پہلا جملہ موجود ہے اس لئے کہ ثانی جملہ منفی ہے یعنی لولا انتفاء ثانی بسبب وجود اول کے آتا ہے جیسے لَوْلاَ عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے) چونکہ علی موجود تھے اس لئے ہلاکتِ عمرؓ نہ ہوئی۔ تو وجود علی سبب ہے عمر کے ہلاک نہ ہونے کا اور اس وقت لولا دو جملوں کی طرف محتاج ہوگا جن میں سے پہلا جملہ ہمیشہ اسمیہ ہوگا جیسے لو لا علی موجوڈ دوسرا عام ہے خواہ اسمیہ ہو خواہ فعلیہ ہو اس کو لولا امتناعیہ بھی کہتے ہیں۔ اور اول معنی کے اعتبار سے لولا تحضیضیہ کہلاتا ہے اور وہ اول معنی کے اعتبار سے ایک ہی جملہ پر داخل ہوتا ہے۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔حروف تحضیض کسے کہتے ہیں اور وہ کتنے ہیں اور کون کونسے ہیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔حروف تحضیض مفرد ہیں یا کہ مرکب وضاحت کریں۔(دیکھئے البحث الثالث) ۳۔حروف تحضیض میں سے لولا کتنے معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے اگر لولا امتناعیہ ہو تو کتنے جملوں پر داخل ہوتا ہے۔(دیکھئے البحث الرابع)

# اَلْفَصْلُ الْحَادِی عَشَرفِی التَّوَقُّعِ

فَصْلٌ حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ وَهِیَ فِی الْمَاضِیْ لِتَقْرِیْبِ الْمَاضِیْ اِلَی الْحَالِ نَحْوُ قَدْرَکِبَ الْاَمِیْرُ اَیْ قُبَیْلَ ھٰذَا وَلِاَجْلِ ذٰلِکَ سُمِّیَتْ حَرْفُ التَّقْرِیْبِ اَیْضًا وَلِھٰذَا تَلْزَمُ الْمَاضِیْ لِیَصْلَحَ اَنْ یَقَعَ حَالاً وَقَدْ تَجِیْءُ لِلتَّاکِیْدِ اِذَا کَانَ جَوَابًا لِمَنْ یَسْاَلُ ھَلْ قَامَ زَیْدٌ تَقُوْلُ قَدْ قَامَ زَیْدٌ وَفِی الْمُضَارِعِ لِتَقْلِیْلِ نَحْوُ اِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ وَاِنَّ الْجَوَادَ قَدْ یَبْخَلُ وَقَدْ تَجِیْءُ لِلتَّحْقِیْقِ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ وَیَجُوْزُ الْفِعْلُ بَیْنَھَا وَبَیْنَ الْفِعْلِ بِالْقَسَمِ نَحْوُ قَدْ وَاللّٰہِ اَحْسَنْتَ وَقَدْ یُحْذَفُ الْفِعْلُ بَعْدَ قَدْ عِنْدَ الْقَرِیْنَۃِ کَقَوْلِ الشَّاعِرِ۔

شعر اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَیْرَ اَنَّ رِکَابَنَا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنَا وَکَانْ قَدِنْ اَیْ وَکَانَ قَدْ زَالَتْ۔

**ترجمۃ:** حرف توقع قد ہے اور وہ ماضی میں حال کے قریب کرنے کیلئے ہے جیسے قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ یعنی قُبَیْلَ ھٰذَا اور اسی لئے وہ حرف تقریب بھی نام رکھا گیا ہے۔اور اسی وجہ سے ماضی کو لازم ہے تاکہ حال واقع ہونے کی صلاحیت رکھے اور کبھی کبھی تاکید کیلئے آتا ہے جب جواب ہو اس شخص کا جو سوال کرتا ہے ھل قَامَ زَیْدٌ تو کہے قَدْ قَامَ زَیْدٌ اور مضارع میں تقلیل کیلئے ہے جیسے اِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ اور اِنَّ الجَوَادَ قَد یَبْخَلُ اور کبھی کبھار تحقیق کیلئے بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الْمُعَوِّقِیْنَ۔اور حرف قد اور فعل کے درمیان قسم کے ساتھ فاصل جائز ہوتا ہے جیسے قَدْ وَاللّٰہِ اَحْسَنْتَ اور کبھی کبھار قرینہ کے پائے جانے کے وقت قد کے بعد فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔جیسے شاعر کا قول ہے اَفِدَ التَّرَحُّلَ الخ۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل حرف توقع کے بیان میں ہے اور دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔حرف توقع کی تعریف اور قد کے معنی کی تفصیل (حَرْفُ التَّوَقُّعِ ......المعوِّقِیْنَ) ۲۔قد کے حکم کے بیان میں (وَیَجُوْزُ ......زَالَتْ)۔

**تشریح: البحث الاول فی تعریف التوقع مع تفصیل معنی قد** "(حَرْفُ التَّوَقُّعِ ......الْمُعَوِّقِیْنَ):

توقع کا معنی امید ہے اور حرف توقع کا معنی امید کا حرف چونکہ اس قد کے ذریعے اس بات کی خبر دی جاتی ہے جس کے موجود ہونے کی امید تھی اس وجہ سے اس کو حرف توقع کہتے ہیں۔

حرف توقع فقط قد ہے یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو ماضی پر داخل ہوگا یا مضارع پر اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کو حال کے قریب کر دیتا ہے اسی وجہ سے اس کو حرف تقریب بھی کہتے ہیں یعنی قریب کرنے والا حرف جیسے آپ نے اس شخص کو جو امیر کے سوار ہونے کی امید رکھتا ہے یہ کہا قَدرَکِبَ الْاَمِیْرُ (تحقیق امیر سوار ہوگیا) یعنی اس وقت سے تھوڑا سا پہلے سوار ہوا۔اسی وجہ سے یہ حرف قد ماضی کو لازم ہوتا ہے تاکہ وہ ماضی حال بننے کی صلاحیت رکھے۔

**فائدہ:** جو ماضی حال واقع ہوتی ہے زمانہ عامل پر مقدم ہوتی ہے مثلاً آپ نے کہا جَاءَ نِیْ زَیْدٌ قَدْ رَکِبَ اَبُوْہُ (آیا

میرے پاس زید اس حال میں کہ اس کا باپ سوار ہو چکا ہے) جاءنی عامل ہے رکب ماضی حال ہے اس میں رکوب اب مجیئت زید پر مقدم ہے حالانکہ نحویوں کے ہاں حال اور اس کے عامل کا زمانہ ایک ہوتا ہے۔ لہٰذا قد کا ماضی پر داخل ہونا ضروری ہے تاکہ وہ ماضی کو زمانہ حال کے قریب کردے تاکہ حال اور اس کے عامل کا زمانہ حکماً ایک ہو جائے اگرچہ حقیقۃً ایک نہیں ہے۔ اور کبھی کبھار ماضی پر داخل ہوتے ہوئے تاکید کیلئے آتا ہے تقریب کیلئے نہیں۔ جس وقت ماضی پر قد داخل ہے اس شخص کے جواب میں واقع ہو جو سوال کرتا ہے هَلْ قَامَ زَيْدٌ (کیا زید کھڑا ہے) تو آپ کہیں قَدْ قَامَ (تحقیق زید کھڑا ہے)

اور اگر مضارع پر داخل ہو تو تقلیل کیلئے آتا ہے جیسے اِنَّ الكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ۔ (بے شک جھوٹ بولنے والا کبھی سچ بولتا ہے) اور جیسے اِنَّ الجَوادَ قد يَبْخَلُ (تحقیق سخی کبھی بخل کرتا ہے) اور کبھی کبھی فعل مضارع پر داخل ہو کر تحقیق کا معنی بھی دیتا ہے اس وقت یہ تقلیل کے معنی سے خالی ہوگا جیسے اللہ تعالیٰ ارشاد ہے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ (تحقیق اللہ تعالیٰ روکنے والوں کو جانتے ہیں) اگر تقلیل کا معنی مراد لیں تو آیت کا مطلب غلط ہو جائے گا اور مفہوم کے خلاف ہوگا۔

## البحث الثاني في بيان حكم "قد" (وَيَجُوْزُ الْفَصْلُ ...... قَدْ زَالَتْ):

اس عبارت میں قد کے متعلق دو حکم بیان کئے ہیں اول یہ کہ قد اور اس کے فعل کے درمیان قسم کا فاصلہ لانا جائز ہوتا ہے جیسے قد واللّٰه اَحْسَنْتَ (اللہ کی قسم تحقیق تو نے اچھا کیا) دوسرا حکم یہ ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو تو قد کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے شاعر کا شعر اَفِدَ التَّرَحُّلُ الخ اس میں وکان قد ہے اگرچہ اسکا اصل وکان قد زَالَتْ ہے۔

## (شعر (اَفِدَ الترحل الخ) کی کامل تشریح)

**شعر کا ترجمه:** کوچ کرنا قریب ہو گیا مگر تحقیق ہماری سواری کے اونٹ ہمیشہ ہمارے کجاووں کے ساتھ رہے گویا کہ شان یہ ہے کہ وہ سواریاں عنقریب زائل ہو جائیں گی۔

**اهم الفاظ کی توضیح:** "اَفِدَ" بروزن عَلِمَ بمعنی قریب ہوا۔ مہموز الفاء ہے۔ "الترحل" بروزن التَّفَعُّلُ بمعنی کوچ کرنا یہ اَفِدَ کا فاعل ہے۔ "غیر" یہ استثنائیہ ہے بمعنی الا کے ہے بمعنی مگر "رکاب" رکوب کی جمع ہے بمعنی سواریاں یا سواری کے اونٹ۔ "تَزُل"، زال باب سے مضارع ہے لمّا جازمہ کی وجہ سے واؤ گر گئی ہے لم یقل کے قاعدہ کی وجہ سے چونکہ زال کو نفی لازم ہے اور نفی پر نفی اثبات کا فائدہ دیتی ہے اس وجہ سے لمّا تزل کا "ہمیشہ رہے" معنی ہے۔ "رِحَال" یہ رحل کی جمع ہے بمعنی کجاوے جس پر سوار ہو کر سفر کیا جاتا ہے۔ "کَاَنْ" یہ حروف مشبہ بالفعل میں سے ہے اور مخففہ من المثقلہ ہے اس کا اسم ضمیر مقدر ہے اصل میں کانھا تھا "قدن" پر نون تنوین ترنم کی ہے۔

**شعر کا مطلب:** شاعر اس شعر میں یہ کہنا چاہتا ہے کہ قافلہ کے روانہ ہونے کا وقت قریب ہو گیا ہے لیکن ہماری سواری کے اونٹ ابھی اپنے کجاووں کے پاس ہیں انہوں نے کوچ نہیں کیا اور وہ عنقریب کوچ کریں گے اس لئے کہ ہمارا قافلہ کے ساتھ روانہ ہونے کا پختہ ارادہ ہے۔

**غرض ذکر شعر:** اس شعر کے ذکر کرنے سے مصنفؒ کا مقصود اس بات کی مثال بیان کرنا ہے کہ جب کوئی قرینہ موجود ہو تو "قد" کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے۔

**محل استشھاد:** جس مقام سے مصنفؒ نے استدلال کیا ہے وہ لفظ ''قدن'' ہے جو اصل میں کَاَنْ قَدْ زَالَتْ ہے۔

**ترکیب:** اَفِدَ فعل ماضی معلوم الترحل فاعل مستثنیٰ منہ غیر استثنائیہ بمعنی الاّ اَنّ حرف مشبہ بالفعل رکابنا مضاف مضاف الیہ ملکر اسم لما جازمہ تزل فعل مضارع مجزوم ھی ضمیر درو مستتر ذوالحال باجارر حالنا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جارا اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق تزل کے واؤ حالیہ کان مخففہ من المثقلہ ھا ضمیر مستتر راجع رکاب اسم، قدزالت خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل تزل کا، فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اَنّ کی خبر، اَنّ اپنے اسم وخبر سے ملکر بتاویل مفرد ہوکر مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہوا اَفِدَ کا فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

**شاعر کا نام:** یہ شعر نابغہ بیانی کا ہے جس کا نام زیاد بن معاویہ ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔توقع کا معنی بیان کریں نیز حرف توقع کونسا ہے اور اسے حرف توقع کیوں کہتے ہیں۔ (دیکھئے البحث الاول) ۲۔حرف توقع قد کے کتنے معنی آتے ہیں تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثانی) ۳۔شعر اَفِدَ الترحل الخ پر اعراب لگاکر ترجمہ لکھیں اور شاعر کا نام لکھ کر غرض شعر بھی لکھیں۔ (دیکھئے ''شعر کی کامل تشریح'')

# اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ عَشَرَ فِیْ حَرْفَیِ الْاِسْتِفْهَامِ

فَصْلٌ، حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ اَلْهَمْزَةُ وَهَلْ لَهُمَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَتَدْخُلَانِ عَلَى الْجُمْلَةِ اِسْمِيَّةً كَانَتْ نَحْوُاَ زَيْدٌ قَائِمٌ اَوْ فِعْلِيَّةً نَحْوُ هَلْ قَامَ زَيْدٌ وَ دُخُوْلُهُمَا عَلَى الْفِعْلِيَّةِ اَكْثَرُ اِذِ الْاِسْتِفْهَامُ بِالْفِعْلِ اَوْلٰى وَقَدْ تَدْخُلُ الْهَمْزَةُ فِيْ مَوَاضِعَ لَا يَجُوْزُ دُخُوْلُ هَلْ فِيْهَا نَحْوُاَ زَيْداً ضَرَبْتَ وَاَتَضْرِبُ زَيْداً وَهُوَ اَخُوْكَ وَاَزَيْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو وَاَوَ مَنْ كَانَ وَاَفَمَنْ كَانَ وَاَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ وَلَا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِيْ هٰذِهِ الْمَوَاضِعِ وَهٰهُنَا بَحْثٌ.

**ترجمة:** استفہام کے دو حرف ہمزہ اور ھل ہیں ان دونوں کیلئے کلام کی صدارت ہے اور وہ دونوں جملہ پر داخل ہوتے ہیں خواہ اسمیہ ہو جیسے ازیدٌ قائمٌ یا فعلیہ ہو جیسے هل قام زيد اور ان دونوں کا داخل ہونا فعلیہ پر اکثر ہے از روئے استعمال کے اس لئے کہ فعل کے ساتھ استفہام اسم سے اولیٰ ہے اور کبھی کبھی ہمزہ ایسی جگہوں میں داخل ہوتا ہے جہاں ھل کا داخل ہونا جائز نہیں ہوتا جیسے ازیدا ضربت الخ اور ھل ان جگہوں میں استعمال نہیں کیا جاتا اور اس جگہ بحث ہے۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل استفہام کے حرفوں کے بیان میں ہے اور دو ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔حرف استفہام کی تحقیق مع الحکم (حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ ...... اَوْلٰى) ۲۔ھل اور ہمزہ استفہام کے مابین فرق (وَقَدْ ...... بَحْثٌ)۔

## تشریح: البحث الاوّل فی تحقیق حرفی الاستفهام مع الحکم

(حَرْفَا الْاِسْتِفْهَامِ ......اَوْلٰى):

استفہام کیلئے صرف دو حرف استعمال کئے جاتے ہیں ایک ہمزہ دوسرا ھل۔ ان دونوں کیلئے کلام کی ابتداء میں آنا ضروری ہے اور یہ دونوں جملوں پر داخل ہوتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ لیکن جملہ فعلیہ پر ان کا داخل ہونا جملہ اسمیہ کی نسبت سے اکثر ہے از روئے

استعمال کے کیونکہ فعل کے ساتھ استفہام اسم کے ساتھ استفہام کی نسبت سے اولیٰ ہے۔باقی امثلہ کا بیان ترجمہ میں ہو چکا ہے۔

## البحث الثانی فی الفرق بین ھل وھمزۃ الاستفھام (وَقَدْ ...... بَحْثٌ):

مصنفؒ اس عبارت سے یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہمزہ کا استعمال ھل کے استعمال سے زیادہ ہے۔اس فرق کو بیان کرنے کیلئے مصنفؒ نے ایسی جگہیں بیان کی ہیں جہاں ہمزہ تو آتا ہے لیکن ھل نہیں آسکتا وہ چار جگہیں ہیں جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔فعل کے ہوتے ہوئے ہمزہ استفہام اسم پر داخل ہو جیسے اَزَیْداً ضَرَبْتَ (کیا تو نے زید کو مارا) اس جگہ ھل زیداً ضَرَبْتَ کہنا جائز نہیں ہے۔ ۲۔استفہام انکاری میں ہمزہ استفہام کا لانا جائز ہے ھل کو لانا جائز نہیں جیسے اَتَضْرِبُ زَیْداً وَھُوَ اَخُوْکَ (کیا تو زید کو مارتا ہے حالانکہ وہ تیرا بھائی ہے) یہاں استفہام انکاری ہے جس کام کا استفہام ہو رہا ہے اس سے روکنا مقصود ہے یعنی تجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے ایسی جگہ میں ھَلْ تَضْرِبُ زَیْداً وَھُوَ اَخُوْکَ کہنا جائز نہیں کیونکہ انکار کیلئے ہمزہ استعمال ہوتا ہے نہ کہ ھل۔

۳۔ام متصلہ کے ساتھ ہمزہ استفہام کو لانا درست ہے ھل کو لانا جائز نہیں جیسے اَزَیْدٌ عِنْدَکَ ام عَمْروٌ اس جگہ ھل زَیْدٌ عِنْدَکَ اَمْ عَمْروٌ کہنا جائز نہیں کیونکہ ام متصلہ کے ساتھ ہمزہ ہی لایا جاتا ہے۔

۴۔حرف عطف پر ہمزہ استفہام داخل ہوتا ہے نہ کہ ھل جیسے اَوَ مَنْ کَانَ مَیْتاً یا اَفَمَنْ کَانَ یا اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ واوَ عاطفہ، فاء عاطفہ، ثمّ عاطفہ پر ہمزہ استفہام داخل ہے ھل کا داخل کرنا جائز نہیں لہٰذا ھل ومن کان الخ کہنا جائز نہیں۔الحاصل یہ کہ ہمزۂ استفہام میں اصل ہے اور ھل فرع ہے۔اور ہمزہ میں وسعت ہے ھل میں وسعت نہیں ہے۔

**ھٰھُنَا بَحْثٌ:** یعنی مواضع استفہام کے بیان سے ہمزہ میں عموم ہونا اور اصل ہونا سمجھنا اور ھل کا فرع ہونا سمجھنا محل اشکال و بحث ہے۔کیونکہ جس طرح بعض جگہیں ایسی ہیں جہاں ''ہمزہ'' استفہام کیلئے لایا جاتا ہے اور ھل نہیں لایا جاتا اسی طرح بعض مقام ایسے ہیں جہاں ھل استفہام کیلئے لایا جاتا ہے لیکن ہمزہ استفہام کا نہیں لایا جاتا جیسے اول ھل پر حرف عطف داخل ہوتا ہے ہمزہ پر نہیں فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ دوم ام کے بعد ھل آتا ہے ہمزہ نہیں آتا جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ھَلْ یَسْتَوِی الاَعْمٰی وَالْبَصِیْر ام ھل تَسْتَوِی الظُّلُمَاتُ وَالنُّوْرُ لفظ ھل دوسرا ام کے بعد واقع ہے۔سوم یہ کہ ھل استفہامیہ نفی کا فائدہ دیتا ہے حتیٰ کہ اس کے بعد حرف الا اثبات کیلئے لانا جائز ہے اور ہمزہ ایسا نہیں جیسے ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلاَّ الْاِحْسَانُ۔چہارم اس مبتداء کی خبر جو ھل کے بعد ہو اس پر حرف باء تاکید نفی کیلئے آتی ہے اگر ہمزہ ہو تو نہیں آتی جیسے ھَلْ زَیْدٌ بِقَائِمٍ۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔حروف استفہام کی تحقیق اور ان کا حکم بیان کریں۔(دیکھئے البحث الاول)

۲۔حرف استفہام ہمزہ اور ھل کے درمیان فرق واضح کریں یا وہ کون سے مقام ہیں جہاں ہمزہ استفہام آتا ہے لیکن ھل استفہام نہیں آسکتا امثلہ سے واضح کریں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔مصنف کی عبارت ''ھٰھُنَا بَحْثٌ'' کی تفصیل ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ عَشَرَ فِيْ حُرُوْفِ الشَّرْطِ

فَصْلٌ، حُرُوْفُ الشَّرْطِ اِنْ وَلَوْ وَاَمَّا لَهَا صَدْرُ الْكَلَامِ وَيَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ اِسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا اَوْ فِعْلِيَّتَيْنِ اَوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ فَاِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمَاضِيْ نَحْوُ اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَلَوْ لِلْمَاضِيْ وَاِنْ دَخَلَتْ عَلَى الْمُضَارِعِ نَحْوُ لَوْ تَزُوْرُنِيْ اَكْرَمْتُكَ وَيَلْزَمُهُمَا الْفِعْلُ لَفْظًا كَمَا مَرَّ اَوْ تَقْدِيْراً نَحْوُ اِنْ اَنْتَ زَائِرِيْ فَاَنَا اُكْرِمُكَ.

**ترجمة:** حروف الشرط اِن اور لَو اور اما ہیں ان کیلئے کلام کی صدارت ہے اور ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے خواہ دونوں اسمیہ ہوں یا فعلیہ یا دونوں مختلف ہوں پس اِن استقبال کیلئے ثابت ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو جیسے اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ اور لو ماضی کیلئے ثابت ہے اگر چہ مضارع پر داخل ہو جیسے لَوْ تَزُوْرُنِيْ اَكْرَمْتُكَ اور ان دونوں کو فعل لازم ہوتا ہے لفظی طور پر جیسا کہ گزرا یا تقدیری طور پر جیسے اِنْ اَنْتَ زَائِرِيْ فَاَنَا اُكْرِمُكَ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حروف شرط کے بیان میں ہے یہ فصل دو ابحاث پر مشتمل ہے ا۔حروف شرط کی تحقیق اور ان کا حکم (حُرُوْفُ الشَّرْطِ ......اُكْرِمُكَ) ۲۔ہر ایک حرف کی تفصیل (وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ ......الظَّرفِيَّةِ)۔

## تشریح: البحث الاول فی تحقیق حروف الشرط مع الحکم

(حُرُوْفُ الشَّرْطِ ......اُكْرِمُكَ):

حروف شرط تین ہیں ا۔اِنْ ۲۔لَوْ ۳۔اَمَّا۔ان تینوں کیلئے صدارت کلام ہے یعنی یہ کلام کے شروع میں لائے جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اول جملہ کو شرط اور ثانی جملہ کو جزاء کہتے ہیں پھر عام ہے کہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا فعلیہ یا ایک اسمیہ دوسرا فعلیہ ہو۔

**فائده:** مصنفؒ کی یہ تعمیم کہ یہ حروف شرط ہر قسم کے جملوں پر داخل ہوتے ہیں یہ بات حرف اِنْ اور لَوْ میں درست نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں جملہ اسمیہ پر داخل نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ جملہ فعلیہ پر ہی داخل ہوتے ہیں۔اور مصنف کا آنے والا قول "**ويلزمها الفعل لفظا كما مرَّ او تقديراً**" کے بھی منافی ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اور لو کو فعل لازم ہے خواہ لفظا ہو یا تقدیرا تو جب فعل لازم ہے تو اسمیہ پر داخل ہونا درست نہیں البتہ اما حرف اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اسکے حق میں یہ تعمیم درست ہے۔اس اشکال کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اس جگہ اسمیہ میں تعمیم ہے کہ حقیقۃ اسمیہ ہو جیسا کہ اما میں ہے یا ظاہراً اسمیہ ہو لیکن حقیقۃ فعلیہ ہو جیسا کہ ان اور لو کا اسمیہ پر داخل ہونا جیسے وان اَحَدٌ مِنَ المشركين الخ اور لو انتم تملكون ان دونوں جگہوں پر ظاہراً جملہ اسمیہ ہے اِنْ اور لو داخل ہیں مگر حقیقت میں یہ دونوں جملہ فعلیہ ہیں۔تفصیل بڑی کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

**فَاِنْ لِلْاِسْتِقْبَالِ الخ:** اس عبارت سے اِنْ اور لو کا معنوی حکم بیان کیا ہے گویا کہ ان اور لو کے درمیان ایک طرح کا فرق بھی ہے۔وہ یہ ہے کہ اِن استقبال کیلئے ثابت ہے یعنی جس فعل پر داخل ہوتا ہے اس کو مستقبل کے معنی کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اگر چہ ماضی پر کیوں نہ داخل ہو جیسے اِنْ زُرْتَنِيْ اَكْرَمْتُكَ (اگر تو میری زیارت کرے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا) اور لو ماضی کیلئے ثابت ہے یعنی

جس فعل پر داخل ہوتا ہے اس کو ماضی کے معنی میں کر دیتا ہے اگر چہ مضارع پر کیوں نہ داخل ہو جیسے لَو تَزُوْرُنِیْ اَکْرَمْتُکَ (اگر تو میری زیارت کرتا تو میں تیرا اکرام کرتا) اور ان دونوں کو فعل لازم ہے خواہ لفظوں میں ہو یا تقدیراً لفظ کی مثال اوپر گذر چکی ہے البتہ تقدیراً کی مثال اِنْ اَنْتَ زَائِرِیْ فَاَنَا اُکْرِمُکَ اصل میں ان کنت زائری فانا اُکْرِمُکَ تھا (اگر تو میری زیارت کرنے والا ہوتا تو میں تیرا اکرام کرتا) کنت فعل کو اس مثال میں حذف کر دیا گیا اور ضمیر متصل کو منفصل سے بدل دیا گیا۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ لَا تُسْتَعْمَلُ اِلَّا فِی الْاُمُوْرِ الْمَشْکُوْکَةِ فَلا یُقَالُ اٰتِیْکَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ بَلْ یُقَالُ اٰتِیْکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَوْ تَدُلُّ عَلٰی نَفْیِ الْجُمْلَةِ الثَّانِیَةِ بِسَبَبِ نَفْیِ الْجُمْلَةِ الْاُوْلٰی کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا وَاِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ فِیْ اَوَّلِ الْکَلامِ وَتَقَدَّمَ عَلَی الشَّرْطِ یَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ الْفِعْلُ الَّذِیْ تَدْخُلُ عَلَیْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ مَاضِیًا لَفْظًا نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ اَوْ مَعْنًی نَحْوُ وَاللّٰهِ اِنْ لَمْ تَاْتِنِیْ لَاَهْجُرْتُکَ وَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ الْجُمْلَةُ الثَّانِیَةُ فِی اللَّفْظِ جَوَابًا لِلْقَسَمِ لا جَزَاءً لِلشَّرْطِ فَلِذٰلِکَ وَجَبَ فِیْهَا مَا وَجَبَ فِیْ جَوَابِ الْقَسَمِ مِنَ اللَّامِ وَنَحْوِهَا کَمَا رَأَیْتَ فِی الْمِثَالَیْنِ اَمَّا اِنْ وَقَعَ الْقَسَمُ فِیْ وَسْطِ الْکَلامِ جَازَ اَنْ یُعْتَبَرَ الْقَسَمُ بِاَنْ یَکُوْنَ الْجَوَابُ لَهٗ نَحْوُ اِنْ اَتَیْتَنِیْ وَاللّٰهِ لَاٰتِیَنَّکَ وَجَازَ اَنْ یُلْغٰی نَحْوُ اِنْ تَاْتِنِیْ وَاللّٰهِ اٰتِکَ.

**ترجمة:** اور جان لیجیے کہ اِنْ نہیں استعمال کیا جاتا مگر امور مشکوکہ میں پس نہیں کہا جائیگا اٰتِیْکَ ان طلعت الشمس بلکہ کہا جائیگا اٰتِیکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ اور لو دوسرے جملہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے اول جملہ کی نفی کے سبب جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔ اور جس وقت قسم شروع کلام میں واقع ہو اور شرط پر مقدم ہو تو واجب ہے یہ کہ جس فعل پر حرف شرط داخل ہو وہ فعل ماضی ہو خواہ لفظاً ہو جیسے وَاللّٰهِ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ یا معنیً ماضی ہو جیسے واللّٰه اِنْ لَمْ تَاْتِنِیْ لَا هَجُرْتُکَ اور اس وقت دوسرا جملہ لفظ میں جواب قسم ہوگا نہ کہ شرط کیلئے جزاء پس اسی لئے اس میں وہ چیز واجب ہوگی جو جواب قسم میں واجب ہوتی ہے یعنی لام اور اس کی مثل جیسا کہ دونوں مثالوں میں آپ نے دیکھا۔ اور لیکن اگر وسط کلام میں واقع ہو تو قسم معتبر ہونا جائز ہے بایں طور کہ جواب ہو اسی کا جیسے اِنْ اَتَیْتَنِی الخ اور جائز ہے کہ قسم کو لغو کیا جائے۔

**تشریح:** **البحث الثانی فی تفصیل کل حرف بالبسط**

**(وَاعْلَمْ اَنَّ اِنْ ...... الظَّرْفِیَّةِ):**

اس عبارت میں حروف شرط میں سے ہر ایک حرف کی کامل تفصیل بیان کرتے ہیں۔ ان حروف میں سے اِنْ امور مشکوکہ میں ہی استعمال ہوتا ہے یعنی جن کے وجود اور عدم میں شک ہو لہٰذا اٰتیکَ اِنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ نہیں کہا جائیگا بلکہ اٰتِیکَ اِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ (میں تیرے پاس آؤں گا جب سورج طلوع ہوگا) کہا جائیگا کیونکہ کلمہ اذا امور یقینیہ کیلئے آتا ہے اور سورج کا طلوع ہونا بھی امر یقینی ہے۔

اور لو جملہ اولیٰ کی نفی کی وجہ سے جملہ ثانیہ کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی انتفاء ثانی بسبب انتفاء اول کیلئے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (اگر زمین وآسمان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو وہ دونوں ضرور تباہ ہو جاتے) تو اس آیت میں لو نے اس بات پر دلالت کی کہ فساد عالم منتفی ہے اس لئے کہ تعدد آلہۃ منتفی ہے۔

**وَاِذَا وَقَعَ الْقَسَمُ الخ:** اس عبارت سے مصنفؒ حرف شرط کے متعلق ایک اہم فائدہ بیان کرنا چاہتے ہیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب قسم کلام کی ابتداء میں واقع ہو اور پھر حرف شرط اس کے بعد ہو تو اس وقت اس فعل کا جس پر حرف شرط داخل ہوتا ہے ماضی ہونا ضروری ہے۔ خواہ وہ ماضی لفظا ہو جیسے واللہ اِنْ اَتَیْتَنِیْ لَاَکْرَمْتُکَ (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس آئے گا تو میں تیرا اکرام کروں گا) خواہ وہ فعل ماضی معنًی ہو بایں طور کہ وہ لفظاً تو فعل مضارع ہو جس پر لم جازمہ جحد یہ داخل ہوا جس کی وجہ سے وہ مضارع ماضی منفی بن گیا جیسے واللہ اِنْ لَمْ تَأْتِنِیْ لَاَھْجُرَنَّکَ (اللہ کی قسم اگر تو میرے پاس نہ آئیگا تو میں تجھے بے ہودہ الفاظ کہوں گا) ان دونوں امثلہ میں حرف جر فعل ماضی پر داخل ہے اور اس سے پہلے کلام کی ابتداء میں قسم ہے اول مثال میں ماضی لفظاً ہے اور ثانی مثال میں معنًی ماضی ہے۔

**فائدۃ:** صورت مذکورہ میں حرف شرط کے مدخول فعل کا ماضی ہونا اس لئے ضروری ہے کہ جب حرف شرط کا عمل اور اثر جزاء میں باطل ہو گیا (کیونکہ جزاء اس وقت جوابِ قسم ہے) تو ضروری ہے کہ حرف شرط کا مدخول فعل ماضی ہوتا کہ وہ حرف شرط شرط میں بھی عمل نہ کرے اور مکمل طور پر حرف قسم کا تقاضا پورا ہو۔

**وَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ الخ:** اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا کہ جب قسم ابتداء کلام میں ہو اور شرط پر مقدم ہو تو دوسرا جملہ (یعنی وہ جملہ جو قسم اور شرط دونوں کے بعد مذکور ہے) باعتبار لفظ کے حرف قسم کا جواب ہوگا نہ کہ شرط اور قسم دونوں کا کیونکہ دونوں کا جواب بننے کی صورت میں اس کا مجزوم اور غیر مجزوم ہونا لازم آئے گا اس اعتبار سے کہ شرط کا جواب ہے مجزوم ہونا لازم آئے گا اور اس اعتبار سے کہ وہ قسم کا جواب ہے غیر مجزوم ہونا لازم آئیگا اور یہ محال ہے لیکن باعتبار معنی کے وہ جواب قسم بھی ہے اس پر قسم واقع ہے اور شرط کی جزاء بھی کیونکہ پیچھے شرط مذکور ہے۔

**فَلِذَالِکَ وَجَبَ الخ:** یہ ماقبل پر تفریع ہے کہ جب ثانی جملہ لفظ کے اعتبار سے حرف قسم کا جواب ہے نہ کہ جزاءِ شرط تو اس دوسرے جملہ میں اس چیز کا لانا لازم ہے جو جوابِ قسم میں آتی ہے یعنی لام یا اس کی مثل مثلاً اِنّ جملہ مثبتہ میں اور ما اور لا جملہ منفیہ میں جیسا کہ مذکورہ بالا امثلہ میں آپ نے دیکھا۔

**اَمَّا اِنْ وَقَعَ الْقَسَمُ الخ:** مذکورہ بالا صورت اس وقت تھی کہ قسم کلام کی ابتداء میں ہو لیکن اگر شرط کے مقدم ہونے کی وجہ سے یا کسی اور چیز کے مقدم ہونے کی وجہ سے قسم وسط کلام میں واقع ہو تو اس وقت قسم کا اعتبار کرتے ہوئے آنے والا جواب جوابِ قسم ہو جائز ہے (اس وقت شرط کا ماضی ہونا ضروری ہے) جیسے اِنْ اَتَیْتَنِیْ واللہ لَاٰتِیَنَّکَ (اگر تو میرے پاس آئے گا تو اللہ کی قسم البتہ میں ضرور بالضرور تیرے پاس آؤں گا اور یہ بھی جائز ہے کہ قسم کو لغو کر دیا جائے اور آنے والا جواب کو جزاء قرار دیا جائے اور اس پر جزاء والے احکام جاری کئے جائیں (اس وقت شرط کا ماضی ہونا ضروری نہیں) جیسے اِنْ تَأْتِنِیْ وَاللّٰہِ اٰتِکَ (اگر تو میرے پاس آئے گا اللہ کی قسم تو میں تیرے پاس آؤں گا) اس مثال میں شرط فعل مضارع ہے اور اٰتِکَ شرط کی جزاء ہونے کی وجہ سے جزاء والے احکام یعنی مجزوم ہونا جاری ہیں۔

**وَاَمَّا لِتَفْصِیْلِ مَا ذُکِرَ مُجْمَلاً نَحْوُ اَلنَّاسُ سَعِیْدٌ وَشَقِیٌّ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَیَجِبُ فِیْ جَوَابِھَا اَلْفَاءُ وَاَنْ یَکُوْنَ الْاَوَّلُ سَبَبًا لِلثَّانِیْ وَاَنْ یُحْذَفَ فِعْلُھَا مَعَ اَنَّ الشَّرْطَ لَا بُدَّ لَہٗ مِنْ فِعْلٍ وَذٰلِکَ لِیَکُوْنَ تَنْبِیْھًا عَلٰی اَنَّ الْمَقْصُوْدَ بِھَا حُکْمُ الْاِسْمِ الْوَاقِعِ بَعْدَھَا اَمَّا زَیْدٌ فَمُنْطَلِقٌ تَقْدِیْرُہٗ مَھْمَا یَکُنْ مِنْ شَیْءٍ**

فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الْفِعْلُ وَالْجَارُّ وَالْمَجْرُوْرُ وَاُقِيْمَ اَمَّا مَقَامَ مَهْمَا حَتّٰى بَقِيَ اَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ وَلَمَّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُوْلُ حَرْفِ الشَّرْطِ عَلٰى فَاءِ الْجَزَاءِ نَقَلُوْا الْفَاءَ اِلَى الْجُزْءِ الثَّانِيْ وَوَضَعُوْا الْجَزَاءَ الْاَوَّلَ بَيْنَ اَمَّا وَالْفَاءِ عِوَضًا عَنِ الْفِعْلِ الْمَحْذُوْفِ ثُمَّ ذٰلِكَ الْجَزَاءُ الْاَوَّلُ اِنْ كَانَ صَالِحًا لِلْاِبْتِدَاءِ فَهُوَ مُبْتَدَاء كَمَا مَرَّ وَاِلَّا فَعَامِلُهٗ مَا يَكُوْنُ بَعْدَ الْفَاءِ كَاَمَّا يَوْمَ الْجُمْعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَمُنْطَلِقٌ عَامِلٌ فِيْ يَوْمِ الْجُمْعَةِ عَلَى الظَّرْفِيَّةِ ۔

**ترجمة:** اما اس چیز کی تفصیل کیلئے ہے جس کا اجمالی ذکر کیا گیا ہو جیسے الناس سعید الخ اور اس کے جواب میں فاء واجب ہوتی ہے اور یہ بات کہ اول ثانی کیلئے سبب ہوتا ہے اور یہ کہ اس کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے باوجودیکہ شرط کیلئے فعل کا ہونا ضروری ہے اور یہ فعل کا حذف ہونا اس لئے ہے تا کہ اس بات پر تنبیہ ہو کہ مقصود اس اما سے اس اسم پر حکم لگانا ہے جو اس اما کے بعد واقع ہے جیسے اما زید فمنطلق اس کا اصل 'مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَئٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ'' ہے فعل اور جار مجرور حذف کر دیئے گئے اور امّا کو مھما کی جگہ ٹھہرایا گیا یہاں تک کہ اما فزید منطلق باقی رہ گیا۔ اور جب حرف شرط کا فاء جزائیہ پر داخل ہونا مناسب نہ تھا تو انہوں نے فاء کو جزء ثانی کی طرف منتقل کیا اور اول جزء کو اما اور فاء کے درمیان فعل محذوف کی جگہ پر رکھا پھر وہ جزء اول اگر ابتداء کیلئے صلاحیت رکھنے والا تھا تو وہ مبتداء ہے جیسا کہ گذرا و گرنہ اس کا عامل وہ ہے جو فاء کے بعد ہوتا ہے جیسے اما یوم الجمعة فزید منطلق پس منطلق یوم الجمعہ میں ظرفیہ پر عامل ہے۔

## تشریح: حرف شرط امّا کی تفصیل (اَمَّا لِتَفْصِيْلِ ......الظَّرْفِيَّةِ):

حرف شرط میں سے اما یہ اس چیز کی تفصیل کیلئے آتا ہے جس کو متکلم نے پہلے مجمل بیان کیا ہو جیسے الناس سعید وشقی اما الذین سعدوا الخ اس آیت میں سعید اور شقی میں اجمال ہے پھر سعید کی تفسیر و تفصیل اَمَّا الَّذِيْنَ سے کی گئی اور شقی کی تفسیر و تفصیل اما الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ سے کی گئی ہے۔

**وَيَجِبُ فِيْ جَوَابِهَا الْفَاءُ الخ:** اس عبارت میں امّا حرف شرط کے جزاء کے متعلق ایک فائدہ بیان کر رہے ہیں۔ مصنفؒ نے فرمایا کہ امّا حرف شرط کے جواب و جزاء میں فاء کا لانا ضروری ہے۔ اسی طرح اما حرف شرط کیلئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ جن دو جملوں پر داخل ہوتا ہے ان میں سے پہلا جملہ ثانی کا سبب ہو اور یہ بات بھی کہ اما کے فعل کو حذف کیا جائے باوجودیکہ شرط کیلئے فعل ضروری ہے تا کہ اس بات پر تنبیہ ہو جائے کہ اس اما سے مقصود اس اسم پر حکم لگانا ہے جو امّا کے بعد ہے اما زَيْدٌ الخ اس کلام کی تقدیر اور اصل یہ ہے کہ مهما يكن من شيءٍ فزيد منطلق (جو کچھ بھی ہو پس زید چلنے والا ہے) اس مثال میں یکن فعل شرط ہے اور جار مجرور (جو کہ من شیٔ) ان کو حذف کر دیا گیا اور مھما کی جگہ امّا کو قائمقام کیا گیا تو اما فزید مطلق رہ گیا۔

**ولما لَمْ يُنَاسِبْ الخ:** ماقبل کے فائدہ کا تتمہ ہے کہ جب کہ امّا حرف شرط کا فاء جزائیہ پر داخل ہونا مناسب نہیں تھا تو نحویوں نے جزو اول یعنی فزید سے فاء کو نقل کیا اور جزو ثانی منطلق کو دے دی اور جزو اول یعنی زید کو اما حرف شرط اور فاء جزائیہ کے درمیان فعل محذوف کے عوض میں رکھدیا تا کہ حرف شرط یعنی امّا اور حرف جزاء یعنی فاء کے درمیان اتصال نہ ہو تو اما زید منطلق ہو گیا۔

**ثم ذٰلك الجزء الاوّل الخ:** یہ عبارت بھی ماقبل کیلئے بطور تتمہ کے ہے یعنی وہ اسم جو حرف شرط اور حرف جزاء یعنی اما اور فاء کے درمیان لایا گیا دو حال سے خالی نہیں یا تو مبتداء بننے کی صلاحیت رکھتا ہے یا مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا اگر مبتداء بننے کی

صلاحیت رکھتا ہے بایں طور کہ وہ اسم ظرف نہیں ہے تو یہ جزو اول مبتداء ہوگا جیسے کہ گذشتہ مثال میں آپ نے ملاحظہ کیا اما زید فمنطلق میں زید ''اما اور فاء'' کے درمیان واقع ہے اور مبتداء بن سکتا ہے کیونکہ ظرف نہیں تو یہ مبتداء ہوگا اور منطلق خبر ہوگی۔

اور اگر وہ اسم مبتداء بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا بایں طور کہ وہ اسم ظرف ہے تو اس جزو اول کا عامل وہ ہوگا جو فاء کے بعد ہے اَمَّا یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ ''(لیکن جمعہ کے دن میں پس زید چلنے والا ہے) اس میں جزو اول یعنی یوم الجمعۃ ظرف ہونے کی وجہ سے مبتداء ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا لہٰذا یہ منصوب ہو کر مفعول فیہ ہوگا منطلق کا جو فاء کے بعد ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔حروف شرط کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال بیان کریں اور ان کا حکم کیا ہے (دیکھیے البحث الاول) ۲۔حروف شرط کی تفصیل پوری وضاحت سے لکھیں۔ (دیکھیے البحث الثانی)

# اَلْفَصْلُ الرَّابِعُ عَشَرَ فِیْ حَرْفِ الرَّدْعِ

فَصْلٌ، حَرْفُ الرَّدْعِ کَلَّا وُضِعَتْ لِزَجْرِ الْمُتَکَلِّمِ وَرَدْعِهٖ عَمَّا یَتَکَلَّمُ بِهٖ کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ اَهَانَنْ کَلَّا اَیْ لَا یَتَکَلَّمُ بِهٰذَا فَاِنَّهٗ لَیْسَ کَذٰلِکَ هٰذَا بَعْدَ الْخَبَرِ وَقَدْ تَجِیْءُ بَعْدَ الْاَمْرِ اَیْضًا کَمَا اِذَا قِیْلَ لَکَ اِضْرِبْ زَیْدًا فَقُلْتَ کَلَّا اَیْ لَا اَفْعَلُ هٰذَا قَطُّ وَقَدْ تَجِیْءُ بِمَعْنٰی حَقًّا کَقَوْلِهٖ تَعَالٰی کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ وَحِیْنَئِذٍ تَکُوْنُ اِسْمًا یُبْنٰی لِکَوْنِهٖ مُشَابِهًا لِکَلَّا حَرْفًا وَقِیْلَ تَکُوْنُ حَرْفًا اَیْضًا بِمَعْنٰی اِنَّ لِتَحْقِیْقِ الْجُمْلَةِ نَحْوُ کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی بِمَعْنٰی اِنَّ۔

**ترجمة:** حرف ردع کلا ہے متکلم کو روکنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اور اس کو روکنے کیلئے اس بات سے جس کا وہ تکلم کرتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وامّا اذا ما الخ یعنی اس کلام کے ساتھ کلام نہ کر کیونکہ یہ اس طرح نہیں ہے۔ یہ تفصیل خبر کے بعد ہے اور کبھی کبھی کلا امر کے بعد بھی آتا ہے جیسا کہ جب تجھے کہا جائے اِضْرِبْ زیداً تو کہے کلّا یعنی لا افعل ھذا قط (میں یہ ہرگز نہیں کروں گا) اور کبھی بمعنی حقا کے بھی آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کلّا سوف الخ اور اس وقت اسم ہوگا مبنی پڑھا جائے گا بوجہ اس کے کلا حرفی کے مشابہ ہونے کے اور کہا گیا ہے کہ وہ بھی حرف ہوگا بمعنی انّ کے جملہ کی تحقیق کیلئے جیسے کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ الخ۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل حرف ردع کے بیان میں ہے یہ فصل دو بحثوں پر مشتمل ہے ۱۔حرف ردع کی تعریف اور مثال سے وضاحت (حرف الردع کلا وُضِعَتْ ...... کذلک) ۲۔کلا کے استعمال کی تحقیق (هٰذَا بَعْدَ ...... بمعنی اِنّ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریفہ مع المثال (حَرْفُ الرَّدْعِ...... کَذٰلِکَ):

حرف ردع کلا ہے ردع کا معنی روکنا اور باز رکھنا یا ڈانٹ ڈپٹ کرنا اور ڈانٹ ڈپٹ کے حرف کو حرف ردع کہتے ہیں اور اصطلاح میں حرف ردع وہ حرف ہے جس کو متکلم کے زجر کیلئے وضع کیا گیا ہو اور اس کو ما یتکلم بہ سے روکنے کیلئے وضع کیا گیا ہو تو اس تعریف سے معلوم ہوا وہ حرف جس کی وضع متکلم کو اس کلام سے جو وہ کلام کر رہا ہے روکنے اور اسکو جھڑکنے کیلئے ہو اسے حرف ردع کہتے ہیں اور وہ صرف حرف کلا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَمَّا اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ فَیَقُوْلُ رَبِّیْ اَهَانَنْ کَلَّا۔ (لیکن

جب اللہ تعالیٰ اس کی آزمائش کرتا ہے پس وہ اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے میری اھانت کی وہ ہرگز ایسا نہ کہے) مصنفؒ نے ای لا يتكلم الخ سے کلا کے معنی کی تفسیر کی ہے یعنی وہ ہرگز ایسا نہ کہے کیونکہ تحقیق معاملہ اس طرح نہیں ہے کیونکہ دنیا میں بہت سے ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل ہیں اللہ تعالیٰ ان کو فراخ روزی عطا کرتے ہیں اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں تنگی کرتا ہے۔

**البحث الثاني في تحقيق استعماله** (هٰذَا بَعْدَ ...... بمعني اِنّ): یعنی اوپر کی تمام تر تفصیل یعنی کلا کا متکلم کو جھڑکنے کیلئے موضوع ہونا اس وقت ہے جب وہ خبر کے بعد واقع ہو جیسا کہ اوپر مثال گذر چکی ہے لیکن کبھی ''کلا'' امر کے بعد بھی آتا ہے اس وقت یہ معنی ہرگز نہیں ہونگے بلکہ یہ کلا اس وقت یہ معنی دے گا کہ مخاطب نے اس کے امر کو قبول نہیں کیا جیسے آپ کو کہا جائے اِضْرِبْ زَيْدًا آپ اس کے جواب میں کہیں کلا (ہرگز نہیں) تو آپ کا مقصود یہ ہے کہ لا افعل هٰذا قط (میں اس کام کو ہرگز نہیں کروں گا) یعنی میں زید کو ہرگز نہیں ماروں گا۔ اور کلا کا ایک معنی حقًّا کا بھی ہے یعنی جملہ کے مضمون کو پختہ کرنے کیلئے لایا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (پکی بات ہے کہ تم عنقریب جان لوگے) اس آیت میں كَلَّا نے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کے مضمون کو پختہ کر دیا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ جب کلا حقا کے معنی میں ہو یہ اسم ہوتا ہے یا حرف ہوتا ہے مصنفؒ نے دو قول بیان کئے ہیں اول یہ ہے کہ یہ اسم ہوتا ہے حرف نہیں ہوتا البتہ کلا حرفی کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہوگا اور یہ مشابہت لفظی بھی ہے جو کہ ظاہر ہے اور معنوی بھی ہے جیسا کہ کلا حرفی زجر کیلئے آتا ہے اسی طرح کلا اسمی بھی جو بمعنی حقًّا کے ہے اس سے بھی اس چیز کو جھڑکا جا رہا ہے جس کو متکلم بول رہا ہے تاکہ اس کی ضد محقق وثابت ہو جائے۔

**قيل تكون حرفا الخ:** اس سے مصنفؒ نے کلا جب حقا کے معنی میں ہو تو اسم یا حرف ہونے میں دوسرا قول نقل کیا ہے کہ کلا جب حقا کے معنی میں ہو تو اس وقت یہ حرف ہوگا اسم نہیں ہوگا بمعنی اِنّ کے ہوگا جملہ کے مضمون کی تحقیق کے لئے ہوگا اور اس کے مضمون کو پختہ کرے گا اور حرف کے معنی دینے کی وجہ سے مبنی ہوگا جیسے كَلَّا اِنَّ الانسان لَيَطْغٰى بمعنی انّ کے ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ۱۔ حروف ردع کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت کریں۔ (دیکھئے البحث الاول)
۲۔ حرف ردع جو کلا ہے اس کے استعمال کی تفصیل لکھیں کہ کتنے معنی میں استعمال ہوتا ہے (دیکھئے البحث الثانی)

## اَلْفَصْلُ الْخَامِسُ عَشَر فِي تَاءِ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ

**فَصْلٌ، تَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةُ تَلْحَقُ الْمَاضِيَ لِتَدُلَّ عَلٰى تَانِيْثِ مَا اُسْنِدَ اِلَيْهِ الْفِعْلُ نَحْوُ ضَرَبَتْ هِنْدٌ وَقَدْ عَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوْبِ اِلْحَاقِهَا وَاِذَا لَقِيَهَا سَاكِنٌ بَعْدَهَا وَجَبَ تَحْرِيْكُهَا بِالْكَسْرِ لِاَنَّ السَّاكِنَ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ نَحْوُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ وَحَرَكَتُهَا لا تُوجِبُ رَدَّ مَا حُذِفَ لِاَجْلِ سُكُوْنِهَا فَلا يُقَالُ رَمَاتِ الْمَرْاَةُ لِاَنَّ حَرَكَتَهَا عَارِضِيَّةٌ وَاقِعَةٌ لِرَفْعِ اِلْتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ فَقَوْلُهُمْ الْمَرْاَتَانِ رَمَاتَا ضَعِيْفٌ وَاَمَّا اِلْحَاقُ عَلَامَةِ التَّثْنِيَّةِ وَجَمْعِ**

الْمُذَكَّرِ وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَضَعِيفٌ فَلا يُقَالُ قَامَا الزَّيْدَانِ وَقَامُوْا الزَّيْدُوْنَ وَقُمْنَ النِّسَآءُ وَ بِتَقْدِيْرِ الْإِلْحَاقِ لا تَكُوْنُ الضَّمَائِرُ لِئَلَّا يَلْزَمَ الْإِضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ بَلْ عَلامَاتٌ دَالَّةٌ عَلٰى اَحْوَالِ الْفَاعِلِ كَتَاءِ التَّانِيْثِ.

**ترجمة:** تاء التانيث الساكنة ماضی کو لاحق ہوتی ہے تا کہ ما اسند الیہ الفعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَتْ هندٌ اور تحقیق اسکے الحاق کے وجوب کے مواضع تو معلوم کر چکا اور جب اس کو کوئی ساکن اس کے بعد ملے اس کو کسرہ کے ساتھ حرکت دینا واجب ہوگا اس لئے کہ جب ساکن حرکت دیا جاتا ہے تو کسرہ کے ساتھ حرکت دیا جاتا ہے۔ جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اور اس کا متحرک ہونا اس چیز کے لوٹانے کو واجب نہیں کرتا جو اس کے سکون کی وجہ سے حذف کی گئی پس نہیں کہا جائے گا رَمَاتِ الْمَرْأَةُ اس لئے کہ اس کی حرکت عارضی ہے التقاء ساکنین کو رفع کرنے کیلئے واقع ہوئی ہے۔ ان کا کہنا المرأتان رماتا ضعیف ہے۔ اور لیکن علامت تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث کا لاحق کرنا پس ضعیف ہے پس نہیں کہا جائیگا قاما الزیدان الخ اور لاحق کرنے کی صورت میں یہ علامات ضمائر نہیں ہونگی تا کہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے بلکہ محض علامات ہونگی جو فاعل کے احوال پر دلالت کرنے والی ہیں جیسے تاء تانیث۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل تاء تانیث کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ا۔ تاء تانیث ساکنہ کی تعریف اور مثال سے اس کی وضاحت (تَاءُ التَّانِيْثِ السَّاكِنَةِ ...... هِنْدٌ) ۲۔ تاء تانیث ساکنہ کے الحاق کے مواضع (وَقَدْ عَرَفْتَ ...... اِلْحَاقِهَا) ۳۔ فوائد متفرقہ (وَاِذَا لَقِيَهَا ...... التَّانِيْثِ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف تاء التانیث الساکنة مع المثال

(تَاءُ التَانِيْثِ ...... هِنْدٌ):

تاءِ تانیث ساکنہ وہ تاء ہے جو ماضی کے آخر میں لاحق ہوتی ہے تا کہ اس چیز کے مؤنث ہونے پر دلالت کرے جس کی طرف فعل کا اسناد ہے یعنی یہ بتلائے کہ فعل کا مسند الیہ مؤنث ہے خواہ وہ مسند الیہ فاعل ہو جیسے ضَرَبَتْ هِنْدٌ (معروف صیغہ کے ساتھ) یا نائب الفاعل ہو جیسے ضُرِبَتْ هِنْدٌ (مجہول صیغے کے ساتھ)

**البحث الثانی فی مواضع الحاقها** (وَقَدْ عَرَفْتَ ...... اِلْحَاقِهَا): اس عبارت سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ جگہیں جہاں تاء تانیث ساکنہ کا لاحق کرنا واجب ہے ان کا بیان فاعل کی بحث میں تفصیلاً گذر چکا ہے اس لئے اب ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔

**البحث الثالث فی الفوائد المتفرقة** (وَاِذَا لَقِيَهَا ...... التَّانِيْثِ): اس عبارت میں مصنفؒ نے تاء تانیث ساکنہ کے متعلق چند متفرقہ فوائد کو بیان کیا ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

**الفائدة الاولیٰ** (وَاِذَا لَقِيَهَا ...... الصَّلٰوةُ): اس عبارت میں مصنفؒ نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب تاء تانیث ساکنہ کے بعد کوئی حرف ساکن لاحق ہو تو اس وقت تاء ساکنہ کو کسرہ کی حرکت دینا واجب ہے تا کہ التقاء ساکنین کی خرابی لازم نہ آئے پھر اس کو حرکت کسرہ اس لئے دیتے ہیں کہ ساکن کو جب حرکت دی جاتی ہے تو کسرہ کی دی جاتی ہے اور ضابطہ ہے کہ ساکن کو حرکت دینے میں کسرہ اصل ہے جیسے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اس مثال میں قامت کی تاء ساکن ہے جب الصلوٰة کا لفظ ملا تو تاء کو لام ساکن لاحق ہو گیا تو تاء ساکنہ

کوکسرہ دیدیا گیا۔

**الفائدة الثانية** (وَحَرْكَتُهَا ...... ضَعِيفٌ): یہ عبارت ایک سوال مقدر کا جواب ہے جس کی تقریر یہ ہے۔

**السوال:** تاء ساکنہ اور ایک اور ساکن کے جمع ہونے کی وجہ سے جب التقاء ساکنین ہوا اور ان دو ساکنوں میں سے ایک ساکن کو جو تاء ساکنہ کے علاوہ تھا اس کو حذف کیا تو جب پھر تاء تانیث ساکنہ متحرک ہوئی تو اول ساکن حذف شدہ کو لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حذف کی علت جو التقاء ساکنین تھی وہ تاء تانیث ساکنہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے زائل ہوگئی مثلاً رَمَتْ جو اصل میں رَمَيَتْ تھا یاء الف سے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے بدل گئی تو رَمَاتْ ہوا التقاء ساکنین الف اور تاء کے درمیان ہونے کی وجہ سے الف چونکہ مدہ ہے حذف ہوگیا تو رَمَتْ ہوگیا۔ جب المرأۃ کا لفظ اس کے ساتھ ملا تو المرأۃ کا ہمزہ وصلی ساقط ہوگیا تو لام ساکن ہونے کی وجہ سے تاء رمَتْ کی متحرک ہوگئی کسرہ کے ساتھ رمَتِ المرأۃُ ہوا اب تاء تانیث ساکنہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے رمت کا الف ساکن محذوف شدہ کو واپس آجانا چاہیے اور رَمَاتِ الْمرأۃُ پڑھنا چاہیے کیونکہ اس کے حذف کی علت زائل ہوگئی ہے لیکن ایسا نہیں پڑھا گیا۔

**الجواب:** مصنفؒ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ تاء تانیث ساکنہ کی حرکت اس ساکن کے واپس ہونے کو واجب نہیں کرتی جو اس کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہوا لہٰذا رماتِ المرأۃُ نہیں کہا جائیگا کیونکہ اس تاء تانیث ساکنہ کی حرکت عارضی ہے التقاء ساکنین کو رفع کرنے کی وجہ سے ہے اور جو حرکت عارضی ہو وہ بمنزلہ سکون کے ہے گویا اب بھی تاء تانیث متحرک نہیں بلکہ ساکن ہے۔ لہٰذا رَمَتِ المرأۃُ میں الف محذوف واپس نہیں آئیگا لہٰذا اعرب کا یہ قول المرأتانِ رَمَتَا ضعیف ہے کیونکہ الف تثنیہ کی وجہ سے تاء ساکنہ متحرک ہوئی ہے۔ اور تاء کے متحرک ہونے کی وجہ سے پہلا الف جو حذف ہوا تھا واپس آگیا حالانکہ اس کا واپس آنا جائز نہیں ہے کیونکہ تاء کی حرکت عارضی ہے لہٰذا اعرب کا المرأۃ رماتا پڑھنا ضعیف ہے۔

**الفائدة الثالثة** (وَاَمَّا اِلْحَاقُ عَلامَةِ ...... النِّسَاءُ): یہ عبارت بھی ایک سوال مقدر کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ علامت تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث بھی علامت تانیث کی مثل ہیں لہٰذا چاہیے کہ مسند الیہ کے تثنیہ وجمع مذکر وجمع مؤنث پر دلالت کرنے کیلئے یہ فعل کے ساتھ لاحق ہوں جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ مسند الیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرنے کیلئے فعل کے آخر میں لاحق ہوتی ہے؟

**الجواب:** مصنفؒ نے جواب دیا کہ تثنیہ اور جمع مذکر ومؤنث کی علامت کا فعل کے آخر میں لاحق ہونا جبکہ فعل کا فاعل اسم ظاہر ہو ضعیف ہے لہٰذا قَامَا الزَّيْدَانِ میں الف علامت تثنیہ کے لاحق کرنے کے ساتھ یا قَامُوْا الزَّيْدُوْنَ میں واوٗ علامت جمع مذکر کے لاحق کرنے کے ساتھ یا قُمْنَ النِّسَآءُ نون علامت جمع مؤنث کے لاحق کرنے کے ساتھ کہنا ضعیف ہے کیونکہ الزایدان اور الزیدون اور النسآء جو فاعل اسم ظاہر ہیں یہ خود تثنیہ وجمع مذومؤنث ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ بخلاف اس صورت کے کہ جب مسند الیہ مؤنث ہو کیونکہ اس میں تانیث کبھی لفظی ہوتی ہے اور کبھی معنوی لہٰذا فاعل اسم ظاہر مؤنث سے اس کا یقینی طور پر مؤنث ہونا سمجھ میں نہیں آتا جب تاء تانیث ساکنہ فعل کے آخر میں لاحق ہوگی تو یقین ہو جائیگا کہ اس کا مسند الیہ مؤنث ہے۔

**الفائدة الرابعة** (وَبِتَقْدِيْرِ الْاِلْحَاقِ ...... التَّانِيْثِ): ماقبل کے فائدہ کا تتمہ ہے کہ اگر بالفرض علامات تثنیہ وجمع مذکر ومؤنث فعل کے آخر میں لاحق کی گئیں جبکہ فاعل اسم ظاہر ہے تو لاحق کرنے کی صورت میں یہ ضمائر نہیں ہونگی تا کہ اضمار قبل الذکر لازم

نہ آئے کیونکہ اگر یہ ضمیریں ہوں تو ان کا مرجع اسم ظاہر ہوگا جو ان کے بعد ہے تو اضمار قبل الذکر لازم آیگا اور یہ ناجائز ہے لہٰذا اس صورت میں یہ محض علامات ہونگی جو فاعل کے احوال پر دلالت کریں گی کہ فاعل تثنیہ ہے یا جمع مذکر یا جمع مؤنث جیسا کہ تاء تانیث ساکنہ ضمیر نہیں بلکہ محض علامت ہے جو آنے والے فاعل کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

**اَلْاِعَادَةُ عَلٰى ضَوْءِ الْاَسْئِلَةِ:** ا۔تاء تانیث الساکنہ کی تعریف بمع مثال کے لکھیں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔مصنفؒ کی عبارت و حرکتھا لا توجب الخ سے کیا غرض ہے اگر کسی سوال مقدر کا جواب ہے تو سوال کی تقریر لکھ کر جواب کی وضاحت کریں۔(دیکھئے الفائدۃ الثانیۃ) ۳۔بتقدیر الالحاق الخ کی عبارت کو واضح کریں۔(دیکھئے الفائدۃ الرابعۃ)

## اَلْفَصْلُ السَّادِسُ عَشَرَ فِي التَّنْوِيْنِ

فَصْلٌ، اَلتَّنْوِيْنُ نُوْنٌ سَاكِنَةٌ تَتْبَعُ حَرَكَةَ اٰخِرِ الْكَلِمَةِ لَا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ وَهِيَ خَمْسَةُ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ لِلتَّمَكُّنِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِيْ مُقْتَضَى الْاِسْمِيَّةِ اَيْ اَنَّهٗ مُنْصَرِفٌ نَحْوُ زَيْدٌ وَرَجُلٌ وَالثَّانِيْ لِلتَّنْكِيْرِ وَهُوَ مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْاِسْمَ نَكِرَةٌ نَحْوُ صَهٍ اَيْ اُسْكُتْ سُكُوْتًا مَّا فِيْ وَقْتٍ مَّا وَاَمَّا صَهْ بِالسُّكُوْنِ فَمَعْنَاهُ اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ وَالثَّالِثُ لِلْعِوَضِ وَهُوَ مَا يَكُوْنُ عِوَضًا عَنِ الْمُضَافِ اِلَيْهِ نَحْوُ حِيْنَئِذٍ وَسَاعَتَئِذٍ وَيَوْمَئِذٍ اَيْ حِيْنَ اِذَا كَانَ كَذَا وَالرَّابِعُ لِلْمُقَابَلَةِ وَهُوَ التَّنْوِيْنُ الَّذِيْ فِيْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ وَهٰذِهِ الْاَرْبَعَةُ تَخْتَصُّ بِالْاِسْمِ وَالْخَامِسُ لِلتَّرَنُّمِ وَهُوَ الَّذِيْ يَلْحَقُ اٰخِرَ الْاَبْيَاتِ وَالْمَصَارِيْعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ

شعر اَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ    قُوْلِيْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ.

وَكَقَوْلِهٖ ع يَا اَبَتَا عَلَّكَ اَوْعَسَاكَنْ. وَقَدْ يُحْذَفُ مِنَ الْعَلَمِ اِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا بِابْنٍ اَوِ ابْنَةٍ مُضَافًا اِلٰى عَلَمٍ اٰخَرَ نَحْوُ جَاءَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَهِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ.

**ترجمة:** تنوین وہ نونِ ساکنہ ہے جو کلمہ کی آخری حرف کی حرکت کے تابع ہوتی ہے فعل کی تاکید کیلئے نہ ہو اور وہ پانچ اقسام ہیں۔ پہلی قسم تمکن کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے مقتضی میں متمکن اور راسخ ہے یعنی تحقیق وہ منصرف ہے جیسے زَيْدٌ اور رَجُلٌ اور دوسری قسم تنکیر کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم نکرہ ہے جیسے صَہٍ یعنی اسکت الخ (چپ کر کسی وقت چپ کرنا) لیکن صَہ (سکون کے ساتھ) پس اس کا معنی اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ (چپ کر خاص اسی وقت چپ کرنا۔ اور تیسری قسم تنوین عوض کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو مضاف الیہ کا عوض ہو جیسے حِيْنَئِذٍ اور سَاعَتَئِذٍ اور يَوْمَئِذٍ یعنی حين اِذَا كَانَ كَذَا اور چوتھی قسم مقابلہ کیلئے اور وہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہے جیسے مسلمات اور یہ چاروں اسم کے ساتھ مختص ہیں اور پانچویں قسم ترنم کیلئے ہے اور وہ وہ ہے جو ابیات اور مصرعوں کے آخر میں لاحق ہوتی ہے جیسے شاعر کا قول اقلی اللام الخ اور اس کے قول يا اَبَتَا عَلَّكَ الخ اور کبھی کبھار حذف کی جاتی ہے علم سے جبکہ موصوف ہو ابن یا ابنة کے ساتھ دراں حالیکہ مضاف ہو دوسرے علم کی طرف جیسے جَاءَنِيْ زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو وَهِنْدُ ابْنَةُ بَكْرٍ۔

**خلاصۃ المباحث:** یہ فصل تنوین کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔تنوین کی تعریف (اَلتَّنوِیْنُ نُوْنٌ ......اَلْفِعْلِ) ۲۔تنوین کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تفصیل (وَهِیَ خَمْسَةٌ ......وَعَسَاكُنْ) ۳۔فائدتین کے بیان میں (وَهٰذِهِ الاربعة ......بَكْرٍ)

## تشریح: البحث الاول فی تعریف التنوین (اَلتَّنْوِیْنُ نُوْنٌ ......اَلْفِعْلِ):

تنوین تفعیل باب کی مصدر ہے بمعنی تنوین والا ہونا نحویوں کی اصطلاح میں تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کے تابع ہوتی ہے اور فعل کی تاکید کیلئے نہیں لائی جاتی۔اس تعریف سے تین باتیں معلوم ہوئیں ۱۔نون ساکن ہوگی ۲۔کلمہ کے آخری حرف کے تابع ہوگی (اگر آخری حرف پر زبر ہے تو دو زبریں اور اگر زیر ہے تو دو زیریں ہونگی اور پیش ہے تو دو پیش ہونگے) ۳۔فعل کی تاکید نہیں کرے گی۔لہٰذا جہاں یہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی وہ تنوین کہلائے گی۔

**فوائد قیود / تعریف و معرّف:** عبارت مذکورہ میں لفظ التنوین معرَّف اور محدود ہے اور نون ساکن الخ یہ تعریف ہے اور اس میں کلمہ ''نُوْنٌ'' درجہ جنس ہے تمام نونوں کو شامل ہے خواہ متحرک ہوں یا غیر متحرک ''ساكِنَةٌ'' یہ پہلی فصل ہے اس سے نون ''متحرکہ'' خارج ہوگئی اس کو تنوین نہیں کہیں گے۔''تَتْبَعُ حَرَكَتَ آخِرِ الْكَلِمَةِ'' یہ فصل ثانی ہے اس سے مِنْ لَّدُنْ اور لَمْ يَكُنْ وغیرہ کا نون خارج ہوگیا کیونکہ یہ آخری حرکت کے تابع نہیں۔ ''لا لِتَاكِيْدِ الْفِعْلِ'' یہ تیسری فصل ہے اس سے نون خفیفہ خارج ہوگیا کیونکہ وہ اگرچہ آخری حرف کی حرکت کے تابع ہے لیکن فعل کی تاکید کیلئے آتا ہے۔

## البحث الثانی فی اقسام التنوین مع تفصیل کل قسم (وَهِیَ خَمْسَةٌ ......عَسَاكُنْ)

تنوین کی کل پانچ اقسام ہیں۔ ۱۔تمکن ۲۔تنکر ۳۔عوض ۴۔تقابل ۵۔ترنم۔ایک شاعر نے ان کو ایک شعر میں جمع کیا ہے۔

شعر؛ تناوین پنج اندا ے پُر غَرَض تمکن،تنکر،ترنم،تقابل،عوض۔

ان کی تفصیل یہ ہے کہ

**۱۔تنوین تَمَکُّن:** وہ تنوین ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ اسم اسمیت کے مقتضٰی میں راسخ ہے اور اسمیۃ کا تقاضا انصراف ہے یعنی اسم کے منصرف ہونے پر دلالت کرے اور اس کو تنوین صرف بھی کہتے ہیں۔کیونکہ منصرف اور غیر منصرف کے درمیان فرق وفصل کیلئے لائی جاتی ہے جیسے زَيْدٌ ، رَجُلٌ۔

**۲۔ تنوین تنکُّر:** وہ تنوین ہے جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے اور یہ تنوین نکرہ اور معرفہ کے مابین فرق کیلئے لائی جاتی ہے جیسے صَهٍ (تنوین کے ساتھ) یعنی اُسْكُتْ سُكُوْتًامَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا (چپ کر کچھ چپ کرنا کسی وقت چپ کرنا) تو یہاں سکوت نکرہ ہے معرفہ نہیں لیکن صَهْ (سکون کے ساتھ) اس کا معنی اُسْكُتِ السُّكُوْتَ الْاٰنَ (چپ کر خاص چپ کرنا) اس جگہ سکوت معرفہ و متعین ہے۔

**۳۔ تنوین عوض:** وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے عوض میں ہو یعنی مضاف کے آخر میں مضاف الیہ کو حذف کر کے لائی گئی ہو جیسے حِيْنَئِذٍ، ساعتئِذٍ، جو اصل میں حِيْنَ اِذَا كَانَ كَذَا اور سَاعَةَ اِذَا كَانَ كَذَا تھے ان دونوں مثالوں میں حین اور ساعۃ مضاف ہیں اِذَا كَانَ كَذَا کی طرف اور وَكَانَ كَذَا اِذَا کا مضاف الیہ ہے مضاف الیہ کو حذف کر کے تنوین کو اس کے عوض میں لایا گیا تو حینئذٍ اور سَاعَتَئِذٍ ہوگیا۔

**٤۔ تنوین تقابل و مقابلہ:** وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے (جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں) جیسے مُسْلِمَاتٍ اس مثال میں تاء پر جو تنوین ہے یہ مقابلہ میں اس نون کے ہے جو کہ جمع مذکر سالم کے آخر میں ہے کیونکہ اس کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں جو کہ اس نون کے مقابلہ میں ہو لہٰذا تنوین ہی اس کے مقابلے میں ہے۔ اور یہ چاروں اسم کے ساتھ خاص ہیں فعل پر نہیں آتیں۔

**٥۔ تنوین ترنم:** ترنم کا معنی گانا اور راگ الاپنا اور اصطلاح میں تنویم ترنم وہ تنوین ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں تحسین صوت کیلئے لاحق ہو جیسے شاعر کا قول ہے "اَقِلِّی اللَّوْمَ الخ"۔ اس شعر کے آخر میں تنوین لائی گئی اسم اور فعل کے ساتھ العتابن میں اسم پر اور اصابن میں فعل کے ساتھ۔ اور اسی طرح شاعر کا قول یَا اَبَتَا عُلَّکَ الخ یہ مصرعہ کے آخر میں تنوین ترنم کے لاحق ہونے کی مثال ہے۔

## شعر (اقلی اللوم الخ) کی مکمل تشریح

**شعر کا ترجمہ:** اے ملامت کرنے والی عورت تو اپنی ملامت اور ناراضگی کو کم کردے اگر میں کوئی ٹھیک کام کروں تو کہہ دیا کر کہ اس نے ٹھیک کیا ہے۔

**اھم الفاظ کی تشریح:** "اَقِلِّی" واحدۂ مؤنثہ مخاطبہ کا صیغہ ہے فعل امر سے اور اقلال مصدر سے مشتق ہے مراد ترک لوم یعنی ملامت کرنے کا ترک۔ "عاذل" یہ منادی مرخم ہے آخر سے ۃ کو حذف کردیا گیا ہے تخفیف کی وجہ سے اور حرف نداء بھی محذوف ہے اصل میں یَا عَاذِلَۃُ تھا معنی اے ملامت کرنے والی اس پر ضمہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور اصلی حرکت فتح بھی پڑھ سکتے ہیں۔ "اصبت" واحد متکلم کا صیغہ ہے اصابۃ مصدر سے مشتق ہے بمعنی درستگی کو پہنچنا۔

**شعر کا مطلب:** اس شعر میں شاعر نے اپنی محبوبہ عاذلہ کو یا اپنے محبت پر ملامت کرنے والی کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مجھے اس محبت کرنے پر ملامت نہ کر کیونکہ یہ میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے اگر میرے بس اور اختیار میں ہوتا تو تیرا ملامت کرنا مجھے مفید ہوتا جب یہ کام مفید معلوم نہیں ہو رہا لہٰذا اس کو چھوڑ دے اور اسی طرح میری ہر بات کو مت ٹھکرا بلکہ جب کوئی صحیح بات مجھ سے نکلے تو صاف کہدینا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

**غرض ذکر شعر:** اس شعر کے ذکر سے غرض تنوین ترنم کی وہ مثال پیش کرنی ہے جو اسم اور فعل دونوں پر داخل ہے۔

**محل استشھاد:** اس شعر میں العتابن اور اصابن سے استدلال کیا ہے کیونکہ العتابن اور اصابن اصل میں العتاب اور اَصَابَ تھے دونوں میں اشباع کیا باء کے فتح کو کھینچا تو الف پیدا ہو گیا پھر الف کو حذف کر کے اس کے عوض میں آخر میں تحسین کلام کیلئے تنوین ترنم لائے تو العتابن اور اصابن ہو گئے۔

**ترکیب:** اَقِلِّی صیغہ واحدہ مؤنثہ مخاطبہ فعل بافاعل اللوم معطوف علیہ واؤ عاطفہ العتابن معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر معطوف علیہ۔ یا حرف نداء محذوف عاذل منادی مرخم جملہ ندائیہ۔ واؤ عاطفہ قولی صیغہ واحدہ مؤنثہ مخاطبہ فعل امر حاضر انت ضمیر مستتر فاعل، فعل فاعل ملکر قول ان حرف شرط اصبت صیغہ واحد متکلم فعل بافاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر شرط لام تاکید قد حرف تحقیق اصابن فعل ماضی معلوم ھو ضمیر مستتر فاعل فعل فاعل ملکر جواب قسم قسم محذوف واللہ کا قسم جواب قسم سے ملکر قول محذوف کا مقولہ۔ قول مقولہ ملکر دال بر جزاء اصل عبارت یوں تھی قولی واللہ لقد اصابن۔ شرط جزاء سے ملکر جملہ شرطیہ ہو کر مقولہ قول کا

قول اپنے مقولہ سے ملکر جملہ مقولہ ہوا۔

**شاعر کا نام:** یہ شعر جریر بن عطیہ تمیمی کا ہے۔

## دوسرے شعر (یا ابتا علّک الخ) کی مکمل توضیح

**شعر کی تکمیل:** دراصل مصنفؒ نے ایک مصرعہ کو بیان کیا اور اس میں تنوین ترنم کی مثال پیش کی ہے ہم افادہ کے طور پر پورے شعر کو لکھ کر اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ پورا شعر یہ ہے۔

شعر: تَقُوْلُ بِنْتِیْ قَدْ اَنیٰ اِنَاکًا یَا اَبَتَا عُلَّکَ اَوْ عَسَاکًا

**ترجمۂ شعر:** میری بیٹی کہتی ہے کہ تحقیق روزی اور رزق حاصل کرنے کیلئے سفر کا وقت ہو چکا ہے۔ اے میرے باپ شاید کہ تو یا امید ہے کہ تو روزی کو حاصل کر سکے اور غنیمت لے جائے۔

**شعر کا مطلب:** شاعر کہتا ہے کہ میری بیٹی مجھے اس بات کی طرف متوجہ کر رہی ہے کہ یہ وقت گھر بیٹھنے کا نہیں بلکہ روزی حاصل کرنے کا ہے جو سفر سے حاصل ہوگی لہٰذا سفر کو شروع کر امید ہے تو کامیاب ہو جائے گا۔

**اھم الفاظ کی تشریح:** ''یا ابتا'' یہ منادی ہے اور یا حرف نداء کا ہے ابتا اصل میں ابی تھا تو منادی یاء متکلم کی طرف مضاف ہے پھر یاء کو حذف کر کے اس کے عوض تا اور الف لائے۔ معنی اے میرے باپ: ''علّک ،عساک'' علّک اصل میں لعلّک کا تھا اور عساک میں عسیٰ فعل ہے اور کاف ضمیر اس پر تنوین ترنم آخر میں لائی گئی ہے اور ان کی خبر محذوف ہے جو کہ ''تَجِدُرِزْقًا'' ہے۔

**غرض ذکر شعر:** اس بات کی مثال پیش کی ہے کہ تنوین ترنم جس طرح اسم اور فعل پر داخل ہوتی ہے اسی طرح حرف پر بھی داخل ہوتی ہے۔ اور اسی طرح اس بات کی مثال ہے کہ اول شعر میں تنوین ترنم کا ہونا دوسری مثال مصرعہ کے آخر میں تنوین ترنم کا ہونا۔

**محل استشھاد:** مذکورہ مصرعہ میں جس کلمہ سے استدلال کیا گیا اس بات پر کہ حرف پر بھی تنوین ترنم داخل ہوتی ہے جیسے عساکن ہے۔ اسی طرح شعر کے پہلے مصرعہ کے آخر میں اناکاً ہے۔

**ترکیب:** تقول فعل بنتی مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر قول قدانی اناکاً یہ جملہ فعلیہ ہو کر مقولہ ہے قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوا۔ یاء حرف نداء قائم مقام ادعو فعل با فاعل ابتا منادی مضاف مفعول بہ جملہ ندائیہ ہوا۔ علّک جو کہ اصل لعلک تھا لعلّ حرف مشبہ بالفعل کاف ضمیر اسم خبر محذوف جو کہ تجدُ رزقاً ہے جملہ فعلیہ ہو کر خبر لعلّ اپنے اسم و خبر سے ملکر معطوف علیہ او عاطفہ عسیٰ فعل مقاربہ کاف ضمیر اسم تجدہٗ خبر محذوف عسی اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جواب نداء برائے رجاء نداء اپنے جواب نداء سے ملکر جملہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔

**البحث الثالث فی الفائد** (وَقَدْ یُحْذَفُ......بکرٍ): اس عبارت میں تنوینِ علم کے متعلق ایک اہم فائدہ بیان کیا ہے کہ جب کوئی علم ایسا ہو کہ اس کی صفت لفظ ابن یا ابنۃ ہو اور وہ لفظ ابن یا ابنۃ دوسرے علم کی طرف مضاف ہو رہا ہو تو اس وقت اس علم سے تخفیف کی خاطر تنوین کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے کیونکہ ابن اور ابنۃ کا لفظ دو علموں کے درمیان کثیر ہے۔ اور اس سے لفظ

طویل ہو جاتا جو موجب ثقل ہے لہٰذا تخفیف کی وجہ سے اول علم سے تنوین کو حذف کر دیا پھر لفظ ابن سے ہمزہ کو بھی تخفیفا حذف کر دیا جاتا تاکہ کتابت میں بھی تخفیف ہو جائے لیکن ابن کے ہمزہ کو نہ کہ ابنۃ کے ہمزہ کو کیونکہ اس کے ہمزہ کو حذف کرنے سے نبت (گھاس) سے التباس ہوگا۔ جیسے جاءَ نِیْ زَیْدُ بْنُ عَمْرٍو اور ھندُ ابنۃ بَکْرٍ ان دونوں امثلہ میں زید اور ھند علم ہیں اور ابن وابنۃ کے ساتھ صفت لائے گئے ہیں اور یہ دونوں دوسرے علم عمرو اور بکر کی طرف مضاف ہیں لہٰذا زید اور ھند سے تنوین کو حذف کر دیا گیا اور ابن سے کتابتاً ہمزہ کو بھی ساقط کر دیا گیا لیکن ابنۃ سے نہیں۔

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر ابن یا ابنۃ کسی غیر علم کی صفت واقع ہو جیسے قَامَ رَجُلٌ ابْنَ بَکْرٍ یا ابن وابنۃ صفت نہ ہو کسی علم کی بلکہ اس علم کی خبر ہو جیسے زَیْدٌ ابنُ بکرٍ یا ابن یا ابنۃ کا مضاف الیہ علم نہ ہو جیسے تو ان تینوں صورتوں میں پہلے علم سے تنوین ساقط نہیں ہوگی اسی طرح لفظ ابن سے الف بھی ساقط کتابۃ بھی نہیں ہوگی۔

**اَلْاِعَادَۃُ عَلٰی ضَوْءِ الْاَسْئِلَۃِ:** ۱۔تنوین کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنے کے بعد فوائد قیود ذکر کریں۔(دیکھئے البحث الاول) ۲۔تنوین کی کتنی قسمیں ہیں اور کون کونسی ہر ایک قسم کی تفصیل ذکر کریں اور امثلہ سے وضاحت بھی کریں۔(دیکھئے البحث الثانی) ۳۔شعر اَقِلِّیَ اللَّوْمَ الخ کے ذکر کی غرض لکھیں نیز اس شعر کا ترجمہ اور مکمل ترکیب لکھیں (دیکھئے البحث الثانی) ۴۔جب کسی علم کی ابن اور ابنۃ کے ساتھ صفت لائی جائے تو علم پر تنوین کے بارے کیا حکم ہے تفصیل سے لکھیں۔ (دیکھئے البحث الثالث فی الفائدۃ)

## اَلْفَصْلُ السَّابِعُ عَشَرَ فِیْ نُوْنِیَ التَّاکِیْدِ

**فَصْلٌ، نُوْنُ التَّاکِیْدِ وَھِیَ وُضِعَتْ لِتَاکِیْدِ الْاَمْرِ وَالْمُضَارِعِ اِذَا کَانَ فِیْهِ طَلَبٌ بِاِزَاءِ قَدْ لِتَاکِیْدِ الْمَاضِیْ وَھِیَ عَلٰی ضَرْبَیْنِ خَفِیْفَۃٌ اَیْ سَاکِنَۃٌ اَبَدًا نَحْوُ اِضْرِبَنْ وَثَقِیْلَۃٌ اَیْ مُشَدَّدَۃٌ مَفْتُوْحَۃٌ اَبَدًا اِنْ لَمْ یَکُنْ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَمَکْسُوْرَۃٌ اِنْ کَانَ قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ وَتَدْخُلُ فِی الْاَمْرِ وَالنَّهْیِ وَالْاِسْتِفْهَامِ وَالتَّمَنِّیْ وَالْعَرْضِ جَوَازًا لِاَنَّ فِیْ کُلٍّ مِنْهَا طَلَبًا نَحْوُ اِضْرِبَنَّ وَلَا تَضْرِبَنَّ وَهَلْ تَضْرِبَنْ وَلَیْتَکَ تَضْرِبَنْ وَاَلَا تَنْزِلَنَّ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا وَقَدْ تَدْخُلُ فِی الْقَسَمِ وُجُوْبًا لِوُقُوْعِهٖ عَلٰی مَا یَکُوْنُ مَطْلُوْبًا لِلْمُتَکَلِّمِ غَالِبًا فَاَرَادُوْا اَنْ لَا یَکُوْنَ اٰخِرُ الْقَسَمِ خَالِیًا عَنْ مَعْنَی التَّاکِیْدِ کَمَا لَا یَخْلُوْا اَوَّلُهٗ مِنْهُ نَحْوُ وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا.**

**ترجمۃ:** نون تاکید وہ نون ہے جو امر کی تاکید کیلئے اور اس مضارع کی تاکید کیلئے جس میں طلب کا معنی ہو وضع کی گئی ہو اس قد کے مقابلہ میں جو ماضی کی تاکید کیلئے ہے اور وہ دو قسموں پر ہے ایک خفیفہ یعنی ہمیشہ ساکن ہو جیسے اِضْرِبَنْ اور دوسرا ثقیلہ یعنی مشددہ مفتوحہ ہمیشہ اگر اس سے پہلے الف نہ ہو جیسے اِضْرِبَنَّ اور مکسورہ اگر اس سے پہلے الف ہو جیسے اِضْرِبانِّ اور اِضْرِبنَانِّ اور وہ نون تاکید امر اور نہی استفہام اور تمنی اور عرض میں جوازی طور پر داخل ہوتے ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب کا معنی ہے۔ جیسے اِضْرِبَنْ، لا تَضْرِبَنْ، هَل تَضْرِبَنْ الخ اور وہ نون تاکید کبھی کبھی قسم میں داخل ہوتی ہے، وجوب کے اعتبار سے بوجہ واقع ہونے اس قسم کے اس چیز پر جو مطلوب ہوتی ہے متکلم کو اکثر تو نحویوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ قسم کا آخر تاکید کے معنی سے خالی نہ ہو جس طرح کہ اس کا اول اس

سے خالی نہیں ہوتا جیسے وَاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا۔

**خلاصة المباحث:** یہ فصل نون تاکید کے بیان میں ہے اور تین ابحاث پر مشتمل ہے ۱۔نون تاکید کی تعریف (نُونُ التَّاكِيْدِ وَهِيَ ......اَلْمَاضِيُ) ۲۔نون تاکید کی اقسام اور ہر ایک قسم کی تفصیل (وَهِيَ عَلٰى ......اِضْرِبْنَانِّ) ۳۔فوائد متفرقہ (وَتَدْخُلُ فِي الْاَمْرِ ......وَهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ)۔

## تشریح: البحث الاول فی التعریف (نُونُ التَّاكِيْدِ وَهِيَ ......اَلْمَاضِيُ):

نون التاکید کا لغت میں معنی تاکید کا نون لیکن اصطلاح میں نون التاکید وہ نون ہے جو امر اور مضارع "جب اس میں طلب ہو" کیلئے وضع کیا گیا ہے اس قد کے مقابلہ میں جو ماضی کی تاکید کیلئے ہے۔اس تعریف سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ نون تاکید امر اور مضارع کی تاکید کرے گا دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مضارع میں طلب والا معنی ہو۔تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ نون تاکید اس قد کے مقابلہ میں ہو جو ماضی کی تاکید کیلئے آتا ہے لہٰذا جس نون میں یہ تینوں چیزیں ہونگی وہ نون تاکید کہلائے گی۔

## البحث الثانی فی الاقسام مع تفصیل کل قسم (وَهِيَ عَلٰى ......اِضْرِبْنَانِّ):

نون تاکید کی دو قسمیں ہیں ۱۔نون تاکید ثقیلہ ۲۔نون تاکید خفیفہ۔ نون تاکید خفیفہ وہ نون ہے جو ہمیشہ ساکن ہو جیسے اِضْرِبَنْ اور نون تاکید ثقیلہ وہ نون ہے جو ہمیشہ مشدد ہوتا ہے اگر اس سے پہلے الف نہ ہو تو مفتوح ہوتا ہے اور اگر الف ہو تو مکسور ہوتا ہے۔ خواہ الف ضمیر ہو یا الف زائدہ ہو جیسے اِضْرِبَنَّ یہ مفتوح کی مثال ہے اور اس سے پہلے الف نہیں ہے۔اور الف ضمیری کی مثال اِضْرِبَانِّ اور الف زائدہ کی مثال اِضْرِبْنَانِّ۔ان دونوں امثلہ میں الف نون مشددہ سے پہلے ہے اس لئے یہ نون مکسور ہے۔

## البحث الثالث فی الفوائد المتفرقة (وَتَدْخُلُ فِي الْاَمْرِ ......غَيْرُ حَسَنٍ):

اس عبارت میں نون تاکید کے متعلق متفرق فوائد ذکر کئے ہیں۔

**الفائدة الاولیٰ (وَتَدْخُلُ فِيْ ......خَيْرًا):** اس عبارت میں نون تاکید کے متعلق پہلا فائدہ ذکر کیا ہے کہ نون تاکید "عام ہے کہ ثقیلہ ہو یا خفیفہ" امر، نہی، استفہام اور تمنی اور عرض میں جوازی طور پر داخل ہوتا ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں لہٰذا نون تاکید ان کے آخر میں طلب کی تاکید کیلئے آتا ہے جیسے اِضْرِبَنْ (ضرور مار تو ایک مرد) یہ امر کی مثال ہے اور نہی کی مثال لَا تَضْرِبَنْ (ہرگز مت مار) استفہام کی مثال جیسے هَلْ تَضْرِبَنْ (کیا البتہ تو مارے گا) تمنی کی مثال لَيْتَكَ تَضْرِبَنْ (کاش کہ البتہ تو مارے) عرض کی مثال اَلَا تَنْزِلَنْ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا (آپ ہمارے پاس البتہ کیوں نہیں آتے تاکہ آپ بھلائی کو پہنچیں)۔

**الفائدة الثانية (وَقَدْ تَدْخُلُ ...... كَذَا):** اس عبارت میں نون تاکید کے متعلق دوسرا فائدہ ذکر کیا ہے کہ اصل تو یہ ہے کہ یہ نون امر اور مضارع میں جب طلب کا معنی ہو اس کے آخر میں آتا ہے اسی طرح تمنی میں لیکن کبھی کبھی قسم میں نون تاکید کا آتا ہے وجوبی طور پر اور اس جگہ قسم سے مراد جواب قسم ہے نہ کہ خود فعلِ قسم کیونکہ خود قسم پر نون تاکید داخل نہیں ہوتا۔تو مطلب یہ ہوا کہ کبھی کبھی نون تاکید کا جواب قسم پر داخل ہوتا ہے وجوبی طور پر جب کہ جواب قسم مثبت ہو وجہ اس کی یہ ہے کہ قسم اکثر اس چیز میں واقع ہوتی ہے جس کا

وجود متکلم کو مطلوب و مقصود ہوتا ہے تو نحویوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ قسم کا آخر بھی تاکید سے خالی نہ ہو جس طرح اس کا شروع تاکید سے خالی نہیں ہے جیسے وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا (اللہ کی قسم البتہ میں ضرور ایسا کروں گا)۔

وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يَجِبُ ضَمُّ مَا قَبْلَهَا فِيْ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ نَحْوُ اِضْرِبُنَّ عَلَى الْوَاوِ الْمَحْذُوْفَةِ وَكَسْرُ مَا قَبْلَهَا فِي الْمُخَاطَبَةِ نَحْوُ اِضْرِبِنَّ لِيَدُلَّ عَلَى الْيَاءِ الْمَحْذُوْفَةِ وَفَتْحُ مَا قَبْلَهَا فِيْ مَاعَدَاهُمَا اَمَّا فِي الْمُفْرَدِ فَلِاَنَّهٗ لَوْ ضُمَّ لَالْتَبَسَ بِجَمْعِ الْمُذَكَّرِ وَلَوْ كُسِرَ لَالْتَبَسَ بِالْمُخَاطَبَةِ وَاَمَّا فِي الْمُثَنّٰى وَجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ فَلِاَنَّ مَا قَبْلَهَا اَلِفٌ نَحْوُ اِضْرِبَانِّ وَاِضْرِبْنَانِّ وَزِيْدَتْ اَلِفٌ قَبْلَ النُّوْنِ فِيْ جَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِكَرَاهَةِ اِجْتِمَاعِ ثُلَاثِ نُوْنَاتٍ نُوْنُ الضَّمِيْرِ وَنُوْنَا التَّاكِيْدِ وَنُوْنُ الْخَفِيْفَةِ لَا تَدْخُلُ فِي التَّثْنِيَةِ اَصْلًا وَلَا فِي الْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ لِاَنَّهٗ لَوْ حَرَّكْتَ النُّوْنَ لَمْ تَبْقَ خَفِيْفَةً فَلَمْ تَكُنْ عَلَى الْاَصْلِ وَاِنْ اَبْقَيْتَهَا سَاكِنَةً يَلْزَمُ الْتِقَاءُ السَّاكِنَيْنِ عَلٰى غَيْرِ حَدِّهٖ وَهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ۔

**ترجمۃ:** اور جان لیجئے کہ شان یہ ہے کہ اس نون تاکید کے ماقبل کو جمع مذکر میں ضمہ واجب ہوگا جیسے اِضْرِبُنَّ تاکہ وہ ضمہ واؤ محذوفہ پر دلالت کرے جو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی اور مخاطبہ میں اس کے ماقبل کا کسرہ واجب ہوگا جیسے اِضْرِبِنَّ تاکہ وہ یاء محذوفہ پر دلالت کرے اور ان کے ماقبل کا فتحہ ان دونوں کے ماعدا میں ہوگا لیکن مفرد میں پس اس لئے کہ اگر ضمہ دیا جاتا تو جمع مذکر کے ساتھ التباس ہوتا اور اگر کسرہ دیا جاتا تو مخاطبہ کے ساتھ التباس ہوتا لیکن مثنیٰ اور جمع مؤنث میں پس اس لئے کہ ان کا ماقبل الف ہے جیسے اِضْرِبَانِّ اور اِضْرِبْنَانِّ اور جمع مؤنث میں نون سے پہلے الف زیادہ کی گئی تین نونات کے جمع ہونے کی کراہت کے باعث ایک نون ضمیر اور تاکید کے دو نون۔

اور نون خفیفہ تثنیہ میں بالکل داخل نہیں ہوتا اور نہ ہی جمع مؤنث میں اس لئے کہ شان یہ ہے کہ اگر تو نون کو حرکت دے گا خفیفہ باقی نہیں رہے گا پس اصل پر نہ ہوگا اور اگر اس کو ساکن باقی رکھے گا تو التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا اور وہ غیر مستحسن ہے۔

**تشریح: الفائدة الثالثة** (وَاعْلَمْ اَنَّهٗ يَجِبُ ......اِضْرِبْنَان): اس عبارت میں مصنفؒ نون تاکید کے ماقبل کی حالت کو بیان کرتے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ کا جمع مذکر غائب و حاضر کے آخر میں لاحق ہو تو اس کے ماقبل کو ضمہ دینا واجب ہے تاکہ یہ ضمہ واؤ محذوفہ جو نون تاکید کی وجہ سے حذف ہوگئی اس پر دلالت کرے کیونکہ ضمہ اخت واؤ ہے۔ جیسے اِضْرِبُنَّ وغیرہ اور اگر وہ نون تاکید واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے آخر میں لاحق ہو خواہ ثقیلہ ہے یا خفیفہ تو اس کے ماقبل کو کسرہ دینا واجب ہے تاکہ یاء محذوفہ پر دلالت کرے وہ یاء جو کہ التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگئی تھی کیونکہ کسرہ اُخت یاء ہے جیسے اِضْرِبِنْ وغیرہ۔ اور اگر نون تاکید جمع مذکر غائب و حاضر اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے علاوہ کے آخر میں لاحق ہو یعنی مفرد مذکر و مؤنث غائب اسی طرح تثنیہ کے چاروں صیغے واحد متکلم، جمع متکلم تو اس کے ماقبل کو فتحہ دینا واجب ہے۔ مفرد میں فتحہ دینا اس لئے واجب ہے اگر اس کے ماقبل کو ضمہ دیا جائے تو جمع مذکر سے التباس ہوگا اور اگر کسرہ دیا جائے تو واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کے ساتھ التباس ہوگا اور اگر ساکن رکھا جائے تو التقاء ساکنین لازم آئے گا لہٰذا فتحہ دینا واجب ہوگا اور وہی متعین ہے۔

اور اگر نون تاکید تثنیہ کے چاروں صیغے یا جمع مؤنث کے صیغے کے آخر میں لایا جائے تو اس وقت نون تاکید کے ماقبل کو فتح دینا

اس لئے واجب ہے کہ نون تاکید سے پہلے الف ہے اور الف فتحہ کے حکم میں ہوتا ہے کیونکہ الف دو فتحوں سے بنتا ہے۔ اور مصنف کا یہ کہنا کہ ان صیغوں میں نون تاکید کے ماقبل پر فتحہ واجب ہے اس سے مراد یہ ہے کہ فتحہ عام ہے کہ حقیقۃً ہو جیسے کہ مفرد میں ہے جیسے اِضْرِبَنْ یا حکماً ہو جیسے تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں الف کے ساتھ جیسے اِضْرِبَانِّ اور اسی طرح اِضْرِبْنَانِّ اس میں نون تاکید کے ماقبل میں الف ہے جو کہ حکماً فتح ہے۔

**الفائدة الرابعة** (وَزِيْدَتْ ......نُونَا التَّاكِيْدِ): اس عبارت میں نون تاکید کے تثنیہ اور جمع کے آخر میں لاحق کرنے سے اس کے ماقبل میں الف لانے کا فائدہ بیان کیا ہے۔ تثنیہ میں الف کو باقی اس لئے رکھا تا کہ مفرد سے التباس نہ ہو اور جمع مؤنث میں نون تاکید سے پہلے الف کو زیادہ کیا گیا تا کہ تین نون ایک ساتھ جمع نہ ہو جائیں جو کہ مکروہ ہے کیونکہ جب جمع مؤنث کے ساتھ نون ثقیلہ لگایا تو اِضْرِبنَنَّ ہوا اس میں ایک نون ضمیر کا ہے جو کہ ساکن ہے اور دو نون تاکید کے ایک مدغم دوسرا مدغم فیہ تو اسطرح تین نون جمع ہو گئے اور یہ اس طرح ناجائز تھا تو نون تاکید سے پہلے اور نون ضمیر کے بعد الف فصل لائے تا کہ اس محذور سے بچ جائیں اور زوائد میں سے الف کو لائے کیونکہ وہ بقیہ زوائد سے ہلکا حرف ہے۔

**الفائدة الخامسة** (وَنُونُ الْخَفِيْفَةِ ......غَيْرُ حَسَنٍ): اس عبارت میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے آخر میں نون تاکید خفیفہ کا لحوق جائز نہیں ہے کیونکہ ان صیغوں کے ساتھ نون خفیفہ کو لاحق کرنے میں دو صورتوں میں سے ایک صورت کو اختیار کرنا پڑے گا نون خفیفہ کو حرکت دینا یا ساکن باقی رکھنا اگر نون کو حرکت دیں گے تو اس کا خفیفہ ہونا ختم ہو جائے گا اور وہ اپنے اصل پر باقی نہ رہے گا اور اگر اس کو ساکن باقی رکھیں گے تو التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آئے گا اور وہ غیر مستحسن ہے اور التقاء ساکنین علی حدہ وہ ہوتا ہے کہ اول ساکن مدہ ہو یا یاء تصغیر ہو اور دوسرا مدغم ہو کلمہ ایک ہو۔ اور اگر ان تینوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو وہ التقاء ساکنین علی غیر حدہ ہوگا۔ تو مذکورہ بالا صورت میں التقاء ساکنین علی غیر حدہ "ثانی ساکن غیر مدغم ہونے کی وجہ سے" ہے اگر تثنیہ میں الف کو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیں تو التقاء ساکنین تو دور ہو جائے گا لیکن اس وقت تثنیہ کا مفرد سے التباس ہوگا۔

## الکاس الدھاق فی اسئلة الوفاق علی ترتیب الکتاب

(۱)۔ **حروف الجر، حروف وضعت لافضاء الفعل او شبهه او معنى الفعل الى ماتليه نحو مررت بزيد وانا مار بزيد و هذا فى الدار ابوك**۔ ۱۔ عبارت کا ترجمہ اور تشریح کیجیے۔ ۲۔ عبارت پر اعراب لگایئے ۳۔ آخری مثال کی نحوی ترکیب کیجئے (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص ۱۰۳، م۔ رح)

(۲)۔ **حروف الجر، حروف وضعت لا فضاء الفعل او شبهه او معنى الفعل الى ما تليه نحو مررت بزيد وانا مار بزيد وهذا فى الدار ابوك** (۱) عبارت کا ترجمہ کر کے تشریح کریں (۲) آخری دو مثالوں کی ترکیب لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ، ص ۱۰۳، م۔ رح)

(۳)۔ **و لا تزاد "من" فى الكلام الموجب خلافا للكوفيين واما قولهم "قد كان من مطر" و شبهه فمتاول،** عبارت کا مطلب بیان کیجئے کلام موجب کی تعریف، نحاۃ کوفہ کا اختلاف اور قد کان من مطر وغیرہ کی تاویل واضح طور پر لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ، ص ۱۰۴، م۔ رح)

(۴)۔ **و لاتزاد "من" فى الكلام الموجب خلافاً للكوفيين واما قولهم "قد كان من مطر" و شبهه فمتاول** (۱) عبارت کا ترجمہ اور مطلب وضاحت کے ساتھ تحریر کریں (۲) کلام موجب کی تعریف کریں (۳) "**قد كان من مطر**" کی تاویل واضح طور پر

لکھیں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ، ص۱۰۴م۔رح) (۵)۔حتی اور الی میں اہم فرق کیا ہے مندرجہ ذیل شعر کا سلیس اردو میں ترجمہ کرنے کے بعد یہ بتلائیں کہ یہ شعر کس چیز کی مثال ہے۔ فلا واللہ لا یبقی اناس = فتی حتاک یا ابن ابی زیاد (شعبان المعظم ۱۴۰۸ھ، ص۱۰۵م۔رح)

(۶۔حرف الباء کئی معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے آپ صرف ان میں سے چار بتائیں لیکن مثالوں کے ساتھ۔ (شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ، ص۱۰۵م۔رح)

(۷)۔ لِلّٰہِ یبقی علی الایام ذو حیدٍ = بمشمخربہ الظیّان و الآس، شعر کا با محاورہ ترجمہ کریں (ب) مذکورہ شعر کس بات کو ثابت کرنے کیلئے لایا گیا ہے؟ واضح کریں۔ مکمل نحوی ترکیب کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص۱۰۶)(للبنات) (۸)۔ و واو ربّ وھی الوا والتی تبتدأ بھا فی اول الکلام کقول الشاعر وبلدۃ لیس بھا انیس، الا الیعافیر والأ العیس، (الف) واو رب کسے کہتے ہیں (ب) مذکورہ شعر کو مصنفؒ نے کسی مقصد کیلئے ذکر کیا ہے (ج) اس شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ ص۱۰۷) (۹)۔ واو رُبّ وھی الوا والتی تبتدأ بھا فی اول الکلام کقول الشاعر وبلدۃ لیس بھا انیس، الا الیعافیر والأ العیس، عبارت کی وضاحت کریں۔ شعر کے ترجمہ کے ساتھ اس پر اعراب لگائیں۔ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ، ص۱۰۷ م۔رح) (۱۰)۔حروف مشبہ بالفعل کو گنا کر ان کا عمل بیان کیجئے۔ انما قام زید میں "ان" نے کیوں عمل نہیں کیا اور وہ فعل پر کیوں داخل ہوا؟ (محرم ۱۴۰۹ھ، ص۱۱۱م۔رح) (۱۱)۔(الف) حروف مشبہ بالفعل کو ذکر کرنے کے بعد ان کا عمل ذکر کیجئے (ب) ان کی فعل کے ساتھ مشابہت کو واضح کیجئے۔ (ج) آنے والی عبارت کو حل کیجئے۔ وقد یلحقھا ما الکافۃ فتکفھا عن العمل وحینئذٍ تدخل علی الافعال تقول انما قام زید (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ، ص۱۱۱)(للبنات) (۱۲)۔ویجوز العطف علی اسم ان المکسورۃ بالرفع والنصب باعتبار المحل واللفظ مثل ان زیداً قائم و عمرو و عمرواً (۱) عبارت پر اعراب لگائیں (۲) عبارت کا مطلب واضح طور پر تحریر کریں (رجب ۱۴۲۳ھ، ص۱۱۱م۔رح) (۱۳)۔ الحروف المشبھۃ بالفعل ستۃ: (۱) حروف مشبہ بالفعل بیان کرنے کے بعد، ان کا عمل اور وجہ تسمیہ ذکر کریں ۲۔اِنّ اور اَنّ کے استعمال میں کیا فرق ہے مثال سے واضح کریں ۳۔لیت اور لعلّ کے درمیان فرق بیان کرنے کے بعد اس شعر کی ترکیب کریں۔ احب الصالحین ولست منھم = لعل اللہ یرزقنی صلاحًا (رجب المرجب ۱۴۲۳ھ) ص۱۰۹۔۱۱۳، م۔رح (للبنات) (۱۴)۔حروف عطف کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز واوٗ، فاء، ثم، حتی کس معنی کیلئے استعمال ہوتے ہیں اور ان کے استعمال میں کیا فرق ہے۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ، ص۱۱۳) ۔ (۱۵)۔حروف عطف کتنے اور کونسے ہیں۔ فاء اور ثم اور حتی کے استعمال میں کیا فرق ہے۔(شعبان المعظم ۱۴۱۴ھ، ص۱۱۳ م۔رح) (۱۶)۔حروف تنبیہ کونسے ہیں یہ جملہ پر داخل ہوتے ہیں یا مفرد پر بھی، تفصیل سے لکھیں شعر۔ اما والذی ابکی و اضحک والذی، امات واحیی والذی امرہ الامر، اس شعر کو مصنفؒ نے کس لیے پیش کیا ہے، اَمَا کیا ہے اَمَا کے بعد واوٗ کونسا ہے؟ شعر کا مطلب کیا ہے؟ (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ، ص۱۱۷ م۔رح) (۱۷)۔حروف تنبیہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں۔ ہر ایک کا موقع استعمال اور مثال تحریر کریں نیز درج ذیل شعر کا ترجمہ اور ترکیب لکھیں اما والذی ابکی واضحک والذی، امات واحیی والذی امرہ الامر (رجب ۱۴۲۳ھ، ص۱۱۷م۔رح) (۱۸)۔حروف ایجاب کتنے اور کون سے ہیں ان کے محل استعمال کو واضح کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ، ص۱۱۸ م۔رح) (للبنات) (۱۹)۔ حروف الایجاب ...... الخ (۱) حروف ایجاب کتنے ہیں اور کونسے ہیں (۲) ہر ایک کا موقع استعمال اور مثال تحریر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ، ص۱۱۷۔۱۱۸ م۔رح) (۲۰)۔ حروف الزیادہ سبعۃ، (الف) حروف زیادۃ کون کونسے ہیں؟ زائدہ ہونے کا مطلب واضح کریں، (ب) حروف زیادۃ مع امثلہ ذکر کریں۔ (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص۱۸ م۔رح)(للبنات) (۲۱)۔حروف زیادۃ کتنے ہیں، مثالوں کے

ساتھ تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ، ص ۱۱۸ م۔رح، للبنات) (۲۲)۔حروف مصدریہ کتنے ہیں اور ان کا آپس میں فرق کیا ہے ۔ یسر المرء ماذھب اللیالی = وکان ذھابھن له ذھابا کس حرف مصدر کی مثال ہے اور شعر کا ترجمہ کیا ہوگا (شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ، ص ۱۲۰ م۔رح)

(۲۳)۔ حروف المصدر ثلاثۃ، حروف مصدر کونسے ہیں ان میں فرق واضح کرنے کے بعد مندرجہ ذیل شعر کا ترجمہ اور ترکیب کیجئے اور بتایئے کہ مصنف نے اس شعر کو کس مقصد کیلئے ذکر کیا ہے۔ ۔ یسر المرْما ذھب اللیالی = وکان ذھابھن له ذھابا (شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ، ص ۱۲۰ م۔رح)

(۲۴)۔حروف المصدر ثلثه ما وإن وأن فالاولیان للجملۃ الفعلیه کقوله تعالی وضاقت علیھم الارض بما رحبت ای برحبھا وقول الشاعر ۔ یسر المرء ما ذھب الیالی = وکان ذھابھن لهٗ ذھابا، عبارت کی تشریح اور ترجمہ کے بعد شعر کی نحوی ترکیب کریں۔

(شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ، ص ۱۲۰، م۔رح)(للبنات) (۲۵)۔حروف المصدر ثلاثۃ...... حروف مصدر کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں ان میں فرق واضح کیجئے اور درج ذیل شعر کا ترجمہ اور ترکیب بھی لکھیے ۔ یسر المرء ماذھب اللیالی = وکان ذھابھن له ذھابا (شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ، ص ۱۲۰ م۔رح) (۲۶)۔حروف تخصیض کن کو کہتے ہیں اور وہ کتنے ہیں اور ان کی ایک ایک مثال دیجئے (شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ، ص ۱۲۰، م۔رح)

(۲۷)۔حرفِ توقع کا دوسرا نام کیا ہے، کتنے معانی کیلئے استعمال ہوتا ہے امثلہ کے ساتھ وضاحت کریں ۔ یسر المرء ما ذھب اللیالی = وکان ذھابھن له ذھابا، شعر پر اعراب لگائیں ترجمہ کریں اور ممثل لہٗ کی وضاحت کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ، ص ۱۲۱، م۔رح) (۲۸)۔ التنوین نون ساکنة تتبع حرکت آخر الکلمة لا لتاکید الفعل وھی خمسة اقسام الاول للتمکن (۱)مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں (۲)تنوین کی تعریف کرنے کے بعد اس کے اقسامِ خمسہ بیان کریں مثالیں بھی تحریر کریں۔(شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ، ص ۱۲۳) (للبنات) (۲۹)۔تنوین کے کتنے اقسام ہیں تفصیل کے ساتھ بیان کریں اور مثالیں بھی دیں۔(شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ، ص ۱۲۸ م۔رح) (۳۰)۔والخامس للترنم وھو الذی یلحق آخر الابیات والمصاریع کقول الشاعر ۔ اقلی اللوم عاذل والعتابن : قولی ان اصبت لقد اصابن ۱۔اس عبارت کی وضاحت کریں ۲۔تنوین کی تعریف اور اس کے باقی اقسام کی تعریف مع امثلہ تحریر کریں (شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ، ص ۱۲۹ م۔رح)

**هذا هو المرام والله اعلم بحقیقت الکلام . بحمد الله قدتم الشرح الموسوم بخیر النحو**
**بتوفیق الملک العلام بحرمت سید الانام صلی الله علیه و آله وسلم تحت اشراف الجامعة خیر المدارس الملتان**

**بقلم ابی سعید الله بخش ظفرؔ عفی عنه الذنب الجلی والخفی**
**"بحرمت سید المرسلین صلی الله علیه و آله و اصحابه وسلم" المدرس بالجامعة خیر المدارس (ملتان) الباکستان**

**(اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَ خَیْرًا مِمَّا نَقُوْلُ)**

**تقریظ:** جامع المحاسن والکمالات محترم جناب مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم
مدیر اعلیٰ: جامعہ خیر المدارس، اورنگ زیب روڈ ملتان


**Muhammad Hanif Jalandhry**

- **President:** Jamia Khair-ul-Madaris Multan, Pakistan
- **Sec. General:** Wifaq-ul-Madaris-al-Arabia Pakistan
- **Sec. Coordination:** Ittihad Tanzemat Madaris-e-Deenia Pakistan
- **Chairman:** Punjab Quran Board, Govt. Punjab.
- **Editor In-chief:** Monthly "Al-KHAIR" Multan
- **Chairman:** Al-Khair Public School Multan

- صدر ............ جامعہ خیر المدارس ملتان
- ناظم اعلیٰ ............ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
- رابطہ سیکرٹری ............ اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان
- چیئرمین ............ پنجاب قرآن بورڈ پاکستان
- چیئرمین ............ الخیر پبلک سکول ملتان
- مدیر اعلیٰ ............ ماہنامہ الخیر ملتان


**الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ**

علوم الیہ میں علم نحو کی ضرورت، اہمیت، افادیت، قدر ومنزلت اور اساسیت محتاج وضاحت نہیں۔ علم النحو میں کمال واختصاص حاصل کیے بغیر علمی دنیا میں کسی اہم خدمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ عربی زبان میں نحو کی ابتدائی مگر اہم اور جامع المباحث کتاب ابوحیان اندلسی المتوفی ۷۴۳ھ کی ''ہدایۃ النحو'' ہے جو تسہیل اور حسنِ ترتیب میں خاص شان ومقام کی حامل ہے۔ اپنی افادیت وانفرادیت کی وجہ سے ''ہدایۃ النحو'' زمانہ تالیف سے تاحال مدارس عربیہ میں اہتمام کے ساتھ زیرِ درس رہی ہے۔ موجودہ دور حوصلوں کی پستی، علم کی ناقدری، راحت طلبی اور سہل انگاری کا ہے۔ طلباء عزیز علم کی خاطر محنت ومشقت اور ناساعد حالات میں صبر و استقامت کی صفات سے دستکش اور تہی دامن ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے ابتدائی درجات کی عربی کتب کی اُردو شروحات کی ضرورت پیش آنے لگی ہے۔

ہدایۃ النحو کی تدریس کے وقت اصلاً اصطلاحات عربی زبان میں یاد کروانی چاہئیں اور مسائل اُردو زبان میں خوب حفظ کروائے جائیں۔ اس کے ساتھ لفظی ترجمہ، معنی خیز مطلب اور جلی اشکالات کے جوابات پر اکتفاء کیا جائے۔ سوال وجواب کا طویل سلسلہ طلباء کے لئے زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔ خود مؤلف کتابؒ نے دلائل وعلل کو اپنی کتاب کا موضوع نہیں بنایا اور اس کی توجیہ میں فرمایا:...... لئلا یشوش ذهن المبتدی عن فهم المسائل لہٰذا حضرات مدرّسین کو بھی طویل مباحث کی بجائے اس بات پر زور دینا چاہیے کہ طلباء میں لفظی اور اعرابی غلطیوں سے بچنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور انہیں نحو کے ابتدائی اور ضروری مسائل ازبر ہو جائیں۔

بہت زیادہ زمانہ نہیں گزرا کہ درسی کتابوں کی اُردو شروح کو بنظر استحسان نہیں دیکھا جاتا تھا۔ طلباء کے لئے ملجأ وماویٰ اور مرجع استاذ محترم کی ذات ہوتی تھی یا کتاب یا کچھ یادداشتیں جو دوران درس لکھ لی جاتی تھیں۔ بحمد اللہ انہی اقانیم ثلثہ کی بدولت بے شمار متبحر، محقق اور جامع الکمالات عبقری شخصیات پیدا ہوئیں۔ اب کچھ عرصہ سے طلباء کی بے ذوقی اور اساتذہ کرام سے قلت مصاحبت وملازمت کی وجہ سے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی ہے کہ اہم درسی کتب کی ایسی شروح لکھ دی جائیں جن سے متوسط الاستعداد اور کم ہمت طلباء بھی مستفید ہو سکیں۔ کمزوروں کی اعانت حق تعالیٰ شانہٗ کے نزدیک نہایت محبوب ومستحب عمل ہے۔ اسی کو سامنے رکھتے ہوئے جامعہ خیر المدارس کے استاذ حضرت مولانا اللہ بخش صاحب ظفر بارک اللہ فی علومہ نے ہدایۃ النحو کی ایک مبسوط ومفصل شرح قلمبند فرمائی ہے۔ مولانا ایک کہنہ مشق استاذ ہیں۔ آپ کئی سال تک ہدایۃ النحو کی تدریس فرما چکے ہیں۔ آپ نے ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' کے امتحانی پرچوں کے انداز سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ شرح مرتب فرمائی ہے جس کا مطالعہ ان شاء اللہ العزیز اساتذہ اور طلباء وطالبات کے لئے انتہائی مفید اور استعداد افزا ہوگا۔

دُعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس خدمتِ علم کو قبولیت خاصہ اور نافعیت عامہ عطا فرمائیں اور طلباء واساتذہ کے لئے اسے نافع اور ذریعہ علم بنائیں۔ آمین!

محتاج دُعا

قاری محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیر المدارس، ملتان

۱۲/صفر المظفر ۱۴۲۶ھ ...... ۲۳/مارچ ۲۰۰۵ء


Postal Address: JAMIA KHAIR-UL-MADARIS O/s Dehli Gate Multan.
Off: 92-61-4545783, 4544440 Fax: 92-61-4546524 E-mail: hanif@khairulmadaris.com.pk